بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کتاب الالفاظ من الادب وغیرھا

بَابُ النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الدَّهْرِ ۷۹۸

زمانہ کو بُرا کہنے کی ممانعت

۵۷۴۶ - وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَسُبُّ ابْنُ آدَمَ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِيَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ ۞

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابن آدم زمانہ کو برا کہتا ہے اور میں زمانہ (کا خالق) ہوں رات اور دن کی گردش میرے ہاتھ میں ہے۔

۵۷۴۷ - وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي عُمَرَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ابن آدم مجھے ایذاء دیتا ہے، وہ زمانہ کو بُرا کہتا ہے اور میں زمانہ (کا خالق) ہوں، میں رات اور دن کو پلٹتا رہتا ہوں۔

۵۷۴۸ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ يَقُولُ يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ فَلَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا، مجھے ابن آدم ایذاء دیتا ہے، وہ کہتا ہے "ہائے زمانہ کی نامرادی" سو تم میں سے کوئی شخص نہ کہے کہ "ہائے زمانہ کی نامرادی" کیونکہ زمانہ (کا خالق)

يَقُولَنَّ اَحَدُكُمْ يَاخَيْبَةَ الدَّهْرِ فَاِنِّيْ اَنَا الدَّهْرُ اُقَلِّبُ لَيْلَهٗ وَنَهَارَهٗ فَاِذَا شِئْتُ قَبَضْتُهُمَا۔

میں ہوں، رات اور دن کو میں بدلتا رہتا ہوں اور جب میں چاہوں گا ان کو قبض کر لوں گا۔

۵۷۴۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ يَاخَيْبَةَ الدَّهْرِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ "ہائے زمانہ کی نامرادی"، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی زمانہ (کا خالق) ہے۔

۵۷۵۰۔ وَحَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمانہ کو برا مت کہو کیونکہ اللہ تعالیٰ زمانہ (کا خالق) ہے۔

اللہ تعالیٰ پر دہر کے اطلاق کی توجیہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے "انا الدھر" یعنی میں زمانہ ہوں" اور یہ اطلاق مجازی ہے، اس کا معنی ہے میں زمانہ کا اور زمانہ میں پیدا ہونے والے حوادث کا خالق ہوں، اس کا سبب یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کی یہ عادت تھی کہ جب کوئی اندوہناک حادثہ ہوتا تو وہ زمانہ کو برا کہتے تھے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمانہ کو برا مت کہو کیونکہ جن مصائب اور حوادث کی بناء پر تم زمانہ کو برا کہتے ہو وہ تمام حوادث تو اللہ تعالیٰ کے پیدا کیے ہوئے ہیں، کیونکہ وہی ہر چیز کا خالق ہے۔ [1]

بَابُ كَرَاهَةِ تَسْمِيَةِ الْعِنَبِ كَرْمًا

عنب (انگور) کو کرم کہنے کی کراہت

۵۷۵۱۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسُبُّ اَحَدُكُمُ الدَّهْرَ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ وَلَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ لِلْعِنَبِ الْكَرْمَ فَاِنَّ الْكَرْمَ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص زمانہ کو برا نہ کہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی زمانہ (کا خالق) ہے اور تم میں سے کوئی شخص عنب (انگور) کو کرم نہ کہے، کیونکہ کرم تو مسلمان آدمی ہے۔

۵۷۵۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ اَبِيْ عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (عنب کو) کرم نہ کہو، کیونکہ کرم مومن کا دل ہے۔

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۳۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

تَقُوْلُوْا كَرْمٌ فَإِنَّ الْكَرْمَ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ۔

۵۷۵۳۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَسُبُّوا الْعِنَبَ الْكَرْمَ فَإِنَّ الْكَرْمَ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنب کو کرم نہ کہو کیونکہ کرم تو مسلمان آدمی ہے۔

۵۷۵۴۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمُ الْكَرْمَ فَإِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ تم میں سے کوئی شخص کرم نہ کہے کیونکہ کرم مومن کا دل ہے۔

۵۷۵۵۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ لِلْعِنَبِ الْكَرْمَ إِنَّمَا الْكَرْمُ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ تم میں سے کوئی شخص عنب کو کرم نہ کہے، کیونکہ کرم تو مسلمان آدمی ہے۔

۵۷۵۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى (يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ) عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُولُوا الْكَرْمُ وَلٰكِنْ قُولُوا الْحَبَلَةُ (يَعْنِي الْعِنَبَ)۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کرم نہ کہو لیکن حبلہ یعنی عنب (انگور) کہو۔

۵۷۵۷۔ وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلْقَمَةَ بْنَ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُولُوا الْكَرْمُ وَلٰكِنْ قُولُوا الْعِنَبُ وَالْحَبَلَةُ۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کرم نہ کہو لیکن کہو عنب اور حبلہ۔

انگور پر کرم کے اطلاق کی ممانعت کی وجہ

علامہ یحیٰی بن شرف نووی لکھتے ہیں: عرب عنب (انگور) کو کرم کہتے تھے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انگوروں کو کرم کہنے سے منع فرمایا، فقہاء نے اس کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ انگوروں سے شراب بھی بنائی جاتی ہے

اور عرب شراب کو بھی مجازاً الکرم کہتے تھے، جب کہ کرم کا لفظ سخاوت اور شرافت کے معنی میں بھی مستعمل ہے، مومن کو کریم کہا جاتا ہے، قرآن مجید میں ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (حجرات: ۴۹) "تم میں سب سے زیادہ کریم وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو"۔ مومن کے قلب کو بھی ایمان، ہدایت، نور، تقویٰ اور دیگر صفات کریمہ کی وجہ سے کرم کہا جاتا ہے، اس بناء پر شارع علیہ السلام نے انگور پر کرم کے اطلاق سے منع فرمایا تاکہ یہ اطلاق شراب پر کرم کے اطلاق کا سبب نہ بنے۔ [1]

بَابُ حُكْمِ إِطْلَاقِ لَفْظَةِ الْعَبْدِ وَالْأَمَةِ وَالْمَوْلَى وَالسَّيِّدِ

لفظ عبد، امۃ، مولیٰ اور سیّد کے اطلاق کرنے کا حکم

۵۷۵۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ (وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ) عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ عَبْدِي وَأَمَتِي كُلُّكُمْ عَبِيدُ اللَّهِ وَكُلُّ نِسَائِكُمْ إِمَاءُ اللَّهِ وَلَكِنْ لِيَقُلْ غُلَامِي وَجَارِيَتِي وَفَتَايَ وَفَتَاتِي۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص کسی کو میرا بندہ، اور میری بندی نہ کہے، تم سب اللہ کے بندے ہو، اور تمہاری تمام عورتیں اللہ کی بندیاں ہیں، البتہ یوں کہہ سکتا ہے، میرا غلام، میری کنیز، میرا نوکر، میری نوکرانی۔

۵۷۵۹۔ وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ عَبْدِي فَكُلُّكُمْ عَبِيدُ اللَّهِ وَلَكِنْ لِيَقُلْ فَتَايَ وَلَا يَقُلِ الْعَبْدُ رَبِّي وَلَكِنْ لِيَقُلْ سَيِّدِي۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص کسی کو یہ نہ کہے "میرا بندہ" تم سب اللہ کے بندے ہو، البتہ یہ کہہ سکتا ہے، میرا نوکر، اور نہ غلام یہ کہے "میرا رب" البتہ میرا سیّد (مالک) کہہ سکتا ہے۔

۵۷۶۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِمَا وَلَا يَقُلِ الْعَبْدُ لِسَيِّدِهِ مَوْلَايَ وَزَادَ فِي حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ فَإِنَّ مَوْلَاكُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ۔

ایک روایت میں ہے غلام اپنے سیّد کو "میرا مولا" نہ کہے کیونکہ تم سب کا مولیٰ اللہ عزوجل ہے۔

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۳۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

۵۷۶۱ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ اسْقِ رَبَّكَ أَطْعِمْ رَبَّكَ وَضِّئْ رَبَّكَ وَلَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ رَبِّي وَلْيَقُلْ سَيِّدِي مَوْلَايَ وَلَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ عَبْدِي أَمَتِي وَلْيَقُلْ فَتَايَ فَتَاتِي غُلَامِي -

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے اپنے رب کو پلا، اپنے رب کو کھلا، اور نہ تم میں سے کوئی شخص (کسی کو) "میرا رب" کہے البتہ "میرا سید اور میرا مولیٰ" کہے اور نہ تم میں سے کوئی شخص (کسی کو) "میرا بندہ یا میری بندی" کہے، البتہ میرا نوکر یا میری نوکرانی کہے۔

لفظ عبد اور رب کے اطلاق کی تفصیل

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:
علماء نے کہا ہے کہ ان احادیث سے دو چیزوں کی ممانعت کرنا مقصود ہے:

۱- غلام کا اپنے مالک کو میرا رب کہنا ممنوع ہے، کیونکہ ربوبیت حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، رب اس کو کہتے ہیں جو مالک ہو یا قائم بالشئی ہو اور اس چیز کی حقیقت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہے، اگر یہ اعتراض ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود علامات قیامت میں بیان فرمایا ہے: "لونڈی رب (مالک) کو جنے گی" تو اس کے دو جواب ہیں اولاً یہ کہ اس حدیث میں یہ اطلاق بیان جواز کے لیے ہے اور اس باب کی احادیث میں ممانعت تنزیہہ اور ادب کی وجہ سے ہے ثانیاً اس باب کی احادیث سے مراد یہ ہے کہ ان لفظوں کو بہ کثرت استعمال نہ کیا جائے اور اس کو عام عادت نہ بنالیا جائے اور کبھی کبھی ان لفظوں کا اطلاق کرنا ممنوع نہیں ہے، قاضی عیاض نے اسی جواب کو اختیار کیا ہے اور مملوک کا اپنے مالک کو سید کہنا ممنوع نہیں ہے، آپ نے (حدیث نمبر ۵۷۶۱) میں خود فرمایا: "میرا سید" کہے کیونکہ سید کا لفظ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس طرح خاص نہیں ہے جس طرح لفظ رب اس کے ساتھ خاص ہے، قرآن مجید اور حدیث متواتر میں اللہ تعالیٰ پر سید کا اطلاق نہیں ہے، نیز آپ نے فرمایا: "میرا یہ بیٹا سید ہے" نیز فرمایا "اپنے سید کے لیے قیام کرو" ایک اور حدیث میں فرمایا: "کیا تمہارے سید نہیں کہتے" اس لیے اگر غلام اپنے مالک کو سید کہے تو اس میں کوئی اشکال اور التباس نہیں ہے، اسی طرح اگر غلام اپنے مالک کو "میرا مولیٰ" کہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ مولیٰ کا اطلاق متعدد معنی پر ہوتا ہے، ان میں ایک معنی مالک اور ناصر بھی ہے، باقی حدیث نمبر ۵۷۶۰ میں جو مالک کو مولیٰ کہنے کی ممانعت ہے تو اس میں اعمش کا تفرد ہے، باقی راویوں نے اس زیادتی کا ذکر نہیں کیا اس لیے اس ممانعت کو ترک کرنا افضل ہے۔

۲- مالک کا اپنے غلام یا کنیز کو میرا بندہ یا میری بندی کہنا ممنوع ہے، کیونکہ حقیقت میں عبودیت کا صرف اللہ عزوجل مستحق ہے، نیز اس میں مخلوق کی ایسی تعظیم ہے جس کے وہ لائق نہیں ہے، البتہ میرا خادم اور میرا نوکر وغیرہ کہنا جائز ہے۔ لـــه

(حاشیہ صفحہ ہذا آئندہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِ الْإِنْسَانِ خَبُثَتْ نَفْسِي

"میرا نفس خبیث ہو گیا" کہنے کی ممانعت

۵۷۶۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِي وَلَكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِي هَذَا حَدِيثُ أَبِي كُرَيْبٍ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ لَكِنْ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ "میرا نفس خبیث ہو گیا" بلکہ یہ کہے کہ میرا نفس سست اور کاہل ہو گیا، راوی ابوبکر نے اس حدیث کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ اور اس میں "لیکن" کا لفظ نہیں ہے۔

۵۷۶۳- وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۵۷۶۴- وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِي وَلْيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِي

سہل بن حنیف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ "میرا نفس خبیث ہو گیا"، بلکہ یہ کہے کہ میرا نفس سست اور کاہل ہو گیا۔

مسلمان کو علی التعیین خبیث کہنے کی ممانعت

علامہ یحیی بن شرف نووی لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خبیث کے لفظ کو اس کی قباحت کی وجہ سے ناپسند فرمایا۔ اور آداب گفتگو کی تعلیم دی، اگر یہ اعتراض ہو کہ حدیث میں ہے: نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص صبح کی نماز کے وقت تک سوتا رہے اس کی صبح خبیث نفس کے ساتھ ہو گی" قاضی عیاض نے اس کے جواب میں کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مبہم اور مذموم الحال شخص کی صفت بیان کی ہے سو اس طرح جائز ہے اور کسی مسلمان کو علی التعیین خبیث کہنا ممنوع ہے۔ ؎

اس کی نظیر یہ ہے کہ کسی مسلمان کو معین اور مشخص کر کے اس پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے البتہ علی العموم صفات مذمومہ کے اعتبار سے لعنت کرنا جائز ہے جیسے لعنۃ اللہ علی الکاذبین، لعنۃ اللہ علی الظالمین۔

حاشیہ صفحہ سابقہ ملاحظہ فرمائیں

؎- علامہ یحیی بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ شرح مسلم ج ۲ ص ۲۳۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

؎- شرح مسلم ج ۲ ص ۲۳۸،

بَابُ اِسْتِعْمَالِ الْمِسْكِ وَكَرَاهَةِ رَدِّ الرَّيْحَانِ وَ الطِّيْبِ!

مشک کا استعمال اور ریحان اور خوشبو کو مسترد کرنے کی کراہت

۵۷۶۵ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنِيْ خُلَيْدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتِ امْرَاَةٌ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ قَصِيْرَةٌ تَمْشِيْ مَعَ امْرَاَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ فَاتَّخَذَتْ رِجْلَيْنِ مِنْ خَشَبٍ وَخَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ مُغْلَقٍ مُطْبَقٍ ثُمَّ حَشَتْهُ مِسْكًا وَ هُوَ اَطْيَبُ الطِّيْبِ فَمَرَّتْ بَيْنَ الْمَرْاَتَيْنِ فَلَمْ يَعْرِفُوْهَا فَقَالَتْ بِيَدِهَا هٰكَذَا وَنَفَضَ شُعْبَةُ يَدَهُ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک پستہ قد عورت تھی وہ دو لمبی عورتوں کے درمیان چلتی تھی، اس نے لکڑی کی دو ٹانگیں بنوائیں اور سونے کے خول کی ایک انگوٹھی بنوائی جو بند ہوتی تھی، پھر اس میں مشک کی خوشبو بھری اور وہ سب سے اچھی خوشبو ہے پھر وہ ان دو لمبی عورتوں کے درمیان سے گزری تو انھوں نے اس کو نہیں پہچانا، پھر اس عورت نے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا، شعبہ نے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا۔

۵۷۶۶ - حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ خُلَيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ وَالْمُسْتَمِرِّ قَالَا سَمِعْنَا اَبَا نَضْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ امْرَاَةً مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ حَشَتْ خَاتَمَهَا مِسْكًا وَالْمِسْكُ اَطْيَبُ الطِّيْبِ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بنو اسرائیل کی ایک عورت کا ذکر کیا، جس نے اپنی انگوٹھی میں مشک بھری تھی اور مشک سب سے اچھی خوشبو ہے۔

۵۷۶۷ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ كِلَاهُمَا عَنِ الْمُقْرِئِ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِئُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ اَيُّوْبَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ رَيْحَانٌ فَلَا يَرُدُّهُ فَاِنَّهُ خَفِيْفُ الْمَحْمِلِ طَيِّبُ الرِّيْحِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو ریحان (پھول) دیا جائے وہ اس کو واپس نہ کرے کیونکہ اس کا کوئی بوجھ نہیں اور اس کی خوشبو پاکیزہ ہے۔

۵۷۶۸ - حَدَّثَنِيْ هٰرُوْنُ بْنُ سَعِيْدِ الْاَيْلِيُّ وَاَبُوْ طَاهِرٍ وَاَحْمَدُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ اَحْمَدُ

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب خوشبو کی دھونی لیتے تو عود کی دھونی لیتے جس میں کسی اور

حَدَّثَنَا دَقَالَ الْاٰخَرَانِ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ مَخْرَمَةُ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا اسْتَجْمَرَ اسْتَجْمَرَ بِالْاَلُوَّةِ غَيْرَ مُطَرَّاةٍ وَبِكَافُوْرٍ يَطْرَحُهُ مَعَ الْاَلُوَّةِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا كَانَ يَسْتَجْمِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

چیز کی آمیزش نہ ہوتی یا عود میں کافور ملا کر ڈالتے، پھر بتایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسی طرح دھونی لیتے تھے۔

ف: اس باب کی احادیث سے واضح ہوا کہ مشک کی خوشبو سب سے افضل ہے اور مشک پاک ہے اور اس کو بدن اور کپڑوں پر لگانا اور اس کی بیع جائز ہے، اس پر سب کا اجماع ہے، شیعہ کا اس میں اختلاف ہے، لیکن ان کا مذہب باطل ہے، باقی بنو اسرائیل کی عورت نے لکڑی کی ٹانگیں لگا کر جو اپنا قد لمبا کیا تھا اگر اس سے یہ غرض تھی کہ لوگ اس کا عیب دیکھ کر اس کی غیبت نہ کریں تو یہ عمل صحیح تھا، اور اگر مردوں کو اپنا حسن دکھانے کے لیے ایسا کیا تھا تو یہ ناجائز عمل تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الشِّعْرِ

بَاب ٨٠٣

٥٧٦٩ - حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَدِفْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ هَلْ مَعَكَ مِنْ شِعْرِ أُمَيَّةَ بْنِ أَبِي الصَّلْتِ شَيْءٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ هِيهِ فَأَنْشَدْتُهُ بَيْتًا فَقَالَ هِيهِ ثُمَّ أَنْشَدْتُهُ بَيْتًا فَقَالَ هِيهِ حَتَّى أَنْشَدْتُهُ مِائَةَ بَيْتٍ۔

عمرو بن شرید اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار ہوا، آپ نے فرمایا کیا تم کو امیہ بن ابی الصلت کے اشعار میں سے کچھ شعر یاد ہیں، میں نے کہا جی! آپ نے فرمایا: سناؤ، میں نے ایک شعر سنایا، آپ نے فرمایا اور سناؤ، میں نے ایک اور شعر سنایا، آپ نے فرمایا اور سناؤ، حتیٰ کہ میں نے ایک سو اشعار سنائے۔

٥٧٧٠ - وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ أَوْ يَعْقُوبَ بْنِ عَاصِمٍ عَنِ الشَّرِيدِ قَالَ أَرْدَفَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهُ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ۔

حضرت شرید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے سوار کیا، اس کے بعد اس کی مثل روایت ہے۔

٥٧٧١ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطَّائِفِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ اسْتَنْشَدَنِي

عمرو بن شرید اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے شعر پڑھنے کے لیے فرمایا: ابراہیم بن میسرہ کی روایت میں ہے آپ نے فرمایا وہ (امیہ بن ابی الصلت) مسلمان ہونے کے قریب تھا، اور ابن مہدی کی روایت میں ہے وہ اپنے اشعار میں اسلام کے قریب تھا۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ وَزَادَ قَالَ إِنْ كَادَ لَيُسْلِمُ وَفِيْ حَدِيْثِ ابْنِ مَهْدِيٍّ قَالَ فَلَقَدْ كَادَ يُسْلِمُ فِيْ شِعْرِهِ۔

۵۷۷۲۔ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ جَمِيْعًا عَنْ شَرِيْكٍ قَالَ ابْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيْكٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَشْعَرُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَتْ بِهَا الْعَرَبُ كَلِمَةُ لَبِيْدٍ ؎ أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کرتے ہیں، عرب شاعروں کے کلام میں لبید کا شعر سب سے بہترین شعر ہے: سنو! اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے۔

۵۷۷۳۔ وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا شَاعِرٌ كَلِمَةُ لَبِيْدٍ ؎

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلُ

وَكَادَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاعروں کے کلام میں لبید کا شعر سب سے زیادہ سچا ہے، سنو! اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے، اور امیہ بن ابی الصلت اسلام قبول کرنے کے قریب تھا۔

۵۷۷۴۔ وَحَدَّثَنِيْ ابْنُ أَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَصْدَقُ بَيْتٍ قَالَهُ الشَّاعِرُ ؎ أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلُ۔

وَكَادَ ابْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاعروں کے کلام میں لبید کا شعر سب سے زیادہ سچا ہے: سنو! اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے۔ اور امیہ بن ابی الصلت اسلام لانے کا قریب تھا۔

۵۷۷۵۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَصْدَقُ بَيْتٍ قَالَتْهُ الشُّعَرَاءُ ؎

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاعروں کے کلام میں لبید کا شعر سب سے زیادہ سچا ہے، "سنو! اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے۔"

۵۷۷۶- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَصْدَقَ كَلِمَةٍ قَالَهَا شَاعِرٌ كَلِمَةُ لَبِيدٍ ؂

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ مَا زَادَ عَلٰى ذٰلِكَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلا شبہ شاعروں کے کہے ہوئے کلام میں سب سے سچا شعر لبید کا ہے، سنو، اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے۔ آپ اس سے زائد نہ پڑھتے۔

۵۷۷۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ الرَّجُلِ قَيْحًا يَرِيهِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ إِلَّا أَنَّ حَفْصًا لَمْ يَقُلْ يَرِيهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان کے پیٹ میں پیپ بھر جانا شعر بھر جانے سے بہتر ہے۔

۵۷۷۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا يَرِيهِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا۔

حضرت سعد بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھر جائے تو وہ اس سے بہتر ہے کہ اس کا پیٹ شعر سے بھر جائے۔

۵۷۷۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ يُحَنَّسَ مَوْلٰى مُصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ نَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَرْجِ إِذْ عَرَضَ شَاعِرٌ يُنْشِدُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذُوا الشَّيْطَانَ أَوْ أَمْسِكُوا الشَّيْطَانَ لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ رَجُلٍ قَيْحًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ "عرج" جا رہے تھے، سامنے سے ایک شاعر شعر پڑھتا ہوا آیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان کو پکڑ لو یا فرمایا: شیطان کو روک لو، انسان کے پیٹ میں پیپ بھرنا شعر بھرنے سے بہتر ہے۔

شعر کا لغوی اور عرفی معنی

علامہ سید زبیدی لکھتے ہیں:

"شعر" کا لفظ "علم" کے وزن پر ہے، اس کا معنی بھی علم ہے، ایک قول یہ ہے کہ دقائق امور کے علم کو شعر کہتے ہیں، ایک قول یہ ہے کہ ادراک بالحواس کو شعر کہتے ہیں، قرآن مجید میں ہے: "وانتم لا تشعرون" (زمر: ۵۰) اس آیت میں ادراک بالحواس کی نفی کی گئی ہے، اصل وضع یہی ہے، پھر غلبہ استعمال سے شعر کا استعمال ان الفاظ پر ہونے لگا جو وزن اور قافیہ کے اعتبار سے منظوم ہوں۔ مصنف (صاحب قاموس) نے بصائر میں لکھا ہے قرآن مجید نے کفار کا یہ قول نقل کیا ہے "بل افتراہ بل ہو شاعر" (انبیآء: ۵) - بلکہ انھوں نے اس قرآن کو اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے بلکہ وہ شاعر ہیں" اکثر مفسرین نے اس آیت کو اس معنی پر محمول کیا ہے کہ کفار نے یہ تہمت لگائی تھی کہ آپ منظوم کلام پیش کرتے ہیں اور بعض محققین نے کہا وہ آپ پر شاعر ہونے کی تہمت قرآن مجید کے منظوم ہونے کی وجہ سے نہیں لگاتے تھے، کیونکہ یہ بالکل ظاہر ہے کہ قرآن مجید میں ردیف اور قافیہ کی رعایت اور اسلوب شاعری نہیں ہے بلکہ وہ قرآن مجید کو شعر کہہ کر اس کا کاذب اور غیر واقعی ہونا مراد لیتے تھے۔ کیونکہ عرب شعر کو جھوٹ اور شاعر کو جھوٹے سے تعبیر کرتے تھے، حتیٰ کہ وہ دلائل کاذبہ کو دلائل شعریہ کہتے تھے، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے عام شعراء کے بیان میں فرمایا "والشعراء یتبعھم الغاون" (شعراء: ۲۲۴) - "اور شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں" اور چونکہ شعر جھوٹ کو متضمن کرتا ہے اس لیے کہا جاتا ہے احسن الشعراء اکذبہ "جو زیادہ جھوٹا ہو وہ اچھا شاعر ہوتا ہے"۔ [1]

شعر پڑھنے اور سننے کا شرعی حکم

حدیث نمبر "۶۹" میں ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے امیہ بن ابی الصلت کے اشعار سننے کی فرمائش کی، علامہ یحییٰ بن شرف نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں: امیہ کے اشعار میں چونکہ وحدانیت ہے اور بعث بعد الموت کا مفہوم ہے، اس وجہ سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے اشعار کی تحسین کی اور ان اشعار کو سننے کی فرمائش کی، اس سے معلوم ہوا کہ جن اشعار میں بے حیائی کی باتیں نہ ہوں ان کا پڑھنا اور سننا جائز ہے، خواہ وہ زمانہ جاہلیت کے اشعار ہوں یا نہ ہوں، اور اس قسم کے اشعار میں بھی بکثرت مشغول رہنا درست نہیں ہے البتہ معمولی تعداد میں اشعار پڑھنا، سننا اور ان کو یاد رکھنا جائز ہے۔

حدیث نمبر "۷" میں ہے، کسی شخص کے پیٹ میں پیپ بھر جانا اشعار بھر جانے سے بہتر ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے اوپر شعر و شاعری کا اتنا غلبہ ہو جائے جو اس کو علوم شرعیہ کی تحصیل اور یاد الٰہی سے غافل کر دے، خواہ وہ اشعار کسی قسم کے ہوں، اور اگر اس پر قرآن، حدیث اور دیگر علوم شرعیہ کا غلبہ ہو اور تھوڑے سے اشعار بھی یاد ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بعض علماء نے اس حدیث اور حدیث نمبر "۸" سے یہ استدلال کیا ہے کہ شعر پڑھنا مطلقاً مکروہ ہے خواہ ان میں کوئی بے حیائی نہ ہو لیکن جمہور علماء نے یہ کہا ہے کہ اگر اشعار میں بے حیائی کی بات نہ ہو تو پھر ان کا پڑھنا مباح ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ اچھے اشعار کا پڑھنا اچھا ہے اور برے اشعار کا پڑھنا برا ہے، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم

---

[1] سید محمد مرتضےٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۳ ص ۳۰۱ - ۳۰۰، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر، ۱۳۰۶ھ

نے سفر اور غیر سفر میں صحابہ کے سامنے اشعار سننے کی فرمائش کی اور مشرکین کی مذمت میں حضرت حسان بن ثابت کو اشعار پڑھنے کا حکم دیا، اور خلفائے راشدین، اعاظم صحابہ، ائمہ اور سلف صالحین میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ مطلقاً شعر پڑھنا مذموم ہے، بلکہ یہی کہا ہے کہ جن اشعار میں فحش مضمون ہو (یا جھوٹے اور ملحدانہ خیالات کا اظہار ہو) وہ مذموم ہیں۔ [1]

بَابُ تَحْرِيْمِ اللَّعِبِ بِالنَّرْدِشِيْرِ

نردشیر (چوسر) کی حرمت

٥٨٠٠ - حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدَشِيْرِ فَكَأَنَّمَا صَبَغَ يَدَهُ فِيْ لَحْمِ خِنْزِيْرٍ وَدَمِهٖ۔

حضرت بریدہ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے چوسر کو کھیلا اس نے گویا اپنے ہاتھوں کو خنزیر کے خون اور گوشت میں رنگ لیا۔

چوسر اور شطرنج کے متعلق فقہا حنبلیہ کی تحقیق

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

ہر وہ کھیل جس میں قمار ہو وہ حرام ہے اور جس کھیل میں کسی بھی جانب سے کسی عوض کی شرط نہ ہو ان میں سے بعض حرام ہیں اور بعض مباح ہیں، حرام تو نردشیر ہے، امام ابوحنیفہ اور اکثر شافعیہ کا یہی قول ہے، اور بعض فقہاء نے کہا یہ مکروہ ہے حرام نہیں ہے، ہماری دلیل یہ ہے کہ امام ابوداؤد نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے نردشیر (چوسر) کھیلا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس نے نردشیر کو کھیلا اس نے اپنے ہاتھ خنزیر کے خون اور گوشت میں رنگ لیے، اور سعید بن جبیر جب نردشیر (چوسر) کھیلنے والوں کے پاس سے گذرتے تو ان کو سلام نہیں کرتے تھے۔

ان دلائل کی بناء پر جو شخص بار بار نردشیر (چوسر) کھیلے اس کی گواہی مقبول نہیں، عام ازیں کہ وہ جوئے کے ساتھ کھیلے یا بغیر جوئے کے، امام ابوحنیفہ اور امام مالک کا بھی یہی قول ہے، اور یہی امام شافعی کا ظاہر مذہب ہے۔

شطرنج بھی چوسر کی طرح حرام ہے، البتہ چوسر کی حرمت زیادہ شدید ہے کیونکہ اس کی حرمت میں صریح نص وارد ہے اور شطرنج کو چوسر پر قیاس کر کے حرام کہا گیا ہے، قاضی ابوالحسین نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم، سعید بن مسیب، قاسم، سالم، عروہ، محمد بن علی بن حسین، وراق اور امام مالک کے نزدیک شطرنج حرام ہے اور یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے اور امام شافعی کہتے ہیں کہ شطرنج مباح ہے، حضرت ابوہریرہ، سعید بن مسیب اور سعید بن جبیر کا بھی یہی مذہب ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے، اور شطرنج کی تحریم میں کوئی نص وارد نہیں ہے اور نہ ہی شطرنج اور نردشیر میں کوئی علت مشترکہ ہے لہٰذا یہ اپنی اصل پر مباح ہے، نیز شطرنج سے جنگی چالوں کی مشق ہوتی ہے، لہٰذا یہ نیزہ بازی، تیر اندازی اور گھوڑے سواری کے مشابہ ہے۔

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ٦٧٦ھ، شرح مسلم ج ٢ ص ٢٤٠، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ١٣٧٥ھ

(علامہ ابن قدامہ حنبلی فرماتے ہیں) ہماری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میسر یعنی جوئے کو حرام کیا ہے (مائدہ: ۹۰) اور حضرت علی نے شطرنج کو بھی میسر فرمایا اور شطرنج کھیلنے والے اس کھیل سے جنگی چالوں کی تربیت حاصل کرنے کا قصد نہیں کرتے ان کا اس سے قصد صرف کھیل یا جوا ہوتا ہے، نیز اس میں مشغول ہو کر انسان نمازوں اور خدا کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے، اسی وجہ سے امام احمد نے فرمایا کہ شطرنج کھیلنے والے کی شہادت بھی مردود ہے، امام ابوحنیفہ اور امام مالک کا بھی یہی قول ہے۔

ابوبکر نے کہا کہ جو شخص شطرنج کو حرام سمجھتا ہو، اگر وہ شطرنج کو کھیلے، تو یہ فعل حرام ہے اور اگر اس کو مباح سمجھنے والا کھیلے تو اس کی شہادت مسترد نہیں ہوگی، الا یہ کہ اس کھیل کی وجہ سے وہ نمازوں سے غافل ہو جائے، یا اس کھیل میں وہ جھوٹی قسمیں کھائے یا بازار میں بیٹھ کر کھیلے یا اس کی وجہ سے کوئی اور سستی اور بے وقعت حرکت ہو، یہ امام شافعی کا مذہب ہے سو شطرنج کا بھی وہی حکم ہے جو باقی مختلف فیہ مسائل کا حکم ہوتا ہے۔ [1]

چوسر اور شطرنج کے متعلق فقہاء مالکیہ کی تحقیق

علامہ ابوالولید باجی مالکی لکھتے ہیں:

امام مالک کے نزدیک نرد اور شطرنج کھیلنا جائز نہیں ہے، امام مالک نے کہا کہ شطرنج غافل کرنے والی اور شر ہے، اس کو کھیلنے والا زیادہ تر اللہ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے نیز یہ جوئے کی ایک قسم ہے، اس کی وجہ سے ایک ایسی چیز میں بکثرت وقت صرف کرنا ہے جس میں کوئی دینی اور دنیاوی فائدہ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام فرمایا اور اس کی خرابیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا: اس کی وجہ سے شیطان تمہارے اندر ایک دوسرے کی عداوت اور بغض پیدا کر دیتا ہے، اللہ کی یاد اور نماز سے روکتا ہے، کیا تم باز آنے والے ہو! یہ تمام خرابیاں شطرنج میں بھی ہیں، بعض روایات میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مغفل، شعبی اور عکرمہ شطرنج کھیلتے تھے، اس کا جواب یہ ہے کہ ان تک اس کی ممانعت نہیں پہنچی اور ان کے اجتہاد نے خطا کی۔

جو شخص شرط لگائے بغیر عادۃً شطرنج کھیلتا ہو یعنی دائماً کھیلتا ہو، امام مالک کے نزدیک اس کی شہادت قبول نہیں ہو گی، کیونکہ یہ باطل چیز پر دوام ہے، نیز ہمیشہ شطرنج کھیلنے والا جھوٹی قسمیں کھاتا ہے اور اللہ کی یاد اور نمازوں سے غافل رہتا ہے اور جو شخص کبھی کبھی شطرنج کھیلتا ہے وہ ہر چند کہ برا کام کرتا ہے اور اس کے لیے شطرنج کو ترک کر دینا مستحب ہے لیکن اس کی عدالت ساقط نہیں ہو گی یعنی اس کی شہادت قبول ہو گی۔ [2]

چوسر اور شطرنج کے متعلق فقہاء شافعیہ کی تحقیق

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

امام شافعی اور جمہور فقہاء کے نزدیک نرد شیر (چوسر) حرام ہے، بعض فقہاء شافعیہ کے نزدیک چوسر کھیلنا مکروہ تنزیہی ہے، اور شطرنج کے متعلق ہمارا مذہب یہ ہے کہ وہ مکروہ تنزیہی ہے حرام نہیں ہے، تابعین کی جماعت سے بھی اسی طرح منقول ہے، امام مالک اور امام احمد نے کہا ہے کہ شطرنج حرام ہے، انھوں نے اس کو نرد شیر پر قیاس کیا ہے، ہمارے فقہاء اس قیاس کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ شطرنج، نرد شیر سے کم درجہ کی چیز ہے۔ [3]

---

1. علامہ موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۱۰ ص ۱۷۲-۱۷۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ
2. علامہ ابوالولید سلیمان بن خلف باجی مالکی اندلسی متوفی ۴۷۴ھ، منتقی ج ۷ ص ۲۷۹-۲۷۸، مطبوعہ مطبع السعادۃ، ۱۳۳۲ھ
3. علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۴۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

صاحب تکملہ شرح المہذب لکھتے ہیں:

شطرنج کھیلنا مکروہ ہے کیونکہ یہ ایک کھیل ہے جس سے دین میں کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا اور نہ اس کھیل کی کوئی ضرورت ہے اس لیے اس کا ترک اولیٰ ہے لیکن یہ حرام نہیں ہے کیونکہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن الزبیر، حضرت ابوہریرہ اور سعید بن مسیب رضی اللہ عنہم سے شطرنج کھیلنا منقول ہے، جو شخص شرط لگائے بغیر کھیلے اور کسی وجہ سے فرض اور اچھے کاموں کو ترک نہ کرے اس کی شہادت مردود نہیں ہوگی، اور جو شخص شرط لگا کر کھیلے (یعنی ہارنے والا جیتنے والے کو فلاں چیز یا اتنی رقم دے گا) تو وہ جوا کھیلنے والا ہے اس کی عدالت ساقط ہوگی، اور اس کی شہادت مقبول نہیں ہوگی۔ اور نردشیر مطلقاً حرام ہے اس کی حرمت کے متعلق حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہما سے احادیث مروی ہیں۔ [1]

چوسر اور شطرنج کے متعلق فقہاء احناف کی تحقیق

علامہ علاؤ الدین الحصکفی الحنفی لکھتے ہیں:

نرد (چوسر) اور شطرنج کھیلنا مکروہ تحریمی ہے، امام شافعی نے شطرنج کھیلنے کو مباح کہا ہے، امام ابو یوسف سے ایک روایت یہی ہے، یہ اس وقت ہے جب اس میں شرط نہ لگائی جائے اور نہ اس کو کھیلنے کی عادت بنائی جائے اور نہ اس میں مشغولیت کی بناء پر کسی واجب کو ترک کیا جائے ورنہ شطرنج کھیلنا بالاجماع حرام ہے۔ [2]

کھیل اور ورزش کے متعلق اسلام کا نقطۂ نظر

جسمانی ورزش اور باہمی دل چسپی کے لیے جو کھیل کھیلے جاتے ہیں ان کے کھیلنے سے اگر کسی غیر شرعی امر کا ارتکاب نہ ہوتا ہو اور کوئی عبادت ضائع نہ ہوتی ہو تو ان کا کھیلنا جائز ہے، مثلاً بعض کھیل ایسے ہیں جن میں کھلاڑی گھٹنوں سے اونچا نیکر پہنتے ہیں، بعض کھیل ایسے ہیں جو صبح سے شام تک جاری رہتے ہیں اور ظہر کی نماز کا وقت کھیل کے دوران آ کر نکل جاتا ہے اور کھلاڑی اور کھیل دیکھنے والے نماز کا کوئی خیال نہیں کرتے کھانے اور چائے کا وقفہ کیا جاتا ہے لیکن نماز کا کوئی وقفہ نہیں ہوتا! بعض دفعہ کسی کھیل میں ہار جیت پر کوئی شرط رکھی جاتی ہے، یہ سب امور ناجائز ہیں۔

انسان کی صحت اور جسم کو چاق و چوبند رکھنے کے لیے کھیل اور ورزش دونوں بہت ضروری ہیں، بعض لوگ میز کرسی پر بیٹھ کر دن رات پڑھنے لکھنے کا کام کرتے ہیں ان کو اپنے کام کی وجہ سے زیادہ چلنے پھرنے اور جسمانی مشقت کا موقع نہیں ملتا اس کی وجہ سے ان لوگوں کی توند نکل آتی ہے اور خون میں کلسٹرول کی مقدار زیادہ ہو جاتی ہے اور یہ لوگ ذیابیطس (خون میں شکر کا ہونا) ہائی بلڈ پریشر، دل کی بیماریوں، معدہ کا ضعف اور گیس کا شکار ہو جاتے ہیں ان بیماریوں سے محفوظ رہنے یا بیماری لاحق ہونے کے بعد ان کا مقابلہ کرنے کے لیے مختلف قسم کے کھیلوں اور ورزشوں میں مشغول رہنا حفظانِ صحت کے لیے نہایت ضروری ہے۔

اسلام میں مختلف کھیلوں اور ورزشوں کی بھی مناسب حد تک حوصلہ افزائی کی گئی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑ سواری کا مقابلہ کرایا، پیدل دوڑ کا مقابلہ کرایا، آپ نے خود بہ نفس نفیس دوڑ کے مقابلہ میں حصہ لیا، اسی طرح

---

[1] شرح المہذب ج ۲۰ ص ۲۲۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

[2] علامہ علاؤ الدین الحصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، درمختار علی ہامش رد المحتار ج ۵ ص ۲۷۳ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

آپ نے کشتی بھی کی، امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عبد اللّٰہ بن عمر ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سابق بین الخیل التی اضمرت من الحفیاء وامدھا ثنیۃ الوداع وسابق بین الخیل التی لم تضمر من الثنیۃ الی مسجد بنی زریق وان عبد اللّٰہ بن عمر کان فیمن سابق بھا۔ [1]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اضمار شدہ گھوڑوں کا (وہ گھوڑے جن کو پہلے خوب کھلایا پلایا جائے پھر انہیں بھوکا رکھ کر ان کا پسینہ نکلوایا جائے) حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک مقابلہ کرایا اور غیر اضمار شدہ گھوڑوں کا ثنیہ سے لے کر مسجد بنو زریق تک مقابلہ کرایا، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی مقابلہ کرنے والے صحابہ میں تھے۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن سلمۃ بن الاکوع قال وکان رجل من الانصار لا یسبق شدا قال فجعل یقول الا مسابق الی المدینۃ ھل من مسابق الی المدینۃ فجعل یعید ذلک قال فلما سمعت کلامہ قلت اما تکرم کریما ولا تھاب شریفا قال لا الا ان یکون رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال قلت یا رسول اللّٰہ بابی انت وامی ذرنی فلاسابق الرجل قال ان شئت قلت اذھب الیک وثنیت رجلی فطفرت فعدوت قال فربطت علیہ شرفا او شرفین استبقی نفسی ثم عدوت فی اثرہ فربطت علیہ شرفا او شرفین ثم انی رفعت حتی الحقہ فاصکہ بین کتفیہ قال قلت قد سبقت واللّٰہ قال انا اظن قال فسبقتہ الی المدینۃ۔ [2]

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ (ایک طویل حدیث کے اخیر میں) بیان کرتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص اتنا تیز دوڑتا تھا کہ کوئی شخص اس سے آگے نہیں نکل سکتا تھا، اس نے کہا "کوئی ہے جو مدینہ تک دوڑ میں میرا مقابلہ کرے! کوئی ہے جو مدینہ تک میرے ساتھ دوڑے!" وہ بار بار للکارتا رہا، میں نے اس کی شیخی سن کر کہا "کیا تم کسی کریم کی عزت نہیں کرتے؟ اور کسی شریف سے نہیں ڈرتے؟ اس نے کہا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی سے نہیں ڈرتا، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، مجھے دوڑ میں اس شخص سے مقابلہ کرنے کی اجازت دیں! آپ نے فرمایا: اگر تمہارا دل چاہے تو! میں نے اچھل کر دوڑنا شروع کیا۔ جب ایک چڑھائی یا دو چڑھائیاں آئیں تو میں سانس لینے کے لیے رکا پھر اس کے پیچھے دوڑ پڑا، پھر ایک چڑھائی یا دو چڑھائیوں پہ میں نے سانس لیا، پھر میں نے دوڑ کر اس کو جا لیا، پھر میں نے اس کے شانوں کے درمیان ایک گھونسہ مارا اور کہا لو اب تم پیچھے رہ گئے پھر میں اس سے پہلے مدینہ پہنچ گیا۔

[1] امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ٢٥٦ھ، صحیح بخاری ج ١ ص ٦١-٦٠، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ١٣٨١ھ

[2] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ٢٦١ھ، صحیح مسلم ج ٢ ص ١١٥، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ١٣٧٥ھ

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاسبق الا فی خف او حافر او نصل۔[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اونٹ، گھوڑے اور تیر اندازی یا نیزہ بازی کے سوا کسی چیز میں مقابلہ کا استحقاق نہیں ہے۔

اونٹ اور گھوڑوں کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ عام طور پر ان جانوروں سے دوڑ میں مقابلہ کرایا جاتا ہے ورنہ دوسرے جانوروں سے بھی دوڑ میں مقابلہ کرانا جائز ہے، اور استحقاق کی نفی سے اس حدیث میں انعام کے استحقاق کی نفی مراد ہے۔ اس حدیث کو امام نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔[2]

امام نسائی روایت کرتے ہیں:

عن انس بن مالک قال سابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعرابی فسبقہ فکان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجدوا فی انفسھم من ذلک فقیل لہ فی ذلک فقال حق علی اللہ ان لا یرفع شئ نفسہ فی الدنیا الا وضعہ اللہ۔[3]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے دوڑ میں مقابلہ کیا وہ اعرابی آپ سے آگے نکل گیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو اس واقعہ سے رنج پہنچا، پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کیا گیا، آپ نے فرمایا: اللہ تعالے کا یہ قانون ہے کہ جو چیز بھی دنیا میں بلند ہو اس کو پست کر دے۔ (یعنی مطلقاً سر بلندی صرف اللہ کو زیبا ہے!)

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن عائشۃ انھا کانت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر قالت فسابقتہ فسبقتہ علی رجلی فلما حملت اللحم سابقتہ فسبقنی فقال ھذہ بتلک السبقۃ[4]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک سفر میں وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں آپ فرماتی ہیں میں نے دوڑ میں آپ سے مقابلہ کیا اور آپ سے آگے نکل گئی پھر جب میں فربہ ہو گئی تو پھر میں نے آپ سے مقابلہ کیا، اس بار آپ آگے نکل گئے، آپ نے فرمایا یہ پہلی بار کا بدلہ ہے۔

---

[1] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۳۴۸، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[2] امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۱۰۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[3] " " " " ، سنن نسائی ج ۲ ص ۱۰۵،

[4] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۳۴۸، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

اس حدیث کو امام ابن ماجہ[1] اور امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔[2]

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

عن رکانۃ ان رکانۃ صارع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصرعہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔[3]

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رکانہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کشتی کی، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو پچھاڑ دیا۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔[4]

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

وکان یوم عید یلعب السودان بالدرق والحراب۔[5]

عید کے دن حبشی ڈھال اور آلات حرب کے ساتھ کھیلتے تھے۔

ان تمام احادیث سے یہ واضح ہو گیا کہ جسمانی صحت کو قائم رکھنے، ورزش اور جنگی مشقوں کے لیے، گھڑ دوڑ کا مقابلہ کرنا، اور دوسرے جسمانی کھیل کھیلنا جائز ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا ورزش کرنا بھی جائز ہے، بعض علماء اس روایت سے صحت مند کھیلوں اور جسمانی ورزشوں کے عدم جواز پر استدلال کرتے ہیں:

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری روایت کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللہ علیہ وسلم، قال کل شیء من لھو الدنیا باطل الا ثلاثۃ انتضالک بقوسک و تادیبک فرسک و ملاعبتک اھلک فانھن من الحق۔[6]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین کھیلوں کے سوا دنیا کا ہر کھیل باطل ہے، تیر کمان کے ساتھ مقابلہ کرنا، اپنے گھوڑوں کو سدھانا، اور اپنی بیوی کے ساتھ خوش طبعی کرنا۔

علامہ ذہبی اس حدیث کی سند کے متعلق تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

علامہ ذہبی نے اس کی سند پر تعقب کیا ہے اور کہا کہ اس کی سند میں ایک راوی سوید بن عبد العزیز متروک ہے، ابن ابی حاتم نے کتاب العلل میں کہا کہ میں نے ابو زرعہ سے اس سند کے متعلق سوال کیا: "عن سوید ابن

---

[1] امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۱۴۲، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد، ج ۶ ص ۲۸، ۶۱، ۲۷ تا ۱۸۲، ۱۲۹، ۳۹، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ

[3] امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۲۰۸، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[4] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۷۰، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[5] امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۳۰، مطبوعہ " " " ، ۱۳۸۱ھ

[6] امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، المستدرک ج ۲ ص ۵۹، مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع مکہ مکرمہ

عبد العزیز عن ابن عجلان عن سعید المقبری عن ابی ہریرۃ انھوں نے کہا اس سند میں خطاء اور وہم ہے۔ [۱]

جسم کو چاق و چوبند اور صحت کو قائم رکھنے کے لیے جو کھیل کھیلے جائیں اور جسمانی ورزشیں کی جائیں ان میں یہ نیت ہونی چاہیے کہ ایک صحت مند اور طاقت ور جسم، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر زیادہ اچھی طرح عمل کر سکتا ہے اور حقوق العباد کی ادائیگی اور خلق خدا کی خدمت تندرست اور توانا جسم سے بہتر طور پر کی جا سکتی ہے، اس لیے اچھی صحت اور طاقت کے حصول کے لیے مناسب کھیلوں اور ورزشوں میں حصہ لینا چاہیے۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

بغیر کسی عوض کی شرط کے مقابلہ میں حصہ لینا مطلقاً جائز ہے اور نہ اس میں کسی معین جنس کے مقابلہ کی قید ہے، خواہ پیادہ دوڑ کا مقابلہ ہو، کشتیوں کا ہو یا پرندوں، خچروں، گدھوں اور ہاتھیوں یا نیزوں کا مقابلہ ہو، اسی طرح کشتی لڑنا بھی جائز ہے اور طاقت آزمائی کے لیے پتھر اٹھانا بھی جائز ہے، کیونکہ ایک سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے دوڑ میں مقابلہ کیا ہے، حضرت سلمہ بن اکوع نے ایک انصاری سے دوڑ میں مقابلہ کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رکانہ سے کشتی لڑی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے پاس سے گزرے جو پتھر اٹھا کر طاقت آزمائی کر رہے تھے، آپ نے ان کو منع نہیں فرمایا۔ [۲]

ان تمام احادیث اور آثار میں اس کا ثبوت ہے کہ صحت اور قوت کو برقرار رکھنے کے لیے صحت مند کھیلوں اور جسمانی ورزشوں کو اختیار کرنا چاہیے اور ان کھیلوں میں دلچسپی پیدا کرنے کے لیے مقابلہ منعقد کرانا بھی جائز ہے البتہ کسی بھی مقابلہ پر ہار جیت کی شرط رکھنا ناجائز ہے۔

[۱] حافظ جمال الدین ابو محمد عبد اللہ بن یوسف زیلعی متوفی ۷۶۲ھ، نصب الرایہ ج ۴ ص ۲۷۴، مطبوعہ مجلس علمی سورت ہند، ۱۳۵۷ھ

[۲] علامہ ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۹ ص ۳۶۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الرؤیا

خوابوں کا بیان

خواب کی حقیقت اور اس کی اقسام کے متعلق علماء اسلام کی آراء

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

والرؤیا ما یری فی المنام۔[1] جو چیز نیند میں دکھائی دے وہ خواب ہے۔

علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

والرؤیا ما رأیتہ فی منامک۔[2] جس چیز کو تم نیند میں دیکھو وہ خواب ہے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

امام مازری نے یہ کہا ہے کہ خواب کی حقیقت میں اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سونے والے کے دل میں (ذہن میں) کچھ اعتقادات پیدا کر دیتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ جاگنے والے کے دل میں کچھ اعتقادات پیدا کر دیتا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے نیند اور بیداری کا کوئی حال اس کی تخلیق کے لیے رکاوٹ نہیں ہے، پھر ان اعتقادات کو اللہ تعالیٰ بعض دوسرے امور کے لیے علامت بنا دیتا ہے جن کو وہ بعد میں پیدا کرے گا، یا اس سے پہلے ان کو پیدا کر چکا ہوتا ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ نے بادلوں کو بارش کی علامت بنایا ہے اسی طرح خوابوں کو بھی بعض حقائق کے لیے علامت بنا دیا ہے (مثلاً صحیح بخاری میں ہے دودھ علم کی علامت ہے اور لباس دینداری کی علامت ہے۔ ترمذی میں ہے سفید لباس جنتی ہونے کی علامت ہے اور سیاہ لباس دوزخی ہونے کی علامت ہے، العیاذ باللہ، ——— سعیدی غفرلہٗ)

جو خواب انسان کے لیے مسرت کا باعث ہوں ان میں شیطان کے آنے کا دخل نہیں ہوتا، اور جو خواب ضرر کا باعث ہوں وہ شیطان کے حاضر ہونے کی وجہ سے نظر آتے ہیں ہرچند کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی تخلیق سے ہیں لیکن ان

---

[1] علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ ھ، المفردات ص ۲۰۹، مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ، ایران، ۱۳۴۲ھ

[2] علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس شرح القاموس ج ۱۰ ص ۱۳۹، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر، ۱۳۰۶ھ

کو مجازاً شیطان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد "الرؤیا من اللہ والحلم من الشیطان" "اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی جانب سے ہے" کا یہی مطلب ہے۔ [۱]

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

قاضی ابوبکر بن العربی نے کہا ہے کہ استاذ ابو اسحاق کے قول کا حاصل یہ ہے کہ خواب وہ ادراکات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ فرشتے یا شیطان کی وساطت سے بندے کے دل میں پیدا کرتا ہے، وہ ادراکات کبھی عبارات صریحہ کے ذریعہ اور کبھی کنایات اور اشارات کے ذریعہ پیدا کیے جاتے ہیں، جیسے بیداری میں کبھی تو انسان کے دل میں مربوط باتیں آتی ہیں اور کبھی بے ربط اور غیر محصل۔

قاضی ابوبکر بن الطیب نے کہا خواب ادراک نہیں اعتقاد ہے کیونکہ انسان خواب میں کبھی اپنے آپ کو جانور کی صورت میں دیکھتا ہے کبھی پرندے کی صورت میں اور یہ ادراک نہیں ہے اعتقاد ہے، کیونکہ اعتقاد کبھی معتقد کے خلاف بھی ہوتا ہے، لیکن صحیح پہلا قول ہے۔

علامہ قرطبی نے "مفہم" میں بعض اہل علم سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جو خوابیدہ شخص کے محل مدرک (عقل) پر مرئیات کی تصویریں بنا کر پیش کرتا ہے، بعض اوقات وہ تصویریں موجودات خارجیہ کے مطابق ہوتی ہیں اور بعض اوقات وہ تصویریں معانی معقولہ کے موافق ہوتی ہیں اور ہر دو تقدیر پر وہ صورتیں کبھی خوش خبری دینے والی ہوتی ہیں اور کبھی ڈرانے والی، ہر چند کہ عقلاً یہ ممکن ہے لیکن فرشتہ کے لیے اس عمل کے ثبوت کے لیے نقل کی ضرورت ہے۔

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ جو شخص گہری نیند سویا ہوا ہو اس کے متعلق اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ اس کا خواب دیکھنا صحیح ہے، کیونکہ جب انسان کی نیند گہری ہو تو وہ بالکل ادراک نہیں کرتا، کیونکہ نیند جس طرح انسان کو علم سے بے تعلق کر دیتی ہے اسی طرح تمیز کی دیگر صفات مثلاً ظن اور تخیل سے بھی بے گانہ کر دیتی ہے، اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل جاگتا رہتا ہے، کیونکہ خواب دیکھنے والا خواب میں اسی نوع کی چیزیں دیکھتا ہے جس نوع کی چیزوں کے ساتھ اس کا بیداری میں تعلق ہوتا ہے البتہ کبھی کبھی خواب میں ایسی صورتیں بھی نظر آتی ہیں جن کا اس کی بیداری کی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا مثلاً آدمی خواب میں ایسا گھوڑا دیکھتا ہے جس کا سر انسان کا ہوتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں، اس کے برخلاف عام انسانوں کے خوابوں میں کبھی شیطان بھی دخل انداز ہوتا ہے۔ حکیم ترمذی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے خواب کے ساتھ ایک فرشتہ مؤکل کیا ہے، جو بنو آدم کے احوال کو لوح محفوظ میں دیکھتا ہے اور ہر حال کے موافق ایک مثال بنا لیتا ہے اور جب انسان سو جاتا ہے تو اس کو وہ مثالیں حکمت کے ساتھ دکھاتی جاتی ہیں تاکہ وہ مثالیں اس کو خوش کریں، ڈرائیں یا اس پر عتاب کرنے کا سبب بن جائیں۔

---

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۴۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

تمام خوابوں کی دو قسمیں ہیں صادق اور کاذب، انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین یعنی صالحین کے خواب صادق ہوتے ہیں اور کبھی کبھی عام لوگوں کے خواب بھی صادق ہوتے ہیں اور جو کچھ وہ خواب میں دیکھتے ہیں بیداری میں اسی طرح واقع ہو جاتا ہے، اور اضغاث کی کئی اقسام ہیں: (اول) شیطان خواب دیکھنے والے کو غم میں مبتلاء کرتا ہے، مثلاً وہ خواب میں دیکھتا ہے کہ وہ اپنا سر کاٹ رہا ہے، یا وہ دیکھتا ہے کہ وہ کسی مشکل اور مصیبت میں مبتلاء ہو گیا ہے اور اس کو کوئی بچانے والا نہیں ہے۔ (ثانی) وہ خواب میں دیکھتا ہے کہ کوئی فرشتہ اس کو کسی حرام کام کے کرنے کا حکم دیتا ہے یا کسی محال عقلی کا حکم دیتا ہے (ثالث) بیداری میں وہ جس قسم کی باتیں کرتا ہے، یا جو تمنا کرتا ہے وہ خواب میں ان کاموں کو کرتا ہوا دیکھتا ہے اور اپنی تمناؤں کو پورا ہوتا ہوا دیکھتا ہے، اسی طرح وہ اپنے روز مرہ کے معمولات کو بھی خواب میں دیکھتا ہے اور مستقبل میں انجام پانے والے منصوبوں کو بھی خواب میں دیکھتا ہے اور کبھی کبھی ماضی کے واقعات کو بھی خواب میں دیکھتا ہے۔[1]

قاضی بیضاوی لکھتے ہیں:

جو صورت خیال سے نکل کر حس مشترک میں مرتسم ہو جاتی ہے اس کو خواب کہتے ہیں، اگر انسان کی روح عالم ملکوت سے متصل ہو تو وہ خواب صادق ہوتا ہے، کیونکہ جب روح بدن کی مادی خواہشات سے فارغ ہوتی ہے تو پھر اس کی عالم ملکوت کے ساتھ مناسبت ہو جاتی ہے پھر خیال میں وہاں سے صورت منتقل ہوتی ہے اور حس مشترک میں آنے کے بعد اس صورت کا مشاہدہ ہو جاتا ہے پھر اگر روح کی عالم ملکوت کے ساتھ قوی مناسبت ہو تو اس خواب کی تعبیر کی ضرورت نہیں ہوتی ورنہ اس کی تعبیر کی ضرورت پڑتی ہے۔[2]

علامہ سید محمود آلوسی لکھتے ہیں:

محدثین یہ کہتے ہیں کہ انسان کی روح کے ساتھ ایک فرشتہ موکل ہے وہ فرشتہ خواب میں اس کو جو کچھ کہتا ہے وہ سچا خواب ہوتا ہے اور شیطان اور نفس کے وسوسوں سے جو کچھ دکھائی دیتا ہے وہ جھوٹا خواب ہوتا ہے۔[3]

خواب کی حقیقت کے بیان میں علامہ آلوسی نے فلاسفہ، بعض اکابر صوفیا اور متکلمین کی آراء بھی ذکر کی ہیں، لیکن وہ سب الجھی ہوئی اور پیچیدہ عبارات ہیں جن سے عارض مسئلہ کے گیسو سلجھتے کم ہیں اور الجھتے زیادہ ہیں، اس لیے ہم نے ان کے ترک کرنے کو زیادہ مناسب سمجھا خواب کی حقیقت کو عقلی اور نقلی طور پر سمجھنے کے لیے علامہ نووی اور علامہ عسقلانی کی عبارات میں کافی مواد ہے۔

باب ۸۰۵

۵۷۸۱۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

ابو سلمہ کہتے ہیں خواب دیکھنے سے میری بخار کی سی کیفیت ہو جاتی تھی، البتہ میں چادر نہیں اوڑھتا تھا، حتیٰ کہ میری ابوقتادہ سے ملاقات ہوئی، میں نے ان سے اس واقعہ کا

---

[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۲ ص ۳۵۴-۳۵۲ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

[2] قاضی ابوالخیر عبداللہ بن عمر بیضاوی شیرازی متوفی ۶۸۵ھ، انوار التنزیل علی عنایۃ القاضی ج ۵ ص ۱۵۶، دار صادر بیروت، ۱۲۸۳ھ

[3] علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۱۲ ص ۱۸۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت

الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ كُنْتُ أَرَى الرُّؤْيَا أُعْرَى مِنْهَا غَيْرَ أَنِّي لَا أُزَمَّلُ حَتَّى لَقِيتُ أَبَا قَتَادَةَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرُّؤْيَا مِنَ اللَّهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمْ حُلْمًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُثْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهَا فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ۔

مذکرہ کیا، انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ رؤیا (اچھا خواب) اللہ کی طرف سے ہے، اور حُلم (برا خواب) شیطان کی طرف سے ہے، پس جب تم میں سے کوئی شخص ناگوار خواب دیکھے تو وہ بائیں جانب تین بار تھوک دے اور اس خواب کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے، پھر وہ خواب اس کو ضرر نہیں دے گا۔

۵۷۸۲ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ وَعَبْدِ رَبِّهِ وَيَحْيَى ابْنَيْ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيثِهِمْ قَوْلَ أَبِي سَلَمَةَ كُنْتُ أَرَى الرُّؤْيَا أُعْرَى مِنْهَا غَيْرَ أَنِّي لَا أُزَمَّلُ۔

حضرت ابو قتادہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی اس حدیث میں ابوسلمہ کے اس قول کا ذکر نہیں ہے کہ خواب دیکھ کر مجھ پر بخار چڑھنے کی سی حالت ہو جاتی تھی البتہ میں چادر نہیں اوڑھتا تھا۔

۵۷۸۳ - وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا أُعْرَى مِنْهَا وَزَادَ فِي حَدِيثِ يُونُسَ فَلْيَبْصُقْ عَلَى يَسَارِهِ حِينَ يَهُبُّ مِنْ نَوْمِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کی ہیں، ان میں بخار کی سی حالت ہونے کا ذکر نہیں ہے، یونس کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں: جب وہ نیند سے بیدار ہو تو اپنی بائیں جانب تین بار تھوکے۔

۵۷۸۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ (يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرُّؤْيَا مِنَ اللَّهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُثْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهَا فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ فَقَالَ

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا خواب اللہ کی جانب سے ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے ہے، جب تم میں سے کوئی شخص ناگوار خواب دیکھے تو بائیں جانب تین بار تھوک دے اور اس خواب کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے، پھر اس کو اس خواب سے ضرر نہیں ہوگا، ابوسلمہ کہتے ہیں کہ بعض اوقات میں ایسے خواب دیکھتا جو مجھ پر پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری ہوتے تھے، اس حدیث کو سننے کے بعد پھر مجھے

إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا أَثْقَلَ عَلَيَّ مِنْ جَبَلٍ فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ بِهَذَا الْحَدِيثِ فَمَا أُبَالِيهَا۔

۵۷۸۵ - وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ (يَعْنِي الثَّقَفِيَّ) ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ الثَّقَفِيِّ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ فَإِنْ كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ اللَّيْثِ وَابْنِ نُمَيْرٍ قَوْلُ أَبِي سَلَمَةَ إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ وَزَادَ ابْنُ رُمْحٍ فِي رِوَايَةِ هَذَا الْحَدِيثِ وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ۔

۵۷۸۶ - وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللَّهِ وَالرُّؤْيَا السُّوءُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَمَنْ رَأَى رُؤْيَا فَكَرِهَ مِنْهَا شَيْئًا فَلْيَنْفُثْ عَنْ يَسَارِهِ وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ لَا تَضُرُّهُ وَلَا يُخْبِرْ بِهَا أَحَدًا فَإِنْ رَأَى رُؤْيَا حَسَنَةً فَلْيُبْشِرْ وَلَا يُخْبِرْ إِلَّا مَنْ يُحِبُّ۔

۵۷۸۷ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا تُمْرِضُنِي قَالَ فَلَقِيتُ أَبَا قَتَادَةَ فَقَالَ وَأَنَا كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا فَتُمْرِضُنِي حَتَّى سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللَّهِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يُحِبُّ فَلَا يُحَدِّثْ بِهَا إِلَّا مَنْ يُحِبُّ وَإِنْ رَأَى مَا يَكْرَهُ فَلْيَتْفُلْ

کسی برے خواب کی پروا نہیں رہی۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں، ثقفی کی روایت میں ہے ابو سلمہ نے کہا میں خواب دیکھتا تھا، لیث اور ابن نمیر کی روایت میں ابو سلمہ کا یہ قول نہیں ہے، ابن رمح کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ جس کروٹ پر لیٹا ہوا ہے اس سے پھر جائے۔

حضرت ابو قتادہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اور برا خواب شیطان کی جانب سے ہے پس جس شخص نے کوئی خواب دیکھا اور اس میں سے کوئی چیز اس کو بری لگی اس کو چاہیے کہ تین بار اپنی بائیں جانب تھوکے اور شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے، تو پھر وہ خواب اس کو ضرر نہیں دے گا، اور وہ خواب کسی کو بیان نہ کرے اور اگر اچھا خواب دیکھے تو اس کو بیان کرے اور صرف اس سے بیان کرے جو اس سے محبت کرتا ہو۔

ابو سلمہ بیان کرتے ہیں کہ بعض اوقات میں ایسا خواب دیکھتا تھا کہ میں اس سے بیمار پڑ جاتا تھا حتیٰ کہ میری حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی انھوں نے کہا کہ میں بھی بعض اوقات خواب دیکھ کر بیمار پڑ جاتا تھا حتیٰ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا اچھا خواب اللہ کی جانب سے ہوتا ہے، جب تم میں سے کوئی شخص پسندیدہ خواب دیکھے تو وہ خواب صرف اس شخص سے بیان کرے جو اس سے محبت کرتا ہو اور اگر کوئی ناگوار خواب دیکھے تو اپنی بائیں جانب تین بار تھوک دے اور تین بار شیطان اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے اور وہ خواب کسی سے بیان نہ کرے، پھر وہ خواب اس کو ضرر نہیں دے گا۔

عَنْ يَسَارِهٖ ثَلَاثًا وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشَرِّهَا وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا أَحَدًا فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهٗ۔

۵۷۸۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهٖ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص ناپسندیدہ خواب دیکھے تو تین بار اپنی بائیں جانب تھوک دے اور تین بار شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے اور کروٹ بدل لے۔

۵۷۸۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُسْلِمِ تَكْذِبُ وَأَصْدَقُكُمْ رُؤْيَا أَصْدَقُكُمْ حَدِيْثًا وَرُؤْيَا الْمُسْلِمِ جُزْءٌ مِنْ خَمْسٍ وَأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ وَالرُّؤْيَا ثَلَاثَةٌ فَرُؤْيَا الصَّالِحَةِ بُشْرَى مِنَ اللّٰهِ وَرُؤْيَا تَحْزِيْنٌ مِنَ الشَّيْطَانِ وَرُؤْيَا مِمَّا يُحَدِّثُ الْمَرْءُ نَفْسَهٗ فَإِنْ رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا النَّاسَ قَالَ وَأُحِبُّ الْقَيْدَ وَأَكْرَهُ الْغُلَّ وَالْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّيْنِ فَلَا أَدْرِي هُوَ فِي الْحَدِيْثِ أَمْ قَالَهُ ابْنُ سِيْرِيْنَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب زمانہ (قیامت کے) قریب ہو جائے گا تو کسی مسلمان کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا، جو شخص زیادہ سچا ہوگا اس کا خواب بھی زیادہ سچا ہوگا، مسلمان کا خواب نبوت کے اجزاء میں سے پینتالیسواں حصہ ہے۔ خواب کی تین قسمیں ہیں، ایک صالح خواب ہے جو اللہ تعالٰی کی طرف سے بشارت ہے، دوسرا غمگین کرنے والا خواب ہے، جو شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، تیسرا وہ خواب ہے جو انسان کے خیالات اور خواہشات کا عکس ہوتا ہے، اگر تم میں سے کوئی شخص ناپسندیدہ خواب دیکھے تو وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور لوگوں کو وہ خواب بیان نہ کرے، آپ نے فرمایا میں خواب میں بیڑیاں دیکھنا پسند کرتا ہوں اور طوق دیکھنا ناپسند کرتا ہوں، بیڑیوں سے مراد دین میں ثابت قدمی ہے، راوی کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ یہ کلام حدیث کا حصہ ہے یا امام ابن سیرین کا قول ہے۔

۵۷۹۰- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوْبَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي الْحَدِيْثِ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ مجھے (خواب میں) بیڑیاں اچھی لگتی ہیں اور میں طوق کو ناپسند کرتا ہوں، بیڑیوں سے مراد دین میں ثابت قدمی ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم

فَيُعْجِبُنِي الْقَيْدُ وَأَكْرَهُ الْغُلَّ وَالْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ۔

نے فرمایا: مؤمن کا خواب نبوت کے اجزاء میں سے چھیالیسواں جزء ہے۔

۵۷۹۱۔ حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ (يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ)، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَهِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب زمانہ (قیامت کے) قریب ہو جائے گا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے اور اس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہیں ہے۔

۵۷۹۲۔ وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَدْرَجَ فِي الْحَدِيثِ قَوْلَهُ وَأَكْرَهُ الْغُلَّ إِلَى تَمَامِ الْكَلَامِ وَلَمْ يَذْكُرِ الرُّؤْيَا جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ۔

حضرت ابوہریرہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، اس حدیث میں انھوں نے اپنے اس قول کو درج کیا کہ میں طوق کو ناپسند کرتا ہوں، اس حدیث میں یہ نہیں ہے کہ خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

۵۷۹۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَأَبُو دَاوُدَ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

۵۷۹۴۔ وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی۔

۵۷۹۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ -

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

۵۷۹۶ - وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ الْخَلِيلِ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُؤْيَا الْمُسْلِمِ يَرَاهَا أَوْ تُرَى لَهُ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ -

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کا خواب خواہ وہ خود دیکھے یا اس کے متعلق کوئی اور دیکھے، اور ابن مسہر کی روایت میں ہے صالح خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

۵۷۹۷ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُؤْيَا الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ -

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مرد صالح کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

۵۷۹۸ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا حَرْبٌ يَعْنِي ابْنَ شَدَّادٍ كِلَاهُمَا عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ -

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں۔

۵۷۹۹ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِيهِ -

حضرت ابوہریرہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کی۔

۵۸۰۰ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا خواب نبوت کے

جَمِيعًا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ۔

ستر اجزاء میں سے ایک جز ہے۔

۵۸۰۱۔ وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ الْمُثَنَّى وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۵۸۰۲۔ وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ (يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ) كِلَاهُمَا عَنْ نَافِعٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ اللَّيْثِ قَالَ نَافِعٌ حَسِبْتُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ۔

نافع کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے حضرت ابن عمر نے نبوت کے ستر اجزاء میں سے ایک جز کہا تھا۔

۵۸۰۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ (يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ) حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَهِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا ہے کیونکہ شیطان میری مثل نہیں بن سکتا۔

۵۸۰۴۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقَظَةِ أَوْ لَكَأَنَّمَا رَآنِي فِي الْيَقَظَةِ لَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي وَقَالَ فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ قَالَ أَبُو قَتَادَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے عنقریب بیداری میں بھی دیکھے گا یا فرمایا گویا اس نے مجھ کو بیداری میں دیکھا، شیطان میری صورت میں نہیں آ سکتا، حضرت ابوقتادہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔

۵۸۰۵۔ وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا عَمِّي فَذَكَرَ الْحَدِيثَيْنِ جَمِيعًا بِإِسْنَادَيْهِمَا

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک سند ذکر کی۔

سواء مثل حديث يونس۔

٥٨٠٦ - وحدثنا قتيبة ابن سعيد حدثنا ليث ح وحدثنا ابن رمح اخبرنا الليث عن ابي الزبير عن جابر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من رانى فى النوم فقد رانى انه لا ينبغى للشيطان ان يتمثل فى صورتى وقال اذا حلم احدكم فلا يخبر احدا بتلعب الشيطان به فى المنام۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آ سکتا، اور جب تم میں سے کوئی شخص برا خواب دیکھے تو وہ اپنے ساتھ شیطان کے کھیلنے کی کسی کو خبر نہ دے۔

٥٨٠٧ - وحدثني محمد بن حاتم حدثنا روح حدثنا زكريا بن اسحق حدثني ابو الزبير انه سمع جابر بن عبد الله يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من رانى فى النوم فقد رانى فانه لا ينبغى للشيطان ان يتشبه بى۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مجھے نیند میں دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان میں یہ طاقت نہیں کہ وہ میری صورت میں آسکے۔

٥٨٠٨ - حدثنا قتيبة بن سعيد حدثنا ليث ح وحدثنا ابن رمح اخبرنا الليث عن ابي الزبير عن جابر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال لاعرابى جاءه فقال انى حلمت ان راسى قطع فانا اتبعه فزجره النبى صلى الله عليه وسلم وقال لا تخبر بتلعب الشيطان بك فى المنام۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آکر کہنے لگا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرا سر کٹ گیا ہے اور میں اس کے پیچھے جا رہا ہوں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو ڈانٹا اور فرمایا شیطان خواب میں تمہارے ساتھ جو چھیڑ خانی کرتا ہے وہ کسی کو نہ بتلایا کرو۔

٥٨٠٩ - وحدثنا عثمان بن ابى شيبة حدثنا جرير عن الاعمش عن ابى سفيان عن جابر قال جاء اعرابى الى النبى صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله رايت فى المنام كان راسى ضرب فتدحرج فاشتددت على اثره فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم للاعرابى لا تحدث الناس بتلعب الشيطان بك فى منامك وقال سمعت النبى صلى الله عليه وسلم

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا سر کاٹا گیا وہ لڑھکتا ہوا جا رہا ہے اور میں اس کے پیچھے دوڑ رہا ہوں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اعرابی سے فرمایا: خواب میں شیطان تمہارے ساتھ جو چھیڑ خانی کرے وہ کسی کو نہ بتایا کرو۔ حضرت جابر کہتے ہیں اس کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا: خواب میں شیطان تمہارے ساتھ جو چھیڑ خانی کرے

بَعْدُ يَخْطُبُ فَقَالَ لَا يُحَدِّثَنَّ أَحَدُكُمْ بِتَلَعُّبِ الشَّيْطَانِ بِهِ فِي مَنَامِهِ۔

اس کا کسی سے تذکرہ مت کرو۔

۵۸۱۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ رَأْسِي قُطِعَ قَالَ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ إِذَا لَعِبَ الشَّيْطَانُ بِأَحَدِكُمْ فِي مَنَامِهِ فَلَا يُحَدِّثْ بِهِ النَّاسَ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ إِذَا لُعِبَ بِأَحَدِكُمْ وَلَمْ يَذْكُرِ الشَّيْطَانَ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا سر کاٹ دیا گیا، حضرت جابر کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے، آپ نے فرمایا جب خواب میں تم میں سے کسی کے ساتھ شیطان چھیڑ خانی کرے تو وہ لوگوں کو نہ بتایا کرے، ابوبکر کی روایت میں ہے: جب تم میں سے کسی کے ساتھ چھیڑ خانی کی جائے، انھوں نے شیطان کا ذکر نہیں کیا۔

۵۸۱۱۔ حَدَّثَنَا حَاجِبُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَوْ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ (وَاللَّفْظُ لَهُ) أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَرَى اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطِفُ السَّمْنَ وَالْعَسَلَ فَأَرَى النَّاسَ يَتَكَفَّفُونَ مِنْهَا بِأَيْدِيهِمْ فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ وَأَرَى سَبَبًا وَاصِلًا مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ فَأَرَاكَ أَخَذْتَ بِهِ فَعَلَوْتَ ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ مِنْ بَعْدِكَ فَعَلَا ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَانْقَطَعَ بِهِ ثُمَّ وُصِلَ لَهُ فَعَلَا قَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِأَبِي أَنْتَ وَاللّٰهِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! آج رات میں نے خواب دیکھا کہ ایک ابر کے ٹکڑے سے شہد اور گھی ٹپک رہا ہے، میں نے دیکھا کہ لوگ اپنے اپنے چلو میں اس کو لے رہے ہیں، بعض لوگ زیادہ چلو بھر رہے ہیں اور بعض کم، اور میں نے دیکھا کہ آسمان سے زمین کی طرف ایک رسی لٹکی ہوئی ہے، میں نے دیکھا کہ آپ اس رسی کو پکڑ کر اوپر چڑھ گئے، پھر آپ کے بعد ایک شخص نے اسی رسی کو پکڑا اور وہ بھی اوپر چڑھ گیا، پھر ایک اور شخص اس رسی کو پکڑ کر اوپر چڑھ گیا، پھر ایک تیسرے شخص نے رسی کو پکڑا تو وہ رسی ٹوٹ گئی، پھر جڑ گئی اور وہ بھی اوپر چڑھ گیا، حضرت ابوبکر نے عرض کیا، یارسول اللہ! آپ پر میرا باپ قربان ہو، بہ خدا آپ مجھے اس خواب کی تعبیر بیان کرنے دیجئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چلو تم اس کی تعبیر بیان کرو، حضرت ابوبکر نے کہا اس ابر کے ٹکڑے سے مراد اسلام ہے اور اس سے جو گھی اور شہد ٹپک رہا تھا سو وہ قرآن مجید اور اس کی نرمی اور حلاوت ہے، اور جو لوگ اس سے زیادہ یا کم چلو بھر رہے

لَتَدَعَنِّي فَلَأَعْبُرَنَّهَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْبُرْهَا قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَمَّا الظُّلَّةُ فَظُلَّةُ الْإِسْلَامِ وَأَمَّا الَّذِي يَنْطُفُ مِنَ السَّمْنِ وَالْعَسَلِ فَالْقُرْآنُ حَلَاوَتُهُ وَلِينُهُ وَأَمَّا مَا يَتَكَفَّفُ النَّاسُ مِنْ ذٰلِكَ فَالْمُسْتَكْثِرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْمُسْتَقِلُّ وَأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ فَالْحَقُّ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ تَأْخُذُ بِهِ فَيُعْلِيكَ اللّٰهُ بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ مِنْ بَعْدِكَ فَيَعْلُو بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُو بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَيَنْقَطِعُ بِهِ ثُمَّ يُوَصَّلُ لَهُ فَيَعْلُو بِهِ فَأَخْبِرْنِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِأَبِي أَنْتَ أَصَبْتُ أَمْ أَخْطَأْتُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا قَالَ فَوَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَتُحَدِّثَنِّي مَا الَّذِي أَخْطَأْتُ قَالَ لَا تُقْسِمْ۔

۵۸۱۲- وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْصَرَفَهُ مِنْ أُحُدٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي رَأَيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطُفُ السَّمْنَ وَالْعَسَلَ بِمَعْنَى حَدِيثِ يُونُسَ۔

۵۸۱۳- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَوْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ كَانَ مَعْمَرٌ أَحْيَانًا يَقُولُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَحْيَانًا يَقُولُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي أَرَى اللَّيْلَةَ ظُلَّةً بِمَعْنَى حَدِيثِهِمْ۔

تھے تو وہ قرآن مجید کو یاد کرنے والے ہیں (کوئی زیادہ اور کوئی کم) اور وہ رسی جو آسمان سے زمین کی طرف لٹک رہی تھی، تو وہ دین برحق ہے جس پر آپ قائم ہیں، آپ اس پر عمل کرتے رہیں گے حتیٰ کہ اللہ آپ کو اپنے پاس بلالے گا، پھر آپ کے بعد ایک اور ایک شخص اس دین پر عمل کرے گا، پھر اللہ اس کو بھی اپنے پاس بلالے گا، پھر ایک اور شخص اس دین پر عمل کر کے بلندی پر چڑھے گا، پھر ایک تیسرا شخص اس دین پر عمل کرے گا تو اس میں کچھ خلل ہوگا، پھر وہ خلل دور ہو جائے گا اور وہ بھی بلندی پر چلا جائے گا، یارسول اللہ! آپ پر میرے باپ قربان ہوں، آپ مجھے یہ بتلائیے کہ میں نے یہ تعبیر صحیح بیان کی ہے یا اس میں کچھ غلطی کی ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے کچھ تعبیر ٹھیک بیان کی ہے اور کچھ میں خطاء کی ہے، حضرت ابوبکر نے کہا: یارسول اللہ! خدا کی قسم آپ مجھے بتلائیے کہ میں نے کیا خطاء کی ہے، آپ نے فرمایا قسم مت دو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ اُحد سے واپس لوٹ رہے تھے تو آپ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! میں نے آج رات خواب میں ایک بادل دیکھا ہے جس سے شہد اور گھی ٹپک رہا تھا، اس کے بعد یونس کی روایت کی مثل ہے۔

معمر کبھی حضرت ابوہریرہ کا نام لیتے اور کبھی حضرت ابن عباس کا، انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے آکر عرض کیا: کہ میں نے آج رات ایک بادل دیکھا۔ اس کے بعد حسب سابق ہے۔

۵۸۱۴ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ وَهُوَ ابْنُ كَثِيرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِمَّا يَقُولُ لِأَصْحَابِهِ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ رُؤْيَا فَلْيَقُصَّهَا أَعْبُرْهَا لَهُ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَأَيْتُ ظُلَّةً بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ ـ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: تم میں سے جس شخص نے خواب دیکھا ہو وہ اس کو بیان کرے میں اس کی تعبیر بتاؤں گا، پھر ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میں نے خواب میں ایک بادل دیکھا، اس کے بعد حسب سابق ہے۔

۵۸۱۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ كَأَنَّا فِي دَارِ عُقْبَةَ بْنِ رَافِعٍ فَأُتِينَا بِرُطَبٍ مِنْ رُطَبِ ابْنِ طَابٍ فَأَوَّلْتُ الرِّفْعَةَ لَنَا فِي الدُّنْيَا وَالْعَاقِبَةَ فِي الْآخِرَةِ وَأَنَّ دِينَنَا قَدْ طَابَ ـ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے ایک رات کو خواب میں یہ دیکھا کہ گویا ہم عقبہ بن رافع کے مکان میں ہیں، ہمارے پاس تازہ کھجوریں لائی گئیں، جن کو ابن طاب کہتے ہیں میں نے اس کی یہ تعبیر لی کہ ہم کو دنیا میں بلندی حاصل ہوگی، اور ہماری عاقبت محمود ہوگی اور ہمارا دین بہت عمدہ ہے۔

۵۸۱۶ - وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ أَخْبَرَنِي أَبِي حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرَانِي فِي الْمَنَامِ أَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ فَجَذَبَنِي رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْأَصْغَرَ مِنْهُمَا فَقِيلَ لِي كَبِّرْ فَدَفَعْتُهُ إِلَى الْأَكْبَرِ ـ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مسواک کر رہا ہوں، اس وقت دو آدمیوں نے مجھے کھینچا ان میں ایک دوسرے سے بڑا تھا، میں نے مسواک چھوٹے کو دی، پھر مجھ سے کہا گیا کہ بڑے کو مسواک دو، پھر میں نے بڑے کو مسواک دے دی۔

۵۸۱۷ - حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ وَأَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ (وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ) قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ جَدِّهِ عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهَلِي إِلَى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرُ فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَثْرِبُ وَرَأَيْتُ فِي رُؤْيَايَ هٰذِهِ أَنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيبَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا میں مکہ سے ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جس میں بکثرت کھجور کے درخت ہیں، مجھے یہ گمان ہوا کہ شاید یہ جگہ یمامہ یا ہجر ہے لیکن وہ مدینہ نکلا جس کو یثرب کہتے ہیں، میں نے اسی خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار ہلائی تو وہ اوپر سے ٹوٹ گئی، اس کی تعبیر وہ تھی جو یوم احد کو مسلمانوں پر مصیبت نازل ہوئی، میں نے پھر دوبارہ تلوار چلائی تو وہ پہلے سے زیادہ ثابت اور سالم تھی، اس کی تعبیر یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں

أُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهُ أُخْرَى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِينَ وَرَأَيْتُ فِيهَا أَيْضًا بَقَرًا وَاللّٰهُ خَيْرٌ فَإِذَا هُمُ النَّفَرُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْخَيْرِ بَعْدُ وَثَوَابُ الصِّدْقِ الَّذِي آتَانَا اللّٰهُ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ۔

کو فتح عظیم (یعنی فتح مکہ) اور مسلمانوں کی جمعیت عطا فرمائی، میں نے اس خواب میں گائے کو دیکھا اور اللہ سب سے بہتر ہے، اس کی تعبیر جنگ احد میں مسلمانوں کا شہید ہونا تھا، اور خیر سے مراد وہ خیر تھی جو اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد عطا فرمائی، اور اس سچائی کا ثواب جو اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر کے بعد عطا فرمایا۔

۵۸۱۸- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ التَّمِيمِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَجَعَلَ يَقُولُ إِنْ جَعَلَ لِي مُحَمَّدٌ الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهِ تَبِعْتُهُ فَقَدِمَهَا فِي بَشَرٍ كَثِيرٍ مِنْ قَوْمِهِ فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَفِي يَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِطْعَةُ جَرِيدَةٍ حَتَّى وَقَفَ عَلَى مُسَيْلِمَةَ فِي أَصْحَابِهِ قَالَ لَوْ سَأَلْتَنِي هَذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ أَتَعَدَّى أَمْرَ اللّٰهِ فِيكَ وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللّٰهُ وَإِنِّي لَأُرَاكَ الَّذِي أُرِيتُ فِيكَ مَا أُرِيتُ وَهَذَا ثَابِتٌ يُجِيبُكَ عَنِّي ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُ عَنْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ أُرَى الَّذِي أُرِيتُ فِيكَ مَا أُرِيتُ فَأَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ فِي يَدَيَّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ فَأَهَمَّنِي شَأْنُهُمَا فَأُوحِيَ إِلَيَّ فِي الْمَنَامِ أَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ مِنْ بَعْدِي فَكَانَ أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيَّ صَاحِبَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مسیلمہ کذاب مدینہ منورہ میں آیا اور کہنے لگا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے بعد خلافت مجھے سونپ دیں تو میں ان کی پیروی کر لوں گا، وہ اپنی قوم کے بہت سارے لوگوں کے ساتھ آیا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے، آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس بھی تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں شاخ کا ایک ٹکڑا تھا، آپ آکر مسیلمہ اور اس کے ساتھیوں کے پاس ٹھہر گئے، آپ نے فرمایا: اگر تو مجھ سے لکڑی کا یہ ٹکڑا بھی مانگے تو میں تجھ کو نہیں دوں گا اور میں تیرے متعلق اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہرگز تجاوز نہیں کروں گا، اور اگر تو نے (میری اطاعت سے) منہ موڑ لیا تو اللہ تعالیٰ تجھے قتل کر دے گا، اور میں تجھے وہی سمجھتا ہوں جو مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے اور یہاں یہ ثابت موجود ہیں جو میری طرف سے تجھے جواب دیں گے، پھر آپ واپس تشریف لے گئے، حضرت ابن عباس نے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا مطلب معلوم کیا کہ "میں تجھے وہی گمان کرتا ہوں جو مجھے خواب میں دکھائی دیا گیا ہے" تب مجھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سو رہا تھا میں نے خواب میں اپنے ہاتھوں میں سونے کے کنگن دیکھے، مجھے وہ برے معلوم ہوئے، خواب ہی میں مجھ پر وحی کی گئی کہ میں ان کو پھونک مار کر اڑا دوں سو میں نے پھونک ماری تو وہ اڑ گئے میں نے اس کی یہ تعبیر لی کہ

صَنْعَآءَ وَ الْاٰخَرُ مُسَيْلِمَةُ صَاحِبُ الْيَمَامَةِ۔

میرے بعد دو جھوٹے شخصوں کا ظہور ہو گا ایک ان میں سے صنعاء کا رہنے والا عنسی ہے دوسرا یمامہ کا رہنے والا مسیلمہ ہے۔

۵۸۱۹۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ خَزَائِنَ الْاَرْضِ فَوُضِعَ فِيْ يَدَيَّ اُسْوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَكَبُرَا عَلَيَّ وَاَهَمَّانِيْ فَاُوْحِيَ اِلَيَّ اَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَذَهَبَا فَاَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ اَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبَ صَنْعَآءَ وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سویا ہوا تھا میرے پاس زمین کے خزانے لائے گئے اور میرے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن رکھے گئے جو مجھے بہت بھاری لگے اور میں ان سے متفکر ہوا، پھر مجھے وحی کی گئی کہ میں ان کو پھونک مار کر اڑا دوں میں نے پھونک ماری تو وہ اڑ گئے، میں نے اس خواب کی یہ تعبیر لی کہ میں دو کذابوں کے درمیان ہوں ایک صاحب صنعاء ہے اور دوسرا صاحب یمامہ۔

۵۸۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ ابْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ اَبِيْ رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيِّ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى الصُّبْحَ اَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ هَلْ رَاٰى اَحَدٌ مِّنْكُمُ الْبَارِحَةَ رُؤْيَا۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھنے کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور فرماتے تم میں سے کسی نے گذشتہ شب کوئی خواب دیکھا ہے؟

بُرے خواب کے احکام

حدیث نمبر ۵۷۰۸ میں ہے "رؤیا اللہ کی طرف سے ہے اور حُلم شیطان کی جانب سے ہے۔"

علامہ اُبی مالکی لکھتے ہیں:

لغت میں رؤیا اور حُلم مطلقاً خواب کے معنی میں ہے، لیکن عرف میں رؤیا کا اطلاق اچھے خواب پر ہوتا ہے اور حُلم کا اطلاق بُرے خواب پر ہوتا ہے۔

نیز اس حدیث میں ہے: "جب تم میں سے کوئی شخص بُرا خواب دیکھے تو وہ تین بار بائیں جانب تھوک دے۔"

علامہ اُبی مالکی لکھتے ہیں:

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بائیں جانب تین بار تھوکنے کا حکم اس لیے دیا ہے تاکہ شیطان بھاگ جائے، کیونکہ ناگوار خواب شیطان کے آثار میں سے ہے، نیز تھوکنے میں اس خواب کی کراہیت کا اظہار ہے، جیسا کہ بعض اوقات گھناؤنی اور مکروہ چیز پر تھوک دیا جاتا ہے، اور بائیں جانب کی تعیین اس لیے ہے کہ وہ شر اور شیطان کا محل ہے

جیساکہ دائیں جانب خیر اور برکت کا محل ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بائیں جانب تھوکنے کو اللہ تعالیٰ نے شیطان کے بھاگنے کا سبب بنا دیا ہو۔

حدیث نمبر ۵۰۸۲ میں ہے: بُرا خواب دیکھنے کے بعد کروٹ بدل لے، کروٹ بدلنا ظاہر حال کو بدلنا ہے گویا بندہ یہ عرض کرتا ہے کہ میں اپنے ظاہر حال میں جو تبدیلی کر سکتا ہوں وہ تبدیلی میں نے کر لی ہے اور جن حالات کو بدلنا میرے بس اور اختیار میں نہیں ہے ان کو اے اللہ! تو بدل دے۔ [1]

حدیث نمبر ۵۰۸۳ میں ہے: "بُرا خواب کسی کو بیان نہ کرے"

علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں: اس کی وجہ یہ ہے کہ جس شخص کو وہ بُرا خواب بیان کرے گا، ہو سکتا ہے کہ وہ خواب کی ظاہری صورت کے اعتبار سے اس کی کوئی مکروہ اور ناگوار تعبیر بیان کرے اور وہ تعبیر بھی محتمل ہو اور تقضاءً وہی تعبیر واقع ہو جائے، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خواب کی ظاہری صورت مکروہ ہوتی ہے اور اس کی تعبیر محبوب ہوتی ہے اور کبھی اس کے برعکس ہوتا ہے۔ [2]

سچے خوابوں کے مراتب اور درجات

حدیث نمبر ۵۰۸۶ میں ہے: "جو شخص زیادہ سچا ہوگا اس کا خواب بھی زیادہ سچا ہوگا"

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

مہلب نے کہا ہے کہ خواب دیکھنے کے سلسلے میں لوگوں کے تین درجات ہیں: پہلا درجہ انبیاء علیہم السلام کا ہے، ان کے تمام خواب صادق ہوتے ہیں، البتہ بعض خوابوں میں وضاحت کی ضرورت ہوتی ہے، دوسرا درجہ صالحین کا ہے، ان کے خواب زیادہ تر صادق ہوتے ہیں اور ان کے بعض خوابوں کی تعبیر کی ضرورت نہیں ہوتی، تیسرا درجہ عام لوگوں کا ہے، ان کے خواب صادق بھی ہوتے ہیں اور اضغاث احلام (پریشان کن خواب، یا خواب میں اپنے خیالات اور تمناؤں کی تصویریں دیکھنا) بھی ہوتے ہیں، ان کی بھی تین قسمیں ہیں، پہلی قسم مستورین کی ہے ان کے خوابوں میں صادق اور اضغاث احلام دونوں برابر ہوتے ہیں، دوسری قسم فساق کی ہے ان کے خواب زیادہ تر اضغاث احلام ہوتے ہیں اور صادق کم ہوتے ہیں، تیسری قسم کفار کی ہے ان کے خواب بہت کم صادق ہوتے ہیں جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کی قید کے ساتھیوں کے خواب تھے، یا مصر کے بادشاہ کا خواب تھا، جس طرح کافر بہت کم صادق ہوتے ہیں، اسی طرح ان کے خوابوں کا صادق ہونا بھی نادر الوقوع ہے۔ [3]

خواب کے اجزاءِ نبوّت سے ہونے کے متعلق متعارض احادیث میں تطبیق

حدیث نمبر ۵۰۸۷ میں ہے: "مومن کا خواب نبوت کے اجزاء میں سے چھیالیسواں ۴۶ جزء ہے۔"

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں

---

[1] علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۷۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۴۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[3] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۲ ص ۳۶۲، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ ۱۴۰۱ھ

اکثر احادیث میں چھیالیسویں (1/46) جز کا ذکر ہے، اور صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ سے پینتالیسویں جز (1/45) کی روایت ہے، اور حضرت ابن عمر سے سترویں (1/70) جز کی روایت ہے، امام طبرانی نے ایک سند سے چھہترویں (1/76) جز کی روایت کی ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے، ابن عبد البر نے حضرت انس سے چھبیسویں جز (1/26) کی روایت کی ہے، امام احمد اور امام ابویعلیٰ نے حضرت عباس بن عبد المطلب سے پچاسویں جز (1/50) کی روایت کی ہے، امام ترمذی اور طبری نے حضرت ابو رزین العقیلی سے چالیسویں حصہ (1/40) کی روایت کی ہے، امام طبری نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت عبادہ سے چوالیسویں حصہ (1/44) کی بھی روایت ہے، امام احمد نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے انچاسویں حصہ (1/49) کی روایت کی ہے، قرطبی نے مفہم میں سینتالیسویں حصہ (1/47) کا ذکر کیا ہے، اس طرح نبوت کے جز کے بیان میں دس اعداد کا ذکر ہوگیا ہے اور بعض شروح میں حضرت عبادہ کی روایت میں [illegible] کا، حضرت ابن عمر کی روایت میں [illegible] کا، ایک قول [illegible]، [illegible]، [illegible] اور [illegible] کا ہے اس طرح عدد کے بیان میں سولہ اقوال ہوگئے۔

بعض علماء نے ان اعداد کے اختلاف کی یہ توجیہ کی ہے کہ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عدد بیان کیا اس وقت اتنی ہی نسبت تھی اور جوں جوں نبوت کا زمانہ زیادہ ہوتا گیا عدد کی مقدار میں بھی اضافہ ہوتا گیا مثلاً جب نبوت کے تیرہ سال پورے ہوگئے تو سچے خواب، نبوت کا چھبیسواں حصہ قرار پائے (کیونکہ ابتداء نبوت میں چھ ماہ سچے خوابوں کا دور تھا) اور جب نبوت کے بیس سال پورے ہوگئے تو سچے خواب نبوت کا چوالیسواں حصہ قرار پائے اور جب نبوت کے بائیس سال پورے ہوگئے تو سچے خواب چوالیسواں حصہ قرار پائے، پھر پینتالیسواں حصہ اور رسالت مآب کی حیات ظاہری کے آخر میں چھیالیسواں حصہ پورا ہوا، اس کے علاوہ جو چالیس سے زائد کی روایات ہیں وہ ضعیف ہیں، جس روایت میں پچاس کا ذکر ہے اس میں چالیس کے بعد کسر کا اعتبار نہیں کیا گیا اور ستر کی روایت مبالغہ پر محمول ہے اس کے علاوہ جو روایات ہیں وہ ثابت نہیں ہیں، واللہ اعلم۔[1]

اس کی تحقیق کہ خواب نبوت کا چھیالیسواں جز ہے

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے کہ سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں جز ہے اس کی توجیہ میں علماء کا اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تیئیس سال وحی آئی، تیرہ سال مکہ میں اور دس سال مدینہ میں، اور اس سے چھ ماہ پہلے آپ کو خواب دکھائے گئے اور جب نصف سال کی نسبت تیئیس سالوں کی طرف کی جائے تو وہ چھیالیسواں حصہ ہو جاتے ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ کو مختلف طریقوں سے علم عطا کیا گیا اور حصول علم کے طریقوں میں سے ایک طریقہ سچے خواب دکھانا ہے اور باقی طریقوں کے مقابلہ میں خواب چھیالیسواں حصہ ہے، یعنی آپ کو چھیالیس طریقوں سے علم عطا کیا گیا جن میں سے ایک طریقہ سچے خواب دکھانا تھا اور یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ باقی پینتالیس طریقے بھی علماء کو معلوم ہو جائیں، کیونکہ علماء کے لیے ہر چیز کا اجمالی یا تفصیلی علم لازم نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے علماء کے علم کے لیے ایک حد مقرر کی ہے سو بعض چیزوں کا انہیں بالکل علم نہیں ہوتا اور بعض چیزوں کا صرف اجمالی علم ہوتا ہے، اور تفصیلی علم نہیں ہوتا۔

---

[1] حافظ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۴، ص ۱۳۲، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

ایک قول یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر متعدد طریقوں سے وحی نازل ہوتی ، ..... کبھی آپ بلا واسطہ اللہ کا کلام سنتے ، بعض مرتبہ پردے کی اوٹ سے اللہ کا کلام سنتے ، کبھی فرشتہ کے واسطے سے سنتے ، کبھی آپ کے قلب میں کسی معنی کا القاء کر دیا جاتا ، کبھی آپ کے پاس فرشتہ اپنی اصل صورت میں آتا ، کبھی وہ کسی معروف آدمی کی شکل میں آتا ، کبھی اجنبی شخص کی شکل میں آتا ، کبھی جبرائیل ، کبھی اسرافیل اور کبھی کوئی اور فرشتہ آتا ، کبھی گھنٹی کی آواز کی شکل میں وحی آتی اور کبھی آپ کو خواب دکھایا جاتا ، غرض نزول وحی کے متعدد طریقے تھے اور خواب دکھایا جانا ان میں سے چھیالیسواں طریقہ تھا ، یعنی نزول وحی کے پینتالیس دیگر طریقے تھے اور ایک طریقہ سچے خواب دکھانے کا تھا۔

قاضی عیاض نے یہ کہا ہے کہ ان چھیالیس اجزاء سے نبوت کی چھیالیس صفات مراد ہیں اور سچا خواب دیکھنا ان صفات میں سے ایک صفت ہے ، جیسا کہ ایک حدیث میں ہے میانہ روی ، آہستگی اور اطمینان سے کام کرنا اور اچھا راستہ اختیار کرنا نبوت کے پچیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔[۱]

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں :

علامہ حلیمی نے بیان کیا ہے کہ نبوت کے چھیالیس اجزاء سے مراد نبوت کے چھیالیس خصائص ہیں اور سچا خواب ان خصائص میں سے ایک خصوصیت ہے پھر علامہ حلیمی نے ان چھیالیس خصائص کی حسب ذیل تفصیل بیان کی ہے :

(۱) اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ کلام کرنا۔

(۲) الہام بلا کلام ، یعنی حواس اور استدلال کے واسطہ کے بغیر اپنے دل میں کسی چیز کے علم کا حصول۔

(۳) فرشتہ کو دیکھ کر اور اس سے ہم کلام ہو کر وحی کا حصول۔

(۴) فرشتہ کا آپ کے دل میں وحی القاء کرنا۔

(۵) عقل کا کامل ہونا حتیٰ کہ اس کو کوئی عارضہ لاحق نہ ہو۔

(۶) قوت حفظ کا کمال حتیٰ کہ ایک طویل سورت کو سنتے ہی یاد کر لینا بایں طور کہ اس کا کوئی حرف بھولنے نہ پائے۔

(۷) اجتہادی خطاء سے محفوظ ہونا۔

(۸) عقل و فہم کی غیر معمولی ذکاوت جس کی وجہ سے انہیں استنباط مسائل کی مہارت ہوتی ہے۔

(۹) غیر معمولی قوت بصارت جس کی وجہ سے زمین کے ایک کونے میں کھڑے ہو کر دوسرے کونے کی اشیاء دیکھ لیتے ہیں۔

(۱۰) غیر معمولی قوت سامعہ جس کی وجہ سے وہ دور دراز کی ان آوازوں کو سن لیتے ہیں جن کو دوسرے نہیں سن سکتے۔

(۱۱) غیر معمولی قوت شامہ جیسے حضرت یعقوب نے مسافت بعیدہ سے حضرت یوسف کی خوشبو سونگھ لی۔

(۱۲) غیر معمولی جسمانی قوت حتیٰ کہ وہ ایک رات میں تیس راتوں کی مسافت طے کر لیتے ہیں۔

(۱۳) آسمانوں کی طرف عروج کرنا۔

---

[۱] علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ ھ ، اکمال اکمال المعلم ج ۷ ص ۵۷ - ۳۰۶ (ملخصا) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

۱۴۔ گھنٹی کی آواز کی طرح وحی کا نزول۔
۱۵۔ بکریوں کا آپ سے بات کرنا۔
۱۶۔ درختوں کا آپ سے بات کرنا۔
۱۷۔ ستون کا آپ سے بات کرنا۔
۱۸۔ پتھروں کا آپ سے بات کرنا۔
۱۹۔ بھیڑیے کا آپ سے بات کرنا۔
۲۰۔ اونٹ کا آپ سے بات کرنا۔
۲۱۔ متکلم کو دیکھے بغیر اس کا کلام سننا۔
۲۲۔ جنات کا مشاہدہ کرنا۔
۲۳۔ اشیاء مغیبہ کو آپ کے لیے متمثل کرنا جیسا کہ معراج کے موقع پر بیت المقدس کی مثال آپ کے سامنے حاضر کی گئی۔
۲۴۔ کسی حادثہ کے اسرار کو جان لینا جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ نے اونٹنی کے بیٹھنے کی وجہ جان لی۔
۲۵۔ کسی کے نام سے کسی چیز پر استدلال کرنا، کیونکہ جب سہیل بن عمرو آیا تو آپ نے فرمایا: اللہ نے تمہارے لیے معاملہ سہل کر دیا۔
۲۶۔ کسی آسمانی چیز کو دیکھ کر زمین کے وقوعہ پر استدلال کرنا، جیسا کہ آپ نے فرمایا یہ بادل بنو کعب کی مدد کے لیے برس رہا ہے۔
۲۷۔ پس پشت دیکھنا۔
۲۸۔ مرنے والے کے متعلق کسی چیز کی خبر دینا، جیسا کہ آپ نے فرمایا حنظلہ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں وہ حالت جنابت میں شہید ہوئے تھے۔
۲۹۔ کسی چیز سے مستقبل کی فتح پر استدلال کرنا جیسا کہ یوم خندق میں ہوا۔
۳۰۔ دنیا میں جنت اور دوزخ کو دیکھنا۔
۳۱۔ فراست۔
۳۲۔ درخت کا آپ کی اطاعت کرنا حتی کہ آپ کے حکم سے ایک درخت اپنی جڑوں کو کھینچتا ہوا ایک جگہ سے دوسری جگہ آیا اور پھر واپس چلا گیا۔
۳۳۔ ہرن کا آپ سے شکایت کرنا۔
۳۴۔ خواب کی ایسی صحیح تعبیر بیان کرنا جس میں خطاء کا احتمال نہ ہو۔
۳۵۔ اندازے سے بتا دینا کہ اس درخت پر اتنے وسق کھجوریں ہوں گی۔
۳۶۔ احکام کی ہدایت دینا۔
۳۷۔ دین اور دنیا کی سیاست کی ہدایت دینا۔

۳۸۔ عالم کی ہیئت اور ترکیب کی ہدایت دینا۔

۳۹۔ طبی اعتبار سے اصلاح بدن کی ہدایت دینا۔

۴۰۔ عبادت کے طریقوں کی ہدایت دینا۔

۴۱۔ مفید صنعتوں کی ہدایت دینا۔

۴۲۔ ما سیکون (مستقبل کے واقعات) پر مطلع ہونا۔

۴۳۔ ما کان (گذشتہ زمانہ کے ان واقعات) کی خبر دینا جن پر مطلع ہونے کا کوئی معروف ذریعہ نہ تھا۔

۴۴۔ لوگوں کے دلوں کی باتوں اور پوشیدہ امور پر مطلع ہونا۔

۴۵۔ استدلال کے طریقوں کی تعلیم دینا۔

۴۶۔ حسن معاشرت کے طریقوں پر مطلع ہونا۔ [۱]

خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف صفات اور مختلف صورتوں میں دیکھنے کی تحقیق

حدیث نمبر ۵۸۰۰ میں ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا ہے کیونکہ شیطان میری مثل نہیں بن سکتا۔ امام بخاری نے حدیث کے اس آخری جزء کے بعد یہ لکھا ہے کہ ابن سیرین نے کہا جب کوئی شخص آپ کو آپ کی صورت میں دیکھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

امام ابن سیرین کے سامنے جب کوئی شخص یہ بیان کرتا کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے تو اس سے کہتے کہ مجھے آپ کی صفات بیان کرو۔ اگر وہ شخص آپ کی کوئی ایسی صفت بیان کرتا جو ان کے علم میں نہ ہوتی تو کہتے کہ تم نے حضور کو نہیں دیکھا، اس حدیث کی سند صحیح ہے، اس کی تائید میں حاکم کی یہ روایت ہے: کلیب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے، انھوں نے کہا آپ کی صفت بیان کرو، میں نے کہا کہ آپ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے مشابہ تھے، حضرت ابن عباس نے فرمایا: تم نے حضور کو دیکھا ہے، اس حدیث کی سند جید ہے، البتہ اس کے معارض ابن ابی عاصم کی یہ روایت ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے یقیناً مجھ ہی کو دیکھا ہے کیونکہ میں ہر صورت میں نظر آتا ہوں، اس حدیث کی سند میں ایک راوی صالح ہے وہ ضعیف ہے، لیکن ان حدیثوں میں تطبیق بھی ممکن ہے کیونکہ قاضی ابوبکر ابن العربی نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی صفت معروفہ میں دیکھنا آپ کی ذات کریمہ کا حقیقی ادراک ہے اور آپ کو آپ کی صفات معروفہ کے بغیر دیکھنے میں آپ کی مثل کا ادراک ہے کیونکہ صحیح بات یہ ہے کہ زمین میں مدفون ہونے سے انبیاء علیہم السلام کے اجساد مبارکہ میں کوئی تغیر نہیں ہوتا، اور آپ کی ذات کریمہ کا ادراک آپ کی حقیقت کا ادراک ہے اور آپ کی صفات کا ادراک آپ کی مثل کا ادراک

---

[۱] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ ھ، فتح الباری ج ۱۲ ص ۳۶۷۔۳۶۶، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

ہے، علامہ نووی نے کہا ہے کہ آپ کے اس ارشاد "اس نے مجھ ہی کو دیکھا ہے یا اس نے حق دیکھا ہے" کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے جس نے آپ کو آپ کی حیات مبارکہ کی صورت پر دیکھا اس کا دیکھنا مبنی برحق ہے اور جس نے آپ کو اس صورت کے بغیر دیکھا اس کا دیکھنا مبنی بر تاویل ہے، پھر علامہ نووی نے اس کو مسترد کر دیا اور کہا کہ یہ قول ضعیف ہے اور صحیح یہ ہے کہ خواہ آپ کو آپ کی صفات معروفہ پر دیکھا جائے یا اس کے بغیر وہ حقیقت میں آپ ہی کو دیکھنا ہے، علامہ نووی اور قاضی ابن عربی کے کلام میں کوئی منافات نہیں ہے البتہ جب آپ کو آپ کی معروف صفت یا معروف صورت میں دیکھا جائے تو اس خواب کی تعبیر کی ضرورت نہیں ہے اور جب اس کے بغیر دیکھا جائے تو پھر اس خواب کی تعبیر کی ضرورت ہے۔ [۱]

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں:

قاضی ابو بکر بن العربی نے کہا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد: "جس نے مجھ کو دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا" کا معنی یہ ہے کہ جس نے آپ کو خواب میں دیکھا اس کا خواب برحق ہے وہ اس کے پریشان خیالات ہیں نہ شیطان کی تشبیہ ہے، اور کبھی دیکھنے والا آپ کو ان صفات میں دیکھتا ہے جو ہم تک نقل سے نہیں پہنچیں، مثلاً کوئی شخص آپ کو سفید داڑھی میں دیکھتا ہے یا کسی اور رنگ میں دیکھتا ہے یا مشرق و مغرب میں بہ یک وقت آپ کو دو شخص دیکھتے ہیں اور ہر شخص آپ کو اپنی جگہ پر دیکھتا ہے (الی ان قال)

احادیث میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک باقی ہے اور انبیاء علیہم السلام کے اجسام مبارکہ کو زمین متغیر نہیں کرتی، اور خواب میں جو مختلف صفات نظر آتی ہیں ان کی دلالات مختلف ہوتی ہیں، کیونکہ مذکور ہے اگر آپ کو بڑھاپے میں دیکھا جائے تو وہ صلح کا سال ہے اور اگر آپ کو جوانی میں دیکھا جائے تو وہ قحط سالی کی طرف اشارہ ہے، اگر آپ کو حسین شکل و صورت میں اچھے اقوال اور افعال کے ساتھ دیکھا جائے دراں حالیکہ آپ دیکھنے والے کی طرف متوجہ ہوں تو یہ دیکھنے والے کے حق میں خیر کی طرف اشارہ ہے اور اگر اس کے برعکس دیکھا تو یہ دیکھنے والے کے حال کے شر کی طرف اشارہ ہے اور ان احوال کا کوئی اثر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ نہیں ہوگا۔

امام غزالی نے کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد "اس نے مجھ ہی کو دیکھا ہے" کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس نے میرے جسم اور میرے بدن کو دیکھا ہے بلکہ اس نے ایک مثال کو دیکھا ہے اور وہ مثال اس معنی تک پہنچانے کا ذریعہ ہے جو میری روح میں ہے بلکہ بیداری میں بھی بدن صرف روح کا آلہ ہوتا ہے، اس لیے حق یہ ہے کہ خواب دیکھنے والا آپ کی روح مقدسہ کی مثال کو دیکھتا ہے جو کہ محل نبوت ہے اور اس کو جو شکل نظر آتی ہے وہ آپ کی روح ہے نہ کہ آپ کا شخص ہے بلکہ تحقیق یہ ہے کہ صرف وہ آپ کی مثال ہے۔

خواب اور بیداری میں کسی شخص سے ملاقات کا سبب

اگر یہ سوال ہو کہ خواب کی تین قسمیں ہیں ایک اللہ کی جانب سے ہے، دوسرا شیطان کی طرف سے اور تیسرا انسان کے خیالات اور افکار کا اثر، جو شخص آپ کو خواب میں دیکھتا ہے یہ شیطان کی طرف سے تو از روئے حدیث نہیں ہے تو کیا

---

[۱] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۲ ص ۳۸۴، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ

یہ خواب انسان کے خیالات اور اس کی سوچ و بچار کا اثر ہو سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نہیں، اور اس کی تفصیل کا سمجھنا اس قاعدہ پر موقوف ہے کہ دو شخصوں کا نیند اور بیداری میں مجتمع ہونا کسی نہ کسی قسم کے اتحاد پر موقوف ہے، اور اس اتحاد کی پانچ قسمیں ہیں (۱) ذات میں اشتراک (۲) کسی صفت میں اشتراک (۳) کسی حال میں اشتراک (۴) افعال میں اشتراک (۵) مراتب میں اشتراک۔ جب دو چیزوں میں کسی مناسبت کا تصور ہوگا تو وہ ان پانچ قسموں سے خارج نہیں ہوگا، اگر یہ اشتراک قوی ہو تو دو شخصوں کا نیند یا بیداری میں اجتماع بہ کثرت اور بہ قوت ہوتا ہے ورنہ قلیل اور ضعیف ہوتا ہے، اور جس شخص کو کسی کے ساتھ ان پانچ قسموں کا اشتراک حاصل ہو جائے وہ جب چاہے اس شخص کے ساتھ مجتمع ہو سکتا ہے بلکہ اس کی اس کے ساتھ محبت قوی ہو جاتی ہے اور وہ اس سے کبھی الگ نہیں ہوتا۔ [۱]

نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بیداری میں ملاقات کی توجیہات

حدیث نمبر ۵۸۰۱ میں ہے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے عنقریب بیداری میں بھی دیکھے گا گویا کہ اس نے مجھے بیداری میں دیکھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس حدیث کے چھ محمل ذکر کیے ہیں:

(۱) یہ حدیث تشبیہ اور تمثیل پر محمول ہے اور اس کی تائید دوسری روایات سے ہوتی ہے جس میں ہے گویا کہ اس نے مجھے بیداری میں دیکھا۔

(۲) وہ اس خواب کی تعبیر کو بیداری میں دیکھ لے گا یا صراحتاً یا تاویلاً۔

(۳) اس حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے مسلمان مراد ہیں ان میں سے جنھوں نے آپ کو خواب میں دیکھا تھا ان کے لیے یہ بشارت دی گئی کہ وہ عنقریب آپ کو بیداری میں بھی دیکھ لیں گے۔

(۴) آپ کو خواب میں دیکھنے والے عنقریب آئینہ میں آپ کا عکس دیکھ لیں گے، حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے آپ کو خواب میں دیکھا پھر وہ اس حدیث میں متفکر رہے، پھر وہ بعض امہات المومنین کے پاس گئے اور غالباً وہ آپ کی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا تھیں، انھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا آئینہ لاکر دکھایا، ان کو اس آئینہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت نظر آئی اور اپنی صورت نظر نہیں آئی، لیکن یہ بہت بعید محمل ہے۔

(۵) جس نے آپ کو خواب میں دیکھا وہ قیامت کے دن آپ کو مزید خصوصیت کے ساتھ دیکھے گا اگرچہ مطلقاً زیارت ہر مسلمان کو حاصل ہوگی۔

(۶) جس نے آپ کو خواب میں دیکھا وہ دنیا میں آپ کو بیداری میں حقیقتہً دیکھے گا اور آپ سے گفتگو کرے گا، کیونکہ صالحین کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ انھوں نے خواب میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا پھر آپ کو بیداری میں دیکھا، اور جن چیزوں کے متعلق ان کو خدشات تھے ان کے بارے میں حضور سے سوالات کیے اور آپ نے ان امور

---

[۱] علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲ ص ۱۵۵، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

ہیں ان صالحین کی عقدہ کشائی کی۔[1]

کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں زیارت کرنے والا صحابی ہو جاتا ہے؟

حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ اس محمل پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ اگر اس حدیث کو اس معنی پر محمول کیا جائے تو پھر یہ صالحین صحابہ قرار پائیں گے اور پھر قیامت تک صحابیت کا باقی رہنا ممکن ہوگا نیز اس کے خلاف یہ شہادت ہے کہ ایک کثیر جماعت نے آپ کو خواب میں دیکھا اور ان میں سے کسی نے یہ نقل نہیں کیا کہ انھوں نے آپ کو بیداری میں بھی دیکھا ہو، اور صادق کی خبر میں تخلف نہیں ہوتا، علامہ قرطبی نے اس کا سختی سے انکار کیا ہے کہ آپ کو خواب میں دیکھنے والا آپ کو حقیقۃً بیداری میں دیکھے گا، علامہ ابن ابی جمرہ نے اس حدیث کو کرامات اولیاء پر محمول کیا ہے اور اگر یہ بات صحیح ہے تو پھر لفظ کل سے عدول کیا جائے گا، پھر علامہ ابن ابی جمرہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث اہل توفیق کے بارے میں عام ہے، یعنی کامل مسلمانوں کے بارے میں اور غیر اہل توفیق کے بارے میں بھی یہ احتمال ہے کہ ان کو بیداری میں زیارت نصیب ہو جائے کیونکہ جس طرح صدیقین کے لیے خرق عادت بہ طریق کرامت اور اکرام واقع ہوتا ہے اسی طرح زندیقوں کے لیے بہ طریق اطلاء اور اغواء (یعنی ان کی گمراہی کو برقرار رکھنے کے لیے) خرق عادت واقع ہو جاتا ہے اور ان کے درمیان فرق کتاب اور سنت کی اتباع کرنے یا نہ کرنے سے ہوگا۔[2]

مصنف کی رائے یہ ہے کہ زندیق خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہونے کے اہل ہی نہیں ہیں اس لیے اس بحث کی ضرورت ہی نہیں ہے کہ وہ بیداری میں بطور اطلاء یا اغواء آپ کی زیارت کریں گے، ہاں یہ ضرور ہے کہ مومن کامل خواب میں آپ کی زیارت کے بعد بیداری میں آپ کی زیارت سے کرامۃً مشرف ہوگا اور عام گنہ گار مسلمان پر اگر آپ نے کرم فرمایا اور خواب میں زیارت سے سرفراز فرمایا تو وہ بھی بیداری میں بہ طور خرق عادت آپ کی زیارت سے مشرف ہوگا اور اس کو متکلمین کی اصطلاح میں کرامت کی جگہ معونت کہتے ہیں جس طرح زندیق کے لیے خرق عادت کے ظہور کو استدراج کہتے ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی کے اس اشکال کا اصل جواب یہ ہے کہ صحابی کی تعریف یہ ہے کہ جو شخص ایمان کی حالت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی حیات ظاہری میں دیکھے اور اس کا خاتمہ بھی ایمان پر ہوا ہو، اس لیے جن صالحین نے آپ کو آپ کے وصال کے بعد بیداری میں دیکھا اور آپ سے بالمشافہ گفتگو کی ان پر صحابی کی تعریف صادق نہیں آئے گی اور نہ قیامت تک صحابیت کا سلسلہ جاری رہے گا، ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری صحابی کی تعریف کی بحث میں لکھتے ہیں:

والمراد رویتہ فی حال حیاتہ۔[3]

صحابی کی تعریف میں آپ کو دیکھنے سے مراد یہ ہے کہ آپ کو آپ کی حیات مبارکہ میں دیکھا جائے۔[3]

علامہ عبداللہ بن حسین خاطر السمین، شرح نخبۃ الفکر کی شرح میں لکھتے ہیں،

---

[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۲ ص ۳۸۵، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ

[2] " " " " فتح الباری ج ۱۲ ص ۳۸۵، " " "

[3] ملا علی بن سلطان محمد قاری متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح، شرح نخبۃ الفکر ص ۱۵۲، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ، ۱۳۹۰ھ

والمراد رویته فی حال حیاته (الی قوله) وبقولنا فی حال حیاته خرج من اجتمع بعد موته ولو قبل دفنه ولو شاهده فلا یقال له صحابی کخویلد بن خالد الهذلی فانه حضر الصلوٰة علیه وراٰہ مسجی وشاهد دفنه صلی اللہ علیه وسلم و خرج بہ ایضا الاولیاء الذین اجتمعوا بہ بعد موته فلا یقال لهم صحابة[1]

صحابی کی تعریف میں آپ کو دیکھنے سے مراد یہ ہے کہ آپ کو آپ کی حیات میں دیکھا جائے اور اس قید سے وہ لوگ خارج ہو گئے جو آپ کے وصال کے بعد آپ کے ساتھ مجتمع ہوئے، خواہ دفن سے پہلے، اگرچہ انھوں نے آپ کا مشاہدہ کیا ہو جیسے خویلد بن خالد ہذلی وہ آپ کی نماز جنازہ پر حاضر ہوئے اور انھوں نے آپ کو کفن میں لپٹا ہوا دیکھا اور وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دفن کے موقع پر حاضر ہوئے، سو وہ اس قید سے خارج ہو گئے، اسی طرح اس قید سے وہ اولیاء اللہ بھی خارج ہو گئے جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کے ساتھ مجتمع ہوئے اس لیے ان کو بھی صحابہ نہیں کہا جائے گا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس محل پر دوسرا اشکال یہ کیا ہے کہ صالحین کی ایک جماعت نے آپ کو خواب میں دیکھا اور ان سے یہ منقول نہیں ہے کہ انھوں نے آپ کو بیداری میں بھی دیکھا ہو حالانکہ صادق کی خبر میں تخلف نہیں ہوتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نقل نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ انھوں نے بیداری میں آپ کی زیارت نہ کی ہو، ہو سکتا ہے انھوں نے خواب میں آپ کی زیارت کرنے کے بعد بیداری میں بھی آپ کی زیارت کی ہو، لیکن کسی مصلحت کی وجہ سے اس کو مخفی رکھا ہو، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں زیارت اور بالمشافہ گفتگو کرنے پر ایک اور اشکال بھی کیا جاتا ہے، اس اشکال اور اس کے جواب کو انشاء اللہ العزیز ہم آخر میں بیان کریں گے۔

بیداری میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے متعلق علماء اسلام کی تصریحات

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: امام ابو محمد بن ابی جمرہ نے صحیح بخاری کی منتخب احادیث پر اپنی تعلیق میں یہ لکھا ہے کہ یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ جس شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نیند میں زیارت کی وہ عنقریب آپ کی بیداری میں بھی زیارت کرے گا (الی قولہ) سلف سے لے کر خلف تک تمام علماء جن کو خواب میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی وہ سب یہ کہتے ہیں کہ خواب میں زیارت کرنے کے بعد ان کو بیداری میں بھی زیارت ہوئی اور جن امور میں وہ متشوش تھے انھوں نے ان امور کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اور آپ نے ان کو خبر دے کر ان کی تشویش دور کی اور ان کے لیے ایسی وجوہ کی تصریح کی جن سے وہ امور بالکل کشادہ ہو جائیں جن میں ان کو تردد تھا۔[2]

حافظ ابن حجر ہیتمی مکی سے سوال کیا گیا کہ:

کیا اب بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بیداری میں ملاقات اور علم کا حاصل کرنا ممکن ہے؟ حافظ ابن حجر مکی نے کہا

---

[1] علامہ عبداللہ بن حسین خاطر السمین الزہری، حاشیہ لقط الدرر ص ۱۱۴، مطبوعہ مصطفٰے البابی واولادہ بمصر ۱۳۵۶ھ

[2] علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲۲، ص ۳۶، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

ہاں یہ ممکن ہے اور یہ اولیاء اللہ کی کرامات میں سے ہے، علماء شافعیہ میں سے امام غزالی، بارزی، تاج الدین سبکی، عفیف یافعی اور علماء مالکیہ میں سے علامہ قرطبی، ابن ابی جمرہ، اور ابو جمرو نے اس کی تصریح کی ہے، منقول ہے کہ ایک ولی اللہ کی مجلس میں ایک فقیہ آئے، پھر انھوں نے ایک حدیث بیان کی، اس ولی اللہ نے کہا یہ حدیث باطل ہے، فقیہ نے پوچھا آپ کے پاس کیا دلیل ہے؟ کہا تمہارے سر کے پاس نبی صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے فرما رہے ہیں یہ بات میں نے نہیں کہی، پھر اس ولی اللہ نے فقیہ کے لیے بھی کشف کر دیا اور فقیہ نے بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر لی۔ [1]

شیخ انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

اور میرے نزدیک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں زیارت کرنا ممکن ہے، جس شخص کو اللہ تعالیٰ یہ نعمت عطا فرمائے (اس کو زیارت ہو جاتی ہے) کیونکہ منقول ہے کہ علامہ سیوطی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بائیس مرتبہ بیداری میں زیارت کی (علامہ عبد الوہاب شعرانی نے خود علامہ سیوطی کے حوالے سے لکھا ہے کہ میں نے پچھتر مرتبہ بیداری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور بالمشافہ ملاقات کی ہے۔ میزان الشریعۃ الکبریٰ ج ۱ ص ۴۴، لواقح الانوار القدسیہ ص ۱۷، سعیدی غفرلہ) اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بعض احادیث کے متعلق سوال کیا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تصحیح کے بعد ان کو صحیح قرار دیا (الیٰ قولہ) امام شعرانی رحمہ اللہ نے بھی یہی لکھا ہے کہ انھوں نے بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں زیارت کی ہے اور آٹھ رفقاء کے ساتھ آپ سے صحیح بخاری پڑھی پھر امام شعرانی نے ان میں سے ہر ایک کا نام بھی لیا، ان میں سے ایک حنفی تھا، اخیر میں شیخ کشمیری نے کہا بیداری میں آپ کی زیارت محقق ہے، اور اس کا انکار کرنا جہالت ہے۔ [2]

وصال کے بعد صحابہ کرام کو بیداری میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیوں نہیں ہوئی؟

علامہ سید آلوسی لکھتے ہیں:

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں زیارت اور اس سلسلہ میں علماء امت کی تصریحات کے بعد میں یہ کہتا ہوں کہ خلفائے راشدین کے دور میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بالمشافہ ملاقات کے واقعات اس طرح رونما ہوئے اور نہ وصال کے بعد صحابہ کرام نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے حوادث و واقعات اور دینی مسائل میں اختلاف کے باوجود کوئی سوال کیا، حالانکہ آپ کے وصال کے بعد مسائل دینیہ اور امور دنیویہ میں صحابہ کرام کا کافی اختلاف ہوا، حضرت ابوبکر اور حضرت علی کا میراث نبوت میں اختلاف ہوا، اور ہم تک یہ بات نہیں پہنچی کہ ان میں سے کسی نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ ان میں سے کسی نے بیداری میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ——— بالمشافہ ملاقات کی اور مسائل مختلفہ میں آپ سے رہنمائی حاصل کر لی، اور نہ ہم تک یہ خبر پہنچی کہ جو صحابی کسی مسئلہ میں حیران تھا اس کے پاس نبی صلے اللہ علیہ وسلم از خود تشریف لے آئے ہوں اور اس کی رہنمائی کر کے اس کی حیرانی کو دور فرمایا ہو، بلکہ صحیح روایت سے یہ ثابت ہے کہ حضرت عمر نے بعض امور کے بارے میں یہ فرمایا: کاش میں نے ان چیزوں کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیا ہوتا، اور جس طرح بعد کے اولیاء اللہ کے متعلق یہ بہ کثرت منقول ہے کہ انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہ ملاقات کی اور جن امور میں ان کو تشویش تھی ان میں آپ سے سوالات کیے اس طرح صحابہ کرام، اہل بیت اور فقہاء تابعین میں سے کسی کے متعلق کوئی چیز ثابت نہیں ہے حضرت

---

[1] علامہ ابن حجر ہیتمی مکی شافعی متوفی ۹۷۴ھ، فتاویٰ حدیثیہ ص ۲۵۴، مطبوعہ مصطفیٰ البابی الحلبی و اولادہ بمصر، ۱۳۵۶ھ

[2] شیخ انور شاہ کشمیری متوفی ۱۳۵۲ھ، فیض الباری ج ۱ ص ۲۰۴، مطبوعہ مطبع حجازی مصر، ۱۳۵۷ھ

فاطمہ رضی اللہ عنہا کا فدک کے مسئلہ میں مضطرب رہنا اور سیدتنا عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا جنگ جمل میں متردد رہنا سب کو معلوم ہے لیکن ان میں سے کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مسئلہ کو معلوم کر لیا حالانکہ قرابت کا جو تعلق ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا وہ بعد کے کسی شخص کے لیے متصور نہیں ہے پھر جب ان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وصال کے بعد بالمشافہ ملاقات نہیں ہوئی تو بعد والوں کی کیسے ہو گی؟

اس کے جواب میں زیادہ سے زیادہ بات جو کہی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیداری میں ملاقات خرق عادت اور اولیاء اللہ کی کرامات کے قبیل سے ہے اور چونکہ عہد صحابہ آفتاب رسالت کے بہت قریب تھا اس وجہ سے اس عہد میں کرامات کا ظہور بہت کم ہوا ہے کیونکہ سورج کے سامنے ستارے نظر نہیں آتے اور نہ سورج کی ضیاء کے مقابلہ میں ستاروں کی روشنی نظر آتی ہے، اور چونکہ عہد رسالت میں معجزات کا بہ کثرت ظہور ہوا تھا اس لیے اس عہد کے متصل بعد کرامات کا زیادہ ظہور نہیں ہوا، یا ممکن ہے کسی صحابی کو بیداری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی ہو لیکن انھوں نے کسی مصلحت اور حکمت کی بناء پر اس کو ظاہر نہ کیا ہو۔ [1]

خواب دیکھنے اور اس کی تعبیر بیان کرنے کے آداب

حدیث نمبر ۵۸۰۸ میں ہے: ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! آج رات میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک ابر کے ٹکڑے سے شہد اور گھی ٹپک رہا ہے، الحدیث۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

ائمہ تعبیر نے بیان کیا ہے کہ خواب دیکھنے کے آداب میں سے یہ ہے کہ خواب دیکھنے والا صادق القول ہو اور وہ باوضو دائیں کروٹ پر سوئے اور سونے سے پہلے سورہ والشمس، واللیل، والتین، اخلاص اور معوذتین (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) کی تلاوت کرے اور یہ دعا مانگے: "اے اللہ! میں تجھ سے برے خوابوں سے پناہ مانگتا ہوں، اور نیند اور بیداری میں شیطان کے فتنوں سے پناہ مانگتا ہوں اے اللہ! میں تجھ سے سچے اور صالح خواب کا سوال کرتا ہوں جو مجھے نفع دینے والا ہو جو مجھے یاد رہے اور جس کا مجھے نسیان نہ ہو، اے اللہ مجھے خواب میں وہ چیز دکھا جو مجھے پسند ہو"، اور خواب کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ وہ خواب کسی عورت کو بیان کرے نہ دشمن کو اور نہ ان پڑھ اور جاہل شخص کو، اور تعبیر بیان کرنے کے آداب میں سے یہ ہے کہ وہ طلوع شمس کے وقت تعبیر بیان کرے نہ غروب آفتاب کے وقت نہ زوال کے وقت اور نہ رات کے وقت۔ [2]

حضرت ابوبکر کے تعبیر بیان کرنے میں خطاء اور صواب کا بیان

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: علامہ مہلب نے کہا ہے کہ: حضرت ابوبکر نے ابر سے اسلام کی تعبیر کی اور اس سے ٹپکنے والے گھی اور شہد سے قرآن مجید اور اس کی حلاوت کی تعبیر لی، اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل جنت اور بنو اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ابر ہے، اسی طرح اسلام

---

[1] علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲۲ ص ۳۹، ۳۸، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[2] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۲ ص ۴۳۳، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور

بھی دنیا اور آخرت میں مسلمان پر اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور شہد سے قرآن مجید کی تعبیر اس لیے کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شہد کو لوگوں کے لیے شفاء قرار دیا ہے فیہ شفاء للناس۔ اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو بھی شفا فرمایا ہے: وننزل من القرآن ما ھو شفاء و رحمۃ للمؤمنین (بنی اسرائیل: ۸۲) نیز فرمایا: قد جاءتکم موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی الصدور (یونس: ۵۷) اور قرآن مجید کا سننا سماعت کے لیے اسی طرح میٹھا ہے جس طرح شہد زبان کو میٹھا لگتا ہے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کی تعبیر کے متعلق جو فرمایا تھا کہ تم نے بعض تعبیر صحیح بیان کی ہے اور بعض میں خطاء کی ہے، اس کے متعلق شارحین کے مختلف اقوال ہیں، ایک قول یہ ہے کہ ان کی خطاء یہ ہے کہ وہ خلفاء کی مدت کا تعین نہیں کر سکے، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کے قسم دینے کے باوجود اس کو نہیں بیان فرمایا، کیونکہ اگر آپ بیان فرما دیتے تو خلفاء کا تعین منصوص ہو جاتا اور یہ چیز اللہ تعالیٰ کی مشیت کے خلاف تھی، اس لیے آپ نے اس تعین کو ترک فرما دیا تاکہ کوئی خرابی نہ پیدا ہو، ایک قول یہ ہے کہ آپ کا بیان نہ فرمانا اس وجہ سے تھا کہ اس تعبیر کا تعلق اس علم غیب کے ساتھ تھا جو آپ کے ساتھ مخصوص ہے۔

اس حدیث میں خواب کی تعبیر کے علم سیکھنے پر برانگیختہ کرنا، اور خواب کی تعبیر معلوم کرنے پر ابھارنا ہے اور علم تعبیر کی فضیلت کا بیان ہے کیونکہ اس سے بعض غیوب اور اسرار کائنات پر اطلاع حاصل ہوتی ہے نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خواب کی تعبیر کسی ثقہ عالم سے معلوم کرنی چاہیے اور یہ کہ خواب کی تعبیر بیان کرنے والا کبھی تعبیر بیان کرنے میں خطاء بھی کرتا ہے نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ استاذ کے سامنے تلمیذ کا کسی مسئلہ کو بیان کرنا بھی صحیح ہے۔ [۱]

حدیث نمبر ۵۸۱۶ میں ہے میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس زمین کے خزانے لائے گئے، علامہ نووی لکھتے ہیں کہ صحیح مسلم کے علاوہ دوسری روایات میں ہے میرے پاس زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں، علماء نے بیان کیا کہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی امت زمین پر مسلط ہوگی اور اس کے شہروں کو فتح کر کے اس کے خزانوں کی مالک بن جائے گی اور یہ سب اسی طرح واقع ہو گیا، وللہ الحمد۔

---

[۱] ۔ حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۲ ص ۴۳۸۔۴۳۵، (ملخصاً) مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ ۱۴۰۱ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کتاب الفضائل

بَابُ ۸۰۶ فَضْلِ نَسَبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَسْلِيمِ الْحَجَرِ عَلَيْهِ قَبْلَ النُّبُوَّةِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کی فضیلت اور اعلان نبوت سے پہلے آپ کو ایک پتھر کے سلام کرنے کا بیان

۵۸۲۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْمٍ جَمِيعًا عَنِ الْوَلِيدِ. قَالَ ابْنُ مِهْرَانَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ أَبِي عَمَّارٍ شَدَّادٍ أَنَّهُ سَمِعَ وَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَى كِنَانَةَ مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيلَ وَاصْطَفَى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ وَاصْطَفَى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ۔

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں کنانہ کو فضیلت دی، اور کنانہ میں سے قریش کو فضیلت دی اور قریش میں سے بنو ہاشم کو فضیلت دی اور بنو ہاشم میں سے مجھ کو فضیلت دی۔

۵۸۲۲ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ حَدَّثَنِي سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُبْعَثَ إِنِّي لَأَعْرِفُهُ الْآنَ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں مکہ کے اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو اعلان نبوت سے پہلے مجھ کو سلام کیا کرتا تھا، میں اس پتھر کو اب بھی پہچانتا ہوں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب یہ ہے: سیدنا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان عدنان تک اس سلسلہ کی صحت میں کوئی اختلاف نہیں ہے، عدنان اور حضرت اسماعیل کی درمیانی کڑیوں میں نسابین کا اختلاف ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ قریش کی ابتداء نضر بن کنانہ سے ہوئی یا فہر بن مالک سے مشہور یہ ہے کہ ان کی ابتداء نضر بن کنانہ سے ہوئی، کنانہ کی نضر کے علاوہ بھی اولاد تھی لیکن ان کو قریش نہیں کہا جاتا، اس کا سبب یہ ہے کہ نضر کی اولاد مختلف شہروں میں پھیل گئی تھی، بعد میں نضر کی اولاد کو مکہ میں جمع کیا گیا اور ان کا نام قریش پڑ گیا کیونکہ قریش میں جمعیت کے معنی ہیں۔ [1]

قریش کی وجہ تسمیہ

قریش: حجاز (جزیرۃ العرب) کا مشہور و معروف اور عظیم الشان قبیلہ، جو مکہ مکرمہ اور اس کے گرد و نواح میں مقیم تھا۔ قریش نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں، نضر کا سلسلہ نسب یہ ہے: نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ اس لحاظ سے قریش مضری اور عدنانی ٹھیرے۔ قریش کی وجہ تسمیہ میں مختلف اقوال ہیں: (۱) قریش کا لفظ قرش سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں کمانا اور جمع کرنا، (الصحاح)؛ (۲) یہ لفظ تقریش سے نکلا ہے جس کے معنی کمانے کے علاوہ تفتیش و جستجو کرنا، تلاش کرنا ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ فہر بن مالک بن نضر حاجت مندوں کی حاجتوں کا پتا لگا کر ان کی ضرورتیں پوری کیا کرتا تھا، وہ غریبوں کو دولت دیتا، ننگوں کو کپڑا پہناتا، پناہ گزینوں کو پناہ دیتا، خوف زدہ لوگوں کا خوف دور کرتا اور بھولے بھٹکے لوگوں کو راستہ دکھاتا تھا۔ اس وجہ سے اس خاندان اور قبیلے کا نام قریش پڑ گیا (النویری: نہایۃ الادب، ج ۲)؛ (۳) ابن حزم نے نقل کیا ہے کہ اس قبیلے میں ایک شخص قریش بدر بن یلخد بن نضر تھا اور وہ زمانہ جاہلیت میں اپنے تجارتی قافلوں کی قیادت و رہنمائی کیا کرتا تھا۔ اس کی وجہ سے اس قبیلے کا نام قریش مشہور ہو گیا (جمھرۃ انساب العرب، ص ۱۱)؛ (۴) تقرش سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں تھوڑا تھوڑا مال یا کوئی چیز جمع کرنا۔ اس قبیلے کی اجتماعیت کے پیش نظر اسے قریش کے نام سے پکارا گیا (الزمخشری: الفائق)؛ (۵) ایک قول یہ بھی ہے کہ قریش قرش کی تصغیر ہے۔ قرش اس بڑی مچھلی کو کہتے ہیں جو سمندر کے دوسرے جانوروں کو کھا جاتی ہے (ابن خلدون: العبر)۔ مذکورہ بالا تمام معانی معجم متن اللغۃ میں بھی مذکور ہیں (دیکھیے بذیل مادہ قریش)۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ قریش کا لقب نضر کے پوتے یعنی فہر بن مالک بن نضر کے لیے استعمال ہوا۔ ابن سعد کا قول ہے کہ فہر بن مالک ہی سے قریش کا آغاز ہوا۔ فہر سے پہلے کے نضر قریشی نہیں کہلاتے تھے (طبقات، بیروت ۱۹۶۰ء، ۱: ۵۵) اسی طرح ابن حزم کی رائے ہے کہ فہر بن مالک کی اولاد ہی قریش ہیں اور ان کے علاوہ کوئی قریش نہیں (جمھرۃ انساب العرب، ص ۱۲)۔ جوامع السیرۃ (ص ۳) میں بھی مرقوم ہے کہ فہر بن مالک بن النضر ہی تمام قریشیوں کا جد امجد ہے اور فہر کی اولاد ہی قریش کہلا سکتی ہے۔ اس کی اولاد کے علاوہ کوئی دوسرا قریش میں شامل نہیں، مفتی محمد عبدہ سورۂ قریش کی تفسیر کے ضمن میں رقم طراز ہیں کہ بقول قرطبی قریش ان عرب قبائل کا نام ہے جو نضر بن کنانہ کی اولاد سے تھے اور فقہا اس

---

[1] ۔ علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۵۸ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ [illegible]

ترجیح کے حق میں ہیں، لیکن زبیر بن بکار کے مطابق یہ نام فہر بن مالک بن نضر کی اولاد کے لیے استعمال ہوتا ہے اور اس پر ماہرین نسب کا اتفاق ہے۔ (تفسیر القرآن، قاہرہ ۱۳۲۱ھ، جزء عم، بذیل سورۃ قریش، ص ۱۵۹)۔

قبیلہ قریش کا مصداق

بات یوں معلوم ہوتی ہے کہ سب سے پہلے قریش کا لقب نضر بن کنانہ کے لیے استعمال ہوا، پھر اس کی اولاد قریش کہلائی، جب فہر بن مالک کا زمانہ آیا تو یہ نام (قریش) زیادہ مقبول اور زبان زد عوام ہونے لگا، نیز قبیلہ قریش کو فہر کی طرف اس لیے بھی منسوب کیا گیا کہ نضر کی نسل فہر کی اولاد میں منحصر و محدود ہو کر رہ گئی۔ نضر کی نسل فہر کے سوا اور کسی سے نہیں چلی، اس لیے قریش کا لقب فہر کی اولاد کے لیے بولا جانے لگا، ایک قول یہ بھی ہے کہ قصی بن کلاب النضری الکنانی نے نضر بن کنانہ کی اولاد یعنی قبیلہ قریش کے بکھرے ہوئے خاندانوں اور گروہوں کو جمع کیا اور ان میں قومی اجتماعیت اور جماعتی وحدت پیدا کی، اس نمایاں خدمت کی وجہ سے قصی بن کلاب کو قریش کا لقب ملا، بہر حال یہ حقیقت ہے کہ نضر بن کنانہ کی اولاد کی سب شاخوں کو قریش کے لقب سے پکارا جاتا ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قبیلہ بنو تیم، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قبیلہ بنو عدی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قبیلہ بنو امیہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قبیلہ بنو ہاشم سب قریش ہی میں شامل ہیں، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے اس کی تائید ہوتی ہے: اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی کِنَانَةَ مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِیْلَ وَاصْطَفٰی قُرَیْشًا مِنْ کِنَانَةَ وَاصْطَفٰی مِنْ قُرَیْشٍ بَنِیْ هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِیْ مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ (مسلم: الصحیح، کتاب الفضائل، حدیث ۱؛ احمد بن حنبل: مسند، ۴: ۱۰۷)، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے بنو کنانہ کو چن لیا اور بنو کنانہ میں سے قریش کو پسند فرمایا اور قریش میں سے بنو ہاشم کو پسند کیا، اور بنو ہاشم میں سے مجھے برگزیدہ فرمایا۔

قریش کے دو بڑے گروہ

قریش کے دو بڑے گروہ تھے: (۱) قریش البطاح: وہ قبائل قریش جو مکہ مکرمہ کے بطحاء میں سکونت پذیر تھے اور ان میں کعب بن لوئی کی اولاد بالخصوص بنو عبد مناف، بنو عبد العزیٰ، بنو عبد الدار، بنو زہرہ، بنو تیم، بنو مخزوم، بنو جمح، بنو سہم وغیرہ مشہور ہیں؛ (۲) قریش الظواہر: وہ قبائل قریش جو مکہ مکرمہ کے باہر رہتے تھے، ان میں قبائل بنو عامر بن لوئی، بنو محارب، بنو الحارث، تیم الادرم بن غالب وغیرہ شامل ہیں۔

کعب بن لوئی بن فہر بن غالب عربوں کے ہاں بڑی قدر و منزلت رکھتا تھا اور عام الفیل سے پہلے کعب کی موت سے تاریخ کا حساب رکھا جاتا تھا۔ وہی پہلا سردار تھا جو قریش کو جمعے کے دن جمع کر کے خطاب کیا کرتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت یاد دلا کر انھیں تلقین کیا کرتا تاکہ وہ آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی اتباع کریں۔ (القلقشندی: نہایۃ الادب، ص ۳۰۷)۔ کعب کی اولاد میں مرہ، عدی اور ہصیص قابل ذکر ہیں۔ مرہ بن کعب کی اولاد میں کلاب اور تیم مشہور ہوئے، پھر کلاب کے دو بیٹے قصی اور زہرہ بڑے نامور ہوئے، قصی کے بیٹوں میں عبد مناف خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ عبد مناف کے چار بیٹے تھے: ہاشم، مطلب، عبد شمس اور نوفل۔ ہاشم کی والدہ کا نام عاتکہ بنت مرہ بن ہلال تھا۔ ہاشم کے بیٹوں میں سے عبد المطلب (= شیبہ) کی نسل اور اولاد دنیا میں مشہور ہوئی اور عبد المطلب کے بیٹوں میں سے حضرت عبد اللہ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ ان کی زوجہ محترمہ حضرت آمنہ بنت وہب کے بطن سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ہاں پیدا ہوئے۔ (جمہرۃ انساب العرب)

......

قریش کی خدمات

قصی بن کلاب بھی قریش کا نامور سردار تھا اس نے قریش کے منتشر قبائل کی شیرازہ بندی کی اور انھیں مجتمع کر کے وحدت قومی کا عملی سبق دیا اور ان کی عزت وعظمت قائم کی۔ اسی نے دارالندوۃ کی بنیاد رکھی، جہاں قریش کے تمام امور اور معاملات طے کیے جاتے تھے۔ (نہایۃ الادب)۔

عبد مناف کے بیٹوں میں سے ہاشم اور عبد شمس ملکی سیاست اور قبائلی ریاست میں برابر کے شریک رہے، چونکہ حاجیوں کی دیکھ بھال اور مہمان نوازی اور خاطر مدارات ہاشم کے سپرد تھی، اس لیے وہ موسم حج میں زائرین بیت اللہ کے لیے کھانے پینے کا انتظام واہتمام بڑی خوش اسلوبی سے کرتے، قحط کے زمانہ میں غیر ملکوں سے غلہ اور خوراک لاکر حاجت مندوں میں تقسیم کرتے تھے۔ ان اوصاف کی وجہ سے جناب ہاشم کا نام اور اثر ورسوخ دور دور تک کے لوگوں میں پھیل گیا۔ دوسرے ممالک اور علاقوں کے حکمرانوں کے ہاں باریابی کی وجہ سے دنیاوی اور سیاسی عزت و وجاہت بھی حاصل تھی۔ جناب ہاشم نے قریش کے لیے غیر ملکوں میں تجارتی سہولتیں حاصل کیں اور اندرون ملک قریش کے تجارتی قافلوں کو اس وجہ سے امن وامان میسر آیا کہ قریش بیت اللہ کے محافظ ہیں اور زائرین بیت اللہ کی خدمت اور مہمان نوازی کرتے ہیں۔

حضرت عبد المطلب کی سیرت

جناب ہاشم کے نامور بیٹے اور حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دادا جناب عبد المطلب بھی قریش کے مشہور ومعروف سردار تھے۔ عبدالمطلب کا نام عامر تھا، چونکہ پیدائش کے وقت ان کے سر میں کچھ سفید بال تھے، اس لیے انھیں شیبہ بھی کہا جاتا ہے۔ عبد المطلب اپنی فیاضی، خدمت حجاج، بیکسوں کی امداد، مظلوموں کی فریادرسی اور قومی ہمدردی کے لیے سارے عرب میں مشہور تھے۔ سقایہ اور رفادہ (یعنی حاجیوں کے پینے کے لیے پانی اور کھانے کے لیے اشیائے خوردنی کا مہیا کرنا) قریش کے ہاں ایک قدیم دستور چلا آرہا تھا، جسے قصی بن کلاب نے نہایت عمدہ اور مضبوط روایات پر قائم کیا تھا۔ جب عبد المطلب نے نظم ونسق سنبھالا تو رفادہ کے سلسلے میں کوئی دقت محسوس نہ ہوئی، کیونکہ قریش کا ہر گھر مقدور بھر اس میں حصہ لیتا اور کھانا وغیرہ مہیا کر دیتا تھا لیکن پانی مہیا کرنے میں خاصی دقت پیش آتی تھی، مکے اور اس کے گردونواح میں گھوم پھر کر چشموں، کنوؤں وغیرہ سے مشکیزوں میں پانی حاصل کر کے حاجیوں کو مہیا کیا جاتا تھا۔ بڑی تگ ودو اور سخت محنت ومشقت کے بعد کہیں جاکر معلوم ہوا کہ بیت اللہ میں بئر زمزم موجود ہے، جو سازوسامان سے اٹا پڑا ہے۔ جناب عبد المطلب نے بئر زمزم کو از سر نو کھود کر صاف کیا اور حاجیوں کے لیے آب زمزم مہیا کیا۔

جناب عبد المطلب ایک طرف تو بڑے حسین وجمیل تھے اور دوسری طرف سیرت وکردار کی بہت سی خوبیوں اور اعلیٰ اوصاف کے مالک تھے۔ وہ بڑے مہمان نواز، کنبہ پرور، سخی اور فیاض تھے۔ انسانوں کے علاوہ جنگلی جانوروں اور پرندوں کو بھی پہاڑوں اور صحراؤں میں روزی مہیا کرتے تھے۔ ان اوصاف کی بنا پر لوگ انھیں الفیاض کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے۔ قبیلہ قریش میں نامور حَکَم (جج) بھی تھے اور فیصلوں میں اپنے عدل وانصاف کے لیے نیک نام رکھتے تھے۔ وہ ملت ابراہیمی پر قائم ودائم تھے اور ہمیشہ نیکی اور پاکبازی کی تلقین کرتے اور برائی اور بدکرداری سے منع کرتے تھے۔ شراب نوشی، زنا، ظلم وبغاوت، دختر کشی اور بیت اللہ میں برہنہ طواف کرنے سے لوگوں کو روکا کرتے تھے۔

جناب عبدالمطلب کے دس بیٹے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد بزرگوار جناب عبداللہ سب سے چھوٹے تھے۔ باقی صاحبزادوں کے نام یہ ہیں: حمزہ، عباس، ابوطالب، زبیر، المقوم، حارث، ابولہب (عبدالعزیٰ)، ضرار، قثم۔ عبدالمطلب کی اولاد میں سے صرف حضرت عباس اور ابوطالب کی نسل بڑھی اور بکثرت پھیل گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد بزرگوار جناب عبداللہ بھی اخلاق حمیدہ کے پیکر تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے تو قریش کے نام کو چار چاند لگ گئے۔

یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے سارے افراد، عورتیں اور مرد، اعلیٰ اخلاق اور عمدہ اوصاف سے متصف تھے۔ آپ کے سارے آباؤ اجداد اپنے اپنے وقت میں قبیلے کے مشہور و معروف سردار اور قائد ہوتے ہیں۔ وہ سب شجاعت و بہادری، جود و کرم، عفت و عصمت اور عدل و انصاف ایسے اخلاق فاضلہ کے حامل تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد کی مائیں بھی نہایت پاک باز، بلند اخلاق اور رفیع القدر خواتین تھیں۔ غرض کہ آپ شرافت نسبی اور طہارت صلبی کا اعلیٰ ترین نمونہ ہیں۔

قریش کے چند مشہور خاندانوں کا تذکرہ

قریش میں بنو ہاشم تاریخ ساز خاندان ہوا ہے اور تاریخ اسلام میں اس خاندان کی نسل سے بہت سے نامور گھرانے معرض وجود میں آئے، جنھوں نے مذہب و سیاست اور ریاست میں بڑا نام پیدا کیا۔

بنو ہاشم کے مختصر تذکرے کے بعد قریش کے دیگر چند خاندانوں کا ذکر کیا جاتا ہے:۔

بنو محارب بن فہر

یہ خاندان مکے سے باہر رہتا تھا، محارب کا بیٹا شیبان، اس کا بیٹا عمرو اور عمرو کی اولاد میں وائلہ، حبیب، بجوان اور ردآد مشہور ہوئے اس خاندان کے حسب ذیل اشخاص قابل ذکر ہیں، ضحاک بن قیس جو مرج راہط کے مقام پر مروان بن حکم سے لڑتے ہوئے مارا گیا، ضرار بن الخطاب صحابی، شاعر اور مشہور شہسوار تھے ان کا والد الخطاب بن مرداس زمانہ جاہلیت میں "قریش الظواہر" کا سردار تھا، اور وہ اپنے قبیلے والوں سے آمدنی کا مرباع (چوتھائی حصہ) وصول کیا کرتا تھا؛ اسی طرح عبدالملک بن قطن اور کرزؓ بن جابر صحابی تاریخ میں مشہور گزرے ہیں۔

بنو الحارث بن فہر

یہ بھی مکے سے باہر رہتے تھے۔ اس کے مشہور خاندانوں میں بنو ضبہ (نسبت: الضبی) بنو ضباب اور بنو قیس ہیں۔ بنو الحارث کے نامور اشخاص حسب ذیل تھے:۔ مشہور سپہ سالار امین الامت حضرت ابوعبیدہ عامر بن عبداللہ بن الجراح (ابوعبیدہ بن الجراح) جن کی قیادت میں اسلامی فوجوں نے شام فتح کیا، نامور سالار لشکر حضرت عیاض بن غنم، جنھوں نے خلافت فاروقی میں الجزیرہ کا علاقہ فتح کیا اور رومۃ الکبریٰ میں فاتحانہ قدم رکھا، عقبہ بن نافع، جنھوں نے افریقیہ فتح کیا اور قیروان کی بنیاد ڈالی۔ بنو الحارث بن فہر کے بہت سے افراد کو بدری ہونے کا شرف حاصل ہوا اور افریقیہ اور اندلس میں ان کی اولاد بکثرت پھیل گئی۔ غالب بن فہر کے دو بیٹے خاص طور پر قابل ذکر ہیں: تیم الادرم اور لوئی۔ پھر بنو تیم الادرم بن غالب بن فہر کی اولاد میں الحارث، ثعلبہ، وہب، کبیر اور حوّاب قابل ذکر ہیں۔ ان میں سے بنو جعونہ فلسطین میں آباد ہو گئے، بنو تیم الادرم صحرانشین تھے۔

۔۔۔۔

بنو عامر بن لوئی

عامر کے دو بیٹے حسل اور معیص تھے، بنو عامر کا مشہور جاہلی شہسوار عمرو بن عبد وُدّ بن ابی قیس تھا، جسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ خندق میں قتل کیا تھا۔ عمرو بن عبد ود کا بیٹا سہیل بن عمرو تھا جو بنو عامر کا سردار تھا اور جس نے حدیبیہ میں قریش مکہ کی نمائندگی کرتے ہوئے صلح نامہ طے کیا تھا۔ بعد میں سہیل بن عمرو نے اسلام قبول کر لیا۔ اس کے خاندان میں اسلام خوب پھیلا۔ عمرو کا ایک بیٹا ابوجندل العاصی بن عمرو بن سہیل صلح حدیبیہ کے موقع پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، مگر معاہدہ صلح کی پابندی کرتے ہوئے آپ نے ابوجندل کو مکے واپس بھیج دیا۔ انھیں مکے میں نہایت سخت تکلیفیں دی گئیں۔ عبد وُدّ کی اولاد میں ام المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ تھیں، جنھیں حرم نبوی بننے کا شرف حاصل ہوا، بنو حسل بن عامر کے خاندان میں عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح مشہور اسلامی سپہ سالار تھے۔ جنھوں نے افریقیہ میں فتوحات کا سلسلہ جاری رکھا اور حضرت عثمان کے عہد خلافت میں مصر کے والی رہے اور انھی کے زیر قیادت اسلامی فوجوں نے طرابلس الغرب فتح کیا۔

بنو کعب بن لوئی

کعب کے تین بیٹے مُرّہ، ہصیص اور عدی تھے جو بطحائے مکہ میں سکونت پذیر تھے اور "قریش البطاح" کہلاتے تھے۔ ہصیص بن کعب کی اولاد میں بنو جمح اور بنو سہم زیادہ مشہور ہیں۔ بنو جمح کے خاندان میں امیہ بن خلف اپنی اسلام دشمنی کے لیے مشہور تھا جو جنگ بدر میں اسلام کے خلاف لڑتا ہوا مارا گیا تھا۔ اس کا بیٹا صفوان بن امیہ اپنے قبیلے کا سردار تھا اور فتح مکہ کے دن مسلمان ہوا، اس خاندان میں عبد الحکیم بن عمرو بن صفوان گزرا ہے، جس کا شمار "فتیانِ قریش" (جوانانِ قریش) میں ہوتا تھا۔ اسی نے اپنے بھائی بندوں کے لیے ایک کتب خانہ قائم کیا تھا جو علمی کتابوں کے علاوہ کتب شطرنج و نرد وغیرہ پر مشتمل تھا (جمہرۃ انساب العرب، ص ۱۶۰)۔ حضرت عثمان بن مظعون اور ان کے بھائی عبد اللہ، قدامہ اور سائب، سب مہاجر اور بدری صحابی تھے۔ ان کی بہن زینب بنت مظعون حضرت عمر فاروق کی زوجہ محترمہ اور ام المؤمنین حضرت حفصہ اور عبد اللہ بن عمر کی والدہ ماجدہ تھیں۔ اسلام کے نامور سپہ سالار اور فاتح حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ بھی اسی قبیلے کے فرزند تھے۔ اس خاندان کے بہت سے لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے اور مشرق و مغرب میں انھوں نے بڑا نام پیدا کیا۔ بنو سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب کے خانوادے میں بھی بڑے نامور لوگ پیدا ہوئے، مشہور صحابی حضرت عمرو بن العاص بن وائل نامور سیاست دان، مدبر اور سپہ سالار تھے۔ ان کے بیٹے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص مشہور صحابی اور محدث ہیں۔ عقبہ بن نافع الفہری فتح افریقیہ کے لیے شہرت رکھتے ہیں۔ صحابی عبد اللہ بن الزبعری مشہور شاعر تھے۔ ان کے علاوہ بھی بہت سے محدث، قاری اور مجاہد اس خاندان کے چشم و چراغ تھے۔

بنو عدی بن کعب

عدی کے دو بیٹے تھے: رزاح اور عویج۔ پھر ان دونوں سے کئی شاخیں پیدا ہوئیں۔ اس خاندان کے قابل ذکر افراد میں زید بن عمرو بن نفیل کا نام سرفہرست ہے، جس نے زمانۂ جاہلیت میں بت پرستی ترک کر کے دین ابراہیمی (حنیفیت) اختیار کر لیا تھا۔ ان کے بیٹے حضرت سعید بن زید عشرہ مبشرہ، یعنی ان دس صحابۂ کرام میں سے ہیں جنھیں جنت کی بشارت دی گئی تھی۔ اسلامی عہد میں اس خاندان کی زیادہ تر شہرت حضرت عمر بن الخطاب اور ان کی اولاد کی وجہ سے ہوئی۔ انساب قریش کا سب سے بڑا عالم ابو جہم بن حذیفہ بھی بنو عدی کا چشم و چراغ تھا (ابن درید: الاشتقاق؛ جمہرۃ انساب العرب)۔

....

بنو مُرّہ بن کعب

مُرّہ کے تین بیٹے تھے: کلاب، تیم اور یقظہ۔ تیم بن مُرّہ کے خاندان میں خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ خاص طور پہ قابل ذکر ہیں۔ یقظہ کی اولاد میں بنو مخزوم زیادہ مشہور ہیں۔ اس خاندان میں بھی خاصے نامور لوگ پیدا ہوئے، مثلاً ارقم بن ارقم (بدری صحابی) جن کے گھر میں مسلمان پوشیدہ طور پر جمع ہوا کرتے تھے، حضرت ابوسلمہ عبداللہ جو مہاجرین اوّلین میں سے تھے، حضرت خالد بن ولید (سیف اللہ) اور حضرت عکرمہ بن ابی جہل بھی اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ مشہور دشمنان اسلام، مثلاً ابوجہل، ابوامیہ بن ابی حذیفہ اور ولید بن مغیرہ بھی اسی خاندان میں سے تھے، خلیفہ ہشام بن عبدالملک عطا کے سلسلے میں بنو مخزوم سے ترجیحی سلوک کیا کرتا تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دادی یعنی جناب عبداللہ بن عبدالمطلب کی والدہ فاطمہ بنت وہب بھی بنو مخزوم سے تھیں۔

بنو زہرہ بن کلاب

کلاب بن مُرّہ کے دو بیٹے تھے: زہرہ اور قصیّ، زہرہ کی اولاد الحارث اور عبد مناف پر مشتمل تھی۔ عبد مناف بن زہرہ کے دو بیٹے تھے: وہب اور وہیب۔ وہب بن عبد مناف کی اولاد میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ مشہور ہیں۔ بنو زہرہ کے خاندان کے بہت سے افراد مشرف بہ اسلام ہوئے۔ مشہور صحابہ کرام حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور ان کے سولہ سالہ بھائی عمیر بن عوف جو غزوۂ بدر میں شہید ہوئے، اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ اس خاندان میں نامور محدثین اور فقہاء بھی گزرے ہیں، مثلاً نامور محدث محمد بن مسلم المعروف بہ ابن شہاب الزہری (م ۱۲۴ھ/ ۷۴۲ء) اور فقہائے مدینہ میں سے طلحہ بن عبداللہ بن عوف جو حضرت عبدالرحمان بن عوف کے بھتیجے تھے، بنو زہرہ کے خاصے افراد اندلس کے شہروں (رباجہ اور بطلیوس وغیرہ) میں آباد ہو گئے تھے؛ بالخصوص حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی اولاد بڑی پھیلی اور مشہور ہوئی (جمہرۃ انساب العرب، ص ۱۲۸ تا ۱۳۵)؛

بنو عبد الدار

قصی بن کلاب کے بیٹوں میں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد امجد جناب عبد مناف کا ذکر ہو چکا ہے۔ قصی کا دوسرا بیٹا عبد الدار تھا۔ اس خاندان میں بھی کئی نامور لوگ پیدا ہوئے۔ عبدالدار کے تین بیٹے تھے: عبد مناف، عثمان اور السباق۔ یہ خاندان بھی خاصا پھیلا اور بڑھا۔ حضرت مصعب بن عمیر جیسے بدری صحابی بھی اسی خاندان سے تھے، جو غزوۂ احد میں علمبردار تھے اور اسی معرکے میں شہید ہوئے تھے۔ اسی خاندان میں سے ابوطلحہ اور شیبہ بھی تھے۔ عثمان بن طلحہ بھی، جسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کی کنجی عطا کی تھی، انھی میں سے تھے، ایک روایت کی رو سے آپ نے خانہ کعبہ کی کنجی عثمان کے بھائی شیبہ بن طلحہ کے سپرد کی تھی۔ بنو طلحہ (شیبہ کا خاندان) آج تک خانہ کعبہ کے متولی چلے آ رہے ہیں۔

بنو عبد العزّٰی

بنو عبد العزیٰ ابن قصی بن کلاب بھی نامور لوگوں کا خاندان تھا۔ عبد العزّٰی کا بیٹا اسد تھا اور اسد کی اولاد میں الحارث، الحویرث، حبیب، المطلب، نوفل اور خویلد ہوئے اور ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا خویلد بن اسد کی بیٹی تھیں۔ حضرت الزبیر بن العوام بن خویلد اور ان کے بیٹے عبداللہ بن زبیر، اور مصعب بن زبیر، نیز حکیم بن حزام بن خویلد مشہور صحابی تھے۔ حکیم بن حزام کو دار الندوۃ وراثت میں ملا تھا جو انھوں نے حضرت امیر معاویہ کے پاس ایک لاکھ درہم کے عوض فروخت کر دیا تھا۔ (جمہرۃ انساب العرب، ص ۱۲۱)۔ اس خاندان میں بھی علم انساب و حدیث کے ماہرین نے بڑا نام پیدا کیا۔ مشہور راوی اور ماہر انساب ابوعبداللہ الزبیر بن بکار رضی اللہ عنہ، جو مکے کے قاضی اور مدینے کے امیر رہے ہیں، اسی خاندان کے فرد تھے۔

بنو امیہ

بنو امیہ، بنو نوفل اور بنو مطلب بھی قریش کے اعلیٰ خاندان تھے۔ بنو عبد شمس کے خاندان میں سے بنو امیہ نے بڑا نام پیدا کیا۔ ان میں نامور خلفاء اور فاتحین پیدا ہوئے۔ مثلاً امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، امیر معاویہ اور ان کا خاندان، جس نے مشرق و مغرب میں اسلامی سلطنت پر حکمرانی کی، اسی طرح بنو ہاشم کی اولاد میں سے بنو عباس نے قریش کا نام خوب روشن کیا اور اسلامی سلطنت پر صدیوں تک اپنا ڈنکا بجایا۔

قریش کا مذہب

اصلاً وہ ابراہیمی مذہب کے پیرو تھے۔ مرور زمانہ کے ساتھ ان میں بت پرستی رواج پا گئی۔ بقول ابن حزم دین ابراہیمی کو بدلنے والا اور عربوں کو بت پرستی (عبادۃ الاوثان) کی دعوت دینے والا عمرو بن لُحَیّ تھا اور اس شخص کے بارے میں جہنم کی خبر احادیث میں مذکور ہے۔ (جمہرۃ انساب العرب ص ۲۳۴ و ۲۳۵)۔ قریش کے گنے چنے سمجھدار اور عقل مند لوگ دین ابراہیمی پر قائم رہے اور وہ حنیف (جمع حُنَفَاء) کہلاتے تھے۔ قریش کے چند ایک لوگ عیسائی بھی ہو گئے تھے، جن میں شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس، عثمان بن الحویرث بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی اور ورقہ بن نوفل بن اسد کا ذکر کیا جا سکتا ہے۔ (جمہرۃ انساب العرب ص ۴۹۱) کہا جاتا ہے کہ بنو تمیم کے لقیط بن زرارہ نے مجوسی مذہب اختیار کر لیا تھا۔ (جمہرۃ، ص ۴۹۱)

عام عرب قبائل کی طرح قریش کی بھاری اکثریت بت پرست تھی۔ ان کے بتوں (اصنام) میں ہبل، اللات، العزیٰ وغیرہ مشہور ہیں۔ ہبل وسط کعبہ میں نصب تھا اور اس کے محافظ و نگران کے پاس قسمت کے تیر (ازلام) ہوتے تھے۔ فتح مکہ کے دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سارے بت پاش پاش کر دیے اور تیروں کے ذریعے قسمت آزمائی کو قرآن مجید نے ممنوع قرار دے دیا۔

قریش کے بیشتر خاندان بادیہ نشین تھے، البتہ قریش مکہ (قریش البطاح) شہری زندگی بسر کرتے اور کھاتے پیتے لوگ تھے، ان میں اکثر تجارت کرتے تھے۔ ان کی تجارت اور کاروبار کا سلسلہ دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ تہامہ کے باہر تبالہ، جُرَش اور نجران میں قریش کی تجارتی بستیاں موجود تھیں، شام، یمن اور ہندوستان کے ساحلی علاقوں میں ان کے تجارتی کارواں آتے جاتے رہتے تھے۔ ان کے خوشحال لوگ موسم گرما طائف میں گزارتے تھے۔

قریش مکہ اپنی ذہانت و فطانت، دور بینی، حلم و بردباری، شجاعت و حماست، جود و کرم، مہمان نوازی اور دوست داری کے لیے سارے عرب میں مشہور تھے۔

زمانۂ جاہلیت میں قریش کی جنگوں میں ایام الفجار اور یوم العنب زیادہ مشہور ہیں، قریش اور قیس عیلان کے درمیان چار معرکے ہوئے۔ چونکہ یہ معرکے ان چار حرمت والے مہینوں (الاشہر الحرم) میں ہوئے تھے، جن میں جنگ کرنا ممنوع تھا، اس لیے اس کا نام ایام الفجار پڑ گیا۔ یوم العنب قریش اور بنو عامر کے درمیان ہونے والی جنگ کا نام ہے۔ اسی طرح عبد المطلب کے زمانے میں قریش کا ایک معرکہ بنو کنانہ سے نواح مکہ میں ہوا، جس میں بنو کنانہ کو ہزیمت ہوئی، اس معرکے کا نام یوم نکیف ہے۔

قریش میں دعوت اسلام

جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو دعوت اسلام دی تو سب سے زیادہ مخالفت قریش کی طرف سے ہوئی۔ قریش کے تمام قبائل آپ سے برسر پیکار ہو گئے اعدائے رسول اور دشمنان اسلام میں قریش کے مندرجہ ذیل لوگ سر فہرست ہیں: ابولہب (= عبد العزّیٰ بن عبد المطلب)

ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، عقبہ بن ابی معیط، ابوسفیان (صخر بن حرب بن امیہ) الحکم بن العاص بن امیہ، النضر بن الحارث بن علقمہ بن کلدہ، ابوالبختری العاصی بن ہشام بن اسد، ابوجہل (عمرو بن ہشام بن المغیرہ)، ولید بن مغیرہ (حضرت خالد بن الولید کا باپ)، العاصی بن وائل بن ہاشم (حضرت عمرو بن العاصی کا والد) امیہ بن خلف بن وہب وغیرہم، اس کے مقابلے پر ایمان لانے والے بھی اکثر قریشی تھے۔ حبشہ کو ہجرت کرنے والے بھی اکثر قریشی تھے۔ جب کفار قریش نے دیکھا کہ ان کی سختی اور مخالفت کے باوجود اسلام پھیل رہا ہے اور لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں تو انھوں نے ایک صحیفے کے ذریعے مسلمانوں کے مکمل مقاطعے کا اعلان کرتے ہوئے اس امر کی بڑی تاکید کی کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب سے سلسلہ مناکحت اور خرید و فروخت قائم نہ رکھا جائے۔ ان سے بات چیت تک بند کی جائے اور ان کے پاس اٹھنا بیٹھنا بھی بند کر دیا جائے، نتیجہ یہ نکلا کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب شعب ابی طالب میں جا کر پناہ گزیں ہو گئے اور برابر تین سال تک اس گھاٹی میں محصور رہے۔ بالآخر قریش ہی کے چند باہمت لوگوں نے اس مقاطعے کو ختم کرنے کی کامیاب کوشش کی۔ حضرت خدیجہ اور ابوطالب کی وفات کے بعد سفہائے قریش نے اور مظالم ڈھانے شروع کر دیے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم (عمرو بن قیس) ایسے قریشی مسلمانوں کو بیعت عقبہ اولیٰ کے بعد مدینے روانہ فرمایا تاکہ وہ اہل مدینہ کو اسلام سکھائیں۔ حضرت مصعب کی تبلیغی مساعی بار آور ہوئیں اور مدینے کے گھر گھر میں اسلام کے چرچے ہونے لگے۔ جب کفار قریش کی توقعات کے خلاف اسلام مکے سے باہر مدینے میں بھی تیزی سے پھیلنے لگا تو انھوں نے مختلف قبائل کے تعاون سے سازش کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رات سوتے میں شہید کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی مطلع فرما دیا اور ساتھ ہی ہدایت کی آپ مکے کو چھوڑ کر مدینے جا کر سکونت اختیار فرمائیں۔

ہجرت نبوی کے بعد اسلام بڑی تیزی سے پھیلنے لگا اور قبائل مدینہ کی اکثریت آغوش اسلام میں آگئی۔ یہ صورت احوال قریش مکہ کے لیے اور بھی باعث تشویش و اضطراب بن گئی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جنگوں اور لڑائیوں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔ سب سے پہلے اہم معرکہ میدان بدر میں ہوا جو غزوہ بدر کے نام سے مشہور ہے۔ کفار قریش نے بڑا زور مارا لیکن انھیں بُری طرح ہزیمت اٹھانی پڑی۔ ان کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوئے، جن میں قریش کے بعض نامور سردار بھی تھے۔ مقتول قریشیوں میں حنظلہ بن ابی سفیان، عبیدہ بن سعید بن العاصی، عقبہ بن ابی معیط، عتبہ بن عبد شمس، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، زمعہ بن الاسود بن المطلب ابن اسد، ابوالبختری العاصی بن ہشام، نوفل بن خویلد بن اسد، النضر بن الحارث بن کلدہ اور ابوجہل بن ہشام، امیہ بن خلف ایسے نامور سردار شامل تھے۔ اس کے بعد قریش مکہ کا جوش انتقام اور بھڑکا اور انھوں نے احد اور خندق کے معرکوں میں مسلمانوں کو مٹانے کی ہر ممکن کوشش کی، لیکن وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکے۔ آخر کار فتح مکہ (۸ھ) کے بعد کفار قریش کا زور ہمیشہ کے لیے ٹوٹ گیا اور قریش کیا تقریباً سارے عرب قبائل حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

بعد میں اسلامی حکومت کی توسیع اور اسلام کی اشاعت و تبلیغ میں قریش نے بھرپور حصہ لیا۔ خلفائے اربعہ، خلفائے بنی امیہ اور خلفائے بنی عباس سب قریشی تھے۔ راویان حدیث میں نامور قریشی صحابہ کی کثرت ہے، مثلاً ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصی رضی اللہ عنہم۔

قریش کی فصاحت و بلاغت مسلمہ تھی اور قریش کی زبان کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے

سیاسی وسماجی اثر ورسوخ اور اسلام لانے کے بعد دینی فہم وفراست اور اصابت رائے کا اعتراف واعلان فرمایا۔ (دیکھیے ابو داؤد الطیالسی: مسند، (تبویب جدید: منحۃ المعبود) طبع احمد عبدالرحمن البنا الساعاتی، ۲: ۱۹۹، قاہرہ ۱۳۷۲ھ)۔ نیز قریش کی سیاسی فہم وفراست اور حسن تدبر کے پیش نظر ہی آپ نے خبر دی تھی کہ: "اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ" یعنی سیاسی امامت کی اہلیت قریش ہی میں موجود ہے اور جب تک یہ ان میں رہے گی وہ سیاسی راہنمائی اور رہبری کرتے رہیں گے۔ قریش نے ایک عرصے تک اپنی طبعی ذہانت اور سیاسی بصیرت کا لوہا منوایا۔

عصر حاضر میں قریش کا اطلاق ان اشراف قریش پر ہوتا ہے جو قریشی نسل سے ہیں، حجاز میں ان کی سکونت زیادہ تر منیٰ، عرفات اور اس کے قرب وجوار میں ہے۔ پاک وہند میں بھی قریشی خاندان موجود ہیں۔ حجاز میں قبیلہ ثقیف کی ایک شاخ کو بھی قریش کے نام سے پکارتے ہیں اور یہ لوگ علاقہ طائف میں آباد ہیں۔ ان میں حضری بھی ہیں اور بدوی بھی۔

قریش جہاں جہاں گئے اپنا نام ساتھ لے گئے اور ان کی یادگار کئی جگہ اب تک موجود ہے۔ شہر واسط میں ایک نہر کا نام قریش ہے اور ایک بستی ابو قریش کے نام سے موسوم ہے۔ اعمال حمص میں ایک گاؤں (قریہ) القریشیہ کہلاتا ہے۔ اعمال زبید (یمن) میں ایک بستی کا نام القرشیہ ہے۔ مصر کے ایک گاؤں کو بھی القرشیہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ قریش کی طرف نسبت قرشی بھی ہے اور قریشی بھی۔ [ل]

خرق عادت کے اقسام

حدیث نمبر ۵۰۱۹ میں ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں مکہ کے اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مجھے بعثت (اعلان نبوت) سے پہلے سلام کیا کرتا تھا۔

پتھر کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو سلام کرنا خرق عادت ہے اور اعلان نبوت سے پہلے خرق عادت کے ظہور کو ارہاص کہتے ہیں۔ علماء نے خرق عادت کے ظہور کی چھ قسمیں بیان کی ہیں۔

(۱)۔ اہانت:۔ کافر پر خرق عادت کا ظہور ہو اور اس کے دعوے کے خلاف ہو، مثلاً مسیلمہ کذاب نے ایک کانے شخص کی بینائی کے لیے دعا کی تو اس کی ایک آنکھ کی بینائی بھی جاتی رہی، یا غلام احمد قادیانی اور محمدی بیگم کا واقعہ۔

(۲)۔ استدراج:۔ کافر کے دعوے کے موافق خرق عادت کا ظہور ہو۔

(۳)۔ معونت:۔ عام مسلمان کے ہاتھ پر خرق عادت کا ظہور ہو۔

(۴)۔ کرامت:۔ مومن کامل (ولی اللہ) کے ہاتھ پر خرق عادت کا ظہور ہو۔

(۵)۔ ارہاص:۔ اعلانِ نبوت سے پہلے نبی کے لیے خرق عادت کا ظہور ہو۔ جیسے زیر بحث حدیث کا واقعہ۔

(۶)۔ معجزہ:۔ اعلانِ نبوت کے بعد نبی کے لیے خرق عادت کا ظہور ہو۔

بَابٌ: تَفْضِيلِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى جَمِيعِ الْخَلَائِقِ!

ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے افضل الخلق ہونے کا بیان

ل۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج ۲/۱۶ ص ۱۰۸۔ ۹۹، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۸ھ

۵۸۲۳ - حَدَّثَنِي الْحَكَمُ بْنُ مُوسٰى أَبُو صَالِحٍ حَدَّثَنَا هِقْلٌ (يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ) عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ حَدَّثَنِي أَبُو عَمَّارٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں قیامت کے دن (تمام) اولاد آدم کا سردار ہوں گا، سب سے پہلے قبر سے میں اٹھوں گا سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا، اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہو گی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیادت کے بیان میں روز قیامت کی قید کی وجہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں ہے: میں قیامت کے دن (تمام) اولاد آدم کا سردار ہوں گا، آپ نے اپنی سیادت کے لیے روز قیامت کی قید لگائی ہے، حالانکہ آپ دنیا اور آخرت کے ہر دور میں اولاد آدم کے سردار ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ قیامت کے دن آپ کی سیادت ہر شخص پر بغیر کسی نزاع اور اختلاف کے ظاہر ہو جائے گی، اس کے برخلاف دنیا میں کفار اور مشرکین اپنی اپنی بادشاہتیں قائم کیے ہوتے ہیں، اس کی نظیر یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا لمن الملك اليوم لله الواحد القهار (غافر: ۱۶) "آج کس کی بادشاہت ہے؟ (پھر خود ہی فرمائے گا) اللہ واحد قہار کی بادشاہت ہے" حالانکہ دنیا میں بھی اس کی بادشاہت تھی، لیکن چونکہ دنیا میں ظاہراً اور مجازاً مخلوق کی بادشاہتیں قائم تھیں، اس لیے آخرت میں یہ فرمایا گیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی سیادت بیان کرنے کا سبب

علماء نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "میں اولاد آدم کا سردار ہوں" فخر پر مبنی نہیں ہے بلکہ دوسری روایت میں یہ تصریح ہے کہ میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے آپ کے اس ارشاد کی دو وجوہ ہیں ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: واما بنعمة ربك فحدث (والضحیٰ) "اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کیجئے" دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ پر واجب تھا کہ آپ امت کو اپنے منصب کی تبلیغ کریں تاکہ وہ آپ کے منصب کو پہچانیں، اس پر اعتقاد رکھیں اس کے تقاضے پر عمل کریں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کے مطابق آپ کی تعظیم اور توقیر کریں۔[۱]

اب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت پر قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے چند دلائل پیش کر رہے ہیں، فنقول وباللہ التوفیق:-

آپ کی امت میں تمام انبیاء کے تقدیراً اور حکماً دخول کی وجہ سے آپ کی افضلیت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۴۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علی ذالکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین ٥ فمن تولی بعد ذالک فاولٓئک ھم الفاسقون ۔

(آل عمران : ۸۲/۸۱)

اور (اے محبوب! یاد کیجئے) جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے یہ عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور حکمت دے دوں پھر تمہارے پاس ایک عظیم رسول آئے جو اس چیز کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہو، تو تم اس پر ضرور بہ ضرور ایمان لانا، اور ضرور بہ ضرور اس کی مدد کرنا، فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا اور میرے اس بھاری عہد کو قبول کر لیا؟ انھوں نے کہا ہم نے اقرار کر لیا، فرمایا تم اس عہد پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں، پھر جو شخص اس کے بعد عہد سے پھر گیا سو وہ لوگ فاسق ہوں گے۔

اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں اور رسولوں کے نبی ہیں، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیقاً امت ہیں اور تمام انبیاء آپ کی تقدیراً امت ہیں کیونکہ اگر آپ بالفرض کسی نبی یا رسول کے زمانہ میں بھی مبعوث ہوتے تو اس نبی اور رسول پر اس آیت کے بہ موجب آپ پر ایمان لانا واجب ہوتا۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں: علامہ ابن جریر نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت آدم یا ان کے بعد اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی بھیجا تو اس سے یہ عہد لیا کہ اگر اس کی زندگی میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا تو وہ ان پر ایمان لائے گا، ان کی نصرت کرے گا اور اپنی امت کو آپ پر ایمان لانے کا حکم دے گا، نیز حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم اگر آج تمہارے سامنے حضرت موسیٰ زندہ ہوتے تو ان کے لیے میری پیروی کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ تھا، اسی وجہ سے عرفاء نے یہ کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی مطلق، رسول حقیقی اور مستقل شارع ہیں اور آپ کے سوا باقی انبیاء علیہم السلام آپ کے تابع ہیں۔ [۱]

رحمۃ للعالمین ہونے کی وجہ سے آپ کی افضلیت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین ۔

(انبیاء : ۱۰۷)

اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر ہی تو بھیجا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام جہانوں کے واسطے رحمت بنایا ہے تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ آپ تمام جہانوں سے افضل ہوں کیونکہ ہر شخص کو حصول رحمت میں آپ کی حاجت ہوگی۔

تمام اوصاف انبیاء کے جامع ہونے کی وجہ سے آپ کی افضلیت

اللہ تعالیٰ انبیاء سابقین کا ذکر کرنے کے بعد فرماتا ہے:

۱۔ علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۳ ص ۲۰۹-۲۱۰، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

اولئك الذين هدى الله فبهداهم اقتده۔ (انعام : ۹۰) یہ وہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے سو آپ بھی ان کے طریقہ پر چلیں۔

اس آیت میں شریعت کے اصول اور فروع مراد نہیں ہیں کیونکہ آپ کی مستقل شریعت ہے لہٰذا اس سے مراد اخلاق فاضلہ اور صفات کاملہ ہیں یعنی جو محاسن اخلاق تمام انبیاء علیہم السلام میں متفرق ہیں آپ ان تمام اوصاف کو اپنی ذات میں جمع کر لیجئے، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے والے ہیں سو معلوم ہوا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں جو اوصاف اجتماعی طور پر پائے جاتے تھے وہ تمام اوصاف نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں انفرادی طور پر پائے جاتے ہیں گویا آپ کی صفات کو پھیلاؤ تو ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں اور ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو سمیٹو تو آپ کی ذات قدسی ہے۔

آپ کے ذکر کی رفعت کی وجہ سے آپ کی افضلیت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ورفعنا لك ذكرك۔ (انشراح : ۴) اور ہم نے آپ کے لیے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔

دنیا میں ہر وقت کسی نہ کسی جگہ پر سورج غروب ہو رہا ہے اور غروب آفتاب کے وقت مغرب کی اذان ہو رہی ہے اسی طرح ہر وقت کہیں نہ کہیں طلوع فجر ہو رہی ہے اور جہاں طلوع فجر ہے وہاں فجر کی اذان ہو رہی ہے وعلیٰ ہٰذا القیاس، اور اذان میں جہاں اللہ کا نام بلند کیا جا رہا ہے وہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام بھی بلند کیا جا رہا ہے خلاصہ یہ ہے کہ دنیا میں ہر وقت کسی نہ کسی جگہ پر آپ کا نام بلند کیا جا رہا ہے اور جس طرح کلمہ شہادت میں، اذان میں اور تشہد میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ آپ کا نام رکھا ہے انبیاء سابقین میں سے کسی کا نام اپنے نام کے ساتھ نہیں رکھا۔ نیز اللہ تعالیٰ نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔ آپ کی بیعت کو اپنی بیعت قرار دیا، فرمایا:

من يطع الرسول فقد اطاع الله۔ (نساء: ۸۰) جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

ان الذين يبايعونك انما يبايعون الله۔ (فتح : ۱۰) بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔

نیز اللہ تعالیٰ نے آپ کی عزت کو اپنی عزت کے ساتھ مقرون کیا اور فرمایا۔ ولله العزة ولرسوله (منافقون: ۸) اور آپ کی رضا کو اپنی رضا کے ساتھ مقرون کیا اور فرمایا۔ الله ورسوله احق ان يرضوه (توبہ : ۶۲) اور آپ کی اجابت کو اپنی اجابت کے ساتھ مقرون کیا اور فرمایا:

يا ايها الذين امنوا استجيبوا لله وللرسول (انفال : ۲۴)۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی بلندی کا اس سے اندازہ کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر عزت اور سر بلندی کے مقام پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو اپنے ساتھ ذکر کیا ہے، اور فرمایا:

ان الله وملائكته يصلون على النبي۔ (احزاب : ۵۶) اللہ تعالیٰ اور اس کے سارے فرشتے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر صلوٰۃ پڑھتے (رحمت بھیجتے) رہتے ہیں۔

گویا ازل سے لے کر ابد تک کوئی وقت نہیں گذرتا مگر اس وقت میں اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ

پڑھتا رہتا ہے، حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ پر یوم ولادت، یوم وفات اور یوم بعثت میں صرف تین بار اللہ نے سلام نازل کرنے کا ذکر فرمایا ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر زمان و مکان کی کسی قید کے بغیر اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ نازل کرنے کا ذکر فرمایا پھر وہاں سلام کا ذکر تھا یہاں صلوٰۃ کا ذکر ہے وہاں تین ایام کی قید ہے یہاں اعداد و شمار کا ذکر نہیں ہے نہ الوہیت کے عدم کا تصور ہے نہ آپ کے ذکر کے انقطاع کا تصور ہے۔ ورفعنا لك ذكرك

آپ کی رسالت کے عموم اور شمول کی وجہ سے آپ کی افضلیت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وما ارسلناك الا كافة للناس بشيرا ونذيرا۔ (سباء: ۲۸)

اور ہم نے آپ کو (قیامت تک کے) تمام لوگوں کے لیے ہی بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

تبارك الذى نزل الفرقان على عبده ليكون للعلمين نذيرا۔ (فرقان: ۱)

وہ بڑی برکت والا ہے جس نے اپنے (مقدس) بندے پر فیصلہ کرنے والی کتاب نازل کی، تاکہ وہ تمام جہانوں کے لیے ڈرانے والے ہوں۔

قرآن مجید کی ان آیات سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے تمام انسانوں کے لیے بلکہ تمام جن و انس بلکہ تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر مبعوث کیے گئے، اس کے برخلاف انبیاء سابقین میں سے ہر نبی ایک محدود زمانہ کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا، تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت جزوی تھی اور آپ کی دعوت کلی ہے۔

آپ کے دین کے ناسخ الادیان ہونے کی وجہ سے آپ کی افضلیت

اللہ تعالیٰ نے آپ کے لائے ہوئے دین کو اپنی نعمت تامہ قرار دیا اور فرمایا:

اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتى ورضيت لكم الاسلام دينا۔ (مائدہ: ۳)

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔

آپ کے دین کو ادیان سابقہ کے لیے ناسخ قرار دیا اور فرمایا:

ومن يبتغ غير الاسلام دينا فلن يقبل منه۔ (آل عمران: ۸۵)

جس شخص نے اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو طلب کیا سو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔

اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام انبیاء اور رسل پر عظیم فضیلت ہے کہ آفتاب محمدیت کے طلوع کے بعد اب کسی نبی یا رسول کی شریعت کا چراغ نہیں جلے گا، حتیٰ کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ظاہری حیات سے زندہ ہوتے تو آپ کی پیروی کرتے اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو گا تو وہ بھی آپ کی شریعت کی پیروی کریں گے، امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابى هريرة قال قال رسول الله كيف انتم اذا نزل ابن مريم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تمہارا کیا

فیکم وامامکم منکم [1] — مرتبہ ہوگا جب تم میں ابن مریم کا نزول ہوگا اور امام تم ہی میں سے ہوگا۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا دین تمام ادیان سے افضل ہے اس لیے ضروری ہوا کہ آپ تمام انبیاء اور رسل سے افضل ہوں۔

خاتم النبیین ہونے کی وجہ سے آپ کی افضلیت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ (احزاب: ۴۰)

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخر۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم آخر النبیین ہیں، ہر نبی کی شریعت بعد میں آنے والے نبی سے منسوخ ہوتی رہی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں اور قیامت تک کے نبی ہیں اس لیے آپ کی شریعت باقی اور غیر منسوخ ہے اور اس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ آپ تمام انبیاء سے افضل ہوں۔

مقام محمود پر فائز ہونے کی وجہ سے آپ کی افضلیت

اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے:

عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا۔ (اسراء: ۷۹)

عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر جلوہ گر فرمائے گا۔

تمام انبیاء اور رسل میں سے یہ مقام صرف آپ کو عطا ہوگا۔ اس لیے ضروری ہوا کہ آپ تمام انبیاء اور مرسلین سے افضل ہوں۔

اللہ کی رضا جوئی کی وجہ سے آپ کی افضلیت

اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے:

قد نری تقلب وجھک فی السماء فلنولینک قبلۃً ترضٰھا۔ (البقرہ: ۱۴۴)

بے شک ہم آپ کے رخ (انور) کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں سو ہم آپ کو ضرور اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس پر آپ راضی ہیں۔

ومن اٰناءِ الیل فسبح واطراف النھار لعلک ترضی۔ (طٰہٰ: ۱۳۰)

اور رات کے کچھ اوقات (مغرب اور عشاء) میں اس کی تسبیح کیجیے اور دن کے درمیانی کناروں میں اس کی تسبیح کیجیے تاکہ آپ راضی ہو جائیں۔

ولسوف یعطیک ربک فترضی (ضحٰی: ۵)

اور عنقریب آپ کا رب آپ کو ضرور اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

---

[1] امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۹۰ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

تمام انبیاء اور رسل میں یہ مرتبہ بھی صرف آپ کو حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں آپ کی رضا کا طالب ہے۔

کثرت معجزات کی وجہ سے آپ کی افضلیت

اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم کا جو معجزہ عطا فرمایا اس کے متعلق ارشاد فرمایا:

انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔ (حجر: ۹)

بے شک ہم ہی نے قرآن نازل کیا اور بے شک ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه۔ (حٰم السجدة ۴۲)

اس قرآن میں سامنے سے باطل آسکتا ہے نہ پیچھے سے۔

پہلی آیت کا تقاضا یہ ہے کہ قرآن مجید میں سے کسی آیت بلکہ کسی حرف کی کمی نہیں ہو سکتی اور دوسری آیت کا تقاضا یہ ہے کہ قرآن مجید میں کسی حرف کا اضافہ نہیں ہو سکتا، غرض قرآن مجید کے یہ دو دعوے ہیں اس میں کمی ہو سکتی ہے نہ زیادتی ہو سکتی ہے، اور تیسرا دعویٰ یہ ہے کہ کوئی شخص قرآن مجید کی کسی سورت بلکہ کسی آیت کی بھی نظیر اور مثیل نہیں لا سکتا:

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورة من مثله۔ (بقره: ۲۳)

ہم نے جو اپنے (مقدس) بندے پر کلام نازل کیا ہے اگر تم اس کے (منزل من اللہ ہونے) کے متعلق شک میں ہو تو اس (کلام) کی مثل کوئی سورت لے آؤ۔

فلیاتوا بحدیث مثله ان کانوا صادقین۔ (طور: ۳۴)

اگر وہ سچے ہیں تو اس قرآن جیسی کوئی آیت لے آئیں۔

قرآن مجید کی چھ ہزار سے زیادہ آیتیں ہیں اور ہر آیت میں قرآن مجید کی حقانیت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صداقت پر تین دلیلیں ہیں، (۱) قرآن مجید میں زیادتی نہیں ہو سکتی (۲) قرآن مجید میں کمی نہیں ہو سکتی، (۳) اس کی کوئی مثل نہیں لا سکتا، اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے صدق پر اٹھارہ ہزار سے زائد دلائل ہو گئے۔

علوم و فنون میں دن بدن ترقی ہو رہی ہے اور اسلام کے مخالفین اور آپ کی رسالت کے منکرین کی تعداد بھی دن بدن بڑھ رہی ہے، اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ چودہ سو سال سے زیادہ گزر گئے اور اب تک کسی نے اس چیلنج کو نہیں توڑا، نہ کوئی شخص قرآن مجید کی کسی آیت کی مثال لا سکا نہ اس میں کمی یا زیادتی کر سکا، اگر اس چیلنج کو توڑنا کسی کے بس کی بات ہوتی تو اب تک وہ اس چیلنج کو توڑ چکا ہوتا۔

دوسرے انبیاء علیہم السلام کے معجزات مثلاً لاٹھی اور اونٹنی وغیرہ اعیان و جواہر کے قبیل سے تھے لیکن وہ باقی نہ رہے اور قرآن مجید اعراض اور معانی کے قبیل سے ہے اور ہنوز باقی ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک بلکہ اس کے بعد تک باقی رہے گا، خلاصہ یہ ہے کہ جس قدر کثیر اور قوی دلائل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر قائم کیے گئے، وہ کسی اور نبی اور رسول کی نبوت پر قائم نہیں کیے گئے، دیگر انبیاء علیہم السلام کی نبوت پر دلیل فانی معجزات تھے۔ آپ کی نبوت پر دلیل باقی رہنے والا، اللہ کا کلام اور قرآن مجید ہے۔

.....

دنیا میں اعلانِ مغفرت ہونے کی وجہ سے آپ کی افضیلت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

انا فتحنا لك فتحا مبینا ○ لیغفر لك اللہ ما تقدم من ذنبك وما تاخر ویتم نعمته علیك ویهدیك صراطا مستقیما ○ وینصرك اللہ نصرا عزیزا۔ (فتح: ۳ - ۱)

بے شک ہم نے آپ کو روشن فتح عطا فرمائی، تاکہ اللہ آپ کے لیے آپ کے اگلے اور پچھلے (بہ ظاہر) خلاف اولیٰ سب کام معاف فرما دے اور آپ پر اپنی نعمت پوری کر دے اور آپ کو صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھے اور اللہ آپ کو غالب نصرت عطا فرمائے۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن انس قال انزلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیغفر لك اللہ ما تقدم من ذنبك وما تاخر مرجعه من الحدیبیة فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقد نزلت علی ایة احب الی مما علی الارض ثم قرأها النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیهم فقالوا هنیئا مریئا یا رسول اللہ لقد بین لك اللہ ماذا یفعل بك فماذا یفعل بنا فنزلت علیه لیدخل المومنین والمومنات جنات تجری من تحتها الانهار حتی بلغ فوزا عظیما هذا حدیث حسن صحیح۔[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر حدیبیہ سے لوٹتے وقت یہ آیت نازل ہوئی: لیغفر لك اللہ ما تقدم من ذنبك وما تاخر۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے تمام روئے زمین سے زیادہ محبوب ہے پھر آپ نے اس آیت کو صحابہ کرام کے سامنے پڑھا، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کو مبارک ہو! اللہ تعالیٰ نے بیان کر دیا کہ آپ کے ساتھ قیامت کے دن کیا کیا جائے گا، لیکن ہمارے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ تب یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ:) اللہ تعالیٰ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ان جنات میں داخل کرے گا جن کے نیچے دریا بہتے ہیں آپ نے یہ آیت فوزاً عظیما تک تلاوت فرمائی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اس حدیث کو امام بخاری[2] اور امام مسلم[3] نے بھی روایت کیا ہے:

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث روایت کی:

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجمع اللہ الناس یوم القیامة فیقولون لو استشفعنا علی ربنا حتی

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام لوگوں کو جمع فرمائے گا، لوگ کہیں گے کاش ہم اپنے رب کے

---

[1] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۴۷۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی،
[2] امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۱۶۷، ۷۰۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ
[3] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۰۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

بر یحنا من مکاننا فیاتون آدم فیقولون انت الذی خلقک اللہ بیدہ ونفخ فیک من روحہ وامر الملائکۃ فسجدوا لک فاشفع لنا عند ربنا فیقول لست ھناکم و یذکر خطیئۃ ایتوا نوحًا (الی قولہ) فیاتونہ (ای عیسی) فیقول لست ھناکم ایتوا محمدا صلی اللہ علیہ وسلم فقد غفر لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر الحدیث۔ [۱]

حضور شفاعت طلب کرتے حتی کہ اللہ تعالیٰ اس جگہ ہم کو راحت عطا فرماتا، پھر وہ حضرت آدم کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ آپ وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور آپ میں اپنی (پسندیدہ) روح پھونکی اور فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا اور انھوں نے آپ کو سجدہ کیا آپ ہمارے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجیے، حضرت آدم فرمائیں گے میں تمہارا کام نہیں کر سکتا اور اپنی (اجتہادی) خطاء یاد کریں گے تم نوح کے پاس جاؤ (اخیر حدیث تک) پھر لوگ حضرت عیسیٰ کے پاس جائیں گے وہ کہیں گے کہ میں تمہارا کام نہیں کر سکتا، تم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، ان کے اگلے اور پچھلے ذنب (یعنی بظاہر خلاف اولیٰ کاموں) کی مغفرت کر دی گئی ہے۔

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت میں ذکر کیا ہے کہ جب لوگ حضرت عیسیٰ کے پاس جائیں گے تو وہ فرمائیں گے:-

اذھبوا الی غیری اذھبوا الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم فیاتونی فیقولون یا محمد انت رسول اللہ وخاتم الانبیاء وغفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر اشفع لنا الی ربک۔ [۲]

میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، پھر لوگ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں اور تمام انبیاء کے خاتم ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب (یعنی خلاف اولیٰ کاموں) کو بخش دیا ہے، اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیجیے۔

امام ترمذی نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے: [۳]

علامہ سیوطی بیان کرتے ہیں:

اخرج البزار بسند جید عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: فضلت علی الانبیاء بست لم یعطھن

امام بزار نے سند جید کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے انبیاء (سابقین) پر چھ وجوہ سے فضیلت دی گئی ہے،

---

[۱] امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۷۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[۲] امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۱۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[۳] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۵۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

احد کان قبلی غفرلی ما تقدم من ذنبی وما تاخر و احلت لی الغنائم وجعلت امتی خیر الامم وجعلت لی الارض مسجدا و طهورا و اعطیت الکوثر و نصرت بالرعب والذی نفسی بیدہ ان صاحبکم لصاحب لواء الحمد یوم القیامۃ تحتہ آدم فمن دونہ ۔ [1]

مجھ سے پہلے کسی کو وہ فضیلتیں نہیں دی گئیں، میرے اگلے اور پچھلے ذنب (یعنی خلاف اولیٰ کاموں) کی مغفرت کر دی گئی، میرے لیے غنیمتوں کو حلال کر دیا گیا، میری امت کو سب سے بہتر امت قرار دیا گیا، تمام روئے زمین کو میرے لیے مسجد بنا دیا گیا اور اس سے تیمم کو جائز کر دیا گیا، مجھے کوثر عطا کی گئی اور میری رعب سے مدد کی گئی، اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے تمہارے نبی کے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہو گا اور آدم اور ان کے ماسوا سب قیامت کے دن اس جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف مغفرت کی نسبت کے محامل

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

علامہ سبکی نے اس آیت کی تفسیر میں یہ کہا ہے کہ ہر چند کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی گناہ نہیں کیا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے شرف اور مرتبہ کو ظاہر کرنے کے لیے یہ فرمایا ہم نے آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب بخش دیے کیونکہ بادشاہوں کا یہ طریقہ ہوتا ہے کہ اپنے خواص اور مقربین کو نوازنے کے لیے کہتے ہیں کہ ہم نے تمہارے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیے اور تم سے کوئی مواخذہ نہیں ہو گا حالانکہ بادشاہ کو علم ہوتا ہے کہ اس شخص نے کوئی گناہ نہیں کیا، نہ آئندہ کرے گا لیکن اس کلام سے اس شخص کی تعظیم اور تشریف کو بیان کرنا مقصود ہوتا ہے۔

بعض محققین نے یہ کہا ہے کہ لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر کا معنی ہے لیعصمک اللہ فیما تقدم من عمرک وفیما تاخر منہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کی اگلی اور پچھلی زندگی میں گناہوں سے بچائے رکھے گا اور آپ کو عصمت پر قائم رکھے گا، اس آیت میں مغفرت عصمت سے کنایہ ہے اور قرآن مجید میں بعض مقامات پر مغفرت سے عصمت کا کنایہ کیا گیا ہے۔

شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے اپنی کتاب نہایۃ السؤل فیما سنح من تفضیل الرسول میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دی ہے، پھر انہوں نے فضیلت کی وہ وجوہات ذکر کی ہیں اور ان فضیلت کی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے تمام ذنوب (یعنی بظاہر خلاف اولیٰ کاموں) کو بخش دیا ہے اور یہ بیان کیا ہے کہ انبیاء سابقین میں سے اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کی مغفرت کی خبر نہیں دی، یہی وجہ ہے کہ قیامت کے دن جب دیگر انبیاء علیہم السلام سے شفاعت طلب کی جائے گی تو سب نفسی نفسی کہیں گے اور ہیبت الٰہی سے شفاعت نہیں کریں گے اور جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے لوگ شفاعت طلب کریں گے تو آپ فرمائیں گے یہ میرا کام ہے، اور اس کا بیان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے آپ کے لیے فتح مبین کو ثابت کیا پھر مغفرت ذنب کا ذکر کیا پھر

[1] علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ ھ، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۹۶، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

اپنی نعمت پوری کرنے اور صراط مستقیم کی ہدایت پر ثابت رکھنے اور نصر عزیز کا ذکر کیا جس سے یہ ظاہر ہو گیا کہ اس آیت سے مقصود گناہوں کا ثابت کرنا نہیں بلکہ گناہوں کی نفی کرنا ہے۔

ابن عطاء رحمہ اللہ علیہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے متعدد نعمتوں کو جمع کر دیا ہے فتح مبین عطا فرمائی جو اجابت کی علامت ہے، مغفرت عطا فرمائی جو محبت کی علامت ہے، اتمام نعمت سے سرفراز کیا جو آپ کے اختصاص کی نشانی ہے اور ہدایت عطا فرمائی جو ولایت کی علامت ہے، پس مغفرت سے مراد تمام عیوب اور نقائص سے آپ کی تنزیہہ ہے اور اتمام نعمت سے مراد آپ کو درجہ کاملہ پر پہنچانا ہے اور ہدایت سے مراد آپ کو مشاہدہ ذات وصفات کے اس مرتبہ پر پہنچانا ہے، جس سے بڑھ کر کوئی مرتبہ نہیں ہے۔ [۱]

حافظ ابن کثیر حنبلی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یہ آیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان خصائص میں سے ہے جن میں کوئی اور آپ کا شریک نہیں ہے، آپ کے علاوہ اور کسی شخص کے لیے کسی حدیث صحیح میں یہ نہیں ہے کہ اس کی اگلی اور پچھلی (ظاہری) خطاؤں کی مغفرت کر دی گئی ہو اور اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت تعظیم و تشریف ہے، اور اطاعت نیکی اور پارسائی میں اولین اور آخرین میں سے کسی نے آپ کے مقام کو نہیں پایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا اور آخرت میں علی الاطلاق اکمل البشر اور سید البشر ہیں۔ [۲]

قاضی عیاض مالکی لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے سورۂ فتح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کا جو بیان فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو حضور کا مرتبہ اور مقام ہے اس کا جو ذکر کیا ہے اس کی ابتداء اللہ تعالیٰ نے دشمنوں پر حضور کے غلبہ اور آپ کی شریعت کی سربلندی کی خبر دینے سے کی ہے اور یہ بیان فرمایا ہے کہ آپ مغفور ہیں اور ماضی اور مستقبل کی کسی چیز پر آپ سے مواخذہ نہیں ہو گا، بعض علماء نے کہا اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ فرمایا کہ آپ سے کوئی چیز ہوئی ہے یا نہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے اس کی مغفرت کر دی ہے۔ [۳]

علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی لکھتے ہیں:

علامہ تجانی نے کہا ہے کہ یہ آیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر بیان کرنے کے لیے نازل ہوئی ہے جیسے کوئی شخص کسی سے اظہار محبت کے لیے کہے اگر تمہارا کوئی پہلا یا پچھلا گناہ ہو بھی تو ہم نے اس کو معاف کر دیا۔ اس کلام سے اس شخص کا یہ ارادہ نہیں ہوتا کہ اس نے فی الواقع کوئی گناہ کیا ہے اور وہ اس کو معاف کر رہا ہے اور میں کہتا ہوں کہ ذنب کا معنی ستر ہے جو نہ دکھائی دینے کا تقاضا کرتا ہے اور اس کو لازم ہے عدم ذنب یعنی جب گناہ ہے ہی نہیں تو کیسے دکھائی دے گا! کیونکہ اگر گناہ ہوتا تو دکھائی دیتا۔ اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مقدم اور موخر دونوں کا ذکر کیا ہے حالانکہ موخر کا وجود ہی نہیں ہے اور اس میں یہ اشارہ ہے کہ آپ کا گناہ مقدم ہے نہ موخر سو آپ سے

---

[۱] شیخ عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، مدارج النبوت ج ۱ ص ۲۰۳، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

[۲] حافظ عماد الدین ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ، تفسیر ابن کثیر ج ۶ ص ۳۲۹، (ملخصا) مطبوعہ ادارہ اندلس بیروت

[۳] قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ، شفاء ج ۱ ص ۳۱، مطبوعہ عبد التواب اکیڈمی ملتان

مطلقاً گناہ سرزد نہیں ہوا۔ [۱]

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

زیادہ ظاہر یہ ہے کہ اس آیت میں یہ اشارہ ہے کہ ہر چند کہ بندہ اپنے مقسوم کے مطابق اعلیٰ مرتبہ پر پہنچ جائے پھر بھی وہ اللہ کی مغفرت سے مستغنی نہیں ہوتا کیونکہ بندہ اپنے بشری عوارض کی بناء پر تقاضائے ربوبیت کے مطابق عبادت کا حق ادا کرنے سے قاصر رہ جاتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مباح امور میں مشغول ہونے کی وجہ سے یا امت کے اہم کاموں میں منہمک اور مستغرق ہونے کی وجہ سے جو حضرت الوہیت میں غفلت واقع ہوتی ہے حضرات انبیاء علیہم السلام اپنے بلند مقام کے اعتبار سے اس کو بھی سیئہ اور گناہ خیال کرتے ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ ابرار کی نیکیاں بھی مقربین کے نزدیک گناہ ہوتی ہیں۔ [۲]

علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں:

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بکثرت عبادت کرنے کا جو حال مشہور تھا اس کا لحاظ رکھتے ہوئے اس آیت میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مقام کی بلندی پر جو دلالت ہے اس کو الفاظ بیان کرنے سے قاصر ہیں اور حدیث صحیح میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نفلی روزے رکھے اور نفلی نمازیں پڑھیں حتیٰ کہ آپ کے قدم مبارک سوج گئے، اور سالخوردہ مشک کی طرح آپ کا جسم لاغر ہو گیا، آپ سے کہا گیا کہ آپ عبادت میں اس قدر مشقت کیوں کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذنب (یعنی بہ ظاہر خلاف اولیٰ کاموں) کی مغفرت کر دی ہے؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں! [۳]

عطا خراسانی کے قول کا بطلان

علامہ قرطبی مالکی نے اس آیت کے متعدد صحیح محمل بیان کیے ہیں، اور ایک قول یہ بھی ذکر کیا ہے:

عطا خراسانی نے کہا ہے کہ ما تقدم من ذنبک سے مراد آپ کے والدین حضرت آدم اور حضرت حوا کے ذنوب ہیں اور ما تاخر سے مراد آپ کی امت کے گناہ ہیں۔ [۴]

اسی طرح علامہ اسمٰعیل حقی نے بھی اس آیت کے بہت سے محمل بیان کیے ہیں، جن میں سے بعض کو ہم نے شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور علامہ خفاجی کے حوالوں سے ذکر کر دیا ہے، علامہ اسماعیل حقی نے بھی عطا خراسانی کے اس قول کا ذکر کیا ہے۔ [۵]

اہل علم سے یہ مخفی نہیں ہے کہ بعض اوقات مفسرین کسی آیت کی تفسیر میں تمام اقوال نقل کر دیتے ہیں، پھر

---

[۱] علامہ احمد شہاب الدین خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ، نسیم الریاض ج ۱ص ۲۷۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[۲] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح الشفاء علی ہامش نسیم الریاض ج ۱ص ۲۷۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[۳] علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲۶ ص ۹۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[۴] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۱۶ص ۲۶۳، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران

[۵] علامہ اسماعیل حقی حنفی متوفی ۱۱۳۷ھ، روح البیان ج ۹ ص ۹، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ

کبھی وہ اپنے مختار قول کا بیان کر دیتے ہیں اور باطل قول کا رد کر دیتے ہیں اور بعض اوقات وہ صرف اقوال کا ذکر کر دیتے ہیں اور دلائل کی وضاحت کی بناء پر باطل قول کا رد نہیں کرتے۔

عطاء خراسانی کا یہ قول بہ کثرت احادیث صحیحہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے صحیح نہیں ہے، کیونکہ احادیث صحیحہ میں مغفرت کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے، آپ نے اس کو اپنی خصوصیت قرار دیا ہے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد صحابہ کرام نے اس پر خوشی کا اظہار کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبارک باد دی علامہ سیوطی نے مستند کتب احادیث سے سترہ حدیثیں ذکر کی ہیں جن میں آپ کی طرف مغفرت کا اسناد کیا گیا ہے اور اس کو آپ کے حق میں نعمت اور اس کو آپ کی خصوصیت قرار دیا گیا ہے۔ [۱]

بعض اوقات مفسرین بغیر کسی کلام اور جرح کے تفسیر میں ایسی روایات ذکر کر دیتے ہیں جو اہل سنت کے مسلم معتقدات کے خلاف ہوتی ہیں۔

امام ابن جریر طبری بیان کرتے ہیں:

عن السدی فما استمتعتم به منهن الی اجل فآتوهن اجورهن۔ (تفسیر طبری جز ۵ ص ۱۲)

سدی سے یہ آیت اس طرح منقول ہے: تم نے عورتوں سے ایک مدت معینہ تک جو متعہ کیا ہے ان کو اس کی اجرت دو۔

علامہ سیوطی نے بغیر کسی کلام اور جرح کے یہ روایت نقل کی ہے:

عن ابی سعید قال لما نزلت (وآت ذا القربیٰ حقه) دعا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فاطمة فاعطاها فدک (تفسیر درمنثور ج ۴ ص ۱۷۷)

ابو سعید بیان کرتے ہیں کہ جب وآتِ ذا القربیٰ حقه نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو بلایا اور ان کو فدک عطا فرمایا۔

لیکن ان روایات کے نقل کر دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ان روایات کو صحیح مانتے ہیں یا ان کا التزام کرتے ہیں، اسی طرح علامہ قرطبی، علامہ حقی یا بعض دوسرے مفسرین نے دیگر اقوال کے ساتھ اگر عطا خراسانی کا قول بھی نقل کر دیا ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اس قول کو صحیح مانتے ہیں یا اس کا التزام کرتے ہیں اور اگر بالفرض وہ اس کو صحیح مانتے ہوں تو احادیث صحیحہ کے مقابلہ میں ان کا قول مردود ہے۔

افسوس کا مقام یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح اور صریح احادیث کے برعکس ہمارے دور میں عطا خراسانی کے قول کے مطابق اس آیت کا ترجمہ مشہور کر دیا گیا ہے اور اس آیت کے ترجمہ میں یہ کہا جاتا ہے کہ "تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلے اور تمہارے پچھلوں کے" یہ ترجمہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ بہ کثرت احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مغفرت کی نسبت کی گئی ہے جیسا کہ ہم پہلے باحوالہ بیان کر چکے ہیں اور اس سلسلہ میں مزید احادیث یہ ہیں:

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن المغیرة بن شعبة ان النبی صلی اللہ علیه

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

---

[۱] علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، درمنثور ج ٦ ص ۷۱-۷۰، مطبوعہ مطبعہ میمنیہ مصر، ۱۳۱۴ھ

وسلم صلی حتی انتفخت قدماہ فقیل لہ اتکلف ھذا وقد غفر لک ما تقدم من ذنبک وما تأخر قال افلا اکون عبدًا شکورًا[1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اتنی لمبی) نماز پڑھی کہ آپ کے پاؤں مبارک سوج گئے، آپ سے کہا گیا کہ آپ اتنی مشقت (کیوں) اٹھاتے ہیں حالانکہ آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب (یعنی بہ ظاہر خلاف اولیٰ کاموں) کی مغفرت کر دی گئی ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کی ہیں اور اس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت کیا ہے، نیز اس حدیث کو امام بخاری[2]، امام ترمذی[3]، امام نسائی[4]، امام ابن ماجہ[5]، اور امام احمد[6] نے بھی روایت کیا ہے۔

اگر اس آیت میں مغفرت کا اسناد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہ ہوتا، بلکہ اگلوں اور پچھلوں کی طرف ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو تنبیہ فرماتے کہ تم میری طرف مغفرت کی نسبت کیوں کر رہے ہو؟ اس آیت کا تعلق تو اگلوں اور پچھلوں کے گناہوں کی مغفرت سے ہے! اس کے برخلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے افلا اکون عبدا شکورًا فرما کر صحابہ کرام کی، کی ہوئی نسبت کی تائید اور توثیق فرما دی۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا امرھم من الاعمال ما تطیقون قالوا انا لسنا کھیئتک یا رسول اللہ ان اللہ قد غفرلک ما تقدم من ذنبک وما تأخر فیغضب حتی یعرف الغضب فی وجھہ ثم یقول ان اتقاکم و اعلمکم باللہ انا۔[7]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صحابہ کو کسی عمل کا حکم دیتے تو ایسے عمل کا حکم دیتے جس کو وہ آسانی سے کر سکیں (یعنی مشکل اور دشوار عبادتوں کا حکم نہ دیتے) صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! ہم آپ کی مثل نہیں ہیں، لاریب اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب کی مغفرت کر دی ہے۔ (یعنی آپ کے لیے تو قلیل عبادات کافی ہیں ہمیں زیادہ عبادت کرنی چاہیے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے حتیٰ کہ آپ کے چہرے پر ناراضگی کے آثار ظاہر ہوئے اور فرمایا تم سب سے زیادہ متقی اور تم سب سے زیادہ اللہ کا علم رکھنے والا

[1] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۷۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۵۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[3] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۸۷، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[4] امام احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۱ ص ۱۷۰، " " "

[5] امام محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۱۰۲، " " "

[6] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۴ ص ۲۵۵، ۲۵۱، ج ۶ ص ۱۱۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[7] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

بنہ ہیں ہوں۔ (لہٰذا مجھ سے زیادہ عبادت کی کوشش مت کرو۔)

اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ صحابہ کرام نے کہا یا رسول اللہ! ہم آپ کی مثل نہیں ہیں، آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب (یعنی بظاہر خلاف اولیٰ کاموں) کی اللہ نے مغفرت کر دی ہے، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس قول کا رد نہ فرما کر ان کے قول کی تائید اور توثیق کر دی، اگر اس آیت کا یہ معنی ہوتا کہ آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہوں یا امت کی مغفرت کر دی گئی ہے تو صحابہ کا یہ کہنا کس طرح صحیح ہوتا کہ ہم آپ کی مثل نہیں ہیں آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب کی اللہ نے مغفرت کر دی ہے، کیونکہ اس تقدیر پر مغفرت تو درحقیقت صحابہ کی ہوئی تھی جو اگلوں اور پچھلوں یا امت میں شامل ہیں پھر جب صحابہ کو بھی اس آیت سے مغفرت کی نوید حاصل ہو گئی تھی تو اس موقعہ پر اس اعتبار سے صحابہ کا مثلیت کی نفی کرنا کیسے صحیح ہوتا؟۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن عمر بن ابی سلمة انه سأل رسول الله صلی الله علیه وسلم ایقبل الصائم فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم سل هذه لام سلمة فاخبرته ان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصنع ذلك فقال یا رسول الله قد غفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تاخر فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم اما والله انی لاتقاكم واخشاكم له[1]

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: آیا روزہ دار بوسہ لے سکتا ہے؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مسئلہ ام سلمہ سے پوچھو، حضرت ام سلمہ نے انھیں خبر دی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خود اس طرح کرتے ہیں، انھوں نے کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب کی مغفرت کر دی ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: سنو خدا کی قسم! میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں۔

نیز امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن عائشة رضی الله عنها ان رجلا جاء الی النبی صلی الله علیه وسلم یستفتیه وهی تسمع من وراء الباب فقال یا رسول الله! تدرکنی الصلوٰة وانا جنب فاصوم فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے آکر یہ مسئلہ دریافت کیا اور اس وقت میں بھی دروازے کی اوٹ سے سن رہی تھی۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! میں نماز کے وقت اٹھتا ہوں دراں حالیکہ میں جنبی ہوتا ہوں، کیا میں اس وقت روزہ رکھ سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا میں بھی بعض

[1] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۵۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

وانا تدرکنی الصلوٰۃ وانا جنب فاصوم فقال لست مثلنا یا رسول اللہ قد غفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر فقال واللہ انی لارجوان اکون اخشاکم للہ واعلمکم بما اتقی [1]

اوقات) نماز کے وقت اٹھتا ہوں درآں حالیکہ میں جنبی ہوتا ہوں! میں روزہ رکھ لیتا ہوں، اس نے کہا یارسول اللہ! آپ ہماری مثل کب ہیں! لاریب اللہ تعالےٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب کو معاف کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا قسم بخدا! مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور جن چیزوں سے بچنا چاہیے ان کا سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔

آخر الذکر دونوں حدیثوں کا مفاد یہ ہے کہ صحابہ روزے میں بوسہ لینے اور حالت جنابت میں روزے کی نیت کو گناہ سمجھتے تھے، اس لیے انھوں نے کہا اگر آپ یہ کرتے ہیں تو کوئی حرج نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے ذنب کی مغفرت کا اعلان کر دیا ہے، ہمیں ان کاموں سے بچنا چاہیے۔ آپ نے فرمایا یہ کام گناہ نہیں ہیں، اگر گناہ ہوتے تو میں تم سب سے زیادہ گناہوں کا جاننے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ ان سے بچنے والا ہوں، اگر اس آیت میں اگلوں اور پچھلوں کے گناہوں کی مغفرت کا اعلان ہوتا، تو حضور ان کو منع فرماتے کہ تم میری طرف مغفرت کی نسبت کیوں کرتے ہو؟ مغفرت تو دراصل تمہاری ہوئی ہے اور جب تمہاری مغفرت ہو گئی تو تمہیں روزے کی حالت میں بوسہ لینے میں کیا پریشانی ہے؟ اور حالت جنابت میں روزہ رکھنے کے متعلق صحابہ نے کیوں کہا: یارسول اللہ! ہم آپ کی مثل نہیں ہیں! اللہ تعالےٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب کی مغفرت کر دی ہے! اگلوں اور پچھلوں اور امت میں صحابہ بھی شامل ہیں، لہٰذا اس ترجمہ کے اعتبار سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمانا چاہیے تھا نہیں، اس اعتبار سے تم بھی میری مثل ہو کیونکہ اس آیت میں اگلوں اور پچھلوں کے ضمن میں تمہاری مغفرت کا اعلان کر دیا گیا ہے!

ان تمام احادیث سے یہ واضح ہو گیا کہ قرآن مجید کی اس آیت میں مغفرت کی نسبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے اور یہ ترجمہ صحیح نہیں ہے: "تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلے اور پچھلوں کے"!

نیز اس ترجمہ کے غلط ہونے کی سب سے واضح دلیل یہ ہے کہ اس میں لیغفر لک اللہ کا ترجمہ ہے "اللہ تمہارے سبب سے بخشے" حالانکہ کتب لغت میں تصریح ہے کہ غفر حرف لام کے ذکر اور حذف دونوں کے ساتھ متعدی ہوتا ہے غفر لہ ذنبہ کا معنی ہے اس کو معاف کر دیا، (یہ معنی نہیں ہے اس کے سبب سے معاف کر دیا) اور غفر ذنبہ کا معنیٰ ہے اس کے گناہ کی پردہ پوشی کی (لسان العرب ج ۵ ص ۲۶) خلاصہ یہ ہے کہ غفر کے بعد لام تعلیل کے لیے نہیں ہوتا۔ اس مسئلہ کی پوری تفصیل اور تحقیق شرح صحیح مسلم جلد سابع میں بیان کر دی گئی ہے۔

ہم نے اس بحث میں یہ لکھا ہے کہ مغفرت کلی کا اعلان قطعی صرف نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے اس پر بعض لوگوں نے یہ اعتراض کیا کہ کیا بعض صحابہ کو جنت کی بشارت نہیں دی گئی تھی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جنت کی بشارت اور چیز ہے اور مغفرت کلی کا اعلان قطعی اور چیز ہے، علامہ عزالدین، حافظ ابن کثیر، علامہ سیوطی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی یہ تصریح کی ہے کہ دنیا میں مغفرت کا اعلان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کسی نبی کے لیے نہیں کیا گیا، جیسا کہ ہم نے پہلے باحوالہ بیان کیا ہے۔

---

[1] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۵۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

اس ترجمہ پر دوسرا اشکال یہ ہے کہ یہ معنی سیاق و سباق کے بھی خلاف ہے کیونکہ اس آیت میں پہلے آپ کو فتح مبین عطا کرنے کا ذکر ہے، پھر آپ کی مغفرت کا ذکر ہے، پھر آپ پر نعمت پوری کرنے کا بیان ہے پھر آپ کو صراط مستقیم کی ہدایت پر ثابت قدم رکھنے کا ذکر ہے، اور پھر آپ کی غالب نصرت کا بیان ہے، اب اگر یہ کہا جائے کہ آپ کو فتح مبین عطا کرنے کے ذکر کے بعد درمیان میں اگلے اور پچھلوں کی مغفرت کا بیان ہے، پھر آپ پر نعمت پوری کرنے کا ذکر ہے تو یہ کلام بے ربط ہوگا، ان تمام جملوں میں عطف کے ساتھ ربط بیان کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے کلام معجز نظام کو اس بے ربط محمل پر محمول کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

رہا یہ کہ آپ کی طرف مغفرت کی نسبت کرنے سے یہ وہم ہوگا کہ آپ کی مغفرت کرنا (معاذ اللہ) آپ کے گناہ کرنے کو مستلزم ہے، تو اس وہم کے ازالہ کے لیے ہم شرح صحیح مسلم جلد ثالث، اور اس بحث کے شروع میں متعدد جواب ذکر کر چکے ہیں، بعض مزید جوابات یہ ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ نے آپ کی مغفرت کا اعلان اس لیے کیا ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ آپ جو بہ کثرت استغفار کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعائیں قبول کر لی ہیں اور ہر شخص کی مغفرت اس کے حسب حال ہوتی ہے، ہماری مغفرت عذاب سے امان کے معنی میں ہے، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مغفرت رفع مراتب اور ترقی درجات کے معنی میں ہے نیز اس آیت میں ذنب کا لفظ مجازاً ترک اولیٰ اور کراہت تنزیہی پر محمول ہے جیسے "فعصی آدم ربہ فغوی" میں معصیت اور غوایت مجاز پر محمول ہیں۔ جو لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف مغفرت کی نسبت کا انکار کرتے ہیں وہ قرآن مجید کی اس آیت کا کیا جواب دیں گے جس میں آپ کو توبہ اور استغفار کا حکم دیا گیا ہے؟

فسبح بحمد ربك واستغفره انه كان توابا۔ (النصر: ۳)

تو آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کریں اور اس سے استغفار کریں، بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔

اعلیٰ حضرت نے بھی اس آیت کے ترجمہ میں لکھا ہے:

تو اپنے رب کی ثناء کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور اس سے بخشش چاہو، بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔

نیز امام بخاری روایت کرتے ہیں:

قال ابو هريرة سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول والله انى لاستغفر الله واتوب اليه فى اليوم اكثر من سبعين مرة۔ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خدا کی قسم! میں ایک دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے توبہ اور استغفار کرتا ہوں۔

اس حدیث میں بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف استغفار کی نسبت ہے، ہمارے نزدیک یہ حدیث اس

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۳۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

پر محمول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار کرنا بطور عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل ہے نہ کہ العیاذ باللہ کسی گناہ کی بناء پر ہے نیز بعض اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم مصالح امت میں یا کفار کے ساتھ جہاد میں یا عوارض بشریہ میں مبتلاء ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بالکلیہ حضور اور استغراق نہیں کر سکتے تو ہر چند کہ آپ کا ان امور میں مشغول رہنا بھی انتہائی عظیم عبادات میں سے ہے لیکن آپ اپنے مقام عالی کے اعتبار سے اس کو بھی ذنب قرار دیتے اور اس پر اللہ سے استغفار کرتے یا آپ کا یہ استغفار تبلیغی مصلحتوں کی وجہ سے بہ ظاہر خلاف اولیٰ کاموں یا بظاہر مکروہ تنزیہی کے ارتکاب کی وجہ سے تھا، یا آپ کا یہ استغفار ترقی درجات کے حصول کے لیے تھا۔ لیکن جو لوگ حضور کی طرف مغفرت کی نسبت کا انکار کرتے ہیں وہ اس نوع کی بے شمار احادیث کے متعلق کیا کہیں گے کہ یہ استغفار آپ نے نہیں کیا تھا بلکہ اگلوں اور پچھلوں نے کیا تھا یا امت نے کیا تھا یا آپ کے علاوہ کسی اور نے کیا تھا! یا ہر حدیث میں متعدد مضافات محذوف مانیں گے! اور عطا خراسانی کے قول یا اس مشہور ترجمے کو اصل قرار دیں گے اور قرآن مجید کی تمام صریح آیات اور صریح احادیث کو بغیر کسی ضرورت شرعی کے واجب التاویل قرار دیں گے!

اس بحث کو ختم کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کے متعلق ہم علماء اہل سنت کے چند مشہور تراجم پیش کر دیں۔ برصغیر میں سب سے پہلے قرآن مجید کا ترجمہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے کیا، وہ اس آیت کے تحت ترجمہ میں لکھتے ہیں:

عاقبت فتح آنست کہ بیامرزد ترا خدا آنچہ سابق گذشت از گناہ تو و آنچہ پس ماندہ۔

- اردو زبان میں سب سے پہلا ترجمہ شاہ رفیع الدین نے کیا وہ اس آیت کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

تو کہ بخشے واسطے تیرے خدا جو کچھ ہوا تھا پہلے گناہوں تیرے سے اور جو کچھ پیچھے ہوا۔

- ان کے بعد شاہ عبد القادر محدث دہلوی نے اس آیت کے ترجمہ میں لکھا:

تا معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہوئے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے۔

- ہمارے زمانہ میں پیر محمد کرم شاہ الازہری نے اس آیت کے ترجمہ میں لکھا:

تاکہ دور فرما دے آپ کے لیے اللہ تعالیٰ جو الزام آپ پر (ہجرت سے) پہلے لگائے گئے اور جو (ہجرت کے) بعد لگائے گئے۔

(ہجرت سے پہلے آپ پر کاہن، شاعر، مجنون اور ساحر کا الزام لگایا گیا اور ہجرت کے بعد آپ پر اختلاف، انتشار اور بھائی کو بھائی سے جدا کرنے کا الزام لگایا گیا۔ ضیاء القرآن ملخصاً ج ۴ ص ۵۳۳)

اور علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز نے اس آیت کے ترجمہ میں لکھا:

تاکہ اللہ آپ کے لیے معاف فرما دے آپ کے اگلے اور پچھلے (بظاہر) خلاف اولیٰ سب کام (جو آپ کے کمال قرب کی وجہ سے محض صورۃً گناہ ہیں حقیقۃً حسنات الابرار سے افضل ہیں)۔

ان تمام مترجمین نے مغفرت ذنوب کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی ہے، امت یا اگلوں پچھلوں کی طرف نہیں کی، کیونکہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم خصوصیت ہے اور احادیث صحیحہ کے مطابق ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں، نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد سہواً یا عمداً، صغیرہ یا کبیرہ آپ سے کبھی کوئی

گناہ صادر نہیں ہوا، حقیقتہً نہ صورۃً ہم نے اس بحث میں ہر جگہ ذنب کا ترجمہ بہ ظاہر خلاف اولیٰ کاموں یا بہ ظاہر مکروہ تنزیہی کے ارتکاب سے کیا ہے اور بظاہر کی قید اس لیے لگائی ہے کہ حقیقت میں آپ کا کوئی کام خلاف اولیٰ یا مکروہ تنزیہی نہیں ہے۔ بعض اوقات آپ نے کسی کام سے منع فرمایا پھر خود اس کام کو کیا تاکہ امت کو یہ معلوم ہو جائے کہ آپ کا اس کام سے منع کرنا تحریم کے لیے نہیں تھا تنزیہہ کے لیے تھا مثلاً آپ نے فصد لگانے (رگ کاٹ کے خون چوس کر نکالنا) کی اجرت دینے سے منع فرمایا اور حضرت ابوطیبہ نے آپ کو فصد لگائی تو آپ نے ان کو دو صاع (آٹھ کلوگرام) طعام دینے کا حکم دیا۔ (جامع ترمذی ص ۲۰۴، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی) اگر آپ حضرت ابوطیبہ کو فصد لگانے کی اجرت نہ دیتے تو ہم کو یہ کیسے معلوم ہوتا کہ یہ اجرت دینا جائز ہے اور ممانعت تنزیہہ کے لیے ہے، یہ بھی ملحوظ رہنا چاہیے کہ فصد کی اجرت دینا ہمارے لیے مکروہ تنزیہی ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں مکروہ تنزیہی نہیں ہے، کیونکہ احکام کی حلت اور حرمت بیان کرنا، آپ کے فرائض نبوت سے ہے اور اس میں آپ کا اجر و ثواب فرض کا اجر و ثواب ہے، اس نکتہ کے پیش نظر ہم نے اس کو بہ ظاہر مکروہ تنزیہی لکھا ہے، اسی طرح بعض اوقات آپ نے کسی کام کا افضل اور اولیٰ طریقہ بتایا اور پھر اس کے خلاف کیا، یہ بھی اسی طرح بہ ظاہر خلاف اولیٰ ہے حقیقت میں خلاف اولیٰ نہیں ہے، مثلاً آپ نے فرمایا سفیدی پھیلنے کے بعد فجر کی نماز پڑھنے سے زیادہ اجر ہوتا ہے اور آپ نے خود منہ اندھیرے بھی فجر کی نماز پڑھی ہے۔ (جامع ترمذی، ص ۴۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)۔ اگر آپ کسی کام سے منع فرما کر یہ تبلادیتے کہ اس کا خلاف بھی جائز ہے اور خود اس کام کو نہ کرتے، تب بھی مسئلہ تو معلوم ہو جاتا لیکن اس کام میں آپ کی اقتدا کا شرف حاصل نہ ہوتا، بہرحال قرآن مجید اور احادیث میں جہاں آپ کی طرف مغفرت ذنوب کی نسبت کی گئی ہے وہاں ذنوب سے مراد بہ ظاہر خلاف اولیٰ یا بہ ظاہر مکروہ تنزیہی کام ہیں اور مغفرت سے مراد آپ کے درجات کی بلندی اور آپ کو قرب خاص سے نوازنا ہے اور دنیا میں آپ کو یہ تبلادینا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آخرت میں کن انعامات سے نوازے گا تاکہ آپ روز قیامت اطمینان اور تسلی کے ساتھ امت کی شفاعت کر سکیں اور یہ وہ عظیم نعمت ہے جو آپ کے علاوہ کسی نبی کو حاصل نہیں ہوئی جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور حافظ ابن کثیر نے تصریح کی ہے۔

یہ بات ملحوظ رہے کہ میری اس تمام کاوش کا مقصد کسی بزرگ اور محترم مترجم کی تنقیص نہیں ہے، بلکہ اس کا مقصد صرف اور صرف شخصی اقوال کے مقابلہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی حاکمیت اور ان کی بالادستی کا اظہار ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی نیتوں کو جاننے والا ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان اور آپ کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کے قول کے خلاف ہر قول کو مسترد کر دیا جائے خواہ وہ کسی کا قول ہو، جو شخص اس میزان پر پورا نہیں اترتا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحیح اور صریح احادیث کے خلاف کسی بزرگ کے قول کو ترک نہیں کرتا وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان کی حلاوت اور آپ کی محبت کی چاشنی سے محروم ہے!

مجھ سے یہ کہا جاتا ہے کہ تم نے اپنی پہلی تصانیف میں اس ترجمہ کو قائم رکھا اور شرح صحیح مسلم کی جلد ثالث میں اس سے اختلاف کیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ صحیح مسلم کی حدیث نمبر ۲۲۸۴ کی تشریح کرتے ہوئے مجھ پر یہ منکشف ہوا کہ یہ ترجمہ اس حدیث کے خلاف ہے، پھر میں نے اس سلسلہ میں مزید احادیث کی تلاش کی

تو مجھے یہ یقین واثق ہوگیا کہ یہ ترجمہ صحیح نہیں ہے، سو میں نے اس سے رجوع کر لیا، میں نے پہلے جو کچھ لکھا تھا وہ بھی اللہ کی رضا کے لیے لکھا تھا اور اب جو کچھ لکھا ہے وہ بھی اللہ کی رضا کے لیے لکھا ہے، خواہ کوئی کچھ کہے میں یہی کہوں گا کہ میرا دین اور میرا کعبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے جو قول آپ کی احادیث اور آپ کے ارشادات کے مطابق ہو وہ میرے سر آنکھوں پر، اور جب کسی قول کی سمت آپ کی احادیث سے مختلف ہو جائے تو میرا قبلہ تو آپ کی احادیث ہیں!

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین الذی انظر بحضور المغفرۃ فی کتاب مبین وعلی الہ الطیبین الطاہرین واصحابہ الکاملین الواصلین وعلی ازواجہ الطاہرات امہات المومنین وعلی اولیاء امتہ وعلماء ملتہ من المجتہدین والمفسرین والمحدثین والمسلمات والمسلمین اجمعین الی یوم الدین۔

خالق اور خلق کے محبوب ہونے کی وجہ سے آپ کی افضلیت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قل ان کان اباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال ن اقترفتموها وتجارۃ تخشون کسادها ومسکن ترضونها احب الیکم من اللہ ورسولہ وجہاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ واللہ لایہدی القوم الفاسقین۔ (توبہ: ۲۴)

آپ فرمائیے کہ تمہارے باپ دادا، اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور تمہارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کے گھاٹے کا تمہیں خوف ہے اور تمہارے پسندیدہ مکان اگر تم کو اللہ اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہوں تو پھر انتظار کرو حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لے آئے اور اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

ماں باپ اور بھائی بہنوں سے طبعی محبت ہوتی ہے، بیوی سے شہوانی محبت ہوتی ہے اور مال و دولت، تجارت اور مکانوں سے عقلی محبت ہوتی ہے، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتلایا ہے کہ محبت کی جو قسم بھی ہو اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے مغلوب کر دو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ہر محبت پر غالب کر دو۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو محبت تھی وہ اپنی جان سے، ماں باپ اور اولاد سے، بیویوں سے اور مال و دولت سے اور ہر چیز سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت تھی، جنگ بدر میں حضرت ابوبکر اپنے بیٹے کے خلاف صف آراء تھے، جنگ احد میں حضرت ابو عبیدہ نے اپنے باپ کو قتل کر دیا، حضرت مصعب بن عمیر نے جنگ احد میں اپنے بھائی کو قتل کر دیا، جنگ بدر میں حضرت عمر نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو قتل کر دیا اور حضرت علی نے اپنے کئی رشتہ داروں کو قتل کر دیا۔ [1]

قاضی عیاض لکھتے ہیں: ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ جنگ احد میں ایک عورت کا باپ، بھائی اور شوہر قتل کر دیا گیا، اس نے پوچھا کہ یہ بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ صحابہ نے کہا الحمد للہ! وہ تمہاری تمنا کے مطابق خیریت سے ہیں، اس نے کہا مجھے دکھاؤ حتیٰ کہ میں آپ کو دیکھ لوں، جب اس نے آپ کو دیکھا تو کہا آپ کی خیریت)

[1] علامہ احمد شہاب الدین خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ، نسیم الریاض ج ۳ ص ۳۶۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت

کے بعد ہر مصیبت آسان ہے۔ [۱]

نیز قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ کفار مکہ حضرت زید بن دثنہ کو قتل کرنے کے لیے حرم سے باہر لے جانے لگے۔ اس وقت ان سے ابوسفیان بن حرب نے کہا اے زید! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں یہ بتاؤ کہ کیا تم کو یہ پسند ہے کہ اس وقت تمہاری جگہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہوتے اور تمہارے بدلہ ہم ان کی گردن اتار دیتے؟ حضرت زید نے کہا خدا کی قسم مجھے تو یہ بھی پسند نہیں ہے کہ میں اپنے گھر میں آرام سے ہوں اور آپ کے کانٹا چبھ جائے، ابوسفیان نے کہا میں نے اصحاب محمد کی طرح کسی شخص کو کسی سے محبت کرتے نہیں دیکھا۔ [۲]

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

حضرت حنظلہ بن ابی عامر اور حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی ابن سلول نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنے اپنے مشرک اور منافق باپ کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی، مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہیں دی، حضرت حنظلہ بن ابی عامر جنگ احد میں شہید ہو گئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے ان کو غسل دے رہے ہیں جاؤ ان کی بیوی سے جا کر پوچھو، بیوی نے کہا جس وقت انھوں نے جہاد کی آواز سنی تو یہ غسل کیے بغیر حالت جنابت میں جہاد کے لیے نکل گئے تھے! نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی لیے فرشتے ان کو غسل دے رہے تھے۔ [۳]

یہ اپنی جان، اپنے ماں باپ، اولاد اور رشتہ داروں کی طبعی محبت سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے کی مثالیں ہیں، اور حنظلہ بن ابی عامر کے واقعہ میں شہوانی محبت سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت کی دلیل ہے اور جن صحابہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خاطر مکہ میں اپنے مال و دولت، مکانات اور تجارت کو چھوڑ کر مدینہ ہجرت کی اس میں ان کی عقلی محبت سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے کا بیان ہے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام کے نزدیک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت ہر محبت پر غالب تھی! صرف انسان ہی نہیں، شجر و حجر اور حیوان بھی آپ سے محبت کرتے تھے، آپ نے فرمایا احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے، کھجور کا تنا آپ کے فراق میں چیخیں مار کر روتا تھا، اور جب آپ قربانی کرتے تو ہر اونٹنی آگے بڑھ بڑھ کر آپ کی چھری کے قریب ہوتی تھی۔ (صحیح بخاری و سنن ابوداؤد)۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس قال جلس ناس من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم ینتظرونه قال نخرج حتی اذا دنا منهم سمعهم یتذاکرون فسمع حدیثهم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بیٹھے ہوئے آپ کا انتظار کر رہے تھے، آپ (حجرے سے) نکل کر ان کے قریب ہو کر ان کی باتیں سننے لگے، ان میں سے بعض نے تعجب سے

---

[۱] قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ، شفا ج ۲ ص ۱۸، مطبوعہ عبدالتواب اکیڈمی ملتان

[۲] 〃 〃 〃 〃 〃، شفا ج ۲ ص ۱۹،

[۳] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، اصابہ ج ۱ ص ۳۶۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ

فقال بعضہم عجبا ان اللہ اتخذ من خلقہ خلیلا اتخذ ابراھیم خلیلا وقال اخر ماذا باعجب من کلام موسی کلمہ تکلیما وقال اخر فعیسی کلمۃ اللہ وروحہ وقال آخر آدم اصطفاہ اللہ فخرج علیہم فسلم وقال قد سمعت کلامکم وعجبکم ان ابراھیم خلیل اللہ وھو کذالک وموسی نجی اللہ وھو کذالک وعیسی روحہ وکلمتہ وھو کذالک وآدم اصطفاہ اللہ وھو کذالک الا وانا حبیب اللہ ولا فخر وانا حامل لواء الحمد یوم القیامۃ ولا فخر وانا اول شافع واول مشفع یوم القیامۃ ولا فخر وانا اول من یحرک حلق الجنۃ فیفتح اللہ لی فیدخلنیہا ومعی فقراء المومنین ولا فخر وانا اکرم الاولین والاخرین ولا فخر [1]

کہا: اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق سے ایک خلیل بنانے لگا تو حضرت ابراہیم کو خلیل بنایا، دوسرے نے کہا اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو ہم کلام ہونے کا شرف بخشا، ایک اور نے کہا: حضرت عیسیٰ اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں، دوسرے نے کہا اور حضرت آدم کو اللہ تعالیٰ نے صفی بنایا، آپ نے ان کے پاس آکر ان کو سلام کیا اور فرمایا میں نے تمہارا کلام اور اس پر تعجب سنا کہ ابراہیم اللہ کے خلیل ہیں، وہ ایسے ہی ہیں اور موسیٰ اللہ کے کلیم ہیں، وہ ایسے ہی ہیں، اور عیسیٰ اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں وہ ایسے ہی ہیں اور آدم کو اللہ نے صفی بنایا اور وہ ایسے ہی ہیں، سنو! میں اللہ کا محبوب ہوں اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے، میں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اٹھائے ہوئے ہوں گا اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے، میں قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں، اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی، اور اس پر فخر نہیں، میں سب سے پہلے جنت کی کنڈی کھٹکھٹاؤں گا، پھر اللہ میری خاطر جنت کو کھولے گا اور اس میں مجھ کو داخل کرے گا اور میرے ساتھ فقراء مومنین ہوں گے اور اس پر فخر نہیں اور میں اولین اور آخرین میں سب سے زیادہ معزز ہوں اور اس پر فخر نہیں۔

اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے محبوب ہیں، اور امام بخاری روایت کرتے ہیں،

عن عائشۃ قالت ما اری ربک الا یسارع فی ھواک ۔ [2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میرا یہی گمان ہے کہ آپ کا رب آپ کی خواہش بہت جلد پوری کرتا ہے۔

خلیل اور حبیب میں فرق کا بیان

قاضی عیاض مالکی نے خلیل اور حبیب کا فرق بیان کرتے ہوئے امام ابوبکر بن فورک کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

[1] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۵۲۰، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

[2] امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۰۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

خلیل، اللہ تک بالواسطہ پہنچے:

وکذلک نری ابراھیم ملکوت السمٰوات والارض۔ (انعام: ۷۵)

اور اسی طرح ہم نے ابراہیم کو آسمانوں اور زمینوں کی ساری بادشاہی دکھائی۔

اور حبیب اللہ تک بلاواسطہ پہنچے:

فکان قاب قوسین او ادنیٰ۔ (نجم: ۹)

پھر اللہ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا پھر زیادہ قریب ہوا پھر دو کمانوں کی مقدار کے برابر اللہ کے قریب ہو گئے یا اس سے بھی زیادہ قریب ہوئے۔

خلیل کی مغفرت کا بیان مرتبہ طمع میں ہے:

والذی اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین (شعراء: ۸۲)

اور جس سے میری امید وابستہ ہے وہ قیامت کے دن میری خطائیں معاف فرما دے گا۔

اور حبیب کی مغفرت کا بیان مرتبہ یقین میں ہے:

انا فتحنا لک فتحا مبینا o لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ (فتح: ۲-۱)

بے شک ہم نے آپ کو روشن فتح عطا فرمائی تاکہ اللہ آپ کے لیے آپ کے اگلے اور پچھلے (بہ ظاہر) خلاف اولیٰ سب کام معاف فرما دے۔

خلیل نے دعا کی کہ اللہ انہیں روز حشر شرمندہ نہ کرے۔

ولا تخزنی یوم یبعثون (شعراء: ۸۷)

اور مجھے روز حشر شرمندہ نہ فرمانا۔

اور حبیب کو بن مانگے یہ مقام عطا فرمایا:

یوم لا یخزی اللہ النبی والذین آمنوا معہ (تحریم: ۸)

جس دن اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو شرمندہ کرے گا نہ ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو۔

امتحان کے موقع پر خلیل نے کہا:

حسبی اللہ۔

مجھے اللہ کافی ہے۔

اور حبیب کے لیے اللہ نے از خود فرمایا:

یا ایھا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین۔ (انفال: ۶۴)

اے نبی! آپ کے لیے اللہ، اور وہ ایمان لانے والے کافی ہیں جنھوں نے آپ کی اتباع کی ہے۔

خلیل نے دعا کی:

واجعل لی لسان صدق فی الآخرین۔ (شعراء: ۸۴)

اور بعد کے آنے والوں میں میرا ذکر جمیل جاری کر دے۔

اور حبیب کے لیے از خود فرمایا:

ورفعنا لک ذکرک۔ (انشراح: ۴)

اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر بلند کر دیا۔

سو قیامت تک کلمہ، اذان، نماز اور خطبہ میں مسلمانوں کی زبانوں سے آپ کا ذکر بلند ہوتا رہے گا۔

خلیل نے دعا کی:

واجنبنی وبنیّ ان نعبد الاصنام۔ (ابراھیم: ۳۵)

مجھے اور میرے (خاص) بیٹوں کو بتوں کی عبادت سے اجتناب پر برقرار رکھ۔

اور حبیب کے لیے بلا طلب از خود فرمایا:

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا (احزاب: ۳۳)

اے اہل بیت رسول! اللہ یہی ارادہ فرماتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی ناپاکی دور کر کے تم کو خوب پاکیزہ کر دے۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں ہم نے جو یہ چند آیات ذکر کی ہیں ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال اور آپ کے مقامات کی افضلیت کی ایک جھلک معلوم ہو جاتی ہے اور ان آیات سے ہر شخص اپنے ذوق کے مطابق مفہوم اخذ کرتا ہے اور تمہارا رب ہی بہتر جانتا ہے کہ کون احسن طریقہ پر ہے۔ [1]

کلیم اور حبیب میں فرق کا بیان

کلیم دعا کرتے ہیں:

رب اشرح لی صدری (طٰہٰ: ۲۵)

اے میرے رب میرا سینہ کھول دے۔

حبیب کے لیے از خود فرمایا:

الم نشرح لک صدرک (انشراح: ۱)

کیا ہم نے آپ کا سینہ نہیں کھولا۔

کلیم دعا کرتے ہیں:

رب ارنی انظر الیک۔ (اعراف: ۱۴۳)

اے رب! مجھے اپنی ذات دکھا میں تجھے دیکھوں۔

حبیب سے فرمایا:

الم تر الی ربک۔ (فرقان: ۴۵)

کیا آپ نے اپنے رب کی طرف نہیں دیکھا۔

کلیم سے فرمایا:

لن ترانی (اعراف: ۱۴۳)

تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے۔

حبیب سے فرمایا:

ما زاغ البصر وما طغیٰ (نجم: ۱۷)

نظر ایک طرف مائل ہوئی اور نہ حد سے نہ بڑھی۔

کلیم نے اپنے اور اپنی قوم کے لیے دعا کی:

واکتب لنا فی ھذہ الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ (انفال: ۱۵۶)

ہمارے لیے اس دنیا میں بھلائی لکھ اور آخرت میں۔

حبیب کی امت کے متعلق فرمایا:

فسأکتبھا للذین یتقون ویؤتون الزکوٰۃ

فرمایا میں عنقریب اس (بھلائی) کو ان لوگوں کے حق

[1] قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ، شفاء ج ۱ ص ۱۳۴ - ۱۴۳، مطبوعہ عبد التواب اکیڈمی ملتان

والذین ھم بآیاتنا یؤمنون ○ الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل۔ (اعراف: ۱۵۷-۱۵۶)

میں لکھ دوں گا جو پرہیز گاری کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ لوگ جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں، جو اس رسول نبی امّی (اللقب) کی پیروی کرتے ہیں جس کا نام ان کے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا ہے۔

دیکھیے مانگا حضرت کلیم نے اور ملا آپ کے غلاموں کو، معلوم ہوا کہ زمانہ کسی نبی کا ہو کسی رسول کا ہو سکہ چلتا تھا تو مصطفےٰ کا چلتا تھا اور ڈنکا بجتا تھا تو مصطفےٰ کا ڈنکا بجتا تھا!

انبیاء سابقین علیہم السلام کے معجزات پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی افضلیت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام الٰہی لینے کے لیے طور پر جانا پڑا اور آپ کو کلام الٰہی کے لیے کہیں جانا نہیں پڑتا تھا آپ جہاں ہوتے کلام الٰہی وہیں نازل ہو جاتا تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ معجزہ تھا کہ انھوں نے زمین پر لاٹھی ماری تو پانی نکل آیا، لیکن زمین میں عادۃً پانی ہوتا ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے توجہ فرمائی تو آپ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے ابل پڑے اور جہاں عادۃً پانی نہیں ہوتا وہاں سے پانی نکل آیا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے لوہا نرم کر دیا گیا تھا اور وہ اس سے زرہ بن لیتے تھے لیکن لوہے کو بھی عادۃً آگ سے گرم کیا جا سکتا ہے آپ کے لیے تو پتھر نرم ہو گیا جو کبھی نرم نہیں ہوتا، حافظ ابو نعیم نے روایت کیا ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم غار میں گئے اور آپ نے اس میں سر مبارک داخل کیا تو وہ نرم ہوتا چلا گیا، اور صحیح بخاری میں ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احد ایک پہاڑ ہے یہ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں، (ج ۲ ص ۵۸۵)۔ دیکھیے پتھر وہ جنس ہے جس میں محبت پیدا نہیں ہوتی حتیٰ کہ جس شخص کو کسی سے محبت نہ ہو اس کو سنگ دل کہتے ہیں لیکن یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اعجاز ہے کہ جس چیز کی حقیقت میں محبت نہیں ہے، وہاں بھی اپنی محبت پیدا کر دی، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہاڑ نے تسبیح کی اور آپ کے ہاتھ میں سنگ ریزوں نے تسبیح پڑھی، کہاں لوہے کا نرم ہونا اور کہاں پتھروں کا محبت کرنا اور سنگ ریزوں کا تسبیح پڑھنا!

حضرت داؤد سے اللہ تعالےٰ نے فرمایا:

ولا تتبع الھوی۔ (ص: ۲۶)

اور آپ خواہش کی پیروی نہ کریں۔

اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:

وما ینطق عن الھوی (نجم: ۳)

وہ (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے۔

سبحان اللہ! آپ وہ ہیں جن کی اللہ کی رضا کے مقابلہ میں اپنی کوئی خواہش نہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو پرندوں سے گفتگو کا ملکہ دیا اور جنات اور ہوا کو مسخر کیا گیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بکری کے گوشت کے ٹکڑے نے کلام کیا اور آپ سے کہا مجھ میں زہر ملا ہوا ہے، ہرن اور اونٹ نے آپ سے شکایت کی اور سنگ ریزوں نے آپ کے ہاتھ پر تسبیح پڑھی، پتھروں نے سلام عرض کیا اور درختوں نے

آپ کی اطاعت کی آپ کے حکم سے درخت ایک جگہ سے دوسری جگہ چل کر آیا اور پھر واپس چلا گیا، یہ امور پرندوں کے ساتھ گفتگو کرنے کی بہ نسبت زیادہ عجیب و غریب اور باکمال ہیں، اور ہوا کے مسخر کرنے کا قصہ یہ ہے کہ حضرت سلیمان اپنے تخت پر بیٹھ کر ہوا میں اڑتے تھے اور صبح کی سیر میں ایک ماہ کی مسافت طے کر لیتے اور شام کی سیر میں ایک ماہ کی مسافت طے کر لیتے۔

ولسلیمان الریح غدوھا شھر و رواحھا شھر (سبا: ۱۲) — اور سلیمان کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا اس کی صبح کی رفتار ایک مہینہ کی راہ تھی اور شام کی رفتار ایک مہینہ کی راہ تھی۔

ہوا مسخر سہی، لیکن حضرت سلیمان جس جگہ کا قصد کرتے انھیں وہاں جانا پڑتا تھا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کہیں جانا نہیں پڑتا تھا آپ جس جگہ کا جہاں قصد کرتے وہ جگہ وہیں آجاتی تھی، معراج سے واپسی کے بعد جب کفار قریش نے آپ سے بیت المقدس کے متعلق سوالات کیے تو بیت المقدس کو آپ کے سامنے دار ارقم میں لا کر رکھ دیا گیا۔ [۱]

نیز آپ نے فرمایا:

ان اللہ زوی لی الارض فرایت مشارقھا و مغاربھا۔ [۲] — اللہ تعالیٰ نے تمام روئے زمین کو میرے لیے سمیٹ دیا اور میں نے زمین کے تمام مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا۔

اور رہا حضرت سلیمان کے لیے جنات کا مسخر ہونا تو اس کے مقابلہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ سے جنات مسلمان ہو گئے اور جنات کا مسخر ہونا اور بات ہے اور ان کا مسلمان ہونا اور چیز ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اندھوں اور کوڑھیوں کے تندرست کرنے اور مردہ زندہ کرنے کا معجزہ عطا فرمایا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت قتادہ بن نعمان کی نکلی ہوئی آنکھ لعاب دہن لگا کر دوبارہ لوٹا دی، حضرت سلمہ بن اکوع کی ٹوٹی ہوئی پنڈلی جوڑ دی، آپ کے بلانے سے درخت چل کر آئے، کھجور کا تنا آپ کے فراق میں چیخیں مار کر رویا اور یہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے کہیں بڑھ کر کمالات اور معجزات ہیں، کیونکہ مردے میں پہلے جان آچکی ہوتی ہے، آپ نے ان چیزوں میں حیات جاری کی جہاں عادۃً حیات نہیں ہوتی، آنکھ والے کو دکھانا اور کان والے کو سنانا اور بات ہے اور بغیر آنکھوں کے دکھانا اور بغیر کانوں کے سنانا اور چیز ہے۔ الغرض نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو جو معجزات اور کمالات دیے گئے وہ تمام نبیوں کے معجزات اور کمالات سے فائق اور ان پر غالب تھے، آپ معجزات کی تعداد، ان کی کیفیات اور حیثیات ہر اعتبار سے سب پر بلند و بالا تھے، دوسرے نبیوں نے نبوت کا دعویٰ کرتے ہی معجزات پیش کیے اور آپ نے اعلان نبوت کے بعد کسی معجزہ کو پیش کرنے کی بجائے اپنی زندگی کو پیش کر دیا اور یوں ظاہر ہوا کہ آپ کو اپنی نبوت ثابت کرنے کے لیے کسی خارجی معجزہ کی احتیاج نہیں تھی، آپ کی زندگی خود سراپا معجزہ تھی، یوں ہی تو نہیں فرمایا تھا لعمرک (حجر: ۷۲) "تمہاری زندگی کی قسم"۔

---

[۱] - شیخ ولی الدین تبریزی متوفی ۷۴۲ھ، مشکوٰۃ ص ۵۳۰، مطبوعہ اصح المطابع دہلی۔

[۲] - امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۹۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

سب سے پہلے قبر سے اٹھنے والی حدیث کا حضرت موسیٰ کے پہلے اٹھنے والی حدیث سے تعارض کا جواب

اس باب کی حدیث میں ہے: سب سے پہلے قبر سے میں اٹھوں گا، اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت نہ دو، کیونکہ قیامت کے دن لوگ بے ہوش ہوں گے میں بھی ان کے ساتھ بے ہوش ہوں گا، میں سب سے پہلے ہوش میں آؤں گا اس وقت حضرت موسیٰ عرش کے ایک جانب پکڑے کھڑے ہوں گے میں نہیں جانتا کہ وہ بے ہوش ہونے تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے یا ان لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے بے ہوش ہونے سے مستثنیٰ رکھا تھا۔ [۱]

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

ان حدیثوں میں تعارض نہیں ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ صحیح بخاری کی روایت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جو ارشاد ہے اس وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ علم نہ ہو کہ آپ مطلقاً سب سے پہلے قبر سے اٹھائے جائیں گے اور مسلم کی روایت میں جو ارشاد ہے وہ بعد کا واقعہ ہو۔ [۲]

علامہ وشتانی ابی مالکی نے بھی اس تعارض کا یہی جواب دیا ہے۔ [۳]

جس حدیث میں آپ نے دوسرے انبیاء پر فضیلت دینے سے منع کیا ہے اس کے جوابات

امام بخاری نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تخیروا بین الانبیاء [۴] انبیاء میں (کسی کو) فضیلت نہ دو۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

لا تخیرونی علی موسی [۵] مجھے حضرت موسیٰ پر فضیلت نہ دو۔

صحیح بخاری کی ان روایات سے معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دیگر انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دینا ممنوع ہے حالانکہ صحیح مسلم کی زیر بحث روایت میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء علیہم السلام پر اپنی فضیلت بیان کی ہے، اس تعارض

---

[۱] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۲۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[۲] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱۲ ص ۲۵۱، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[۳] علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۹۷، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

[۴] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۲۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[۵] 〃 〃 〃 صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۲۵، 〃 〃 〃

کے جواب میں علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

علامہ ابن التین نے کہا ہے کہ " انبیاء میں کسی کو فضیلت نہ دو" اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ بغیر علم کے کسی نبی کو کسی پر فضیلت نہ دو، ورنہ انبیاء علیہم السلام کی ایک دوسرے پر فضیلت کو اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرمایا ہے: تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض (بقرہ: ۲۵۳) "یہ سب رسول، ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔"

دوسرا جواب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی افضلیت کا علم ہونے سے پہلے یہ فرمایا تھا۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فضیلت دینے سے منع فرمایا ہے جو دوسرے نبی کی تنقیص کو مستلزم ہو۔

چوتھا جواب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فضیلت دینے سے منع فرمایا ہے جو دوسرے نبی کی دل آزاری کا موجب ہو۔

پانچواں جواب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نفس نبوت میں فرق کرنے سے منع فرمایا ہے۔

چھٹا جواب یہ ہے کہ آپ کا یہ قول تواضع پر محمول ہے۔ [1]

بَابُ ۸۰۸ فِي مُعْجِزَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات!!

۵۸۲۴ - وَحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ (يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ) حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا بِمَاءٍ فَأُتِيَ بِقَدَحٍ رَحْرَاحٍ فَجَعَلَ الْقَوْمُ يَتَوَضَّئُونَ فَحَزَرْتُ مَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى الثَّمَانِينَ قَالَ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى الْمَاءِ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگایا، تو ایک پھیلا ہوا پیالہ لایا گیا، لوگ اس سے وضو کرنے لگے، میں نے اندازہ کیا وہ ساٹھ سے اسی تک لوگ تھے، میں اس پانی کی طرف دیکھ رہا تھا جو آپ کی انگلیوں میں سے پھوٹ رہا تھا۔

۵۸۲۵ - وَحَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ إِسْحَقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوَضُوءَ فَلَمْ يَجِدُوهُ فَأُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا درآں حالیکہ عصر کا وقت آچکا تھا لوگوں نے وضو کے لیے پانی تلاش کیا اور انہیں پانی نہیں ملا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ پانی لایا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس برتن میں اپنا دست مبارک رکھ دیا، اور لوگوں کو اس پانی سے وضو کرنے کا حکم دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے

[1] علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱۲ ص ۲۵۱، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَضُوْءٍ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ الْإِنَاءِ يَدَهٗ وَاَمَرَ النَّاسَ اَنْ يَّتَوَضَّؤُا مِنْهُ قَالَ فَرَاَيْتُ الْمَآءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ اَصَابِعِهٖ فَتَوَضَّاَ النَّاسُ حَتّٰى تَوَضَّؤُا مِنْ عِنْدِ اٰخِرِهِمْ۔

نے دیکھا پانی آپ کی انگلیوں کے نیچے سے پھوٹ رہا تھا اور شروع سے آخر تک تمام لوگوں نے وضوء کر لیا۔

۵۸۲۶۔ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ (يَعْنِي ابْنَ هِشَامٍ) حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَهٗ بِالزَّوْرَاءِ (قَالَ وَالزَّوْرَاءُ بِالْمَدِيْنَةِ عِنْدَ السُّوْقِ وَالْمَسْجِدِ فِيْمَا ثَمَّهْ) دَعَا بِقَدَحٍ فِيْهِ مَآءٌ فَوَضَعَ كَفَّهٗ فِيْهِ فَجَعَلَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ فَتَوَضَّاَ جَمِيْعُ اَصْحَابِهٖ قَالَ قُلْتُ كَمْ كَانُوْا يَا اَبَا حَمْزَةَ قَالَ كَانُوْا زُهَاءَ الثَّلٰثِمِائَةِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب مقام زوراء میں تھے، (راوی نے کہا کہ زوراء مدینہ کے بازار میں مسجد کے قریب ایک جگہ ہے) آپ نے ایک پیالہ منگایا جس میں پانی تھا، آپ نے اس میں اپنی ہتھیلی رکھ دی، پھر آپ کی انگلیوں میں سے پانی پھوٹنے لگا، آپ کے تمام اصحاب نے وضوء کر لیا، راوی نے کہا اے ابو حمزہ اس وقت لوگوں کی کتنی تعداد تھی؟ انھوں نے کہا اندازاً تین سو آدمی ہوں گے۔

۵۸۲۷۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ بِالزَّوْرَاءِ فَاُتِيَ بِاِنَاءِ مَاءٍ لَا يَغْمُرُ اَصَابِعَهٗ اَوْ قَدْرَ مَا يُوَارِيْ اَصَابِعَهٗ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ هِشَامٍ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم زوراء میں تھے، آپ کے پاس ایک برتن میں پانی لایا گیا اس میں اتنا پانی تھا کہ اس میں آپ کی انگلیاں بھی نہیں ڈوبتی تھیں یا آپ کی انگلیاں بھی نہیں چھپتی تھیں، بقیہ روایت حسب سابق ہے۔

۵۸۲۸۔ وَحَدَّثَنِيْ سَلَمَةُ بْنُ شَبِيْبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ اُمَّ مَالِكٍ كَانَتْ تُهْدِيْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عُكَّةٍ لَّهَا سَمْنًا فَيَاْتِيْهَا بَنُوْهَا فَيَسْاَلُوْنَ الْاُدُمَ وَلَيْسَ عِنْدَهُمْ شَيْءٌ فَتَعْمِدُ اِلَى الَّذِيْ كَانَتْ تُهْدِيْ فِيْهِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَجِدُ فِيْهِ سَمْنًا فَمَا زَالَ يُقِيْمُ لَهَا اُدُمَ بَيْتِهَا حَتّٰى عَصَرَتْهُ فَاَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ام مالک رضی اللہ عنہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک کپی میں گھی بھیجا کرتی تھیں، ان کے بیٹے آکر ان سے سالن مانگتے، ان کے پاس کوئی چیز نہیں ہوتی تھی، تو جس کپی میں وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے گھی بھیجتی تھیں اس میں ان کو کچھ گھی مل جاتا، ان کے گھر میں سالن کا مسئلہ اسی طرح حل ہوتا رہا، حتیٰ کہ انھوں نے ایک دن اس کپی کو نچوڑ لیا، پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، آپ نے فرمایا: تم نے کپی کو نچوڑ لیا؟ انھوں نے کہا جی! آپ نے فرمایا: اگر

فَقَالَ عَصَرْتِيهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَوْ تَرَكْتِيهَا مَا زَالَ قَائِمًا۔

۵۸۲۹۔ وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَطْعِمُهُ فَأَطْعَمَهُ شَطْرَ وَسْقِ شَعِيرٍ فَمَا زَالَ الرَّجُلُ يَأْكُلُ مِنْهُ وَامْرَأَتُهُ وَضَيْفُهُمَا حَتَّى كَالَهُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ لَمْ تَكِلْهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ وَلَقَامَ لَكُمْ۔

۵۸۳۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكٌ (وَهُوَ ابْنُ أَنَسٍ) عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ أَنَّ أَبَا الطُّفَيْلِ عَامِرَ بْنَ وَاثِلَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ أَخْبَرَهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ غَزْوَةِ تَبُوكَ فَكَانَ يَجْمَعُ الصَّلَاةَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمًا أَخَّرَ الصَّلَاةَ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا ثُمَّ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ بَعْدَ ذَلِكَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا ثُمَّ قَالَ إِنَّكُمْ سَتَأْتُونَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ عَيْنَ تَبُوكَ وَإِنَّكُمْ لَنْ تَأْتُوهَا حَتَّى يُضْحِيَ النَّهَارُ فَمَنْ جَاءَهَا مِنْكُمْ فَلَا يَمَسَّ مِنْ مَائِهَا شَيْئًا حَتَّى آتِيَ فَجِئْنَاهَا وَقَدْ سَبَقَنَا إِلَيْهَا رَجُلَانِ وَالْعَيْنُ مِثْلُ الشِّرَاكِ تَبِضُّ بِشَيْءٍ مِنْ مَاءٍ قَالَ فَسَأَلَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَسِسْتُمَا مِنْ مَائِهَا شَيْئًا قَالَا نَعَمْ فَسَبَّهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لَهُمَا مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ قَالَ ثُمَّ غَرَفُوا بِأَيْدِيهِمْ مِنَ الْعَيْنِ

تم اس کو اسی طرح رہنے دیتیں تو اس سے (گھی) اسی طرح ملتا رہتا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کچھ کھانا طلب کیا، آپ نے اسے نصف وسق (ایک سو بیس کلوگرام) جو دیے دیئے، وہ شخص، اس کی بیوی اور ان کا مہمان وہ جو کھاتے رہے، حتیٰ کہ ایک دن انھوں نے ان کو ماپ لیا، پھر وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا اگر تم اس کو نہ ماپتے تو تم وہ جو کھاتے رہتے اور وہ جو یونہی باقی رہتے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں غزوہ تبوک والے سال ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے، آپ نمازوں کو جمع کرتے تھے اور ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء ملا کر پڑھتے تھے، حتیٰ کہ ایک دن آپ نے نمازوں میں تاخیر کر دی، پھر آپ باہر نکلے اور ظہر اور عصر کو ملا کر پڑھا، پھر آپ اندر تشریف لے گئے، اس کے بعد پھر آپ باہر نکلے اور مغرب اور عشاء کو ملا کر پڑھا، پھر آپ نے فرمایا کل تم ان شاء اللہ تبوک کے چشمہ پر پہنچ جاؤ گے، اور تم دن چڑھنے سے پہلے نہیں پہنچو گے، تم میں سے جو شخص بھی اس چشمہ کے پاس جائے وہ میرے پہنچنے سے پہلے اس کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے اس چشمہ پر ہم میں سے دو آدمی پہلے پہنچے، چشمہ میں پانی زیادہ سے زیادہ جوتی کے تسمہ جتنا تھا، اور وہ بھی آہستہ آہستہ بہہ رہا تھا، راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں شخصوں سے پوچھا کیا تم نے اس کے پانی کو چھوا ہے؟ انھوں نے کہا ہاں! نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان پر ناراض ہوئے اور جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ ان کو فرماتے رہے، لوگوں نے تھوڑا تھوڑا کر کے چلوؤں سے چشمہ کا پانی لیا اور اس کو کسی چیز میں جمع کر لیا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس برتن میں اپنے دست مبارک اور چہرہ انور دھویا اور وہ پانی اس

قَلِيلًا قَلِيلًا حَتَّى اجْتَمَعَ فِي شَيْءٍ قَالَ وَغَسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ ثُمَّ أَعَادَهُ فِيهَا فَجَرَتِ الْعَيْنُ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ أَوْ قَالَ غَزِيرٍ شَكَّ أَبُو عَلِيٍّ أَيُّهُمَا قَالَ حَتَّى اسْتَقَى النَّاسُ ثُمَّ قَالَ يُوشِكُ يَا مُعَاذُ إِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ أَنْ تَرَى مَا هٰهُنَا قَدْ مُلِئَ جِنَانًا۔

چشمہ میں ڈال دیا، وہ چشمہ جوش مار کر بہنے لگا حتیٰ کہ لوگوں نے اس سے پانی (اپنے جانوروں اور ساتھیوں کو) پلایا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم عنقریب دیکھو گے کہ یہ پانی باغات کو سیراب کرے گا۔

۵۸۲۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوكَ فَأَتَيْنَا وَادِيَ الْقُرَى عَلَى حَدِيقَةٍ لِامْرَأَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْرُصُوهَا فَخَرَصْنَاهَا وَخَرَصَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ أَوْسُقٍ وَقَالَ أَحْصِيهَا حَتَّى نَرْجِعَ إِلَيْكِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَانْطَلَقْنَا حَتَّى قَدِمْنَا تَبُوكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَهُبُّ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَةَ رِيحٌ شَدِيدَةٌ فَلَا يَقُمْ فِيهَا أَحَدٌ مِنْكُمْ فَمَنْ كَانَ لَهُ بَعِيرٌ فَلْيَشُدَّ عِقَالَهُ فَهَبَّتْ رِيحٌ شَدِيدَةٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَحَمَلَتْهُ الرِّيحُ حَتَّى أَلْقَتْهُ بِجَبَلَيْ طَيِّئٍ وَجَاءَ رَسُولُ ابْنِ الْعَلْمَاءِ صَاحِبِ أَيْلَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكِتَابٍ وَأَهْدَى لَهُ بَغْلَةً بَيْضَاءَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْدَى لَهُ بُرْدًا ثُمَّ أَقْبَلْنَا حَتَّى قَدِمْنَا وَادِيَ الْقُرَى فَسَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْأَةَ عَنْ حَدِيقَتِهَا كَمْ بَلَغَ ثَمَرُهَا فَقَالَتْ عَشَرَةَ أَوْسُقٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي مُسْرِعٌ فَمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ فَلْيُسْرِعْ مَعِي وَمَنْ شَاءَ فَلْيَمْكُثْ

ابو حمید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک میں گئے اور وادی القریٰ میں ایک عورت کے باغ میں پہنچے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس باغ کے پھلوں کا اندازہ لگاؤ، ہم نے اندازہ لگایا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دس وسق (ساٹھ من) کا اندازہ لگایا، آپ نے اس عورت سے فرمایا اس تعداد کو یاد رکھنا یہاں تک کہ ہم ان شاء اللہ تمہارے پاس لوٹ آئیں، پھر ہم چل پڑے یہاں تک کہ تبوک پہنچ گئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج رات سخت آندھی آئے گی تم میں سے کوئی شخص کھڑا نہ رہے، جس شخص کے پاس اونٹ ہوں وہ اس کو رسی کے ساتھ مضبوطی سے باندھ دے، پھر سخت آندھی آئی، ایک شخص کھڑا ہوا تو ہوا اس کو اڑا کر لے گئی اور طے کے پہاڑوں کے درمیان اس کو گرا دیا پھر ایلہ کے حاکم ابن العلماء کا قاصد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک خط لے کر آیا، اور اس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک سفید خچر بھی ہدیہ دیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب لکھا اور اسے ایک چادر ہدیہ میں پیش کی، پھر ہم واپس ہوئے اور وادی قریٰ میں پہنچے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے اس کے باغ کے متعلق پوچھا کہ اس کے پھل کتنے ہوئے؟ اس عورت نے کہا دس وسق (ساٹھ من) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جلد روانہ ہوں گا جو جلد روانہ ہونا چاہتا ہو وہ میرے ساتھ چلے اور

فَخَرَجْنَا حَتّٰى اَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ هٰذِهٖ طَابَةُ وَهٰذَا اُحُدٌ وَهُوَ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّ خَيْرَ دُوْرِ الْاَنْصَارِ دَارُ بَنِي النَّجَّارِ ثُمَّ دَارُ بَنِيْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ ثُمَّ دَارُ بَنِيْ عَبْدِ الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ دَارُ بَنِيْ سَاعِدَةَ وَفِيْ كُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَيْرٌ فَلَحِقَنَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ اَبُوْ اُسَيْدٍ اَلَمْ تَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيَّرَ دُوْرَ الْاَنْصَارِ فَجَعَلَنَا اٰخِرًا فَاَدْرَكَ سَعْدٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خَيَّرْتَ دُوْرَ الْاَنْصَارِ فَجَعَلْتَنَا اٰخِرًا فَقَالَ اَوَلَيْسَ بِحَسْبِكُمْ اَنْ تَكُوْنُوْا مِنَ الْخِيَارِ۔

جو ٹھہرنا چاہتا ہے وہ ٹھہر جائے، ہم روانہ ہوئے حتیٰ کہ ہم مدینہ منورہ کے قریب پہنچ گئے، آپ نے فرمایا یہ طابہ ہے اور یہ اُحد ہے، یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں، پھر آپ نے فرمایا انصار کے تمام گھروں میں بنو نجار کے گھر سب سے افضل ہیں، پھر بنو عبد الاشہل کے گھر ہیں، پھر بنو عبد الحارث بن خزرج کے گھر ہیں پھر بنو ساعدہ کے، اور انصار کے تمام گھروں میں خیر ہے، پھر حضرت سعد بن عبادہ ہم سے ملے، ابو اُسید نے ان سے کہا کیا تم نے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام انصار کے گھروں کو بہتر قرار دیا اور ہم کو آخر میں کر دیا۔ حضرت سعد، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملے اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے تمام انصار کے گھروں کو بہتر قرار دیا اور آپ نے ہم کو آخر میں رکھا! آپ نے فرمایا کیا تمہارے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ تم اخیار میں سے ہو!

۵۸۳۲۔ حَدَّثَنَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ سَلَمَةَ الْمَخْزُوْمِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اِلٰى قَوْلِهٖ وَفِيْ كُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَيْرٌ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهٗ مِنْ قِصَّةِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ وَزَادَ فِيْ حَدِيْثِ وُهَيْبٍ فَكَتَبَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَحْرِهِمْ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْ حَدِيْثِ وُهَيْبٍ فَكَتَبَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں، اس میں ہے کہ انصار کے سب گھروں میں بھلائی ہے اور سعد بن عبادہ کا قصہ نہیں ہے، اور وہیب کی سند میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے ان کا سمندر (یعنی ان کا ملک) لکھ دیا اور اس میں یہ نہیں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو جواب لکھا۔

معجزہ کی تعریف جو شخص نبوت کا مدعی ہو وہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں ایسی دلیل پیش کرے جس کا معارضہ کرنے سے وہ پوری قوم عاجز ہو جائے جس کی طرف مبعوث ہونے کا اس شخص نے دعویٰ کیا ہو اور وہ دلیل اس کے دعویٰ کی مؤید اور مصداق ہو، یہ معجزہ ہے، یوں تو بعض شعبدہ باز، ہپناٹیزم کے ماہر اور جادوگر بھی بہت محیر العقول کام کر دکھاتے ہیں لیکن یہ لوگ نہ تو وحی اور الہام کے مدعی ہوتے ہیں اور نہ ان کی زندگی صاف اور پاکیزہ ہوتی ہے اور نہ یہ تقویٰ اور طہارت کے حامل ہوتے ہیں اور نہ یہ کسی روحانی انقلاب اور صالح نظام کے داعی ہوتے ہیں، اس کے برخلاف نبی اعلانِ نبوت سے پہلے لوگوں کے درمیان رہ کر بے داغ زندگی گزارتا ہے اور لوگوں میں اس کی پاکیزہ سیرت، راست بازی، صداقت

دیانت، امانت اور سخاوت کی ایسی شہرت ہو جاتی ہے جس کی بناء پر لوگ اس کو سچائی کی علامت قرار دیتے ہیں اور اس موڑ پر آجاتے ہیں کہ اس کی ہر بات کی بلا دلیل تصدیق کرنے لگیں اور یوں معجزہ پیش کرنے سے پہلے نبی کی ذات خود بطور معجزہ تسلیم کر لی جاتی ہے، پھر نبی کی دعوت و تبلیغ سے بدکار، نیک، بت پرست، بت شکن اور چور اور ڈاکو ہادی اور امین بن جاتے ہیں وہ ایک ایسے صالح نظام کا داعی ہوتا ہے جس پر عمل کر کے لوگ دین اور دنیا کی فلاح اور برکتیں حاصل کرتے ہیں اس کے برعکس ایک جادوگر اور ہپناٹائز کرنے والے کے ہاتھ میں سوائے کھیل اور تماشے کے کچھ نہیں ہوتا، اس کے ہاں صالح حیات کا کوئی تصور نہیں ہوتا وہ کسی کافر کو مومن بنا سکتا ہے نہ کسی بدکار کو پاکباز کر سکتا ہے، وہ لوہے کو سونا تو بنا سکتا ہے لیکن کسی زنگ آلود دل کو طور سینا نہیں بنا سکتا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزہ سے کم چیز زیادہ ہوئی معدوم چیز موجود کیوں نہیں ہوئی؟

حدیث نمبر ۵۸۲۳ میں ہے مقام

زوراء میں ایک برتن میں کچھ پانی لایا گیا اس میں اتنا کم پانی تھا کہ انگلیاں بھی نہیں ڈوبتی تھیں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس برتن میں اپنا مبارک ہاتھ رکھا تو آپ کی انگلیوں سے پانی چشمہ کی طرح پھوٹنے لگا، پھر اس پانی سے تین سو آدمیوں نے وضو کر لیا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس معجزہ سے زیادہ باکمال ہے جس میں انھوں نے زمین پر لاٹھی مار کر پانی نکالا تھا کیونکہ زمین میں بہر حال پانی ہوتا ہے آپ نے وہاں سے پانی نکالا جہاں عادۃً پانی نہیں ہوتا، دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے خالی برتن میں ہاتھ نہیں رکھا بلکہ اس برتن میں ہاتھ رکھا جس میں پہلے سے کچھ پانی موجود تھا، کیونکہ اگر خالی برتن میں ہاتھ رکھتے اور پانی آجاتا تو یہ پانی عدم سے وجود میں آتا اور کسی چیز کو عدم سے وجود میں لانا صرف اللہ عزوجل کی شان ہے، اسی طرح حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے سفر میں جب لوگوں کو بھوک لگی اور کھانا ان کے پاس ناکافی تھا تو آپ نے فرمایا سب اپنے اپنے زادِ راہ کو جمع کر لیں اور جب وہ جمع ہو گیا تو آپ نے برکت کی دعا کی تو وہ کھانا اتنا زیادہ ہو گیا کہ تمام لشکر نے کھا لیا اور سب نے اپنے اپنے برتن بھر لیے۔ [۱]

اسی طرح حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے گندھے ہوئے آٹے اور سالن کی دیگچی میں لعاب دہن ڈال دیا تو اس تھوڑے سے کھانے سے غزوۂ خندق کے ایک ہزار مجاہدین سیر ہو گئے [۲] اسی طرح حضرت ابو طلحہ کی دعوت کا واقعہ ہے۔ [۳] اور اس طرح کے اور بکثرت واقعات ہیں اور سب میں یہی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی چیز میں دعا کی یا لعاب دہن ڈالا تو وہ زیادہ ہو گئی اور یہی آپ کا معجزہ ہے، یہ نہیں ہوا کہ کوئی چیز عدم سے وجود میں آگئی، کیونکہ کسی چیز کو عدم سے وجود میں لانا اس چیز کو خلق اور پیدا کرنا ہے اور یہ صرف اللہ عزوجل کا کام ہے! دنیا کے پانیوں میں سب سے افضل زمزم کا پانی ہے، اس سے بھی افضل وہ پانی ہے جو آپ کی انگلیوں سے جاری ہوا اور جو آپ کا لعاب دہن ہے وہ ہر پانی سے افضل ہے حتیٰ کہ جنت کی نہروں اور

---

[۱] امام مسلم بن حجاج القشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۳ - ۴۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[۲] صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۷۸، 〃 〃 〃 〃 〃

[۳] صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۷۹، 〃 〃 〃 〃 〃

کوثر و تسنیم سے بھی افضل ہے!

جس چیز میں برکت ہو اس کا حساب کرنے سے اس کی برکت کیوں ختم ہو جاتی ہے؟

حدیث نمبر ۵۸۲۵ میں ہے کہ حضرت ام مالک نے جب کپی کو نچوڑ لیا تو اس کی برکت اور آپ کے معجزے کا اثر ختم ہو گیا، اور حدیث نمبر ۵۸۲۶ میں ہے کہ جب ایک صحابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دیئے ہوئے غلہ کو ناپ لیا تو پھر اس کی برکت جاتی رہی!

علماء نے بیان کیا ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ ان کا کپی کو نچوڑنا اور غلہ کو ناپنا، تسلیم و رضا اور اللہ کے رزق پر توکل کے خلاف تھا اور اپنی تدبیر پر اعتماد کرنے کو متضمن تھا اس وجہ سے ان پر عتاب کیا گیا اور ان چیزوں کی برکت زائل کر دی گئی۔

حدیث نمبر ۵۸۲۷ میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے سفر میں دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھا ظہر اور عصر ایک وقت میں پڑھیں اور مغرب اور عشاء ایک وقت پڑھیں۔ ہمارے نزدیک یہ صورۃً جمع ہے یعنی ظہر کو آخری وقت میں اور عصر کو ابتدائی وقت میں پڑھا علی ہذا القیاس مغرب کو آخری وقت میں اور عشاء کو ابتدائی وقت میں پڑھا، کیونکہ قرآن مجید میں ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا۔ (نساء: ۱۰۳)

بے شک ایمان والوں پر نماز، اوقات مقررہ میں فرض ہے۔

اور جب ظاہر قرآن اور حدیث میں تعارض ہو تو حدیث کو قرآن کے تابع کرنا چاہیے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غیب کی خبریں دینا

حدیث نمبر ۵۸۲۸ میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات سخت آندھی آئے گی، سو اس رات سخت آندھی آئی، اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطلع علی الغیب ہونے اور غیب کی خبریں دینے کا ثبوت ہے، نیز اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس باغ کے پھل دس وسق ہوں گے اور بعد میں معلوم ہو گیا کہ وہ پھل دس وسق یعنی ساٹھ من ہی نکلے۔

اس حدیث میں یہ ذکر بھی ہے کہ ایلہ کے حاکم ابن العلماء نے آپ کے لیے سفید خچر ہدیہ میں بھیجی اس میں کفار سے ہدیہ قبول کرنے اور جواباً ان کو ہدیہ دینے کا ثبوت ہے، نیز اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لکھنے کا اسناد بھی ہے۔ شرح صحیح مسلم جلد خامس میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھنے اور پڑھنے کے متعلق تفصیل سے گفتگو کر چکے ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے اور پڑھنے کے اظہار کے بعد دنیا سے تشریف لے گئے۔

بَابُ ۸۰۹ تَوَکُّلِهٖ عَلَی اللّٰهِ تَعَالٰی!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ پر توکل

۵۸۲۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف

سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو عِمْرَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِيَادٍ (وَاللَّفْظُ لَهُ) أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ (يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ) عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سِنَانِ ابْنِ أَبِي سِنَانٍ الدُّؤَلِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةً قِبَلَ نَجْدٍ فَأَدْرَكَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَعَلَّقَ سَيْفَهُ بِغُصْنٍ مِنْ أَغْصَانِهَا قَالَ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْوَادِي يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَجُلًا أَتَانِي وَأَنَا نَائِمٌ فَأَخَذَ السَّيْفَ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِي فَلَمْ أَشْعُرْ إِلَّا وَالسَّيْفُ صَلْتًا فِي يَدِهِ فَقَالَ لِي مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي قَالَ قُلْتُ اللهُ ثُمَّ قَالَ فِي الثَّانِيَةِ مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي قَالَ قُلْتُ اللهُ قَالَ فَشَامَ السَّيْفَ فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ ثُمَّ لَمْ يَعْرِضْ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ایک جنگ میں گئے، تو ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسی وادی میں دیکھا جس میں کانٹے دار درخت بہت تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے اترے اور اس درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ پر اپنی تلوار لٹکا دی، اور لوگ وادی کے دوسرے درختوں کے نیچے سائے کی طلب میں بکھر گئے، راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص میرے پاس آیا درآں حالیکہ میں سویا ہوا تھا، اس نے میری تلوار پکڑ لی میں اچانک بیدار ہوا تو وہ میرے سر پر کھڑا ہوا تھا اور مجھے صرف اس وقت احساس ہوا جب اس کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی، اس نے کہا اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا اللہ! اس نے پھر دوبارہ کہا تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا اللہ! آپ نے فرمایا پھر اس نے تلوار نیام میں کر لی، اور وہ شخص یہ بیٹھا ہوا ہے، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے کچھ تعرض نہیں کیا۔

۵۸۳۴ - وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَا أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي سِنَانُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ الدُّؤَلِيُّ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيَّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهُمَا أَنَّهُ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةً قِبَلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَفَلَ مَعَهُ فَأَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ يَوْمًا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ وَمَعْمَرٍ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ نجد کی طرف نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں گئے، جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس جنگ سے واپس لوٹے تو وہ بھی آپ کے ساتھ واپس ہوئے۔ ایک دن ان سب کو دوپہر کے قیلولہ نے آلیا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

۵۸۳۵ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَقْبَلْنَا مَعَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے، حتی کہ جب ہم ذات الرقاع پر پہنچے، باقی روایت زہری کی طرح ہے اس میں یہ نہیں

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِذَاتِ الرِّقَاعِ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ وَلَمْ يَذْكُرْ ثُمَّ لَمْ يَعْرِضْ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے کوئی تعرض نہیں کیا۔

توکل کا لغوی معنی

علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

لغت میں توکل کی حقیقت ہے اپنے عجز کا اظہار کرنا اور غیر پر اعتماد کرنا، اور اہل حقیقت کے نزدیک توکل کی تعریف یہ ہے: جو چیز اللہ کے پاس ہو اس کی امید رکھنا اور جو لوگوں کے پاس ہو اس سے ناامید ہونا، اور جو شخص یہ یقین رکھتا ہو کہ اس کے رزق اور تمام معاملات کا اللہ تعالیٰ کفیل اور کارساز ہے اور وہ صرف اسی کی طرف رجوع کرتا ہو اور غیر سے امید نہ رکھتا ہو وہ شخص اللہ پر متوکل ہے۔ [1]

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

کسی شخص پر توکل کرنے کے معنی یہ ہیں کہ کسی شخص کو کسی معاملہ پر وکیل بنالیا جائے جو اس معاملہ کو قائم کرنے والا ہو اور اس کی اصلاح کا ضامن ہو، ابن الملک نے یہ کہا ہے کہ اللہ پر توکل کرنے کا معنی یہ ہے کہ اس کو یہ یقین ہو کہ جو نفع یا ضرر اس کے لیے مقدر کر دیا گیا ہے اس کے سوا اس کو کوئی چیز لاحق نہیں ہوگی، نہایہ میں ہے کسی شخص پر توکل کرنے کا معنی اس پر اعتماد کرنا اور اس کی پناہ میں جانا ہے، اور عرفاء میں سے سری سقطی نے کہا ہے کہ اپنی قوت سے بالکلیہ نکل آنا توکل ہے، ابن مسروق نے کہا ہے کہ تقدیر پر راضی یہ رضا ہونا توکل ہے اور جنید رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اللہ کے لیے ایسا ہو جائے جیسے وہ ہے ہی نہیں —— یعنی احکام الٰہیہ کے سامنے اپنی خواہشات کو فنا کر دے بس اللہ ہی اللہ ہو اور کچھ نہ ہو یہ توکل ہے —— [2]

کیا اسباب اور وسائل کا حصول توکل کے منافی ہے؟

امام غزالی فرماتے ہیں:

تمہارے سامنے کھانا رکھا ہوا ہو اور تم بھوکے اور ضرورت مند ہو لیکن تم کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھاؤ اور کہو کہ میں تو متوکل ہوں، یہ غلط ہے کیونکہ توکل کی شرط ہے کوشش کو ترک کرنا اور ہاتھ بڑھانا بھی کوشش ہے، اسی طرح دانتوں سے چبانا اور حلق سے نوالہ نیچے نگلنا بھی کوشش ہے تو یہ خیال محض جنون ہے اور یہ توکل کی کوئی قسم نہیں ہے، کیونکہ نوالہ خود بخود منہ میں نہیں پہنچتا، اور چبائے اور حلق سے اتارے بغیر نوالہ معدہ میں ہضم ہونے کے لیے نہیں جاتا، اسی طرح بیج بونے اور دیگر کاشتکاری کے کاموں کے کیے بغیر فصل نہیں اگتی یہی اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ [3]

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وشاورھم فی الامر فاذا عزمت　　اور (اہم) کاموں میں ان سے مشورہ کریں، پس

---

[1] سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۸ ص ۱۶۰ - ۱۵۹، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر، ۱۳۰۶ھ

[2] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۱۰ ص ۴۴، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ

[3] امام محمد بن محمد الغزالی متوفی ۵۰۵ھ، احیاء العلوم ج ۴ ص ۲۵۹، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت

فتوکل علی اللہ ط ان اللہ یحب المتوکلین۔ (آل عمران: ۱۵۹)

جب آپ (کسی کام کا) عزم کرلیں تو اللہ پر بھروسہ کریں (اور اس کام کو کر گزریں) بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

امام رازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

دلت الایۃ علی انہ لیس التوکل ان یھمل الانسان نفسہ کما یقولہ بعض الجھال والا لکان الامر بالمشاورۃ منافیا للامر بالتوکل بل التوکل ھو ان یراعی الانسان الاسباب الظاھرۃ ولکن لا یعول بقلبہ علیھا بل یعول علی عصمۃ الحق [1]

یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ توکل یہ نہیں ہے کہ انسان بالکل کوشش نہ کرے جیسا کہ بعض جاہل کہتے ہیں کیونکہ اگر توکل کوشش ترک کرنے کا نام ہوتا تو پھر مشورہ کا حکم دینا توکل کے خلاف ہوتا، بلکہ توکل کی تعریف یہ ہے کہ انسان اسباب ظاہرہ کی رعایت کرے لیکن اس کا اعتماد ان اسباب پر نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہو۔

اور علامہ آلوسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

واصل التوکل اظھار العجز والاعتماد علی الغیر والاکتفاء بہ فی فعل ما یحتاج الیہ وھو عندنا علی اللہ سبحانہ لا ینافی مراعاۃ الاسباب بل یکون مراعاتھا مع تفویض الامر الیہ تعالیٰ شانہ واعقلھا وتوکل یرشد الی ذالک۔ [2]

لغت میں توکل کا معنی ہے عجز کا اظہار کرنا اور غیر پر اعتماد کرنا اور حاجات میں اسی پر اکتفاء کرنا، ہمارے نزدیک یہ معنی اسباب کی رعایت کرنے کے خلاف نہیں ہیں، بلکہ اسباب کی رعایت کرنے کے بعد معاملہ اللہ کے سپرد کر دینا چاہیے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "اونٹنی کو باندھ کر توکل کرو" اسی معنی کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن انس بن مالک یقول قال رجل یا رسول اللہ اعقلھا واتوکل او اطلقھا واتوکل قال اعقلھا وتوکل۔ [3]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میں اونٹنی کو باندھ کر توکل کروں یا اس کو کھلا چھوڑ کر توکل کروں؟ آپ نے فرمایا اس کو باندھ کر توکل کرو۔

امام بیہقی نے اس حدیث کو چار مختلف سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ [4]

---

[1] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۳ ص ۸۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

[2] علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۴ ص ۱۰۷، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[3] امام محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۶۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[4] امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، شعب الایمان ج ۲ ص ۸۰-۷۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۰ھ

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس قال کان اهل الیمن یحجون ولا یتزودون ویقولون نحن المتوکلون فاذا قدموا مکة سألوا الناس فانزل الله عزوجل وتزودوا فان خیر الزاد التقوی۔ [1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اہل یمن حج کرتے تھے اور زادِ راہ نہیں لیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم توکل کرنے والے ہیں، اور جب مکہ پہنچتے تو لوگوں سے سوال کرتے، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی زادراہ (سفر خرچ) لو، کیونکہ بہترین زادراہ تقویٰ ہے، (یعنی سوال نہ کرنا)

اس حدیث کو امام ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ [2]

امام بیہقی اپنی سند کے ساتھ ابن شہاب سے مرسلاً روایت کرتے ہیں:

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اطلب حقك حتی تعجز فاذا عجزت فقل حسبی اللہ ونعم الوکیل فانما یقضی بینکم علی حججکم۔ [3]

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنا حق طلب کرو حتیٰ کہ تم عاجز آجاؤ اور جب تم عاجز آجاؤ تو کہو "مجھے اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے"، کیونکہ تمہارے درمیان تمہارے دلائل کے اعتبار سے فیصلہ کیا جاتا ہے۔

نیز امام بیہقی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن علی قال: سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای الاعمال ازکی قال کسب المرء بیدہ۔ [4]

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ انسان کا سب سے پاکیزہ عمل کون سا ہے؟ فرمایا مرد کا اپنے ہاتھ سے کمائی کرنا۔

نیز امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

عن معاویہ بن قرة ان عمر بن الخطاب اتی علی قوم فقال ما انتم؟ قالوا: نحن المتوکلون، قال بل انتم المتکلون، الا اخبرکم بالمتوکلین؟ رجل القی حبة فی بطن الارض ثم توکل علی ربہ۔ [5]

معاویہ بن قرہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب کا چند لوگوں کے پاس سے گزر ہوا، فرمایا: تم لوگ کیا کرتے ہو؟ انھوں نے کہا ہم لوگ توکل کرتے ہیں، آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تم (لوگوں کے اموال پر) بھروسہ کرتے ہو، کیا میں تم لوگوں کو نہ بتاؤں کہ متوکل کون ہیں؟ جس شخص نے زمین میں بیج ڈالا پھر اللہ پر توکل کیا۔

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۰۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ
[2] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۴۲، مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ
[3] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، شعب الایمان ج ۲ ص ۸۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۰۱ھ
[4] 〃 〃 〃 شعب الایمان ج ۲ ص ۸۸، 〃 〃 〃
[5] 〃 〃 〃 شعب الایمان ج ۲ ص ۸۱ 〃 〃 〃

قرآن مجید احادیث اور آثار سے یہ واضح ہو گیا کہ اسباب کو ترک کرنا توکل نہیں بلکہ کسی چیز کے اسباب کو حاصل کر کے اس کے نتیجہ کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینا توکل ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سید المتوکلین ہیں اس کے باوجود جب آپ کئی دن کے لیے غار حرا میں عبادت کے لیے جاتے تو اپنے ساتھ کئی دن کا کھانا لے جاتے تھے غزوۂ احد میں آپ دو زرہیں پہن کر میدان جنگ میں آئے، فتح مکہ کے دن مکہ میں خود پہن کر داخل ہوئے، آپ نے بیماروں کو دوا اور علاج کرنے کی تلقین کی، اپنا علاج کرایا، پچھنے لگوائے، آپ کے چہرہ کے زخم میں راکھ بھری گئی، آپ نے بیمار کو پرہیز کرنے کا حکم دیا، اور یہ بھی فرمایا کہ بیمار کو تندرست کے پاس نہ لاؤ اور کوڑھ کے مریض سے اس طرح بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہیں، فتح خیبر کے بعد آپ ازواج مطہرات کو ایک سال کے خرچ کے لیے چھوارے اور غلہ کی دیگر اجناس دے دیا کرتے تھے۔ اس لیے مستقبل کی خاطر پس انداز کرنا اور اسباب اور وسائل کو حاصل کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے۔

بَابُ ۸۱ بَیَانِ مَثَلِ مَا بُعِثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْهُدٰی وَالْعِلْمِ

جس علم اور ہدایت کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا اس کی مثال

۵۸۳۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو عَامِرٍ الْأَشْعَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَاللَّفْظُ لِأَبِي عَامِرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مَثَلَ مَا بَعَثَنِي اللّٰهُ بِهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْهُدَى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَصَابَ أَرْضًا فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَيِّبَةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ فَأَنْبَتَتِ الْكَلَأَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيرَ وَكَانَ مِنْهَا أَجَادِبُ أَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوا مِنْهَا وَسَقَوْا وَرَعَوْا وَأَصَابَ طَائِفَةً مِنْهَا أُخْرَى إِنَّمَا هِيَ قِيعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ كَلَأً فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِي دِينِ اللّٰهِ وَنَفَعَهُ بِمَا بَعَثَنِي اللّٰهُ بِهِ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذَلِكَ رَأْسًا وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ الَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل نے جس علم اور ہدایت کے ساتھ مجھ کو مبعوث کیا ہے اس کی مثال اس بادل کی طرح ہے جو زمین پر برسا، زمین کا کچھ حصہ اچھا تھا جس نے اس پانی کو جذب کر لیا اور اس نے چارہ اور بہت سا سبزہ اگایا اور زمین کا بعض حصہ سخت تھا اس نے پانی کو روک لیا جس سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو نفع دیا، انھوں نے وہ پانی خود پیا، جانوروں کو پلایا اور ان کو چرایا، زمین کا بعض حصہ چٹیل میدان تھا، جس پر بارش ہوئی تو اس نے پانی کو روکا اور نہ کسی قسم کی گھاس اگائی۔ یہ مثال ان لوگوں کی ہے جنھوں نے اللہ کے دین کو سمجھا اور اس کا فیض پہنچایا اور اللہ تعالیٰ نے جس ہدایت کے ساتھ مجھے مبعوث کیا ہے اس کا علم حاصل کیا اور وہ علم آگے پہنچایا اور یہ ان لوگوں کی مثال ہے جنھوں نے اس کی طرف سر اٹھا کر نہیں دیکھا اور جس ہدایت کے ساتھ مجھے مبعوث کیا گیا ہے اس کو قبول نہیں کیا۔

علم دین پڑھنے اور پڑھانے کی فضیلت

علامہ نووی لکھتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مثال بیان فرمائی ہے اس سے مقصود یہ

ہے کہ زمین کی تین قسمیں ہیں اسی طرح لوگوں کی بھی تین قسمیں ہیں، زمین کی پہلی قسم یہ ہے کہ زمین پہلے مردہ اور بنجر ہو پھر بارش ہونے سے اس میں سبزہ پیدا ہو جائے جس سے انسان اور مویشی دونوں فائدہ حاصل کریں۔ اسی طرح لوگوں کی پہلی قسم یہ ہے کہ ان کے پاس ہدایت اور علم پہنچے وہ اس کو یاد کر کے اپنے دل کو زندہ کریں اور اس کے تقاضوں پر عمل کریں اور دوسرے لوگوں کو تعلیم دیں۔ زمین کی دوسری قسم وہ ہے جو پانی سے خود تو فائدہ حاصل نہیں کرتی لیکن وہ پانی کو روک لیتی ہے اور اس سے انسان اور مویشی فائدہ حاصل کرتے ہیں، اور لوگوں کی دوسری قسم وہ ہے جن کی قوت حافظہ تو ہوتی ہے لیکن ان میں ذہانت اور ذکاوت نہیں ہوتی جس کی بناء پر وہ قرآن مجید اور احادیث کی نصوص سے مسائل مستنبط نہیں کر سکتے، یہ لوگ احادیث کو روایت کرتے ہیں اور مجتہدین ان کی روایات سے مسائل کا اجتہاد کرتے ہیں اور لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے، زمین کی تیسری قسم وہ ہے جو اگاتی ہے نہ پانی روکتی ہے، اور لوگوں کی تیسری قسم وہ ہے جن کے پاس نہ قوت حافظہ ہوتی ہے جس سے قرآن اور حدیث کی نصوص یاد رکھ سکیں نہ ان کی فہم ثاقب ہوتی ہے جس سے وہ مسائل مستنبط کر سکیں، پس جب یہ لوگ علم اور ہدایت کی کوئی بات سنتے ہیں تو یہ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں نہ ان سے کوئی فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ [1]

علامہ نووی کی تقریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کی تین قسمیں ہیں پہلی قسم علماء اور فقہاء کی، دوسری قسم راویان حدیث کی اور تیسری قسم عوام کی، لیکن اس پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تیسری قسم میں جن لوگوں کو بیان کیا ہے ان کی مذمت کی ہے اور فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے علم اور ہدایت کو بالکل قبول نہیں حالانکہ عام مسلمان اس مثال میں داخل نہیں ہیں اس لیے صحیح یہ ہے کہ پہلی قسم فقہاء مجتہدین کی ہے، دوسری قسم علماء غیر مجتہدین اور راویان حدیث کی اور تیسری قسم کفار اور منافقین کی ہے۔

بَابُ شَفَقَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اُمَّتِهٖ (۸۱۱)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت پر شفقت

۵۸۳۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ الْاَشْعَرِيُّ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ (وَاللَّفْظُ لِاَبِيْ كُرَيْبٍ) قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مَثَلِيْ وَمَثَلَ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ كَمَثَلِ رَجُلٍ اَتٰى قَوْمَهٗ فَقَالَ يَا قَوْمِ اِنِّيْ رَاَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ وَاِنِّيْ اَنَا النَّذِيْرُ الْعُرْيَانُ فَالنَّجَاءَ فَاَطَاعَهٗ طَائِفَةٌ مِنْ قَوْمِهٖ فَاَدْلَجُوْا فَانْطَلَقُوْا عَلٰى مُهْلَتِهِمْ وَكَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ فَاَصْبَحُوْا مَكَانَهُمْ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور جس دین کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث کیا ہے اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو اپنی قوم کے پاس جا کر کہے: اے میری قوم میں نے اپنی آنکھوں سے (دشمن کا) ایک لشکر دیکھا ہے اور میں تم کو کھلا کھلا ڈرانے والا ہوں سو تم خود کو بچاؤ، اس قوم میں سے بعض لوگوں کی اطاعت کر لی، اور سر شام اس مہلت میں بھاگ گئے اور بعض لوگوں نے اس کی تکذیب کی اور وہ صبح تک وہیں رہے، صبح ہوتے ہی لشکر ان پر حملہ آور

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۴۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

فَاَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ اَطَاعَنِيْ وَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهٖ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِيْ وَكَذَّبَ مَا جِئْتُ بِهٖ مِنَ الْحَقِّ۔

ہوا اور ان کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا، یہ ان لوگوں کی مثال ہے جو میری پیروی کرتے ہیں اور میرے لائے ہوئے دین کی اتباع کرتے ہیں اور ان لوگوں کی مثال ہے جو میری نافرمانی کرتے ہیں اور میرے لائے ہوئے دین حق کی تکذیب کرتے ہیں۔

۵۸۳۸- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقُرَشِيُّ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُ اُمَّتِيْ كَمَثَلِ رَجُلٍ اِسْتَوْقَدَ نَارًا فَجَعَلَتِ الدَّوَابُّ وَالْفَرَاشُ يَقَعْنَ فِيْهِ فَاَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ وَاَنْتُمْ تَقَحَّمُوْنَ فِيْهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور میری امت کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ روشن کی پھر حشرات الارض اور پروانے اس آگ میں گرنے لگے سو میں تم کو کمر سے پکڑ کر روک رہا ہوں اور تم اس آگ میں دھڑا دھڑ گر رہے ہو۔

۵۸۳۹- وَحَدَّثَنَاهُ عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ اَبِيْ عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۵۸۴۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِيْ كَمَثَلِ رَجُلٍ اِسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهَا جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِيْ فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيْهَا وَجَعَلَ يَحْجُزُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهٗ فَيَتَقَحَّمْنَ فِيْهَا قَالَ فَذٰلِكُمْ مَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ اَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ هَلُمَّ عَنِ النَّارِ هَلُمَّ عَنِ النَّارِ فَتَغْلِبُوْنِيْ تَقَحَّمُوْنَ فِيْهَا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی اور جب اس آگ نے ماحول کو روشن کر دیا تو اس میں پروانے اور حشرات الارض گرنے لگے، وہ شخص ان کو آگ میں گرنے سے روکتا ہے اور وہ اس پر غالب آ کر آگ میں دھڑا دھڑ گر رہے ہیں، پس یہ میری مثال اور تمہاری مثال ہے، میں تمہاری کمر پکڑ کر تم کو جہنم میں جانے سے روک رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ جہنم کے پاس سے چلے آؤ، اور تم لوگ میری بات نہ مان کر جہنم میں گرے جا رہے ہو۔

۵۸۴۱- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سَلِيْمٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور تمہاری مثال

مِيْنَاءَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ اَوْقَدَ نَارًا فَجَعَلَ الْجَنَادِبُ وَالْفَرَاشُ يَقَعْنَ فِيْهَا وَهُوَ يَذُبُّهُنَّ عَنْهَا وَاَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَاَنْتُمْ تَفَلَّتُوْنَ مِنْ يَدِيْ۔

اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی پھر حشرات الارض اور پروانے اس میں گرنے لگے درآں حالیکہ وہ ان کو اس سے روک رہا ہے اور میں تم کو کمر سے پکڑ کر آگ میں گرنے سے روک رہا ہوں اور تم میرے ہاتھوں سے نکلے جاتے ہو۔!

بَابُ ۸۱۲ ذِكْرِ كَوْنِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا بیان

۵۸۴۲ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلِيْ وَمَثَلُ الْاَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى بُنْيَانًا فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ فَجَعَلَ النَّاسُ يُطِيْفُوْنَ بِهٖ يَقُوْلُوْنَ مَا رَاَيْنَا بُنْيَانًا اَحْسَنَ مِنْ هٰذَا اِلَّا هٰذِهِ اللَّبِنَةَ فَكُنْتُ اَنَا تِلْكَ اللَّبِنَةَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور انبیاء (سابقین) کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک مکان بنایا اور کیا ہی اچھا اور خوبصورت مکان بنایا لوگ اس مکان کے گرد گھوم کر کہنے لگے ہم نے اس مکان سے اچھا کوئی مکان نہیں دیکھا مگر اس میں ایک اینٹ نہیں ہے سو میں وہ اینٹ ہوں۔

۵۸۴۳ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِيْ وَمَثَلُ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِيْ كَمَثَلِ رَجُلٍ ابْتَنٰى بُيُوْتًا فَاَحْسَنَهَا وَاَجْمَلَهَا وَاَكْمَلَهَا اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ مِنْ زَوَايَاهَا فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ وَيُعْجِبُهُمُ الْبُنْيَانُ فَيَقُوْلُوْنَ اَلَّا وَضَعْتَ هٰهُنَا لَبِنَةً فَيَتِمَّ بُنْيَانُكَ فَقَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنْتُ اَنَا اللَّبِنَةَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوالقاسم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے کئی مکان بنائے اور کیا اچھے، خوبصورت اور مکمل مکان بنائے مگر اس کے گوشوں میں سے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ باقی رہ گئی، لوگ گھوم رہے تھے اور ان کو وہ مکان اچھا لگ رہا تھا، وہ کہنے لگے تم نے یہاں پر ایک اینٹ کیوں نہ رکھ دی تاکہ تمہاری تعمیر مکمل ہو جاتی، حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ہی وہ اینٹ ہوں۔

۵۸۴۴ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ يَعْنُوْنَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور مجھ سے پہلے

ابْنُ جَعْفَرٍ) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلِیْ وَ مَثَلُ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِیْ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بُنْیَانًا فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِیَةٍ مِنْ زَوَایَاهُ فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَ یَعْجَبُوْنَ لَهٗ وَیَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ۔

انبیاء کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک مکان بنایا اور کیا ہی حسین و جمیل مکان بنایا مگر اس کے کونوں میں سے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ تھی، لوگ اس کے گرد گھوم کر خوش ہو رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی؟ آپ نے فرمایا میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

۵۸۴۵ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَ اَبُوْ كُرَیْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِیْ وَمَثَلُ النَّبِیِّیْنَ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور نبیوں کی مثال، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

۵۸۴۶ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا سَلِیْمُ بْنُ حَیَّانَ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ مِیْنَاءَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَاءِ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی دَارًا فَاَتَمَّهَا وَاَكْمَلَهَا اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَدْخُلُوْنَهَا وَیَتَعَجَّبُوْنَ مِنْهَا وَیَقُوْلُوْنَ لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَنَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ جِئْتُ فَخَتَمْتُ الْاَنْبِیَاءَ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور انبیاء (سابقین) کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک گھر بنایا اور اس کو مکمل اور کامل کیا مگر ایک اینٹ کی جگہ رہ گئی، لوگ اس گھر میں داخل ہوتے اور اس گھر کو دیکھ کر خوش ہوتے اور کہتے کہ ایک اینٹ کیوں نہ رکھ دی گئی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس اینٹ کی جگہ آیا ہوں اور میں نے انبیاء (کی آمد) کو ختم کر دیا۔

۵۸۴۷ - وَحَدَّثَنِیْهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِیٍّ حَدَّثَنَا سَلِیْمٌ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ وَقَالَ بَدَلَ اَتَمَّهَا اَحْسَنَهَا۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

خاتم کے معنی علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

(وخاتم النبیین) لانه ختم النبوة ای تممها بمجیئه۔[1]

آپ خاتم النبیین اس لیے ہیں کہ آپ نے نبوت کو ختم کر دیا، یعنی آپ نے آکر نبوت کو تمام اور مکمل کر دیا۔

---

[1] علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ، المفردات ص ۱۴۳، مطبوعہ مکتبہ مرتضویہ ایران، ۱۳۴۲ھ

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

وختام القوم وخاتِمهم وخاتَمهم: آخرهم عن اللحيانى محمد صلى الله عليه وسلم خاتِم الانبياءِ عليه وعليهم الصلاة والسلام۔ التهذيب، وَالخاتِم والخاتَم من اسماء النبى صلى الله عليه وسلم وفى التنزيل العزيز: ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين اى آخرهم وقد قرئ وخاتَم انما حمله على القراءة المشهورة نكسر، من اسمائه العاقب ايضا ومعناه آخر الانبياء[1]

ختام القوم، خاتِم القوم اور خاتَم القوم کا معنی ہے آخر القوم۔ لحیانی سے منقول ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں (تہذیب) خاتِم اور خاتَم دونوں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اسماء ہیں، قرآن مجید میں ہے: ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين، خاتِم اور خاتَم قرآن مجید کی دو قرأتیں ہیں، اور خاتَم کی قرأت خاتِم پر محمول ہے دونوں کا معنی ہے آخر النبیین، آپ کے اسماء میں سے عاقب بھی ہے اور اس کا معنی ہے آخر الانبیاء۔

علامہ ابن اثیر جذری لکھتے ہیں:

فيه (آمين خاتم رب العالمين على عبادة المومنين) قيل معناه طابعه وعلامته التى تدفع عنهم الاعراض والعاهات، لان خاتم الكتاب يصونه ويمنع الناظرين عما فى باطنه وتفتح تاؤه وتكسر، لغتان[2]

حدیث میں ہے کہ آمین اللہ تعالیٰ کی اپنے مومن بندوں پر خاتَم ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کا معنی اللہ تعالیٰ کی مہر اور ایسی علامت ہے جو ان سے بیماریوں اور آفتوں کو دور کرتی ہے، کیونکہ جب مکتوب پر مہر لگادی جاتی ہے تو وہ مکتوب کو کسی اور چیز کے دخول سے محفوظ رکھتی ہے اور لوگوں کو اس مکتوب کے دیکھنے سے منع کرتی ہے۔ خاتَم اور خاتِم اس لفظ میں دو لغت ہیں۔

علامہ سید زبیدی لکھتے ہیں:

والخاتِم من كل شئ عاقبته وآخرته كخاتمته والخاتَم آخر القوم كالخاتِم ومنه قوله تعالىٰ وخاتم النبيين اى آخرهم[3]

ہر چیز کا خاتِم اس کے بعد آنے والا اور اس کا آخر ہے جیسا کہ خاتمہ اخیر میں ہوتا ہے اور خاتَم خاتِم کی طرح قوم کے آخری شخص کو کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا قول خاتم النبیین اسی معنی میں ہے۔

ختم نبوت پر قرآن مجید سے دلائل

ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ

[1] علامہ جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور افریقی متوفی ۷۱۱ھ لسان العرب ج ۱۲ ص ۱۰۳، مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ، قم ایران، ۱۴۰۵ھ

[2] علامہ محمد بن اثیر جذری متوفی ۶۰۶ھ، نہایہ ج ۲ ص ۱۰، مطبوعہ مؤسسہ مطبوعاتی ایران، ۱۳۶۴ھ،

[3] علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۸ ص ۲۶۷، مطبوعہ المطبعۃ الخیریۃ مصر، ۱۳۰۶ھ

الله وخاتم النبیین ۔ (احزاب : ۴۰)

نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخر ۔

۱۸۳۹ یا ۱۸۴۰ء میں مرزا غلام احمد نام کا ایک شخص گورداسپور کے ایک علاقہ قادیان میں پیدا ہوا، یہ شخص پہلے مبلغ اسلام کی شکل میں ظاہر ہوا پھر اس نے ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود کا دعویٰ کیا اور ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا اور ۱۹۰۸ء میں یہ شخص فوت ہو گیا (قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ از پروفیسر الیاس برنی)

قادیانی یہ کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نبوت کی مہر ہیں جس شخص پہ آپ کی مہر لگ جاتی ہے وہ نبی بن جاتا ہے، اور اس آیت کا یہی مطلب ہے سو ان کے نزدیک غلام احمد قادیانی پر بھی آپ کی مہر لگی اور وہ نبی بن گیا، العیاذ باللہ ختم نبوت کا یہ معنی قرآن مجید کی خالص تحریف ہے، ہم نے مستند لغات کے حوالوں سے بیان کیا ہے کہ خاتم کا معنی آخر ہے نیز قرآن مجید کی دو قرأتیں ہیں خاتِم اور خاتَم اگر خاتَم کا معنی مہر مذکور کیا جائے تو ان دونوں قرأتوں میں کھلا تعارض ہوگا، اہل لغت نے تصریح کی ہے کہ خاتِم اور خاتَم دونوں کا معنی عاقب اور آخر ہے اور اگر خاتَم کا معنی مہر بھی ہو تو اس مہر کا معنی وہ نہیں ہے جو قادیانیوں نے سمجھا ہے بلکہ مہر کا معنی یہ ہے کہ جس چیز پر مہر لگا دی جائے وہ چیز ختم ہو جاتی ہے اس میں دوسری شئے داخل ہو سکتی ہے نہ اس کو کوئی شخص دیکھ سکتا ہے نیز قرآن مجید کی آیات کے معنی کے تعین میں اصل حجت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث ہیں اور پھر آثار صحابہ ہیں لغت تو تیسرے درجہ کی چیز ہے اور بہ کثرت احادیث سے واضح ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی اور کوئی رسول مبعوث نہیں ہو سکتا، جیسا کہ ہم ان شاء اللہ عنقریب متعدد حوالوں سے بیان کریں گے، سر دست ہم ختم نبوت کے ثبوت میں قرآن مجید کی مزید آیات پیش کر رہے ہیں، فنقول وباللہ التوفیق :۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً (مائدہ : ۳)

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا ۔

دین اسلام کا کامل ہونا اور نعمت الٰہی کا پورا ہونا اس بات کو مستلزم ہے کہ اب نبیوں کے آنے کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، کیونکہ اگر نزول قرآن کے مکمل ہونے کے بعد بھی نبوت جاری رہے اور وحی نازل ہوتی رہے تو پھر نعمت الٰہی کا سلسلہ بھی جاری رہے گا اور یہ اس آیت کے خلاف ہے ۔

وما ارسلناک الا کافۃً للناس بشیرا ونذیرا ولکن اکثر الناس لا یعلمون ۔ (سبا : ۲۸)

اور بے شک ہم نے آپ کو (قیامت تک کے) تمام لوگوں کے لیے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ۔

اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی یا رسول کا آنا ممکن ہو تو جن لوگوں کے لیے وہ نبی یا رسول ہوگا ان کے لیے آپ نبی یا رسول نہیں ہوں گے ۔ اس سے یہ لازم آئے گا کہ آپ تمام لوگوں کے لیے رسول نہ ہوں کیونکہ بعض لوگوں کے لیے کوئی اور نبی یا رسول ہے اور یہ مفروضہ اس آیت کریمہ کے خلاف ہے ۔

قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم

آپ کہیے کہ اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف

جمیعا۔ (اعراف : ۱۵۸) اللہ کا رسول ہوں۔

اس آیت سے بھی یہی وجہ استدلال ہے کہ اگر آپ کے بعد کسی اور نبی کا آنا جائز ہو تو پھر آپ سب لوگوں کے رسول نہ ہوتے، کیونکہ بعض لوگوں کا رسول کوئی اور ہے اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

تبٰرک الذی نزّل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا ۔ (فرقان : ۱)

وہ ذات بڑی برکت والی ہے جس نے اپنے عبد (مقدس) پر فیصلہ کرنے والی کتاب نازل کی تاکہ وہ عبد تمام جہانوں کے لیے ڈرانے والے ہو جائیں۔

اس آیت سے بھی یہی وجہ استدلال ہے کہ اگر آپ کے بعد نبی آنا ممکن ہو تو پھر آپ تمام جہانوں کے لیے نذیر نہ رہے کیونکہ بعض لوگوں کا نذیر کوئی اور ہے اور یہ اس آیت کے خلاف ہے:

وما ارسلنٰک الا رحمۃً للعالمین ۔ (انبیاء : ۱۰۷)

بے شک ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اس آیت سے بھی اسی طرح استدلال ہے کہ اگر آپ کے بعد کوئی اور نبی آیا تو اپنی امت کے لیے وہ رحمت ہوگا پھر آپ سارے جہانوں کے لیے رحمت نہ ہوتے اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین ہ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم ۔ (جمعہ : ۳-۲)

وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے (ایک عظمت والا) رسول بھیجا جو ان پر اللہ کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور بے شک وہ لوگ (ایمان لانے سے) پہلے کھلی گمراہی میں تھے، اور ان میں سے ان دوسروں کو بھی (علم و حکمت سکھاتا ہے اور پاک کرتا ہے) جو ابھی ان (پہلے لوگوں) سے نہیں ملے۔

اس آیت سے یہ واضح ہو گیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بعد کے لوگوں کو بھی تعلیم دیتے ہیں اور ان کا تزکیہ کرتے ہیں، اگر آپ کے بعد کوئی اور نبی آیا تو پھر بعد کے لوگوں کو وہ تعلیم دے گا اور وہ تزکیہ کرے گا اور آپ بعد کے تمام لوگوں کو تعلیم دینے والے نہیں رہیں گے اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم ۔ (نساء : ۵۹)

اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول کی اطاعت کرو، اور ان کی جو تم میں سے صاحبان امر ہوں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بعد اولی الامر (صاحبان امر یعنی علماء یا حکام) کی اطاعت کا حکم دیا ہے اگر آپ کے بعد کسی نبی کا آنا ممکن ہوتا تو صاحبان امر سے پہلے اس نبی کی پیروی کا حکم دیا جاتا۔

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساءت

اور جو شخص سیدھا راستہ روشن ہونے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلے تو وہ جس طرف پھرے ہم اس کو اسی طرف پھیر دیں گے

مصیرا (نساء : ۱۱۵) اور اس کو جہنم میں پہنچائیں گے اور وہ کیا ہی برا ٹھکانا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سبیل المؤمنین (اجماع امت) کی پیروی کو واجب قرار دیا ہے اگر آپ کے بعد کسی نبی کا آنا ممکن ہوتا تو سبیل المؤمنین سے پہلے اس کی اتباع کا حکم دیا جاتا۔

والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون ۝ اولئک علی ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون - (بقرہ : ۵-۴)

جو اس (وحی) پر ایمان لاتے ہیں جو آپ پر نازل کی گئی اور جو (وحی) آپ سے پہلے نازل کی گئی اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں، یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ صرف انبیاء سابقین اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف نازل ہونے والی وحی پر ایمان لانا ضروری ہے اور اسی پر اخروی فلاح موقوف ہے، اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی کا آنا بھی ممکن ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس پر ایمان لانے کا ذکر بھی کرتا۔

لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا۔ (الحدید : ۱۰)

اے مسلمانو! تم میں سے جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا تم ان کے برابر نہیں ہو سکتے! ان لوگوں کا ان مسلمانوں سے بہت بڑا درجہ ہے جنہوں نے بعد میں (راہ خدا میں) خرچ کیا اور جہاد کیا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قیامت تک کوئی مسلمان فتح مکہ سے پہلے خرچ کرنے والوں اور جہاد کرنے والوں سے درجہ میں بڑھ نہیں سکتا اور نبی غیر نبی سے درجہ میں بڑا ہوتا ہے سو اگر آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث ہوتا تو وہ فتح مکہ سے پہلے جہاد کرنے والوں سے درجہ میں بڑا ہوتا اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

قرآن مجید کی اور بھی آیات ہیں جن سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر استدلال کیا جاتا ہے، لیکن اختصار کی وجہ سے ہم نے ان چند آیات کے ذکر پر اکتفاء کی ہے، اللہ تعالیٰ ان آیات کو اہل ایمان کے لیے استقامت اور طمانیت اور منکرین کے لیے ہدایت کا سبب بنائے۔ آمین۔

نبوت اور رسالت کے منقطع ہونے کے متعلق احادیث

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی و انہ لا نبی بعدی۔ (الحدیث - ۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنو اسرائیل کے انبیاء ان کا سیاسی نظام چلاتے تھے جب بھی کوئی نبی فوت ہوتا تو دوسرا نبی اس کا خلیفہ ہو جاتا اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔

۱۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۹۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ ھ

اس حدیث کو امام مسلم[1] اور امام احمد[2] نے بھی روایت کیا ہے۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن سعد بن ابی وقاص قال خلف رسول الله صلی الله علیه وسلم علی بن ابی طالب فی غزوة تبوك فقال یا رسول الله تخلفنی فی النساء والصبیان فقال اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسٰی غیر انه لا نبی بعدی[3]

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابیطالب کو اپنے پیچھے چھوڑ دیا، حضرت علی نے کہا یارسول اللہ آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ رہے ہیں؛ آپ نے فرمایا کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ کے لیے ہارون تھے، البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

اس حدیث کو امام بخاری نے بھی روایت کیا ہے۔[4]

نیز اس حدیث کو امام ترمذی[5]، امام ابن ماجہ[6]، امام احمد[7] اور امام ابن حبان[8] نے بھی روایت کیا ہے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حدثنا اسماعیل قلت لابن ابی اوفی ارایت ابراهیم بن النبی صلی الله علیه وسلم قال مات صغیرا ولو قضی ان یکون بعد النبی صلی الله علیه وسلم نبی عاش ابنه ولکن لا نبی بعده[9]

اسماعیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کو دیکھا تھا؟، انھوں نے کہا وہ بچپن میں فوت ہو گئے اگر آپ کے بعد کسی نبی کا آنا مقدر ہوتا تو آپ کے صاحبزادے زندہ رہتے لیکن آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔

---

[1] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۲۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۷، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[3] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۷۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[4] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۳۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[5] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۵۳۵، ۵۳۴، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[6] امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۱۲،

[7] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۱ ص ۱۸۳، ۱۸۲، ۱۷۷، ج ۳ ص ۳۳۸، ۳۲، ج ۶ ص ۴۳۸، ۳۶۹، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[8] علامہ امیر علاؤ الدین علی بن بلبان فارسی متوفی ۷۳۹ھ، الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ۱۰ ص ۱۴۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۰۷ھ

[9] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۱۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی۔ [1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد رسالت اور نبوت منقطع ہو گئی ہے، پس میرے بعد کوئی رسول مبعوث ہوگا نہ نبی۔

اس حدیث کو امام احمد[2]، امام حاکم[3] اور امام ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔[4]

علامہ ہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن ابی الطفیل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نبوۃ بعدی الا المبشرات الحدیث رواہ احمد و الطبرانی و رجالہ ثقات۔ [5]

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد نبوت نہیں ہے، البتہ سچے خواب دکھائے جائیں گے اس حدیث کو امام احمد اور امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

عن حذیفة بن اسید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذہبت النبوۃ فلا نبوۃ بعدی الا المبشرات الحدیث۔ رواہ الطبرانی والبزار ورجال الطبرانی ثقات۔ [6]

حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نبوت رخصت ہو گئی اب میرے بعد نبوت نہیں ہے البتہ سچے خواب ہیں اس حدیث کو امام طبرانی اور امام بزار نے روایت کیا ہے امام طبرانی کے راوی ثقہ ہیں۔

اس حدیث کو امام ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔[7]

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقوم الساعة حتی

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک میری امت کے

---

[1] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۳۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۳ ص ۲۶۷، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[3] امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، المستدرک ج ۴ ص ۳۹۱، مطبوعہ دارالباز للنشر والتوزیع مکہ مکرمہ

[4] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۱۱ ص ۵۳، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[5] حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۷ ص ۱۷۳، مطبوعہ دارالکتاب العربی، ۱۴۰۲ھ

[6] 〃 〃 〃 مجمع الزوائد ج ۷ ص ۱۷۳، 〃 〃 〃

[7] علامہ امیر علاؤ الدین علی بن بلبان فارسی متوفی ۷۳۹ھ، الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ۸ ص ۲۱۶، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۰۷ھ

تلحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتی یعبدوا الاوثان وانه سیکون فی امتی ثلاثون کذابون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی هذا حدیث صحیح۔[1]

قبائل مشرکین کے ساتھ لاحق نہ ہوں اور جب تک بتوں کی عبادت نہ کی جائے اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی، اور عنقریب میری امت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، یہ حدیث صحیح ہے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد[2]، امام احمد[3] اور امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔[4]

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں:

عن ابی امامة الباهلی قال خطبنا رسول الله صلی الله علیه وسلم فکان اکثر خطبته حدیثا حدثناه عن الدجال وحذرناه الی قوله صلی الله علیه وسلم انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم وهو خارج فیکم لامحالة الی قوله صلی الله علیه وسلم انه ساصفه لکم صفة لم یصفها ایاه نبی قبلی انه یبدأ فیقول انا نبی ولا نبی بعدی۔[5]

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں طویل خطبہ دیا اور اس میں دجال کے متعلق حدیث بیان کی اور ہم کو دجال سے ڈرایا، آپ نے اس خطبہ کے اثناء میں فرمایا میں آخرالانبیاء ہوں اور تم آخری امت ہو، دجال تم میں لامحالہ خروج کرے گا، میں عنقریب تم سے اس کی صفات کو بیان کروں گا مجھ سے پہلے کسی نبی نے اس کی صفات بیان نہیں کیں وہ ابتداء میں کہے گا کہ میں نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

اس حدیث کو امام حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔[6]

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

عن جبیر بن مطعم انه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ان لی خمسة اسماء انا محمد، وانا احمد وانا الماحی

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میرے پانچ نام ہیں میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کفار کو

---

[1] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۲۳، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[2] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۸، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ
[3] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۵ ص ۲۷۸، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ
[4] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، دلائل النبوۃ ج ۶ ص ۴۸۰، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
[5] امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۲۹۸، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[6] امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، المستدرک ج ۴ ص ۵۳۶، مطبوعہ دارالباز للنشر والتوزیع مکہ مکرمہ

الذی یمحو اللہ بی الکفار وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب والعاقب لیس بعدہ نبی۔[1]

مٹا دے گا، میں حاشر ہوں جس کے قدموں میں حشر ہوگا اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

امام احمد روایت کرتے ہیں:

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص یقول خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم کالمودع فقال انا محمد النبی الامی قالہ ثلاث مرات ولا نبی بعدی الحدیث[2]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہمارے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الوداع ہونے والے شخص کی طرح تشریف لائے اور آپ نے تین بار فرمایا میں محمد نبی امّی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

ہم نے مستند امہات کتب حدیث سے ایسی احادیث پیش کر دی ہیں جن میں یہ تصریح کر دی گئی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی رسول مبعوث ہوگا نہ کوئی نبی۔ اور یہ احادیث اس قدر زیادہ طرق اور اسانید سے مروی ہیں کہ یہ حکماً متواتر ہیں ورنہ ان کے تواتر معنوی ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے، اور ان احادیث کو پڑھنے کے بعد ایک انصاف پسند شخص کے لیے ختم نبوت اور آپ کے بعد سلسلۂ نبوت کے منقطع ہونے کے سلسلہ میں کسی قسم کے تردد کی گنجائش نہیں ہے الّا یہ کہ کسی شخص کے دل ودماغ پر گمراہی کی مہر لگی ہوئی ہو تو اس کے لیے ہدایت کی کوئی سبیل نہیں ہے۔

امتی اور ظلی نبی کی اختراع کا جواب

مرزا غلام احمد قادیانی نے ان احادیث میں یہ تاویل کی ہے کہ ان احادیث میں آپ کے بعد مستقل اور تشریعی نبی کی نفی ہے، امتی اور ظلی نبی کی نفی نہیں ہے اور وہ چونکہ بزعم فاسد امتی اور ظلی نبی ہیں اس لیے یہ احادیث ان کے خلاف نہیں ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ نبوت کی یہ تقسیم صرف مرزائیوں کی اختراع ہے قرآن اور حدیث میں نبوت کی یہ تقسیم نہیں ہے قرآن اور حدیث کے مطابق نبی اس انسان کو کہتے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ وحی نازل فرمائے اور اس کو تبلیغ احکام پر مامور کرے اور معجزہ سے اس کی تائید کرے۔ قرآن مجید میں ہے:

فان کذبوک فقد کذب رسل من قبلک جاءو بالبینات والزبر والکتاب المنیر (آل عمران: ۱۸۴)

اگر وہ آپ کی تکذیب کریں تو آپ سے پہلے رسولوں کی بھی تکذیب کی گئی جو معجزات، آسمانی صحائف اور روشن کتاب لے کر آئے تھے۔

انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ۔ (نساء: ۱۶۳)

بے شک ہم نے آپ کی طرف وحی کی جیسا کہ ہم نے نوح اور ان کے بعد کے نبیوں کی طرف وحی کی۔

وما ارسلنا من قبلک الا رجالاً نوحی الیھم (یوسف: ۱۰۹)

ہم نے آپ سے پہلے صرف مردوں کو رسول بنا کر بھیجا ہے جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے۔

---

[1] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، شعب الایمان ج ۲ ص ۱۴۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۲ ص ۲۱۲، ۱۷۲، مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

رسلا مبشرین ومنذرین لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل۔ (نساء: ۱۶۵)

ہم نے بشارت دینے والے اور ڈرانے والے رسول بھیجے تاکہ رسولوں کی بعثت کے بعد لوگوں کے لیے اللہ کے سامنے کوئی عذر پیش کرنے کا موقع نہ رہے۔

ان آیات سے معلوم ہو گیا کہ نبوت اور رسالت کا اس کے سوا اور کوئی تصور نہیں ہے کہ وہ مرد ہو اس پر وحی کی جائے وہ تبلیغ احکام پر مامور ہو (خواہ اس کے پاس کتاب ہو یا نہ ہو) اور معجزات سے اس کی تائید کی جائے اور امتی اور ظلی نبی کا قرآن اور حدیث میں کوئی تصور نہیں ہے، اگر یہ شبہ ہو کہ بعض صوفیاء کی عبارات میں غیر تشریعی نبوت کا ذکر ملتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن اور حدیث کی واضح نصوص کے مقابلہ میں ان غیر معصوم لوگوں کی عبارات کا کوئی اعتبار نہیں ہے، ہمارے نزدیک یہ عبارات الحاقی ہیں یا پھر مردود ہیں، عقائد کا ثبوت قرآن اور احادیث کی واضح نصوص سے ہوتا ہے غیر معصوم صوفیاء کی عبارات سے نہیں ہوتا۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ بھی صرف دفع الوقتی کی بات ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی غیر تشریعی نبوت کا قائل تھا، اس نے اپنی عبارات میں مستقل شارع ہونے اور تشریعی نبوت کی تصریح کی ہے اس لیے نبوت کی یہ تقسیم مرزائیوں کو مفید نہیں ہے مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

یہ بھی تو سمجھو شریعت کیا چیز ہے، جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا، میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان ھذا لفی الصحف الاولی ٭ صحف ابراھیم وموسیٰ ——— یعنی یہ قرآنی تعلیم تورات میں بھی موجود ہے۔ (اربعین نمبر ۴ ص ۸۳/۷)

قرآن مجید سے اجراء نبوت پر دلائل کے جوابات

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا ومن الناس۔ (حج: ۷۵)

اللہ چن لیتا ہے فرشتوں میں سے رسولوں کو اور انسانوں میں سے۔

منکرین کہتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت جاریہ ہے کہ وہ رسول بھیجتا رہتا ہے لہٰذا قیامت تک رسول آتے رہیں گے، اس کا جواب یہ ہے کہ کسی عبارت سے ایک عام قاعدہ ذکر کیا جاتا ہے اور پھر دوسری دلیل سے اس کی تخصیص بیان کر دی جاتی ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ نے انسان کی خلقت کا قاعدہ بیان فرمایا: خلق الانسان من نطفۃ (نحل: ۴) "انسان کو نطفہ سے پیدا کیا گیا" لیکن دوسری دلیل سے حضرت آدم کی تخصیص کر دی کہ ان کو مٹی سے پیدا کیا گیا، حضرت حوا کی تخصیص کی ان کو حضرت آدم کے نفس سے پیدا کیا اور حضرت عیسیٰ کو بھی بغیر نطفہ کے پیدا کیا، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ ہے کہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک نبی اور رسول بھیجے پھر ختم نبوت کی آیت نازل فرما کر اس سلسلہ کو منقطع کر دیا، خلاصہ یہ ہے کہ اس عام عبارت کی ختم نبوت کی آیت نے تخصیص کر دی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ومن يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين و الصديقين والشهداء والصالحين و حسن اولئك رفيقا (نساء : ٦٩)

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے، وہ (جنت میں) اللہ کے انعام یافتہ لوگوں کے ساتھ ہوں گے، جو انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین ہیں اور یہ کیا ہی اچھے رفیق ہیں۔

منکرین کہتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے، صدیق، شہید، صالح اور نبی بن جاتے ہیں لہذا جس طرح قیامت تک صدیق، شہید اور صالح بنتے رہیں گے، اسی طرح نبی بھی بنتے رہیں گے، اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں ایسا کوئی لفظ نہیں ہے جس کا معنی بننا ہو، اس آیت میں لفظ مع ہے اس کا معنی معیت اور ساتھ ہونا اور پھر اس کے بعد "حسن اولئك رفيقا" مذکور ہے جو اس معنی کو اور مؤکد کر دیتا ہے، اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو لوگ دنیا میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے آخرت میں ان کی جزا یہ ہو گی کہ وہ نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ اور ان کی رفاقت میں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ولقد جاءكم يوسف من قبل بالبينت فما زلتم في شك مما جاءكم به حتى اذا هلك قلتم لن يبعث الله من بعده رسولا۔

(مومن : ۳۴)

اور بے شک اس سے پہلے تمہارے پاس یوسف کھلی نشانیاں لے کر آئے تو جو (دین) وہ تمہارے پاس لے کر آئے، تم اس میں ہمیشہ شک کرتے رہے یہاں تک کہ جب وہ فوت ہو گئے، تو تم نے کہا اب ان کے بعد اللہ تعالیٰ ہرگز کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔

منکرین کہتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول کے نہ آنے اور ختم نبوت کا عقیدہ کفار کا تھا، اس کا جواب یہ ہے کہ ان کفار کا عقیدہ بلا دلیل ہے اور ہمارا عقیدہ ختم نبوت اللہ اور اس کے رسول کے فرمان کی وجہ سے ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولكل قوم هاد (رعد : ۷)

ہر قوم کا ایک ہدایت دینے والا ہے۔

منکرین کہتے ہیں کہ اس آیت کی رو سے ہندوستان کی قوم کے لیے بھی ایک ہادی ہونا چاہیے، اور وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً تو قومیت کی بنیاد علاقہ اور زبان پر نہیں ہے ثانیاً ہادی عام ہے کہ وہ رسول یا نبی ہو یا عالم دین، ثالثاً یہ کہاں سے لازم آ گیا کہ اگر ہندوستان والوں کے لیے کوئی ہادی ہونا چاہیے تو وہ غلام احمد قادیانی ہو رابعاً یہ استدلال سراسر قرآن مجید میں تحریف پر مبنی ہے اور سیاق و سباق سے الگ کر کے یہ معنی کیا گیا ہے، پوری آیت اس طرح ہے:

ويقول الذين كفروا لولا انزل عليه اية من ربه انما انت منذر ولكل قوم هاد۔

(رعد : ۷)

اور کافر کہتے ہیں کہ ان (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) پر ان کے رب کی طرف سے کوئی آیت کیوں نہ نازل ہوئی، (یہ آپ کا کام نہیں) آپ تو صرف (عذاب الٰہی سے) ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کو ہدایت دینے والے ہیں۔

پوری آیت پڑھنے سے معلوم ہو گیا کہ ولکن قوم ھادالگ منفصل جملہ نہیں ہے بلکہ ان کی خبر ثانی ہے۔

احادیث سے اجراء نبوت پر دلائل کے جوابات

مرزائیوں نے ختم نبوت پر جو اہم شبہات وارد کیے ہیں ان میں سے ایک شبہ یہ ہے کہ:

علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

اخرج ابن شیبہ عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ۔ [1]

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ خاتم النبیین کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد نبی نہیں ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آ سکتا ہے جبھی تو حضرت عائشہ نے لا نبی بعدہ کہنے سے منع فرمایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مصنف ابن ابی شیبہ، علامہ سیوطی کے زمانہ میں نہیں چھپی تھی، ۱۴۰۶ھ میں پہلی بار مصنف ابن ابی شیبہ چھپی ہے اور اس میں یہ حدیث نہیں ہے، اس لیے اس حوالے پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا، اور اب مطبوعہ مصنف ابن ابی شیبہ میں اس کے برخلاف لا نبی بعدی والی حدیث متعدد جگہ مذکور ہے، بعض حوالے ہم نے پہلے ذکر کیے ہیں اور ایک حوالہ یہ ہے:

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان بنی اسرائیل کانت تسوسھم انبیاءھم کلما ذھب نبی خلفہ نبی وانہ لیس کائنا فیکم نبی بعدی۔ [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ بنی اسرائیل کا نظام حکومت ان کے انبیاء چلاتے تھے جب بھی ایک نبی رخصت ہوتا تو اس کی جگہ دوسرا نبی آ جاتا اور بے شک میرے بعد تم میں کوئی نبی نہیں آئے گا۔

علاوہ ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ تواتر معنوی سے یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہو گا، اس لیے در منثور کا یہ حوالہ ترک کر دیا جائے گا۔

دوسرا شبہ یہ ہے کہ امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد الحدیث۔ [3]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہے تم میں ابن مریم کا نزول ہو گا در آں حالیکہ وہ نیک حاکم ہوں گے صلیب توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور اس قدر مال بہائیں گے کہ اس کو کوئی شخص قبول نہیں کرے گا۔

---

[1] علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، در منثور ج ۵ ص ۲۰۴، مطبوعہ مطبعہ میمنیہ مصر، ۱۳۱۴ھ

[2] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۱۵، ص ۵۸، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[3] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

مرزائی یہ کہتے ہیں کہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو حضرت عیسیٰ کا نزول کیسے ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اور نبی مبعوث نہیں ہوگا، یا پیدا نہیں ہوگا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور بعثت پہلے ہو چکی ہے ان کا صرف نزول ہوگا۔

تیسرا شبہ یہ ہے کہ امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانی آخر الانبیاء وان مسجدی آخر المساجد۔ [۱]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخر المساجد ہے۔

مرزائی کہتے ہیں کہ جب حضور کی مسجد کے آخر المساجد ہونے کے باوجود دوسری مساجد بن سکتی ہیں تو آپ کے آخر الانبیاء ہونے کے باوجود دوسرے نبی کے آنے میں کیا حرج ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کی مسجد آخری مسجد نبوی ہے، اس مسجد کے بعد اور مساجد تو بنیں گی لیکن مسجد نبوی کوئی نہیں ہوگی، آپ کے بعد کوئی نبی آئے گا نہ کوئی مسجد اس کی طرف منسوب ہوگی۔

اس جواب کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ امام بزار نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے:

عن عائشۃ قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم المساجد (الحدیث) [۲]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد خاتم المساجد ہے۔

چوتھا شبہ یہ ہے کہ حافظ الہیثمی نے ذکر کیا ہے کہ:

عن سھل بن سعد الساعدی قال استاذن العباس بن عبد المطلب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الھجرۃ فقال لہ یا عم اقم مکانک الذی انت فیہ فان اللہ عزوجل یختم بک الھجرۃ کما ختم بی النبوۃ۔

رواہ ابو العلی۔ [۳]

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عباس بن عبد المطلب نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کرنے کی اجازت طلب کی، آپ نے فرمایا: اے چچا! آپ جس جگہ ہیں وہیں ٹھیریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح مجھ پر نبوت ختم کی ہے اس طرح آپ پر ہجرت ختم کرے گا۔

مرزائی کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ پر ہجرت ختم ہے حالانکہ دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ ہجرت قیامت تک ہے تو جس طرح حضرت عباس کے خاتم المہاجرین ہونے کے باوجود ہجرت جاری رہ سکتی ہے تو اسی طرح نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کے بعد نبوت کیوں

---

[۱] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۴۶، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، ۱۳۷۵ھ

[۲] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، کشف الاستار عن زوائد البزار ج ۲ ص ۵۶، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۲ھ

[۳] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۶۹، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ

جاری نہیں ہو سکتی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عباس مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے والے آخری صحابی تھے اس کے بعد مکہ دار الاسلام ہو گیا اور اب مکہ سے مدینہ آنا ہجرت نہیں ہے اور یہ خاص ہجرت حضرت عباس پر ختم ہو گئی اگرچہ مطلقاً ہجرت اب تک مشروع ہے۔

پانچواں شبہ یہ ہے کہ امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس قال لما مات ابراهيم بن رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال ان له مرضعا في الجنة ولو عاش لكان صديقا نبيا۔ [1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم فوت ہو گئے، تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھی، اور فرمایا اس کے لیے جنت میں دودھ پلانے والی ہے اور اگر ابراہیم زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے۔

مرزائی کہتے ہیں کہ آپ کا ارشاد "اگر ابراہیم زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے" یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ کے بعد نبی ہونا ممکن ہے جیسے کوئی کہے کہ فلاں کا بیٹا اگر زندہ ہوتا تو ڈاکٹر بن جاتا۔ مرزائیہ کا یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ ثبوت تالی سے ثبوت مقدم کو مستلزم کر رہے ہیں حالانکہ قیاس استثنائی میں ثبوت مقدم ثبوت تالی کو اور نفی تالی نفی مقدم کو مستلزم ہوتی ہے مثلاً اگر رحمان کے بیٹا ہوتا تو میں ______ اس کا پہلا عبادت گذار ہوتا"، یعنی اگر رحمان کے بیٹا ہوگا تو اس کو لازم ہے کہ سب سے پہلے میں اس کی عبادت کروں، لیکن چونکہ میں اس کا پہلا عبادت گذار نہیں ہوں اس لیے رحمان کا بیٹا بھی ممکن نہیں ہے۔ اسی قیاس پر ابراہیم کا زندہ رہنا اس کے سچے نبی ہونے کو مستلزم ہے لیکن چونکہ آپ کے بعد سچا نبی ہونا محال ہے اس لیے ابراہیم کو (بڑی عمر تک) زندہ نہیں رکھا گیا۔

ختم نبوت کے موضوع پر میں نے مقالات سعیدی میں ایک مستقل مقالہ لکھا ہے جس میں خصوصیت کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت کو باطل کیا ہے اور مرزائی تصانیف سے اس پر حجت قائم کی ہے، یہاں شرح صحیح مسلم میں میں نے قرآن اور حدیث سے ختم نبوت کے دلائل فراہم کیے اور قرآن اور حدیث میں جو منکرین کے شبہات تھے ان کا ازالہ کیا، اللہ تعالیٰ میری اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس تحریر کو مسلمانوں کے لیے نافع اور منکرین کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنا دے۔ الہ العالمین اس کتاب کو میرے لیے صدقہ جاریہ کر دے، مجھے، میرے والدین، میرے اساتذہ اور احباب کو دنیا اور آخرت میں ہر بلا سے اپنی پناہ میں رکھ اور دارین کی سعادتوں کو ہمارا مقدر کر دے! آمین یا رب العالمین! بجاہ سیدنا محمد خاتم النبيين صلوات الله تعالى وتسليماته عليه وعلى اله واصحابه وازواجه واولياء امته وعلماء ملته اجمعين۔

باب ۸۱۳ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ تَعَالٰی رَحْمَةَ اُمَّةٍ قَبَضَ نَبِيَّهَا قَبْلَهَا!

جب اللہ تعالیٰ کسی امت پر رحمت کا ارادہ فرماتا ہے تو اس سے پہلے اس کے نبی کو اٹھا لیتا ہے

۵۸۴۸ - وَحُدِّثْتُ عَنْ اَبِيْ اُسَامَةَ وَمِمَّنْ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی

---

[1] امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۱۰۸، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

رَوٰی ذٰلِکَ عَنْهُ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعِیْدٍ الْجَوْهَرِیُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنِیْ بُرَیْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا اَرَادَ رَحْمَةَ اُمَّةٍ مِنْ عِبَادِهٖ قَبَضَ نَبِیَّهَا قَبْلَهَا فَجَعَلَهٗ لَهَا فَرَطًا وَّ سَلَفًا بَیْنَ یَدَیْهَا وَاِذَا اَرَادَ هَلَکَةَ اُمَّةٍ عَذَّبَهَا وَنَبِیُّهَا حَیٌّ فَاَهْلَکَهَا وَهُوَ یَنْظُرُ فَاَقَرَّ عَیْنَهٗ بِهَلَکَتِهَا حِیْنَ کَذَّبُوْهُ وَعَصَوْا اَمْرَهٗ۔

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی امت پر رحمت کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ اس امت (کی ہلاکت) سے پہلے اس نبی کو اٹھا لیتا ہے، اور اس نبی کو امت کے لیے اجر اور پیش رو بنا دیتا ہے اور جب کسی امت کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس نبی کی زندگی میں اس کی آنکھوں کے سامنے اس امت پر عذاب نازل فرماتا ہے اور اس امت کو ہلاک کر کے اس نبی کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا ہے، کیونکہ انھوں نے اس نبی کی تکذیب کی تھی اور اس کی نافرمانی کی تھی۔

بَابُ ۸۱۴ اِثْبَاتِ حَوْضِ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَصِفَاتِهٖ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حوض اور آپ کی صفات کا بیان

۵۸۴۹۔ حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ یُوْنُسَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِکِ ابْنُ عُمَیْرٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا یَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَنَا فَرَطُکُمْ عَلَی الْحَوْضِ۔

حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں۔"

۵۸۵۰۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ کُرَیْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ بِشْرٍ جَمِیْعًا عَنْ مِسْعَرٍ ح وَحَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ کِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ۔

حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر مثل سابق روایت ہے۔

۵۸۵۱۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ (یَعْنِیْ ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِیَّ) عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلًا یَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَنَا فَرَطُکُمْ عَلَی الْحَوْضِ مَنْ وَّرَدَ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ یَظْمَاْ

حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں، جو اس حوض پر آئے گا وہ پیئے گا اور جو ایک بار پی لے وہ کبھی پیاسا نہیں رہے گا، اور میرے پاس (حوض پر) کچھ ایسے لوگ آئیں گے جن کو میں پہچانتا ہوں گا، اور

أَبَدًا أَوْ لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونِي ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ قَالَ أَبُو حَازِمٍ فَسَمِعَ النُّعْمَانُ بْنُ أَبِي عَيَّاشٍ وَأَنَا أُحَدِّثُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ هَكَذَا سَمِعْتَ سَهْلًا يَقُولُ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَأَنَا أَشْهَدُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ لَسَمِعْتُهُ يَزِيدُ فَيَقُولُ إِنَّهُمْ مِنِّي فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا عَمِلُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ بَدَّلَ بَعْدِي۔

وہ مجھے پہچانتے ہوں گے، پھر میرے اور ان کے درمیان رکاوٹ حائل کر دی جائے گی۔ ابوحازم کہتے ہیں کہ جس وقت میں یہ حدیث بیان کر رہا تھا اس وقت نعمان بن ابی عیاش بھی اس حدیث کو سن رہے تھے، انھوں نے کہا تم نے حضرت سہل سے یہ حدیث اسی طرح سنی ہے؟ میں نے کہا ہاں! انھوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث اسی طرح سنی ہے البتہ وہ یہ زیادہ کہتے تھے، آپ فرمائیں گے یہ میرے پیروکار ہیں تو کہا جائے گا آپ (اپنی عقل سے) نہیں جانتے کہ انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا ہے، میں کہوں گا: جن لوگوں نے میرے بعد دین میں تبدیلی کی ان سے دوری ہو، دوری ہو۔

۵۸۵۲ - وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَعْقُوبَ

حضرت سہل نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

۵۸۵۳ - وَحَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَمْرٍو الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ الْجُمَحِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَوْضِي مَسِيرَةُ شَهْرٍ وَزَوَايَاهُ سَوَاءٌ وَمَاؤُهُ أَبْيَضُ مِنَ الْوَرِقِ وَرِيحُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَكِيزَانُهُ كَنُجُومِ السَّمَاءِ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَا يَظْمَأُ بَعْدَهُ أَبَدًا قَالَ وَقَالَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي عَلَى الْحَوْضِ حَتَّى أَنْظُرَ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ مِنْكُمْ وَسَيُؤْخَذُ أُنَاسٌ دُونِي فَأَقُولُ يَا رَبِّ مِنِّي وَمِنْ أُمَّتِي فَيُقَالُ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے حوض (کی لمبائی اور چوڑائی) ایک ماہ کی مسافت ہے اور اس کے سب کونے برابر ہیں، اس کا پانی چاندی سے زیادہ سفید اور اس کی خوشبو مشک سے زیادہ اچھی ہے اس کے کوزے آسمان کے ستاروں جتنے ہیں جو شخص اس کا پانی پی لے گا اس کو کبھی پیاس نہیں لگے گی، راوی نے کہا کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں حوض پر رہوں گا اور یہ دیکھوں گا کہ تم میں سے کون میرے پاس آتا ہے، کچھ لوگ میرے سامنے پکڑے جائیں گے میں کہوں گا کہ اے رب یہ

اَمَا شَعَرْتَ مَا عَمِلُوْا بَعْدَكَ وَاللّٰهِ مَا بَرِحُوْا بَعْدَكَ يَرْجِعُوْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ قَالَ فَكَانَ ابْنُ اَبِىْ مُلَيْكَةَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ اَنْ نَرْجِعَ عَلٰى اَعْقَابِنَا اَوْ اَنْ نُفْتَنَ عَنْ دِيْنِنَا۔

۵۸۵۴- وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سُلَيْمٍ عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ بَيْنَ ظَهْرَانَىْ اَصْحَابِهٖ اِنِّىْ عَلَى الْحَوْضِ اَنْتَظِرُ مَنْ يَرِدُ عَلَىَّ مِنْكُمْ فَوَاللّٰهِ لَيُقْتَطَعَنَّ دُوْنِىْ رِجَالٌ فَلَاَقُوْلَنَّ اَىْ رَبِّ مِنِّىْ وَمِنْ اُمَّتِىْ فَيَقُوْلُ اِنَّكَ لَا تَدْرِىْ مَا عَمِلُوْا بَعْدَكَ مَا زَالُوْا يَرْجِعُوْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ۔

۵۸۵۵- وَحَدَّثَنِىْ يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى الصَّدَفِىُّ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِىْ عَمْرٌو (وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ) اَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهٗ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبَّاسٍ الْهَاشِمِىِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلٰى اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ اَسْمَعُ النَّاسَ يَذْكُرُوْنَ الْحَوْضَ وَلَمْ اَسْمَعْ ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمًا مِنْ ذٰلِكَ وَالْجَارِيَةُ تَمْشُطُنِىْ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَيُّهَا النَّاسُ فَقُلْتُ لِلْجَارِيَةِ اسْتَاْخِرِىْ عَنِّىْ قَالَتْ اِنَّمَا دَعَا الرِّجَالَ وَلَمْ يَدْعُ النِّسَاءَ فَقُلْتُ اِنِّىْ مِنَ النَّاسِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّىْ لَكُمْ فَرَطٌ عَلَى الْحَوْضِ

میرے پیروکار ہیں اور میری امت سے ہیں تو یہ کہا جائیگا "کیا آپ نے نہیں جانا؟ انھوں نے آپ کے بعد کیا عمل کیا ہے؟ بخدا آپ کے بعد یہ لوگ فوراً اپنی ایڑیوں پر پلٹ گئے"۔ راوی کہتے ہیں ابن ابی ملیکہ یہ دعا کرتے تھے "اے اللہ! ہم اس سے تیری پناہ میں آتے ہیں کہ ہم اپنی ایڑیوں پر پلٹ جائیں اور اپنے دین میں کسی آزمائش سے دوچار ہوں"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے درمیان بیٹھے تھے میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: میں حوض پر انتظار کروں گا کہ تم میں سے کون میرے پاس آتا ہے، بخدا کچھ لوگوں کو میرے پاس آنے سے روک دیا جائیگا، میں کہوں گا کہ اے میرے رب! یہ میرے پیروکار اور میری امت سے ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: آپ (اپنی عقل سے) نہیں جانتے کہ انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا ہے؛ یہ ہمیشہ دین سے پھرتے رہے ہیں۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں لوگوں سے حوض کا ذکر سنتی تھی، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے میں نے اس کے متعلق کچھ نہیں سنا تھا، ایک دن جبکہ ایک لڑکی میرے کنگھی کر رہی تھی میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "اے لوگو" میں نے اس لڑکی سے کہا ایک طرف ہٹ جاؤ، اس نے کہا آپ مردوں کو بلا رہے ہیں، عورتوں کو نہیں بلا رہے، میں نے کہا لوگوں میں میں بھی شامل ہوں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے میں حوض پر تمہارا پیش رو اجر ہوں، تم اس سے ڈرنا کہ کہیں تم کو میرے پاس سے ہٹا دیا جائے، جیسے بھٹکے ہوئے اونٹ کو ہٹا دیا جاتا ہے، میں کہوں گا کہ ایسا کیوں ہوا؟ تو یہ کہا جائے گا آپ (اپنی عقل سے) نہیں

فَإِيَّايَ لَا يَأْتِيَنَّ أَحَدُكُمْ فَيُذَبُّ عَنِّي كَمَا يُذَبُّ الْبَعِيرُ الضَّالُّ فَأَقُولُ فِيمَ هٰذَا فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ سُحْقًا۔

جانتے کہ انھوں نے آپ کے بعد دین میں کیا بدعات نکالی ہیں، میں کہوں گا دور ہی ہو۔

۵۸۵۶۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ (وَهُوَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو) حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَافِعٍ قَالَ كَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ تُحَدِّثُ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهِيَ تُمْتَشَطُ أَيُّهَا النَّاسُ فَقَالَتْ لِمَاشِطَتِهَا كُفِّي رَأْسِي بِنَحْوِ حَدِيثِ بُكَيْرٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبَّاسٍ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جس وقت وہ کنگھی کرا رہی تھیں انھوں نے منبر پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی "اے لوگو" انھوں نے کنگھی کرنے والی سے کہا "اب میرے سر کو رہنے دو۔"

۵۸۵۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ وَإِنِّي قَدْ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلٰكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَتَنَافَسُوا فِيهَا۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باہر گئے اور اہلِ اُحد کی نماز جنازہ پڑھی پھر منبر پر پلٹ آئے اور فرمایا میں حوض پر تمہارا پیش رو اجیر ہوں گا، اور میں تمہاری گواہی دوں گا، اور بخدا لاریب میں اب بھی اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے روئے زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئی ہیں یا روئے زمین کی چابیاں فرمایا اور بے شک خدا کی قسم مجھے تمہارے متعلق یہ خدشہ نہیں ہے کہ تم (سب) میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے لیکن مجھے تمہارے متعلق یہ خدشہ ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرو گے۔

ف: یعنی آپ کو اس کا خدشہ نہیں تھا کہ پوری امت مشرک ہو جائے گی، سو بعض لوگوں کا مرتد ہو کر ہندو یا عیسائی ہو جانا اس حدیث کی پیشں گوئی کے خلاف نہیں ہے۔

۵۸۵۸۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا وَهْبٌ (يَعْنِي ابْنَ جَرِيرٍ) حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ أَيُّوبَ يُحَدِّثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ مَرْثَدٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَتْلَى أُحُدٍ ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ كَالْمُوَدِّعِ لِلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ فَقَالَ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے شہداء اُحد کی نماز جنازہ پڑھی پھر منبر پر رونق افروز ہوئے پھر اس طرح نصیحت فرمائی جیسے کوئی زندوں اور مردوں کو نصیحت کر رہا ہو اور فرمایا "میں حوض پہ تمہارا پیش رو ہوں گا، اور اس حوض کا عرض اتنا ہے جتنا مقام ایلہ سے لے کر جحفہ تک کا

إِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ وَإِنَّ عَرْضَهُ كَمَا بَيْنَ أَيْلَةَ إِلَى الْجُحْفَةِ إِنِّي لَسْتُ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلَكِنِّي أَخْشَى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا وَتَقْتَتِلُوا فَتَهْلِكُوا كَمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ قَالَ عُقْبَةُ فَكَانَتْ آخِرَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ۔

فاصلہ ہے، مجھے تمہارے متعلق یہ خدشہ تو نہیں ہے کہ تم (سب) میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے لیکن مجھے تمہارے متعلق یہ خدشہ ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرو گے اور ایک دوسرے سے لڑ کر ہلاک ہو جاؤ گے، جیسا کہ تم سے پہلے لوگ ہلاک ہو گئے، حضرت عقبہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری بار منبر پر دیکھا تھا۔

ف: ان احادیث میں شہید کی نماز جنازہ پڑھنے کی دلیل ہے اور یہی احناف کا مذہب ہے، نیز آپ کے علم غیب کا اظہار ہے۔

۵۸۵۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ وَلَأُنَازِعَنَّ أَقْوَامًا ثُمَّ لَأُغْلَبَنَّ عَلَيْهِمْ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أَصْحَابِي أَصْحَابِي فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں اور میں کچھ لوگوں سے جھگڑا کروں گا پھر میں ان سے مغلوب ہوں گا، میں کہوں گا کہ اے میرے رب! یہ میرے اصحاب ہیں، یہ میرے اصحاب ہیں، پھر کہا جائے گا بے شک آپ (اپنی عقل سے) نہیں جانتے انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا بدعتیں نکالی تھیں۔

۵۸۶۰۔ وَحَدَّثَنَاهُ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ جَرِيرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَصْحَابِي أَصْحَابِي۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی، اس حدیث میں اصحابی، اصحابی نہیں ہے۔

۵۸۶۱۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ جَمِيعًا عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ وَفِي حَدِيثِ شُعْبَةَ عَنْ مُغِيرَةَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں ذکر کیں، یہ حدیث مثل سابق ہے۔

۵۸۶۲۔ وَحَدَّثَنَاهُ سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْثَرٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ كِلَاهُمَا عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ وَمُغِيرَةَ۔

امام مسلم نے دو مزید سندیں ذکر کیں، اس میں بھی اسی طرح حدیث ہے۔

۵۸۶۳- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ حَارِثَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَوْضُهُ مَا بَيْنَ صَنْعَاءَ وَالْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهُ الْمُسْتَوْرِدُ أَلَمْ تَسْمَعْهُ قَالَ الْأَوَانِي قَالَ لَا فَقَالَ الْمُسْتَوْرِدُ تُرَى فِيهِ الْآنِيَةُ مِثْلَ الْكَوَاكِبِ۔

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کا حوض اتنا بڑا ہے جتنا صنعاء اور مدینہ میں فاصلہ ہے، ان سے مستورد نے کہا کیا آپ نے حضور سے برتنوں کے متعلق نہیں سنا؟ انھوں نے کہا نہیں، تو مستورد نے کہا اس کے برتن ستاروں جتنے ہوں گے۔

۵۸۶۴- وَحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُ سَمِعَ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ الْخُزَاعِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَذَكَرَ الْحَوْضَ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ الْمُسْتَوْرِدِ وَقَوْلَهُ۔

حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے حوض کا ذکر کیا، یہ حدیث مثل سابق ہے البتہ اس میں مستورد کا قول مذکور نہیں ہے۔

۵۸۶۵- حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ (وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ) حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَمَامَكُمْ حَوْضًا مَا بَيْنَ نَاحِيَتَيْهِ كَمَا بَيْنَ جَرْبَاءَ وَأَذْرُحَ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے سامنے حوض ہے جس کے دو کناروں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا جرباء اور اذرح کے درمیان فاصلہ ہے۔

۵۸۶۶- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا يَحْيَى (وَهُوَ الْقَطَّانُ) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَمَامَكُمْ حَوْضًا كَمَا بَيْنَ جَرْبَاءَ وَأَذْرُحَ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ الْمُثَنَّى حَوْضِي۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے سامنے حوض ہے (اس کا فاصلہ) جرباء اور اذرح کے درمیانی فاصلہ جتنا ہے۔
ابن مثنیٰ کی روایت میں "میرا حوض ہے" کے الفاظ ہیں۔

۵۸۶۷- وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں، اس میں یہ اضافہ ہے، عبید اللہ نے کہا میں نے اس سے سوال کیا تو انھوں نے کہا یہ شام کی دو بستیاں ہیں اور ان کے درمیان تین راتوں کی مسافت ہے، اور ابن بشر کی روایت

قَرْيَتَيْنِ بِالشَّامِ بَيْنَهُمَا مَسِيرَةُ ثَلَاثِ لَيَالٍ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ بِشْرٍ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ۔

میں تین دن کا ذکر ہے۔

۵۸۶۸ - وَحَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللَّهِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا .... مثل سابق ہے۔

۵۸۶۹ - وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَمَامَكُمْ حَوْضًا كَمَا بَيْنَ جَرْبَاءَ وَأَذْرُحَ فِيهِ أَبَارِيقُ كَنُجُومِ السَّمَاءِ مَنْ وَرَدَهُ فَشَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهَا أَبَدًا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے سامنے اتنا بڑا حوض ہے جتنا جرباء اور اذرح کا درمیانی فاصلہ ہے، اس میں آسمان کے ستاروں جتنے کوزے ہیں، جو اس سے پیئے گا وہ اس کے بعد کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔

۵۸۷۰ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي شَيْبَةَ) قَالَ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْعَمِّيُّ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا آنِيَةُ الْحَوْضِ قَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَآنِيَتُهُ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ وَكَوَاكِبِهَا أَلَا فِي اللَّيْلَةِ الْمُظْلِمَةِ الْمُصْحِيَةِ آنِيَةُ الْجَنَّةِ مَنْ شَرِبَ مِنْهَا لَمْ يَظْمَأْ آخِرَ مَا عَلَيْهِ يَشْخُبُ فِيهِ مِيزَابَانِ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ عَرْضُهُ مِثْلُ طُولِهِ مَا بَيْنَ عَمَّانَ إِلَى أَيْلَةَ مَاؤُهُ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! حوض کے برتن کتنے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے اس حوض کے برتن آسمان کے ستاروں اور سیاروں کے عدد سے زیادہ ہیں، اس رات کے ستارے جو اندھیری رات میں ہوں اور اس میں بادل نہ ہوں وہ جنت کے برتن ہیں جو اس سے پی لے گا وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا، اس حوض میں جنت کے دو پرنالے بہتے ہیں جو اس سے پی لے گا وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا، اس کا عرض اس کے طول جتنا ہے اور ان میں عمان سے لے کر ایلہ تک کا فاصلہ ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔

۵۸۷۱ - حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ (وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ) قَالُوا حَدَّثَنَا مُعَاذٌ (وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ) حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے حوض کے کناروں سے لوگوں کو ہٹاؤں گا، اہل یمن کو میں اپنی لکڑی سے ماروں گا حتی کہ ان کے اوپر پانی بہنے لگے گا، پھر آپ سے حوض کے

أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمُرِيِّ عَنْ ثَوْبَانَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي لَبِعُقْرِ حَوْضِي أَذُودُ النَّاسَ لِأَهْلِ الْيَمَنِ أَضْرِبُ بِعَصَايَ حَتَّى يَرْفَضَّ عَلَيْهِمْ فَسُئِلَ عَنْ عَرْضِهِ فَقَالَ مِنْ مَقَامِي إِلَى عُمَانَ وَسُئِلَ عَنْ شَرَابِهِ فَقَالَ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ يَغُتُّ فِيهِ مِيزَابَانِ يَمُدَّانِهِ مِنَ الْجَنَّةِ أَحَدُهُمَا مِنْ ذَهَبٍ وَالْآخَرُ مِنْ وَرِقٍ۔

عرض کے بارے میں سوال کیا گیا، آپ نے فرمایا: میری اس جگہ سے لے کر عمان تک، اور آپ سے اس کے پانی کے متعلق سوال کیا گیا، آپ نے فرمایا وہ دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے، اس میں دو پرنالے گرتے ہیں جو جنت سے کھینچے گئے ہیں، ایک پرنالہ سونے کا ہے اور ایک چاندی کا۔

۵۸۷۲ - وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ بِإِسْنَادِ هِشَامٍ بِمِثْلِ حَدِيثِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ عُقْرِ الْحَوْضِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی اس میں یہ ہے کہ میں قیامت کے دن حوض کے کنارے پر ہوں گا۔

۵۸۷۳ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ مَعْدَانَ عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَ الْحَوْضِ فَقُلْتُ لِيَحْيَى بْنِ حَمَّادٍ هَذَا حَدِيثٌ سَمِعْتَهُ مِنْ أَبِي عَوَانَةَ فَقَالَ وَسَمِعْتُهُ أَيْضًا مِنْ شُعْبَةَ فَقُلْتُ انْظُرْ لِي فِيهِ فَنَظَرَ لِي فِيهِ فَحَدَّثَنِي بِهِ۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے حوض کی حدیث روایت کی، یہ روایت بھی حسب سابق ہے۔

۵۸۷۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَلَّامٍ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ (يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَأَذُودَنَّ عَنْ حَوْضِي رِجَالًا كَمَا تُذَادُ الْغَرِيبَةُ مِنَ الْإِبِلِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں لوگوں کو حوض سے ہٹاؤں گا جیسا کہ اجنبی اونٹوں کو ہٹایا جاتا ہے۔

۵۸۷۵ - وَحَدَّثَنِيهِ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ زِيَادٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ حدیث مثل سابق ہے۔

۵۸۷۶ - وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَدْرُ حَوْضِيْ كَمَا بَيْنَ اَيْلَةَ وَصَنْعَاءَ مِنَ الْيَمَنِ وَاِنَّ فِيْهِ مِنَ الْاَبَارِيْقِ كَعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ۔

کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے حوض کی مقدار اتنی ہے جتنا ایلہ اور یمن کے صنعاء میں فاصلہ ہے اور اس کے برتنوں کی تعداد آسمان کے ستاروں کے برابر ہے۔

۵۸۷۷۔ وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ الصَّفَّارُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الْعَزِيْزِ بْنَ صُهَيْبٍ يُحَدِّثُ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ الْحَوْضَ رِجَالٌ مِمَّنْ صَاحَبَنِيْ حَتّٰى اِذَا رَاَيْتُهُمْ وَرُفِعُوْا اِلَيَّ اخْتُلِجُوْا دُوْنِيْ فَلَاَقُوْلَنَّ اَيْ رَبِّ اُصَيْحَابِيْ اُصَيْحَابِيْ فَلَيُقَالَنَّ لِيْ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ میں سے چند آدمی میرے پاس حوض پر آئیں گے حتیٰ کہ جب میں ان کو دیکھوں گا اور وہ میرے سامنے کیے جائیں گے تو ان کو میرے پاس سے ہٹا دیا جائے گا، میں کہوں گا اے میرے رب یہ میرے اصحاب ہیں، یہ میرے اصحاب ہیں، پھر مجھ سے یہ کہا جائے گا آپ (اپنے قیاس سے) نہیں جانتے کہ انھوں نے آپ کے بعد دین میں کیا بدعتیں نکالی ہیں۔

۵۸۷۸۔ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ جَمِيْعًا عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْمَعْنٰى وَزَادَ اٰنِيَتُهٗ عَدَدُ النُّجُوْمِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت بیان کی ہے اور اس میں ستاروں کے برابر برتنوں کے الفاظ کا اضافہ ہے۔

۵۸۷۹۔ وَحَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ وَهُرَيْمُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى وَاللَّفْظُ لِعَاصِمٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ اَبِيْ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ نَاحِيَتَيْ حَوْضِيْ كَمَا بَيْنَ صَنْعَاءَ وَالْمَدِيْنَةِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے حوض کے دو کناروں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا صنعاء اور مدینہ میں ہے۔

۵۸۸۰۔ وَحَدَّثَنَا هٰرُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا هِشَامٌ ح وَحَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ كِلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ غَيْرَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مثل سابق روایت کیا ہے البتہ ایک سند میں ہے جتنا مدینہ اور عمان میں فاصلہ ہے اور دوسری سند میں مابین لابتی حوضی کے الفاظ ہیں۔

أَنَّهُمَا شَكَّا فَقَالَا أَوْ مِثْلَ مَا بَيْنَ الْمَدِينَةِ وَعَمَّانَ وَفِي حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْ حَوْضِي۔

۵۸۸۱- وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الرُّزِّيُّ قَالَا حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ أَنَسٌ قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُرَى فِيهِ أَبَارِيقُ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ كَعَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس حوض پر آسمان کے ستاروں جتنے سونے اور چاندی کے کوزے دیکھو گے۔

۵۸۸۲- وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِثْلَهُ وَزَادَ أَوْ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی اور اس میں یہ ہے کہ وہ آسمان کے ستاروں سے عدد میں زیادہ ہیں۔

۵۸۸۳- حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعِ بْنِ الْوَلِيدِ السَّكُونِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي رَحِمَهُ اللَّهُ حَدَّثَنِي زِيَادُ بْنُ خَيْثَمَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ عَلَى الْحَوْضِ وَإِنَّ بُعْدَ مَا بَيْنَ طَرَفَيْهِ كَمَا بَيْنَ صَنْعَاءَ وَأَيْلَةَ كَأَنَّ الْأَبَارِيقَ فِيهِ النُّجُومُ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو! میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں اور حوض کے دو کناروں کا فاصلہ صنعاء اور ایلہ جتنا ہے، اور اس کے کوزے ستاروں جتنے ہیں۔

۵۸۸۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ مِسْمَارٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ كَتَبْتُ إِلَى جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ مَعَ غُلَامِي نَافِعٍ أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَكَتَبَ إِلَيَّ أَنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ أَنَا الْفَرَطُ عَلَى الْحَوْضِ۔

عامر بن سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں میں نے اپنے غلام نافع کے ہاتھ حضرت جابر بن سمرہ کو خط بھیجا کہ آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جو حدیث سنی ہو وہ مجھ کو بیان کیجئے انھوں نے مجھے جواب میں لکھا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں۔

الہ العالمین! مصنف اور جملہ قارئین کو روز محشر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حوض سے مشروب عطا فرمانا اور آپ کی شفاعت سے شاد کام فرمانا اور اپنے فضل مجرد سے بے حساب وکتاب جنت الفردوس، اجر جزیل اور اپنا دیدار عطا فرمانا! آمین۔

میدان حشر میں حوض کا محل وقوع اور حوض کو کوثر کہنے کی وجہ

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: علامہ ابوعبداللہ قرطبی نے تذکرہ میں کہا ہے کہ صاحب القوت وغیرہ کا مذہب یہ ہے کہ حوض صراط کے بعد ہے اور دوسرے علماء کا مذہب اس کے برعکس ہے اور صحیح یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دو حوض ہیں ایک میدان حشر میں صراط سے پہلے ہے اور دوسرا جنت کے اندر ہے اور ان میں سے ہر ایک کو کوثر کہا جاتا ہے (حافظ عسقلانی کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ کوثر جنت کے اندر ایک دریا ہے، اور اس کا پانی حوض میں گرتا ہے اور اس حوض پر کوثر کا اطلاق اس لیے کیا جاتا ہے کہ اس حوض میں کوثر سے پانی آتا ہے، علامہ قرطبی کے کلام سے جو بات زیادہ سے زیادہ حاصل کی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ حوض صراط سے پہلے ہے، کیونکہ محشر میں لوگ پیاس سے بھر رہے ہوں گے، مسلمان حوض پر آجائیں گے اور کفار کہیں گے اے رب! ہم پیاسے ہیں اور پھر جہنم میں گر جائیں گے، ان کو جہنم سراب کی طرح دکھایا جائے گا، اور ان سے کہا جائے گا کیا تم اس میں نہیں جاتے؟ وہ جہنم کو پانی سمجھ کر اس میں گر جائیں گے۔ امام مسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حوض میں جنت سے دو پرنالے گرتے ہیں، یہ حدیث علامہ قرطبی کے خلاف حجت ہے، کیونکہ یہ پہلے گذر چکا ہے کہ صراط جہنم کا پل ہے اور وہ جنت اور محشر کے درمیان ہے اور جنت میں داخل ہونے کے لیے مسلمان اس پل کے اوپر سے گذریں گے، اگر حوض اس سے پہلے ہوتا تو جو پانی کوثر سے حوض میں آتا ہے اس پانی اور حوض کے درمیان جہنم حائل ہو جاتا اور ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حوض جنت کی ایک جانب ہے اور جنت کے اندر سے اس میں پانی آتا ہے، اور امام احمد نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ نہر کوثر حوض کی طرف کھلتی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حوض کی وجہ اختصاص

ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا حوض کے ساتھ اختصاص مشہور ہو گیا ہے، لیکن امام ترمذی نے حضرت سمرہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ ہر نبی کا ایک حوض ہے وہ اپنے حوض پر ایک عصا لیے کھڑا ہوگا اور اپنی امت میں سے جس شخص کو پہچانے گا اس کو بلائے گا اور انبیاء اس بات میں ایک دوسرے پر فخر کریں گے کہ کس کے پیروکار زیادہ ہیں اور مجھے یہ امید ہے کہ میرے پیروکار سب سے زیادہ ہوں گے اور ابن ابی الدنیا نے حضرت ابوسعید سے مرفوعاً روایت کیا ہے: ہر نبی اپنی امت کو پکارے گا، اور ہر نبی کا ایک حوض ہے، کسی نبی کے پاس ایک جماعت آئے گی اور کسی نبی کے پاس رشتہ دار آئیں گے، کسی نبی کے پاس ایک شخص آئے گا، کسی کے پاس دو شخص آئیں گے اور کسی نبی کے پاس ایک شخص بھی نہیں آئے گا اور قیامت کے دن میرے پیروکار تمام نبیوں سے زیادہ ہوں گے، اس حدیث کی سند میں کچھ ضعف ہے، اور اگر یہ احادیث ثابت ہوں تو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ حوض مختص ہے جس میں کوثر کا پانی گرتا ہے، کیونکہ دوسرے انبیاء کے حوضوں کے متعلق یہ وصف منقول نہیں ہے اور سورۂ کوثر میں اسی وصف کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے وجہ امتنان اور سبب احسان قرار دیا ہے۔ علامہ قرطبی نے کہا ہے کہ ہر مکلف کے اوپر حوض کی تصدیق کرنا واجب ہے، کیونکہ تیس سے زیادہ صحابہ سے حوض کے متعلق احادیث مروی ہیں جن کے مجموعہ سے حوض کے بارے میں علم قطعی حاصل ہو جاتا ہے۔ ۱؎

۱؎ حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۱ ص ۴۶۷-۴۶۶ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ

حوض کے متعلق احادیث معنًی متواتر ہیں

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

"قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ حوض کے متعلق احادیث صحیحہ وارد ہیں، ان پر ایمان لانا فرض ہے اور ان کی تصدیق کرنا ایمان کے اشعار میں سے ہے، اہل سنت و جماعت کے نزدیک یہ احادیث اپنے ظاہر پر محمول ہیں، ان میں کوئی تاویل اور اختلاف نہیں ہے، قاضی عیاض نے کہا کہ یہ احادیث تواتر سے منقول ہیں، امام مسلم نے ان کو متعدد صحابہ سے روایت کیا ہے جن میں حضرت ابن عمر، حضرت ابو سعید، حضرت سہل بن سعد، حضرت جندب، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص، حضرت ام المؤمنین عائشہ، حضرت ام المؤمنین ام سلمہ، حضرت عقبہ بن عامر، حضرت ابن مسعود، حضرت حذیفہ، حضرت حارثہ بن وہب، حضرت مستورد، حضرت ابوذر، حضرت ثوبان، حضرت انس، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہم اجمعین شامل ہیں اور امام مسلم کے علاوہ دیگر محدثین نے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت زید بن ارقم، حضرت ابو امامہ، حضرت عبداللہ بن زید، حضرت ابو برزہ، حضرت سوید بن جبلہ، حضرت عبداللہ بن صنابحی، حضرت براء بن عازب، حضرت اسماء بنت ابی بکر اور حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہم وغیرہم کی احادیث ذکر کی ہیں (علامہ نووی فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں کہ امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ اور دیگر محدثین نے حضرت عمر بن الخطاب، حضرت عائذ بن عمر رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ کی روایات ذکر کی ہیں، امام حافظ ابوبکر بیہقی نے ان تمام روایات کو اپنی کتاب "البعث والنشور" میں متعدد طرق اور اسانید سے ذکر کیا ہے، جس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ یہ احادیث متواتر ہیں۔ [1]

حوض کا پانی پینے کے بعد پیاس نہ لگنے کی تحقیق

حدیث نمبر ۵۸۵۰ میں ہے: جو شخص اس حوض کا پانی پی لے گا اس کو کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اس حدیث سے بہ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حساب و کتاب اور جہنم سے نجات کے بعد اس حوض کا پانی پلایا جائے گا کیونکہ یہی وہ موقع ہے جس کے بعد کبھی پیاس نہیں لگے گی، ایک قول یہ ہے کہ جس کے لیے عذاب نار سے نجات مقدر کر دی گئی ہو گی صرف اس کو یہ پانی ملے گا، ایک قول یہ ہے کہ اس امت سے جو شخص اس کو پیئے گا اور اس کے لیے عذاب نار بھی مقدر ہو گا اس کو پیاس کا عذاب نہیں ہو گا اور دیگر انواع کا عذاب ہو گا، (عافانا اللہ من ذالک) کیونکہ اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرتدین کے علاوہ تمام امت اس حوض سے پانی پیئے گی۔ [2]

ایک سوال یہ ہوتا ہے کہ اس حوض سے پانی پینے کے بعد جب کبھی پیاس نہیں لگے گی تو جنت کی نہروں اور شراب طہور کو کون پیئے گا اس کا جواب یہ ہے کہ اس کو پیاس کی وجہ سے نہیں لذت کی وجہ سے پیا جائے گا۔

جن لوگوں کو حضور نے حوض پر آنے سے روک دیا ان کے متعلق حضور کا علم اور حدیث عرض اعمال

حدیث نمبر ۵۸۵۱ میں ہے کہ جو لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مرتد ہو گئے تھے، وہ جب حوض پر آئیں گے تو آپ فرمائیں گے، یہ میرے صحابہ ہیں، پھر آپ سے کہا جائے گا آپ نہیں جانتے یہ لوگ آپ کے بعد مرتد

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۴۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] " " " ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۴۹ ، " "

ہو گئے تھے، تب آپ فرمائیں گے دور ہی ہو، دور ہی ہو، اس حدیث سے بہ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو یہ علم نہیں تھا کہ صحابہ میں سے کون اسلام پر قائم رہا، اور کون بعد میں مرتد ہو گیا، اور یہ کہ آپ کو قیامت تک کے تمام لوگوں کے اسلام اور کفر کا حال معلوم نہیں تھا ورنہ آپ ان مرتدین کو دیکھ کر اصیحابی اصیحابی نہ فرماتے اور آپ سے یہ نہ کہا جاتا کہ آپ نہیں جانتے، انھوں نے آپ کے بعد دین میں کیا بدعات نکالی تھیں ، حالانکہ مسند بزار میں ہے کہ آپ پر امت کے تمام اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔

اس سوال کے چند جوابات ہیں: پہلا جواب یہ ہے کہ حدیث نمبر ۵۸۵۰ میں یہ عبارت ہے:

فيقال اما شعرت ما عملوا بعدك ۔ [1]	پس کہا جائے گا: کیا آپ کو معلوم نہیں کہ انھوں نے آپ کے بعد کیا عمل کیا ہے؟

یہ استفہام انکاری ہے، یعنی آپ کو معلوم ہے کہ انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ زیادہ تر احادیث میں یہ الفاظ ہیں:

انك لا تدري ما احدثوا بعدك ۔	آپ نہیں جانتے کہ انھوں نے آپ کے بعد دین میں کیا بدعات نکالی ہیں!

اس حدیث میں درایت کی نفی ہے اور درایت علم سے خاص ہے کیونکہ درایت کے معنی ہیں کسی چیز کو اٹکل اور حیلہ سے جاننا، علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

الدراية المعرفة المدركة بضرب من الحيل ۔ [2]	خاص حیلوں سے کسی چیز کے جاننے کو درایت کہتے ہیں۔

علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

الدراية اخص من العلم (الى قوله) علمته بضرب من الحيلة ولذا لايطلق على الله تعالى [3]	درایت علم سے خاص ہے، کسی چیز کو کسی حیلہ سے جاننا درایت ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ کے علم پر درایت کا اطلاق نہیں ہوتا۔

اور جب یہ واضح ہو گیا کہ اس حدیث میں درایت کی نفی کی ہے، اور درایت علم سے خاص ہے اور خاص کی نفی سے عام کی نفی نہیں ہوتی اس لیے درایت کی نفی سے علم کی نفی نہیں ہو گی۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مرتدین کا علم وحی ربانی سے تھا، اٹکل اور حیلہ سے نہیں تھا۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمایا ہے کہ قیامت کے دن آپ اپنی امت کو دوسری امتوں سے متمیز کریں گے، امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

[1] امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۹۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ، المفردات ص ۱۶۸، مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ ایران، ۱۳۴۲ھ

[3] سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۱۰ ص ۱۲۶، مطبوعہ المطبعۃ الخیریۃ مصر، ۱۳۰۶ھ

علیه وسلم ترد علی امتی الحوض وانا اذود الناس عنه کما یزود الرجل ابل الرجل عن ابله قالوا یا نبی الله تعرفنا قال نعم لکم سیما لیست لاحد غیرکم تردون علی غرا محجلین من آثار الوضوء ولیصدن عنی طائفة منکم فلا یصلون واقول یا رب هؤلاء من اصحابی فیجیبنی ملك وهل تدری ما احدثوا بعدك [1]

اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت حوض پر آئے گی، دراں حالیکہ میں لوگوں کو اس سے منع کر رہا ہوں گا، جیسا کہ کوئی شخص دوسرے اونٹوں کو اپنے اونٹوں سے الگ کرتا ہے، صحابہ نے پوچھا، یا نبی اللہ! آپ ہم کو پہچان لیں گے آپ نے فرمایا تمہاری ایک نشانی ہوگی جو تمہارے علاوہ اور کسی میں نہیں ہوگی، تم میرے پاس آؤ گے دراں حالیکہ تمہارا چہرہ اور ہاتھ پیر آثار وضوء سے چمک رہے ہوں گے اور تم میں سے ایک جماعت کو مجھ سے دور کیا جائے گا وہ مجھ تک نہیں آسکیں گے، میں کہوں گا اے میرے رب یہ میرے صحابہ ہیں! پھر فرشتہ آکر مجھ سے کہے گا کیا آپ جانتے ہیں انھوں نے آپ کے بعد دین میں کیا بدعتیں نکالی تھیں؟۔

علامہ یحیٰی بن شرف نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:
جن لوگوں کو حضور حوض سے دور کریں گے اس سے کون لوگ مراد ہیں اس میں کئی اقوال ہیں:

(۱)۔ اس سے مراد منافقین اور مرتدین ہیں اور یہ جائز ہے کہ ان کا حشر بھی چہرہ اور ہاتھ پیروں کی سفیدی کے ساتھ ہو اور اس علامت کی وجہ سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان کو (اصیحابی فرما کر) ندا کریں، پھر آپ کو یہ بتایا جائے گا کہ یہ وہ لوگ نہیں ہیں جن سے آپ نے وعدہ کیا تھا، ان لوگوں نے آپ کے بعد دین بدل لیا اور ان کی موت اسلام پر نہیں ہوئی۔

(۲)۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو آپ کے زمانہ میں مسلمان تھے اور پھر بعد میں مرتد ہو گئے، اگرچہ ان لوگوں پر آثار وضوء کی نشانی نہیں ہوگی، لیکن آپ ان کو دنیا کی واقفیت کی بنا پر پکاریں گے، کیونکہ آپ کی حیات میں یہ مسلمان تھے پھر آپ کو بتایا جائے گا کہ یہ آپ کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔

(۳)۔ اس سے مراد گناہ کبیرہ کرنے والے وہ لوگ ہیں جو دین اسلام پر فوت ہو گئے، یا وہ بدعتی لوگ مراد ہیں جو اپنی بدعات کی بنا پر اسلام سے خارج نہیں ہوئے، اس تقدیر پر یہ قطعی طور پر نہیں کہا جائے گا کہ یہ لوگ عذاب نار کی بنا پر حوض سے دور کیے گئے بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پہلے زجر و توبیخ کی وجہ سے ان کو ہٹایا گیا ہو اور پھر اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو اور اللہ تعالیٰ ان کو بغیر عذاب کے جنت میں داخل کر دے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان لوگوں کا چہرہ اور ہاتھ پیر آثار وضوء سے سفید ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ لوگ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے ہوں یا بعد کے ہوں۔ اور آپ نے ان کو وضوء کی علامت سے پہچانا ہو

---

[1] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۲۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

امام حافظ ابن عبد البر نے کہا ہے کہ جس شخص نے بھی دین میں کوئی بدعت نکالی وہ حوض سے دور کر دیا جائے گا، جیسے خوارج، روافض اور دیگر باطل فرقے اور ظالم، فاسق و فاجر اور علی الاعلان گناہ کبیرہ کرنے والے یہ سب وہ لوگ ہیں جن کے متعلق یہ خدشہ ہے کہ ان کو حوض سے دور کر دیا جائے گا۔[1] (نعوذ باللہ منہم)

شیخ عثمانی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں :

ان دور کیے جانے والوں میں تین احتمال ہیں (۱) مرتدین (۲) تارکین سنت، (۳) تارکین استقامت۔ اور ان تین میں سے پہلا قول مختار ہے، لیکن اس پر یہ اشکال ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: میری حیات بھی تمہارے لیے خیر ہے اور میری ممات بھی تمہارے لیے خیر ہے، تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں پس جو اچھا عمل ہوتا ہے میں اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور جو برا عمل ہوتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں، امام بزار نے اس حدیث کو سند جید کے ساتھ روایت کیا ہے، (یعنی جب آپ کو امت کے احوال معلوم ہوتے ہیں تو پھر آپ ان مرتدین کو اصیحابی کیوں فرمائیں گے؟) اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ آپ پر امت کے اعمال اجمالاً پیش کیے جاتے ہیں پس کہا جاتا ہے کہ آپ کی امت نے برا کام کیا، یا اچھا کام کیا، اور کام کرنے والوں کی تعیین کیے بغیر اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ اس جواب کو علامہ وشتانی ابی مالکی نے ذکر کیا ہے لیکن یہ جواب مستبعد ہے، کیونکہ ابن مبارک نے ابن مسیب سے روایت کیا ہے کہ ہر روز صبح اور شام نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور آپ امت کو وضو کے آثار اور ان کے اعمال سے پہچانیں گے اور بعض علماء نے یہ جواب دیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ان کو اصیحابی کہہ کر ندا کرنا ان میں زیادہ حسرت اور عذاب پیدا کرنے کے لیے ہے، کیونکہ جب آپ ان کو اصیحابی کہہ کر ندا فرمائیں گے تو ان کو نجات کی امید ہو جائے گی اور جب سحقاً سحقاً فرمائیں گے تو امید ٹوٹ جائے گی اور امید بندھ کر پھر ٹوٹ جانا زیادہ حسرت اور عذاب کا باعث ہے، اور فرشتوں کا یہ کہنا کہ انھوں نے دین کو بدل دیا تھا یہ بھی ان کے عذاب میں زیادتی کا سبب ہے، علامہ زرقانی نے شرح المؤطا میں یہی جواب دیا ہے (شیخ عثمانی لکھتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ حدیث بزار کے سیاق و سباق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر جس امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں وہ امت اجابت ہے کیونکہ اچھے اعمال پر اللہ کی حمد کرنا اور برے اعمال پر استغفار کرنا انھی کے حق میں متصور ہے۔[2]

شیخ عثمانی کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر حشر کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مرتدین کو نہیں پہچانا (یعنی ان کو مرتد نہیں جانا) تو کوئی حرج نہیں کیونکہ آپ کو ان کا پہلے علم بھی نہیں تھا آپ کو تو صرف اپنی امت کا علم تھا جن کے اعمال آپ پر پیش کیے جاتے تھے۔ رہے مرتد اور کافر تو ان کے اعمال آپ پر پیش کیے جاتے تھے، نہ آپ کو ان کا علم تھا اب اگر اس حدیث سے یہ لازم آتا ہے کہ آپ کو حشر کے دن ان کے کفر اور ارتداد کا علم نہ ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے، اور اس کا حدیث عرض اعمال سے کوئی تعارض نہیں ہے۔

مصنف کے نزدیک شیخ عثمانی کی یہ تقریر صحیح نہیں ہے کیونکہ ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے جس

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۲۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] شیخ شبیر احمد عثمانی متوفی ۱۳۶۹ھ، فتح الملہم ج ۱ ص ۴۱۳-۴۱۲، مطبوعہ مکتبۃ الحجاز کراچی

شخص کو نور اور حیات کا علم ہو، وہ نور اور حیات کی نفی سے ظلمت اور موت کو جان لے گا، جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایمان اور اعمال صالحہ کی علامات کو جان لیا تو آپ کے لیے کفر اور فسق کی علامات متعین ہو گئیں، یعنی جن لوگوں میں ایمان اور اعمال صالحہ کی علامات نہیں ہوں گی وہ کافر اور فاسق ہوں گے خصوصاً جبکہ قرآن مجید میں کفر کی علامات بتا دی گئی ہیں کہ کافروں کے چہرے سیاہ ہوں گے یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ (آل عمران: ۱۰۶) " جس دن کچھ چہرے سفید ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ "، اور کفار بائیں طرف ہوں گے، واصحاب المشئمۃ ما اصحاب المشئمۃ (واقعہ: ۹) اور بائیں طرف والے (بدبخت) کیا (ہی برے) ہیں، بائیں طرف والے بارے خوف کے کفار کی نیلی آنکھیں ہوں گی (ونحشر المجرمین یومئذ زرقا (طٰہٰ: ۱۰۲) " اور اس دن ہم مجرموں کو ایسی حالت میں اٹھائیں گے کہ ان کی آنکھیں (خوف سے پتھرا کر) نیلگوں ہوں گی " کفار کے چہرے خاک آلود ہوں گے اور ان پر سیاہی چھائی ہو گی ووجوہ یومئذ علیہا غبرۃ ٥ ترھقہا قترۃ ٥ اولئک ھم الکفرۃ الفجرۃ (عبس: ۴۰-۴۲) " کتنے منہ اس دن خاک آلود ہوں گے، ان پر سیاہی چھائی ہوئی ہو گی، یہی لوگ کافر بدکار ہیں، اس دن کفار زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوں گے۔ وتری المجرمین یومئذ مقرنین فی الاصفاد (ابراھیم: ۴۹) " اور اس دن آپ مجرموں کو دیکھیں گے کہ وہ (ایک دوسرے کے ساتھ) زنجیروں میں جکڑے ہوں گے "، ان نشانیوں سے کفار، منافقین اور مرتدین کسی شخص پر میدان حشر میں مشتبہ نہیں ہوں گے اور ہر شخص کو ان کا علم ہو گا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یعرف المجرمون بسیماھم (رحمان: ۴۱) " اس دن مجرم اپنی صورتوں سے پہچانے جائیں گے "، اس لیے شیخ عثمانی کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ آپ کو صرف اپنی امت کا علم تھا اور کفار اور منافقین کا علم نہیں تھا اس لیے آپ نے ان کو نہیں جانا۔

علاوہ ازیں یہاں اشکال تو اس وجہ سے ہے کہ آپ نے ان مرتدین کو " اصیحابی " فرمایا اور جب آپ پر اپنی امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور آپ اپنی امت کو پہچانتے ہیں تو پھر آپ نے ان مرتدین کے متعلق " میرے صحابہ " کیسے فرمایا، نیز عرض اعمال کے علاوہ آپ کی امت کا چہرہ سفید ہو گا بلکہ وہ غر محجل (جن کے چہرے اور ہاتھ پیر سفید ہوں) ہوں گے، وہ دائیں جانب ہوں گے، ان کی عبادات کا نور ان کے آگے آگے ہو گا، ان کے چہرے خوش و خرم ہوں گے وہ اپنے رب کے دیدار میں محو ہوں گے؛[1] ان علامات سے قیامت کے دن کسی شخص کو بھی مومن اور کافر میں اشتباہ نہیں ہو گا اور ہر شخص کے نزدیک وہ متمیز ہوں گے اس لیے یہ اشکال پیدا ہو گا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان مرتدین کو اصیحابی " میرے اصحاب " کیسے فرمایا؟

اس لیے اس سوال کا صحیح جواب وہی ہے جو علامہ زرقانی نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا پہلے ان کو اصیحابی فرمانا اس لیے تھا کہ ان کی امید قائم ہو اور بعد میں سحقاً سحقاً فرما کر ان کی امید کو توڑ دیا اور امید بندھ کر ٹوٹ جانا زیادہ حسرت اور عذاب کا موجب ہوتا ہے، علامہ زرقانی نے دوسرا جواب یہ لکھا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ

---

[1] یسعی نورھم بین ایدیھم (حدید: ۱۲) ان کا نور ان کے آگے اور ان کی دائیں طرف دوڑتا ہو گا، وجوہ یومئذ مسفرۃ ٥ ضاحکۃ مستبشرۃ (عبس: ۳۸-۳۹) کئی چہرے اس دن چمکتے ہوں گے مسکراتے ہوئے ہشاش بشاش، وجوہ یومئذ ناضرۃ ٥ الی ربھا ناظرۃ (قیامۃ: ۲۲-۲۳) کتنے ہی چہرے اس دن تر و تازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے ہوں گے۔

نے دنیا میں پہلے منافقین کو مسلمانوں کے حکم میں رکھا اور پھر ان کا نفاق ظاہر کر کے ان کو رسوا کر دیا۔ اسی طرح ان منافقین کو پہلے مسلمانوں کی علامت کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور یہ بھی غر محجل ہوں گے اور پھر ان کا نفاق اور ارتداد ظاہر کر کے ان کو رسوا کر دیا جائے گا، لہٰذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو اصیحابی فرمانا ان کے غر محجل ہونے کے اعتبار سے ہے اور بعد میں سحقاً سحقاً فرما کر ان کو اپنے حوض سے دور کر دینا ایسے ہی ہے جیسے دنیا میں آپ نے منافقین کو مسجد نبوی سے نکال دیا تھا اور مرتدین پر یہ توجیہ اس طرح منطبق ہوتی ہے کہ مرتدین پہلے اسلام لائے اور پھر دین اسلام سے منحرف ہو گئے تو آپ کا ان کو اصیحابی فرمانا ان کے پہلے حال اسلام کے اعتبار سے ہے اور بعد میں سحقاً سحقاً فرما کر ان کو حوض سے دور کر دینا ان کے ارتداد کی سزا ہے، قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ یہ توجیہ زیادہ ظاہر ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ منافقین کو ایک نور دیا جائے گا اور ان کی ضرورت کے وقت اس نور کو بجھا دیا جائے گا پس جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے ظاہر ایمان کی وجہ سے ان کو نور عطا کیا تاکہ وہ اس سے دھوکا کھائیں اور ان کی ضرورت کے وقت پل صراط پر اس نور کو بجھا دیا اسی طرح یہ مستبعد نہیں ہے کہ پہلے ان کے چہرے اور ہاتھ پیروں کو سفید کر کے غرہ اور تحجیل کے ساتھ ان کا حشر کیا جائے اور آپ اس علامت کی وجہ سے ان کو اصیحابی فرمائیں اور جب ان کو حوض پہ پانی پینے کی ضرورت ہو تو آپ ان کو سحقاً سحقاً فرما کر حوض سے دور کر دیں، اور اللہ تعالیٰ مکر کرنے والوں کو ان کے مکر کی یونہی جزا دیتا ہے۔[۱]

شیخ زکریا اسی سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

والظاھر عندی ان العرض لو صح لا یلزم منه علیه الصلوٰۃ والسلام یحفظھم فی کل وقت سیما وقت الحشر۔[۲]

میرے نزدیک ظاہر یہ ہے کہ اگر عرض اعمال کی حدیث صحیح ہو تب بھی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر وقت آپ کے ذہن میں وہ لوگ محفوظ رہیں خاص طور پر حشر کے وقت بھی۔

یعنی یہ ہو سکتا ہے کہ آپ کو ان کے ارتداد اور نفاق کا علم ہو لیکن محشر کی حشر سامانیوں کی بنا پر اس طرف توجہ نہ رہے، یہ جواب بھی صحیح اور درست ہے۔

شیخ تھانوی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے علم غیب کی نفی ثابت کرنے کے بیان میں لکھتے ہیں:

حدیث شریف میں ہے کہ بعض امتوں کی نسبت قیامت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جائے گا انك لا تدری ما احدثوا بعدك۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے بعض ازمنہ تک بھی کہ آخر عمر سے بہت متاخر ہے آپ پر بعض کو نیات ظاہر نہیں ہوئے نہ بالذات نہ بالعطاء۔[۳]

تھانوی صاحب کی تصریح کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کے کفر اور ارتداد کا علم نہیں تھا، حالانکہ قرآن مجید کے مطابق میدان حشر میں کافروں اور مرتدوں کی علامات ہر شخص پر عیاں اور بیاں ہوں گی، ان کے چہرے کالے

۱۔ علامہ محمد باقی زرقانی متوفی ۱۱۲۲ھ، شرح المؤطا ج ۱ ص ۶۰، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر
۲۔ شیخ محمد زکریا، اوجز المسالک ج ۱ ص ۶۲، مطبوعہ المکتبۃ الیحیویہ سہارنپور ہند
۳۔ شیخ اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ، بسط البنان مع حفظ الایمان ص ۱۷، مطبوعہ مکتبہ نعمانیہ دیوبند

اور غبار آلود ہوں گے، آنکھیں پتھرائی ہوں نیلگوں ہوں گی اور وہ زنجیروں سے جکڑے ہوئے ہوں گے، اور ان کی علامات کی وجہ سے ان کی پہچان کا تعلق علم غیب کی بجائے علم شہادت سے ہوگا، اور میدان حشر میں موجود ہر شخص جان لے گا کہ کافر کون ہے اور مسلمان کون ہے، کس قدر حیرت کی بات ہے کہ علم رسالت کے انکار میں یہ لوگ اس قدر جری ہوگئے کہ علم غیب تو الگ رہا اب یہ لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے علم شہادت کی بھی نفی کرنے لگے!

میرے شیخ حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز نے بھی اس حدیث کی روشنی میں علم رسالت پر گفتگو کی ہے جس کو میں یہاں من و عن تبرکاً نقل کر رہا ہوں۔

رہا قیامت کا واقعہ جس میں مذکور ہے کہ جماعت مرتدین کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم اصیحابی اصیحابی فرما کر بلائیں گے اور اس وقت آپ سے کہا جائے گا کہ آپ کو نہیں معلوم، انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا، اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور کو قیامت کے دن بھی بعض باتوں کا علم نہ ہوگا۔ یہ عجیب قسم کا شبہ ہے جو حدیث مثبت علم ہو اس کو نفی میں پیش کیا جا رہا ہے۔ غور فرمائیے، یہ واقعہ قیامت کے دن ہوگا۔ لیکن حضور صلے اللہ علیہ وسلم اس کو پہلے بیان فرما رہے ہیں "علم نہ تھا تو بیان کیسے فرمایا"

رہی یہ بات کہ پھر حضور سے یہ کیوں کہا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے بعد انھوں نے کیا کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مسلم شریف جلد ثانی مطبوعہ مطبع انصاری دہلی ص ۲۴۹ میں منکرین کی یہی پیش کردہ حدیث بایں الفاظ موجود ہے

نیقال اما شعرت ما عملوا بعدک۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا جائے گا کہ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے بعد انھوں نے کیا کام کیے۔

"ما شعرت" جملہ منفیہ پر ہمزہ استفہام انکاری داخل ہوا۔ نفی کا انکار اثبات ہوتا ہے۔ لہٰذا حدیث مبارک سے مرتدین کے اعمال کا علم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہوا۔ چونکہ واقعہ ایک ہے صرف اس کی روایتوں میں تعدد ہے اس لیے جب ایک روایت میں ہمزہ استفہام مذکور ہوگیا تو ہر روایت میں اس کے معنی ملحوظ رہیں گے۔ اور جس روایت میں وہ مذکور نہیں وہاں محذوف ماننا پڑے گا، مثلاً "انک لا تدری" والی حدیث میں ہمزہ مذکور نہیں تو یہاں محذوف مانیں گے اور اصل عبارت یوں ہوگی کہ "أ انک لا تدری" کیا آپ نہیں جانتے؟!...... ورنہ حدیثوں میں تعارض ہوگا کیونکہ ہمزہ استفہام کا محذوف ہونا تو صحیح ہے جیسا کہ قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں محذوف ہے، حضرت ابراہیم کا مقولہ "ھذا ربی" میں مفسرین نے "اھذا ربی" فرمایا ہے۔ یعنی کیا یہ میرا رب ہے لیکن اس کا زائد ہونا صحیح نہیں ہے۔

اگر "انک لا تدری" والی روایت میں ہمزہ استفہام محذوف نہ مانیں تو "اما شعرت" والی روایت میں ہمزہ کو زائد ماننا پڑے گا جو کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا۔ خصوصاً جبکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال علمی کی نفی ہوتی ہو۔

پھر یہ کہ احادیث میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے تمام اچھے اور برے اعمال کا علم ہے ترمذی شریف میں حدیث وارد ہے:

عرضت علی اعمال امتی حسنھا میری امت کے تمام اچھے اور برے اعمال مجھ

وقبیحھا۔ پر پیش کیے گئے۔

اب غور فرمایئے کہ مرتدین بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل تھے، ان کا مرتد ہونا عمل قبیح ہے اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ۔

جب امت کے تمام اعمال حسنہ اور قبیحہ حضور کے سامنے پیش کیے گئے تو ان کا ارتداد جو عمل قبیح ہے وہ بھی ضرور پیش ہوا، پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کے عملوں کا علم نہ ہونا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ حدیث مذکور کے یہی معنی صحیح ہیں کہ اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو معلوم نہیں کہ انھوں نے کیا عمل کیے؟" آپ کو معلوم تو ہے پھر بھی آپ غلبہ رحمت کے حال میں ان کو اپنی طرف لے جا رہے ہیں۔

"یہ حقیقت ہے کہ جب کریم کو سخاوت کرنے کے لیے بٹھا دیا جائے تو اس وقت اس کے دریائے سخا میں ایسا جوش ہوتا ہے کہ دشمن کی دشمنی کی طرف اس کی توجہ نہیں رہتی اور وہ بے اختیار اپنے کرم کا دامن اس کی طرف پھیلا دیتا ہے اور جب اسے توجہ دلائی جائے تو اس وقت متوجہ ہوتا ہے۔"

یہاں بالکل یہی معاملہ ہے۔

ساقی کوثر حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حوض کوثر پر رونق افروز ہیں۔ اپنے غلاموں کو چھلکتے ہوئے جام پلا رہے ہیں۔ مرتدین کی جماعت ادھر سے گذرتی ہے، حضور کو ان کے عملوں کا پورا پورا علم ہے۔ مگر اس وقت دریائے جود و سخا موجزن اور شان رحمت کا ظہور اتم ہے اس لیے ان کی بداعمالیوں کی طرف خیال مبارک جاتا ہی نہیں اور اپنے لطف عمیم اور کرم جسیم کے غلبہ حال میں بے اختیار فرما دیتے ہیں: "اصیحابی، اصیحابی۔"

لیکن جب توجہ دلائی جاتی ہے کہ انک لا تدری ما احدثوا بعدک۔ پیارے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے بعد انھوں نے کیا کیا؟

پس فوراً توجہ مبارکہ ان کی بداعمالیوں کی طرف مبذول ہو جاتی ہے اور ارشاد فرماتے ہیں:

"سحقاً سحقاً" "انھیں دور لے جاؤ، دور لے جاؤ۔"

طالب حق کے لیے اس حدیث کا صحیح مطلب سمجھنے کے لیے یہ بیان کافی ہے۔ [1]

بَابُ ۸۱۵ اِكْرَامِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقِتَالِ الْمَلَآئِكَةِ مَعَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ!

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی معیت میں فرشتوں کی جنگ کا اعزاز

۵۸۸۵۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ وَ اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ سَعْدٍ

حضرت سعد بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد کے دن میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دائیں اور بائیں سفید

[1] علامہ سید احمد سعید کاظمی متوفی ۱۴۰۶ھ، مقالات کاظمی ج ۲ ص ۱۲۵-۱۲۳، مطبوعہ مکتبہ فریدیہ ساہیوال، ۱۳۹۷ھ

بْنُ اِبْرَاهِيمَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ سَعْدٍ قَالَ رَاَيْتُ عَنْ يَمِيْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ شِمَالِهِ يَوْمَ اُحُدٍ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بَيَاضٌ مَا رَاَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ يَعْنِىْ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ۔

لباس میں ملبوس دو آدمیوں کو دیکھا جنہیں میں نے اس سے پہلے دیکھا تھا نہ بعد، یعنی حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام۔

۵۸۸۶ - وَحَدَّثَنِىْ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا سَعْدٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُ يَوْمَ اُحُدٍ عَنْ يَمِيْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ يَسَارِهٖ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيْضٌ يُقَاتِلَانِ عَنْهُ كَاَشَدِّ الْقِتَالِ مَا رَاَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جنگ اُحد کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دائیں اور بائیں سفید کپڑوں میں ملبوس دو آدمیوں کو دیکھا جو آپ کی طرف سے بہت شدت کے ساتھ جنگ کر رہے تھے۔ میں نے ان کو اس سے پہلے اور بعد کبھی نہیں دیکھا۔

غیر نبی کے لیے فرشتوں کو دیکھنے کی تحقیق

ف: علامہ نووی لکھتے ہیں:

اس حدیث سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ اعزاز معلوم ہوا کہ فرشتوں نے آپ کی خاطر جنگ کی، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ فرشتوں کا نازل ہونا جنگ بدر کے ساتھ خاص نہیں تھا، اس حدیث سے سفید کپڑوں کے پہننے کی فضیلت بھی ظاہر ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ فرشتوں کو دیکھنا نبیوں کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ ان کو صحابہ اور اولیاء اللہ بھی دیکھ لیتے ہیں، اس حدیث میں حضرت سعد بن ابی وقاص کی بھی فضیلت ہے جنھوں نے فرشتوں کو دیکھا۔ [1]

علامہ اُبّی مالکی لکھتے ہیں:

حضرت سعد نے جو یہ کہا کہ وہ فرشتے جبرائیل اور میکائیل تھے، یہ اس پر محمول ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو خبر دی تھی کہ یہ جبرائیل اور میکائیل ہیں، اس کے بغیر اس کا ثبوت نہیں ہوگا، اور فرشتوں کو دیکھنا جائز ہے اور ان کے ساتھ وحی سے ہم کلام ہونا یہ عام انسانوں کے حق میں ممنوع ہے، یہاں فرشتوں کی جنگ کا جو ذکر ہے یہ عرف اور عادت کے مطابق جنگ پر محمول ہے ورنہ ایک فرشتے کی معمولی سی حرکت بھی تمام کفار کی ہلاکت کے لیے کافی تھی، جیسا کہ پچھلی امتوں کی ہلاکت سے معلوم ہو چکا ہے۔ [2]

علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہیں:

امام غزالی اور دوسرے علماء نے یہ ذکر کیا ہے کہ اب بطور کرامت کے فرشتوں کو دیکھنا ممکن ہے، اللہ تعالیٰ

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۵۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ۔

[2] علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۱۱۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

اپنے اولیاء میں سے جس کو چاہتا ہے اس کرامت کے ساتھ مشرف فرماتا ہے، صحابہ کی ایک جماعت کے لیے یہ کرامت واقع ہوئی، جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت جبرائیل کو دیکھا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا نبی کے علاوہ جو شخص بھی جبرائیل کو دیکھے گا وہ اندھا ہو جائے گا۔ (اس حدیث کو حاکم نے روایت کیا ہے۔) اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت جبرائیل کو دیکھا، ان کے علاوہ ایک جماعت صحابہ نے اس وقت حضرت جبرائیل کو دیکھا جب انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ایمان کے متعلق سوال کیا اور ان میں سے کوئی بھی اندھا نہیں ہوا، کیونکہ اس حدیث کا ظاہر یہ ہے کہ جس شخص نے حضرت جبرائیل کو تنہائی میں بطور کرامت کے دیکھا وہ نابینا ہو جائے گا۔ [1]

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل کو دیکھنے والے کے لیے اندھا ہونے کی پیش گوئی اس شخص کے متعلق فرمائی ہو جس نے جبرائیل کو ان کی اصلی شکل میں دیکھا ہو۔

بَابٌ فِي شَجَاعَةِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۸۱۶

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت

۵۸۸۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ وَأَبُو كَامِلٍ (وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى) قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَكَانَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ أَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْطَلَقَ نَاسٌ قِبَلَ الصَّوْتِ فَتَلَقَّاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاجِعًا وَقَدْ سَبَقَهُمْ إِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ لِأَبِي طَلْحَةَ عُرْيٍ فِي عُنُقِهِ السَّيْفُ وَهُوَ يَقُولُ لَمْ تُرَاعُوا لَمْ تُرَاعُوا قَالَ وَجَدْنَاهُ بَحْرًا أَوْ إِنَّهُ لَبَحْرٌ قَالَ وَكَانَ فَرَسًا يُبَطَّأُ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ حسین، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات اہل مدینہ خوف زدہ ہو گئے، صحابہ اس آواز کی طرف گئے، راستہ میں ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس جگہ سے واپس آتے ہوئے ملے، آپ حضرت ابو طلحہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے، آپ کی گردن مبارک میں تلوار تھی اور آپ فرما رہے تھے، تم کو خوفزدہ نہیں کیا گیا، تم کو خوفزدہ نہیں کیا گیا، آپ نے فرمایا ہم نے اس (گھوڑے) کو سمندر کی طرح رواں دواں پایا۔ یا وہ سمندر تھا۔ حضرت انس نے کہا وہ گھوڑا بہت آہستہ چلتا تھا۔

۵۸۸۸ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ بِالْمَدِينَةِ فَزَعٌ فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار مدینہ میں وحشت پھیل گئی، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو طلحہ کا گھوڑا مستعار لیا، اس کا نام مندوب تھا،

---

[1] علامہ ابن حجر مکی متوفی ۹۷۴ھ، فتاویٰ حدیثیہ ص ۵۵، مطبوعہ مطبع مصطفےٰ البابی واولادہ بمصر، ۱۳۵۶ھ

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِیْ طَلْحَۃَ یُقَالُ لَہٗ مَنْدُوْبٌ فَرَکِبَہٗ فَقَالَ مَا رَأَیْنَا مِنْ فَزَعٍ وَإِنْ وَجَدْنَاہُ لَبَحْرًا۔

آپ اس پر سوار ہوئے، آپ نے فرمایا ہم نے کوئی ڈر اور خوف نہیں دیکھا، اور ہم نے اس گھوڑے کو سمندر کی طرح پایا۔

۵۸۸۹ - وَحَدَّثَنَاہُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنِیْہِ یَحْیَی بْنُ حَبِیْبٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ (یَعْنِی ابْنَ الْحَارِثِ) قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ بِہٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِیْ حَدِیْثِ ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ فَرَسًا لَنَا وَلَمْ یَقُلْ لِأَبِیْ طَلْحَۃَ وَفِیْ حَدِیْثِ خَالِدٍ عَنْ قَتَادَۃَ سَمِعْتُ أَنَسًا۔

ابن جعفر کی روایت میں ہمارے گھوڑے کا ذکر ہے اور ابو طلحہ کا ذکر نہیں ہے اور قتادہ کی روایت میں سمعت انسا ہے۔

ف: علامہ نووی لکھتے ہیں: اس حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی شجاعت کا بیان ہے کیونکہ آپ دشمن کی طرف تمام لوگوں سے پہلے بہت جلد نکل کر گئے، اور حقیقت حال معلوم کر کے لوگوں کے پہنچنے سے پہلے واپس لوٹ آئے، نیز اس حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی عظیم برکت کا بیان ہے کہ آپ کے سوار ہونے کی وجہ سے سست رفتار گھوڑا انتہائی تیز رفتار ہو گیا، اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ ایک انسان واقعہ کی تحقیق کرنے اور حقیقت حال دریافت کرنے کے لیے جا سکتا ہے، اِلّا یہ کہ اس کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو، اس حدیث میں کسی چیز کے مستعار لینے کا بھی ثبوت ہے اور گلے میں تلوار لٹکانے کا ثبوت ہے اور گھوڑے کا نام رکھنے کی دلیل ہے، اس حدیث سے دیگر جانوروں کے نام رکھنے پر بھی استدلال کیا جا سکتا ہے۔

بَابُ جُوْدِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت

۵۸۹۰ - حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ أَبِیْ مُزَاحِمٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاہِیْمُ (یَعْنِی ابْنَ سَعْدٍ) عَنِ الزُّہْرِیِّ ح وَحَدَّثَنِیْ أَبُوْ عِمْرَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِیَادٍ (وَاللَّفْظُ لَہٗ) أَخْبَرَنَا إِبْرَاہِیْمُ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَۃَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَیْرِ وَکَانَ أَجْوَدُ مَا یَکُوْنُ فِیْ شَہْرِ رَمَضَانَ إِنَّ جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ یَلْقَاہُ فِیْ کُلِّ سَنَۃٍ فِیْ رَمَضَانَ حَتّٰی یَنْسَلِخَ فَیَعْرِضُ عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ فَإِذَا لَقِیَہٗ جِبْرِیْلُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خیر میں سب سے زیادہ سخی تھے، اور آپ کی سخاوت کا سب سے زیادہ ظہور رمضان کے مہینہ میں ہوتا تھا، اور حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر سال رمضان کے مہینہ میں اخیر مہینہ تک آپ سے ملاقات کرتے تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کو قرآن سناتے تھے، اور جب حضرت جبرائیل آپ سے ملاقات کرتے تو آپ بارش برسانے والی ہواؤں سے بھی زیادہ سخی ہوتے تھے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ بِالْخَیْرِ مِنَ الرِّیْحِ الْمُرْسَلَةِ۔

۵۸۹۱- وَحَدَّثَنَاہُ اَبُوْ کُرَیْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مُبَارَكٍ عَنْ یُوْنُسَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ کِلَاھُمَا عَنِ الزُّھْرِیِّ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَہٗ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں ذکر کی ہیں۔

ف: علامہ نووی لکھتے ہیں: اس حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی عظیم سخاوت کا ذکر ہے، اور یہ کہ رمضان کے مہینہ میں زیادہ سخاوت کرنی چاہیے، اور صالحین سے ملاقات کے وقت بھی زیادہ سخاوت کرنی چاہیے اور قرآن مجید کا دور کرنا چاہیے۔

بَابُ ۸۱۸ حُسْنِ خُلُقِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حسن اخلاق

۵۸۹۲- حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَاَبُو الرَّبِیْعِ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِیِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِیْنَ وَاللّٰہِ مَا قَالَ لِیْ اُفًّا قَطُّ وَلَا قَالَ لِیْ لِشَیْءٍ لِمَ فَعَلْتَ کَذَا وَھَلَّا فَعَلْتَ کَذَا زَادَ اَبُو الرَّبِیْعِ لَیْسَ مِمَّا یَصْنَعُہُ الْخَادِمُ وَلَمْ یَذْکُرْ قَوْلَہٗ وَاللّٰہِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں دس سال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا، خدا کی قسم، آپ نے کبھی مجھ سے اُف نہیں کہا، اور نہ کبھی مجھ سے یہ کہا کہ تم نے فلاں کام کیوں نہیں کیا؟ یا فلاں کام کیوں کیا، ایک روایت میں ہے جو کام خادم نہیں کرتا، اور قسم کا ذکر نہیں ہے۔

۵۸۹۳- وَحَدَّثَنَاہُ شَیْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ مِسْکِیْنٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِیُّ عَنْ اَنَسٍ بِمِثْلِہٖ۔

ایک اور سند سے بھی اس کی مثل مروی ہے۔

۵۸۹۴- وَحَدَّثَنَاہُ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَزُھَیْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِیْعًا عَنْ اِسْمَاعِیْلَ وَاللَّفْظُ لِاَحْمَدَ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَةَ اَخَذَ اَبُوْ طَلْحَةَ بِیَدِیْ فَانْطَلَقَ بِیْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اَنَسًا غُلَامٌ کَیِّسٌ فَلْیَخْدُمْكَ قَالَ فَخَدَمْتُہٗ فِی السَّفَرِ وَالْحَضَرِ وَاللّٰہِ مَا قَالَ لِیْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! انس ایک ذہین لڑکا ہے، یہ آپ کی خدمت کرے گا حضرت انس کہتے ہیں کہ پھر سفر اور حضر میں، میں آپ کی خدمت میں رہا، خدا کی قسم اگر میں نے کوئی کام کیا تو آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم نے یہ اس طرح کیوں کیا؟ اور اگر

لِشَیْءٍ صَنَعْتُهُ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا هٰکَذَا اَوْ لَا لِشَیْءٍ لَمْ اَصْنَعْهُ لِمَ لَمْ تَصْنَعْ هٰذَا هٰکَذَا۔

میں نے کوئی کام نہیں کیا تو آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم نے یہ کام اس طرح کیوں نہیں کیا۔

۵۸۹۵ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَابْنُ نُمَیْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا زَکَرِیَّاءُ حَدَّثَنِیْ سَعِیْدٌ (وَهُوَ ابْنُ اَبِیْ بُرْدَةَ) عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تِسْعَ سِنِیْنَ فَمَا اَعْلَمُهُ قَالَ لِیْ قَطُّ لِمَ فَعَلْتَ کَذَا وَکَذَا وَلَا عَابَ عَلَیَّ شَیْئًا قَطُّ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نو سال رہا، مجھے علم نہیں کہ کبھی آپ نے یوں فرمایا ہو کہ تم نے یہ کام اس طرح کیوں کیا؟ اور نہ آپ نے کبھی میری کسی چیز کی مذمت کی۔

۵۸۹۶ - حَدَّثَنِیْ اَبُوْ مَعْنٍ الرَّقَاشِیُّ زَیْدُ بْنُ یَزِیْدَ اَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ یُوْنُسَ حَدَّثَنَا عِکْرِمَةُ (وَهُوَ ابْنُ عَمَّارٍ) قَالَ قَالَ اِسْحٰقُ قَالَ اَنَسٌ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا فَاَرْسَلَنِیْ یَوْمًا لِحَاجَةٍ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا اَذْهَبُ وَفِیْ نَفْسِیْ اَنْ اَذْهَبَ لِمَا اَمَرَنِیْ بِهٖ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجْتُ حَتّٰی اَمُرَّ عَلٰی صِبْیَانٍ وَهُمْ یَلْعَبُوْنَ فِی السُّوْقِ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَبَضَ بِقَفَایَ مِنْ وَرَائِیْ قَالَ فَنَظَرْتُ اِلَیْهِ وَهُوَ یَضْحَکُ فَقَالَ یَا اُنَیْسُ اَذَهَبْتَ حَیْثُ اَمَرْتُکَ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ اَنَا اَذْهَبُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَنَسٌ وَاللّٰهِ لَقَدْ خَدَمْتُهُ تِسْعَ سِنِیْنَ مَا عَلِمْتُهُ قَالَ لِشَیْءٍ صَنَعْتُهُ لِمَ فَعَلْتَ کَذَا وَکَذَا اَوْ لِشَیْءٍ تَرَکْتُهُ هَلَّا فَعَلْتَ کَذَا وَکَذَا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سب سے اچھے تھے، آپ نے ایک دن مجھے کسی کام سے بھیجا، میں نے کہا خدا کی قسم میں نہیں جاؤں گا، حالانکہ میرے دل میں یہ تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جس کام کا حکم دیا ہے میں اس کو کرنے ضرور جاؤں گا، میں چلا گیا، حتیٰ کہ میں بازار میں کھیلنے والے چند لڑکوں کے پاس سے گزرا، کیا دیکھتا ہوں کہ پیچھے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گدی پکڑی ہوئی ہے، میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ ہنس رہے تھے، آپ نے فرمایا: اے انیس! کیا تم وہاں گئے تھے جہاں میں نے کہا تھا، میں نے کہا جی! میں جا رہا ہوں یا رسول اللہ! حضرت انس نے کہا خدا کی قسم میں نو سال آپ کی خدمت میں رہا، مجھے معلوم نہیں کہ میں نے کوئی کام کیا ہو اور آپ نے یہ فرمایا ہو کہ تم نے اس، اس طرح کیا ہے؟ یا کوئی کام میں نے ترک کیا ہو تو آپ نے اس کے لیے یہ فرمایا ہو کہ تم نے اس، اس طرح کیوں نہیں کیا۔

۵۸۹۷ - وَحَدَّثَنَا شَیْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ وَاَبُو الرَّبِیْعِ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ اَبِی التَّیَّاحِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سب سے اچھے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے قیام مدینہ کے سلسلہ میں احادیث کے تعارض کا جواب

علامہ نووی لکھتے ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نو سال اور کچھ مہینے رہے تھے، بعض روایات میں انھوں نے ان مہینوں کا اعتبار نہیں کیا اور نو سال ذکر کیے اور بعض روایات میں نو سال اور کچھ مہینوں کو تغلیباً دس سال سے تعبیر فرمایا۔ [1]

خُلق کا لغوی معنی

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

خَلق اور خُلق دونوں کی اصل ایک ہے، لیکن خَلق کا لفظ ان ہئیات، اشکال اور صورتوں کے ساتھ مختص ہے جن کا آنکھ کے ساتھ ادراک کیا جاتا ہے اور خُلق کا لفظ ان قوتوں اور خصلتوں کے ساتھ مخصوص ہے جن کا بصیرت کے ساتھ ادراک کیا جاتا ہے، اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے: انك لعلى خلق عظيم (قلم: ۴) "اور بلا شبہ آپ ضرور بہت عظیم خُلق پر ہیں"، اور انسان اپنے کسب سے جس فضیلت کو حاصل کرے اس کو خلاق کہتے ہیں قرآن مجید میں ہے: وماله فی الآخرة من خلاق (بقرہ: ۱۰۲) "آخرت میں اس کے لیے کوئی اجر نہیں"۔ [2]

علامہ ابن اثیر جذری لکھتے ہیں:

خُلُق اور خُلْق کا معنی ہے طبیعت اور خصلت اور اس کی حقیقت انسان کی باطنی صورت ہے، یہ انسان کے وہ اوصاف اور معانی ہیں جو اس کے ساتھ اس کی صورت ظاہرہ کی طرح مختص ہوں، یہ اوصاف حسن بھی ہوتے ہیں اور قبیح بھی اور انسان کی باطنی صورتوں کے اوصاف کے ساتھ ثواب اور عقاب کا تعلق اس کی ظاہری صورتوں کی بہ نسبت زیادہ ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ احادیث میں حسن خلق کی متعدد جگہ تعریف کی گئی ہے، حدیث میں ہے: حسن خلق سے زیادہ میزان میں کوئی چیز وزنی نہیں ہے، نیز آپ کا ارشاد ہے: جس چیز کی وجہ سے لوگوں کا جنت میں زیادہ دخول ہوگا وہ اللہ کا خوف ہے اور حسن خلق ہے، جس شخص کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں گے، اس کا ایمان زیادہ کامل ہوگا، نیز ارشاد ہے: انسان اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے روزہ رکھنے والے اور قیام کرنے والے کے اجر کو پا لیتا ہے اور فرمایا: مجھے مکارم اخلاق کو پورا کرنے کے لیے مبعوث کیا گیا ہے، اس قسم کی اور بہت احادیث ہیں اسی طرح بُرے اخلاق کی مذمت میں بھی بہت احادیث ہیں۔ [3]

خُلق کا اصطلاحی معنی

امام رازی لکھتے ہیں:

خُلق ایک ملکہ نفسانیہ ہے جو شخص اس سے متصف ہو اس کے لیے افعال محمودہ کا اکتساب سہل اور آسان ہو جاتا ہے، بخل، غضب، معاملات میں تشدد کرنا، قول اور فعل میں لوگوں کے ساتھ تکبر کرنا، ترک تعلق کرنا، خرید و فروخت میں تساہل کرنا، رشتہ داروں کے حقوق سے تغافل کرنا وغیرہ ان تمام چیزوں کو

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۵۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ، المفردات ص ۱۵۸، مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ ایران، ۱۳۴۲ھ

[3] علامہ محمد بن اثیر جذری متوفی ۶۰۶ھ، نہایہ ج ۲ ص ۷۰، مطبوعہ مؤسسۃ مطبوعات ایران، ۱۳۶۴ھ

سے احتراز کرنا حسن خلق میں داخل ہے جب انسان کی روح قدسیہ ہو اور اس میں معارف الٰہیہ حقیقیہ کی بہت زیادہ استعداد ہو اور عقائد باطلہ کو قبول کرنے کی بالکل استعداد نہ ہو تو پھر اس کی طبیعت میں ایسا ملکہ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کے لیے افعال محمودہ کا کرنا سہل اور آسان ہو جاتا ہے۔ [1]

حسن اخلاق کی فضیلت

علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

انسان میں از خود جو اوصاف ہوتے ہیں ان کو خُلُق کہتے ہیں کیونکہ وہ اوصاف اس میں بمنزلہ خلقت ہوتے ہیں، صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ کا خلق قرآن ہے، قتادہ کہتے ہیں کہ آپ اللہ کے اوامر پر عمل کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی نواہی سے مجتنب رہتے تھے، نیز جب حضرت عائشہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلق کے متعلق سوال کیا گیا تو حضرت عائشہ نے قد افلح المؤمنون سے لے کر دس آیتیں پڑھیں، اور کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اچھا کسی کا خلق نہیں تھا، صحابہ یا اہل بیت میں سے جو شخص بھی آپ کو بلاتا تو آپ فوراً لبیک کہتے، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "انك لعلى خلق عظيم" اور جب بھی کسی خلق محمود کا ذکر کیا گیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں اس کا بہت بڑا حصہ تھا، جنید نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خلق کو اس لیے عظیم کہا گیا ہے کہ اللہ کے سوا آپ کی ہمت (کامل توجہ) اور کسی طرف نہیں ہوتی تھی، ایک قول یہ ہے کہ آپ کے خلق کو اس لیے عظیم کہا گیا ہے کہ آپ میں مکارم اخلاق مجتمع تھے، کیونکہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے مکارم اخلاق کو مکمل کرنے کے لیے بھیجا ہے، روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ادب سکھایا اور اچھا ادب سکھایا، جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا: خذ العفو وأمر بالعرف واعرض عن الجاهلين (اعراف: ۱۹۹) "معاف کرنا اختیار کیجئے، نیکی کا حکم دیجئے اور جاہلوں سے اعراض کیجئے۔" جب میں نے اس کو قبول کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"انك لعلى خلق عظيم۔"

امام ترمذی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جہاں بھی ہو اللہ سے ڈرو، گناہ کے بعد نیکی کرو، وہ نیکی اس گناہ کو مٹا دے گی، اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ، یہ حدیث حسن صحیح ہے، نیز امام ترمذی نے حضرت ابوالدرداء سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن مومن کے میزان میں خلق حسن سے زیادہ کوئی چیز وزنی نہیں ہو گی، اور بے شک اللہ تعالیٰ بے حیاء اور درشت کلام سے بغض رکھتا ہے، یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور امام ترمذی حضرت ابو درداء سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھے اخلاق سے زیادہ کوئی چیز میزان میں وزنی نہیں ہو گی، اور اچھے اخلاق والا روزہ دار اور قیام کرنے والے کے اجر کو پا لے گا، یہ حدیث غریب ہے، اور امام ترمذی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ لوگ کس چیز کی وجہ سے جنت میں زیادہ داخل ہوں گے؟ آپ نے فرمایا اللہ کے ڈر اور اچھے اخلاق سے، اور پوچھا گیا کہ لوگ کس چیز کی وجہ سے جہنم میں زیادہ داخل ہوں گے؟ فرمایا منہ اور شرمگاہ کی وجہ سے، یہ حدیث صحیح غریب ہے، عبداللہ بن مبارک نے حسن خلق کی تعریف میں کہا: کشادہ روئی، نیکی کو پھیلانا اور تکلیف دہ

[1] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۶ ص ۱۶۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

چیز کو دور کرنا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میرے نزدیک تم میں زیادہ محبوب اور مجھ سے زیادہ قریب شخص وہ ہو گا جس کے اخلاق تم میں زیادہ اچھے ہوں گے، اور قیامت کے دن میرے نزدیک تم میں زیادہ مبغوض اور مجھ سے زیادہ دُور شخص وہ ہو گا جو بدزبان، درشت کلام اور متکبر ہوگا امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔ [1]

خُلق جبلی صفت ہے یا اختیاری؟

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

اس میں اختلاف ہے کہ حسن خلق فطری اور طبعی صفت ہے یا اکتسابی اور اختیاری صفت ہے، ایک قول یہ ہے کہ وہ فطری صفت ہے کیونکہ امام بخاری نے روایت کیا ہے: جس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان ارزاق تقسیم کیے ہیں اسی طرح اس نے تمہارے درمیان اخلاق تقسیم کیے ہیں" (الادب المفرد ص ۷۹) اور ایک قول یہ ہے کہ حسن خلق اختیاری اور کسبی صفت ہے کیونکہ حدیث صحیح میں ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اشج سے فرمایا: تم میں دو ایسی خصلتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے حلم اور انات (بوجہ اٹھانا) انھوں نے کہا یا رسول اللہ! مجھ میں یہ خصلتیں قدیم ہیں یا حدیث ہیں؟ آپ نے فرمایا قدیم ہیں، انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے مجھے دو ایسے خلق پر پیدا فرمایا جو اس کو محبوب ہیں، علامہ ابن حجر کہتے ہیں کہ ان کا سوال ہیں دو قسموں کو بیان کرنا اور آپ کا انھیں مقرر رکھنا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ بعض خلق جبلی ہوتے ہیں اور بعض خلق کسبی ہوتے ہیں (ملا علی قاری کہتے ہیں) زیادہ ظاہر یہ ہے کہ تمام اخلاق اپنی اصل کے اعتبار سے جبلی ہوتے ہیں جو کمیت اور کیفیت میں کمی اور زیادتی کی استعداد رکھتے ہیں جس طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے میں اس لیے مبعوث ہوا ہوں کہ صالح اخلاق کو مکمل کر دوں، اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور امام حاکم، امام بیہقی اور امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور امام بزار نے مکارم اخلاق کے الفاظ روایت کیے ہیں (امام مالک نے مؤطا میں محاسن اخلاق کے الفاظ روایت کیے ہیں۔ سعیدی غفرلہ) امام مسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دعا افتتاح کے یہ الفاظ روایت کیے ہیں اور مجھے اچھے اخلاق کی ہدایت دے تیرے سوا کوئی اچھے اخلاق کی ہدایت نہیں دے سکتا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی: اے اللہ! جس طرح میری صورت اچھی بنائی ہے میرے اخلاق بھی اچھے بنا دے، اور عارفین سے منقول ہے کہ اخلاق ربانیہ سے متخلق ہونا اور اوصاف الٰہیہ سے متصف ہونا حسن خلق ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو فرمایا: آپ کا خلق قرآن ہے، اس میں یہ اشارہ ہے کہ جس طرح قرآن مجید کے معانی غیر متناہی ہیں اسی طرح آپ کے خلق عظیم کے مراتب غیر متناہی ہیں، آپ کے اخلاق بنو آدم کی تمام اقسام کے افراد کو شامل ہیں بلکہ تمام مخلوقات عالم کی اجناس اور انواع کو شامل ہیں، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام عرب اور عجم اور انس و جن کی طرف مبعوث کیا بلکہ تمام ملائکہ، نباتات اور جمادات کی طرف مبعوث کیا، جیسا کہ صحیح مسلم میں یہ حدیث ہے: بعثت الی الخلق کافۃ "میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں"۔ [2]

---

[1] علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۱۸ ص ۲۲۸-۲۲۷، مطبوعہ ایران، ۱۳۸۷ھ

[2] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، جمع الوسائل ج ۲ ص ۵۹۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کے متعلق احادیث

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن عائشة انها لم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم فاحشا ولا متفحشا ولا صخابا في الاسواق ولا يجزي بالسيئة السيئة ولكن يعفو و يصفح ۱؎

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم طبعاً بُری باتیں کرتے تھے نہ تکلفاً، نہ بازار میں شور کرتے تھے، بُرائی کا بدلہ بُرائی سے نہیں دیتے تھے۔ لیکن معاف کرتے تھے اور درگذر کرتے تھے۔

عن عائشة قالت ما ضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم بيده شيئا قط الا ان يجاهد في سبيل الله ولا ضرب خادما ولا امرأة ۲؎

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جہاد کے علاوہ کبھی اپنے ہاتھ سے کسی کو نہیں مارا اور کسی خادم کو مارا اور نہ کسی عورت کو مارا۔

عن عائشة قالت ما رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم منتصرا من مظلمة ظلمها قط ما لم ينتهك من محارم الله تعالى شئ فاذا انتهك من محارم الله تعالى شئ كان من اشدهم في ذالك غضبا وما خير بين امرين الا اختار ايسرهما ما لم يكن ماثما۔ ۳؎

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے کبھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی ظلم کا بدلہ لیتے ہوئے نہیں دیکھا، بہ شرطیکہ حدود اللہ کو نہ توڑا گیا ہو، اور جب اللہ تعالیٰ کی حدود کی ذرا سی بھی خلاف ورزی ہوتی تو آپ کو اس پر سب سے زیادہ غصہ آتا، اور جب بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا گیا تو آپ ان میں سے آسان چیز کو اختیار فرما لیتے، بہ شرطیکہ وہ گناہ نہ ہو۔

عن الحسن بن علي رضي الله عنهما قال قال الحسين بن علي رضي الله عنهما سألت ابي عن سيرة رسول الله صلى الله عليه وسلم في جلسائه فقال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم دائم البشر سهل الخُلق لين الجانب ليس بفظ ولا غليظ ولا صخاب ولا فحاش

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آپ کے ہم نشینوں کے ساتھ سیرت کے متعلق سوال کیا، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ خوش رو، نرم خو اور نرم مزاج رہتے تھے، آپ بد خلق تھے نہ درشت مزاج، شور مچانے والے تھے نہ بدگو، عیب جو تھے نہ بخیل،

۱؎ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، شمائل ترمذی مع جامع ترمذی ص ۵۹۶ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
۲؎ " " " " " ، جامع ترمذی ص ۵۹۶،
۳؎ " " " " " ، جامع ترمذی ص ۵۹۶،

ولا عیاب ولا مشاح یتغافل عما لا یشتهی ولا یؤیس منه ولا یجیب فیه قد ترک نفسه من ثلاث المراء والاکبار وما لا یعنیه وترک الناس من ثلاث کان لا یذم احدا ولا یعیبه ولا یطلب عورته ولا یتکلم الا فیما رجا ثوابه واذا تکلم اطرق جلساؤه کانما علی رؤسهم الطیر واذا سکت تکلموا لا یتنازعون عنده الحدیث ومن تکلم عنده انصتوا له حتی یفرغ حدیثهم عنده حدیث اولهم یضحک مما یضحکون منه ویتعجب مما یتعجبون منه ویصبر للغریب علی الجفوة فی منطقه ومسئلته حتی ان کان اصحابه یستجلبونهم ویقول اذا رأیتم طالب حاجة یطلبها فارفدوه ولا یقبل الثناء الا من مکافئ ولا یقطع علی احد حدیثه حتی یجوز فیقطعه بنهی او قیام ۔[۱]

جس چیز کی آپ کو خواہش نہ ہوتی اس سے اعراض فرماتے اور دوسروں کو اس سے مایوس نہ کرتے' تین چیزوں کو آپ نے ترک کر دیا تھا' جھگڑا' تکبر اور بے مقصد کام' لوگوں کے معاملات میں بھی تین چیزوں کو ترک کر دیا تھا' کسی کی مذمت کرتے تھے نہ اس کو عیب لگاتے تھے' کسی کا عیب تلاش نہیں کرتے تھے' جس چیز میں ثواب کی امید ہو اس کے ماسوا میں بات نہیں کرتے تھے' جب آپ گفتگو فرماتے تو آپ کے اصحاب اس طرح سر جھکا کر بیٹھ جاتے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں' جب آپ خاموش ہو جاتے تو پھر وہ بات شروع کرتے تھے' آپ کے سامنے وہ کسی بات پر بحث نہیں کرتے تھے' جو شخص آپ سے بات کرتا تو سب خاموش ہو جاتے' حتی کہ وہ شخص اپنی بات سے فارغ ہو جاتا' جس بات پر لوگ ہنستے آپ بھی ہنستے تھے اور جس پر لوگ تعجب کرتے آپ بھی تعجب کرتے تھے' کسی اجنبی شخص کی بات اور سوال میں سختی پر صبر فرماتے' حتی کہ آپ کے اصحاب (سوال کے لیے) اجنبیوں کو لے آتے' آپ فرماتے جب تم کسی ضرورت مند کو سوال کرتے دیکھو تو اس کی حاجت پوری کرو' آپ صرف اسی شخص کی تعریف قبول کرتے جو کسی احسان کے بعد تعریف کرتا' کسی شخص کی بات نہیں کاٹتے تھے الا یہ کہ وہ حد سے بڑھ جائے پھر اس کو منع فرماتے یا اٹھ کر چلے جاتے۔

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما یقول ما سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا قط فقال لا ۔[۲]

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی سوال کے جواب میں "نہیں" نہیں فرمایا۔

عن عائشہ رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقبل الھدیۃ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے اور جواباً ہدیہ

۱۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ' شمائل ترمذی مع جامع ترمذی ص ۵۹۶' مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۲۔ " " " " ' شمائل ترمذی مع جامع ترمذی ص ۵۹۶

وشیب علیہا ۔ ۵ 　　عنایت فرماتے ۔

باب سخائہٖ صلی اللہ علیہ وسلم ۸۱۹

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جود وسخا

۵۸۹۸ - حدثنا ابو بکر بن ابی شیبۃ وعمرو الناقد قالا حدثنا سفیان بن عیینۃ عن ابن المنکدر سمع جابر بن عبد اللہ قال ما سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا قط فقال لا ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کا سوال کیا گیا ہو اور آپ نے "نہیں" فرمایا ہو ۔

۵۸۹۹ - وحدثنا ابو کریب حدثنا الاشجعی ح وحدثنی محمد بن المثنی حدثنا عبد الرحمن یعنی ابن مھدی کلاھما عن سفیان عن محمد بن المنکدر قال سمعت جابر بن عبد اللہ یقول مثلہ سواء ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل مروی ہے ۔

۵۹۰۰ - وحدثنا عاصم بن النضر التیمی حدثنا خالد یعنی ابن الحارث حدثنا حمید عن موسی بن انس عن ابیہ قال ما سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الاسلام شیئا الا اعطاہ قال فجاءہ رجل فاعطاہ غنما بین جبلین فرجع الی قومہ فقال یا قوم اسلموا فان محمدا یعطی عطاء لا یخشی الفاقۃ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اسلام لانے پر جو چیز بھی طلب کی جاتی آپ وہ عطا فرما دیتے، ایک شخص آیا اور اس نے سوال کیا آپ نے اس کو دو پہاڑوں کے درمیان کی بکریاں دے دیں، وہ شخص اپنی قوم کی طرف واپس گیا اور کہنے لگا: اے لوگو مسلمان ہو جاؤ، کیونکہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اتنا دیتے ہیں کہ فقر و فاقہ کا خدشہ نہیں رہتا ۔

۵۹۰۱ - حدثنا ابو بکر بن ابی شیبۃ حدثنا یزید بن ہارون عن حماد بن سلمۃ عن ثابت عن انس ان رجلا سال النبی صلی اللہ علیہ وسلم غنما بین جبلین فاعطاہ ایاہ فاتی قومہ فقال ای قوم اسلموا فواللہ ان محمدا لیعطی عطاء ما یخاف الفقر فقال انس ان کان الرجل لیسلم ما یرید الا الدنیا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے دو پہاڑوں کے درمیان کی بکریاں مانگیں، آپ نے اس کو وہ بکریاں عطا کر دیں ۔ پھر وہ اپنی قوم کے پاس گیا اور کہنے لگا اے میری قوم! اسلام لے آؤ کیونکہ خدا کی قسم! بے شک محمد صلے اللہ علیہ وسلم اتنا دیتے ہیں کہ فقر کا خدشہ نہیں رہتا، حضرت انس نے کہا کہ ایک آدمی صرف دنیا کی وجہ سے مسلمان ہوتا تھا،

ـــــــــــ

۵ - امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، شمائل ترمذی مع جامع ترمذی ص ۵۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

فما يسلم حتى يكون الإسلام أحب إليه من الدنيا وما عليها.

۵۹۰۲ - وحدثني أبو الطاهر أحمد بن عمرو بن سرح أخبرنا عبد الله بن وهب أخبرني يونس عن ابن شهاب قال غزا رسول الله صلى الله عليه وسلم غزوة الفتح فتح مكة ثم خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم بمن معه من المسلمين فاقتتلوا بحنين فنصر الله دينه والمسلمين وأعطى رسول الله صلى الله عليه وسلم يومئذ صفوان بن أمية مائة من النعم ثم مائة ثم مائة قال ابن شهاب حدثني سعيد بن المسيب أن صفوان قال والله لقد أعطاني رسول الله صلى الله عليه وسلم ما أعطاني وإنه لأبغض الناس إلي فما برح يعطيني حتى إنه لأحب الناس إلي.

۵۹۰۳ - حدثنا عمرو الناقد حدثنا سفيان بن عيينة عن ابن المنكدر أنه سمع جابر بن عبد الله ح وحدثنا إسحق أخبرنا سفيان عن ابن المنكدر عن جابر وعن عمرو عن محمد بن علي عن جابر أحدهما يزيد على الآخر ح وحدثنا ابن أبي عمر واللفظ له قال قال سفيان سمعت محمد بن المنكدر يقول سمعت جابر بن عبد الله قال سفيان وسمعت أيضا عمرو بن دينار يحدث عن محمد بن علي قال سمعت جابر بن عبد الله وزاد أحدهما على الآخر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو قد جاءنا مال البحرين لقد أعطيتك هكذا وهكذا وهكذا وقال بيديه جميعا فقبض النبي صلى الله عليه وسلم قبل أن يجيء مال البحرين فقدم على أبي بكر بعده

پھر اسلام لانے کے بعد اس کو اسلام دنیا اور مافیہا سے زیادہ محبوب ہو جاتا تھا۔

ابن شہاب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے غزوہ فتح میں، فتح مکہ کے لیے جہاد کیا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسلمان ہمراہیوں کے ساتھ روانہ ہوئے، اور حنین میں جنگ کی، اللہ تعالے نے آپ کے دین کو اور مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی، اس دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صفوان بن امیہ کو سو اونٹ عطا فرمائے پھر سو اونٹ دیے، ———— پھر سو اونٹ دیے، ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھ سے سعید بن مسیب نے یہ بیان کیا کہ صفوان نے یہ کہا کہ خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عطا فرمایا، جو بھی عطا فرمایا، آپ میری نظر میں تمام لوگوں سے زیادہ مبغوض تھے، آپ مجھے مسلسل عطا فرماتے رہے، حتیٰ کہ آپ میری نظر میں تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہو گئے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر ہمارے پاس بحرین کا مال آئے گا تو میں تمہیں اتنا، اتنا، اتنا دوں گا آپ نے دونوں ہاتھوں سے اشارہ فرمایا، پھر بحرین کا مال آنے سے پہلے ہی صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا، اور آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس وہ مال آیا، پھر ایک منادی نے یہ ندا کی، کہ جس شخص سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہو، یا جس کا آپ پر کوئی قرض ہو وہ آکر لے لے میں گیا اور میں نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر بحرین کا مال آیا کہ میں تمہیں اتنا، اتنا اور اتنا دوں گا، پھر حضرت ابوبکر نے ایک بار مٹھی بھر دی اور فرمایا اس کو گنو، میں نے گنا تو وہ پانچ سو تھے، حضرت ابوبکر نے فرمایا اس کی دو مثل اور لے لو۔

فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادٰى مَنْ كَانَتْ لَهٗ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ اَوْ دَيْنٌ فَلْيَأْتِ فَقُمْتُ فَقُلْتُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ قَدْ جَاءَ نَا مَالُ الْبَحْرَيْنِ اَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا اَوْ هٰكَذَا فَحَثٰى اَبُوْ بَكْرٍ مَرَّةً ثُمَّ قَالَ لِيْ عُدَّهَا فَعَدَدْتُهَا فَاِذَا هِيَ خَمْسُمِائَةٍ فَقَالَ خُذْ مِثْلَيْهَا۔

۵۹۰۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ وَاَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ اَبَا بَكْرٍ مَالٌ مِنْ قِبَلِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ مَنْ كَانَ لَهٗ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ اَوْ كَانَتْ لَهٗ قِبَلَهٗ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنَا بِنَحْوِ حَدِيْثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہوگئے تو حضرت ابو بکر کے پاس علاء بن حضرمی کی طرف سے مال آیا، حضرت ابو بکر نے کہا جس شخص سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہو یا جس کا آپ پر کوئی قرض ہو، وہ ہمارے پاس آئے، اس کے بعد مثل سابق ہے۔

ف: علامہ نووی لکھتے ہیں کہ مولفۃ الکفار کو زکوٰۃ نہیں دی جاتی اور دیگر صدقات میں اختلاف ہے، زیادہ صحیح یہ ہے کہ وہ بھی نہیں دیے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اب اسلام کو غالب کر دیا ہے، جس وقت مسلمانوں کی تعداد کم تھی، یہ اس وقت کا حکم تھا، اور مولفۃ المسلمین کو زکوٰۃ دینے میں کوئی اختلاف نہیں ہے ان کو زکوٰۃ اور بیت المال سے رقم دینا جائز ہے۔

۸۲۰ بَابُ رَحْمَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصِّبْيَانَ وَالْعِيَالَ وَتَوَاضُعِهٖ وَفَضْلِ ذٰلِكَ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بچوں پر شفقت اور آپ کی تواضع کا بیان

۵۹۰۵۔ حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ وَشَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ كِلَاهُمَا عَنْ سُلَيْمَانَ وَاللَّفْظُ لِشَيْبَانَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُلِدَ لِيَ اللَّيْلَةَ غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهٗ بِاسْمِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات میرے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام میں نے اپنے باپ ابراہیم کے نام پر رکھا ہے، پھر آپ نے اس صاحبزادے کو لوہار کی بیوی ام سیف کو دے دیا، اس لوہار کا نام ابو سیف

أَبِي إِبْرَاهِيمَ ثُمَّ دَفَعَهُ إِلَى أُمِّ سَيْفٍ امْرَأَةِ قَيْنٍ يُقَالُ لَهُ أَبُو سَيْفٍ فَانْطَلَقَ يَأْتِيهِ وَاتَّبَعْتُهُ فَانْتَهَيْنَا إِلَى أَبِي سَيْفٍ وَهُوَ يَنْفُخُ بِكِيرِهِ قَدِ امْتَلَأَ الْبَيْتُ دُخَانًا فَأَسْرَعْتُ الْمَشْيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا أَبَا سَيْفٍ أَمْسِكْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمْسَكَ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّبِيِّ فَضَمَّهُ إِلَيْهِ وَقَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ فَقَالَ أَنَسٌ لَقَدْ رَأَيْتُهُ وَهُوَ يَكِيدُ بِنَفْسِهِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَمَعَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا وَاللَّهِ يَا إِبْرَاهِيمُ إِنَّا بِكَ لَمَحْزُونُونَ۔

تھا، ایک روز آپ اس کے پاس گئے، میں بھی آپ کے ساتھ تھا، جب ہم ابو سیف کے پاس گئے تو وہ بھٹی دھونک رہا تھا اور گھر دھوئیں سے بھرا ہوا تھا، میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اس کے پاس جلدی جلدی گیا، اور اس سے کہا: اے ابو سیف! ذرا ٹھہر جاؤ، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں، وہ ٹھہر گیا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بچہ کو منگوایا، اور اس کو اپنے ساتھ چمٹا لیا، اور جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ فرمایا، حضرت انس کہتے ہیں، میں اس بچہ کو دیکھ رہا تھا وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے جان دے رہا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، آپ نے فرمایا: آنکھیں رو رہی ہیں اور دل غمگین ہے، اور ہم وہی بات کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہے، بہ خدا، اے ابراہیم! ہم تمہاری وجہ سے غمزدہ ہیں۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مصیبت پر غیر اختیاری طور پر آنسو گرنے اور غمزدہ ہونے پر مواخذہ نہیں ہوتا، البتہ نوحہ کرنا منع ہے۔

۵۹۰۶- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ (وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ) عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَرْحَمَ بِالْعِيَالِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ إِبْرَاهِيمُ مُسْتَرْضِعًا لَهُ فِي عَوَالِي الْمَدِينَةِ فَكَانَ يَنْطَلِقُ وَنَحْنُ مَعَهُ فَيَدْخُلُ الْبَيْتَ وَإِنَّهُ لَيُدَّخَنُ وَكَانَ ظِئْرُهُ قَيْنًا فَيَأْخُذُهُ فَيُقَبِّلُهُ ثُمَّ يَرْجِعُ قَالَ عَمْرٌو فَلَمَّا تُوُفِّيَ إِبْرَاهِيمُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ ابْنِي وَإِنَّهُ مَاتَ فِي الثَّدْيِ وَإِنَّ لَهُ لَظِئْرَيْنِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو اپنی اولاد پر شفیق نہیں دیکھا، حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ مدینہ کی بالائی بستی میں دودھ پیتے تھے، آپ وہاں تشریف لے جاتے تھے، اور ہم بھی آپ کے ساتھ ہوتے تھے آپ وہاں تشریف لے جاتے درآں حالیکہ وہاں دھواں ہوتا کیونکہ اس دایہ کا خاوند لوہار تھا، آپ بچہ کو بوسہ دیتے اور پھر لوٹ آتے، جب حضرت ابراہیم فوت ہو گئے تو آپ نے فرمایا ابراہیم میرا بیٹا ہے اور وہ دودھ پینے کے ایام میں فوت ہو گیا، اور اس کے لیے دو دودھ پلانے والیاں ہیں جو جنت میں مدت رضاعت تک اس کو دودھ پلائیں گی۔

تُكَمِّلَانِ رَضَاعَهُ فِي الْجَنَّةِ ۔

۵۹۰۷ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا أَتُقَبِّلُونَ صِبْيَانَكُمْ فَقَالُوا نَعَمْ فَقَالُوا لَكِنَّا وَاللَّهِ مَا نُقَبِّلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمْلِكُ إِنْ كَانَ اللَّهُ نَزَعَ مِنْكُمُ الرَّحْمَةَ وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ دیہاتی آئے، اور انھوں نے پوچھا، کیا آپ اپنے بچوں کو بوسہ دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں! انھوں نے کہا لیکن بخدا ہم تو اپنے بچوں کو بوسہ نہیں دیتے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے رحمت نکال لی ہے تو میں اس کا مالک تو نہیں ہوں! ابن نمیر کی روایت میں ہے تمہارے دل سے رحمت نکال لی ہے۔

۵۹۰۸ - وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ أَبْصَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ الْحَسَنَ فَقَالَ إِنَّ لِي عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ وَاحِدًا مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ مَنْ لَا يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اقرع بن حابس نے دیکھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت حسن کو بوسہ دے رہے تھے، اس نے کہا میرے دس بچے ہیں اور میں نے ان میں سے کسی کو بوسہ نہیں دیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔

۵۹۰۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی۔

۵۹۱۰ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيرٍ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عِيسَى ابْنُ يُونُسَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ وَأَبِي ظَبْيَانَ عَنْ

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا اس پر اللہ عزوجل رحم نہیں کرے گا۔

جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَا يَرْحَمِ النَّاسَ لَا يَرْحَمْهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ

۵۹۱۱- وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَابْنُ أَبِيْ عُمَرَ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ الْأَعْمَشِ۔

حضرت جریر نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

ف: رحمت کے آثار سے یہ بھی ہے کہ راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کر دے، مصیبت زدہ کی دادرسی کرے، جنگی قیدیوں کو چھڑائے، مضطر کی مدد کرے، ڈوبنے والے کو بچائے۔

بَابُ[۸۲۱] كَثْرَةِ حَيَائِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بکثرت حیاء کا بیان

۵۹۱۲- حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِيْ عُتْبَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنّٰى وَأَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِيْ عُتْبَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِيْ خِدْرِهَا وَكَانَ إِذَا كَرِهَ شَيْئًا عَرَفْنَاهُ فِيْ وَجْهِهِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پردے میں رہنے والی کنواری لڑکی سے زیادہ حیاء کرنے والے تھے، جب آپ کو کوئی چیز ناپسند ہوتی تو ہم آپ کے چہرے سے جان لیتے۔

۵۹۱۳- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو حِيْنَ قَدِمَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْكُوْفَةِ فَذَكَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ میں آئے، تو انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا، اور کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم طبعاً بدگوئی کرتے تھے نہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحَاسِنَكُمْ أَخْلَاقًا قَالَ عُثْمَانُ حِيْنَ قَدِمَ مَعَ مُعَاوِيَةَ إِلَى الْكُوْفَةِ۔

تکلفاً اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں اچھے لوگ وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں، عثمان نے کہا جب آپ حضرت معاویہ کے ساتھ کوفہ میں آئے۔

۵۹۱۴ - وَحَدَّثَنَاهُ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَوَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوْ سَعِيْدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ خَالِدٍ (يَعْنِي الْأَحْمَرَ) كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں۔

حیاء کا لغوی اور شرعی معنی

علامہ مناوی لکھتے ہیں

علامہ ابن دقیق العید نے کہا مذمت اور عتاب کے خوف سے انسان کے اوپر تغیر اور انکسار کی جو حالت طاری ہوتی ہے، اس کو لغت میں حیاء کہتے ہیں اور اصطلاح شرع میں جو وصف انسان کو برے کاموں سے اجتناب اور اچھے کاموں کے اکتساب پر برانگیختہ کرے اس کو حیاء کہتے ہیں، ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالے کی نعمتیں اور اپنی تقصیرات کو دیکھنے سے جو حالت پیدا ہوتی ہے اس کو حیاء کہتے ہیں، حیاء کی کئی قسمیں ہیں:

(۱)۔ کریم کی حیاء: جیسے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب کے ولیمہ میں بعض لوگوں کے زیادہ ٹھہرنے کی وجہ سے حیاء کی اور ان سے یہ نہیں فرمایا کہ تم اٹھ کر چلے جاؤ۔

(۲)۔ محب کی محبوب سے حیاء: حتیٰ کہ جب اس کے دل میں کوئی چیز کھٹکے تو حیاء جوش میں آئے۔

(۳)۔ حیاء العبودیۃ: بندہ اپنے نیک اعمال کی کمی یا بداعمالیوں کو دیکھ کر شرمندہ ہو۔

(۴)۔ انسان کا اپنے آپ سے حیاء کرنا: اپنے آپ کو کسی بلند منصب پہ دیکھ کر اپنے نقصائص کا خیال کر کے خود سے حیاء کرنا۔ [۱]

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

حیاء، حیاۃ سے ماخوذ ہے، ایک سے زمین کی زندگی ہے اور دوسری سے دل کی زندگی ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا جو ارشاد ہے، "حیاء ایمان سے ہے" ہو سکتا ہے اس سے یہی مراد ہو، مذمت کے خوف سے انسان پر جو تغیر اور انکسار کی حالت طاری ہوتی ہے اس کو لغت میں حیاء کہتے ہیں، اور اصطلاح شرع میں حیاء اس وصف کو کہتے ہیں جو برے کاموں سے اجتناب اور حقدار کے حق میں تقصیر سے احتراز کرنے پر ابھارتا ہے، حقوق اللہ اور حقوق العباد کو حسن اور کمال سے ادا کرنا حیاء پر موقوف ہے۔ [۲]

[۱]۔ علامہ عبد الرؤف مناوی مصری متوفی ۱۰۰۳ھ، شرح الشمائل علی ہامش جمع الوسائل ج ۲ ص ۲۱۶ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی۔

[۲]۔ ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، جمع الوسائل ج ۲ ص ۲۱۶ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

علامہ مناوی لکھتے ہیں:

اگر حیاء کی وجہ سے ضعف، بزدلی، حق سے خروج اور حد قائم کرنے کو چھوڑنا پیدا نہ ہو تو حیاء محمود ہے ورنہ مذموم ہے، جنسی عمل کو گفتگو میں کنایہ سے تعبیر کرنا بھی حیاء کے آثار سے ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجروں کے پیچھے غسل کرتے تھے اور کسی نے آپ کی شرمگاہ کو نہ دیکھا، حضرت ابن عمر نے کہا کہ میں نے آپ سے زیادہ کسی کو بہادر اور آپ سے زیادہ کسی کو عبادت گذار نہیں دیکھا، جب آپ کو کوئی چیز ناگوار ہوتی تو آپ کے چہرہ سے معلوم ہو جاتا، کیونکہ آپ کا چہرہ آفتاب کی طرح تھا، جب آپ کو کوئی چیز ناگوار لگتی تو یوں معلوم ہوتا جیسے آفتاب پر ابر آگیا ہو۔ [۱]

۸۲۲- بَابُ تَبَسُّمِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحُسْنِ عِشْرَتِهِ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا تبسم اور حسن معاشرت

۵۹۱۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ سِمَاكِ ابْنِ حَرْبٍ قَالَ قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَكُنْتَ تُجَالِسُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ كَثِيرًا كَانَ لَا يَقُومُ مِنْ مُصَلَّاهُ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ الصُّبْحَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَإِذَا طَلَعَتْ قَامَ وَكَانُوا يَتَحَدَّثُونَ فَيَأْخُذُونَ فِي أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فَيَضْحَكُونَ وَيَتَبَسَّمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

سماک بن حرب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں شرکت کرتے تھے؟ انھوں نے کہا ہاں بہت مرتبہ، آپ جس جگہ صبح کی نماز پڑھتے تھے تو طلوع آفتاب سے پہلے وہاں سے نہیں اٹھتے تھے، جب آفتاب طلوع ہوتا تو آپ وہاں سے اٹھتے صحابہ کرام باتوں میں مشغول ہوتے اور زمانہ جاہلیت کے کاموں کا تذکرہ کرتے اور ہنستے تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی مسکرا دیتے تھے۔

تبسم، ہنسی اور قہقہہ کی تعریفات

علامہ مناوی لکھتے ہیں:
مسکرانے کی ہنسی کے ساتھ ایسی نسبت ہے جیسی اونگھ کی نیند کے ساتھ ہے، خوشی کی وجہ سے چہرہ پھیل جائے اور دانت ظاہر ہو جائیں پھر اگر دور تک آواز سنائی دے تو قہقہہ ہے اور اگر قریب تک آواز سنائی دے تو ہنسی ہے اور اگر بالکل آواز نہ ہو تو پھر تبسم ہے۔ [۲]

تبسم اور ہنسی کا حکم

علامہ نووی لکھتے ہیں:
اس حدیث میں صبح کی نماز کے بعد ذکر کرنے اور مصلاء نماز پر بیٹھنے کا استحباب ہے، قاضی عیاض نے کہا ہے کہ سلف صالحین کا یہی طریقہ تھا اور اہل علم کا بھی یہی معمول تھا، وہ طلوع شمس تک اس وقت میں ذکر اور دعا میں مشغول رہتے تھے، نیز اس حدیث میں پچھلی امتوں کا ذکر کرنے اور ہنسنے کا جواز ہے، اور افضل یہ ہے کہ تبسم کرنے پر اقتصار کیا جائے، جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات میں تبسم پر اکتفاء

---

[۱]- علامہ عبدالرؤف مناوی مصری متوفی ۱۰۰۳ھ، شرح الشمائل علی ہامش جمع الوسائل ج ۲ ص ۲۱۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

[۲]- علامہ عبدالرؤف مناوی مصری متوفی ۱۰۰۳ھ، شرح الشمائل ج ۲ ص ۱۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

کرتے تھے، زیادہ ہنسنا مکروہ ہے اور اہل مراتب اور اہل علم کا زیادہ ہنسنا قبیح ہے۔ [1]

علامہ ابی لکھتے ہیں:

زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے اور یہ بڑے بڑے لوگوں کا طریقہ ہے، اہل فضل اور اہل علم کے حال کے مناسب صرف تبسم ہے۔ [2]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تبسم اور ہنسی کے مواقع اور اسباب

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

نبی صلے اللہ علیہ وسلم امر آخرت کی باتوں پر ہنستے تھے اور دنیاوی باتوں پر صرف مسکرا دیتے تھے۔ حدیث میں ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہنستے تو دیواریں روشن ہو جاتیں، یعنی دیواروں پر آپ کا نور چمکتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی شخص کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تبسم کرتے ہوئے نہیں دیکھا (شمائل ترمذی)۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہنسنے کی بہ نسبت مسکراتے زیادہ تھے، اس کے برخلاف عام لوگوں کی ہنسی تبسم سے زیادہ ہوتی ہے، اس لیے یہ حدیث اس سے متعارض نہیں ہے کہ آپ مسلسل غمگین رہتے تھے، ایک توجیہ یہ ہے کہ آپ امور آخرت کی وجہ سے ہمیشہ غمگین رہتے تھے۔ اور لوگوں کے ساتھ ظاہری طور پر بہ کثرت تبسم کرتے تھے تاکہ ان کی تالیف قلب ہوتی رہے۔ [3]

۸۲۳ بَابُ فِي رَحْمَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنِّسَاءِ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی عورتوں پر رحمت

۵۹۱۶ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ وَحَامِدُ بْنُ عُمَرَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو كَامِلٍ جَمِيعًا عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ أَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ وَغُلَامٌ أَسْوَدُ يُقَالُ لَهُ أَنْجَشَةُ يَحْدُو فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَنْجَشَةُ رُوَيْدَكَ سَوْقًا بِالْقَوَارِيرِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں جا رہے تھے، اور آپ کے ساتھ انجشہ نام کا ایک حبشی لڑکا گا رہا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا اے انجشہ آہستہ آہستہ چلو! جیسے شیشہ کو لے جا رہے ہو۔

۵۹۱۷ - وَحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ وَحَامِدُ بْنُ عُمَرَ وَأَبُو كَامِلٍ قَالُوا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۵۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۱۲۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[3] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، جمع الوسائل ج ۲ ص ۲۰-۱۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ بِنَحْوِهٖ۔

۵۹۱۸ - وَحَدَّثَنِیْ عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ عُلَیَّةَ قَالَ زُهَیْرٌ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتٰی عَلٰی اَزْوَاجِهٖ وَسَوَّاقٌ یَّسُوْقُ بِهِنَّ یُقَالُ لَهٗ اَنْجَشَةُ فَقَالَ وَیْحَكَ یَا اَنْجَشَةُ رُوَیْدًا سَوْقَكَ بِالْقَوَارِیْرِ قَالَ قَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ تَكَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِكَلِمَةٍ لَوْ تَكَلَّمَ بِهَا بَعْضُكُمْ لَعِبْتُمُوْهَا عَلَیْهِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج کے پاس گئے دراں حالیکہ انجشہ نام کا ایک اونٹ ہانکنے والا ان کے اونٹ ہانک رہا تھا آپ نے فرمایا: اے انجشہ اپنے اونٹوں کو آہستہ ہانکو، جیسے شیشہ کو لے جا رہے ہو، ابوقلابہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا کلمہ فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی ایسا کلمہ کہتا تو تم اس پر عیب لگاتے۔

۵۹۱۹ - وَحَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی اَخْبَرَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ عَنْ سُلَیْمَانَ التَّیْمِیِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ حَدَّثَنَا التَّیْمِیُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَتْ اُمُّ سُلَیْمٍ مَعَ نِسَآءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُنَّ یَسُوْقُ بِهِنَّ سَوَّاقٌ فَقَالَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیْ اَنْجَشَةُ رُوَیْدًا سَوْقَكَ بِالْقَوَارِیْرِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے ساتھ حضرت ام سلیم بھی تھیں اور ایک اونٹ ہانکنے والا ان کے اونٹوں کو ہنکا رہا تھا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انجشہ شیشوں کو آہستہ لے کر چلو۔

۵۹۲۰ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنِیْ هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَادٍ حَسَنُ الصَّوْتِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رُوَیْدًا یَا اَنْجَشَةُ لَا تَكْسِرِ الْقَوَارِیْرَ یَعْنِیْ ضَعَفَةَ النِّسَآءِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک خوش الحان حدی خواں تھا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: اے انجشہ شیشوں کو نہ توڑنا، یعنی کمزور عورتوں کو تکلیف نہ دینا۔

۵۹۲۱ - وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ یَذْكُرْ حَادٍ حَسَنُ الصَّوْتِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک روایت ذکر کی اور اس میں حدی خواں کی خوش الحانی کا ذکر نہیں ہے۔

علامہ اُبّی لکھتے ہیں:

ان احادیث میں شیشہ سے مراد خواتین ہیں، کیونکہ ان کے عزائم ضعیف ہوتے ہیں اور جس طرح شیشہ نازک ہوتا ہے اور جلدی ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح عورتیں بھی نازک اندام ہوتی ہیں اور ان کی ٹوٹ پھوٹ کا بھی خطرہ ہوتا

ہے۔ آپ نے اس خوش الحان حدی خواں کو گانے سے اس لیے منع کیا کہ عورتیں اس کی آواز کے حسن سے فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں، یا اس لیے کہ گانے کی آواز سن کر اونٹ تیز چلتے ہیں اور ان کے تیز چلنے کی وجہ سے عورتوں کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ [1]

باب ۸۲ قرب النبي عليه السلام من الناس وتبركهم به وتواضعه لهم

لوگوں کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے تبرک اور قرب حاصل کرنا اور آپ کا تواضع فرمانا

۵۹۲۲ - حدثنا مجاهد بن موسى وابو بكر بن النضر بن ابي النضر وهارون بن عبد الله جميعا عن ابي النضر قال ابو بكر حدثنا ابو النضر (يعني هاشم بن القاسم) حدثنا سليمان بن المغيرة عن ثابت عن انس بن مالك قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا صلى الغداة جاء خدم المدينة بآنيتهم فيها الماء فما يؤتى باناء الا غمس يده فيها فربما جاؤه في الغداة الباردة فيغمس يده فيها۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو مدینہ کے غلام پانی سے بھرے ہوئے اپنے اپنے برتن لے کر آتے، آپ ہر برتن میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے، بسا اوقات سرد صبح میں یہ واقعہ ہوتا اور آپ اپنا ہاتھ ان میں ڈبو دیتے۔

۵۹۲۳ - حدثنا محمد بن رافع حدثنا ابو النضر حدثنا سليمان عن ثابت عن انس قال لقد رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم والحلاق يحلقه واطاف به اصحابه فما يريدون ان تقع شعرة الا في يد رجل۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حجام آپ کا سر مونڈ رہا تھا۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپ کے گرد گھوم رہے تھے، وہ چاہتے تھے کہ آپ کا کوئی بال بھی زمین پر گرنے کی بجائے ان کے ہاتھ میں گرے۔

۵۹۲۴ - وحدثنا ابو بكر بن ابي شيبة حدثنا يزيد بن هرون عن حماد بن سلمة عن ثابت عن انس ان امراة كان في عقلها شيء فقالت يا رسول الله ان لي اليك حاجة فقال يا ام فلان انظري اي السكك شئت حتى اقضي لك حاجتك فخلا معها في بعض الطرق حتى فرغت من حاجتها۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت کی عقل میں کچھ فتور تھا، وہ کہنے لگی یا رسول اللہ! مجھے آپ سے کچھ کام ہے، آپ نے فرمایا: اے ام فلاں! جس گلی میں چاہو انتظار کرو، میں تمہاری حاجت پوری کر دوں گا، پھر آپ نے راستہ میں اس سے بات کی اور اس کی حاجت پوری کر دی

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۱۲۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

ف: وہ عورت سب کے سامنے اپنی حاجت بیان کرنا نہیں چاہتی تھی، اس لیے آپ نے اس سے تنہائی میں ملاقات کی۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے تبرک حاصل کرنا

حدیث نمبر ۵۹۲۲ میں ہے کہ صحابہ کرام روز صبح پانی کے بھرے ہوئے برتن نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لاتے اور آپ اس میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے۔ علامہ ابّی مالکی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

صحابہ کرام نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کے لمس سے برکت حاصل کرنے کے لیے، اپنے برتنوں میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ لگواتے تھے، اس حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حسن خلق کا بیان ہے آپ سب لوگوں سے مل جل کر رہتے تھے اور ہر چھوٹے اور بڑے کے بلانے پر چلے آتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا انک لعلی خُلُقٍ عظیم (قلم: ۴) "بے شک ضرور آپ بڑی شان والے خلق پر ہیں" [1]

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بالوں سے تبرک حاصل کرنا

حدیث نمبر ۵۹۲۳ میں ہے جب حجام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سر مونڈتا تو صحابہ کرام آپ کے گرد گھومتے اور کسی بال کو زمین پر گرنے نہیں دیتے تھے اور اپنے ہاتھوں میں لے لیتے۔

امام بخاری اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن ابن سیرین قال قلت لعبیدۃ عندنا من شعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصبناہ من قبل انس او من قبل اھل انس فقال لان تکون عندی شعرۃ منہ احب الی من الدنیا وما فیھا۔ [2]

ابن سیرین کہتے ہیں میں نے عبیدہ سے کہا ہمارے پاس نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک بال ہے جو مجھے حضرت انس یا حضرت انس کے گھر والوں سے ملا تھا، ابن سیرین نے کہا اگر میرے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک بال بھی ہو تو وہ مجھے دنیا اور ما فیہا سے زیادہ محبوب ہے۔

عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما حلق راسہ کان ابو طلحۃ اول من اخذ شعرہ۔ [3]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب سر منڈوایا تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے آپ کے بال لیے۔

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں:

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا بال اس کی پاکیزگی اور نظافت کی وجہ سے بطور

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۱۲۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[3] " " " " ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۹، " "

تبرک اپنی ٹوپی میں رکھا ہوا تھا۔ وہ جہاد میں اس ٹوپی کو پہن کر جاتے اور اس کی برکت سے مدد طلب کرتے تھے۔ جنگ یمامہ میں وہ ٹوپی گر گئی تو انھوں نے اس کو بہت شدید سمجھا اور حالت جہاد میں ٹوپی اٹھائی) صحابہ کرام کو اس پر حیرت ہوئی تو حضرت خالد بن ولید نے کہا کہ میں نے اس ٹوپی کی قیمت کی وجہ سے ایسا نہیں کیا بلکہ میں نے اس کو ناپسند کیا کہ یہ ٹوپی مشرکین کے ہاتھوں میں پڑ جائے حالانکہ اس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا بال ہے۔ [1]

صحیح مسلم کی زیر بحث حدیث کی شرح میں علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ صحابہ کرام بہ طور تبرک آپ کے بال کو ____ حاصل کرتے تھے اور اس کی تعظیم وتکریم کرتے تھے۔ [2]

بَابُ تَرْكِ الْاِنْتِقَامِ اِلَّا لِلّٰهِ تَعَالٰى!

اپنی ذات کا انتقام نہ لینا اور حدود الٰہی میں سختی کرنا

۵۹۲۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ابْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ فِيْمَا قُرِئَ عَلَيْهِ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَمْرَيْنِ اِلَّا اَخَذَ اَيْسَرَهُمَا مَالَمْ يَكُنْ اِثْمًا فَاِنْ كَانَ اِثْمًا كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ اِلَّا اَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا جاتا تو آپ ان میں سے زیادہ آسان چیز کو اختیار فرماتے، بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو، اور اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ سب سے زیادہ اس سے دور رہنے والے تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیا، الا یہ کہ کوئی شخص اللہ کی حدود کی خلاف ورزی کرے۔

۵۹۲۶ - وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاِسْحٰقُ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ جَمِيْعًا عَنْ جَرِيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا اَحْمَدُ ابْنُ عَبْدَةَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ كِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُحَمَّدٍ فِيْ رِوَايَةِ فُضَيْلٍ ابْنِ شِهَابٍ وَفِيْ رِوَايَةِ جَرِيْرٍ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ ح وَحَدَّثَنِيْهِ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ

امام مسلم نے اس حدیث کی تین سندیں بیان کیں

---

[1] علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۳ ص ۳۷، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ، مصر ۱۳۴۸ھ

[2] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۱۲۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ مَالِكٍ۔

۵۹۲۷۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ أَحَدُهُمَا أَيْسَرُ مِنَ الْآخَرِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب بھی رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو دو کاموں کے درمیان اختیار دیا گیا تو آپ نے ان میں سے زیادہ آسان کام کو اختیار کیا بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو، اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ اس سے سب سے زیادہ دور ہونے والے تھے۔

۵۹۲۸۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُوْ كُرَيْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ جَمِيْعًا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ إِلٰى قَوْلِهِ أَيْسَرَهُمَا وَلَمْ يَذْكُرَا مَا بَعْدَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۵۹۲۹۔ حَدَّثَنَاهُ أَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهِ وَلَا امْرَأَةً وَلَا خَادِمًا إِلَّا أَنْ يُّجَاهِدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا نِيْلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهِ إِلَّا أَنْ يُّنْتَهَكَ شَيْءٌ مِّنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا، کسی عورت کو نہ کسی خادم کو، البتہ جہاد فی سبیل اللہ میں قتال فرمایا، اور جب بھی آپ کو کچھ نقصان پہنچایا گیا آپ نے اس سے انتقام نہیں لیا، الا یہ کہ اللہ تعالٰی کی حدود کی خلاف ورزی کی جائے، پھر آپ اللہ عزوجل کے لیے انتقام لیتے۔

۵۹۳۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدَةُ وَوَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ يَزِيْدُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

مفتیوں کو چاہیے کہ فتویٰ دیتے وقت مسلمانوں کی سہولت اور آسانی کو پیش نظر رکھیں

حدیث ۵۹۲۷ میں ہے:

جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا جاتا تو آپ ان میں سے زیادہ آسان کو اختیار فرماتے، بشرطیکہ وہ امر گناہ نہ ہو، علامہ مناوی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

آپ کا یہ طریقہ امت کی تعلیم کے لیے ہے، کیونکہ دین یسر (آسانی) پر مبنی ہے، اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے: یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔ "اللہ تعالٰی تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے وہ تم کو مشکل میں ڈالنے کا ارادہ نہیں کرتا"، پس اگر اللہ تعالٰی امت کو دو سزائیں دینے کے درمیان آپ کو اختیار دیتا

تو آپ آسان سزا کو اختیار فرماتے، یا قتال کفار اور جزیہ لینے کے درمیان اختیار دیتا تو آپ جزیہ لینے کو اختیار فرماتے۔[1]

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

اگر اللہ تعالیٰ آپ کو امت کے لیے عبادت میں مجاہدہ یا درمیانہ روی کا اختیار دیتا تو آپ درمیانہ روی کو اختیار فرماتے، یا اگر کفار آپ کو معاہدہ صلح یا جنگ کا اختیار دیتے تو آپ معاہدہ صلح کو اختیار فرماتے (جیسے صلح حدیبیہ میں) ملا علی قاری فرماتے ہیں اللہ کی جانب سے امت کے معاملہ میں ایک اور تخییر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ امت پر کسی چیز کے وجوب یا استحباب میں اختیار دے یا کسی چیز کی تحریم یا اباحت میں اختیار دے تو آپ اس امر کو اختیار فرماتے جس میں امت کے لیے سہولت یا آسانی ہوتی۔[2] (مثلاً حج کو ہر سال فرض نہ کرنا، مسواک کرنے کو واجب نہ کرنا، تراویح کی فرضیت کے خدشہ سے باجماعت تراویح کو ترک کر دینا۔ سعیدی غفرلہٗ)

مفتیوں کو چاہیے کہ فتویٰ دیتے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو پیش نظر رکھیں اور اگر کسی مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہو تو اس قول پر فتویٰ دیں جس میں امت مسلمہ کے لیے آسانی اور سہولت ہو، مثلاً ایلو پیتھک دواؤں سے علاج کرنا امام اعظم کے قول پر جائز ہے اور امام محمد کے قول پر ناجائز ہے تو اس مسئلہ میں امام اعظم کے قول پر فتویٰ دینا چاہیے، اسی طرح مزارعت امام اعظم کے قول پر ناجائز ہے اور صاحبین کے نزدیک جائز ہے یہاں صاحبین کے قول پر فتویٰ دینا چاہیے، مفقود الخبر کے مسئلہ میں امام مالک اور امام احمد کے قول پر فتویٰ دینا چاہیے، اسی طرح جبر، ظلم یا کسی اور معقول وجہ کی بناء پر عدالت نے یک طرفہ فیصلہ کر کے تفریق کر دی ہو تو امام شافعی اور امام مالک کے قول پر فتویٰ دے کر تفریق کو نافذ کر دینا چاہیے، اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو آباد کرے نہ طلاق دے تو ائمہ ثلاثہ کے قول پر فتویٰ دے کر تفریق کر دینی چاہیے، امامت، خطابت اور دینی کتب کی تدریس کی اجرت کا جواز بھی متاخرین فقہاء احناف کے فتویٰ پر مبنی ہے، اسی طرح تراویح پڑھانے والے حافظ کے نذرانے کے جواز کا فتویٰ دینا چاہیے کیونکہ فقہاء تابعین میں سے سعید بن جبیر نے یہ نذرانہ قبول کیا ہے، ہمارے زمانہ میں انتقال خون کے مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے اس میں بھی جواز کو اختیار کرنا چاہیے، لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے جواز، چلتی گاڑی اور ہوائی جہاز میں نماز اور جنازہ مسجد سے باہر رکھ کر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے میں بھی علماء کا اختلاف ہے، ان تمام صورتوں میں جواز کے قول پر فتویٰ دینے میں امت مسلمہ کے لیے سہولت ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دین یسر (آسان) ہے اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ساتھ آسانی اور سہولت کا ارادہ کرتا ہے۔ آپ مسلمانوں کے اعمال میں آسانی اور سہولت تلاش کریں، اللہ تعالیٰ آخرت میں آپ کی مشکلات آسان فرمائے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقام نہ لینے کے شواہد

حدیث نمبر ۵۹۲۵ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی ذات کا انتقام نہیں لیا، علامہ مناوی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

---

[1] علامہ عبد الرؤف مناوی متوفی ۱۰۰۳ھ، شرح الشمائل علی ہامش جمع الوسائل ج ۲ ص ۱۹۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

[2] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، جمع الوسائل ج ۲ ص ۱۹۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

جب کفار نے آپ کے سر پر پتھر مار کر آپ کا خون بہایا تو آپ نے فرمایا اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے، یا جب کسی نے سختی سے آپ کو آواز دی، یا جس نے آپ کی چادر کو اس زور سے کھینچا کہ آپ کی گردن میں نشان پڑ گیا، اور کہا آپ مجھے اپنے مال یا اپنے باپ کے مال سے نہیں دیتے تو آپ ہنسے اور اس کو مال دینے کا حکم دیا، اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صبر، حلم، حق کو قائم کرنے اور دین پر تصلب کی دلیل ہے، اور یہی آپ کا خلق حسن ہے، کیونکہ اگر آپ حدود اللہ کو قائم نہ کرتے تو اس سے دین میں ضعف ہوتا، اور اگر آپ اپنے نفس کا انتقام لیتے تو یہ صبر اور حلم کے خلاف ہوتا، آپ نے دونوں مذموم طرفوں کو اختیار نہ کر کے خیر الامور اوسطہا کو اختیار کیا۔ [۱]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق توہین آمیز کلام کفر ہے خواہ توہین کی نیت نہ ہو اور آپ کے خود معاف کرنے کی وجوہات

قرآن مجید میں ہے:

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ (احزاب: ۳۳)

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت فرماتا ہے۔

اس آیت کی روشنی میں فقہاء اسلام نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب و شتم کرنا اور آپ کو ایذاء دینا کفر ہے اور دنیا اور آخرت میں لعنت کا موجب ہے۔

شیخ انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

المدار فی الحکم بالکفر علی الظواھر ولا نظر للمقصود والنیات ولا نظر لقرائن حالہ (اکفار الملحدین ص ۷۳)

کفر کے حکم کا دار و مدار ظاہر پر ہے، قصد، نیت اور قرائن حال پر نہیں ہے

نیز شیخ کشمیری لکھتے ہیں:

وقد ذکر العلماء ان التہور فی عرض الانبیاء وان لم یقصد السب کفر۔ (اکفار الملحدین ص ۸۶)

علماء نے فرمایا ہے کہ انبیاء کی شان میں جرأت اور دلیری کفر ہے خواہ توہین کا قصد نہ ہو۔

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

امام مالک نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود سب و شتم کرنے والے کو معاف کر دیتے تھے، ایک شخص نے آپ کی تقسیم کے متعلق کہا اس تقسیم سے اللہ کی رضا مندی کا ارادہ نہیں کیا گیا، ہر چند کہ اس قول میں دین کی بے حرمتی ہے لیکن آپ نے اس شخص کو اس لیے معاف کر دیا کہ اس نے یہ قصد نہیں کیا تھا کہ آپ نے حق سے تجاوز کیا ہے بلکہ اس کے خیال میں یہ ایک دنیاوی معاملہ تھا جس میں صواب اور غیر صواب ہو سکتا تھا، یا آپ نے اس کو تالیف قلب کے لیے معاف کر دیا، یا آپ نے اس کی قوم کی تالیف کے لیے اس کو معاف کر دیا، اور جس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب و شتم

---

[۱] علامہ عبد الرؤف مناوی متوفی ۱۰۰۳ھ، شرح الشمائل علی ہامش جمع الوسائل ج ۲ ص ۱۹۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

کیا اس کے کفر پر اجماع ہے؟[1] علامہ اُبّی کی بیان کردہ پہلی وجہ صحیح نہیں ہے باقی دو وجہیں صحیح ہیں۔

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

نبی صلے اللہ علیہ وسلم منافقین سے اس لیے درگذر کرتے تھے کہ لوگ آپ سے دور نہ ہوں، اور یہ نہ کہیں کہ آپ اپنے اصحاب کو قتل کر رہے ہیں اور کبھی آپ تالیفِ قلب کے لیے کافر معاہد سے درگذر کر لیتے اور کبھی کافر حربی سے اس لیے درگذر فرماتے کہ اس نے احکام اسلام کا التزام نہیں کیا تھا۔[2]

بَابُ ٨٢٦ طِيبِ رَائِحَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِينِ مَسِّهِ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کی ملائمت اور خوشبو

٥٩٣١ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ حَمَّادِ بْنِ طَلْحَةَ الْقَنَّادُ حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ (وَهُوَ ابْنُ نَصْرٍ الْهَمْدَانِيُّ) عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْأُولٰى ثُمَّ خَرَجَ إِلٰى أَهْلِهِ وَخَرَجْتُ مَعَهُ فَاسْتَقْبَلَهُ وِلْدَانٌ فَجَعَلَ يَمْسَحُ خَدَّيْ أَحَدِهِمْ وَاحِدًا وَاحِدًا قَالَ وَأَمَّا أَنَا فَمَسَحَ خَدِّي قَالَ فَوَجَدْتُ لِيَدِهِ بَرْدًا أَوْ رِيحًا كَأَنَّمَا أَخْرَجَهَا مِنْ جُؤْنَةِ عَطَّارٍ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی، پھر آپ اپنے گھر کی طرف گئے، میں بھی آپ کے ساتھ گیا، سامنے سے کچھ بچے آئے، آپ نے ان میں سے ہر ایک کے رخسار پر ہاتھ پھیرا، اور میرے رخسار پر بھی ہاتھ پھیرا میں نے آپ کے دست اقدس کی ٹھنڈک اور خوشبو یوں محسوس کی جیسے آپ نے عطار کے ڈبہ سے ہاتھ باہر نکالا ہو۔

٥٩٣٢ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا هَاشِمٌ (يَعْنِي ابْنَ الْقَاسِمِ) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ (وَهُوَ ابْنُ الْمُغِيرَةِ) عَنْ ثَابِتٍ قَالَ أَنَسٌ مَا شَمِمْتُ عَنْبَرًا قَطُّ وَلَا مِسْكًا وَلَا شَيْئًا أَطْيَبَ مِنْ رِيحِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا مَسِسْتُ شَيْئًا قَطُّ دِيبَاجًا وَلَا حَرِيرًا أَلْيَنَ مَسًّا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کی جیسی خوشبو تھی ایسی خوشبو مشک میں تھی نہ عنبر میں، نہ کسی اور چیز میں اور میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم سے زیادہ ملائم دیباج کو پایا نہ حریر کو، (یہ ریشم کی اقسام ہیں)

---

[1] علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلفہ ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۱۲۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، جمع الوسائل ج ۲ ص ۱۹۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

۵۹۲ - وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ صَخْرٍ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَزْهَرَ اللَّوْنِ كَأَنَّ عَرَقَهُ اللُّؤْلُؤُ إِذَا مَشَى تَكَفَّأَ وَلَا مَسِسْتُ دِيبَاجَةً وَلَا حَرِيرَةً أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمِمْتُ مِسْكَةً وَلَا عَنْبَرَةً أَطْيَبَ مِنْ رَائِحَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سفید چمکدار رنگ تھا، اور آپ کے پسینہ کے قطرے موتیوں کی طرح چمکتے تھے، جب آپ چلتے تو آگے کو جھک کر چلتے تھے اور میں نے کسی دیباج اور حریر کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے زیادہ ملائم نہیں پایا۔ اور نہ میں نے کسی مشک یا عنبر کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (کے جسم کی خوشبو) سے زیادہ خوشبودار پایا۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی خوشبو

علامہ نووی لکھتے ہیں:

علماء نے کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے جو خوشبو آتی تھی وہ آپ کی طبعی صفت تھی خواہ آپ خارجی خوشبو لگائیں یا نہ لگائیں، اس کے باوجود نبی صلے اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات میں خوشبو لگاتے تھے کیونکہ آپ کی فرشتوں سے ملاقات ہوتی تھی، آپ پر وحی نازل ہوتی تھی اور آپ کی ہم نشینی میں مسلمان بیٹھتے تھے۔ [1]

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فضلات کی طہارت

قاضی عیاض مالکی لکھتے ہیں:

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم کی صفائی اور پاکیزگی اور آپ کی ریح اور پسینہ کی خوشبو اور آپ کا نجاستوں اور جسمانی فضلات سے پاکیزہ ہونا آپ کی خصوصیات میں سے ہے اللہ تعالٰی نے آپ کو ایسی خصوصیات سے نوازا ہے جو دوسروں میں نہیں ہیں، پھر آپ کو شرعی پاکیزگیوں اور فطرت کی دس خصلتوں سے نوازا اور آپ نے فرمایا دین کی بنا صفائی پر ہے (اس کے بعد قاضی عیاض نے حضرت جابر کی وہ روایات ذکر ہیں جو صحیح مسلم میں مذکور ہیں یعنی حدیث نمبر ۵۹۳، ۵۹۳۶) دیگر صحابہ نے بیان کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم خوشبو لگائیں یا نہ لگائیں جو شخص آپ سے مصافحہ کرتا اس کو سارا دن خوشبو آتی رہتی، نبی صلے اللہ علیہ وسلم جس بچہ کے سر پر ہاتھ پھیر دیتے وہ بچہ خوشبو کی وجہ سے دوسرے بچوں میں الگ پہچانا جاتا، ایک دفعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر سو گئے اور آپ کو پسینہ آیا حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ آئیں اور انہوں نے ایک شیشی میں آپ کا پسینہ جمع کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے کہا یہ سب سے اچھی خوشبو ہے ہم اس کو اپنی خوشبو میں رکھیں گے۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ کبیر میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ذکر کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی راستہ پر جاتے تھے تو آپ کے پیچھے چلنے والا آپ کو آپ کی خوشبو سے پہچان لیتا تھا، اور اسحاق بن راہویہ نے یہ ذکر کیا ہے کہ آپ کی یہ خوشبو کسی خارجی خوشبو کے لگائے بغیر ہوتی تھی، اور مزنی اور حربی نے روایت کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے

[1] علامہ یحیی بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۵۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

ہیں کہ ایک بار نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے بٹھایا، میں نے مہر نبوت کو اپنے منہ میں لے لیا، تو مشک کی خوشبو پھیل گئی، بعض روایات میں ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لیے جاتے تو زمین پھٹ جاتی اور آپ کے بول و براز کو نگل لیتی، اور اس جگہ ایک پاکیزہ خوشبو پھیل جاتی اور امام محمد بن سعد کاتب واقدی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ بیت الخلاء جاتے ہیں تو ہمیں وہاں آپ کی کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی، آپ نے فرمایا اے عائشہ! کیا تم نہیں جانتیں کہ انبیاء علیہم السلام سے جو چیز نکلتی ہے زمین اس کو نگل لیتی ہے اور اس میں سے کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی، ہر چند کہ یہ حدیث مشہور نہیں ہے، لیکن اہل علم کی ایک جماعت نے ان دو حدیثوں کی بناء پر یہ کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بول و براز طاہر ہیں، بعض اصحاب شافعی کا بھی یہی قول ہے، جیسا کہ امام ابو نصر بن صباغ نے "شامل" میں بیان کیا ہے، ابو بکر بن سابق مالکی نے اپنی کتاب بدیع میں اس مسئلہ کے متعلق علماء کے دو قول ذکر کیے ہیں، آپ کے بول و براز کے طاہر ہونے کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم سے کوئی ایسی چیز خارج نہیں ہوتی تھی جو غیر پسندیدہ اور غیر خوشبو دار ہو، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا میں یہ دیکھنے لگا کہ آیا میت کے جسم سے جو چیز نکلتی ہے (وہ آپ سے نکلتی ہے یا نہیں) میں نے ایسی کوئی چیز نہیں دیکھی، میں نے کہا آپ حیات اور موت میں پاکیزہ اور خوشبو دار ہیں، حضرت علی نے کہا پھر آپ سے ایسی خوشبو نکل کر پھیلی جس کی مثل ہم نے اس سے پہلے کبھی محسوس نہیں کی تھی، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی کہا تھا جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انہوں نے آپ کو بوسہ دیا تھا۔

حضرت مالک بن سنان نے جنگ احد کے دن نبی صلے اللہ علیہ وسلم (کے زخم سے نکلا ہوا) خون پیا اور اس کو چوسا، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کو ان کے لیے جائز قرار دیا، اور ان سے فرمایا "تم کو آگ کبھی نہیں چھوئے گی"، اسی طرح حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فصد کے بعد آپ کا خون پی لیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمہیں لوگوں سے افسوس ہوگا، اور لوگوں کو تم سے افسوس ہوگا" اور ان کے اس فعل پر انکار نہیں کیا۔ جس عورت نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا پیشاب پی لیا تھا اس سے آپ نے فرمایا تمہارے پیٹ میں کبھی درد نہیں ہوگا، اور ان میں سے کسی کو بھی آپ نے منہ دھونے کا حکم نہیں دیا، اور نہ دوبارہ پینے سے منع کیا، جس عورت نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا پیشاب پیا تھا یہ حدیث صحیح ہے، امام دار قطنی نے امام مسلم اور امام بخاری پر اعتراض کیا ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں کیوں درج نہیں کیا جب کہ یہ حدیث ان کی شرط کے مطابق ہے (امام مسلم اور امام بخاری نے اپنی شرائط کے مطابق احادیث کا ___ استیعاب نہیں کیا۔) اس عورت کا نام برکہ ہے اور اس کی نسبت میں اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہ ام ایمن ہیں جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خادمہ تھیں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا لکڑی کا ایک پیالہ تھا، جس کو آپ تخت کے نیچے رکھتے تھے اور رات کو کسی وقت اس میں پیشاب کرتے تھے، ایک رات آپ نے اس میں پیشاب کیا۔ صبح آپ نے وہ پیالہ طلب کیا تو اس میں کچھ نہیں تھا، آپ نے برکہ سے اس کے متعلق پوچھا، انہوں نے کہا رات کو میں پیاس سے اٹھی اور میں نے اس سے پی لیا، مجھے علم نہیں تھا کہ اس میں آپ کا پیشاب ہے اس حدیث کو ابن جریج وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے تھے، آپ کی والدہ آمنہ بیان کرتی ہیں آپ صاف ستھرے پیدا ہوئے، آپ کے جسم کے ساتھ کوئی نجاست نہیں تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شرمگاہ کبھی نہیں دیکھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ وصیت کی تھی کہ میرے سوا آپ کو اور کوئی غسل نہ دے، کیونکہ جو شخص بھی میری شرمگاہ دیکھے گا وہ اندھا ہو جائے گا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سو جاتے حتیٰ کہ آپ کے خراٹوں کی آواز آتی، پھر آپ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے، عکرمہ نے کہا کیونکہ آپ محفوظ تھے[1]

فضلات کریمہ کی طہارت پر ملا علی قاری کے اعتراضات کے جوابات

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

قاضی عیاض نے جو یہ روایت ذکر کی ہے زمین پھٹ جاتی اور آپ کے بول و براز نگل لیتی اور اس جگہ خوشبو پھیل جاتی، اس کو امام بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ موضوع ہے (اس کا جواب جمع الوسائل کے حوالے سے خود ملا علی قاری کی عبارت میں آرہا ہے،) قاری عیاض نے دوسری روایت جو امام محمد بن سعد کے حوالے سے ذکر کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے فرمایا: اے عائشہ! کیا تم نہیں جانتیں کہ انبیاء علیہم السلام سے جو چیز نکلتی ہے زمین اس کو نگل لیتی ہے الحدیث، ابن دحیہ نے کہا کہ اس کی سند ثابت ہے اور یہ اس باب میں قوی ترین حدیث ہے۔

ملا علی قاری کہتے ہیں کہ یہ حدیث فضلات کی طہارت پر نہیں بلکہ اس کی ضد پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ زمین کے نگلنے سے معلوم ہوتا ہے، البتہ پاکیزہ خوشبو ان کی طہارت پر دلالت کرتی ہے۔ امام بغوی نے فضلات کی طہارت پر یہ دلیل قائم کی آپ کے پیشاب اور خون سے شفاء حاصل کی گئی ہے لیکن اس پر یہ اعتراض ہے کہ جس چیز سے شفاء حاصل کی جائے اس کا طاہر ہونا لازم نہیں ہے، کیونکہ اونٹوں کے پیشاب سے بھی شفا حاصل کی گئی ہے اور جمہور فقہاء کے نزدیک اونٹوں کا پیشاب نجس ہے۔[2]

میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ملا علی قاری پر رحم فرمائے! کہاں حضور کا بول مبارک اور کہاں اونٹوں کا پیشاب! اونٹوں کا پیشاب سخت بدبودار ہوتا ہے اور جہاں آپ کا بول و براز گرتا تھا اس جگہ خوشبو پھیل جاتی تھی، اس حدیث کی قوت خود علی قاری کو بھی تسلیم ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بول مبارک پر اونٹوں کے پیشاب سے معارضہ کرنا، سخت حیرت کا باعث ہے۔

علامہ خفاجی لکھتے ہیں:

حضرت ابو طیبہ حجام نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خون پیا، اور آپ نے ان پر انکار نہیں فرمایا، حضرت ام ایمن نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا پیشاب پیا اور آپ نے ان پر انکار نہیں کیا، بلکہ فرمایا تمہارا پیٹ آگ میں داخل نہیں ہوگا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے آپ کا خون پیا۔ ان احادیث کو بہ طور دوا پینے پر محمول کیا گیا

---

[1] قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ، شفاء ج ۱ ص ۴۲ - ۳۹، مطبوعہ عبد التواب اکیڈمی ملتان

[2] ملا علی بن سلطان محمد القاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح الشفاء علی ہامش نسیم الریاض ملخصاً ج ۱ ص ۳۵۲-۳۵۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت

ہے اور یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے فصد لگانے والے سے فرمایا: دوبارہ نہ پینا کیونکہ ہر خون حرام ہے (واضح رہے کہ حرام ہونا نجس ہونے کو مستلزم نہیں ہے کیونکہ انسان بھی حرام ہے لیکن اس کی حرمت کرامت کی بناء پر ہے نہ کہ نجاست کی بناء پر، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خون کا حرام ہونا بہ درجہ اولی کرامت کی بناء پر ہے۔ ... سعیدی غفرلہ)
علامہ نووی نے کہا کہ پیشاب پینے والی حدیث صحیح حسن ہے اور یہ طہارت پر استدلال کے لیے کافی ہے کیونکہ آپ نے اس فعل پر انکار نہیں کیا، منہ دھونے کا حکم دیا، اور نہ دوبارہ پینے سے منع کیا، قاضی حسین نے کہا کہ تمام فضلات کی طہارت کا قول زیادہ صحیح ہے اور یہی کثیر متاخرین کا مختار ہے اور بطور دوا پینے کا جواب یہ ہے کہ (یہ ملا علی قاری کے اعتراض کا بھی جواب ہے) یہ احتمال اس حدیث سے مردود ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے میری امت کی شفاء حرام چیزوں میں نہیں رکھی"
اور اس کا نکتہ یہ ہے کہ فرشتوں نے آپ کے پیٹ کو دھو کر پاک کر دیا تھا، اس باب میں بہت زیادہ احادیث ہیں جیسے حضرت ابن الزبیر کا خون پینا، اور حضرت ام ایمن کا رات کو تخت کے نیچے رکھے ہوئے پیالہ سے پیشاب پینا۔[1]
قاضی عیاض نے کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں کوئی چیز ناپسندیدہ اور ناپاک نہیں تھی، ملا علی قاری اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں سے منی دھوتی تھیں، آپ پتھر اور ڈھیلوں سے استنجاء کرتے تھے نیز اگر آپ سے خارج ہونے والی چیزیں پاک ہوتیں تو وہ چیزیں حدث ناقض (وضو اور غسل کا سبب) نہ ہوتیں، جیسے پسینہ، آنسو، تھوک اور رینٹ وغیرہ ہیں، اور اس پر اجماع ہے کہ وضو ٹوٹنے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم امت کی مثل ہیں سوا اس چیز کے جس کا استثناء ہے مثلاً نیند، کیونکہ آپ کی آنکھیں سوتی تھیں اور دل نہیں سوتا تھا۔[2]
اللہ تعالیٰ ملا علی قاری پر رحم فرمائے، آپ کے فضلات کریمہ کے طاہر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ امت کے لیے طاہر ہیں، باقی آپ کے حق میں ان کا خروج موجب حدث ہے، اسی وجہ سے آپ استنجاء، وضو اور غسل فرماتے تھے۔ امت کے لیے ان کے طاہر ہونے پر دلیل یہ ہے کہ کئی صحابہ اور صحابیات نے آپ کا پیشاب اور خون پیا اور آپ نے اس پر انکار نہیں فرمایا۔
قاضی عیاض نے کہا ہے کہ جنگ احد کے دن حضرت مالک بن سنان نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زخم سے خون چوس کر پی لیا۔
ملا علی قاری نے کہا ہے کہ اس حدیث کی مثل کو حاکم، بزار، بیہقی اور دار قطنی نے روایت کیا ہے لیکن قاضی عیاض نے اس حدیث سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خون کی طہارت پر جو استدلال کیا ہے اس پر ملا علی قاری نے یہ اعتراض کیا ہے کہ ضرورت سے ممنوع چیز مباح ہو جاتی ہے۔[3]

---

[1] علامہ احمد شہاب الدین خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ، نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۵۴۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت
[2] ملا علی بن سلطان محمد القاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح الشفاء علی ہامش نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۵۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت
[3] " " ، شرح الشفاء علی ہامش نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۵۹ ، " "

ہماری سمجھ میں یہ نہیں آسکا کہ حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم سے خون چوسنے سے کون سی طبعی یا شرعی ضرورت تھی، جس کی وجہ سے ان کے لیے خون چوسنا مباح ہو گیا تھا! حقیقت یہ ہے کہ حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے کسی ضرورت کی وجہ سے نہیں بلکہ غلبہ محبت کی بناء پر آپ کے زخم سے خون چوسا تھا۔

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ جن صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون یا پیشاب پیا، آپ نے ان میں سے کسی کو یہ نہیں کہا کہ اپنا منہ دھوؤ، اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا خون اور پیشاب پاک ہے، ملا علی قاری اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ان احادیث میں دھونے کے حکم پر دلالت ہے نہ عدم حکم پر دلالت ہے، علاوہ ازیں پیشاب لگنے سے منہ دھونا صحابہ کو بالبداہت معلوم تھا اور اگر مان لیا جائے کہ آپ نے دھونے کا حکم نہیں دیا، تب بھی محض احتمال سے طہارت ثابت نہیں ہو گی کیونکہ ہو سکتا ہے کہ آپ کو ذہول ہو گیا ہو، یا آپ کو اعتماد ہو کہ وہ منہ دھو لیں گے، ہاں اگر یہ ثابت ہو جائے کہ آپ نے ان میں سے کسی کو دیکھا کہ وہ منہ دھوئے بغیر نماز پڑھ رہا ہے اور آپ نے اس پر سکوت کیا اور اس کو برقرار رکھا تب طہارت ثابت ہو جائے گی۔ [1]

ملا علی قاری نے جو یہ کہا ہے کہ ان احادیث میں دھونے کے حکم پر دلالت ہے نہ عدم حکم پر دلالت ہے یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اگر یہ فضلات نجس ہوتے تو آپ پر لازم تھا کہ آپ انہیں دھونے کا حکم دیتے اور جب دھونے کا حکم نہیں دیا تو روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ یہ فضلات طاہر ہیں جیسا کہ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے بیان فرمایا ہے۔

ملا علی قاری نے جو یہ کہا ہے کہ پیشاب لگنے سے منہ دھونا صحابہ کو بالبداہت معلوم تھا، سوال یہ ہے کہ کس کے پیشاب لگنے سے؟ عام آدمی کے؟ تو بے شک یہ انہیں معلوم تھا کہ عام آدمی کے پیشاب لگنے سے اس جگہ کو دھونا لازم ہے، لیکن یہ عام آدمی کا پیشاب تو نہیں تھا! اگر ان کے نزدیک اس پیشاب کا حکم بھی عام آدمی کے پیشاب کی طرح ہوتا تو وہ اس کو کیوں پیتے؟ ظاہر ہے کہ وہ آپ کے پیشاب کو طاہر سمجھتے تھے جبھی تو انہوں نے اس کو پیا تھا، اب اگر بالفرض یہ پیشاب ان کے گمان کے برخلاف ناپاک ہوتا تو آپ پر لازم تھا کہ آپ بتاتے کہ اپنا منہ دھو لو۔

ملا علی قاری نے کہا اگر مان لیا جائے کہ آپ نے دھونے کا حکم نہیں دیا تب بھی محض احتمال سے طہارت ثابت نہیں ہو گی کیونکہ ہو سکتا ہے کہ آپ کو ذہول ہو گیا ہو یا آپ کو اعتماد ہو کہ وہ خود دھو لیں گے۔

اگر مان لیا جائے کا کیا مطلب ہے؟ فی الواقع آپ نے دھونے کا حکم نہیں دیا تھا، اور یہ صرف طہارت کا احتمال نہیں ہے بلکہ طہارت پر قوی دلیل ہے کیونکہ نبوت کے منصب کا یہ تقاضا ہے کہ جب بھی کوئی شخص غلط کام کرے تو نبی اس کی اصلاح کرے، اس وجہ سے نبی کا کسی چیز پر خاموش رہنا اس کے جواز کی دلیل ہوتا ہے کیونکہ نبی کسی غلط کام پر خاموش نہیں رہ سکتا۔ اور یہ جو کہا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ آپ کو ذہول ہو گیا ہو سو یہ بھی غلط ہے، کیونکہ

[1] ملا علی بن سلطان محمد القاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح الشفاء علی ہامش نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۶۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

امور تبلیغیہ میں ذہول نہیں ہوتا، پھر یہ ایک دفعہ کا واقعہ تو نہیں ہے متعدد مرتبہ آپ کے سامنے خون ______ پیا گیا اور آپ نے کسی مرتبہ منہ دھونے کا حکم نہیں دیا کیا ہر بار آپ کو ذہول ہو گیا تھا؟ اور یہ جو کہا ہے کہ آپ کو یہ اعتماد تھا کہ وہ خود دھو لیں گے، یہ بھی غلط ہے آپ کو یہ اعتماد تو تب ہوتا جب آپ یہ جانتے کہ صحابہ کے نزدیک آپ کے فضلات نجس ہیں، وہ تو آپ کے فضلات کو پاک سمجھتے تھے اور ان کو پیتے تھے تو پھر آپ کو ان کے دھونے پر اعتماد کیسے ہوتا! ملا علی قاری نے لکھا ہے ہاں اگر یہ ثابت ہو جائے کہ آپ نے ان میں سے کسی کو دیکھا کہ وہ منہ دھوئے بغیر نماز پڑھ رہا ہے اور آپ نے اس پر سکوت فرمایا اور اس کو مقرر رکھا تو پھر طہارت ثابت ہو گی۔

یعنی اگر کوئی شخص مثلاً صبح سے ظہر تک، یا ظہر سے عصر تک اپنے منہ پر کوئی ناپاک چیز لگائے رکھے تو ملا علی قاری کے نزدیک حضور اس کو اس لیے منع نہیں کریں گے کہ یہ ابھی نماز نہیں پڑھ رہا، کیا نماز کے علاوہ باقی اوقات میں منہ پر ناپاک چیز لگائے رکھنا جائز ہے؟ اور نماز کے علاوہ کوئی شخص اپنے منہ پر خون یا پیشاب مل لے تو کوئی حرج نہیں ہے؟ اس لیے فضلات کریمہ کی طہارت پر ملا علی قاری کا یہ اعتراض بھی غلط ہے۔

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کو پیشاب یا خون دوبارہ پینے سے منع نہیں فرمایا اور یہ ان کی طہارت کی دلیل ہے ملا علی قاری اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

منع کرنے کی ضرورت اس وقت پیش آتی جب کسی شخص نے عمداً اور بلا ضرورت یہ کام کیا ہوتا، اور عنقریب روایت میں آ رہا ہے کہ حضرت برکہ نے لاعلمی میں پیشاب پیا تھا (یعنی ان کو یہ علم نہیں تھا کہ یہ پیشاب ہے) اور ابن عبد البر نے روایت کیا ہے کہ سالم بن ابی الحجاج نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فصد لگائی اور خون پی لیا تو آپ نے فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ ہر خون حرام ہے؟ اور ایک روایت میں ہے دوبارہ نہ پینا کیونکہ ہر خون حرام ہے۔[1]

صحابہ میں سے جس نے بھی آپ کا خون یا پیشاب پیا تھا وہ کسی ضرورت سے نہیں پیا تھا بلکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت اور عقیدت کی وجہ سے پیا تھا اور عمداً پیا تھا، خون اور پیشاب پینے کے متعدد واقعات ہیں، علامہ خفاجی لکھتے ہیں

حاکم اور دار قطنی نے روایت کیا ہے اور حضرت ام ایمن بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رات کو ایک جانب رکھے ہوئے مٹی کے برتن میں پیشاب کیا، میں رات کو اٹھی میں پیاسی تھی میں نے اس کو پی لیا درآں حالیکہ مجھے پتا نہیں تھا، جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا: اے ام ایمن! اس برتن میں جو کچھ ہے اس کو پھینک دو، میں نے کہا اس میں جو کچھ تھا وہ میں نے پی لیا، آپ ہنسے اور فرمایا بخدا تمہارے پیٹ میں کبھی درد نہیں ہو گا، اور امام عبد الرزاق روایت کرتے ہیں ابن جریج نے بیان کیا کہ مجھے خبر دی گئی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم لکڑی کے ایک پیالے میں پیشاب کرتے تھے جس کو آپ کے تخت کے نیچے رکھا جاتا تھا، ایک دن آپ نے وہ پیالہ دیکھا تو اس میں کچھ نہیں تھا، ایک عورت جس کا نام برکہ تھا جو حضرت ام حبیبہ کی خادمہ تھی اور ان کے ساتھ حبشہ سے آئی تھی آپ نے اس سے پوچھا، اس پیالہ میں جو پیشاب تھا وہ کہاں ہے؟ اس نے کہا اس کو میں نے پی لیا آپ نے فرمایا اے ام یوسف! تم صحت مند رہو گی۔ ابن دحیہ نے کہا یہ دو مختلف عورتوں کے دو مختلف واقعے ہیں

---

[1] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح الشفاء علی ہامش نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۶۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت

پہلی عورت برکہ ام ایمن ہیں اور دوسری عورت برکہ ام یوسف ہیں۔ [۱]

ملا علی قاری نے بھی تسلیم کیا ہے کہ دو واقعے ہیں۔ [۲]

جب یہ واضح ہو گیا کہ یہ دو واقعے ہیں، اور یہ قول کہ میں نے لاعلمی میں پیا تھا حضرت برکہ ام ایمن کا ہے اور حضرت برکہ ام یوسف کے واقعہ میں یہ قول نہیں ہے کہ میں نے لاعلمی میں پیا تھا۔ اس لیے ملا علی قاری کا مطلقاً یہ کہنا درست نہیں ہے کہ پینے والوں نے عمداً اور بلاضرورت نہیں پیا۔

اسی طرح حضور کا خون پینے کے بھی متعدد واقعات ہیں، علامہ عینی نے لکھا ہے کہ صحابہ کی ایک جماعت نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم سے نکلا ہوا خون پیا، ان میں ابو طیبہ نام کے فصد لگانے والے ہیں اور قریش کا ایک لڑکا ہے جس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فصد لگائی تھی اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا خون پیا، یہ روایات بزار، طبرانی، حاکم، بیہقی اور ابونعیم کی حلیہ میں ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ انھوں نے آپ کے جسم سے نکلا ہوا خون پیا۔ [۳]

ان احادیث میں سے کسی میں یہ مذکور نہیں ہے کہ انھوں نے لاعلمی میں خون پیا، صرف حضرت ام ایمن کی روایت سے "لا اشعر" کا لفظ دیکھ کر مطلقاً یہ کہنا کہ "حضور دوبارہ پینے سے اس وقت منع کرتے جب پینے والوں نے بلاضرورت اور عمداً پیا ہوتا" سخت مغالطہ آفرینی ہے۔

اس کے بعد ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ: سالم بن ابی الحجاج نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فصد لگائی اور خون پی لیا تو آپ نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ ہر خون حرام ہے، اور ایک روایت میں ہے کہ دوبارہ نہ پینا کیونکہ ہر خون حرام ہے۔

ہر خون کا حرام ہونا اور اسی طرح آپ کے خون کا بھی حرام ہونا طہارت کے خلاف نہیں ہے کیونکہ یہ حرمت کرامت کی بناء پر ہے نجاست کی بناء پر نہیں ہے، دراصل اس عبارت سے ملا علی قاری قاضی عیاض پر یہ رد کرنا چاہتے ہیں کہ قاضی عیاض نے یہ استدلال کیا تھا کہ اگر آپ کے فضلات نجس ہوتے تو آپ کسی کو دوبارہ پینے سے منع کرتے، سو ملا علی قاری نے ابن عبد البر کے حوالے سے یہ لکھا کہ ایک روایت میں ہے: لا تعد فان الدم کلہ حرام۔

"دوبارہ نہ پینا کیونکہ ہر خون حرام ہے"، اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نے ابن عبد البر کی کتاب کو دیکھا اس میں سالم کے تذکرہ میں فصد کا یہ واقعہ مذکور ہے لیکن "لا تعد فان الدم کلہ حرام" کا ذکر نہیں ہے اور ملا علی قاری کے استدلال کا مرکزی نقطہ یہی ہے، ابن عبد البر کی اصل عبارت یہ ہے:

سالم رجل من الصحابة حجم النبي صلى الله عليه وسلم وشرب دم المحجم فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم اما علمت ان الدم كله

سالم ایک صحابی ہیں، انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فصد لگائی اور فصد کا خون پی لیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کیا تم نہیں جانتے

---

[۱] علامہ احمد شہاب الدین خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ، نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۶۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[۲] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح الشفاء علی ہامش نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۶۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[۳] " " " " ، شرح الشفاء علی ہامش نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۶۱ " "

حرام ۔ ۵۱

کہ ہر خون حرام ہے۔

علامہ ابن عبدالبر نے فی روایۃ لاتعد نہیں لکھا، اور اگر ملا علی قاری کا مطلب یہ ہے کہ کسی اور نے لکھا ہے یا کسی اور روایت میں ہے تو ملا علی قاری نے اس کا حوالہ نہیں دیا اور جو چیز مذاہب اربعہ کے جمہور علماء کا مختار ہو اور مستند احادیث سے ثابت ہو اس کو ایک بے سند اور مجہول روایت کی بنیاد پر مسترد نہیں کیا جا سکتا۔

اللہ تعالیٰ ملا علی پر رحم فرمائے، ہو سکتا ہے کہ اس تمام بحث سے ان کا مقصود یہ ہو کہ فضلات کریمہ کی طہارت ایک ظنی مسئلہ ہے اس پر کوئی دلیل قطعی نہیں ہے، کیونکہ جن وجوہ سے استدلال کیا گیا ہے ان پر اعتراضات ہو سکتے ہیں، ملا علی قاری کی طرف سے اس توجیہ کی وجہ یہ ہے کہ ملا علی قاری نے اپنی دوسری تصانیف میں اس کے برخلاف لکھا ہے۔

فضلات کریمہ سے متعلق بعض احادیث کی فنی حیثیت اور اس مسئلہ میں جمہور علماء کا موقف !!!

ملا علی قاری حنفی شرح شمائل ترمذی میں لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کے متعلق امام طبرانی نے سند حسن یا سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ کو بیت الخلاء میں جاتے ہوئے دیکھتی ہوں، پھر جو شخص آپ کے بعد بیت الخلاء میں جاتا ہے وہ آپ سے خارج ہونے والی کسی چیز کا کوئی اثر نہیں دیکھتا، آپ نے فرمایا: اے عائشہ کیا تم نہیں جانتیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو یہ حکم دیا ہے کہ انبیاء سے جو کچھ خارج ہو وہ اس کو نگل لے اس حدیث کو امام ابن سعد نے ایک اور سند سے روایت کیا ہے اور امام حاکم نے مستدرک میں ایک دوسری سند سے روایت کیا ہے، علامہ ابن حجر نے یہ کہا ہے کہ امام بیہقی کا یہ کہنا کہ یہ حدیث حسن ابن علوان کی موضوعات میں سے ہے اور اس کا ذکر مناسب نہیں ہے، کیونکہ احادیث صحیحہ مشہورہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قدر معجزات کا ذکر ہے جو حسن بن علوان کے کذب سے مستغنی کر دیتے ہیں (دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶ ص ۷۰، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)۔ امام بیہقی کی یہ عبارت بالخصوص ابن علوان کے روایت کردہ متن پر محمول ہے اور وہ یہ ہے: "کیا تم نہیں جانتیں کہ ہمارے اجسام ارواح اہل جنت کے مطابق پیدا ہوتے ہیں اور جو کچھ ان سے نکلتا ہے اس کو زمین نگل لیتی ہے"، یا اس حدیث پر موضوع کا حکم لگانا صرف ابن علوان کی سند کے ساتھ مخصوص ہے اور دوسری جن سندوں سے یہ حدیث مروی ہے ان پر موضوع کا حکم نہیں ہے، یا امام بیہقی ان اسانید پر مطلع نہیں ہوئے جن کا ہم نے ذکر کیا ہے (یعنی امام طبرانی، امام ابن سعد، اور امام حاکم کی ذکر کردہ اسانید) اور یہ جواب زیادہ ظاہر ہے۔

امام بیہقی کا یہ تبصرہ براز کے متعلق تھا، اور پیشاب کا تو بہت صحابہ نے مشاہدہ کیا ہے، آپ کی خادمہ برکہ ام ایمن نے آپ کا پیشاب پیا، اور حضرت ام حبیبہ کی خادمہ برکہ ام یوسف نے آپ کا پیشاب پیا، آپ کا ایک لکڑی کا پیالہ تھا جو آپ کے تخت کے نیچے رکھا جاتا تھا، آپ اس میں پیشاب کرتے تھے، اور دوسری برکہ نے اس کو پی لیا، تو آپ نے

۵۱۔ حافظ ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر مالکی متوفی ۴۶۳ھ، استیعاب علی ہامش الاصابہ ج ۴ ص ۲، مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۳۹۸ھ

ان سے فرمایا: اے ام یوسف تم تندرست ہو گئیں، اور وہ مرض موت کے سوا پھر کبھی بیمار نہیں ہوئیں، اور پہلی برکہ سے یہ روایت ہے کہ رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر کی ایک جانب رکھے ہوئے ٹھیکرے میں پیشاب کیا، وہ کہتی ہیں کہ میں رات کو پیاس سے اٹھی اور جو کچھ اس ٹھیکرے میں موجود تھا میں نے اس کو پی لیا اور مجھ کو پتا نہیں چلا کہ یہ پیشاب ہے) صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام ایمن جو کچھ اس ٹھیکرے میں ہے اس کو پھینک دو، میں نے کہا بہ خدا! جو کچھ اس میں تھا میں نے پی لیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے حتی کہ آپ کی ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں، پھر آپ نے فرمایا: سنو خدا کی قسم تمہارے پیٹ میں کبھی درد نہیں ہو گا، علامہ ابن حجر نے کہا ہمارے ائمہ متقدمین اور دوسرے ائمہ کی ایک جماعت نے ان احادیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات طاہر ہیں، اور متاخرین کی ایک جماعت کا بھی یہی مختار ہے اور طہارت فضلات پر بکثرت دلائل ہیں اور ائمہ نے اس کو آپ کی خصوصیات میں سے شمار کیا ہے (فتح الباری ج ۱ ص ۲۷۲، مطبوعہ لاہور) ایک قول یہ ہے کہ اس کا سبب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر اور آپ کے باطن کو دھونا ہے۔ [۱]

بَابُ[۸۲۷] طِيْبِ عِرْقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّبَرُّكِ بِهِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ کی خوشبو اور اس سے تبرک حاصل کرنا

۵۹۳۴ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا هَاشِمٌ (يَعْنِي ابْنَ الْقَاسِمِ) عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عِنْدَنَا فَعَرِقَ وَجَاءَتْ أُمِّي بِقَارُورَةٍ فَجَعَلَتْ تَسْلُتُ الْعَرَقَ فِيهَا فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا هَذَا الَّذِي تَصْنَعِينَ قَالَتْ هَذَا عَرَقُكَ نَجْعَلُهُ فِي طِيبِنَا وَهُوَ مِنْ أَطْيَبِ الطِّيبِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دن میں سو گئے، آپ کو پسینہ آیا، میری والدہ ایک شیشی لے کر آئیں، اور آپ کا پسینہ پونچھ پونچھ کر اس میں ڈالنے لگیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو آپ نے فرمایا: اے ام سلیم! یہ کیا کر رہی ہو؟ انہوں نے کہا یہ آپ کا پسینہ ہے جس کو ہم اپنی خوشبو میں ڈالیں گے، اور یہ سب سے اچھی خوشبو ہے۔

۵۹۳۵ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ (وَهُوَ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ) عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلیم کے گھر تشریف لے گئے اور ان کے بستر پر سو گئے وہ آئیں تو ان کو بتایا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے گھر میں تمہارے بستر

[۱] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، جمع الوسائل ج ۲ ص ۳-۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ بَيْتَ أُمِّ سُلَيْمٍ فَيَنَامُ عَلَى فِرَاشِهَا وَلَيْسَتْ فِيهِ قَالَ فَجَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ فَنَامَ عَلَى فِرَاشِهَا فَأُتِيَتْ فَقِيلَ لَهَا هَذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَامَ فِي بَيْتِكِ عَلَى فِرَاشِكِ قَالَ فَجَاءَتْ وَقَدْ عَرِقَ وَاسْتَنْقَعَ عَرَقُهُ عَلَى قِطْعَةِ أَدِيمٍ عَلَى الْفِرَاشِ فَفَتَحَتْ عَتِيدَتَهَا فَجَعَلَتْ تُنَشِّفُ ذَلِكَ الْعَرَقَ فَتَعْصِرُهُ فِي قَوَارِيرِهَا فَفَزِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَصْنَعِينَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ نَرْجُو بَرَكَتَهُ لِصِبْيَانِنَا قَالَ أَصَبْتِ۔

پر سوئے ہوئے ہیں، وہ آئیں درآں حالیکہ آپ کو پسینہ آ رہا تھا، اور چمڑے کے بستر پر آپ کا پسینہ اکٹھا ہو گیا تھا۔ حضرت ام سلیم نے اپنا ڈبہ کھولا اور پسینہ پونچھ پونچھ کر اپنی شیشیوں میں بھرنے لگیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا کر اٹھ گئے اور فرمانے لگے: اے ام سلیم تم کیا کر رہی ہو؟ انھوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم اس میں اپنے بچوں کے لیے برکت کی امید رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تمہاری امید درست ہے۔

۵۹۳۶۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِيهَا فَيَقِيلُ عِنْدَهَا فَتَبْسُطُ لَهُ نِطَعًا فَيَقِيلُ عَلَيْهِ وَكَانَ كَثِيرَ الْعَرَقِ فَكَانَتْ تَجْمَعُ عَرَقَهُ فَتَجْعَلُهُ فِي الطِّيبِ وَالْقَوَارِيرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا هَذَا قَالَتْ عَرَقُكَ أَدُوفُ بِهِ طِيبِي۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ان کے ہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم آتے تھے، اور وہاں قیلولہ فرماتے، وہ ان کے لیے چمڑے کا ایک ٹکڑا بچھا دیتی تھیں، آپ کو پسینہ بہت آتا تھا، وہ اس پسینہ کو جمع کر کے خوشبو میں ملاتیں اور شیشیوں میں بھر دیتیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سلیم! یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا یہ آپ کا پسینہ ہے جس کو میں اپنی خوشبو میں ملاتی ہوں۔

۵۹۳۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنْ كَانَ لَيُنْزَلُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ ثُمَّ تَفِيضُ جَبْهَتُهُ عَرَقًا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سخت سردی کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی، پھر آپ کی پیشانی سے پسینہ بہنے لگتا۔

۵۹۳۸۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَابْنُ بِشْرٍ جَمِيعًا عَنْ هِشَامٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ النَّبِيَّ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حارث بن ہشام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، کہ آپ کے پاس وحی کیسے آتی ہے؟ آپ نے فرمایا: کبھی کبھی وحی گھنٹی کی آواز کی طرح آتی ہے اور وہ مجھ پر زیادہ سخت ہوتی ہے، پھر وحی منقطع ہو جاتی ہے، درآں حالیکہ میں اس کو یاد کر چکا ہوتا ہوں، اور کبھی کبھی فرشتہ آدمی کی

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ فَقَالَ أَحْيَانًا يَأْتِينِي فِي مِثْلِ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ ثُمَّ يَفْصِمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُهُ وَأَحْيَانًا مَلَكٌ فِي مِثْلِ صُورَةِ الرَّجُلِ فَأَعِي مَا يَقُولُ۔

شکل میں آتا ہے اور وہ جو کچھ کہتا ہے میں یاد کرتا رہتا ہوں۔

۵۹۳۹۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كَانَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ كُرِبَ لِذَلِكَ وَتَرَبَّدَ وَجْهُهُ۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو آپ پر کرب کی کیفیت طاری ہوتی اور آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا۔

۵۹۴۰۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الرَّقَاشِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ نَكَسَ رَأْسَهُ وَنَكَسَ أَصْحَابُهُ رُءُوسَهُمْ فَلَمَّا أُتْلِيَ عَنْهُ رَفَعَ رَأْسَهُ۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل کی جاتی تو آپ اپنا سر مبارک جھکا لیتے، اور آپ کے اصحاب بھی سر جھکا لیتے اور جب وحی منقطع ہوتی تو آپ اپنا سر اقدس اٹھاتے۔

حدیث نمبر ۵۹۲۳ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر قیلولہ کیا اور حضرت ام سلیم نے آپ کا پسینہ ایک شیشی میں جمع کیا۔

حضرت ام سلیم کے گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سونے کی وجہ

حضرت ام سلیم اور حضرت ام حرام آپس میں بہنیں تھیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کے ہاں سوتے ہیں اس پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ اجنبی عورت کے ہاں سونا جائز نہیں ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے، علامہ خفاجی لکھتے ہیں کہ علامہ ابن عبدالبر وغیرہ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ دونوں آپ کی رضاعی خالہ تھیں، اسی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں جا کر سو جاتے تھے۔ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے خوشبو پھیلنے کے متعلق احادیث

علامہ علی قاری لکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ بہت پاکیزہ خوشبو آتی تھی، خواہ آپ خارجی خوشبو لگائیں یا نہ لگائیں، امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ

[1] علامہ احمد شہاب الدین خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ، نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۴۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت

عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے کسی پھول، مشک یا عنبر کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوشبو دار نہیں پایا، اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہ کوئی عطر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوشبو دار نہیں تھا، امام ابو یعلیٰ نے روایت کیا ہے کہ جو شخص اپنی بیٹی کو رخصت کرتا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی انگلیوں سے اپنا پسینہ پونچھ کر ایک شیشی میں ڈال کر اس کو دے دیتے، اور اس شخص سے فرماتے اپنی لڑکی سے کہو اس خوشبو کو لگالے، جب وہ لڑکی اس پسینہ کو لگاتی تو اہل مدینہ اس خوشبو کو سونگھتے اور لوگ ان کے گھر کو خوشبو والا کہتے، امام دارمی، امام بیہقی اور امام ابونعیم نے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جس راستہ سے گذر جاتے تو بعد میں جو بھی اس راستہ سے گذرتا اس کو آپ کے پسینہ کی خوشبو آتی اور وہ آپ کو پہچان لیتا، اور آپ جس پتھر کے پاس سے گذرتے تھے وہ آپ کو سجدہ کرتا تھا، (دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶ ص ۶۹ طبع بیروت) اور امام ابو یعلیٰ اور امام بزار نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جس راستہ سے گذر جاتے تھے وہاں سے بہت پاکیزہ خوشبو آتی تھی اور (خوشبو کو سونگھ کر) لوگ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس راستہ سے گذرے ہیں۔ [1]

امام بیہقی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی خوشبو سے متعلق وہ تمام احادیث بیان کی ہیں جن کو امام مسلم نے بیان کیا ہے، ان کے علاوہ بھی کچھ احادیث بیان کی ہیں وہ یہ ہیں:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ——— بیان کرتے ہیں میں منیٰ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم! مجھے اپنا ہاتھ (ملانے کے لیے) دیں، آپ نے ہاتھ دیا جب میں نے ہاتھ ملایا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبو دار تھا۔ [2]

حضرت وائل بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی کا ایک ڈول لے کر آیا، آپ نے اس ڈول میں کلی کی (یا کہا آپ نے اس ڈول سے پانی پیا) پھر اس پانی کو کنوئیں میں ڈال دیا (یا کنوئیں میں کلی کی) تو اس کنوئیں سے مشک کی خوشبو آنے لگی۔ [3]

وحی کا لغوی اور اصطلاحی معنی اور نزول وحی کی صورتیں

حدیث نمبر ۵۹۳۷ میں ہے کہ کبھی آپ پر وحی گھنٹی کی آواز کی شکل میں آتی تھی اور کبھی فرشتہ آدمی کی شکل میں آکر ہمکلام ہوتا تھا۔

وحی کا لغوی معنی ہے، اشارہ، پیغام اور کلام خفی، اور اصطلاح میں اللہ تعالیٰ نبی پر جو کلام نازل فرمائے اس کو وحی کہتے ہیں، اگر اس کے الفاظ اور معانی دونوں اللہ کی طرف سے نازل ہوں تو یہ وحی جلی ہے اور اگر صرف معنی اللہ کی طرف سے نازل ہو تو یہ وحی خفی ہے۔

شرح صحیح مسلم جلد ثالث میں ہم نے وحی خفی پر بہت تفصیل سے گفتگو کی ہے۔

---

[1] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ ھ، شرح الشمائل ج ۲ ص ۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

[2] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ ھ، دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۲۵۷-۲۵۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[3] ″ ″ ″ ، دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۲۵۷،

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

انبیاء علیہم السلام کے اعتبار سے وحی کی تین قسمیں ہیں، (۱) کلام قدیم کو سننا جیسے قرآن مجید میں ہے موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو سنا، اور احادیث میں ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو سنا۔ (۲) فرشتے کی وساطت سے وحی کا حاصل کرنا۔ (۳) دل میں کسی معنی کا القاء کرنا، جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روح القدس نے میرے دل میں پھونکا۔ علامہ سہیلی نے نزول وحی کی حسب ذیل سات صورتیں ذکر کی ہیں:

۱۔ خواب میں کسی چیز کو دکھانا، جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب۔

۲۔ گھنٹی کی آواز کی شکل میں وحی کا آنا۔

۳۔ دل میں کسی معنی کا پھونک دینا۔

۴۔ فرشتہ کسی انسان کی شکل میں آئے، جیسے حضرت جبرائیل دحیہ کی شکل میں آئے، اور کبھی غیر معروف انسان کی شکل میں آئے۔

۵۔ حضرت جبرائیل اپنی اصلی شکل میں آئیں، جیسا کہ روایات میں ہے حضرت جبرائیل کے چھ سو پر ہیں جن سے موتی اور یاقوت جھڑتے ہیں۔

۶۔ اللہ تعالیٰ آپ سے بیداری میں پردے کی اوٹ سے ہم کلام ہو جس طرح معراج میں ہوا، یا نیند میں ہم کلام ہو جیسا کہ جامع ترمذی میں ہے اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا ملاء اعلیٰ کس چیز میں بحث کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا تو ہی خوب جانتا ہے۔

۷۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت اسرافیل کی وحی، کیونکہ شعبی سے روایت ہے کہ پہلے تین سال آپ کے ساتھ حضرت اسرافیل رہے اس کے بعد حضرت جبرائیل نازل ہوئے۔ [۱]

نزول وحی کے وقت پسینہ آنے کی وجہ

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

نزول وحی کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تھکاوٹ اور تکلیف ہوتی تھی اس کی وجہ وحی کا ثقل ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "انا سنلقی علیک قولا ثقیلا" "بے شک ہم عنقریب آپ پر قول ثقیل (بھاری کلام) نازل کریں گے" یہی وجہ ہے کہ نزول وحی کے وقت آپ کی حالت بخار زدہ شخص کی سی ہو جاتی تھی، حدیث میں ہے نزول وحی کے وقت آپ کو پسینے آجاتے تھے، یہ آپ کی تادیب کا ایک مرحلہ تھا تاکہ آپ کو بار نبوت اٹھانے کی مشق ہو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں سخت سردی میں بھی جب آپ پر وحی نازل ہوتی تو وحی کے ثقل کی وجہ سے آپ کے ماتھے پر پسینہ کے قطرے موتیوں کی طرح نظر آتے تھے۔ [۲]

نزول وحی کی صرف دو صورتیں بیان کرنے کی وجہ

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

جب سائل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نزول وحی

---

[۱] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱ ص ۴۰، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[۲] " " عمدۃ القاری ج ۱ ص ۴۳

کی کیفیت کے متعلق سوال کیا تو آپ نے صرف دو صورتیں بیان کیں، ایک یہ کہ وحی گھنٹی کی آواز کی طرح آتی تھی اور دوسری یہ کہ فرشتہ انسانی پیکر میں آجاتا تھا، اس کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ یہ ہے کہ بات کرنے والے اور بات سننے والے کے درمیان کوئی مناسبت ہوتی ہے تاکہ ان میں تعلیم اور تعلم متحقق ہوسکے، اس مناسبت کی شکل یا تو یہ ہے کہ غلبہ روحانیت کی وجہ سے سننے والا قائل کے وصف کے ساتھ متصف ہوجائے اور یہ پہلی صورت ہے، یا قائل سننے والے کے وصف کے ساتھ متصف ہوجائے یہ دوسری صورت ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زیادہ تر آپ پر ان دو طریقوں سے وحی نازل ہوتی تھی اور پہلا طریقہ دوسرے طریقہ سے زیادہ شدید تھا، کیونکہ اس طریقہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم طبیعت بشری سے فرشتوں کی حالت کی طرف منقلب ہوتے تھے، پھر آپ پر اس طرح وحی نازل کی جاتی جس طرح فرشتوں کی طرف وحی کی جاتی ہے۔ اور دوسری صورت میں فرشتہ بشری شکل میں منتقل ہوتا تھا اور یہ آپ کے لیے آسان تھا۔

فرشتہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی سننے کی کیفیت

اس فرشتہ سے مراد جبرائیل ہے کیونکہ عہد رسالت سے لے کر آج تک تواتر سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی لانے والا جبرائیل ہے، باقی رہا یہ امر کہ فرشتہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی وحی کو کس طرح سنتے ہیں، کیونکہ جس طرح اللہ کا کلام، کلام بشر کی جنس سے نہیں ہے اس طرح اس کا سماع بھی الفاظ اور حروف کے بغیر ہوتا ہے، ہمارے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کلام الٰہی سننے کو سمجھنا اس طرح مشکل ہے، جس طرح مادر زاد اندھے کے لیے رنگ کو سمجھنا مشکل ہوتا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو فرشتے سے سنتے تھے تو یہ بھی ممکن ہے کہ آپ آواز سے ان حروف کو سنتے ہوں جو اللہ تعالیٰ کے کلام کے معانی پر دلالت کرتے ہوں قرافی نے کہا کہ اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ جبرائیل جو آپ پر وحی نازل کرتے تھے، اللہ تعالیٰ جبرائیل میں اس کا علم ضروری پیدا کر دیتا تھا یا جبرائیل لوح محفوظ سے اس کو پڑھ لیتے تھے۔ [1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ یقین کیسے ہوا کہ یہ فرشتہ ہے شیطان نہیں ہے؟

ایک یہ بحث ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فرشتہ وحی لاتا — تو آپ کو کس طرح یقین ہوتا — کہ یہ فرشتہ ہے اور وحی لایا ہے اور یہ شیطان نہیں ہے اور وسوسہ نہیں ڈال رہا، امام رازی نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ فرشتہ نبی کے سامنے معجزہ پیش کرتا ہے جس سے نبی کو یہ اطمینان ہوتا ہے کہ یہ فرشتہ ہے شیطان نہیں ہے جس طرح نبی امت کے سامنے معجزہ پیش کرتا ہے اور امام غزالی نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسا علم اور ملکہ دیا ہے جس کی وجہ سے ہم پر عالم شہادت منکشف ہوتا ہے اور ہمیں یہ علم ہوجاتا ہے کہ یہ انسان ہے اور یہ حیوان ہے اور یہ فلاں حیوان ہے اور یہ فلاں حیوان ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا علم اور ملکہ عطا کیا ہے جس کی وجہ سے اس کے اوپر عالم غیب منکشف ہوجاتا ہے اور آپ کو یہ علم ہوتا ہے کہ یہ فرشتہ ہے یہ جن ہے اور یہ شیطان ہے، اور یہ فلاں فرشتہ

---

[1] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱ ص ۴۵-۴۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

ہے اور یہ فلاں فرشتہ ہے۔ [۱]

۸۲۸ بَابُ صِفَةِ شَعْرِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِفَاتِهٖ وَحُلْيَتِهٖ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بال، آپ کی صفات اور آپ کے حلیہ کا بیان

۵۹۴۱ - حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ مَنْصُورٌ حَدَّثَنَا وَقَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ يَعْنِيَانِ ابْنَ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدُلُونَ أَشْعَارَهُمْ وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرُقُونَ رُءُوسَهُمْ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ بِهِ فَسَدَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاصِيَتَهُ ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اہل کتاب اپنے بالوں کو لٹکا کر چھوڑ دیتے تھے، اور مشرکین اپنے بالوں میں مانگ نکالتے تھے، اور جن چیزوں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کوئی خاص حکم نہ دیا گیا ہو، آپ ان میں اہل کتاب کی موافقت کو پسند کرتے تھے، پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشانی پر بال لٹکائے، پھر آپ نے مانگ نکالنا شروع کر دی۔

۵۹۴۲ - وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۵۹۴۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مَرْبُوعًا بَعِيدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ عَظِيمَ الْجُمَّةِ إِلَى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ عَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا درمیانہ قد تھا، آپ کے دو شانوں کے درمیان زیادہ فاصلہ تھا آپ کے بال لمبے تھے جو کانوں کی لو تک آتے تھے، آپ نے دو سرخ چادروں کا جوڑا پہنے ہوئے تھا، میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو حسین نہیں دیکھا۔

۵۹۴۴ - حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِي لِمَّةٍ أَحْسَنَ

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی دراز گیسوؤں والے شخص کو سرخ چادروں کا جوڑا پہنے ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ

[۱] امام محمد بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ، احیاء العلوم ج ۴ ص ۱۹۰، ملخصاً، مطبوعہ دار المعرفت بیروت

فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَعْرُهُ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ بَعِيدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ لَهُ شَعَرٌ۔

حسین نہیں دیکھا، آپ کے بال کندھوں تک تھے اور دونوں کندھوں کے درمیان زیادہ فاصلہ تھا، بہت لمبا قد تھا اور نہ بہت چھوٹا، ابو کریب نے شعرہ کی بجائے لہ شعر روایت کیا ہے۔

۵۹۴۵ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَأَحْسَنَهُمْ خُلُقًا لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الذَّاهِبِ وَلَا بِالْقَصِيرِ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سب سے زیادہ حسین تھا، اور آپ کے اخلاق سب سے اچھے تھے، آپ کا قد لمبا تھا نہ چھوٹا۔

۵۹۴۶ - حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ كَيْفَ كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ شَعْرًا رَجِلًا لَيْسَ بِالْجَعْدِ وَلَا السَّبِطِ بَيْنَ أُذُنَيْهِ وَعَاتِقِهِ۔

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بال کیسے تھے؟ انھوں نے کہا آپ کے بال درمیانی تھے، بہت گھونگروالے تھے نہ بالکل سیدھے، وہ (بال) کانوں اور کندھوں کے درمیان تک تھے۔

۵۹۴۷ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَا حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَضْرِبُ شَعْرُهُ مَنْكِبَيْهِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بال کندھوں تک تھے۔

۵۹۴۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بال کانوں کے نصف تک تھے۔

۵۹۴۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَلِيعَ الْفَمِ أَشْكَلَ الْعَيْنِ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فراخ دہن تھے، اور ______ بڑی آنکھوں والے تھے اور آپ کی ایڑیوں پر گوشت کم تھا، میں نے سماک سے پوچھا ضلیع الفم کا کیا مطلب ہے؟ انھوں نے کہا بڑے

مَنْهُوْسَ الْعَقِبَيْنِ قَالَ قُلْتُ لِسِمَاكٍ مَا ضَلِيْعُ الْفَمِ قَالَ عَظِيْمُ الْفَمِ قَالَ قُلْتُ مَا أَشْكَلُ الْعَيْنِ قَالَ طَوِيْلُ شَقِّ الْعَيْنِ قَالَ قُلْتُ مَا مَنْهُوْسُ الْعَقِبِ قَالَ قَلِيْلُ لَحْمِ الْعَقِبِ۔

دہانے والا، میں نے پوچھا اشکل العین کا کیا مطلب ہے؟ انھوں نے کہا آنکھوں کے بڑے شگاف والا، میں نے کہا منہوس العقب کا کیا مطلب ہے؟ انھوں نے کہا جس کی ایڑیوں پر کم گوشت ہو،

۵۹۵۰- حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ قُلْتُ لَهُ أَرَأَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ كَانَ أَبْيَضَ مَلِيْحَ الْوَجْهِ. قَالَ مُسْلِمُ ابْنُ الْحَجَّاجِ مَاتَ أَبُو الطُّفَيْلِ سَنَةَ مِائَةٍ وَكَانَ آخِرَ مَنْ مَاتَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

جریری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو الطفیل سے کہا کیا تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں، آپ کا چہرہ سفید ملیح تھا، امام مسلم بن حجاج کہتے ہیں کہ حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ ایک سو ہجری میں فوت ہوئے اور یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سب سے آخر میں فوت ہوئے تھے۔

۵۹۵۱- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ رَجُلٌ رَآهُ غَيْرِيْ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ فَكَيْفَ رَأَيْتَهُ قَالَ كَانَ أَبْيَضَ مَلِيْحًا مُقَصَّدًا۔

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا، اور اب میرے سوا روئے زمین پر کوئی شخص نہیں ہے جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو، راوی کہتے ہیں میں نے پوچھا تم نے آپ کو کس حلیہ میں دیکھا تھا؟ انھوں نے کہا آپ سفید، ملیح اور میانہ قامت تھے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بالوں کے متعلق مختلف روایات میں تطبیق

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بالوں کے متعلق روایات مختلف ہیں، حضرت انس سے مروی ہے کہ آپ کے بال کانوں کے نصف تک تھے، حضرت براء کی روایت میں ہے آپ کے بال کانوں کی لو تک تھے۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ آپ کے بال جمّۃ تھے (یعنی کندھوں سے نیچے لٹکے ہوئے تھے)۔

ملا علی قاری ان روایات میں تطبیق دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمرہ اور حج میں سر منڈایا ہے، جب سر منڈانے کا زمانہ قریب ہوتا تو آپ کے بال کانوں کے نصف تک ہوتے، پھر بال آہستہ آہستہ بڑھتے رہتے حتیٰ کہ کانوں کی لو تک پہنچ جاتے (یعنی وفرہ) پھر کانوں اور کندھوں کے درمیان تک پہنچ جاتے، اور زیادہ طول یہ تھا کہ وہ کندھوں کے نیچے لٹکے ہوتے تھے، اس وجہ سے ہر دیکھنے والے نے اپنے دیکھنے کے مطابق روایت بیان کی ہے۔ [1]

---

[1] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، جمع الوسائل ج ۱ ص ۹۹ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

اہل کتاب کی موافقت کرنے کی تحقیق

حدیث نمبر ۵۹۴۱ میں ہے: جن چیزوں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کوئی خاص حکم نہ دیا گیا ہو، ان میں آپ اہل کتاب کی موافقت کو پسند کرتے تھے۔ علامہ مناوی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان چیزوں میں افعال مشرکین پر اہل کتاب کی موافقت کو اس لیے پسند کرتے تھے کہ اہل کتاب رسولوں کی بقیہ شریعت پر عمل کرتے تھے اور مشرکین بت پرست تھے ان کے پاس سوائے اپنے باپ دادا کی تقلید کے اور کوئی سند نہیں تھی، اور یہ محبت اس وقت تک تھی جب تک اسلام کا غلبہ نہیں ہوا تھا اور جب اسلام کا غلبہ ہو گیا تو پھر آپ اہل کتاب کی مخالفت کو پسند کرتے تھے، علامہ قرطبی نے لکھا ہے کہ جب آپ ابتداءً مدینہ منورہ میں آئے تو آپ اہل کتاب کی موافقت کو پسند کرتے تھے تاکہ وہ آپ کا پیغام بہ غور سنیں اور مسلمان ہو جائیں، اسی وجہ سے آپ نے ان کے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنی شروع کی لیکن جب انھوں نے اس موافقت سے فائدہ نہیں اٹھایا، ان پر ان کی شقاوت غالب رہی اور وہ دین اسلام میں داخل نہیں ہوئے، تو پھر آپ نے بہت سی چیزوں میں ان کی مخالفت کا حکم دیا، جیسے آپ نے فرمایا یہود اور نصاریٰ خضاب نہیں لگاتے تم ان کی مخالفت کرو۔ [1]

مانگ نکالنے کا حکم

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

مانگ نکالنا سنت ہے، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف رجوع کیا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے وحی سے مانگ کی طرف رجوع کیا ہے۔ کیونکہ حدیث میں ہے اہل کتاب اپنے بالوں کو پیشانی پر چھوڑ دیتے تھے اور مشرکین اپنے بالوں میں مانگ نکالتے تھے، اور جن چیزوں میں آپ کو کوئی خاص حکم نہ دیا گیا ہو ان میں آپ اہل کتاب کی موافقت کو پسند کرتے تھے، پھر جب آپ نے اہل کتاب کی مخالفت شروع کی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو اس کا حکم دیا گیا تھا، یہ بھی احتمال ہے کہ جب آپ نے اہل کتاب کی مخالفت شروع کی اس وقت آپ نے اپنے اجتہاد سے مانگ نکالنی شروع کر دی تھی، لہٰذا مانگ نکالنا مستحب ہوگا، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اہل کتاب کے طریقہ سے عدول کرنے کی وجہ یہ ہو کہ مانگ نکالنا صفائی کے زیادہ قریب ہے اور دھونے میں اسراف اور عورتوں کے ساتھ مشابہت سے زیادہ بعید ہے، علامہ ابن حجر نے کہا ہے کہ عورتوں کے ساتھ مشابہت کا قصد نہ ہو تو پیشانی پر بال چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر مشابہت مقصود ہو تو پھر یہ حرام ہے، بعض صحابہ پیشانی پر بال چھوڑتے تھے اور بعض مانگ نکالتے تھے اور کوئی شخص دوسرے کی مذمت نہیں کرتا تھا۔ [2]

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سرخ لباس پہننے کی تحقیق

حدیث نمبر ۵۹۴۴ میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دو سرخ چادریں پہنی ہوئی تھیں، علامہ مناوی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

سفیان ثوری نے کہا ہے کہ میرے گمان میں وہ سرخ دھاری دار چادریں تھیں، سفیان ثوری نے یہ اس لیے

[1] علامہ عبدالرؤف مناوی متوفی ۱۰۰۳ھ، شرح الشمائل علی ہامش جمع الوسائل ج ۱ ص ۹۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

[2] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، جمع الوسائل ج ۱ ص ۹۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

کہا ہے کہ ان کے مذہب میں خالص سرخ رنگ پہننا حرام ہے، ابن القیم نے کہا ہے کہ جس شخص نے یہ گمان کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خالص سرخ چادریں پہنی تھیں اس کا گمان غلط ہے، کیونکہ خالص سرخ لباس پہننا ممنوع ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ کیسے گمان کیا جا سکتا ہے کہ آپ نے خالص سرخ لباس پہنا تھا، آپ نے وہ یمنی چادریں پہنی ہوئی تھیں جن پر سرخ اور سیاہ دھاریاں تھیں (علامہ مناوی فرماتے ہیں) ابن القیم کا یہ قول خود غلط ہے کیونکہ حدیث میں سرخ حلہ کا ذکر ہے اس کو بغیر کسی سند کے سرخ اور سیاہ دھاریوں والی چادروں پر محمول کرنا محض دعویٰ ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مزعفر (یعنی زرد) رنگ سے عورتوں کی مشابہت کی وجہ سے منع فرمایا ہے، سرخ رنگ کی خصوصیت کی وجہ سے منع نہیں فرمایا، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا منع کرنے کے باوجود سرخ رنگ کو پہننا بیان جواز کے لیے ہے اور آپ کا منع کرنا تنزیہہ کے لیے ہے، اسی توجیہ کے مطابق سنن ابو داؤد کی حدیث ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ورس (سرخ رنگ) اور زعفران سے اپنے کپڑوں کو رنگتے تھے حتیٰ کہ اپنے عمامہ کو بھی رنگتے تھے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آپ عید کے دن سرخ چادر پہنتے تھے، حافظ الہیثمی نے کہا اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں، امام بیہقی نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے کہ آپ عیدین اور جمعہ کے دن سرخ چادریں پہنتے تھے اور شاید آپ کبھی کبھی جمعہ کے دن بیان جواز کے لیے سرخ لباس پہنتے تھے۔[1]

سرخ اور زرد لباس کے متعلق مفصل گفتگو ہم اسی جلد کی کتاب اللباس میں کر چکے ہیں۔

بَابُ ۸۲۹ شَيْبِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سفید بالوں کا ذکر

۵۹۵۲ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ إِدْرِيسَ قَالَ عَمْرٌو وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ الْأَوْدِيُّ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ هَلْ خَضَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ رَأَى مِنَ الشَّيْبِ إِلَّا قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ كَأَنَّهُ يُقَلِّلُهُ وَقَدْ خَضَبَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ۔

ابن سیرین بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بال رنگے تھے؟ انھوں نے کہا کہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بہت کم بال سفید دیکھے تھے اور حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما مہندی اور سیاہ رنگ کو ملا کر رنگتے تھے۔

۵۹۵۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ الرَّيَّانِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ

ابن سیرین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بال رنگے تھے؟ انھوں نے کہا کہ آپ رنگنے

---

[1] علامہ عبدالرؤف مناوی متوفی ۱۰۰۳ھ، شرح الشمائل علی ہامش جمع الوسائل ج ۱ ص ۱۴۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَضَبَ فَقَالَ لَمْ يَبْلُغِ الْخِضَابَ كَانَ فِي لِحْيَتِهِ شَعَرَاتٌ بِيْضٌ قَالَ قُلْتُ لَهُ اَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ يَخْضِبُ قَالَ فَقَالَ نَعَمْ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ۔

کی عمر کو نہیں پہنچے، آپ کی ڈاڑھی میں صرف چند بال سفید تھے، میں نے کہا کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رنگتے تھے؟ انھوں نے کہا ہاں! وہ مہندی اور سیاہ رنگ ملا کر رنگتے تھے۔

۵۹۵۴- وَحَدَّثَنِيْ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اَخَضَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّهُ لَمْ يَرَ مِنَ الشَّيْبِ اِلَّا قَلِيْلًا۔

محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بالوں کو رنگا ہے، انھوں نے کہا آپ کے سفید بال بہت کم دکھائی دیتے تھے۔

۵۹۵۵- حَدَّثَنِيْ اَبُو الرَّبِيْعِ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ قَالَ سُئِلَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ خِضَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ شِئْتُ اَنْ اَعُدَّ شَمَطَاتٍ كُنَّ فِيْ رَاْسِهِ فَعَلْتُ وَقَالَ لَمْ يَخْتَضِبْ وَقَدِ اخْتَضَبَ اَبُوْ بَكْرٍ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ وَاخْتَضَبَ عُمَرُ بِالْحِنَّاءِ بَحْتًا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بال رنگنے کے متعلق سوال کیا گیا انھوں نے کہا اگر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سر کے سفید بال گننا چاہتا تو گن لیتا اور انھوں نے کہا آپ نے بالوں کو نہیں رنگا اور حضرت ابوبکر نے مہندی اور سیاہ رنگ کو ملا کر رنگا اور حضرت عمر نے خالص مہندی کے ساتھ رنگا۔

۵۹۵۶- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا الْمُثَنّٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ يُكْرَهُ اَنْ يَنْتِفَ الرَّجُلُ الشَّعْرَةَ الْبَيْضَاءَ مِنْ رَاْسِهِ وَلِحْيَتِهِ قَالَ وَلَمْ يَخْتَضِبْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا كَانَ الْبَيَاضُ فِيْ عَنْفَقَتِهِ وَفِي الصُّدْغَيْنِ وَفِي الرَّاْسِ نَبْذٌ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سر اور داڑھی سے سفید بالوں کے نوچنے کو مکروہ سمجھتے تھے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بالوں کو نہیں رنگا، آپ کے نچلے ہونٹ کے نیچے، کنپٹیوں اور سر میں چند بال سفید تھے۔

۵۹۵۷- وَحَدَّثَنِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا الْمُثَنّٰى بِهٰذَا الْاِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۵۹۵۸- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ وَهٰرُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ جَمِيْعًا عَنْ اَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سفید بالوں کے متعلق سوال کیا گیا، انھوں نے کہا اللہ تعالے نے آپ کو سفید بالوں کے ساتھ متغیر نہیں کیا۔

خُلَيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ سَمِعَ أَبَا إِيَاسٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ شَيْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا شَانَهُ اللّٰهُ بِبَيْضَاءَ۔

۵۹۵۹ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ مِنْهُ بَيْضَاءَ وَوَضَعَ زُهَيْرٌ بَعْضَ أَصَابِعِهِ عَلَى عَنْفَقَتِهِ قِيلَ لَهُ مِثْلُ مَنْ أَنْتَ يَوْمَئِذٍ فَقَالَ أَبْرِي النَّبْلَ وَأَرِيشُهَا۔

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں اتنے سفید بال دیکھے، پھر راوی نے نچلے ہونٹ کے نیچے والے بالوں پر اپنی انگلی رکھ کر بتایا ان سے پوچھا گیا کہ تم ان دنوں میں کیسے تھے؟ انھوں نے کہا میں ان دنوں میں تیر میں پیکان اور پر لگاتا تھا۔

۵۹۶۰ - حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْيَضَ قَدْ شَابَ كَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهُ۔

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا رنگ سفید تھا اور آپ کے (کچھ) بال سفید ہو گئے تھے، اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے مشابہ تھے۔

۵۹۶۱ - وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَخَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ كُلُّهُمْ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ بِهٰذَا وَلَمْ يَقُولُوا أَبْيَضَ قَدْ شَابَ۔

ایک اور سند سے حضرت ابوجحیفہ کی یہ روایت منقول ہے، اس میں آپ کے سفید رنگ اور سفید بالوں کا ذکر نہیں ہے۔

۵۹۶۲ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ سُئِلَ عَنْ شَيْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ إِذَا دَهَنَ رَأْسَهُ لَمْ يُرَ مِنْهُ شَيْءٌ وَإِذَا لَمْ يَدْهُنْ رُئِيَ مِنْهُ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بالوں کے متعلق سوال کیا گیا، انھوں نے کہا جب آپ سر میں تیل لگاتے تھے تو سفید بال نظر نہیں آتے تھے اور جب تیل نہیں لگاتے تھے تو سفید بال نظر آتے تھے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خضاب لگانے کے متعلق علماء کے نظریات

علامہ یحیی بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے کہ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے آیا بالوں کو رنگا تھا

یا نہیں؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی بناء پر اکثر علماء نے اس کی نفی کی ہے، اور یہی امام مالک کا مذہب ہے اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ انھوں نے سرخ رنگ سے رنگے ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چند بال نکال کر دکھائے (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۵، مطبوعہ کراچی) اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ سے بالوں کو رنگتے ہوئے دیکھا، (سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۲ مطبوعہ لاہور، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۰) ان احادیث کی بناء پر بعض محدثین نے یہ کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بالوں کو رنگا ہے، اور بعض علماء نے یہ کہا کہ آپ کے ان بالوں کا رنگ خوشبو لگانے کی وجہ سے متغیر ہوگیا تھا جس کو حضرت ام سلمہ نے رنگنے سے تعبیر فرمایا ——— یہ قاضی عیاض کی عبارت ہے، اور مختار مذہب یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات بالوں کو رنگا اور اکثر اوقات نہیں رنگا، سو ہر شخص نے اپنے مشاہدے کے مطابق بیان کیا اور صحیح کہا اور چونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی رنگنے سے متعلق روایت صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مذکور ہے اس لیے اس محمل کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ [1]

علامہ مناوی شافعی لکھتے ہیں :

امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بالوں کو رنگا تھا؟ انھوں نے کہا ہاں! اس حدیث کے موافق صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی یہ روایت ہے: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ کے ساتھ بالوں کو رنگتے ہوئے دیکھا، اس حدیث کو امام ابن سعد وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے اور امام احمد اور امام ابن ماجہ نے ابن اوہب سے روایت کیا ہے کہ ہم حضرت ام سلمہ کے پاس گئے، انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال نکال کر دکھائے جو مہندی اور کتم (سیاہ رنگ) سے رنگے ہوئے تھے اور عبدالرحمان ثمالی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی ڈاڑھی مبارک کو بیری کے پتوں کے پانی سے دھوتے تھے اور عجمیوں کی مخالفت میں بالوں کو متغیر کرنے کا حکم دیتے تھے۔ یہ فقہاء شافعیہ کے دلائل ہیں جو امام مالک کی اس مسئلہ میں مخالفت کرتے ہیں کہ کالے رنگ کے علاوہ ڈاڑھی کو رنگنا سنت ہے، اس کے موافق صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی یہ روایت ہے کہ جب فتح مکہ کے دن حضرت ابوقحافہ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا درآں حالیکہ ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال سفید پھولوں کی طرح سفید تھے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان بالوں کو متغیر کرو اور سیاہ رنگ سے بچو" اس حدیث کے خلاف یہ روایت نہیں ہے کہ آپ نے اپنے سفید بالوں کو متغیر نہیں کیا کیونکہ آپ نے بعض اوقات بالوں کو رنگا اور اکثر اوقات نہیں رنگا، علامہ مناوی کہتے ہیں کہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ نے بیان جواز کے لیے بالوں کو رنگا ہو تو اس سے زیادہ سے زیادہ رنگنے کا جواز ثابت ہوگا، رنگنے کی سنیت کہاں سے ثابت ہوگی؟ [2]

میں کہتا ہوں کہ سنیت ان بکثرت احادیث سے ثابت ہوگی جن میں آپ نے سفید بالوں کو رنگنے اور یہود

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۵۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] علامہ عبدالرؤف مناوی متوفی ۱۰۰۳ھ، شرح الشمائل علی ہامش جمع الوسائل ج ۱ ص ۱۲۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی۔

و نصاریٰ کی مخالفت کرنے کا حکم دیا ہے۔

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

خلاصہ یہ ہے کہ جن صحابہ نے یہ یقین سے کہا کہ آپ نے بالوں کو رنگا ہے جیسے حضرت ابن عمر تو انھوں نے اپنے مشاہدہ کو بیان کیا اور یہ بعض اوقات کا واقعہ ہے اور جنھوں نے رنگنے کی نفی کی ہے جیسے حضرت انس تو انھوں نے اکثر اور اغلب اوقات کا حال بیان کیا ہے۔ [۱]

خضاب لگانے یا نہ لگانے کے متعلق علماء کے نظریات

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں میرک نے کہا ہے کہ شروع سے علماء کا اس مسئلہ میں اختلاف رہا ہے کہ خضاب لگانا (یعنی بالوں کو رنگنا) مستحب ہے یا اس کا ترک کرنا اولیٰ ہے، علماء کی ایک جماعت کا یہ موقف ہے کہ خضاب لگانا مستحب ہے، کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود اور نصاریٰ خضاب نہیں لگاتے تم ان کی مخالفت کرو (صحیح بخاری، صحیح مسلم سنن نسائی وغیرہا) اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے بوڑھوں کے پاس گئے جن کی ڈاڑھیاں سفید تھیں، آپ نے فرمایا: اے انصار! اپنے بالوں کو سرخ یا زرد رنگ میں رنگو، اور اہل کتاب کی مخالفت کرو، اس حدیث کو امام احمد نے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے، اسی وجہ سے حضرت حسن، حضرت حسین اور بڑے بڑے صحابہ خضاب لگاتے تھے، اور بہت سے علماء کا یہ موقف ہے کہ خضاب نہ لگانا اولیٰ ہے، کیونکہ عمرو بن شعیب نے اپنے باپ سے اور انھوں نے اپنے دادا سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے اسلام میں بال سفید ہوگئے وہ اس کا نور ہیں الا یہ کہ وہ ان کو نوچ لے یا ان کو رنگ لے، اس کو طبری نے روایت کیا ہے، علامہ عسقلانی نے کہا کہ امام ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اس کو حسن قرار دیا ہے لیکن اس کی کسی سند میں یہ استثناء نہیں دیکھا، اور امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت کعب بن مرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے اسلام میں بال سفید ہوگئے، وہ قیامت کے دن اس کے لیے نور ہوں گے، امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور امام طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفید بالوں کے متغیر کرنے کو ناپسند فرماتے تھے، اسی وجہ سے حضرت علی، حضرت سلمہ بن اکوع، حضرت ابی بن کعب اور بڑے بڑے صحابہ کی ایک جماعت نے خضاب نہیں لگایا، علامہ طبری نے خضاب لگانے اور نہ لگانے پر دلالت کرنے والی مختلف روایتوں میں یوں تطبیق دی ہے کہ جس شخص کے تمام بال سفید ہو جائیں اس کے لیے خضاب لگانا مستحب ہے اور جس شخص کے کم بال سفید ہوں اس کا خضاب نہ لگانا مستحب ہے، لیکن خضاب لگانا مطلقاً اولیٰ ہے، کیونکہ اس میں اہل کتاب کی مخالفت کرنے کے حکم کی تعمیل ہے، ہاں اگر کسی شہر کے لوگوں کی عادت خضاب کو ترک کرنا ہو تو وہاں خضاب نہ لگانا اولیٰ ہے۔ اور یہ اچھی تطبیق ہے۔

---

[۱] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، جمع الوسائل ج ۱ ص ۱۲۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی۔

سیاہ خضاب لگانے کے متعلق علماء کے نظریات

جو لوگ خضاب لگانے کے قائل ہیں ان کا پھر اس میں اختلاف ہے کہ آیا سیاہ خضاب لگانا جائز ہے اور افضل سرخ یا زرد خضاب ہے یا نہیں، اکثر علماء یہ کہتے ہیں کہ سیاہ خضاب مکروہ ہے، علامہ نووی کا میلان یہ ہے کہ یہ کراہت تحریمی ہے، اور بعض علماء نے جہاد میں سیاہ خضاب کی رخصت دی ہے، اور جہاد کے علاوہ اجازت نہیں دی، اور سرخ یا زرد خضاب کو مستحب کہا ہے کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت ابو قحافہ کو پیش کیا گیا، درآں حالیکہ ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال سفید پھولوں کی طرح سفید تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو متغیر کرو، اور سیاہ رنگ سے اجتناب کرو، پھر صحابہ ان کو لے گئے اور ان کے بال سرخ رنگ میں رنگ دیئے، اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفید بالوں کو متغیر کرنے والی سب سے اچھی چیز مہندی اور کُتم (سیاہ رنگ) ہے، اس حدیث کو ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، احمد اور ابن حبان نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر زمانہ میں ایک قوم کبوتر کے پوٹوں کی طرح سیاہ خضاب لگائے گی یہ لوگ جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے، اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ضعف ہے، اور حضرت ابو درداء بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے سیاہ خضاب لگایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ سیاہ کر دے گا، اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں بھی ضعف ہے۔

بعض علماء نے مردوں اور عورتوں میں فرق کیا ہے، مردوں کو سیاہ خضاب سے منع کیا ہے اور عورتوں کو اجازت دی ہے، یہ حلیمی کا مختار ہے اور ہاتھوں اور پیروں کو رنگنا عورتوں کے لیے جائز ہے اور علاج کے سوا مردوں پر حرام ہے۔ سب سے پہلے فرعون نے سیاہ خضاب لگایا تھا، اور سفید بالوں کو نوچنا اکثر علماء کے نزدیک مکروہ ہے کیونکہ سنن اربعہ میں یہ روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفید بالوں کو مت نوچو یہ مسلمان کا نور ہیں، علامہ ابن عربی نے کہا خضاب سے منع نہیں کیا اور نوچنے سے منع کیا کیونکہ نوچنے میں اصل خلقت کی تغییر ہے۔ [1]

ف: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سفید بالوں کی تعداد بہت کم تھی، شمائل ترمذی میں چودہ، سترہ، اٹھارہ اور بیس سفید بالوں کا ہے یہ اختلاف مختلف زمانوں کے اعتبار سے ہے یا گننے میں اختلاف کی وجہ سے ہے۔

باب ۸۳۰ فِی اِثْبَاتِ خَاتَمِ النُّبُوَّۃِ ! نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کا بیان

۱۔ ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ جمع الوسائل ج ۱ ص ۱۲۵-۱۲۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

۵۹۶۳- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ سِمَاكٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَمِطَ مُقَدَّمُ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ وَكَانَ إِذَا ادَّهَنَ لَمْ يَتَبَيَّنْ وَإِذَا شَعِثَ رَأْسُهُ تَبَيَّنَ وَكَانَ كَثِيرَ شَعْرِ اللِّحْيَةِ فَقَالَ رَجُلٌ وَجْهُهُ مِثْلُ السَّيْفِ قَالَ لَا بَلْ كَانَ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَكَانَ مُسْتَدِيرًا وَرَأَيْتُ الْخَاتَمَ عِنْدَ كَتِفِهِ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ يُشْبِهُ جَسَدَهُ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے اگلے بال اور ڈاڑھی کے بال سفید ہو گئے، جب آپ تیل لگاتے تو وہ سفیدی معلوم نہیں ہوتی تھی، اور جب آپ کے بال بکھرے ہوئے ہوتے تو سفیدی معلوم ہوتی، آپ کی ڈاڑھی مبارک بہت گھنی تھی، ایک شخص نے کہا کہ آپ کا چہرہ تلوار کی طرح تھا، انھوں نے کہا نہیں بلکہ سورج اور چاند کی طرح تھا اور آپ کا چہرہ گول تھا، اور میں نے آپ کے کندھے کے پاس کبوتر کے انڈے کے برابر مہر نبوت دیکھی جس کا رنگ جسم کے رنگ کے مشابہ تھا۔

۵۹۶۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ رَأَيْتُ خَاتَمًا فِي ظَهْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّهُ بَيْضَةُ حَمَامٍ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک میں مہر نبوت دیکھی، جیسے کبوتر کا انڈا ہو۔

۵۹۶۵- وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا حَسَنُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ سِمَاكٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک سند بیان کی۔

۵۹۶۶- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَاتِمٌ (وَهُوَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ) عَنِ الْجَعْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَجِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِي وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِهِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ۔

حضرت سائب بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میری خالہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے بھانجے کے سر میں درد ہے، آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا کی، پھر آپ نے وضو کیا، میں نے آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی پیا، پھر میں آپ کی پشت کے پیچھے کھڑا ہوا، میں نے آپ کے دو کندھوں کے درمیان مسہری کی گھنڈی کی طرح مہر نبوت دیکھی۔

۵۹۶۷- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ (يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ) ح وَحَدَّثَنِي سُوَيْدُ ابْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ كِلَاهُمَا عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ ح وَ

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ کے ساتھ روٹی اور گوشت یا ثرید کھایا،

حَدَّثَنِي حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ (يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ) حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَكَلْتُ مَعَهُ خُبْزًا وَلَحْمًا أَوْ قَالَ ثَرِيدًا قَالَ فَقُلْتُ لَهُ أَسْتَغْفَرَ لَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَكَ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ قَالَ ثُمَّ دُرْتُ خَلْفَهُ فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ عِنْدَ نَاغِضِ كَتِفِهِ الْيُسْرَى جُمْعًا عَلَيْهِ خِيلَانٌ كَأَمْثَالِ الثَّآلِيلِ۔

راوی کہتے ہیں میں نے عبد اللہ سے پوچھا کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہارے لیے دعائے مغفرت کی تھی، انھوں نے کہا ہاں اور تمہارے لیے بھی پھر یہ آیت پڑھی "اپنے لیے استغفار کیجئے اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لیے" پھر میں آپ کے پیچھے گیا تو میں نے آپ کے دو کندھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی، وہ آپ کے بائیں کندھے کی چپنی ہڈی کے پاس مسوں کے تل کی طرح تھی۔

ف: قاضی عیاض نے کہا ہے کہ یہ تمام روایات متقارب ہیں اور اس میں متفق ہیں کہ مہر نبوت آپ کے جسم میں کبوتر کے انڈے کے برابر ابھری ہوئی تھی، یا مسہری کی گھنڈی کی طرح۔

بَابُ ۸۳۱ قَدْرِ عُمُرِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کا بیان

۵۹۶۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيرِ وَلَيْسَ بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ وَلَا بِالْآدَمِ وَلَا بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبِطِ بَعَثَهُ اللهُ عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ وَتَوَفَّاهُ اللهُ عَلَى رَأْسِ سِتِّينَ سَنَةً وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُونَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بہت دراز قد نہ تھے اور نہ پست قد تھے، نہ بالکل سفید رنگ تھا اور نہ بالکل گندمی، نہ سخت گھنگریالے بال تھے نہ بالکل سیدھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس سال کی عمر میں مبعوث فرمایا، آپ دس سال مکہ مکرمہ میں رہے، دس سال مدینہ میں رہے، ساٹھ سال کی عمر میں آپ نے وصال فرمایا اور آپ کے سر اور ڈاڑھی میں بیس بال بھی سفید نہیں تھے۔

۵۹۶۹- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ (يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ) ح وَحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ كِلَاهُمَا عَنْ رَبِيعَةَ (يَعْنِي ابْنَ

یہ حدیث ایک اور سند کے ساتھ حضرت انس سے مروی ہے، اس میں یہ اضافہ ہے کہ آپ کا سفید چمک دار رنگ تھا۔

اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بِمِثْلِ حَدِیْثِ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَ زَادَ فِیْ حَدِیْثِهِمَا كَانَ اَزْهَرَ -

۵۹۷۰ - حَدَّثَنِیْ اَبُوْ غَسَّانَ الرَّازِیُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا حَكَّامُ بْنُ سَلْمٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ زَائِدَةَ عَنِ الزُّبَیْرِ بْنِ عَدِیٍّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ وَ هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّ سِتِّیْنَ وَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّ هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّ سِتِّیْنَ وَ عُمَرُ وَ هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّ سِتِّیْنَ -

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ سال کی عمر میں وصال کیا، حضرت ابوبکر نے بھی تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور حضرت عمر کا بھی تریسٹھ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

۵۹۷۱ - وَحَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَیْبِ بْنِ اللَّیْثِ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ جَدِّیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُقَیْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّیَ وَ هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّ سِتِّیْنَ سَنَةً وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ بِمِثْلِ ذٰلِكَ -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تریسٹھ سال کی عمر میں فوت ہوئے

۵۹۷۲ - وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَ عَبَّادُ بْنُ مُوْسٰى قَالَا حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ یَحْیٰى عَنْ یُوْنُسَ بْنِ یَزِیْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِالْاِسْنَادَیْنِ جَمِیْعًا مِثْلَ حَدِیْثِ عُقَیْلٍ -

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۵۹۷۳ - حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ الْهُذَلِیُّ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ قُلْتُ لِعُرْوَةَ كَمْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ قَالَ عَشْرًا قَالَ قُلْتُ فَاِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ ثَلَاثَ عَشْرَةَ -

عمرو کہتے ہیں کہ میں نے عروہ سے پوچھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں کتنا عرصہ قیام کیا؟ انھوں نے کہا دس سال، وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا حضرت ابن عباس تیرہ سال فرماتے تھے۔

۵۹۷۴ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ قُلْتُ لِعُرْوَةَ كَمْ لَبِثَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ قَالَ عَشْرًا قُلْتُ

عمرو کہتے ہیں میں نے عروہ سے پوچھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں کتنے سال رہے؟ انھوں نے کہا دس سال، میں نے کہا حضرت ابن عباس تو دس اور کچھ

فَإِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ بِضْعَ عَشْرَةَ قَالَ نَغْفِرَهُ وَقَالَ إِنَّمَا أَخَذَهُ مِنْ قَوْلِ الشَّاعِرِ۔

سال کہتے ہیں، عروہ نے کہا اللہ حضرت ابن عباس کی مغفرت کرے، انھوں نے یہ عمر شاعر کے قول سے اخذ کی ہے۔

۵۹۷۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَهٰرُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَوْحِ بْنِ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تیرہ سال رہے اور جس وقت آپ کی وفات ہوئی آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔

۵۹۷۶۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا بِشْرُ ابْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ الضُّبَعِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً يُوْحٰى إِلَيْهِ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرًا وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ سَنَةً۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تیرہ سال رہے آپ پر وحی کی جاتی تھی اور مدینہ میں دس سال رہے اور جس وقت آپ کا وصال ہوا، آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔

۵۹۷۷۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبَانَ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا سَلَّامٌ أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِيْ إِسْحٰقَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ فَذَكَرُوْا سِنِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ كَانَ أَبُوْ بَكْرٍ أَكْبَرَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ وَمَاتَ أَبُوْ بَكْرٍ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ وَقُتِلَ عُمَرُ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ ❊ قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ يُقَالُ لَهُ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ قَالَ كُنَّا قُعُوْدًا عِنْدَ مُعَاوِيَةَ فَذَكَرُوْا سِنِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ سَنَةً وَمَاتَ أَبُوْ بَكْرٍ وَهُوَ ابْنُ

ابو اسحاق کہتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن عتبہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ وہ آپس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کے متعلق بحث کر رہے تھے، بعض لوگوں نے کہا کہ حضرت ابو بکر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں بڑے تھے، عبد اللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تریسٹھ سال کی عمر میں وصال ہوا، اور حضرت ابو بکر کا تریسٹھ سال کی عمر میں انتقال ہوا اور حضرت عمر تریسٹھ سال کی عمر میں شہید ہوئے، قوم میں سے ایک شخص جس کا نام عامر بن سعد تھا اس نے کہا جریر نے بیان کیا کہ ہم حضرت معاویہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کے متعلق بحث کر رہے تھے، حضرت معاویہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تریسٹھ سال کی عمر میں وصال ہوا اور حضرت ابو بکر کا تریسٹھ سال کی عمر میں انتقال ہوا اور حضرت عمر تریسٹھ سال کی عمر میں شہید ہوئے۔

ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ وَقُتِلَ عُمَرُ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّ سِتِّيْنَ۔

۵۹۷۸۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ اَبَا اِسْحٰقَ يُحَدِّثُ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ الْبَجَلِيِّ عَنْ جَرِيْرٍ اَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يَخْطُبُ فَقَالَ مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَاَنَا ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ۔

جریر کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا تریسٹھ سال کی عمر میں وصال ہوا، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کا بھی تریسٹھ سال کی عمر میں وصال ہوا، اور اب میں بھی تریسٹھ سال کا ہوں۔

۵۹۷۹۔ وَحَدَّثَنِيْ ابْنُ مِنْهَالٍ الضَّرِيْرُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ عَمَّارٍ مَوْلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ كَمْ اَتٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَاتَ فَقَالَ مَا كُنْتُ اَحْسِبُ مِثْلَكَ مِنْ قَوْمِهٖ يَخْفٰى عَلَيْهِ ذَاكَ قَالَ قُلْتُ اِنِّيْ قَدْ سَاَلْتُ النَّاسَ فَاخْتَلَفُوْا عَلَيَّ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اَعْلَمَ قَوْلَكَ فِيْهِ قَالَ اَتَحْسِبُ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَمْسِكْ اَرْبَعِيْنَ بُعِثَ لَهَا خَمْسَ عَشْرَةَ بِمَكَّةَ يَاْمَنُ وَيَخَافُ وَعَشْرٌ مِنْ مُهَاجَرِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ۔

عمار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس سے یہ سوال کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت آپ کی عمر کتنی تھی، انھوں نے فرمایا مجھے یہ گمان نہیں تھا کہ آپ کی قوم سے ہونے کے باوجود تم جیسے شخص سے یہ چیز مخفی ہوگی، میں نے کہا کہ میں نے لوگوں سے یہ سوال کیا تھا، ان کا اس میں اختلاف تھا، تو میں نے یہ پسند کیا کہ میں اس مسئلہ میں آپ کا قول معلوم کروں، حضرت ابن عباس نے پوچھا تم کو حساب آتا ہے؟ میں نے کہا ہاں! انھوں نے کہا کہ یہ یاد رکھو کہ چالیس سال کی عمر میں آپ مبعوث ہوئے، پندرہ سال مکہ میں رہے اور دس سال ہجرت کے بعد مدینہ میں رہے۔

۵۹۸۰۔ وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يُوْنُسَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ يَزِيْدَ بْنِ زُرَيْعٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۵۹۸۱۔ وَحَدَّثَنِيْ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا بِشْرٌ (يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ) حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ حَدَّثَنَا عَمَّارٌ مَوْلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَّسِتِّيْنَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جس وقت وصال ہوا اس وقت آپ کی عمر پینسٹھ سال تھی۔

۵۹۸۲۔ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک سند بیان کی۔

حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ خَالِدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ۔

۵۹۸۳ - وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَمَّارِ ابْنِ أَبِي عَمَّارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً يَسْمَعُ الصَّوْتَ وَيَرَى الضَّوْءَ سَبْعَ سِنِينَ وَلَا يَرَى شَيْئًا وَثَمَانَ سِنِينَ يُوحٰى إِلَيْهِ وَأَقَامَ بِالْمَدِينَةِ عَشْرًا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں پندرہ سال رہے، آپ سات سال تک آواز سنتے تھے اور روشنی دیکھتے تھے، اور آٹھ سال تک آپ پر وحی آتی رہی اور آپ مدینہ میں دس سال رہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر کے متعلق مختلف روایات میں تطبیق اور محاکمہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر اور آپ کے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں قیام کے متعلق تین روایات ہیں: ایک یہ ہے کہ آپ کی عمر ساٹھ سال ہے، دوسری یہ ہے کہ آپ کی عمر پینسٹھ سال ہے اور تیسری یہ ہے کہ آپ کی عمر تریسٹھ سال ہے اور یہی زیادہ صحیح اور مشہور روایت ہے، امام مسلم نے یہ روایات حضرت عائشہ، حضرت انس اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہیں، علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ زیادہ صحیح تریسٹھ سال کی روایت ہے اور باقی روایات کی تاویل کی ہے، ساٹھ سال والی روایت میں دہائی کے ذکر پر اقتصار کیا گیا ہے اور کسر کو ترک کر دیا گیا ہے، اور پینسٹھ سال والی روایت میں بھی تاویل ہے اور اس میں اشتباہ ہے، عروہ نے حضرت ابن عباس کی اس روایت کا انکار کیا تھا، اور کہا تھا کہ پینسٹھ سال والا قول غلط ہے، حضرت ابن عباس نے نبوت کا ابتدائی زمانہ نہیں پایا اور نہ دوسروں کی بہ نسبت ان کو زیادہ صحبت میسر ہوئی، اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ہجرت کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں دس سال رہے اور اعلان نبوت سے پہلے مکہ میں چالیس سال رہے، البتہ اعلان نبوت کے بعد مکہ میں اقامت کرنے کے متعلق اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ اس دوران آپ مکہ میں تیرہ سال رہے اور آپ کی عمر تریسٹھ سال ہے، ہم نے جو چالیس سال کے بعد اعلان نبوت کا ذکر کیا ہے، یہی صحیح قول ہے جس پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ قاضی عیاض نے حضرت ابن عباس اور سعید بن مسیب کے حوالے سے ایک روایت شاذہ ذکر کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تینتالیس سال کی عمر میں اعلان نبوت کیا، اور صحیح چالیس سال کی روایت ہے، جیسا کہ گذر چکا ہے، صحیح اور مشہور قول کے مطابق آپ کی ولادت اس سال ہوئی جس سال ہاتھیوں والا واقعہ ہوا تھا، ایک قول یہ ہے کہ اس کے تین سال بعد ولادت ہوئی اور ایک قول چالیس سال کا ہے، قاضی عیاض نے سال فیل میں ولادت پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے لیکن یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے، اس پر اتفاق ہے کہ ربیع الاول کے مہینہ میں پیر کے دن آپ کی ولادت ہوئی، البتہ تاریخ میں اختلاف ہے کہ دوسری تاریخ تھی، آٹھویں تاریخ تھی، دسویں تھی یا بارہویں تھی اور وفات کی تاریخ بارہ تھی اور وقت چاشت کا تھا۔ [۱]

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۶۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے آوازیں سننے اور روشنی دیکھنے کا بیان

حدیث نمبر ۵۹۸۳ میں ہے، آپ سات سال تک آوازیں سنتے تھے اور روشنی دیکھتے تھے، اور آٹھ سال تک آپ پر وحی آتی تھی۔

علامہ نووی نے لکھا ہے کہ آپ ملائکہ میں سے ہاتف کی آوازیں سنتے تھے۔ اور فرشتوں کا نور اور اللہ تعالیٰ کی نشانیاں دیکھتے تھے، حتیٰ کہ آپ نے فرشتوں کو دیکھا اور وحی کو سنا۔ علامہ خطابی نے لکھا ہے کہ آپ ملائکہ علیہم السلام اور جمادات کی آواز سنتے تھے جو آپ پر سلام پیش کرتے تھے، جامع ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ کے بعض راستوں میں گیا، آپ جس پہاڑ یا درخت کے سامنے جاتے وہ کہتا السلام علیک یارسول اللہ، اور روشنی سے ملائکہ علیہم السلام کا نور بھی مراد ہو سکتا ہے اور اندھیروں میں جو انوار آپ پر ظاہر ہوتے تھے، وہ بھی مراد ہو سکتے ہیں، اور یہ بھی منقول ہے کہ آپ رات کو بھی دن کی طرح دیکھتے تھے، یعنی یہ حالت آپ پر سات سال طاری رہی، پھر آپ پر اللہ کی وحی نازل ہوئی۔

بَابُ ۸۳۲ فِي أَسْمَائِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ

۵۹۸۴- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ (وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ) قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يُمْحَى بِيَ الْكُفْرُ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى عَقِبِي وَأَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں میری وجہ سے اللہ تعالیٰ کفر مٹا دے گا، میں حاشر ہوں لوگوں کا میرے قدموں پر حشر کیا جائے گا، اور میں عاقب ہوں، اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

۵۹۸۵- حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لِي أَسْمَاءً أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمَيَّ وَأَنَا الْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ أَحَدٌ وَقَدْ سَمَّاهُ اللّٰهُ رَءُوفًا رَحِيمًا۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے کئی اسماء ہیں میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں میری وجہ سے اللہ تعالیٰ کفر مٹا دے گا اور میں حاشر ہوں لوگوں کا حشر میرے قدموں میں ہوگا، اور میں عاقب ہوں، اور عاقب وہ شخص ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام رؤف رحیم رکھا ہے۔

۵۹۸۶- وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ شُعَيْبٍ وَمَعْمَرٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي حَدِيثِ عُقَيْلٍ قَالَ قُلْتُ لِلزُّهْرِيِّ وَمَا الْعَاقِبُ قَالَ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ وَفِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ وَعُقَيْلٍ الْكَفَرَةَ وَفِي حَدِيثِ شُعَيْبٍ الْكُفْرَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی تین سندیں بیان کیں شعیب اور معمر کی روایت میں ہے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا، عقیل کی روایت میں ہے زہری نے بیان کیا عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو، اور شعیب کی روایت میں کفر کا لفظ ہے۔

۵۹۸۷- وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَمِّي لَنَا نَفْسَهُ أَسْمَاءً فَقَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَالْمُقَفِّي وَالْحَاشِرُ وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے اپنے کئی نام بیان کیے، آپ نے فرمایا میں محمد ہوں اور احمد ہوں اور مقفی اور حاشر ہوں اور نبی التوبہ اور نبی الرحمۃ ہوں۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک "محمد" کی تشریح

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں: علامہ ابی مالکی نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک ہزار اسماء ہیں، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بھی اتنے ہی اسماء ہیں، اور ساٹھ سے زیادہ اسماء کا انہوں نے بالتفصیل ذکر کیا ہے۔

"محمد" حمد سے ماخوذ ہے اور مفعّل کے وزن پر اسم مفعول کا صیغہ ہے اس کا معنی ہے بہت زیادہ حمد کیا ہوا نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس اسم کے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ایسی حمد کی ہے جو کسی اور کی نہیں کی اور آپ کو وہ محامد عطا کیے ہیں جو کسی اور کو عطا نہیں کیے اور قیامت کے دن آپ کو وہ چیزیں الہام کرے گا جو کسی اور کو الہام نہیں کرے گا، جس شخص میں خصال محمودہ کامل ہوں اس کو محمد کہا جاتا ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہ باب تکثیر کے لیے ہے یعنی جس کی بہت زیادہ حمد کی جائے وہ محمد ہے ابن قتیبہ نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ ہے کہ آپ سے پہلے کسی کا نام محمد نہیں رکھا گیا، جیسے حضرت یحییٰ علیہ السلام سے پہلے کسی کا نام یحییٰ نہیں رکھا گیا تھا۔ [1]

[1] علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۱۴۳-۱۴۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

"محمد" تحمید کا اسم مفعول ہے، اس کو وصفیت سے اسمیت کی طرف مبالغۃً نقل کیا گیا ہے، بکثرت خصال محمودہ کی بناء پر آپ کا نام محمد رکھا گیا ہے یا اس لیے کہ آپ کی بار بار حمد کی جاتی ہے یا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی بہت حمد کرے گا، اسی طرح ملائکہ، انبیاء اور اولیاء آپ کی حمد کریں گے، یا نیک فال کے لیے آپ کا نام محمد رکھا گیا، یا اس لیے کہ اولین اور آخرین آپ کی حمد کریں گے، اور قیامت کے دن تمام اولین اور آخرین آپ کی حمد کے جھنڈے تلے ہوں گے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کے گھر والوں کے دل میں یہ الہام کیا کہ وہ آپ کا نام "محمد" رکھیں۔

نیز ملا علی قاری لکھتے ہیں: احادیث میں آپ کے اسماء کے بیان میں "محمد" کو احمد پر مقدم کیا گیا ہے، کیونکہ "محمد" "احمد" سے زیادہ ظاہر اور زیادہ مشہور ہے، بلکہ ابونعیم نے روایت کیا کہ مخلوق کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے آپ کا نام محمد رکھا گیا، اور کعب احبار نے روایت کیا ہے کہ عرش کے پائے پر، سات آسمانوں، جنت کے محلات اور بالاخانوں پر، حوروں کے سینوں پر، جنت کے درختوں پر اور درختوں کے پتوں پر، سدرۃ المنتہیٰ اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان "محمد" لکھا ہوا ہے، اس نام کو تمام ناموں پر فضیلت ہے، ابونعیم نے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! جو شخص تمہارا نام رکھے گا میں اس کو جہنم میں نہیں ڈالوں گا، اور یہ بھی روایت ہے کہ جس کا نام محمد یا احمد ہوگا میں اس کو آگ میں نہیں ڈالوں گا، اور دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس دستر خوان پر محمد یا احمد نام کا شخص ہوگا میں اس گھر کو دن میں دو بار پاک کروں گا، ابن قتیبہ نے کہا کہ آپ کی نبوت کی علامات میں سے یہ ہے کہ آپ سے پہلے کسی کا نام "محمد" نہیں رکھا گیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا لم نجعل له من قبل سميا "ان سے پہلے ہم نے یہ نام نہیں رکھا"، البتہ جب آپ کی ولادت کا زمانہ قریب آیا اور اہل کتاب نے آپ کی ولادت کے زمانہ کے قریب آنے کی بشارت دی تو بہت سے لوگوں نے اپنے بچوں کا نام محمد رکھا کہ شاید ان میں سے کوئی وہ نبی ہو، لیکن اللہ ہی جانتا ہے کہ اس نے کس کو رسول بنانا ہے زیادہ مشہور یہ ہے کہ پندرہ بچوں کا نام "محمد" رکھا گیا تھا۔ [1]

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احمد تھے اور اس کے بعد محمد ہوئے، کیونکہ پہلی کتابوں میں آپ کا نام احمد تھا اور قرآن مجید میں آپ کا نام محمد ہے اور آپ نے لوگوں میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد کی، اسی طرح آپ آخرت میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے، اور اس کے بعد شفاعت کریں گے، اور آپ سے سن کر لوگ اللہ کی حمد کریں گے، آپ سورۃ الحمد، لواء حمد (حمد کے جھنڈے) اور مقام محمود کے ساتھ مخصوص ہیں، کھانے، پینے، دعا اور سفر سے واپسی کے بعد آپ کے لیے حمد مشروع کی گئی ہے، آپ کی امت کا نام حمادین رکھا گیا ہے، اور آپ کے لیے حمد کے تمام معانی اور اقسام جمع کیے گئے ہیں۔ [2]

---

[1] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، جمع الوسائل ج ۲ ص ۲۲۷ - ۲۲۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

[2] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ فتح الباری ج ۶ ص ۵۵۵ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ

حمد کسی حسن اور کمال پر کی جاتی ہے اور آپ علی الاطلاق محمد ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ علی الاطلاق حسن اور کمال ہیں اگر آپ میں کسی وجہ یا کسی اعتبار سے کوئی نقص اور عیب ہوتا تو آپ علی الاطلاق محمد نہ ہوتے کیونکہ نقص اور عیب کی مذمت ہوتی ہے، حمد نہیں ہوتی اور آپ کو کسی زید یا بکر نے محمد نہیں کہا آپ کو اللہ تعالیٰ نے محمد کہا ہے، اگر آپ میں کسی وجہ سے کوئی نقص یا عیب ہو تو اللہ تعالیٰ کا آپ کو مطلقاً محمد کہنا صحیح نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ کا کلام غلط ہو سکتا ہے نہ آپ میں کوئی نقص اور عیب ہو سکتا ہے، یہ بات مشرکین عرب کو بھی معلوم تھی وہ آپ میں عیب نکالتے پھر آپ کو محمد کہتے انہیں خیال آیا کہ محمد کہہ دینے سے تو آپ سے ہر عیب کی نفی ہو جاتی ہے اس لیے وہ آپ کو مذمم (مذمت کیا ہوا) کہنے لگے کہ مذمم میں یہ عیب ہے اور مذمم ایسا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو فرمایا وہ مجھ میں عیب نہیں نکالتے کسی مذمم میں عیب نکالتے ہیں، میں مذمم نہیں محمد ہوں۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عَنْ ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا تعجبون کیف یصرف اللہ عنی شتم قریش و لعنھم یشتمون مذمما و یلعنون مذمما و انا محمد۔ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس پر تعجب نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے قریش کے سب و شتم کو کس طرح دور کر دیا۔ وہ مذمم کو برا کہتے ہیں اور مذمم کو لعنت کرتے ہیں اور میں محمد ہوں۔

ایک دفعہ میں نے تقریر میں آپ کے مطلقاً حسن اور کمال ہونے میں آپ کے محمد ہونے سے استدلال کیا اور کہا کہ آپ کا محمد ہونا اس کو مستلزم ہے کہ آپ میں کسی وجہ سے نقص اور عیب نہ ہو، اس پر ایک شخص نے یہ اعتراض کیا کہ بتلاؤ غیر کا محتاج ہونا حسن ہے یا عیب اگر یہ حسن ہو تو تمام محاسن اور کمالات کا جامع اللہ تعالیٰ ہے پھر اللہ تعالیٰ کو بھی غیر کا محتاج ہونا چاہیے اور اگر یہ عیب ہو تو آپ میں یہ عیب ثابت ہو گیا کہ آپ اپنے غیر کے محتاج ہیں کیونکہ آپ بہرحال اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں، میں نے کہا یہ آپ کے لیے کمال ہے اور اللہ کے لیے نقص ہے جیسے عبادت کمال ہے مگر یہ مخلوق کے لیے کمال ہے اللہ کے لیے عبادت کرنا نقص اور عیب ہے، بعض چیزیں حسن لذاتہ اور قبیح لغیرہ ہوتی اور بعض چیزیں قبیح لذاتہ اور حسن لغیرہ ہوتی ہیں، غیر کا محتاج ہونا قبیح لذاتہ ہے اس لیے اللہ تعالیٰ اس عیب سے پاک ہے اور حسن لغیرہ ہے کیونکہ بندہ کا یہ کمال ہے کہ وہ اپنے مولیٰ کا محتاج ہو اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے مولیٰ کا محتاج ہونا آپ کا حسن اور کمال ہے، خلاصہ یہ ہے کہ آپ ازلاً ابداً محمد ہیں سراہے ہوئے اور تعریف کیے ہوئے ہیں اور تعریف ہمیشہ حسن اور کمال پر ہوتی ہے اس لیے آپ ہمیشہ سے حسن اور کمال ہیں بلکہ تمام محاسن اور کمالات کی اصل ہیں، حسن اور کمال وہی ہے جو آپ میں ہے اور جو چیز آپ میں نہیں ہے وہ حسن ہے نہ کمال۔ باقی انبیاء اور رسل اپنی عظمت میں کسی خیر اور نیکی کے حصول کے تابع تھے یہاں معاملہ الٹ ہے، یہاں خیر اور نیکی اپنے خیر اور نیکی ہونے میں آپ کی طرف نسبت کے تابع ہے جس کو آپ نے کر لیا وہ خوب ہے اور

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۰۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

جس سے آپ نے منع کر دیا وہ ناخوب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک "احمد" کی تشریح

علامہ مناوی لکھتے ہیں:

"احمد" اسم تفضیل کا صیغہ ہے، جس کا معنی اس انتہا پر پہنچنا ہے جس کے بعد کوئی انتہا نہ ہو، اس کا معنی ہے تمام حمد کرنے والوں سے زیادہ اپنے رب کی حمد کرنے والا، قیامت کے دن حمد کا جھنڈا آپ ہی کے ہاتھ میں ہوگا اور میدان حشر میں آپ ہی کی حمد مشہور ہوگی، اور مقام محمود پر آپ ہی ہوں گے۔ [1]

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

قیامت کے دن آپ کو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے ایسے کلمات عطا ہوں گے جو آپ سے پہلے کسی کو نہ ملے ہوں گے آپ ان کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے اور آپ کو حمد کا جھنڈا عطا کیا جائے گا، جب تک آپ اپنے رب کی حمد کر کے احمد نہیں ہوئے، اس وقت تک محمد نہیں ہوئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی: "اے اللہ! مجھے امت احمد میں کر دے" حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا میں اپنے بعد میں آنے والے کو رسول کی بشارت دینے والا ہوں جس کا نام احمد ہوگا، کیونکہ آپ نے تمام لوگوں سے پہلے اللہ کی حمد کی تھی۔ [2]

بَابُ ۸۳۳ عِلْمِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللّٰهِ تَعَالَى وَشِدَّةِ خَشْيَتِهِ

اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ علم اور سب سے زیادہ خوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے

۵۹۸۸ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْرًا فَتَرَخَّصَ فِيْهِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ نَاسًا مِّنْ اَصْحَابِهِ فَكَاَنَّهُمْ كَرِهُوْهُ وَتَنَزَّهُوْا عَنْهُ فَبَلَغَهُ ذٰلِكَ فَقَامَ خَطِيْبًا فَقَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ بَلَغَهُمْ عَنِّيْ اَمْرٌ تَرَخَّصْتُ فِيْهِ فَكَرِهُوْهُ وَتَنَزَّهُوْا عَنْهُ فَوَاللّٰهِ لَاَنَا اَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ وَاَشَدُّهُمْ لَهٗ خَشْيَةً۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کام کیا اور اس کو جائز قرار دیا، آپ کے اصحاب میں سے بعض کو یہ خبر پہنچی، انہوں نے گویا کہ اس کام کو ناپسند کیا، اور اس کام سے پرہیز کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہے جن کو یہ خبر ملی کہ میں نے ایک کام کو جائز قرار دیا ہے، انہوں نے اس کام کو ناپسند کیا اور اس کام سے پرہیز کیا، بہ خدا! میں ان سب سے زیادہ اللہ کا علم رکھتا ہوں اور ان سب سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہوں۔

۵۹۸۹ - حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں۔

---

[1] علامہ عبد الرؤف مناوی متوفی ۱۰۰۳ھ، شرح الشمائل علی ہامش جمع الوسائل، ج ۲ ص ۲۲۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

[2] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، جمع الوسائل ج ۲ ص ۲۲۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

حَفْصٌ (يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ) ح وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ بِإِسْنَادِ جَرِيرٍ نَحْوَ حَدِيثِهِ۔

۵۹۹۰- وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَخَّصَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَمْرٍ فَتَنَزَّهَ عَنْهُ نَاسٌ مِنَ النَّاسِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَضِبَ حَتّٰى بَانَ الْغَضَبُ فِي وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْغَبُونَ عَمَّا رُخِّصَ لِي فِيهِ فَوَاللّٰهِ لَأَنَا أَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ وَأَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک کام کی رخصت دی، بعض لوگوں نے اس کام سے پرہیز کیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو آپ ناراض ہوئے حتی کہ آپ کے چہرہ انور پر غضب کے آثار ظاہر ہوئے، پھر آپ نے فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ان چیزوں سے اعراض کرتے ہیں جن میں مجھے رخصت دی گئی ہے، بہ خدا! مجھے ان سب سے زیادہ اللہ کا علم ہے اور میں ان سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں۔

دین میں سہولت اور رخصت کے پسندیدہ ہونے کا بیان

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:

علامہ خطابی نے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ حضرت عائشہ کا اشارہ ان بعض صحابہ کی طرف ہو جنہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی عبادت کو کم سمجھا تھا، ان میں سے ایک نے کہا میں نماز پڑھوں گا اور نیند نہیں کروں گا، دوسرے نے کہا میں روزے رکھوں گا اور افطار نہیں کروں گا، اور تیسرے نے کہا میں عورتوں سے اجتناب کروں گا، جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، اور روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں، جس شخص نے میری سنت سے اعراض کیا وہ میرے طریقہ (کاملہ) پر نہیں ہے۔

قاضی عیاض مالکی نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے! اور کہنے والوں کا نام نہیں لیا اور ان کی تعیین نہیں کی، اس قول سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حسن معاشرت اور امت پر آپ کی شفقت ظاہر ہوتی ہے، آپ کسی کو عیب کے ساتھ نشان زد نہیں کرتے تھے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک رخصت پر عمل کرنا پسندیدہ تھا، اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جس طرح عزیمت پر عمل کرنا پسند ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کو رخصت پر عمل کرنا پسند ہے، اس حدیث میں دین میں شدت اور سختی کی ممانعت ہے کیونکہ شریعت سہل اور آسان ہے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صغائر اور مکروہات سے مجتنب ہونے کا بیان

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے علم اور خدا خوفی کا ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت انسان اپنی تعریف کر سکتا ہے، بہ شرطیکہ اس میں تکبر اور فخر نہ ہو اور اس تعریف سے کسی کو فائدہ پہنچے، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صالحین اور علماء کے دلوں میں عام لوگوں اور گنہ گاروں سے زیادہ خدا کا ڈر اور خوف ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے علماء اس سے ڈرتے ہیں اور رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے کثرت عبادت کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام صغائر اور مکروہات کا ارتکاب نہیں کرتے اور کسی غلط کام پر برقرار نہیں رہتے، اور جب وہ کسی کام کو دیکھ کر اس کام کو برقرار رکھیں تو وہ اس کی اباحت کی دلیل ہوتا ہے، اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے تواتر کے ساتھ منقول ہے کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہر فعل کی اقتداء کرتے تھے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے افعال کی اقتداء کا حکم

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے افعال کی اقتداء کے حکم کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ عام طبعی اور جبلی افعال میں آپ کی اقتداء مباح ہے مثلاً کھڑے ہونے، بیٹھنے کھانے اور پینے میں، جو افعال آپ کے ساتھ مخصوص ہیں ان میں اتباع کرنا ممنوع ہے مثلاً وصال کے روزے، حالت جنابت میں مسجد میں جانا، نیند سے اٹھ کر وضو کیے بغیر نماز پڑھنا، بیک وقت چار سے زیادہ شادیاں کرنا وغیرہ، جن افعال کے ذریعہ آپ نے کسی مطلق حکم کا بیان کیا ہو ان میں آپ کی اقتداء کرنا واجب ہے، جیسے آپ نے فرمایا جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھو اس طرح نماز پڑھو یا جیسے آپ نے چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور پہنچے سے اس کا ہاتھ کاٹا، اور جن افعال سے آپ نے کسی کام کے وجوب، استحباب یا اباحت کو بتایا ہو ان افعال کو اسی تفصیل سے کیا جائے گا، آپ کے جن افعال کی صفت معلوم نہ ہو ان میں اختلاف ہے، امام مالک نے کہا اگر وہ بطور عبادت نہ ہوں تو مباح ہیں، امام شافعی نے کہا اگر وہ عبادت کے قبیل سے ہوں تو مستحب ہیں، امام ابوحنیفہ نے کہا وہ واجب ہیں اور بعض علماء نے ان میں توقف کیا۔ [1]

بَابُ ۸۳ وُجُوبِ اِتِّبَاعِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرنے کا وجوب

۵۹۹۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِي يَسْقُونَ بِهَا النَّخْلَ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ سَرِّحِ الْمَاءَ يَمُرُّ فَأَبَى عَلَيْهِمْ فَاخْتَصَمُوا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَاءَ إِلَى جَارِكَ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک انصاری اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے حرۂ مدینہ کے پانی میں جھگڑا ہوا جہاں سے کھجور کے درختوں کو پانی دیتے تھے انصاری نے کہا پانی کو چھوڑ دو تاکہ وہ بہتا رہے، حضرت زبیر نے انکار کیا، پھر انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ مقدمہ پیش کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے زبیر تم زمین کو پانی دو، پھر پانی اپنے پڑوسی کی طرف چھوڑ دو، انصاری غضب ناک ہوا اور کہا یا رسول اللہ! یہ آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں اس لیے ان

[1] علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۱۴۲، ۱۴۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

فَغَضِبَ الْاَنْصَارِیُّ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنْ کَانَ ابْنَ عَمَّتِکَ فَتَلَوَّنَ وَجْہُ نَبِیِّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ یَا زُبَیْرُ اسْقِ ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلَی الْجَدْرِ فَقَالَ الزُّبَیْرُ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَحْسِبُ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ نَزَلَتْ فِیْ ذٰلِکَ فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا۔

کی طرف داری کی ہے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا، آپ نے فرمایا: اسے زبیر! تم پانی دو، پھر پانی کو روک لو، حتیٰ کہ وہ منڈیر سے پھر واپس ہو جائے، حضرت زبیر نے کہا بخدا میرا گمان ہے کہ یہ آیت اسی واقعہ کے متعلق نازل ہوئی ہے: (ترجمہ) آپ کے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے جھگڑوں میں آپ کو حکم نہ مان لیں، پھر آپ کے فیصلہ کے خلاف اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور اس فیصلہ کو پوری طرح تسلیم کر لیں۔

حجیت حدیث

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ داؤدی نے کہا ہے کہ وہ شخص نسباً انصاری تھا، دیناً انصاری نہیں تھا بلکہ منافق تھا، علامہ خطابی نے کہا ہے کہ جو پانی حرہ مدینہ میں آتا تھا وہ پہلے حضرت زبیر کی طرف آتا تھا وہ بہ قدر ضرورت پانی لے کر اس انصاری کی طرف پانی چھوڑ دیتے تھے، انصاری نے یہ کہا کہ وہ اپنی ضرورت پوری کرنے سے پہلے اس کی طرف پانی چھوڑ دیں، جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ مقدمہ پیش ہوا تو آپ نے حضرت زبیر سے فرمایا تم اپنی ضرورت پوری کر کے اس کی طرف جلدی پانی چھوڑ دو، انصاری اس پر غضب ناک ہوا کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ حضرت زبیر پانی کو روکے بغیر اس کو پانی دیں، تب اس نے یہ کہا کہ آپ نے یہ فیصلہ اس لیے کیا ہے کہ حضرت زبیر آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں۔ قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اگر اب کوئی شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم پر اعتراض کرے تو اس کو قتل کر دیا جائے گا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس منافق کو قتل کرنے کا حکم اس لیے نہیں دیا تھا کہ کہیں کفار یہ نہ کہیں کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں اور اس سے تبلیغ اسلام میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو۔ [1]

قرآن مجید کی اس آیت سے معلوم ہوا کہ ظاہراً اور باطناً نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور توقیر کرنا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے آپ کے فیصلہ کے خلاف دل میں بھی ناگواری نہ آنے، نیز اس آیت میں حجیت حدیث پر بھی دلیل ہے کیونکہ اس آیت کے اعتبار سے آپ کے احکام پر عمل کرنا واجب ہے، صحابہ کرام کے لیے آپ کے احکام کا مرجع آپ کی ذات مقدسہ تھی، اور بعد کے مسلمانوں کے لیے آپ کے احکام کا ماخذ اور مرجع کتب احادیث ہیں، اگر یہ کتب احادیث حجت نہ ہوں تو پھر بعد کے مسلمانوں کے لیے آپ کے احکام پر عمل کرنے کی کوئی سبیل نہیں ہو گی اور اللہ تعالیٰ کی بندوں پر حجت تمام نہیں ہو گی۔

باب ۸۲۵ کَرَاھَۃِ اِکْثَارِ السُّؤَالِ مِنْ غَیْرِ ضَرُوْرَۃٍ

بلا ضرورت زیادہ سوال کرنے کی کراہت

[1] علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۱۴۷-۱۴۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

۵۹۹۲ - حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَا كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوهُ وَمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَافْعَلُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَثْرَةُ مَسَائِلِهِمْ وَاخْتِلَافُهُمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کام سے میں تم کو روکوں اس سے اجتناب کرو اور جس کام کا تم کو حکم دوں اس کو اپنی استطاعت کے مطابق کرو، کیونکہ تم سے پہلے لوگ بکثرت سوال کرنے اور اپنے انبیاء علیہم السلام سے اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔

۵۹۹۳ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ وَهُوَ مَنْصُورُ بْنُ سَلَمَةَ الْخُزَاعِيُّ أَخْبَرَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ سَوَاءً.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۵۹۹۴ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ (يَعْنِي الْحِزَامِيَّ) ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح وَحَدَّثَنَاهُ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ كُلُّهُمْ قَالَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ وَفِي حَدِيثِ هَمَّامٍ مَا تُرِكْتُمْ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ثُمَّ ذَكَرُوا نَحْوَ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام مسلم نے چھ سندوں کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس چیز کو میں چھوڑ دوں تم بھی اس کو چھوڑ دو (یعنی جس چیز کو میں بیان نہ کروں تم بھی اس کے متعلق سوال نہ کرو) کیونکہ تم سے پہلے لوگ ہلاک ہو گئے، اس کے بعد مثل سابق ہے۔

۵۹۹۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِينَ فِي الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُحَرَّمْ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَحُرِّمَ عَلَيْهِمْ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں میں سب سے زیادہ جرم اس مسلمان کا ہے جس نے اس چیز کے متعلق سوال کیا جو مسلمانوں پر حرام نہیں تھی اور اس کے سوال کی وجہ سے حرام کر دی گئی۔

۵۹۹۶- وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ أَحْفَظُهُ كَمَا أَحْفَظُ (بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ) الزُّهْرِيُّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْظَمُ الْمُسْلِمِينَ فِي الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ أَمْرٍ لَمْ يُحَرَّمْ فَحُرِّمَ عَلَى النَّاسِ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں میں سب سے زیادہ جرم اس مسلمان کا ہے جس نے اس چیز کے متعلق سوال کیا جو مسلمانوں پر حرام نہیں تھی، پھر اس کے سوال کی وجہ سے وہ لوگوں پر حرام کر دی گئی۔

۵۹۹۷- وَحَدَّثَنِيهِ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ رَجُلٌ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ وَنَقَّرَ عَنْهُ وَقَالَ فِي حَدِيثِ يُونُسَ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدًا۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں۔

۵۹۹۸- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَمُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ السُّلَمِيُّ وَيَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ اللُّؤْلُؤِيُّ وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ قَالَ مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ وَقَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بَلَغَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَصْحَابِهِ شَيْءٌ فَخَطَبَ فَقَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے اصحاب سے کوئی ناگوار خبر پہنچی، آپ نے خطبہ دیا اور فرمایا: مجھ پر جنت اور دوزخ پیش کی گئی، میں نے آج کی طرح خیر اور شر کبھی نہیں دیکھی اگر تم ان چیزوں کو جان لو جن کو میں جانتا ہوں تو تم ہنسو کم اور روؤ زیادہ، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر اس سے زیادہ کوئی سخت دن نہیں تھا وہ سب سر جھکا کر بیٹھ گئے اور ان پر گریہ طاری ہو گیا، پھر حضرت

وَالشَّرِّ وَلَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا قَالَ فَمَا اَتٰى عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمٌ اَشَدُّ مِنْهُ قَالَ غَطَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَلَهُمْ خَنِيْنٌ قَالَ فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا قَالَ فَقَامَ ذَاكَ الرَّجُلُ فَقَالَ مَنْ اَبِيْ قَالَ اَبُوْكَ فُلَانٌ فَنَزَلَتْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ.

عمر کھڑے ہو کر کہنے لگے، ہم اللہ کو رب مان کر، اسلام کو دین مان کر اور محمد کو نبی مان کر راضی ہو گئے، پھر وہ شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ فلاں ہے، پھر یہ آیت نازل ہوئی: (ترجمہ) اے ایمان والو! ان اشیاء کے متعلق مت سوال کرو جو اگر ظاہر کر دی جائیں تو تم کو ناگوار ہو گا۔

۵۹۹۹ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرِ بْنِ رِبْعِيٍّ الْقَيْسِيُّ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِيْ مُوْسَى بْنُ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَبِيْ قَالَ اَبُوْكَ فُلَانٌ وَنَزَلَتْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ تَمَامَ الْاٰيَةِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ فلاں ہے، پھر یہ آیت نازل ہوئی: اے ایمان والو! ان اشیاء کے متعلق سوال مت کرو جو اگر ظاہر کر دی جائیں تو تم کو ناگوار ہو گا۔

۶۰۰۰ - وَحَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ حَرْمَلَةَ بْنِ عِمْرَانَ التُّجِيْبِيُّ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلّٰى لَهُمْ صَلٰوةَ الظُّهْرِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ اَنَّ قَبْلَهَا اُمُوْرًا عِظَامًا ثُمَّ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّسْاَلَنِيْ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْاَلْنِيْ عَنْهُ فَوَاللّٰهِ لَا تَسْاَلُوْنَنِيْ عَنْ شَيْءٍ اِلَّا اَخْبَرْتُكُمْ بِهٖ مَا دُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَاَكْثَرَ النَّاسُ الْبُكَآءَ حِيْنَ سَمِعُوْا ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَكْثَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّقُوْلَ سَلُوْنِيْ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ فَقَالَ مَنْ اَبِيْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سورج ڈھلنے کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آئے اور انہیں ظہر کی نماز پڑھائی، جب آپ نے سلام پھیرا تو منبر پر کھڑے ہو کر قیامت کا ذکر کیا اور یہ بتلایا کہ اس سے پہلے بہت بڑے بڑے امور ظاہر ہوں گے، پھر فرمایا جو شخص ان کے متعلق مجھ سے سوال کرنا چاہتا ہو وہ سوال کرے، بخدا میں جب تک اس جگہ کھڑا ہوں تم جس چیز کے متعلق بھی سوال کرو گے میں تم کو اس کی خبر دوں گا، حضرت انس بن مالک کہتے ہیں جب لوگوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا تو انھوں نے بہت رونا شروع کر دیا، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بار بار یہ کہتے تھے کہ مجھ سے سوال کرو، حضرت عبد اللہ بن حذافہ سہمی نے کھڑے ہو کر کہا: یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تمہارا باپ حذافہ

يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَبُوكَ حُذَافَةُ فَلَمَّا أَكْثَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي بَرَكَ عُمَرُ فَقَالَ رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا قَالَ فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ عُمَرُ ذَلِكَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلَى وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ آنِفًا فِي عُرْضِ هَذَا الْحَائِطِ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ قَالَتْ أُمُّ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُذَافَةَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُذَافَةَ مَا سَمِعْتُ بِابْنٍ قَطُّ أَعَقَّ مِنْكَ أَأَمِنْتَ أَنْ تَكُونَ أُمُّكَ قَدْ قَارَفَتْ بَعْضَ مَا تُقَارِفُ نِسَاءُ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ فَتَفْضَحَهَا عَلَى أَعْيُنِ النَّاسِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُذَافَةَ وَاللَّهِ لَوْ أَلْحَقَنِي بِعَبْدٍ أَسْوَدَ لَلَحِقْتُهُ

ہی ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت زیادہ کہا کہ مجھ سے سوال کرو، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور عرض کیا: ہم اللہ کو رب، اسلام کو دین، اور محمد کو رسول مان کر راضی ہیں، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں محمد کی جان ہے، مجھ پر ابھی جنت اور دوزخ اس دیوار کی چوڑائی میں پیش کی گئی تھیں، میں نے آج کی طرح خیر اور شر نہیں دیکھی، ابن شہاب کہتے ہیں کہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے کہا کہ عبد اللہ بن حذافہ کی والدہ نے ان سے کہا: تم جیسا نافرمان بیٹا میں نے کبھی نہیں سنا، کیا تم اس بات سے مامون تھے کہ تمہاری ماں نے بھی وہ کام کیا ہوگا جو زمانہ جاہلیت کی عورتیں کرتی تھیں، اور پھر تم اپنی ماں کو رسوا کرتے؟ حضرت عبد اللہ بن حذافہ نے کہا بخدا اگر حضور میرا نسب کسی حبشی غلام سے بھی بیان کرتے تو میں اس سے منسوب ہو جاتا۔

۶۰۰۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَحَدِيثُ عُبَيْدِ اللَّهِ مَعَهُ غَيْرَ أَنَّ شُعَيْبًا قَالَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ أُمَّ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُذَافَةَ قَالَتْ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ.

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں۔

۶۰۰۲ - حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّاسَ سَأَلُوا نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَحْفَوْهُ بِالْمَسْأَلَةِ فَخَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ فَصَعِدَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کیے حتی کہ آپ ان کے سوالات سے تنگ آگئے، پھر ایک دن آپ منبر پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا اب مجھ سے سوال

الْمِنْبَرِ فَقَالَ سَلُونِي لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا بَيَّنْتُهُ لَكُمْ فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ الْقَوْمُ أَرَمُّوا وَرَهِبُوا أَنْ يَكُونَ بَيْنَ يَدَيْ أَمْرٍ قَدْ حَضَرَ قَالَ أَنَسٌ فَجَعَلْتُ أَلْتَفِتُ يَمِينًا وَشِمَالًا فَإِذَا كُلُّ رَجُلٍ لَافٌّ رَأْسَهُ فِي ثَوْبِهِ يَبْكِي فَأَنْشَأَ رَجُلٌ مِنَ الْمَسْجِدِ كَانَ يُلَاحَى فَيُدْعَى لِغَيْرِ أَبِيهِ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَنْ أَبِي قَالَ أَبُوكَ حُذَافَةُ ثُمَّ أَنْشَأَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنْ سُوءِ الْفِتَنِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ قَطُّ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ إِنِّي صُوِّرَتْ لِيَ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَرَأَيْتُهُمَا دُونَ هٰذَا الْحَائِطِ۔

کرو، تم مجھ سے جس چیز کا بھی سوال کرو گے، میں تم کو اس کا جواب دوں گا، جب لوگوں نے یہ سنا تو خاموش ہو گئے اور اس سے خوفزدہ ہوئے کہ کہیں کچھ ہو نہ گیا ہو، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دائیں بائیں دیکھا تو ہر شخص کپڑے میں منہ لپیٹ کر رو رہا تھا پھر مسجد سے وہ شخص اٹھا جس کو جھگڑے کے وقت اس کے باپ کے غیر کی طرف منسوب کیا جاتا تھا (یعنی نسب کا طعنہ دیا جاتا تھا) اس نے کہا یا نبی اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تمہارا باپ حذافہ ہی ہے، پھر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر کہا ہم اللہ کو رب مان کر، اسلام کو دین مان کر اور محمد کو رسول مان کر راضی ہیں، درآں حالیکہ ہم برے فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے والے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے آج کی طرح کبھی خیر اور شر کو نہیں دیکھا، میرے سامنے اس دیوار کے قریب جنت اور دوزخ کی تصویر دکھائی گئی۔

۶۰۰۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامٍ ح وَحَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَا جَمِيعًا حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی تین سندیں ذکر کیں۔

۶۰۰۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا فَلَمَّا أُكْثِرَ عَلَيْهِ غَضِبَ ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ سَلُونِي عَمَّ شِئْتُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مَنْ أَبِي قَالَ أَبُوكَ حُذَافَةُ فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ أَبُوكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے چند چیزوں کے متعلق سوال کیے گئے، جو آپ کو ناگوار ہوئے، جب زیادہ سوال کیے گئے تو آپ غصہ میں آگئے، پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا: جس چیز کے متعلق چاہو مجھ سے سوال کرو، ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: تمہارا باپ حذافہ ہی ہے، دوسرے شخص نے کہا یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تمہارا باپ شیبہ کا (آزاد کردہ)

مَا فِي وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَضَبِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا نَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ قَالَ مَنْ أَبِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَبُوْكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ۔

غلام سالم ہے، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے غصے کے آثار کو پہچانا تو کہا یا رسول اللہ! ہم اللہ سے توبہ کرتے ہیں! ابوکریب کی روایت میں ہے: اس نے کہا یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تمہارا باپ شیبہ کا غلام سالم ہے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سوال کرنے کی ممانعت کی وجوہات

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں: اس باب کی احادیث سے مقصود یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو زیادہ سوال کرنے اور جو چیز درپیش نہ ہو اس میں ابتداءً سوال کرنے سے منع فرمایا، اس ممانعت کے کئی اسباب ہیں:

۱۔ بعض اوقات سوال کرنے سے کوئی چیز مسلمانوں پر حرام ہو جاتی ہے، اس وجہ سے مسلمانوں کو مشقت ہوتی ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں میں سے اس شخص کا جرم سب سے زیادہ ہے جس کے سوال کی وجہ سے کوئی ایسی چیز مسلمانوں پر حرام کر دی گئی جو پہلے حرام نہیں تھی۔

۲۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سوال کے جواب میں کوئی ایسی چیز بیان کی جائے جو سائل کو ناپسند ہو یا اس کو تکلیف ہو جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

۳۔ بعض اوقات زیادہ سوالات سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم تنگ آجاتے تھے اور آپ کو اذیت ہوتی تھی، اور قرآن مجید میں ہے:

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لھم عذابا مھینا۔ (احزاب: ۵۷)

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اہانت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

علامہ خطابی نے کہا کہ سوال سے ممانعت اس شخص کے لیے ہے جو بلاضرورت یا ضد اور ہٹ دھرمی سے سوال کرے، لیکن جس شخص کو کوئی مسئلہ درپیش ہو اس کا سوال کرنا جائز ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون "اگر تم کو علم نہ ہو تو علم والوں سے سوال کرو" صاحب تحریر نے کہا اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ جس شخص نے کوئی ایسا عمل کیا جس سے دوسرے مسلمانوں کو ضرر پہنچے تو وہ گنہ گار ہوگا۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "مجھ سے جو چاہو سوال کرو" کی تشریح

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا: جس چیز کے متعلق چاہو مجھ سے اس جگہ سوال کرو، اس کی شرح میں علامہ نووی لکھتے ہیں:

علماء نے بیان کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر اس وقت وحی کی گئی تھی، ورنہ اللہ تعالیٰ کے بتلائے بغیر نبی صلے اللہ علیہ وسلم غیب کی باتوں کو نہیں جانتے تھے، قاضی عیاض نے کہا ہے کہ بظاہر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے غصہ میں کہا تھا، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ آپ کثرت سوالات سے ناراض ہوئے، آپ نے صحابہ سے فرمایا مجھ سے سوال کرو،

حالانکہ آپ کو پسند یہ تھا کہ وہ آپ سے سوالات نہ کرتے، لیکن جب آپ نے سوال کرنے میں ان کی حرص دیکھی تو آپ نے فرمایا مجھ سے سوال کرو۔

حضرت عبد اللہ بن حذافہ سہمی نے جو فرمایا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے غلام کے ساتھ لاحق کرتے تو میں لاحق ہو جاتا، اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا پھر انھوں نے یہ کیوں کہا، اس کا ایک جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اس وقت انھیں یہ مسئلہ معلوم نہ ہو، دوسرا جواب یہ ہے کہ وطی بالشبہۃ سے نسب ثابت ہو جاتا ہے اور ہو سکتا ہے ان کی یہی مراد ہو۔ [۱]

آپ کو جنت اور دوزخ حقیقۃً دکھانے اور ان کی تصویر دکھانے کے الگ الگ محمل

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں: علامہ خطابی نے کہا کہ احادیث کسوف کی ظاہر عبارت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ آپ نے جنت اور دوزخ کو حقیقۃً دیکھا تھا کیونکہ آپ نے انگور کا خوشہ توڑنے کا قصد کیا اور جہنم کو دیکھ کر پیچھے ہٹے، تاکہ آپ کو اس سے کوئی ضرر نہ ہو اور اس موقع کی احادیث کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کو اس دیوار میں جنت اور دوزخ کی تصویر دکھائی گئی تھی۔ [۲]

بَابُ ۸۲۶ وُجُوبِ اِمْتِثَالِ مَا قَالَهُ شَرْعًا دُوْنَ مَا ذَكَرَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَعَايِشِ الدُّنْيَا عَلٰى سَبِيْلِ الرَّأْيِ

احکام شرعیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرنے کا وجوب اور احکام دنیویہ میں عمل کا اختیار

۶۰۰۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدِ الثَّقَفِيُّ وَاَبُوْ كَامِلِ الْجَحْدَرِيُّ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ وَهٰذَا حَدِيْثُ قُتَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مَرَرْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَوْمٍ عَلٰى رُءُوْسِ النَّخْلِ فَقَالَ مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ فَقَالُوْا يُلَقِّحُوْنَهُ يَجْعَلُوْنَ الذَّكَرَ فِي الْاُنْثٰى فَتَلْقَحُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَظُنُّ يُغْنِيْ ذٰلِكَ شَيْئًا قَالَ فَاُخْبِرُوْا بِذٰلِكَ فَتَرَكُوْهُ فَاُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ

موسیٰ بن طلحہ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میرا کھجوروں کے پاس کچھ لوگوں پر گزر ہوا، آپ نے فرمایا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ انھوں نے کہا یہ لوگ کھجوروں میں قلم لگا رہے ہیں، یعنی نر کھجور کو مادہ کھجور کے ساتھ ملاتے ہیں جس سے وہ پھلدار ہو جاتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے گمان میں یہ عمل ان کو کسی چیز سے مستغنی نہیں کرے گا، جب ان صحابہ کو آپ کے اس ارشاد کی خبر ہوئی تو انھوں نے یہ عمل ترک کر دیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو آپ

---

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۶۳ - ۲۶۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

[۲] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۲ ص ۱۵۲ - ۱۵۱، دار الکتب العلمیہ بیروت

فَقَالَ إِنْ كَانَ يَنْفَعُهُمْ ذٰلِكَ فَلْيَصْنَعُوهُ فَإِنِّي إِنَّمَا ظَنَنْتُ ظَنًّا فَلَا تُؤَاخِذُونِي بِالظَّنِّ وَلٰكِنْ إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنِ اللّٰهِ شَيْئًا فَخُذُوا بِهِ فَإِنِّي لَنْ أَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

نے فرمایا اگر ان کو اس میں فائدہ ہے تو کرتے رہیں، میں نے گمان کیا تھا تم اس گمان پر عمل مت کرو، البتہ جب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم بیان کروں تو اس پر عمل کرو، کیونکہ میں اللہ پر جھوٹ بولنے والا نہیں ہوں۔

۶۰۰۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الرُّومِيِّ الْيَمَامِيُّ وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَعْقِرِيُّ قَالُوا حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ (وَهُوَ ابْنُ عَمَّارٍ) حَدَّثَنَا أَبُو النَّجَاشِيِّ حَدَّثَنِي رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ قَالَ قَدِمَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يَأْبُرُونَ النَّخْلَ يَقُولُونَ يُلَقِّحُونَ النَّخْلَ فَقَالَ مَا تَصْنَعُونَ قَالُوا كُنَّا نَصْنَعُهُ قَالَ لَعَلَّكُمْ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوا كَانَ خَيْرًا فَتَرَكُوهُ فَنَفَضَتْ أَوْ فَنَقَصَتْ قَالَ فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ دِينِكُمْ فَخُذُوا بِهِ وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ رَأْيِي فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ قَالَ عِكْرِمَةُ نَحْوَ هٰذَا قَالَ الْمَعْقِرِيُّ فَنَفَضَتْ وَلَمْ يَشُكَّ۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جس وقت مدینہ میں تشریف لائے تو صحابہ کھجوروں میں قلم لگاتے تھے، آپ نے فرمایا یہ تم کیوں کرتے ہو؟ انھوں نے کہا ہم اسی طرح کرتے ہیں، آپ نے فرمایا شاید تم نہ کرو تو اس میں زیادہ بہتری ہو، انھوں نے اس کو ترک کر دیا تو کھجوریں جھڑ گئیں یا کہا کم ہو گئیں، انھوں نے آپ سے ذکر کیا، آپ نے فرمایا میں صرف بشر ہوں، جب میں تمہیں تمہارے دین کے متعلق کسی چیز کا حکم دوں تو اس پر عمل کرو، اور جب میں تم کو اپنی رائے سے کوئی حکم دوں تو میں صرف بشر ہوں، عکرمہ کی روایت اسی طرح ہے اور معقری نے بغیر شک کے کہا کھجوریں جھڑ گئیں۔

۶۰۰۷ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ وَعَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِقَوْمٍ يُلَقِّحُونَ فَقَالَ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوا لَصَلُحَ قَالَ فَخَرَجَ شِيصًا فَمَرَّ بِهِمْ فَقَالَ مَا لِنَخْلِكُمْ قَالُوا قُلْتَ كَذَا وَكَذَا قَالَ أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کچھ لوگوں کے پاس سے گذر ہوا جو کھجوروں میں پیوند لگا رہے تھے، آپ نے فرمایا اگر تم یہ نہ کرو تو اچھا ہو گا! اس کے بعد ردی کھجوریں پیدا ہوئیں پھر کچھ دنوں کے بعد آپ کا ان کے پاس سے گذر ہوا، آپ نے فرمایا اب تمہاری کھجوروں کی کیا کیفیت ہے؟ انھوں نے کہا آپ نے اس اس طرح فرمایا تھا، آپ نے فرمایا تم اپنی دنیا کے معاملات کو زیادہ جانتے ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیوند کاری کے متعلق صحابہ سے فرمانا: دنیاوی معاملات کو تم زیادہ جانتے ہو!

تلقیح اور تابیر کا معنی ہے نر کھجور کے شگوفے کو مادہ کھجور میں داخل کرنا، یا نر کی قلم کو مادہ میں پیوند کرنا، جس درخت پر پہلے پھل لگے وہ نر ہے اور جس پر بعد میں پھل لگے وہ مادہ ہے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

علماء نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا اور معاش سے متعلق بغیر تشریع کے جو بات کہیں اس پر عمل کرنا واجب نہیں ہے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اجتہاد سے بہ حیثیت تشریع کے جو کچھ فرمائیں اس پر عمل کرنا واجب ہے، اور آپ نے کھجوروں میں پیوند لگانے کے ترک کرنے کا جو حکم دیا تھا، وہ بہ حیثیت تشریع کے نہیں تھا، بطور مشورہ تھا، پیوند لگانے کو ترک کرنے سے کھجوروں کی پیداوار کم ہوئی اس پر آپ نے فرمایا "انتم اعلم باموردنیاکم" اپنے دنیاوی امور کو تم ہی زیادہ جانتے ہو"! اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی توجہ اور فکر آخرت اور معارف الٰہیہ کی طرف مبذول رہتی تھی اور دنیا کی طرف زیادہ توجہ نہ کرنا کوئی نقص اور عیب نہیں ہے۔ [۱]

ملا علی قاری لکھتے ہیں اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر دنیاوی امور کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے۔ [۲]

نیز ملا علی قاری لکھتے ہیں:

یہاں پر یہ اشکال کیا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو کھجور کے درختوں میں پیوند لگاتے ہوئے دیکھا، آپ نے فرمایا کاش تم یہ طریقہ ترک کر دو۔ انصار نے اس کو ترک کر دیا، پھر کوئی پیداوار نہیں ہوئی یا ردی کھجوریں پیدا ہوئیں، تب آپ نے فرمایا تم اپنے دنیاوی معاملات کو خود ہی زیادہ جانتے ہو، اس کا ایک جواب یہ ہے کہ آپ نے یہ اپنے گمان سے کہا تھا وحی سے نہیں کہا تھا، اور شیخ سیدی محمد سنوسی نے کہا ہے کہ آپ صحابہ کو توکل کرنے پر برانگیختہ کرنا چاہتے تھے، جب انھوں نے آپ کے کہنے پر عمل نہیں کیا تو آپ نے فرمایا تم اپنے دنیاوی معاملات کو خود ہی زیادہ جانتے ہو، اور اگر وہ آپ کے کہنے پر عمل کرتے اور ایک یا دو سال تک نقصان برداشت کرتے تو وہ اس مشقت سے بچ جاتے، یہ جواب انتہائی لطیف ہے۔ [۳] سیدی غوث عبدالعزیز دباغ رحمہ اللہ کے جواب کا بھی یہی خلاصہ ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

خلاصہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نزول وحی کے بغیر محض اپنے اجتہاد سے لوگوں کو اس بناء پر پیوند لگانے سے منع فرمایا کہ یہ زمانہ جاہلیت کا عمل ہے اور اس کی پھلوں کے کم یا زیادہ ہونے میں کوئی تاثیر اور معقول وجہ نہیں ہے اور آپ نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کی عادت جاریہ یہ ہے کہ وہ اس عمل سے پھل زیادہ

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۶۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

۲۔ ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ ھ، مرقاۃ ج ۱ ص ۲۲۳، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ ھ

۳۔ " " " " ، شرح الشفاء ج ۳ ص ۲۲۳ علی ہامش نسیم الریاض مطبوعہ دار الفکر بیروت

کر دیتا ہے، آپ نے ان کو منع تو کیا تھا مگر سختی سے منع نہیں کیا تھا بلکہ یہ فرمایا تھا کہ اگر تم پیوند نہ کرو تو بہتر ہے اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کے دنیاوی معاملات کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے، کیونکہ اس عمل کے کرنے یا نہ کرنے کے ساتھ کوئی اخروی سعادت متعلق نہیں تھی، لیکن جب آپ نے اس طرف توجہ کی کہ اللہ تعالیٰ کی عادت جاریہ کے مطابق اس عمل کی تاثیر ہوتی ہے تو پھر آپ نے اس پر سکوت فرمایا اور بعض روایات میں جو ہے کہ "دنیاوی امور کو تم ہی زیادہ جانتے ہو" اس کا مطلب یہ ہے کہ میں ان دنیاوی امور کی طرف توجہ نہیں کرتا، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پیوند کرنے والے انصار مدینہ سے آپ کا علم معاذ اللہ کم تھا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا اور آخرت کے تمام معاملات کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ [1]

بَابُ ۸۳۷ فَضْلِ النَّظَرِ إِلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَمَنِّيهِ!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور اس کی تمنا کرنے کی فضیلت

۶۰۰۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ فِي يَدِهِ لَيَأْتِيَنَّ عَلٰى أَحَدِكُمْ يَوْمٌ وَلَا يَرَانِي ثُمَّ لَأَنْ يَرَانِي أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ مَعَهُمْ قَالَ أَبُو إِسْحٰقَ الْمَعْنٰى فِيهِ عِنْدِي لَأَنْ يَرَانِي مَعَهُمْ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَهُوَ عِنْدِي مُقَدَّمٌ وَمُؤَخَّرٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں محمد کی جان ہے! تم لوگوں پر ایک دن ضرور ایسا آئے گا کہ تم مجھے نہیں دیکھ سکو گے، اور میری زیارت کرنا، تم لوگوں کے نزدیک اہل اور مال سے زیادہ محبوب ہوگا، ابواسحاق نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ تم میں سے کسی کا اہل اور مال کے ساتھ میری زیارت کرنا اپنے اہل اور مال سے زیادہ عزیز ہوگا، میرے نزدیک اس حدیث کے الفاظ میں تقدیم اور تاخیر ہے۔

ف: علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

اس حدیث سے مقصود سفر اور حضر میں صحابہ کرام کو آپ کی مجلس میں حاضر ہونے پر ابھارنا ہے تاکہ وہ شریعت کو حاصل کریں اور بعد والوں تک پہنچائیں اور یہ خبر دینا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس تک آنے میں انھوں نے جو تقصیر کی ہے عنقریب ان کو اس پر ندامت ہوگی، علامہ خطابی نے کہا اس حدیث سے مقصود یہ ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما جائیں گے تو صحابہ کا حال متغیر ہو جائے گا، ان میں اختلاف ہوگا اور فتنے ہوں گے وہ کہیں گے کاش ان کے اہل وعیال اور سارا متاع ان سے لے لیا جائے اور ایک لحظہ کے لیے آپ کی زیارت ہو جائے اور آپ کے وصال کے بعد ایسا ہی ہوا، صحابہ کی آراء مختلف ہو گئیں اور لوگوں کی خواہشات ٹوٹ پڑیں اور اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تدارک

[1] شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، اشعۃ اللمعات (مترجم) ج ۱ ص ۲۳۲، مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور ۱۴۰۱ھ

نہ کرتے تو قریب تھا کہ سارا نظام درہم برہم ہو جاتا، حتیٰ کہ بعض صحابہ نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تدفین کے بعد ہم خود اپنے آپ کو اجنبی لگتے تھے۔

بَابُ ۸۳۸ فَضَائِلِ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت عیسٰی علیہ السلام کے فضائل

۶۰۰۹- حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِابْنِ مَرْيَمَ الْأَنْبِيَاءُ أَوْلَادُ عَلَّاتٍ وَلَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں دوسروں کی بہ نسبت حضرت ابن مریم کے زیادہ قریب ہوں، تمام انبیاء علاتی بھائی ہیں (یعنی ان کے عقائد ایک ہیں) اور میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔

۶۰۱۰- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسٰى الْأَنْبِيَاءُ أَبْنَاءُ عَلَّاتٍ وَلَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَ عِيسٰى نَبِيٌّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں دوسروں کی بہ نسبت حضرت عیسٰی کے زیادہ قریب ہوں تمام انبیاء علاتی بھائی ہیں اور میرے اور حضرت عیسٰی کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔

۶۰۱۱- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسَى بْنِ مَرْيَمَ فِي الْأُولٰى وَالْآخِرَةِ قَالُوا كَيْفَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ مِنْ عَلَّاتٍ وَأُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ فَلَيْسَ بَيْنَنَا نَبِيٌّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں دنیا اور آخرت میں حضرت عیسٰی بن مریم کے سب سے زیادہ قریب ہوں، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کس طرح؟ آپ نے فرمایا: انبیاء علاتی بھائی ہیں، ان کی مائیں (فروعی احکام) الگ الگ ہیں اور ان کا دین واحد ہے اور ہمارے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔

۶۰۱۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مَوْلُودٍ يُولَدُ إِلَّا نَخَسَهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بھی پیدا ہوتا ہے شیطان اس کے کچوکا لگاتا ہے، ماسوا حضرت ابن مریم اور ان کی ماں کے، حضرت ابوہریرہ نے کہا اگر تم چاہو تو

الشَّيْطَانُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ نَخْسَةِ الشَّيْطَانِ إِلَّا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ ثُمَّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔

یہ آیت پڑھو! (ترجمہ:) میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان رجیم سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔

۶۰۱۳ - وَحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ جَمِيعًا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا يَمَسُّهُ حِينَ يُولَدُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسَّةِ الشَّيْطَانِ إِيَّاهُ وَفِي حَدِيثِ شُعَيْبٍ مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ۔

امام مسلم کہتے ہیں کہ زہری کی سند میں ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان کے کچوکا لگانے سے وہ چیخ مار کر روتا ہے، اور شعیب کی روایت میں ہے: شیطان کے چھونے سے۔

۶۰۱۴ - حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا يُونُسَ سُلَيْمًا مَوْلَى أَبِي هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ كُلُّ بَنِي آدَمَ يَمَسُّهُ الشَّيْطَانُ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ إِلَّا مَرْيَمَ وَابْنَهَا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بنی آدم کو اس کی پیدائش کے دن شیطان چھوتا ہے ماسوا حضرت مریم اور ان کے بیٹے کے۔

۶۰۱۵ - حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِيَاحُ الْمَوْلُودِ حِينَ يَقَعُ نَزْغَةٌ مِنَ الشَّيْطَانِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولادت کے وقت بچہ کا رونا شیطان کے کچوکے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

۶۰۱۶ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَجُلًا يَسْرِقُ فَقَالَ لَهُ عِيسَى سَرَقْتَ قَالَ كَلَّا وَالَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَقَالَ عِيسَى آمَنْتُ بِاللَّهِ وَكَذَّبْتُ نَفْسِي۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم نے ایک شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھا، حضرت عیسیٰ نے اس سے کہا: تو چوری کرتا ہے؟ اس نے کہا نہیں، اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! حضرت عیسیٰ نے کہا میں اللہ پر ایمان لاتا ہوں اور اپنے آپ کو جھوٹا قرار دیتا ہوں۔

☆

بَاب ۸۳۹ مِنْ فَضَائِلِ إِبْرَاهِيمَ الْخَلِيلِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فضائل

۶۰۱۷ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَابْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْمُخْتَارِ ح وَحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ أَخْبَرَنَا الْمُخْتَارُ بْنُ فُلْفُلٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا یا خیر البریۃ! آپ نے فرمایا یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں، (یعنی یہ ان کا لقب ہے)۔

۶۰۱۸ - وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ قَالَ سَمِعْتُ مُخْتَارَ بْنَ فُلْفُلٍ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ بِمِثْلِهِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ، اس کے بعد اس کی مثل ہے۔

۶۰۱۹ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْمُخْتَارِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۰۲۰ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ (يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِزَامِيَّ) عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيمُ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِينَ سَنَةً بِالْقَدُومِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت ابراہیم نبی علیہ السلام نے اسی سال کی عمر میں قدوم میں ختنہ کیا۔

۶۰۲۱ - وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ أَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي وَيَرْحَمُ اللَّهُ لُوطًا لَقَدْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم حضرت ابراہیم کی نسبت شک کرنے کے زیادہ حقدار تھے جب انھوں نے یہ کہا تھا کہ "اے میرے رب مجھے دکھا تو کس طرح مردوں کو زندہ کرتا ہے،" اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تمہارا اس پر ایمان نہیں ہے؟ انھوں نے کہا کیوں نہیں! لیکن تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے اور اللہ تعالیٰ لوط علیہ السلام پر رحم

كان يأوي إلى ركن شديد ولو لبثت في السجن طول لبث يوسف لأجبت الداعي۔

فرمائے وہ ایک مضبوط قلعہ کی پناہ چاہتے تھے، اور اگر میں حضرت یوسف جتنی لمبی قید کاٹتا تو بلانے والے کے ساتھ فوراً چلا جاتا۔

۶۰۲۲۔ **وحدثناه** إن شاء الله عبد الله بن محمد بن أسماء حدثنا جويرية عن مالك عن الزهري أن سعيد بن المسيب وأبا عبيد أخبراه عن أبي هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بمعنى حديث يونس عن الزهري۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حسب سابق روایت بیان کی۔

۶۰۲۳۔ **وحدثني** زهير بن حرب حدثنا شبابة حدثنا ورقاء عن أبي الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال يغفر الله للوط إنه أوى إلى ركن شديد۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت لوط پر رحم فرمائے انھوں نے مضبوط قلعہ کی پناہ طلب کی۔

۶۰۲۴۔ **وحدثني** أبو الطاهر أخبرنا عبد الله بن وهب أخبرني جرير بن حازم عن أيوب السختياني عن محمد بن سيرين عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لم يكذب إبراهيم النبي عليه السلام قط إلا ثلاث كذبات ثنتين في ذات الله قوله إني سقيم وقوله بل فعله كبيرهم هذا وواحدة في شأن سارة فإنه قدم أرض جبار ومعه سارة وكانت أحسن الناس فقال لها إن هذا الجبار إن يعلم أنك امرأتي يغلبني عليك فإن سألك فأخبريه أنك أختي فإنك أختي في الإسلام فإني لا أعلم في الأرض مسلما غيري وغيرك فلما دخل أرضه رآها بعض أهل الجبار أتاه فقال له لقد قدم أرضك امرأة لا ينبغي لها أن تكون إلا لك فأرسل إليها فأتي بها فقام إبراهيم عليه السلام إلى الصلاة فلما دخلت عليه لم يتمالك أن بسط يده إليها فقبضت يده قبضة شديدة فقال لها ادعي الله أن يطلق يدي ولا أضرك ففعلت فعاد

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابراہیم نے تین (ظاہری) جھوٹ کے سوا جھوٹ نہیں بولا، دو جھوٹ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے تھے ان کا قول "میں بیمار ہوں" اور ان کا قول "بلکہ اسی نے کیا ہے ان کا بڑا یہ ہے"، اور ایک حضرت سارہ کے بارے میں، کیونکہ وہ حضرت سارہ کے ساتھ ایک ظالم بادشاہ کے ملک میں گئے وہ بہت خوبصورت تھیں، حضرت ابراہیم نے ان سے کہا اس ظالم بادشاہ کو اگر معلوم ہو گیا کہ تم میری بیوی ہو تو وہ تم کو مجھ سے چھین لے گا، تم اس کو یہ بتانا کہ تم میری بہن ہو، کیونکہ تم دین اسلام کے لحاظ سے میری بہن ہو، کیونکہ اب میرے علم کے مطابق روئے زمین پر میرے اور تمہارے سوا اور کوئی مسلمان نہیں ہے، جب حضرت ابراہیم اس ملک میں داخل ہوئے تو اس بادشاہ کے بعض کارندوں نے حضرت سارہ کو دیکھ لیا، انھوں نے اس بادشاہ سے کہا تمہاری زمین پر ایک ایسی عورت آئی ہے جو تمہارے سوا کسی اور کے لائق نہیں ہے،

فَقُبِضَتْ اَشَدَّ مِنَ الْقَبْضَةِ الْاُوْلٰی فَقَالَ لَهَا مِثْلَ ذٰلِكَ فَفَعَلَتْ فَعَادَ فَقُبِضَتْ اَشَدَّ مِنَ الْقَبْضَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ فَقَالَ ادْعِي اللّٰهَ اَنْ يُّطْلِقَ يَدِيْ فَلَكِ اللّٰهَ اَنْ لَّا اَضُرَّكِ فَفَعَلَتْ وَاُطْلِقَتْ يَدُهٗ وَدَعَا الَّذِيْ جَآءَ بِهَا فَقَالَ لَهٗ اِنَّكَ اِنَّمَا اَتَيْتَنِيْ بِشَيْطَانٍ وَّلَمْ تَاْتِنِيْ بِاِنْسَانٍ فَاَخْرِجْهَا مِنْ اَرْضِيْ وَاَعْطِهَا هَاجَرَ قَالَ فَاَقْبَلَتْ تَمْشِيْ فَلَمَّا رَاٰهَا اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ انْصَرَفَ فَقَالَ لَهَا مَهْيَمْ قَالَتْ خَيْرًا كَفَّ اللّٰهُ يَدَ الْفَاجِرِ وَاَخْدَمَ خَادِمًا قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَتِلْكَ اُمُّكُمْ يَا بَنِيْ مَآءِ السَّمَآءِ۔

بادشاہ نے حضرت سارہ کو بلوا لیا، جب ان کو لے جایا گیا تو حضرت ابراہیم نماز کے لیے کھڑے ہو گئے، جب حضرت سارہ اس کے پاس پہنچیں تو وہ ان کی طرف ہاتھ بڑھائے بغیر نہ رہ سکا، سو اس کے ہاتھ کو سختی سے جکڑ دیا گیا، اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ میرا ہاتھ ٹھیک کر دے میں تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا، حضرت سارہ نے دعا کی، اس نے دوبارہ ہاتھ بڑھایا، دوبارہ پہلے سے زیادہ سختی سے اس کا ہاتھ جکڑ لیا گیا، اس نے پھر دعا کی درخواست کی، حضرت سارہ نے دعا کی اس نے پھر ہاتھ بڑھایا، اس بار پہلی دو بار سے زیادہ سختی سے اس کا ہاتھ جکڑ لیا گیا، اس نے کہا اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ میرا ہاتھ چھوڑ دے، بخدا میں پھر کبھی تم کو ضرر نہیں دوں گا' حضرت سارہ نے دعا کی، اس کا ہاتھ کھول دیا گیا۔ اس نے حضرت سارہ کو لانے والے کو بلایا اور کہا تم میرے پاس اس جنی کو لائے ہو کسی انسان کو نہیں لائے' اس کو میرے ملک سے نکال دو، اور ہاجرہ بھی ان کو دے دو، پھر حضرت سارہ لوٹ آئیں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو دیکھا تو نماز سے فارغ ہوئے اور پوچھا کیا ہوا؟ حضرت سارہ نے کہا خیر ہے، اللہ تعالیٰ نے فاجر کے ہاتھ کو روک لیا، اور ایک خادمہ عطا کی، حضرت ابوہریرہ نے کہا اے بارش کی اولاد یہ تمہاری ماں ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خیر البریہ ہونے کی توجیہ

حدیث نمبر ۶۰۱۷ میں ہے ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خیر البریہ کہا تو آپ نے فرمایا خیر البریہ (افضل المخلوقات) حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

اس جگہ یہ سوال ہوتا ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم خود خیر البریہ ہیں جیسا کہ آپ نے خود فرمایا "میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں"، پھر آپ نے یہ کیسے فرمایا کہ خیر البریہ حضرت ابراہیم ہیں، اس کا ایک جواب یہ ہے کہ یہ آپ نے اپنے افضل الخلق ہونے کے علم سے پہلے فرمایا، دوسرا جواب یہ ہے کہ آپ کی مراد یہ تھی کہ حضرت ابراہیم اپنے زمانہ کی مخلوقات سے افضل تھے، تیسرا جواب یہ ہے کہ آپ نے یہ کلمہ تواضعاً فرمایا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تین (ظاہری) جھوٹ بولنے کی توجیہ

حدیث نمبر ۶۰۲۷ میں ہے حضرت ابراہیم نے تین (ظاہری) جھوٹ کے سوا جھوٹ نہیں بولا۔

یہ تینوں باتیں بظاہر جھوٹ تھیں، حقیقت میں جھوٹ نہیں تھیں، کیونکہ "انی سقیم" سے آپ کی مراد یہ تھی کہ میں عنقریب بیمار ہوں گا، اور جب آپ نے تمام چھوٹے بت توڑ کر بت توڑنے کا اسناد بڑے بت کی طرف کیا اور فرمایا کبیرھم ھذا "ان کا بڑا یہ ہے" تو یہ اسناد مجاز عقلی ہے کیونکہ ان بتوں کو توڑنے کا سبب اس بڑے بت کو رسوا کرنا اور اس کی بے چارگی ظاہر کرنا تھا کہ اس کے سامنے یہ بت ٹوٹتے رہے اور وہ کچھ نہ کر سکا، ... "بل فعلہ" کی ضمیر فاعل حقیقت میں حضرت ابراہیم کی طرف راجع ہے یعنی "انہی نے کیا ہے" اور ابہام یہ تھا کہ اس بڑے بت نے کیا ہے اس وجہ سے یہ جملہ بظاہر جھوٹ ہے حقیقت میں جھوٹ نہیں ہے۔ اور حضرت سارہ کے متعلق جو یہ فرمایا کہ میری بہن ہے تو آپ نے خود وضاحت فرمادی تھی اس سے مراد دینی بہن ہے لہٰذا یہ جملہ بھی بہ ظاہر جھوٹ ہے حقیقت میں جھوٹ نہیں ہے۔

علامہ نووی نے لکھا ہے کہ علامہ مازری نے کہا ہے کہ امور تبلیغیہ میں انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں ان میں ان سے کذب متصور نہیں ہے اور امور تبلیغیہ کے غیر میں ان سے کذب کے وقوع کے امکان اور عصمت میں سلف اور خلف کے دو قول مشہور ہیں، قاضی عیاض نے بھی کہا ہے کہ امور تبلیغیہ میں انبیاء علیہم السلام سے کذب غیر متصور ہے۔

گناہوں پر قدرت انبیاء علیہم السلام کی عصمت کے منافی نہیں ہے

امور تبلیغیہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا کذب محال بالذات ہے اور عام گفتگو میں کذب اور جملہ معاصی ممکن بالذات اور ممتنع بالغیر ہیں کیونکہ اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کذب کا صدور ممتنع بالذات ہو تو پھر آپ کے مکلف ہونے کا کوئی معنی نہیں ہوگا، کیونکہ کسی شخص کا مکلف ہونا تب ہی صحیح ہوگا جب وہ اس فعل کے کرنے اور نہ کرنے پر قادر ہو اور جب اس کو فعل کے کرنے یا نہ کرنے پر قدرت نہ ہو بلکہ اس سے طاعات کا صدور واجب بالذات ہو اور گناہوں کا صدور محال بالذات ہو تو پھر اس کو مکلف کرنے کا کوئی معنی نہیں ہے اور عصمت کی تعریف یہ ہے کہ بندے کی قدرت اور اختیار کے باوجود اللہ تعالیٰ اس میں گناہ پیدا نہ کرے، اسی کے قریب یہ تعریف ہے کہ عصمت اللہ تعالیٰ کا لطف ہے جو اختیار کے باوجود بندے کو فعل خیر پر ابھارتا ہے اور شر سے روکتا ہے تاکہ تکلیف اور ابتلاء کا معنی باقی رہے، اسی وجہ سے شیخ ابو منصور ماتریدی نے کہا ہے کہ عصمت سے تکلیف زائل نہیں ہوتی اور جس شخص نے یہ کہا کہ عصمت کی بناء پر بندے سے گناہ کا صدور ممتنع ہوتا ہے اس کا قول فاسد ہے کیونکہ اگر گناہ ممتنع ہو تو پھر اس کو گناہ کے ترک کرنے کا مکلف کرنا صحیح ہوگا اور نہ وہ اس پر ثواب کا مستحق ہوگا (شرح عقائد نسفی ص ۱۵۰، ملخصاً)

بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے گناہوں کا صدور ممتنع بالذات ہے اور جب ان پر یہ اعتراض کیا گیا کہ پھر انبیاء علیہم السلام کو گناہوں کے ترک کرنے کا مکلف کرنا صحیح نہیں رہے گا تو انھوں نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام گناہوں کے ترک کرنے کے مکلف نہیں ہیں وہ صرف امر کے مکلف ہوتے ہیں نہی کے

مکلف نہیں ہوتے، چنانچہ ان لوگوں نے اپنے فتاویٰ میں لکھا:

انبیاء کرام گناہ کبیرہ وصغیرہ پر ہرگز قادر نہیں، وہ ہستیاں گناہ کر سکتی ہی نہیں، گناہ کے معاملے میں انبیاء عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام بالکل بے اختیار و بے قدرت ہیں، اسی لیے انبیاء کرام صرف امر میں مکلف ہوتے ہیں نہی میں مکلف نہیں ہوتے، قرآن پاک میں جتنی بھی نواہی اور ممانعتیں وارد ہوئی ہیں ان میں بعض اگرچہ ظاہراً انبیاء سے خطاب ہیں مگر حقیقۃً وہ تمام ممانعتیں عوام امت کو ہیں، ہاں امر میں انبیاء پاک مکلف ہوتے ہیں اور ان کو عبادات بلکہ ہر فعل پر یہاں تک کہ سونے جاگنے کھانے پینے پر ثواب ملتا ہے۔ (العطایا الاحمدیہ ج ۲ ص ۳۴۷، مطبوعہ گجرات ۱۳۹۶ھ)

اس عبارت میں ان صاحب نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام امر کے مکلف ہوتے ہیں اور امر کا مکلف ہونا تب ہی صحیح ہوگا جب انھیں عبادت کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہو اور ان کے لیے مثلاً نماز پڑھنا اور نہ پڑھنا ممکن ہو، تب ہی نماز پڑھنا باعث اجر و ثواب ہوگا، اور نماز نہ پڑھنا گناہ ہے اور نماز نہ پڑھنے پر قدرت گناہ پر قدرت ہے، لہٰذا ان صاحب نے جس اعتراض سے جان چھڑانے کے لیے انبیاء علیہم السلام کے نہی کے مکلف ہونے کا انکار کیا تھا وہ اعتراض بدستور ان کی گردن پر سوار ہے۔ اس لیے صحیح اور حق یہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام گناہوں پر قدرت اور اختیار رکھنے کے باوجود خشیت الٰہی کی بناء پر گناہوں سے باز رہتے ہیں اور عبادات کو ترک کرنے کے اختیار کے باوجود اپنے اختیار سے عبادات کو انجام دیتے ہیں اور وہ امر اور نہی دونوں کے مکلف ہیں۔

واللہ یھدی الی الحق والصواب۔

عصمت انبیاء کی مکمل باحوالہ بحث کے لیے شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۱۰ - ۲۰۷، ملاحظہ فرمائیں۔

بَابُ ۸۴۰ مِنْ فَضَائِلِ مُوسٰی عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فضائل

۶۰۲۵- حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَآئِيْلَ يَغْتَسِلُوْنَ عُرَاةً يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰى سَوْاَةِ بَعْضٍ وَكَانَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَغْتَسِلُ وَحْدَهٗ فَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا يَمْنَعُ مُوْسٰى اَنْ يَغْتَسِلَ مَعَنَا اِلَّا اَنَّهٗ اٰدَرُ قَالَ فَذَهَبَ مَرَّةً يَغْتَسِلُ فَوَضَعَ ثَوْبَهٗ عَلٰى حَجَرٍ فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهٖ قَالَ فَجَمَعَ مُوْسٰى بِاَثَرِهٖ يَقُوْلُ ثَوْبِیْ حَجَرُ ثَوْبِیْ حَجَرُ حَتّٰى نَظَرَتْ بَنُوْ اِسْرَآئِيْلَ اِلٰى سَوْاَةِ مُوْسٰى فَقَالُوْا وَاللّٰهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنو اسرائیل ننگے غسل کرتے تھے اور ایک دوسرے کی شرمگاہ دیکھتے تھے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام علیحدگی میں غسل کرتے تھے، بنو اسرائیل کہنے لگے بہ خدا حضرت موسیٰ کو ہمارے ساتھ نہانے میں اس کے سوا اور کوئی چیز مانع نہیں ہے کہ ان کو فتق کی بیماری ہے (یعنی ان کے خصیے سوجے ہوئے ہیں) ایک دن حضرت موسیٰ غسل کر رہے تھے اور انھوں نے ایک پتھر پر کپڑے رکھے ہوئے تھے، اچانک پتھر ان کے کپڑے لے بھاگا، حضرت موسیٰ اس پتھر کے پیچھے بھاگے اور کہتے تھے اے پتھر میرے کپڑے دے، اے پتھر میرے کپڑے دے، حتیٰ کہ بنو اسرائیل

مَا بِمُوسَى مِنْ بَأْسٍ فَقَامَ الْحَجَرُ بَعْدُ حَتَّى نُظِرَ إِلَيْهِ قَالَ فَأَخَذَ ثَوْبَهُ فَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاللَّهِ إِنَّهُ بِالْحَجَرِ نَدَبٌ سِتَّةٌ أَوْ سَبْعَةٌ ضَرْبُ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْحَجَرِ۔

۶۰۲۶ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ أَنْبَأَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ رَجُلًا حَيِيًّا قَالَ فَكَانَ لَا يُرَى مُتَجَرِّدًا قَالَ فَقَالَ بَنُو إِسْرَائِيلَ إِنَّهُ آدَرُ قَالَ فَاغْتَسَلَ عِنْدَ مُوَيْهٍ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلَى حَجَرٍ فَانْطَلَقَ الْحَجَرُ يَسْعَى وَاتَّبَعَهُ بِعَصَاهُ يَضْرِبُهُ ثَوْبِي حَجَرُ ثَوْبِي حَجَرُ حَتَّى وَقَفَ عَلَى مَلَإٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَنَزَلَتْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا۔

۶۰۲۷ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَمَّا جَاءَهُ صَكَّهُ فَفَقَأَ عَيْنَهُ فَرَجَعَ إِلَى رَبِّهِ فَقَالَ أَرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدٍ لَا يُرِيدُ الْمَوْتَ قَالَ فَرَدَّ اللَّهُ إِلَيْهِ عَيْنَهُ وَقَالَ ارْجِعْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ يَضَعُ يَدَهُ عَلَى مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَهُ بِمَا غَطَّتْ يَدُهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ قَالَ أَيْ رَبِّ ثُمَّ مَهْ قَالَ ثُمَّ الْمَوْتُ قَالَ فَالْآنَ فَسَأَلَ اللَّهَ أَنْ يُدْنِيَهُ مِنَ الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً

نے حضرت موسیٰ کی شرمگاہ دیکھ لی، پس وہ کہنے لگے بخدا حضرت موسیٰ کو کوئی بیماری نہیں ہے، جب لوگ دیکھ چکے تو پتھر ٹھہر گیا حضرت موسیٰ نے اپنے کپڑے اٹھائے اور پتھر کو مارنا شروع کیا، حضرت ابوہریرہ نے کہا بخدا حضرت موسیٰ کے مارنے سے اس پتھر پر چھ یا سات نشان پڑ گئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام باحیا مرد تھے، وہ کبھی برہنہ نہیں دیکھے گئے، بنو اسرائیل نے کہا ان کو فتق کی بیماری ہے، ایک دن انھوں نے کسی پانی پر غسل کیا، اور ایک پتھر پر کپڑے رکھے، وہ پتھر دوڑتا ہوا نکل گیا، حضرت موسیٰ نے لاٹھی مارتے ہوئے اس کا پیچھا کیا، اے پتھر میرے کپڑے، اے پتھر میرے کپڑے، (یہ کہتے ہوئے)، بنو اسرائیل کی ایک جماعت سے گذرے، اور یہ آیت نازل ہوئی: (ترجمہ:) اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنھوں نے حضرت موسیٰ کو اذیت دی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو ان کی تہمت سے بری کر دیا، اور اللہ کے نزدیک وہ بہت عزت والے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کے پاس ملک الموت بھیجا گیا، جب ان کے پاس ملک الموت آیا تو انھوں نے ملک الموت کے ایک تھپیڑ مارا جس سے ملک الموت کی آنکھ نکل گئی، ملک الموت نے اپنے رب کے پاس جا کر کہا: اے میرے رب تو نے مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا ہے جو مرنے کا ارادہ نہیں رکھتا، اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ لوٹا دی اور فرمایا ان کے پاس دوبارہ جاؤ اور ان سے کہو کہ ایک بیل کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھ دیں، آپ کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے اتنے سال آپ کی عمر بڑھا دی جائے گی، حضرت موسیٰ نے کہا اے رب پھر کیا ہوگا؟ کہا پھر موت

بِحَجَرٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَوْ كُنْتُ ثَمَّ لَأَرَيْتُكُمْ قَبْرَهُ إِلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ تَحْتَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ ۔

ہے، کہا تو ابھی، اور اللہ سے یہ دعا کی اے اللہ! مجھے ارض مقدسہ سے ایک پتھر پھینکے جانے کے فاصلہ پر کر دے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اس جگہ ہوتا تو تم کو کثیب احمر کے نزدیک راستہ کی ایک جانب ان کی قبر دکھاتا۔

۶۰۲۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ لَهُ أَجِبْ رَبَّكَ قَالَ فَلَطَمَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَيْنَ مَلَكِ الْمَوْتِ فَفَقَأَهَا قَالَ فَرَجَعَ الْمَلَكُ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى فَقَالَ إِنَّكَ أَرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدٍ لَكَ لَا يُرِيدُ الْمَوْتَ وَقَدْ فَقَأَ عَيْنِي قَالَ فَرَدَّ اللّٰهُ إِلَيْهِ عَيْنَهُ وَقَالَ ارْجِعْ إِلَى عَبْدِي فَقُلِ الْحَيَاةَ تُرِيدُ فَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ الْحَيَاةَ فَضَعْ يَدَكَ عَلَى مَتْنِ ثَوْرٍ فَمَا تَوَارَتْ يَدُكَ مِنْ شَعْرَةٍ فَإِنَّكَ تَعِيشُ بِهَا سَنَةً قَالَ ثُمَّ مَهْ قَالَ ثُمَّ تَمُوتُ قَالَ فَالْآنَ مِنْ قَرِيبٍ رَبِّ أَمِتْنِي مِنَ الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَوْ أَنِّي عِنْدَهُ لَأَرَيْتُكُمْ قَبْرَهُ إِلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ عِنْدَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ملک الموت آیا اور کہنے لگا، اپنے رب کے پاس چلیے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے تھپڑ مار کر اس کی آنکھ نکال دی، ملک الموت اللہ تعالیٰ کے پاس واپس گئے اور کہا تو نے مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا ہے جو موت کا ارادہ ہی نہیں رکھتا اور اس نے میری آنکھ نکال دی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ لوٹا دی، اللہ تعالےٰ نے فرمایا: میرے بندے کے پاس جاؤ اور کہو: آپ حیات کا ارادہ رکھتے ہیں، اگر آپ کا زندگی کا ارادہ ہے تو اپنا ہاتھ بیل کی پشت پر رکھیے جتنے بال آپ کے ہاتھ کے نیچے آئینگے اتنے سال آپ کی عمر بڑھا دی جائے گی، حضرت موسیٰ نے کہا پھر کیا ہوگا؟ کہا پھر آپ کو موت آئے گی، حضرت موسیٰ نے کہا پھر اب قریب ہی، حضرت موسیٰ نے کہا اے میرے رب! ارض مقدسہ سے ایک پتھر پھینکے جانے کے فاصلہ پر میری روح قبض کرنا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بخدا اگر میں اس جگہ ہوتا تو میں تم کو کثیب احمر کے پاس راستہ کی ایک جانب ان کی قبر دکھاتا۔

۶۰۲۹ - قَالَ أَبُو إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ بِمِثْلِ هٰذَا الْحَدِيثِ ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک سند بیان کی۔

۶۰۳۰ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ الْهَاشِمِيِّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی اپنا سامان بیچ رہا تھا، اس کو اس کا کچھ معاوضہ دیا گیا جس کو اس نے ناپسند کیا، یا وہ اس پر راضی نہیں ہوا

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ بَیْنَمَا یَهُوْدِیٌّ یَعْرِضُ سِلْعَةً لَهٗ اُعْطِیَ بِهَا شَیْئًا کَرِهَهٗ اَوْ لَمْ یَرْضَهٗ شَكَّ عَبْدُ الْعَزِیْزِ قَالَ لَا وَالَّذِیْ اصْطَفٰی مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ عَلَی الْبَشَرِ قَالَ فَسَمِعَهٗ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَلَطَمَ وَجْهَهٗ قَالَ تَقُوْلُ وَالَّذِیْ اصْطَفٰی مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ عَلَی الْبَشَرِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَ اَظْهُرِنَا قَالَ فَذَهَبَ الْیَهُوْدِیُّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا اَبَا الْقَاسِمِ اِنَّ لِیْ ذِمَّةً وَّعَهْدًا وَقَالَ فُلَانٌ لَطَمَ وَجْهِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهٗ قَالَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِیْ اصْطَفٰی مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ عَلَی الْبَشَرِ وَاَنْتَ بَیْنَ اَظْهُرِنَا قَالَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی عُرِفَ الْغَضَبُ فِیْ وَجْهِهٖ ثُمَّ قَالَ لَا تُفَضِّلُوْا بَیْنَ اَنْبِیَآءِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَیَصْعَقُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ قَالَ ثُمَّ یُنْفَخُ فِیْهِ اُخْرٰی فَاَکُوْنُ اَوَّلَ مَنْ بُعِثَ اَوْ فِیْ اَوَّلِ مَنْ بُعِثَ فَاِذَا مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ اٰخِذٌ بِالْعَرْشِ فَلَا اَدْرِیْ اَحُوْسِبَ بِصَعْقَتِهٖ یَوْمَ الطُّوْرِ اَوْ بُعِثَ قَبْلِیْ وَلَا اَقُوْلُ اِنَّ اَحَدًا اَفْضَلُ مِنْ یُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ ۔

۶۰۳۱- وَحَدَّثَنِیْهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ هٰرُوْنَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ اَبِیْ سَلَمَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ سَوَآءً ۔

۶۰۳۲- حَدَّثَنِیْ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاَبُوْبَکْرِ

(راوی کو شک ہے) اس یہودی نے کہا قسم اس ذات کی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر فضیلت دی، ایک انصاری نے یہ کلام سنا اور اس یہودی کے ایک تھپڑ مارا، اور کہا تو کہتا ہے، قسم اس ذات کی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر فضیلت دی، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان ہیں، وہ یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور کہنے لگا اے ابوالقاسم! میں ذمی ہوں اور مجھے امان دی گئی ہے، اور فلاں شخص نے میرے چہرے پر تھپڑ مارا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم نے اس کے چہرے پر تھپڑ کیوں مارا ہے؟ اس انصاری نے کہا اس یہودی نے یہ کہا تھا کہ اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر فضیلت دی، حالانکہ آپ ہمارے درمیان موجود ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے اور آپ کے چہرے پر ناراضگی کے آثار ظاہر ہوئے، آپ نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام کے درمیان فضیلت مت دو، کیونکہ جب صور پھونکا جائیگا تو تمام آسمانوں اور زمین والے بے ہوش ہو جائیں گے ماسوا ان کے جن کو اللہ تعالیٰ مستثنیٰ کرے گا، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو سب سے پہلے میں اٹھوں گا. یا فرمایا میں سب سے پہلے اٹھنے والوں میں ہوں گا، (تو میں دیکھوں گا کہ) حضرت موسیٰ عرش کو پکڑے کھڑے ہیں، مجھے پتا نہیں کہ آیا یوم طور کی بے ہوشی میں ان کا حساب کر لیا گیا یا وہ مجھ سے پہلے اٹھائے گئے، اور میں یہ نہیں کہتا کہ کوئی شخص بھی حضرت یونس بن متی علیہ السلام سے افضل ہے۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

بْنُ النَّضْرِ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ وَرَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْعَالَمِينَ وَقَالَ الْيَهُودِيُّ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى الْعَالَمِينَ قَالَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهُ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُودِيِّ فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُونِي عَلٰى مُوسٰى فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ فَإِذَا مُوسٰى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَكَانَ فِيمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي أَمْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ۔

دو شخص لڑ پڑے، ایک یہودی تھا اور ایک مسلمان، مسلمان نے کہا اس ذات کی قسم جس نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں پر فضیلت دی، اور یہودی نے کہا اس ذات کی قسم جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تمام جہانوں پر فضیلت دی، مسلمان نے ہاتھ اٹھا کر یہودی کے منہ پر ایک طمانچہ مارا، وہ یہودی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ کو جا کر اس واقعہ کی خبر دی، جو اس کے اور مسلمان کے درمیان پیش آیا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حضرت موسیٰ پر فضیلت مت دو، کیونکہ لوگ بے ہوش کیے جائیں گے اور سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا (میں دیکھوں گا کہ) حضرت موسیٰ عرش کے ایک کونے کو پکڑے کھڑے ہیں، میں نہیں جانتا کہ آیا وہ بے ہوش ہوئے تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے یا وہ ان میں سے ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے بے ہوشی سے مستثنیٰ رکھا۔

۶۰۳۳ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَا أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ بِمِثْلِ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی میں جھگڑا ہوا، اس کے بعد حسب سابق روایت ہے۔

۶۰۳۴ - وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَاءَ يَهُودِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ لُطِمَ وَجْهُهُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنٰى حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَلَا أَدْرِي أَكَانَ مِمَّنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي أَوِ اكْتَفٰى بِصَعْقَةِ الطُّورِ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہودی آیا جس کے چہرے پر تھپڑ مارا گیا تھا، اس کے بعد حسب سابق ہے، البتہ اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا مجھے پتا نہیں کہ آیا وہ بے ہوش ہونے والوں میں سے تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے، یا طور کی بے ہوشی سے ان پر اکتفاء کر لی گئی۔

۶۰۳۵- حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة حدثنا وکیع عن سفیان ح وحدثنا ابن نمیر حدثنا ابی حدثنا سفیان عن عمرو بن یحیی عن ابیه عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تخیروا بین الانبیاء وفی حدیث ابن نمیر عمرو بن یحیی حدثنی ابی۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام کے درمیان فضیلت مت دو۔

۶۰۳۶- حدثنا هداب بن خالد و شیبان بن فروخ قالا حدثنا حماد بن سلمة عن ثابت البنانی و سلیمان التیمی عن انس بن مالك ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال اتیت وفی روایة هداب مررت علی موسی لیلة اسری بی عند الکثیب الاحمر وهو قائم یصلی فی قبره۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معراج کی شب میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، ایک روایت میں ہے میرا کثیب احمر کے پاس سے گذر ہوا در آں حالیکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔

۶۰۳۷- وحدثنا علی بن خشرم اخبرنا عیسی (یعنی ابن یونس) ح وحدثنا عثمان بن ابی شیبة حدثنا جریر کلاهما عن سلیمان التیمی عن انس ح وحدثناه ابو بکر بن ابی شیبة حدثنا عبدة بن سلیمان عن سفیان عن سلیمان التیمی سمعت انسا یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مررت علی موسی وهو یصلی فی قبره وزاد فی حدیث عیسی مررت لیلة اسری بی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گذر ہوا در آں حالیکہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے، ایک روایت میں ہے معراج کی شب میرا گذر ہوا۔

۶۰۳۸- حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة ومحمد بن المثنی ومحمد بن بشار قالوا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن سعد بن ابراهیم قال سمعت حمید بن عبد الرحمن یحدث عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال یعنی الله تبارك وتعالی لا ینبغی لعبد لی وقال ابن المثنی لعبدی ان یقول انا خیر من یونس بن متی علیه السلام قال ابن ابی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے کسی بندے کو یہ نہیں چاہیے کہ وہ یوں کہے کہ میں یونس بن متی علیہ السلام سے افضل ہوں۔

شُعْبَةَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ۔

۶۰۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْعَالِيَةِ يَقُوْلُ حَدَّثَنِي ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ اَنْ يَقُوْلَ اَنَا خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى وَنَسَبَهٗ اِلٰى اَبِيْهِ۔

ابو العالیہ نے کہا کہ تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے عم زاد (یعنی حضرت ابن عباس) نے مجھ سے فرمایا: کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بندے کو یہ کہنا نہیں چاہیے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں اور آپ نے انھیں ان کے والد کی طرف منسوب کیا۔

پتھر کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کپڑوں کو لے کر بھاگنا

حدیث نمبر ۶۰۲۵ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علیحدگی میں غسل کرنے اور اس وجہ سے بنو اسرائیل کا ان پر جسمانی عیب کی تہمت لگانے اور اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بری کرنے کا ذکر ہے علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دو عظیم معجزوں کا ذکر ہے، ایک یہ پتھر ان کے کپڑوں کو لے کر بنو اسرائیل کی جماعت کی طرف گیا، دوسرا یہ کہ ان کی ضرب سے اس پتھر پر نشان پڑ گئے، اور یہ کہ جمادات میں بھی اللہ تعالیٰ نے تمیز پیدا کی ہے، جیسا کہ ایک پتھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتا تھا اور درخت کا تنا آپ کے فراق میں چیخ مار کر رویا، اس حدیث سے تنہائی میں برہنہ ہو کر غسل کرنے کے جواز کا مسئلہ بھی مستنبط کیا گیا ہے۔ اگرچہ شرمگاہ ڈھانپ کر غسل کرنا افضل ہے، امام شافعی، امام مالک اور جمہور علماء کا یہی قول ہے، ابن ابی لیلیٰ نے اس مسئلہ میں مخالفت کی ہے اور ایک حدیث ضعیف سے استدلال کیا ہے، اس حدیث میں یہ بیان بھی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور صالحین، جاہلوں کی اذیت ناک باتوں پر صبر کرتے ہیں، اور قاضی عیاض وغیرہ نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام صورت اور سیرت میں نقائص اور عیوب سے منزہ ہوتے ہیں اور جن غیر محقق لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کی طرف جسمانی عیوب منسوب کیے ہیں ان کے قول کی طرف التفات نہ کیا جائے۔ [۱]

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ملک الموت کو تھپڑ مارنے کی وجہ

حدیث نمبر ۶۰۲۷ میں ملک الموت کے حضرت موسیٰ کے پاس جانے اور ان کے تھپڑ مارنے کا ذکر ہے۔ علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

بعض ملاحدہ نے اس حدیث کا انکار کیا اور کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے یہ کیسے جائز تھا کہ وہ ملک الموت کے تھپڑ مارتے، علماء نے اس کے کئی جواب دیے ہیں، ایک جواب یہ ہے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ اجازت دی ہو کہ وہ ملک الموت کو تھپڑ ماریں اور اس میں ملک الموت کا امتحان ہو،

---

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۶۷-۲۶۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے، دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ عبارت مجاز پر محمول ہے اور تھپڑ مارنے اور آنکھ نکالنے سے مراد یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کو حجت اور مناظرہ میں ساکت کر دیا لیکن اس جواب میں یہ ضعف ہے کہ بعد میں حدیث میں یہ مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کی آنکھ لوٹا دی، تیسرا جواب یہ ہے کہ ابتداء میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ پتا نہیں چل سکا کہ یہ ملک الموت ہے، انھوں نے خیال فرمایا کہ یہ کوئی آدمی ہے جو ان کو قتل کرنے آیا ہے تو حضرت موسیٰ نے مدافعت کی اور مدافعت میں اس کے تھپڑ مار دیا، جس کے نتیجہ میں اس کی آنکھ نکل گئی، حضرت موسیٰ نے اس کی آنکھ نکالنے کا ارادہ نہیں کیا تھا، یہ جواب ابو بکر بن خزیمہ نے دیا ہے اور اس کو علامہ مازری اور قاضی عیاض وغیرہ نے اختیار کیا ہے، قاضی عیاض نے کہا اس حدیث میں یہ ذکر نہیں ہے کہ حضرت موسیٰ نے اس کی آنکھ عمداً نکالی تھی، اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جب ملک الموت دوسری بار آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو پہچان لیا تھا، اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے وہ دوسری بار کسی ایسی علامت کے ساتھ آئے ہوں جس کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو پہچان لیا ہو اور پہچاننے کے بعد ان کی اطاعت کی اور ان کی دعوت پر لبیک کہی۔ [1]

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

قاضی عیاض نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ملک الموت کو تھپڑ مارنا، اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی ڈاڑھی اور سر پکڑنے سے زیادہ بڑی بات نہیں کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام بہرحال ایک نبی مکرم ہیں، جیسا کہ ملک الموت ایک ملک معظم ہیں اور محققین کے نزدیک نبی فرشتے سے افضل ہے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے اس فعل پر استغفار کیا اور نہ اس پر کسی قسم کی ندامت کا اظہار کیا ہے اور نہ اللہ عزوجل نے اس فعل پر کوئی عتاب کیا، بلکہ حضرت ہارون کے واقعہ میں حضرت ہارون نے ان سے معذرت کی تھی، یہ تمام کام حضرت موسیٰ نے اپنے اجتہاد سے کیے تھے اور ملک الموت کے معاملہ میں ان کا قصد آنکھ نکالنے کا نہیں تھا، قضاءً ملک الموت کی آنکھ نکل گئی۔ [2]

شیخ انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

ان کی صرف آنکھ نکلی کیونکہ وہ ملک الموت تھے ورنہ حضرت موسیٰ کے غضب کے تھپڑ سے ساتوں آسمان ریزہ ریزہ ہو جاتے۔ (اللہ اللہ! یہ بازوئے کلیم کی طاقت تھی سوچئے پھر بازوئے حبیب کی قوت کا کیا عالم ہو گا۔ سعیدی غفرلہ) حضرت موسیٰ علیہ السلام غضب میں اس لیے آئے کہ ملک الموت کا طریقہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے پاس جا کر انھیں یہ اختیار دیتے ہیں کہ وہ زندگی اور موت میں سے جسے چاہیں اختیار کر لیں، اور جب ملک الموت نے اس طریقہ کو ترک کیا اور حضرت موسیٰ کے سامنے صرف موت کو پیش کیا تو حضرت موسیٰ غضب میں آئے اور ملک الموت کے ایک تھپڑ مار دیا۔ [3]

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۶۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

[2] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۱۶۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[3] شیخ انور شاہ کشمیری متوفی ۱۳۵۲ ھ، فیض الباری ج ۲ ص ۴۷۶، مطبوعہ مطبع حجازی مصر، ۱۳۵۷ ھ

صالحین کے قرب میں دفن کرنے کا استحباب

حدیث نمبر ۶۰۴۸ میں ہے "ملک الموت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا آپ ایک بیل کی پشت پر ہاتھ رکھ دیں جتنے بال آپ کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے اتنے سال آپ کی عمر بڑھا دی جائے گی، حضرت موسیٰ نے کہا پھر کیا ہوگا کہا پھر موت ہے، حضرت موسیٰ نے فرمایا پھر ابھی، اور یہ دعا کی کہ جب میں بیت المقدس سے ایک پتھر پھینکے جانے کے فاصلہ پر ہوں تو پھر میری روح قبض کر لینا۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام جس وقت اور جس جگہ چاہتے ہیں وہاں ان کی روح قبض کی جاتی ہے اور حیات اور موت ان کے اختیار میں کر دی جاتی ہے۔ علامہ عینی نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ نے بیت المقدس کے قریب دفن ہونے کی تمنا اس لیے کی کہ وہاں انبیاء اور صالحین کی قبریں ہیں۔ [1]

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں فضیلت والے اور متبرک مقامات اور صالحین کے قرب میں دفن کرنے کے استحباب کا بیان ہے۔ [2]

علامہ اُبی مالکی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں فضیلت والے مقامات اور صالحین کے مدافن میں دفن ہونے کی رغبت کا ذکر ہے۔ [3]

علامہ عینی حنفی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں فضیلت والے مواضع اور صالحین کے مدافن کے قرب میں دفن کرنے کا استحباب ہے۔ [4]

شیخ انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

اس حدیث میں صالحین کے قرب کی تمنا کرنے کا جواز ہے۔ [5]

بَابُ ۸۴۱ مِنْ فَضَائِلِ يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ — حضرت یوسف علیہ السلام کے فضائل

۶۰۴۰ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ قَالَ أَتْقَاهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَنْ هٰذَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ! لوگوں میں سب سے زیادہ کریم کون ہے؟ آپ نے فرمایا جو ان میں سب سے زیادہ متقی ہو، صحابہ نے کہا ہم اس کے متعلق آپ سے نہیں پوچھ رہے؟ آپ نے فرمایا: تو پھر سب سے کریم اللہ

---

[1] علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ ھ، عمدۃ القاری ج ۸ ص ۱۴۹، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ ھ

[2] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۶۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

[3] علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۱۲۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[4] علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ ھ، عمدۃ القاری ج ۸ ص ۱۵۰، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ ھ

[5] شیخ انور شاہ کشمیری متوفی ۱۳۵۲ ھ، فیض الباری ج ۲ ص ۴۶۷، مطبوعہ مطبع حجازی مصر، ۱۳۵۷ ھ

تَسْأَلُكَ قَالَ فَيُوسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِيْلِ اللّٰهِ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُوْنِيْ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوْا۔

کے نبی حضرت یوسف ہیں، جو اللہ کے نبی کے بیٹے اور اللہ کے خلیل کے پوتے ہیں، صحابہ نے کہا ہم اس کے بارے میں آپ سے نہیں پوچھ رہے، آپ نے فرمایا پھر تم قبائل عرب کے متعلق مجھ سے پوچھ رہے ہو؟ جو لوگ جاہلیت میں افضل تھے وہ لوگ دین میں فقاہت حاصل کرنے کے بعد اسلام میں بھی افضل ہیں۔

بَابُ ۸۴۲ مِنْ فَضَائِلِ زَكَرِيَّاءَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت زکریا علیہ السلام کی فضیلت

۶۰۴۱ - حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ زَكَرِيَّاءُ نَجَّارًا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت زکریا بڑھئی تھے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے ہاتھ سے کسب کر کے کمانے میں فضیلت ہے۔

بَابُ ۸۴۳ مِنْ فَضَائِلِ الْخَضِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت خضر علیہ السلام کی فضیلت

۶۰۴۲ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ نَوْفًا الْبِكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ صَاحِبَ بَنِي إِسْرَائِيْلَ لَيْسَ هُوَ مُوْسٰى صَاحِبَ الْخَضِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ سَمِعْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَامَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ خَطِيْبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيْلَ فَسُئِلَ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ فَقَالَ أَنَا أَعْلَمُ قَالَ فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ أَنَّ عَبْدًا مِنْ عِبَادِيْ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ مُوْسٰى أَيْ

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس سے کہا کہ نوف بکالی کا یہ گمان ہے کہ بنو اسرائیل کے حضرت موسیٰ اور تھے اور حضرت خضر کے موسیٰ اور تھے، حضرت ابن عباس نے کہا اس دشمن خدا نے جھوٹ بولا، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنو اسرائیل میں خطبہ دے رہے تھے، ان سے سوال کیا گیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ علم والا کون ہے؟ انھوں نے کہا میں زیادہ عالم ہوں، آپ نے فرمایا اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر عتاب فرمایا کیوں کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف علم کو نہیں لوٹایا، اور اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں میں سے ایک بندہ مجمع البحرین میں ہے اور وہ تم سے زیادہ عالم ہے، حضرت موسیٰ نے کہا اے میرے رب! میں اس تک کیسے پہنچوں گا؟ حضرت موسیٰ سے کہا گیا کہ

رَبِّ كَيْفَ لِي بِهِ فَقِيلَ لَهُ احْمِلْ حُوتًا فِي مِكْتَلٍ فَحَيْثُ تَفْقِدُ الْحُوتَ فَهُوَ ثَمَّ فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقَ مَعَهُ فَتَاهُ وَهُوَ يُوشَعُ بْنُ نُونٍ فَحَمَلَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ حُوتًا فِي مِكْتَلٍ وَانْطَلَقَ هُوَ وَفَتَاهُ يَمْشِيَانِ حَتَّى أَتَيَا الصَّخْرَةَ فَرَقَدَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَفَتَاهُ فَاضْطَرَبَ الْحُوتُ فِي الْمِكْتَلِ حَتَّى خَرَجَ مِنَ الْمِكْتَلِ فَسَقَطَ فِي الْبَحْرِ قَالَ وَأَمْسَكَ اللَّهُ عَنْهُ جِرْيَةَ الْمَاءِ حَتَّى كَانَ مِثْلَ الطَّاقِ فَكَانَ لِلْحُوتِ سَرَبًا وَكَانَ لِمُوسَى وَفَتَاهُ عَجَبًا فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا وَلَيْلَتَهُمَا وَنَسِيَ صَاحِبُ مُوسَى أَنْ يُخْبِرَهُ فَلَمَّا أَصْبَحَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا قَالَ وَلَمْ يَنْصَبْ حَتَّى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِي أُمِرَ بِهِ قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا قَالَ مُوسَى ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا قَالَ يَقُصَّانِ آثَارَهُمَا حَتَّى أَتَيَا الصَّخْرَةَ فَرَأَى رَجُلًا مُسَجًّى عَلَيْهِ بِثَوْبٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ أَنَّى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ قَالَ أَنَا مُوسَى قَالَ مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ إِنَّكَ عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمَكَهُ اللَّهُ لَا أَعْلَمُهُ وَأَنَا عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمَنِيهِ لَا تَعْلَمُهُ قَالَ لَهُ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَى أَنْ تُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَى مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا قَالَ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا قَالَ لَهُ الْخَضِرُ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا

اپنی تھیلی میں ایک مچھلی رکھ لو جہاں وہ مچھلی گم ہو گی وہیں خضر ہوں گے، حضرت موسیٰ اپنے ساتھ حضرت یوشع بن نون کو لے کر گئے، حضرت موسیٰ نے اپنی تھیلی میں ایک مچھلی رکھ لی، حضرت موسیٰ اور حضرت یوشع چلتے چلتے ایک چٹان کے پاس پہنچے، حضرت موسیٰ اور حضرت یوشع دونوں سو گئے، مچھلی تڑپ کر تھیلی سے نکلی اور سمندر میں جا گری، اللہ تعالیٰ نے اس مچھلی کے لیے پانی کے بہنے کو روک دیا، حتیٰ کہ مچھلی کے لیے پانی میں مخروطی شکل کی ایک سرنگ بن گئی، حضرت موسیٰ اور حضرت یوشع کے لیے یہ ایک تعجب خیز منظر تھا، بقیہ دن اور رات وہ دونوں چلتے رہے، اور حضرت موسیٰ کے ساتھی ان کو یہ واقعہ بتلانا بھول گئے۔ جب صبح ہوئی تو حضرت موسیٰ نے اپنے ساتھی سے کہا ناشتہ نکالو، اس سفر نے ہم کو تھکا دیا ہے حضور نے فرمایا مچھلی کے گم ہونے کی جگہ سے ہی انھیں تھکاوٹ لاحق ہوئی تھی، حضرت یوشع نے کہا آپ کو یاد ہے جب ہم چٹان کے پاس بیٹھے! میں اس وقت آپ سے مچھلی کا ذکر کرنا بھول گیا تھا اور شیطان نے ہی مجھ کو اس کا بیان کرنا بھلایا تھا، تعجب ہے کہ وہ مچھلی سمندر میں راستہ بنا کر چل دی، حضرت موسیٰ نے کہا یہی تو ہم چاہتے تھے، پھر وہ دونوں اپنے قدموں کے نشانات پر لوٹے، وہ اپنے نشانوں پر چلتے رہے حتیٰ کہ ایک چٹان پر آئے وہاں ایک شخص کو کپڑوں میں لپٹا ہوا دیکھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو سلام کیا، حضرت خضر علیہ السلام نے کہا: تمہارے ہاں سلامتی کہاں ہے؟ حضرت موسیٰ نے کہا میں موسیٰ ہوں! حضرت خضر نے کہا بنو اسرائیل کے موسیٰ، کہا ہاں! حضرت خضر نے کہا آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا علم عطا فرمایا ہے جو میرے پاس نہیں ہے، اور مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسا علم دیا ہے جس کو آپ نہیں جانتے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کیا میں آپ کی اتباع کر سکتا ہوں تا کہ آپ مجھے وہ علم سکھائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے،

قَالَ نَعَمْ فَانْطَلَقَ الْخَضِرُ وَمُوسٰى يَمْشِيَانِ
عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِينَةٌ فَكَلَّمَاهُمْ
اَنْ يَحْمِلُوْهُمَا فَعَرَفُوا الْخَضِرَ فَحَمَلُوْهُمَا بِغَيْرِ نَوْلٍ
فَعَمَدَ الْخَضِرُ اِلٰى لَوْحٍ مِّنْ اَلْوَاحِ السَّفِيْنَةِ فَنَزَعَهُ
فَقَالَ لَهُ مُوسٰى قَوْمٌ حَمَلُوْنَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ
اِلٰى سَفِيْنَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ
شَيْئًا اِمْرًا قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ
صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا
تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ثُمَّ خَرَجَا مِنَ
السَّفِيْنَةِ فَبَيْنَمَا هُمَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ
اِذَا غُلَامٌ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَاَخَذَ
الْخَضِرُ بِرَأْسِهِ فَاقْتَلَعَهُ بِيَدِهِ فَقَتَلَهُ
فَقَالَ مُوسٰى اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ
نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا قَالَ اَلَمْ
اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا
قَالَ وَهٰذِهٖ اَشَدُّ مِنَ الْاُوْلٰى قَالَ اِنْ
سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِيْ
قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا فَانْطَلَقَا حَتّٰى
اِذَا اَتَيَا اَهْلَ قَرْيَةٍ اِسْتَطْعَمَا اَهْلَهَا فَاَبَوْا
اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ
اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ يَقُوْلُ مَائِلٌ قَالَ
الْخَضِرُ بِيَدِهٖ هٰكَذَا فَاَقَامَهٗ قَالَ لَهٗ
مُوسٰى قَوْمٌ اَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يُضَيِّفُوْنَا
وَلَمْ يُطْعِمُوْنَا لَوْ شِئْتَ لَتَخِذْتَ
عَلَيْهِ اَجْرًا قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَ
بَيْنِكَ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ
عَلَيْهِ صَبْرًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوسٰى لَوَدِدْتُ
اَنَّهٗ كَانَ صَبَرَ حَتّٰى يُقَصَّ عَلَيْنَا مِنْ اَخْبَارِهِمَا

حضرت خضر نے کہا آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکتے، اور جس چیز کا آپ کو پتا نہ ہو آپ اس پر صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں؟ حضرت موسیٰ نے کہا ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے، اور میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا، حضرت خضر نے کہا اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں (تو شرط یہ ہے کہ) جب تک کسی چیز کے بارے میں، میں از خود نہ بتلاؤں آپ اس کے متعلق سوال نہ کریں، حضرت موسیٰ نے کہا ٹھیک ہے، پھر حضرت خضر اور حضرت موسیٰ ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ چل پڑے، ان کے پاس سے ایک کشتی گذری، انھوں نے کشتی والوں سے کہا کہ ان کو سوار کر لیں، انھوں نے حضرت خضر کو پہچان کر بغیر کرایہ کے سوار کر لیا، حضرت خضر نے کشتی کے تختوں میں سے ایک تختہ کو اکھاڑ دیا، حضرت موسیٰ نے کہا اس قوم نے بغیر کرایہ کے ہم کو سوار کیا تھا اور آپ نے ان کی کشتی توڑ دی تاکہ ان کے بیٹھنے والوں کو غرق کر دیں، آپ نے یہ بہت عجیب کام کیا، حضرت خضر نے کہا، کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے، حضرت موسیٰ نے کہا جو بات میں بھول گیا ہوں، آپ اس پر مواخذہ نہ کریں، اور میرے معاملہ میں سختی نہ کریں، پھر وہ دونوں کشتی سے اترے، جس وقت ساحل سمندر پر جا رہے تھے، انھوں نے ایک لڑکے کو دوسرے لڑکوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا، حضرت خضر نے اس کو پکڑا اور اپنے ہاتھ سے اس کا سر دھڑ سے الگ کر دیا، حضرت موسیٰ نے کہا آپ نے ایک بے گناہ لڑکے کو بغیر کسی قصاص (بدلہ) کے قتل کر دیا؟ آپ نے ایک بڑا کام کیا ہے! حضرت خضر نے کہا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے، حضور نے فرمایا یہ پہلی بار سے زیادہ شدید انکار تھا، حضرت موسیٰ نے کہا اگر میں اس کے بعد آپ سے پھر کسی چیز کے متعلق سوال کروں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں،

قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتِ الْاُوْلٰى مِنْ مُوْسٰى نِسْيَانًا قَالَ وَجَآءَ عُصْفُوْرٌ حَتّٰى وَقَعَ عَلٰى حَرْفِ السَّفِيْنَةِ ثُمَّ نَقَرَ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ مَا نَقَصَ عِلْمِيْ وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ اِلَّا مِثْلَ مَا نَقَصَ هٰذَا الْعُصْفُوْرُ مِنَ الْبَحْرِ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَكَانَ يَقْرَأُ وَكَانَ اَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا وَكَانَ يَقْرَأُ وَاَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا۔

میری طرف سے آپ عذر کو پہنچ چکے ہیں، وہ دونوں پھر روانہ ہوئے حتیٰ کہ ایک بستی والوں کے پاس پہنچے، ان دونوں نے ان بستی والوں سے کھانا طلب کیا، انھوں نے ان کو کھانا دینے سے انکار کر دیا، وہاں انھوں نے ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی، ان دونوں نے اس کو درست کر دیا، وہ دیوار جھکنے لگی تھی حضرت خضر نے اس کو اپنے ہاتھ سے سیدھا کر دیا، حضرت موسیٰ نے کہا یہ لوگ وہ ہیں جن کے پاس ہم گئے اور انھوں نے ہماری مہمان نوازی نہیں کی، اور ہم کو کھانا نہیں کھلایا، اگر آپ چاہیں تو ان سے اجرت لے لیں! حضرت خضر نے کہا اب ہمارے اور آپ کے درمیان فراق ہے، میں عنقریب آپ کو ان چیزوں کی تاویل بتاؤں گا جن پر آپ صبر نہیں کر سکے تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ پر رحم فرمائے میری خواہش تھی کہ کاش حضرت موسیٰ صبر کرتے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کے مزید واقعات سناتا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حضرت موسیٰ کا پہلی بار سوال کرنا نسیان تھا، حضور نے فرمایا ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے بیٹھ گئی، پھر اس نے سمندر میں اپنی چونچ ڈالی، حضرت خضر نے کہا میرے اور تمہارے علم نے اللہ کے علم میں فقط اتنی کمی کی ہے جتنی اس چڑیا (کی چونچ کے پانی) نے سمندر میں کی ہے، سعید بن جبیر نے کہا حضرت ابن عباس تلاوت کرتے تھے "ان کشتی والوں کے آگے ایک بادشاہ تھا جو ہر صحیح سلامت کشتی کو غصب کر لیتا تھا" اور تلاوت کرتے تھے کہ وہ لڑکا کافر تھا۔

۶۰۴۳- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى الْقَيْسِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَقَبَةَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ نَوْفًا يَزْعُمُ اَنَّ مُوْسٰى الَّذِيْ ذَهَبَ يَلْتَمِسُ الْعِلْمَ لَيْسَ بِمُوْسٰى

سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ بتایا گیا کہ نوف کا کہنا یہ ہے کہ جو موسیٰ علم کو تلاش کرنے گئے تھے وہ بنو اسرائیل کے موسیٰ نہیں تھے، حضرت ابن عباس نے کہا: اے سعید! کیا تم نے یہ خود سنا ہے؟ میں نے کہا جی! حضرت ابن عباس

بني إسرائيل قال أسمعته يا سعيد قلت نعم
قال كذب نوف حدثنا أبي بن كعب قال سمعت
رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إنه
بينما موسى عليه السلام في قومه يذكرهم
بأيام الله وأيام الله نعماؤه وبلاؤه إذ قال
ما أعلم في الأرض رجلا خيرا أو أعلم مني قال
فأوحى الله إليه إني أعلم بالخير منه أو عند
من هو إن في الأرض رجلا هو أعلم منك
قال يا رب فدلني عليه قال فقيل له تزود
حوتا مالحا فإنه حيث تفقد الحوت قال فانطلق
هو وفتاه حتى انتهيا إلى الصخرة فعمي عليه
فانطلق وترك فتاه فاضطرب الحوت في الماء
فجعل لا يلتئم عليه صار مثل الكوة قال
فقال فتاه ألا ألحق نبي الله فأخبره قال
فنسي فلما تجاوزا قال لفتاه آتنا غداءنا
لقد لقينا من سفرنا هذا نصبا قال ولم يصبهم
نصب حتى تجاوزا قال فتذكر قال أرأيت
إذ أوينا إلى الصخرة فإني نسيت الحوت وما
أنسانيه إلا الشيطان أن أذكره واتخذ سبيله
في البحر عجبا قال ذلك ما كنا نبغي فارتدا على
آثارهما قصصا فأراه مكان الحوت قال ها هنا
وصف لي قال فذهب يلتمس فإذا هو بالخضر
مسجى ثوبا مستلقيا على القفا أو قال على
حلاوة القفا قال السلام عليكم فكشف الثوب
عن وجهه قال وعليكم السلام من أنت قال
أنا موسى قال ومن موسى قال موسى بني إسرائيل
قال مجيء ما جاء بك قال جئت لتعلمني مما علمت
رشدا قال إنك لن تستطيع معي صبرا وكيف تصبر
على ما لم تحط به خبرا شيء أمرت به أن أفعله إذا

نے کہا نوف نے جھوٹ بولا، حضرت ابی بن کعب نے
کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے
ہوئے سنا ہے کہ ایک دن موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو ایام
اللہ کی نصیحت فرما رہے تھے، ایام اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ
کی نعمتیں اور اس کی آزمائشیں ہیں، اس وقت انھوں نے
کہا میرے علم میں اس وقت روئے زمین پر مجھ سے
زیادہ بہتر یا مجھ سے زیادہ عالم اور کوئی نہیں ہے اس
وقت اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف یہ وحی کی میں اس شخص کو
جانتا ہوں جو تم سے بہتر ہے یا جو روئے زمین پر تم
سے زیادہ عالم ہے، حضرت موسیٰ نے کہا اے میرے
رب اس کی طرف میری راہنمائی فرما، حضرت موسیٰ سے کہا گیا کہ
آپ زادِ راہ میں ایک نمکین مچھلی رکھیے، جہاں وہ مچھلی گم
ہو جائے گی وہیں پر وہ شخص ہوگا، پھر حضرت موسیٰ اور
ان کے ساتھی گئے، حتیٰ کہ ایک چٹان پر پہنچے، اس جگہ ان
کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا گیا، حضرت موسیٰ اپنے ساتھی
کو چھوڑ کر چلے گئے، وہ مچھلی تڑپ کر پانی میں چلی گئی،
پانی نے اس پر بہنا چھوڑ دیا اور ایک طاق (سرنگ) کی
طرح ہو گیا، حضرت موسیٰ کے ساتھی نے کہا میں اللہ کے
نبی سے ملوں اور ان کو اس واقعہ کی خبر دوں، حضور نے
فرمایا پھر وہ بھول گئے، جب وہ آگے بڑھے تو حضرت
موسیٰ نے کہا ہمارا ناشتہ لاؤ، اس سفر نے ہم کو تھکا
دیا ہے، حضور نے فرمایا (اس چٹان سے) آگے بڑھنے
سے پہلے ان کو تھکاوٹ نہیں ہوئی تھی، پھر اس ساتھی
کو یاد آیا اس نے کہا یاد کیجئے جب ہم اس چٹان پر
پہنچے تھے، میں آپ کو مچھلی کا واقعہ بتانا بھول گیا، اور مجھ
کو شیطان نے اس کا بیان کرنا بھلایا تھا، اس مچھلی نے
تعجب خیز طریقہ سے سمندر میں راستہ بنایا، حضرت موسیٰ نے
کہا ہم اس چیز کو تو ڈھونڈ رہے تھے وہ دونوں پھر اپنے
نشانات پر واپس لوٹے، ان کے ساتھی نے ان کو مچھلی

رَأَيْتَهُ لَمْ تَصْبِرْ قَالَ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا قَالَ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَرَقَهَا قَالَ انْتَحَى عَلَيْهَا قَالَ لَهُ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا لَقِيَا غِلْمَانًا يَلْعَبُونَ قَالَ فَانْطَلَقَ إِلَى أَحَدِهِمْ بَادِيَ الرَّأْيِ فَقَتَلَهُ فَذُعِرَ عِنْدَهَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ذَعْرَةً مُنْكَرَةً قَالَ أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ هَذَا الْمَكَانِ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى مُوسَى لَوْلَا أَنَّهُ عَجَّلَ لَرَأَى الْعَجَبَ وَلَكِنَّهُ أَخَذَتْهُ مِنْ صَاحِبِهِ ذَمَامَةٌ قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا وَلَوْ صَبَرَ لَرَأَى الْعَجَبَ قَالَ وَكَانَ إِذَا ذَكَرَ أَحَدًا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ بَدَأَ بِنَفْسِهِ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى أَخِي كَذَا رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْنَا فَانْطَلَقَا حَتَّى

کی جگہ دکھائی، حضرت موسیٰ نے کہا مجھے یہی جگہ بتائی گئی تھی پھر وہ ڈھونڈنے لگے، اچانک انھوں نے حضرت خضر کو دیکھا جو کپڑا لپیٹ کر پیٹھ کے بل لیٹے ہوئے تھے، یا چت لیٹے تھے، حضرت موسیٰ نے کہا السلام علیکم، انھوں نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا کر کہا وعلیکم السلام، آپ کون ہیں؟ کہا میں موسیٰ ہوں، کہا کون موسیٰ؟ کہا بنو اسرائیل کا موسیٰ، کہا آپ کے آنے کا سبب کیا ہے؟ کہا میں آپ کے پاس اس لیے آیا ہوں کہ آپ کو جو علم دیا گیا ہے آپ اس میں سے مجھ کو تعلیم دیں، کہا آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکیں گے، اور جس چیز کا آپ کو پتا نہ ہو آپ اس پر صبر کیسے کر سکتے ہیں؛ مجھے جس کام کے کرنے کا حکم کیا جائیگا جب آپ مجھے وہ کام کرتے دیکھیں گے تو اس پر صبر نہیں کر سکیں گے۔ حضرت موسیٰ نے کہا آپ انشاءاللہ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے۔ اور میں کسی چیز میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا، حضرت خضر نے کہا اگر آپ میرے ساتھ رہیں تو شرط یہ ہے کہ جب تک کسی چیز کے بارے میں میں از خود نہ بتاؤں آپ اس کے متعلق سوال نہ کریں، پھر وہ دونوں روانہ ہوئے، اور وہ دونوں ایک کشتی میں بیٹھ گئے، حضرت خضر نے اس کشتی کا ایک تختہ اکھاڑ دیا حضرت موسیٰ نے کہا آپ نے اس کشتی کو توڑ ڈالا تاکہ اس میں بیٹھنے والوں کو ڈبو دیں، آپ نے یہ بہت عجیب کام کیا ہے، حضرت خضر نے کہا میں نے آپ سے یہ نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے؟ حضرت موسیٰ نے کہا آپ میری بھول پر مواخذہ نہ کریں، اور میرے معاملہ کو دشوار نہ کریں، پھر وہ دونوں روانہ ہوئے، حتیٰ کہ انھوں نے کچھ بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھا، حضور نے فرمایا حضرت خضر ان لڑکوں میں سے ایک لڑکے کے پاس گئے اور بغیر غور و فکر کے اس کو قتل کر دیا، حضرت موسیٰ یہ دیکھ کر بہت گھبرائے اور کہا آپ نے بغیر کسی گناہ کے ایک بے قصور

حَتّٰى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ لِئَامًا فَطَافَا فِي الْمَجَالِسِ فَاسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَأَقَامَهُ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ وَأَخَذَ بِثَوْبِهِ قَالَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِينَ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ إِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ فَإِذَا جَاءَ الَّذِي يُسَخِّرُهَا وَجَدَهَا مُنْخَرِقَةً فَتَجَاوَزَهَا فَأَصْلَحُوهَا بِخَشَبَةٍ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَطُبِعَ يَوْمَ طُبِعَ كَافِرًا وَكَانَ أَبَوَاهُ قَدْ عَطَفَا عَلَيْهِ فَلَوْ أَنَّهُ أَدْرَكَ أَرْهَقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا فَأَرَدْنَا أَنْ يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِنْهُ زَكٰوةً وَأَقْرَبَ رُحْمًا وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ إِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ۔

شخص کو مار ڈالا! آپ نے یہ بہت غلط کام کیا ہے، اس موقع پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم پر اور حضرت موسیٰ پر اللہ کی رحمت ہو اگر وہ جلدی نہ کرتے تو بہت حیران کن چیزیں دیکھتے! لیکن انھیں حضرت خضر سے حیاء آئی اور کہا اگر اس کے بعد میں آپ سے کوئی چیز پوچھوں تو پھر آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں، بے شک اب آپ میرے معاملہ میں معذور ہیں، کاش حضرت موسیٰ صبر کرتے تو بہت عجیب و غریب چیزیں دیکھتے! اور جب حضور انبیاء میں سے کسی نبی کا ذکر فرماتے تو ابتداءً فرماتے اللہ کی ہم پر رحمت ہو اور ہمارے بھائی پر رحمت ہو، اسی طرح فرماتے اللہ کی ہم پر رحمت ہو، پھر وہ دونوں روانہ ہوئے اور ایک گاؤں میں پہنچے جہاں کے لوگ بہت خسیس تھے، وہ اس گاؤں کی سب مجلسوں میں گئے اور گاؤں والوں سے کھانا مانگا، لیکن انھوں نے ان کی مہمان نوازی سے انکار کر دیا، حضرت خضر اور حضرت موسیٰ نے وہاں ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی، انھوں نے اس دیوار کو بنا دیا، حضرت موسیٰ نے کہا اگر آپ چاہیں تو اس پر کچھ اجرت لے لیں، حضرت خضر نے کہا اب ہمارے اور آپ کے درمیان فراق آگیا، اور حضرت موسیٰ کا کپڑا پکڑ کر کہا اب میں تم کو ان چیزوں کی تاویل بتاتا ہوں جن پر تم صبر نہیں کر سکے تھے، رہی کشتی تو وہ سمندر میں کام کرنے والے مسکین لوگوں کی تھی، (اور ان کے آگے ایک ظالم بادشاہ تھا) جب وہ اس کو چھیننے کے لیے آتا تو اس کو ٹوٹی ہوئی پاتا تو وہ اس کو چھوڑ دیتا اور وہ بعد میں ایک تختہ لگا کر اس کو ٹھیک کر لیتے، اور رہا وہ لڑکا تو اس کی قسمت میں کافر ہونا لکھ دیا گیا تھا اور اس کے ماں باپ اس سے بہت محبت کرتے تھے، اگر وہ بڑا ہوتا تو اپنے والدین کو بھی کفر اور سرکشی میں مبتلا کر دیتا، تو ہم نے چاہا کہ اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں ان کو ایک پاکیزہ اور صلہ رحمی

کرنے والا لڑکا دے دے، اور رہی وہ دیوار تو وہ شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی، اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا۔

٦٠٤٤ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ ابْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى كِلَاهُمَا عَنْ اِسْرَآئِيْلَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ بِاِسْنَادِ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ نَحْوَ حَدِيْثِهٖ -

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں۔

٦٠٤٥ - وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ لَتَخِذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا -

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: لتخذت علیہ اجرا۔

٦٠٤٦ - حَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ تَمَارٰى هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ فِيْ صَاحِبِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ الْخَضِرُ فَمَرَّ بِهِمَا اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ الْاَنْصَارِيُّ فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ يَا اَبَا الطُّفَيْلِ هَلُمَّ اِلَيْنَا فَاِنِّيْ قَدْ تَمَارَيْتُ اَنَا وَصَاحِبِيْ هٰذَا فِيْ صَاحِبِ مُوْسٰى الَّذِيْ سَاَلَ السَّبِيْلَ اِلٰى لُقِيِّهٖ فَهَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَاْنَهٗ فَقَالَ اُبَيٌّ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَمَا مُوْسٰى فِيْ مَلَاٍ مِّنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ اِذْ جَآءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ لَهٗ هَلْ تَعْلَمُ اَحَدًا اَعْلَمَ مِنْكَ قَالَ مُوْسٰى لَا فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى مُوْسٰى بَلْ عَبْدُنَا الْخَضِرُ قَالَ فَسَاَلَ مُوْسَى السَّبِيْلَ اِلٰى لُقِيِّهٖ فَجَعَلَ اللّٰهُ لَهُ الْحُوْتَ اٰيَةً وَقِيْلَ لَهٗ اِذَا افْتَقَدْتَ الْحُوْتَ فَارْجِعْ فَاِنَّكَ سَتَلْقَاهُ فَسَارَ مُوْسٰى مَا شَآءَ اللّٰهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان کا اور حربن قیس بن حصن فزاری کا اس بات میں مباحثہ ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کا کون صاحب تھا، حضرت ابن عباس نے کہا کہ وہ خضر تھے، پھر حضرت ابی بن کعب انصاری کا ان کے پاس سے گذر ہوا حضرت ابن عباس نے ان کو بلایا اور کہا اے ابوالطفیل یہاں آئیے، میرا اور میرے اس ساتھی کا اس بات میں مباحثہ ہوا کہ حضرت موسیٰ کا وہ صاحب کون تھا جس سے حضرت موسیٰ نے ملاقات کی سبیل کا سوال کیا تھا، کیا تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس مسئلہ میں کچھ سنا ہے حضرت ابی نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنو اسرائیل کی ایک جماعت میں تھے کہ ایک شخص نے آکر پوچھا کیا آپ کو علم ہے کہ آپ سے بڑھ کر بھی کوئی عالم ہے؟ حضرت موسیٰ نے کہا نہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی طرف یہ وحی کی کہ بلکہ ہمارا بندہ خضر ہے، پھر حضرت موسیٰ نے ان سے ملاقات کی سبیل کا سوال کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو ان کے لیے

أَنْ يَّسِيرَ ثُمَّ قَالَ لِفَتَاهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا فَقَالَ فَتٰى مُوْسٰى حِيْنَ سَأَلَهُ الْغَدَآءَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَا أَنْسَانِيْهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ فَقَالَ مُوْسٰى لِفَتَاهُ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِيْ فَارْتَدَّا عَلٰى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا فَوَجَدَا خَضِرًا فَكَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا مَا قَصَّ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهِ إِلَّا أَنَّ يُوْنُسَ قَالَ فَكَانَ يَتَّبِعُ أَثَرَ الْحُوْتِ فِي الْبَحْرِ۔

نشانی بنا دیا، اور ان سے کہا گیا کہ جب تم مچھلی کو گم پاؤ تو لوٹ جانا، بے شک تم ان سے ملاقات کر لو گے، پھر موسیٰ علیہ السلام چل پڑے اور جب تک اللہ نے چاہا چلتے رہے پھر اپنے ساتھی سے کہا ہمارا ناشتہ لاؤ، جب حضرت موسیٰ نے ساتھی سے ناشتہ کا سوال کیا تو انہوں نے کہا میں مچھلی کا ذکر کرنا بھول گیا اور مجھے اس کے ذکر کرنے سے شیطان ہی نے بھلایا تھا، حضرت موسیٰ نے کہا ہم اسی چیز کو چاہتے تھے، پھر وہ دونوں اپنے قدموں پر لوٹے، پھر ان دونوں نے خضر کو دیکھا، پھر ان کا واقعہ ہوا جس کو اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے البتہ یونس کی روایت میں ہے وہ سمندر میں مچھلی کے نشان پر چلے۔

حضرت موسیٰ کا نام و نسب اور عمر کا بیان

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نسب یہ ہے: موسیٰ بن عمران بن یصہر بن قاہث بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام، جب حضرت موسیٰ پیدا ہوئے تو ان کے والد عمران کی عمر ستر سال تھی اور وہ ایک سو سینتیس سال کی عمر میں فوت ہوئے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس سال تھی، فربری کا قول ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سو ساٹھ سال تھی، آپ کی وفات میدان تیہ میں ہوئی، جب بنو اسرائیل مصر سے نکلے اس وقت حضرت موسیٰ کی عمر اسی سال تھی، جب ریان بن ولید فوت ہو گیا تھا جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کے خزانوں کا والی مقرر کیا تھا وہ حضرت یوسف کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا تھا، اس کے بعد قابوس بن مصعب بادشاہ ہوا، حضرت یوسف نے اس کو اسلام کی دعوت دی، اس نے انکار کر دیا، حضرت یوسف علیہ السلام فوت ہو گئے، آپ کے کافی عرصہ بعد وہ مر گیا، اور اس کا بھائی ولید بن مصعب بن ریان بادشاہ ہوا، اس کی حکومت کافی عرصہ رہی، اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام کے فرعون کا زمانہ آیا اس سے زیادہ لمبی عمر کا کوئی فرعون نہیں گذرا، اس کی عمر چار سو سال تھی۔

حضرت خضر کا نام، لقب اور کنیت

ابن قتیبہ نے معارف میں وہب بن منبہ کی روایت کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت خضر کا نام بلیا ہے، ابو حاتم سجستانی نے کہا ہے کہ ان کا نام خضرون ہے، ایک قول یہ ہے کہ ان کا نام ارمیاہ ہے، مقاتل نے کہا ان کا نام الیسع ہے کیونکہ حضرت خضر کا علم سات آسمانوں اور سات زمینوں کو محیط ہے لیکن پہلا قول مشہور ہے۔ یہ لفظ خضِر اور خِضْر دونوں طرح پڑھنا صحیح ہے، ان کو جو خضر کا لقب دیا گیا ہے اس کی صحیح وجہ یہ ہے کہ جب یہ زمین پر بیٹھتے تو اس زمین پر سبزہ اگ جاتا تھا، ایک قول یہ ہے کہ ان کے بیٹھنے سے خشک گھاس ہری ہو جاتی تھی، ایک قول یہ ہے کہ جب یہ نماز پڑھتے تھے تو ارد گرد سبز ہو جاتا تھا، ان کی کنیت ابو العباس ہے۔

حضرت خضر کا نسب یہ ہے: بلیا بن ملکان بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام۔

حضرت خضر کے نبی ہونے کی تحقیق

حضرت خضر کے متعلق یہ اختلاف ہے کہ وہ ولی ہیں یا نبی، قشیری کا قول یہ ہے کہ وہ ولی ہیں، اور صحیح یہ ہے کہ خضر نبی ہیں، یہ ایک جماعت کا معتقد ہے، ثعلبی اور ابن جوزی وغیرہ کا بھی یہی مختار ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت خضر نے ایک لڑکے کو قتل کر دیا اور فرمایا وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ اَمْرِی "میں نے اپنی رائے سے یہ کام نہیں کیا" اس میں یہ دلیل ہے کہ انھوں نے وحی سے اس کو قتل کیا ہے اور وحی کا تعلق نبوت سے ہے، کسی شخص کو ناحق قتل کرنا حرام ہے، اور یہ حرمت صرف دلیل قطعی سے اُٹھ سکتی ہے، اگر حضرت خضر ولی ہوتے اور الہام کی بناء پر اس کو قتل کرتے تو یہ جائز نہیں ہے کیونکہ الہام دلیل ظنی ہے، اور دلیل ظنی کی بناء پر کسی کو قتل کرنا جائز نہیں ہے، نیز تکوینی امور میں حضرت خضر کا علم حضرت موسیٰ سے زیادہ تھا اور یہ جائز نہیں ہے کہ ولی کا علم نبی سے زیادہ ہو۔

حضرت خضر کی حیات کے متعلق علماء امت کی آراء

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں:

جمہور علماء کی یہ رائے ہے کہ حضرت خضر زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے، ایک قول یہ ہے کہ حضرت آدم نے ان کی لمبی زندگی کے لیے دعا کی تھی، ایک قول یہ ہے کہ انھوں نے آب حیات پی لیا تھا، علامہ ابن الصلاح نے کہا ہے کہ جمہور علماء اور صالحین اور عام لوگوں کے نزدیک حضرت خضر زندہ ہیں، اور بعض محدثین نے ان کی حیات کا انکار کیا اور یہ قول شاذ ہے، صحیح مسلم میں حدیث دجال میں ہے کہ وہ ایک شخص کو قتل کر کے پھر اس کو زندہ کرے گا اور مسلم کے راوی ابراہیم بن سفیان نے کہا اس شخص کو خضر کہا جائے گا، اسی طرح معمر نے بھی اس حدیث کی سند میں بیان کیا ہے، امام بخاری، ابراہیم حربی، ابن منادی، ابن الجوزی وغیرہ نے حضرت خضر کی حیات کا انکار کیا ہے۔ [1]

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت خضر زندہ ہیں اور ہمارے ہاں موجود ہیں، یہ امر صوفیہ اور عرفاء کے درمیان متفق علیہ ہے اور صوفیاء کی حضرت خضر کو دیکھنے، ان سے ملاقات کرنے، ان سے علم حاصل کرنے اور ان سے سوال وجواب کے متعلق حکایات مشہور ہیں اور مقدس مقامات اور مواضع خیر میں ان کے موجود ہونے کے متعلق بے شمار واقعات ہیں۔ [2]

علامہ اُبی مالکی لکھتے ہیں:

لمبی زندگی ممکن ہے اور حضرت خضر کی حیات کے متعلق بکثرت حکایات ہیں، جیسا کہ عنقریب حضرت ام سلمہ کی حدیث میں آئے گا کہ حضرت خضر حضرت ام سلمہ کے پاس آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ بتلایا کہ یہ حضرت خضر ہیں، اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ ان کی دو بیویاں ہیں ایک سفید اور ایک سیاہ اور وہ رات اور دن ہیں، میرے شیخ نے یہ بیان کیا کہ ایک شخص کی خضر سے ملاقات ہوئی تھی میں نے اس سے کہا حضرت خضر سے ان کی زوجہ کے

---

[1] علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲ ص ۶۰، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[2] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۶۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

متعلق سوال کرنا، انھوں نے سوال کیا تو حضرت خضر نے کہا ان کی دو بیویاں ہیں ایک سفید اور ایک سیاہ، اور اس میں رات اور دن کا ذکر نہیں ہے۔ [1]

حیات خضر کی نفی پر دلائل

علامہ سید آلوسی لکھتے ہیں:

حضرت خضر کی حیات میں اختلاف ہے ایک جماعت کا یہ نظریہ ہے کہ حضرت خضر اب زندہ نہیں ہیں، امام بخاری سے حضرت خضر اور حضرت الیاس کی حیات کے متعلق سوال کیا گیا، انھوں نے کہا وہ کیسے زندہ ہو سکتے ہیں؟ جب کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے تھوڑا عرصہ پہلے فرمایا: جو لوگ اب روئے زمین پر زندہ ہیں ایک سو سال بعد ان میں سے کوئی زندہ نہیں رہے گا (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۲) اور صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے موت سے پہلے فرمایا جو لوگ اب زندہ ہیں سو سال بعد ان میں سے کوئی زندہ نہیں رہے گا" (اس حدیث میں چونکہ روئے زمین کی قید نہیں ہے اس لیے اس حدیث میں یہ تاویل نہیں ہو سکتی کہ جب حضور نے یہ فرمایا اس وقت حضرت خضر پانی یا ہوا پر تھے۔ سعیدی غفرلہٗ) اور یہ حدیث تاویل کی گنجائش نہیں رکھتی، امام بخاری کے علاوہ دیگر ائمہ سے حضرت خضر کی حیات کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے یہ آیت پڑھی:

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ۔ "ہم نے آپ سے پہلے کسی بشر کے لیے دوام نہیں کیا"۔ شیخ ابن تیمیہ سے حیات خضر کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا اگر حضرت خضر زندہ ہوتے تو ان پر واجب تھا کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے اور آپ کے ساتھ جہاد کرتے اور آپ سے علم حاصل کرتے، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے دن یہ فرمایا تھا کہ اے اللہ! اگر آج یہ جماعت ہلاک ہو گئی تو زمین پر تیری عبادت نہیں ہو گی، وہ جماعت تین سو تیرہ افراد پر مشتمل تھی جن کے اسماء اور ان کے آباؤ اجداد اور قبائل کے اسماء معروف تھے اس وقت حضرت خضر کہاں تھے؟ ابراہیم حربی سے حضرت خضر کی بقاء کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا حضرت خضر کی حیات کا شوشہ شیطان نے لوگوں میں چھوڑ دیا ہے، "البحر" میں شرف الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی الفضل مرسی کا قول بھی حضرت خضر کی موت کے متعلق نقل کیا گیا ہے اور علامہ ابن الجوزی نے علی بن موسیٰ رضا رضی اللہ عنہما کا حضرت خضر کی موت کے متعلق قول نقل کیا ہے اور ابوالحسین ابن المنادی اس شخص کی مذمت کرتے تھے جو حضرت خضر کو زندہ کہتا تھا۔

قاضی ابو یعلیٰ نے بعض اصحاب احمد سے حضرت خضر کی موت کو نقل کیا ہے، اور حضرت خضر کی زندگی کس طرح معقول ہو گی، جب کہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی جمعہ پڑھا، نہ کسی جماعت میں شریک ہوئے، نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی جہاد میں گئے، جبکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو میری پیروی کے سوا ان کے لیے اور کوئی چارہ کار نہ تھا، اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ اور یاد کیجئے جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے ان کا عہد

[1] ۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۲۷۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

من کتب و حکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ و لتنصرنہ قال ءاقررتم و اخذتم علی ذالکم اصری قالوا اقررنا قال فاشہدوا و انا معکم من الشہدین۔

(آل عمران: ۸۱)

لیا کہ میں تم کو جو کتاب اور حکمت دے دوں، پھر تمہارے پاس ایک (عظیم) رسول آئے جو اس کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہو، تو تم ضرور بہ ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور بہ ضرور اس کی مدد کرنا، فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا؟ اور میرے اس بھاری عہد کو قبول کر لیا؟ سب نے کہا ہم نے اقرار کیا، فرمایا پس گواہ رہنا اور میں خود تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

اور یہ بات حدیث سے ثابت ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمین پر نزول ہو گا تو وہ اس امت کے امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے جو شخص حضرت خضر علیہ السلام کی زندگی کا قائل ہے وہ یہ کیسے بھول جاتا ہے کہ ان کو زندہ ماننے سے یہ لازم آتا ہے کہ انھوں نے اس شریعت سے اعراض کر کے قرآن اور حدیث کی ان نصوص کی مخالفت کی ہے۔ ہمارے نزدیک معقول بات یہ ہے کہ اب خضر علیہ السلام زندہ نہیں ہیں کیونکہ جو لوگ ان کی حیات کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضرت خضر آدم علیہ السلام کے صلبی بیٹے ہیں اور یہ قول دو وجہ سے فاسد ہے: اوّل اس لیے کہ اس بناء پر اب ان کی عمر چھ ہزار سال یا اس سے زیادہ ہو گی اور انسانوں کی اتنی لمبی عمر عادۃً بعید ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر وہ حضرت آدم کے صلبی بیٹے ہوں یا چوتھے درجے کے بیٹے ہوں (جیسا کہ بعض دوسروں کا قول ہے) تو ان کی خلقت عجیب و غریب ہو گی اور ان کا طول و عرض غیر معمولی ہو گا، کیونکہ امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام کا طول ساٹھ ذراع (تمیں گز) تھا پھر مخلوق کا قد بہ تدریج کم ہوتا گیا اور جو لوگ حضرت خضر کی حیات کے قائلین ہیں اور ان سے ملاقات کے مدعی ہیں ان میں سے کسی نے ان کی غیر معمولی قامت کا ذکر نہیں کیا، دوسری دلیل یہ ہے کہ اگر حضرت خضر، حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے تھے تو وہ ان کے ساتھ کشتی میں سوار ہوتے اور یہ کسی نے نقل نہیں کیا۔ (اس دلیل میں ضعف ہے)

تیسری دلیل یہ ہے کہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام جب کشتی سے نکلے تو ان کے ساتھ والے سب فوت ہو گئے، اور حضرت نوح کی نسل کے سوا کوئی باقی نہیں بچا۔

چوتھی دلیل یہ ہے کہ اگر کسی بشر کا حضرت آدم کے زمانہ سے لے کر قیامت تک زندہ رہنا صحیح ہوتا تو یہ اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے ایک عظیم آیت تھی اور قرآن مجید میں اس کا متعدد جگہ ذکر کیا جاتا کہ یہ آیات ربوبیت میں سے ہے، اور جب اللہ تعالیٰ نے جس کو ساڑھے نو سو سال زندہ رکھا اس کا ذکر کیا ہے تو جو اس سے کئی گنا زیادہ زندہ ہے اس کا بہ درجہ اولیٰ ذکر کرنا چاہیے تھا۔

پانچویں دلیل یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کی حیات کا قول کرنا، بغیر دلیل شرعی کے اللہ تعالیٰ کے متعلق ایک قول کرنا ہے اور یہ نص قرآن سے حرام ہے۔ کیونکہ اگر وہ زندہ ہوتے تو اس پر قرآن مجید، سنت یا اجماع امت

کی دلالت ہوتی۔

چھٹی دلیل یہ ہے کہ خضر علیہ السلام کی حیات پر زیادہ سے زیادہ جو دلیل دی جاتی ہے وہ چند حکایات منقولہ ہیں کہ فلاں شخص نے حضرت خضر کو دیکھا تھا، لیکن سوال یہ ہے کہ دیکھنے والے نے کس علامت سے یہ پہچان لیا کہ یہ خضر ہیں اور بہت سے دیکھنے والے کہتے ہیں کہ انھوں نے مجھ سے کہا کہ میں خضر ہوں، لیکن دیکھنے والے نے کس دلیل شرعی سے اس کے قول کی تصدیق کی؟

ساتویں دلیل یہ ہے کہ حضرت خضر نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے ساتھ مصاحبت نہیں کی اور کہا هذا فراق بینی و بینک۔ تو جب وہ حضرت موسیٰ ایسے اولوالعزم نبی کے ساتھ مصاحبت پر راضی نہیں تھے تو عوام کے ساتھ ملاقات اور ان کے ساتھ مصاحبت پر کیسے راضی ہوں گے جن میں سے اکثر لوگ غیر متشرع ہوتے ہیں اور طریقت اور معرفت کے دعویٰ دار ہوتے ہیں۔

آٹھویں دلیل یہ ہے کہ اگر کسی شخص سے کوئی آدمی کہے کہ میں خضر ہوں، اور میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوتے سنا ہے تو اس کے اس قول کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا اور وہ حدیث شریعت میں حجت نہیں ہوگی، اور جو شخص حیات خضر کا قائل ہے وہ اس حدیث کو یا تو اس وجہ سے نہیں مانے گا کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں گیا اور نہ آپ سے بیعت کی یا یہ کہے گا کہ آپ اس کی طرف مبعوث نہیں ہیں اور یہ کفر ہے۔

نویں دلیل یہ ہے کہ اگر حضرت خضر زندہ ہوتے تو ان کا کفار کے ساتھ جہاد کرنا اور اسلام کی سرحدوں پر پہرہ دینا، باجماعت نماز پڑھنا اور جمعہ پڑھنا اور امت کے اَن پڑھ لوگوں کو وعظ کرنا، جنگلوں، صحراؤں اور میدانوں کی سیر و سیاحت سے کئی درجہ افضل ہوتا۔

حیات خضر کے ثبوت پر دلائل

حضرت خضر علیہ السلام کی حیات پر جو دلائل دیے جاتے ہیں ان میں سے ایک وہ روایت ہے جس کو حاکم نے مستدرک میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور صحابہ کرام جمع ہوئے اس وقت ایک شخص داخل ہوا جس کی رنگ دار ڈاڑھی تھی، وہ گورے رنگ کا ایک جسیم آدمی تھا، وہ لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آیا اور رونے لگا پھر صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا، ہر مصیبت سے اللہ تعالیٰ کی تعزیت ہے اور ہر فوت ہونے والی چیز کا عوض ہے اور ہر ہلاک ہونے والی چیز کا خلیفہ ہے، پس اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو اور اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت کرو اور اللہ تعالیٰ تم کو آزمائش میں دیکھتا ہے اور دیکھو مصیبت زدہ شخص وہ ہے جس پر جبر کیا جائے، حضرت ابوبکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے کہا یہ خضر علیہ السلام تھے۔

ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ حضرت خضر اور حضرت الیاس ہر ماہ رمضان میں بیت المقدس میں روزے رکھتے ہیں، اور ہر سال حج کرتے ہیں اور زمزم سے اتنا پانی پی لیتے ہیں جو انھیں آنے والے سال تک کے لیے کافی ہوتا ہے۔

ابن عساکر، عقیلی اور دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: خضر اور الیاس کی ہر سال موسم (حج) میں ملاقات ہوتی ہے اور ہر ایک دوسرے کا سر مونڈتا ہے پھر وہ یہ کلمات کہہ کر جدا ہو جاتے ہیں: ما شاء اللہ لا یسوق الخیر الا اللہ ما شاء اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر بن الخطاب ایک جنازہ کی نماز پڑھا رہے تھے، اچانک ایک ہاتف نے پیچھے سے آواز دی اللہ تم پر رحم کرے ہم سے پہلے نماز نہ پڑھنا حضرت عمر نے انتظار کیا حتیٰ کہ وہ شخص صف اول میں آکر کھڑا ہو گیا، حضرت عمر نے اللہ اکبر کہا اور لوگوں نے اللہ اکبر کہا، ہاتف نے کہا "اگر تو اس کو عذاب دے تو بہت لوگوں نے تیری نافرمانی کی ہے، اور اگر تو اس کو بخش دے تو یہ تیری رحمت کا محتاج ہے، حضرت عمر اور ان کے اصحاب نے اس شخص کی طرف دیکھا، جب میت کو دفن کر کے قبر پر مٹی ڈال دی گئی تو اس نے کہا اے قبر والے! اگر تو راستہ میں گری ہوئی چیز کا اعلان کرنے والا یا ٹیکس وصول کرنے والا یا خازن یا کاتب یا سپاہی نہیں تھا تو تیرے لیے خوشی ہو، حضرت عمر نے کہا اس شخص کو بلاؤ ہم اس کی نماز اور اس کے اس کلام کے متعلق اس سے سوال کریں، اچانک وہ شخص غائب ہو گیا انھوں نے اس کے قدموں کے نشانات دیکھے تو وہ ایک ایک ہاتھ کے تھے، حضرت عمر نے کہا بخدا یہ شخص وہ تھا جس کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا تھا، اور یہ استدلال اس پر مبنی ہے کہ جس کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا وہ حضرت خضر تھے۔

اس قسم کی روایات سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ حضرت خضر اب بھی زندہ ہیں اگرچہ ان روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خضر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زندہ تھے اور اس وقت زندہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اب بھی زندہ ہوں، البتہ خصم کا رد کرنے کے لیے یہ روایات کافی ہیں کیونکہ وہ جس طرح اب زندہ نہیں مانتا، اس وقت بھی زندہ نہیں مانتا، ہاں اگر کوئی شخص اس وقت حضرت خضر کو زندہ مانتا ہو اور اب زندہ نہ مانتا ہو تو اس کے لیے یہ روایات کافی نہیں ہیں، لیکن اس قسم کا نظریہ رکھنے والے لوگ نہیں ہیں (زیادہ لوگ ہیں جو مطلقاً زندہ نہیں مانتے یا وہ ہیں جو مطلقاً زندہ مانتے ہیں) تابعین اور صوفیاء کی حضرت خضر سے ملاقات اور ان سے فیض حاصل کرنے کے متعلق ہر دور میں اس قدر زیادہ حکایات ہیں جو بیان اور شمار سے باہر ہیں، ہاں جو محدثین حضرت خضر کی حیات کے قائل ہیں ان کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت خضر کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی روایت نہیں ہے، جیسا کہ علامہ عراقی نے احیاء العلوم کی احادیث کی تخریج میں تصریح کی ہے اور یہ چیز صوفیہ کے نظریہ کے خلاف ہے کیونکہ شیخ علاؤ الدین نے دعویٰ کیا ہے کہ انھوں نے حضرت خضر سے بلاواسطہ احادیث حاصل کی ہیں۔

حیات خضر کے حق میں اور اس کے خلاف دلائل پر بحث و نظر

سہروردی نے "السر المکتوم" میں ذکر کیا ہے کہ خضر علیہ السلام نے ہم کو تین سو احادیث بیان کیں جن کو انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہ سنا تھا، حیات خضر کے بعض قائلین نے استصحاب سے استدلال کیا ہے، کیونکہ حضرت خضر کی حیات پہلے دلیل سے ثابت ہے اس لیے جب تک دلیل سے اس کا خلاف ثابت نہ ہو حیات ثابت رہے گی اور امام بخاری کی حدیث (" جو لوگ اب روئے زمین پر زندہ ہیں ایک سو سال بعد ان میں سے کوئی زندہ نہیں رہے گا ") کا یہ جواب دیا ہے کہ جس وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا اس وقت حضرت خضر زمین پر نہیں تھے بلکہ پانی پر تھے، نیز یہ حدیث ان لوگوں کے متعلق ہے جن کا عام مشاہدہ ہوتا تھا کیونکہ ملائکہ اور

شیطان اس حدیث کے عموم سے خارج ہیں، اور اس کا خلاصہ قرن اول کا ختم ہونا ہے، ہاں یہ حدیث ان لوگوں کے رد میں نص ہے جنھوں نے لمبی عمر کا دعویٰ کیا جیسا کہ رتن بن عبد اللہ ہندی تبریزی جو ساتویں صدی میں ظاہر ہوا اور اس نے صحابیت کا دعویٰ کیا۔

اس جواب پر یہ اعتراض ہے کہ "روئے زمین پر" سے مراد یہ ہے کہ جو لوگ عرفاً زمین پر رہنے والے ہوں، اور یہ معنیٰ ان کو بھی شامل ہے جو اس وقت پانی پر تھے، اور اگر یہ معنیٰ مراد نہ لیا جائے تو پھر اس حدیث سے رتن ہندی پر بھی رد نہیں ہوگا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ بھی اس وقت پانی پر ہو، اور دوسرے جواب پر یہ اعتراض ہے کہ اگر حضرت خضر موجود ہوتے تو ان کا مشاہدہ ہوتا جیسا کہ دوسرے انسانوں کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

شیخ ابن تیمیہ نے جو کہا ہے کہ اگر حضرت خضر ہوتے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے اور جہاد کرتے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت اویس قرنی جو خیر التابعین ہیں وہ بھی اس زمانہ میں تھے لیکن وہ حضور کے ساتھ نماز اور جہاد میں شریک نہیں ہوئے، اسی طرح نجاشی رضی اللہ عنہ کو بھی آپ کی خدمت میں آنا میسر نہیں ہوا۔ علاوہ ازیں ہم یہ کہتے ہیں کہ حضرت خضر آپ کے پاس آتے تھے اور آپ سے پوشیدہ طور پر علم حاصل کرتے تھے کیونکہ ان کو اللہ تعالیٰ کی کسی حکمت کی وجہ سے ظاہر ہونے کا حکم نہیں تھا، اور حضرت عبد اللہ بن مبارک بیان کرتے ہیں کہ میں ایک جہاد میں تھا میرا گھوڑا گر کر مر گیا، پھر میں نے ایک حسین وجمیل شخص کو دیکھا جس سے خوشبو آرہی تھی اس نے کہا کیا تم اپنے گھوڑے پر سوار ہونا چاہتے ہو؟ میں نے کہا ہاں اس نے گھوڑے پر ہاتھ پھیرا اور کچھ دعائیہ کلمات پڑھے اللہ تعالیٰ کے اذن سے وہ گھوڑا اٹھ کر کھڑا ہو گیا، اس شخص نے میری رکاب پکڑ کر کہا اب سوار ہو جاؤ میں سوار ہو کر اپنے ساتھیوں سے مل گیا، دوسرے دن ہم نے دشمن پر فتح حاصل کر لی تو میں نے اس شخص کو اپنے سامنے دیکھا، میں نے پوچھا کیا تم کل والے شخص نہیں ہو؟ اس نے کہا کیوں! میں نے کہا میں تم کو اللہ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں بتاؤ تم کون ہو؟ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس کے نیچے جو زمین تھی اس پر سبزہ پیدا ہو گیا اس نے کہا میں خضر ہوں، اس روایت سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خضر جہاد کے معرکوں میں شریک ہوتے تھے۔

شیخ ابن تیمیہ نے جو یہ کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے دن دعا کی تھی "اے اللہ اگر آج یہ جماعت ہلاک ہو گئی تو زمین پر تیری عبادت نہیں ہوگی" اس کا جواب یہ ہے کہ ظہور، غلبہ اور قوت کے ساتھ تیری عبادت نہیں ہوگی، ورنہ مدینہ منورہ وغیرہا میں کئی مسلمان تھے جو جنگ بدر میں حاضر نہیں ہوئے تھے۔

یہ بات واضح رہے کہ حضرت خضر کو اویس قرنی اور نجاشی وغیرہ کی سلک میں منسلک کرنا انصاف سے بعید ہے، اگرچہ حضرت خضر پر آپ کے پاس آنا واجب نہیں تھا، لیکن جو شخص شب معراج کو تمام انبیاء کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھنا مانتا ہے اس کے لیے حضرت خضر کا باوجود کسی ظاہری مانع کے نہ ہونے کے آپ کے پاس نہ آنا بعید از فہم ہے، اور یہ دعویٰ کرنا کہ وہ کسی حکمت کی بناء پر خفیہ طریقہ سے آتے تھے بلا دلیل ہے، اور اگر کوئی حکمت ہوتی تو حضور بتا دیتے، جب حضرت جبرائیل دحیہ کلبی کی شکل میں حضور کے پاس آ سکتے تھے تو حضرت خضر کے آنے میں کیا اشکال تھا؟ جب وہ عبد اللہ بن مبارک کے ساتھ جہاد میں شریک ہو سکتے تھے اور ان پر اپنے آپ کو ظاہر کر سکتے تھے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے جہاد میں شریک ہونے اور ظاہر نہ ہونے میں کیا اشکال تھا؟۔

جنگ بدر میں فرشتے شریک ہوئے اور حضور نے ان کی خبر دی تو اگر حضرت خضر شریک ہوتے تو حضور ان کی خبر بھی بیان کرتے۔

وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد سے جو حیات خضر کی نفی پر استدلال کیا گیا ہے اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ خلد کا معنی دوام ابدی ہے، لیکن اس جواب پر یہ اعتراض ہے کہ خلد کا معنی حقیقت میں مکث طویل ہے، اور اس اعتراض کا یہ جواب ہے کہ حضرت نوح کے لیے مکث طویل ثابت ہے، بہر حال حیات خضر کی نفی پر اس آیت سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔

حیات خضر کے سلسلہ میں حرف آخر

تمام بحث وتمحیص کے بعد یہ معلوم ہونا چاہیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ اور دلائل عقلیہ سے ان علماء کے نظریہ کی تائید اور تقویت ہوتی ہے جو حضرت خضر کی وفات کے قائل ہیں اور ان احادیث کے ظاہر سے عدول کرنے کا کوئی مقتضی نہیں ہے، ماسوا ان حکایات کے جو بعض صالحین سے منقول ہیں جن کی صحت کا حال اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔[1]

حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی حیات خضر پر طویل بحث کی ہے، اور جن روایات سے حیات خضر پر بحث کی جاتی ہے ان کی اسانید پر جرح کی ہے، اور یہ ذکر کیا ہے کہ جمہور علماء حیات کے قائل ہیں اور ان کے دلائل کو رد کیا ہے لیکن اپنا مختار ذکر نہیں کیا۔[2]

حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ وہب بن منبہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت خضر نے آب حیات پی لیا تھا اس لیے وہ عرصہ دراز سے زندہ ہیں۔ حافظ ابن حجر نے کہا کہ یہ سب اسرائیلی روایات ہیں اور علامہ ابو جعفر مناوی نے ایک کتاب لکھ کر یہ بیان کیا ہے کہ اس قسم کی نقول پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔[3]

حدیث خضر سے استنباط شدہ مسائل

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں:

علامہ ابن بطال نے کہا علمی مسائل پر بحث کرنا جائز ہے، بشرطیکہ بحث کرنے سے ہر فریق کا مقصد حق کو طلب کرنا ہو، اور ضد اور ہٹ دھرمی اور اپنی بڑائی کا اظہار کرنا مقصود نہ ہو۔

جب دو فریق کسی مسئلہ پر بحث کریں تو کسی تیسرے بڑے عالم کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

علم میں زیادتی کی طلب کرنا اور حصول علم کی حرص کرنا عالم پر واجب ہے، اور وہ اپنی معلومات پر قناعت نہ کرے، جیسا کہ حضرت موسیٰ نے طلب علم کے لیے سفر کیا۔

تواضع کرنا واجب ہے، کیونکہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا "سب سے بڑا عالم میں ہوں" تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عتاب فرمایا۔

---

[1] علامہ ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۵ اص ۳۲۸ - ۳۲۰ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[2] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۶ ص ۴۳۶ - ۴۳۲، ملخصاً مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

[3] فتح الباری ج ۸ ص ۴۱۵

سفر میں زاد راہ لینا چاہیے جیسا کہ حضرت موسیٰ کھانا وغیرہ ساتھ لے کر گئے۔

عالم کا اپنی خدمت کے لیے سفر میں کسی ساتھی یا شاگرد کو لے کر جانا جائز ہے اور یہ تعلیم کا عوض نہیں ہے بلکہ اصحاب کی مروت اور حسن معاشرت میں سے ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت موسیٰ نے اپنے صاحب سے کہا" ہمارا کھانا لاؤ اس سفر نے ہمیں تھکا دیا ہے۔"

علم کی طلب میں بری اور بحری سفر کرنا جائز ہے۔

اس حدیث میں ایک سچے آدمی کی خبر کو قبول کرنے کا ثبوت ہے۔

حضرت موسیٰ نے جو کہا تھا کہ" میں زیادہ عالم ہوں" یعنی منصب نبوت کے تقاضوں کو امور شرعیہ اور سیاسی معاملات کو میں زیادہ جاننے والا ہوں اور حضرت خضر دیگر علوم غیبیہ کے جاننے والے تھے اور انبیاء علیہم السلام ان غیوبات میں سے صرف انہی امور کو جانتے ہیں جس کا انہیں علم دیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت خضر نے حضرت موسیٰ سے کہا" آپ اس علم کو جانتے ہیں جو اللہ نے آپ کو دیا ہے اور اس کو میں نہیں جانتا اور میں اس علم کو جانتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے اور اس کو آپ نہیں جانتے" کیا تم نے نہیں دیکھا کہ حضرت خضر نے حضرت موسیٰ کو اس وقت تک نہیں جانا جب تک کہ حضرت موسیٰ نے اپنا تعارف نہیں کرایا۔ [1]

---

[1] حافظ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲ ص ۶۵-۶۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کتاب فضائل الصحابۃ رضی اللہ عنہم

صحابی کی تعریف جو شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ پر ایمان لایا اور اس نے آپ کی حیات ظاہری میں آپ کی صحبت اختیار کی بایں طور کہ آپ کو دیکھا یا آپ کی گفتگو سنی یا آپ کے ساتھ سفر یا حضر کی کسی مجلس میں رہا خواہ یہ صحبت ایک لحظہ کی ہو اور وہ شخص ایمان پر ہی تادم مرگ قائم رہا حتیٰ کہ حالت ایمان میں اس کو موت آئی ہو، وہ شخص صحابی ہے۔

تعداد صحابہ کے متعلق رافضیوں کا عقیدہ کتب شیعہ میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد (حضرت علی اور دیگر اہل بیت کے سوا) صرف تین صحابہ مومن رہے تھے باقی سب صحابہ مرتد ہو گئے تھے (العیاذ باللہ!) شیخ ابو عمرو کشی لکھتے ہیں:

عن ابی جعفر "ع" قال کان الناس اھل الردۃ بعد النبی الا ثلثۃ فقلت و من الثلاثۃ ؟ فقال المقداد بن الاسود ابوذر الغفاری، سلمان الفارسی[1]

ابو جعفر علیہ السلام بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تین شخصوں کے سوا سب مرتد ہو گئے تھے، میں نے پوچھا وہ تین کون ہیں؟ انھوں نے کہا مقداد بن اسود، ابوذر غفاری اور سلمان فارسی۔

شیخ ابو جعفر کلینی روایت کرتے ہیں:

عن عبد الرحیم القصیر قال: قلت لابی جعفر علیہ السلام ان الناس یفزعون اذا قلنا: ان الناس ارتدوا فقال یا عبد الرحیم ان الناس عادوا بعد ما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اھل جاھلیۃ۔[2]

عبد الرحیم قصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر علیہ السلام سے کہا جب ہم لوگوں سے یہ کہتے ہیں کہ سب لوگ مرتد ہو گئے تھے تو لوگ گھبرا جاتے ہیں، انھوں نے کہا اے عبد الرحیم! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب لوگ دوبارہ جاہلیت کی طرف لوٹ گئے تھے۔

تعداد صحابہ کے متعلق اہل سنت کا عقیدہ اہل سنت وجماعت کے نزدیک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بہ کثرت صحابہ تھے جن کی تعداد ایک لاکھ سے متجاوز تھی، ابتداء

---

[1] شیخ ابو عمرو محمد بن عمر بن عبد العزیز کشی (من علماء القرن الرابع) رجال کشی ص ۱۲ مطبوعہ موسستۃ الاعلمی للمطبوعات کربلا ایران۔

[2] شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی رازی متوفی ۳۲۸ھ، الروضۃ من الکافی (فروع کافی ج ۸) ص ۲۹۶ مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران طبع ثالث

عہد رسالت سے لے آخر تک تمام صحابہ ایمان اور اسلام پر قائم رہے اور انھوں نے اسلام کی نشر و اشاعت کے لیے بیش بہا قربانیاں دیں، آج دنیا میں قرآن اور حدیث جو موجود ہے تو یہ انھی کی تبلیغی کاوشوں کا ثمرہ ہے، ہم صحابہ کرام کے ایمان اور اسلام پر قائم رہنے اور ان کی تعداد کی کثرت پر پہلے عقلی دلائل قائم کریں گے اور پھر قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں اس مسئلہ کو بیان کریں گے۔

صحابہ کرام کے اخلاص سے ان کے دین میں استقلال اور ثابت قدمی پر استدلال

یہ حقیقت سب کے نزدیک مسلم ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوی نبوت کیا تو آپ کے تمام عزیز و اقارب اور تمام اہل مکہ آپ کے مخالف ہو گئے اور مسلسل تبلیغ اور اظہار معجزات کے باوجود چھ سال میں چالیس سے بھی کم آدمی مسلمان ہوئے۔ چھ سال کے بعد مسلمانوں کی جمعیت میں قدرے اضافہ ہوا اور علی الاعلان اسلام کی دعوت دی جانے لگی جس کی وجہ سے مشرکین مکہ نے مسلمانوں کو اذیتیں دینا شروع کیں، بالآخر نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ ہجرت کر گئے، وہاں کچھ عرصہ میں اسلام نے اس قدر ترقی کی کہ چند سال میں مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ سے متجاوز ہو گئی اور فوج در فوج لوگ اللہ کے دین میں داخل ہونے لگے، اس جگہ غور طلب امر یہ ہے کہ جن لوگوں نے ابتداء میں دعوت اسلام کو قبول کیا اور قبول اسلام کی پاداش میں ان گنت تکلیفوں اور اذیتوں کا سامنا کیا ان کے اس قبول اسلام کا کیا سبب تھا۔ آیا رضائے الٰہی کا حصول اس کا موجب تھا یا دنیاوی مال و متاع کا حصول اس کا سبب تھا۔ دنیاوی مال و متاع کا حصول تو بداہتہً باطل ہے کیونکہ ابتداء میں یہ کس کو معلوم تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعوت آگے چل کر اتنی عظیم الشان کامیابی حاصل کرے گی کہ قیصر و کسریٰ کے تاج اس کے قدموں تلے ہوں گے، اس لیے لازماً ماننا پڑے گا کہ صحابہ کرام کا اسلام قبول کرنا محض رضائے الٰہی کی وجہ سے تھا اور جنھوں نے محض رضائے الٰہی کی خاطر دین اسلام کو قبول کیا ہو اور اس کی خاطر بے شمار اذیتیں اٹھائی ہوں ان کا اس دین سے پھر جانا قطعاً غیر متصور اور صراحۃً باطل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور تبلیغ سے کثرت صحابہ پر استدلال

خلفاء راشدین اور مہاجرین و انصار کی زندگیوں کو دیکھیے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور دین اسلام کی خاطر اپنا گھر بار چھوڑا، مال و متاع سے دست بردار ہوئے، اپنے ہم وطنوں اور عزیزوں کی دشمنی مول لی، دشمنان اسلام سے طرح طرح کی اذیتیں اٹھائیں، انصار مدینہ نے اسلام کی محبت میں مہاجرین کے لیے اپنا دیدہ و دل فرش راہ کیا۔ ان کی یہ قربانیاں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس درجہ قبول ہوئیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طمانیت کے لیے بدر و احد میں فرشتے نازل کیے، والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار کی آیت ان کے حق میں نازل کی اور لقد رضی اللہ عنہم نازل کر کے انھیں سند مقبولیت عطا کر دی۔

صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاواسطہ تعلیم پائی، ہزاروں صحابہ برسوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر تربیت اور آپ کی صحبت اور رفاقت میں رہے، ہمیشہ آپ کے پیچھے نماز پڑھتے اور آپ کی معیت میں جہاد کرتے، سفر و حضر میں آپ کے ساتھ رہتے، شب و روز آپ سے وعظ و نصیحت سنتے، ان کی آنکھوں کے سامنے جبرائیل وحی لاتا، دن رات طرح طرح کے معجزات دیکھتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب و روز ان کے لیے دعائیں کرتے

پھر بھی شیعہ کہتے ہیں کہ وہ کفر و نفاق پر ڈٹے رہے یا آپ کے پردہ کرتے ہی تین کے سوا سب مرتد ہو گئے، اب بتلائیے کہ یہ اصل خامی اور نقص کس کا بیان کر رہے ہیں؟ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور تربیت ایسی ہی بے اثر اور بے فیض تھی کہ آپ تین چار کے سوا کسی کو مسلمان نہ کر سکے! حضرت نوح علیہ السلام جو تشریعی نبی تھے وہ اسّی پیروکار چھوڑ کر گئے اور آپ جو خاتم الانبیاء والرسل ہیں وہ صرف چار پیروکار چھوڑ کر گئے! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں سے افضل اور اللہ کے محبوب ہیں اب جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ صرف تین یا چار مسلمان بنا کر گئے وہ صحابہ کی تنقیص کر رہے ہیں یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کو داغ دار کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جگہ جگہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت اور تزکیہ کی تعریف اور تحسین کی ہے:

یتلوا علیہم ایاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ تو اگر آپ کی تئیس سالہ کاوش اور جد و جہد سے صرف تین چار نفوس مسلمان ہوئے تھے تو کیا ایسی تعلیم و تربیت اور فیض تحسین و ستائش کے لائق ہے!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین اور افضل المرسلین ہونے سے کثرت صحابہ پر استدلال

اللہ تعالیٰ نے چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نبوت اور رسالت کو ختم کر دیا اور اب آپ کے بعد کسی نبی اور رسول کا آنا ممکن نہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے وہ تمام فضائل، کمالات اور معجزات جو انبیاء سابقین علیہم السلام کو متفرق طور پر الگ الگ عطا فرمائے تھے، وہ سب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اجتماعاً عطا کیے، اور تعلیم، تبلیغ اور رشد و ہدایت کے جو طریقے انبیاء سابقین کو الگ الگ عطا فرمائے تھے وہ سب آپ میں جمع کر دیے تاکہ کوئی فرقہ اور کوئی گروہ آپ کے فیضان نبوت سے محروم نہ رہے اور جس طرح بعض سابقین انبیاء کی تعلیم اور تربیت سے ان کی امتیں بے فیض رہی تھیں اسی طرح آپ کی امت آپ کی تعلیم اور تربیت سے بے بہرہ نہ رہے، اور آپ پر ایمان لانے میں کسی شخص کا کوئی عذر نہ رہے، آپ کو جامع، کامل اور اکمل بنا کر بھیجا تاکہ جو لوگ فصاحت لسانی میں مشہور تھے وہ آپ پر نازل کردہ کتاب کے اعجاز کو دیکھ کر مسلمان ہوں، جو لوگ علم و حکمت کے مدعی تھے وہ آپ کی حکیمانہ تعلیمات سے مسحور ہو کر ایمان لے آئیں، اور جو لوگ شجاعت اور مردانگی میں یگانہ تھے وہ میدان جنگ میں آپ سے مغلوب ہو کر آپ کے تابع ہوں، غرض منشاء الٰہی یہ تھا کہ آپ کی پُر اثر تبلیغ سے لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہوں اور دین اسلام تمام ادیان پر غالب ہو، کیونکہ یہی آخری پیغمبر ہیں اور ان کے بعد کوئی اور اللہ کا پیغام لانے والا نہیں ہے اس لیے ہر اعتبار سے آپ کی تعلیم اور تبلیغ کو پُر اثر بنانا تھا، اب سوچیے جو لوگ کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ سے صرف چار شخص مسلمان ہوئے اور باقی لوگ جو زندگی بھر آپ کے ساتھ رہے وہ آپ کی زندگی میں منافق تھے اور وصال کے بعد مرتد ہو گئے، ان کے اعتبار سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنانے کا مقصد کیسے پورا ہوا؟ اور دین اسلام باقی ادیان پر کیسے غالب ہوا؟ جس دین کے بانی سے صرف چار آدمی مسلمان ہوئے ہوں تو بعد کے مبلغین سے کون کیا مسلمان ہوگا! اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم افضل الرسل ہیں اور آپ کی رسولوں پر افضلیت جہت رسالت سے ہے اور جہت رسالت سے رسولوں پر آپ کی افضلیت اسی وقت متحقق ہوگی جب آپ کی

تبلیغ سے آپ پر ایمان لانے والے تمام رسولوں پر ایمان لانے والوں سے زیادہ ہوں اگر بزعم شیعہ تیئس سال میں آپ کی تبلیغ سے ایمان لانے والے صرف چار آدمی تھے تو جہت رسالت سے تمام رسولوں پر آپ کی افضلیت کیسے متحقق ہوگی، لہٰذا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے، دین اسلام کے تمام ادیان پر غالب آنے اور آپ کے افضل الرسل ہونے کا یہ تقاضا ہے کہ آپ کی تبلیغ سے آپ پر ایمان لانے والے صحابہ کی تعداد سب نبیوں اور رسولوں کے صحابہ سے زائد ہو اور ان کا ایمان اور اسلام سب نبیوں کے صحابہ کے ایمان سے زیادہ قوی اور مضبوط ہو!

قرآن مجید کی آیات سے کثرت صحابہ پر استدلال

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

یاایھا النبی جاھد الکفار والمنفقین واغلظ علیھم۔ (توبہ: ۷۳، تحریم: ۹)

اے نبی کافروں اور منافقوں سے جہاد کیجیے اور ان پر سختی کیجیے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کفار اور منافقین سے جہاد کرنے اور ان پر سختی کرنے کا حکم دیا ہے، اگر شیعہ کے قول کے مطابق صحابہ کرام کافر یا منافق تھے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر واجب تھا کہ ان سے جہاد کرتے اور ان پر سختی کرتے۔ اور جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے جہاد نہیں کیا اور ان پر سختی نہیں کی تو شیعہ کے عقیدہ پر لازم آئے گا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کی (العیاذ باللہ) کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر صحابہ کرام سے الفت اور محبت کے تعلقات قائم رکھے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار (ھود: ۱۱۳)

اور ظالموں کی طرف مائل نہ ہو ورنہ تمہیں بھی جہنم کی آگ جلائے گی۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ظالموں سے میل جول رکھنے کی ممانعت کی ہے اور اس پر جہنم کی وعید سنائی ہے اگر صحابہ کرام بقول شیعہ ظالم تھے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر لازم تھا کہ آپ ان سے میل جول نہ رکھتے اس کے برخلاف آپ نے ان سے زندگی بھر میل جول رکھا، رشتہ داریاں قائم کیں اور محبت اور الفت کے تعلقات رکھے، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی صاحبزادیوں ______ اور حضرت امیر معاویہ کی بہن سے نکاح کیا اور یکے بعد دیگرے دو صاحبزادیاں حضرت عثمان کے نکاح میں دیں، حضرت معاویہ کو کاتب وحی بنایا، حضرت ابوبکر کو امیر حج مقرر کیا اور مرض الموت میں حضرت ابوبکر کو اپنے مصلائے امامت پر فائز کیا، ہجرت کے وقت میں جو انتہائی راز داری کا موقع تھا اس میں حضرت ابوبکر کو بطور رفیق سفر اپنے ساتھ رکھا، حضرت عمر کے متعلق فرمایا کہ یہ وحی ربانی کے موافق کلام کرتے ہیں، حضرت عثمان کے متعلق فرمایا، فرشتے ان سے حیا کرتے ہیں اور زندگی میں ان کو جنت کی بشارت دی۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

اذا جاء نصر اللہ والفتح ○ ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا ○ (النصر: ۱-۲)

جب اللہ کی مدد اور (اس کی) فتح آجائے، اور آپ لوگوں کو دیکھ لیں کہ وہ اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہو رہے ہیں۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

کہ دین میں فوج در فوج لوگوں کے داخل ہونے سے یہ مراد ہے کہ بغیر قتال کے جماعت کثیرہ اسلام میں داخل ہوں گی، اور یہ واقعہ فتح مکہ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے درمیانی عرصہ میں متحقق ہوا، کیونکہ فتح مکہ سے پہلے لوگ ایک ایک دو، دو کر کے اسلام میں داخل ہوتے تھے۔ امام بخاری حضرت عمرو بن سلمہ سے روایت کرتے ہیں جب مکہ فتح ہوا تو ہر قبیلہ بڑھ چڑھ کر اسلام قبول کرنے کے لیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، کیونکہ اس سے پہلے تمام قبائل فتح مکہ کے منتظر تھے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے۔

اس آیت اور اس کی تفسیر سے واضح ہو گیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال تک بکثرت قبائل اور لوگوں کی جماعتیں اسلام قبول کر چکی تھیں اور صحابہ کی تعداد بہ کثرت نفوس پر مشتمل ہو چکی تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ما کان اللہ لیذر المؤمنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء (آل عمران: ۱۷۹)

(اے لوگو!) اللہ ایمان والوں کو تمہارے اس حال پر نہیں چھوڑے گا یہاں تک کہ ناپاک کو پاک سے جدا کر دے، اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ تمہیں غیب پر مطلع کر دے ہاں (غیب کی اطلاع کے لیے) اللہ چن لیتا ہے جسے چاہے اور وہ اللہ کے رسول ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرما دیا ہے کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں زبان رسالت سے مومنین صحابہ کو منافقین سے متمیز کر دے گا کیونکہ ایمان اور نفاق کا تعلق دل کی کیفیات سے ہے اور دل کی کیفیات امور غیب سے ہیں اور اللہ تعالیٰ نبیوں کے سوا اور کسی کو (براہ راست) غیب پر مطلع نہیں کرتا اور نہ نبیوں کے سوا کسی اور کا علم دوسرے پر حجت ہوتا ہے، اس لیے یہ کہنا کہ فلاں مومن ہے اور فلاں منافق سوائے وحی ربانی کے ممکن، اور دوسروں پر حجت نہیں ہے اور وحی صرف نبی پر نازل ہوتی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل کی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نام لے لے کر چھتیس منافقوں کو مسجد نبوی سے نکال دیا، اب اگر بقول شیعہ صرف چار صحابہ تھے باقی سب مرتد ہو گئے تھے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں صرف چار مومن تھے باقی سب منافق تھے تو علم الٰہی میں صرف چار طیب ہوئے اور باقی سب خبیث ہوئے (العیاذ باللہ) اور اس آیت کے موجب اللہ تعالیٰ پر لازم تھا کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل کر کے ان چار کو باقیوں سے متمیز کر دیتا اور جب کہ فی الواقع ایسا نہیں ہوا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے نزول کے بعد چھتیس لوگ جو واقعی منافق تھے مسجد سے نکال دیا اور تمام صحابہ کرام سے متمیز کر دیا تو معلوم ہو گیا کہ شیعہ جھوٹے ہیں اور تمام صحابہ طیب ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

واذا قیل لھم امنوا کما امن الناس قالوا انؤمن کما امن السفھاء الا انھم ھم السفھاء ولکن لا یعلمون۔ (بقرہ: ۱۳)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے ایمان لاؤ جیسے (اور) لوگ ایمان لائے تو کہتے ہیں کیا ہم ایمان لائیں جس طرح بے وقوف ایمان لائے، سنو! یقیناً یہ (معترضین) ہی بے وقوف ہیں اور ان کو علم نہیں ہے۔

اس آیت میں یہ بتایا ہے کہ جب منافقین سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ جیسے "اور لوگ" ایمان لائے، "نہ اور

لوگ" کون ہیں؟ یہ اور لوگ صحابہ کرام ہیں! سو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کا آئیڈیل اور معیار صحابہ کرام کو بنایا ہے پس معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک ایمان کا معیار صحابہ کرام کا ایمان ہے، لہٰذا یہ کیسے ممکن ہے کہ جن لوگوں کا ایمان آئیڈیل اور معیار ہو وہ لوگ نبی کے پردہ کرتے ہی مرتد ہو جائیں، اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کو جاہل یا بیوقوف کہنا بے دینوں کا شعار ہے اور اللہ تعالیٰ کو صحابہ کرام کے متعلق جاہل یا بے وقوف کا کلمہ سننا گوارا نہیں ہے اور اس نے کئی تاکیدوں کے ساتھ فرمایا کہ صحابہ کرام کو جاہل کہنے والے خود جاہل ہیں بلکہ اپنی جہالت سے بھی لاعلم ہیں یعنی جاہل مرکب ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وکذالک جعلنا کم امۃ وسطاً لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا (بقرہ: ۱۴۳) اور ہم نے تمہیں بہترین امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور یہ رسول تم پر گواہ ہو جائیں۔

اس آیت میں ان لوگوں سے خطاب ہے جن کے سامنے یہ آیت نازل ہوئی انھی کو اللہ تعالیٰ نے امت وسط یعنی بہترین امت فرمایا، یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انبیاء کی تبلیغ کرنے کے متعلق سنا اور یہی لوگ قیامت کے دن انبیاء کے حق میں گواہی دیں گے اور انہی کی گواہی کی صداقت کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن گواہی دیں گے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست سننے والے یہی لوگ تھے، بعد کے لوگوں نے قرآن کے واسطے سے سنا ہے، اور یہی لوگ اس آیت کے پہلے مصداق اور مخاطب اوّل ہیں، اب سوچیے جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے بہترین امت فرمایا ہو، جن کو اللہ نے انبیاء کے مقدمہ میں ان کی تبلیغ پر گواہ بنایا ہو جن کی صداقت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن گواہی دیں گے یہ وہ لوگ ہوں گے جو زندگی بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نفاق کے ساتھ رہیں اور آپ کے پردہ فرماتے ہی علی الاعلان مرتد ہو جائیں؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یاایھا الذین امنوا لاتتخذوا بطانۃ من دونکم (آل عمران: ۱۱۸) اے ایمان والو اغیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے غیروں کو رازدار بنانے سے منع فرمایا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر مہاجرین اور انصار صحابہ کو اپنے رازوں میں شریک رکھا حتیٰ کہ ہجرت کا راز بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بتلا دیا، معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر اور تمام صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے تھے غیر نہیں تھے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ذالک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل کزرع اخرج شطأہ فآزرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعجب

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں، وہ کفار پر بڑے سخت ہیں، ______ آپس میں بڑے نرم دل ہیں (اے مخاطب!) تو انھیں رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھتا ہے، وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے طالب ہیں، سجدوں کے اثر سے ان کے چہروں

الزراع لیغیظ بھم الکفار وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصلحت منھم مغفرۃ واجرا عظیما ○ (فتح: ۲۹)

پر نشانی ہے، ان کا یہ وصف تورات میں ہے اور ان کا بیان انجیل میں یہ ہے، جیسے ایک کھیتی نے باریک کونپل نکالی سو اس کو قوت دی اور وہ موٹی ہوگئی پھر وہ اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی جس سے وہ کاشتکاروں کو بہت بھلی لگتی ہے تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کے دل جل جائیں، اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایمان والوں اور نیکوکاروں سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔

قرآن مجید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے جس وصف کا تورات سے حوالہ دیا ہے اس کا تورات میں اس طرح بیان ہے:۔

اور مرد خدا موسیٰ نے جو دعائے خیر دے کر اپنی وفات سے پہلے بنی اسرائیل کو برکت دی وہ یہ ہے:

اور اس نے کہا:۔
خداوند سینا سے آیا
اور شعیر سے ان پر آشکارا ہوا
وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا
اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا۔
اس کے داہنے ہاتھ پر ان کے لیے آتشی شریعت تھی۔
وہ بے شک قوموں سے محبت رکھتا ہے۔
اس کے سب مقدس لوگ تیرے ہاتھ میں ہیں۔
اور وہ تیرے قدموں میں بیٹھے
ایک ایک تیری باتوں سے مستفیض ہوگا۔ [1]

(تورات، استثناء باب ۳۳ آیت ۳-۱)

"لاکھوں قدسیوں میں آیا" اس سے صحابہ کرام کی تعداد کی طرف اشارہ ہے کیونکہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرنے والوں کی تعداد ڈیڑھ لاکھ بتائی گئی ہے۔

"اس کے داہنے ہاتھ پر ان کے لیے آتشیں شریعت تھی" اس سے اشداء علی الکفار کی طرف اشارہ ہے۔

"وہ بے شک قوموں سے محبت رکھتا ہے" اس سے رحماء بینھم کی طرف اشارہ ہے۔

"اور وہ تیرے قدموں میں بیٹھے" اس سے والذین معہ کی طرف اشارہ ہے۔

قرآن مجید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے جس وصف کا انجیل سے حوالہ دیا ہے اس کا انجیل

---

[1] عہد نامہ قدیم ص ۲۰۱، مطبوعہ پاکستان بائبل سوسائٹی لاہور، پاکستان

میں اس طرح بیان ہے:

اور اس نے کہا خدا کی بادشاہی ایسی ہے جیسے کوئی آدمی زمین میں بیج ڈالے۔ اور رات کو سوئے اور دن کو جاگے اور وہ بیج اس طرح اُگے اور بڑھے کہ وہ نہ جانے۔ زمین آپ سے آپ پھل لاتی ہے پہلے پتی پھر بالیں، پھر بالوں میں تیار دانے۔ پھر جب اناج پک چکا تو وہ فی الفور درانتی لگاتا ہے کیونکہ کاٹنے کا وقت آپہنچا۔ پھر اس نے کہا ہم خدا کی بادشاہی کو کس سے تشبیہ دیں اور کس تمثیل میں اسے بیان کریں، وہ رائی کے دانے کی مانند ہے کہ جب زمین میں بویا جاتا ہے تو زمین کے سب بیجوں سے چھوٹا ہوتا ہے۔ مگر جب بو دیا گیا تو اُگ کر سب ترکاریوں سے بڑا ہو جاتا ہے اور ایسی بڑی ڈالیاں نکالتا ہے کہ ہوا کے پرندے اس کے سایہ میں بسیرا کر سکیں۔ [1]

(مرقس، باب: ۴، آیت: ۲۶ - ۳۲)

اسی نے ایک اور تمثیل ان کے سامنے پیش کر کے کہا کہ آسمان کی بادشاہی اس رائی کے دانہ کی مانند ہے، جسے کسی آدمی نے لے کر اپنے کھیت میں بو دیا۔ وہ سب بیجوں سے چھوٹا تو ہے مگر جب بڑھتا ہے تو سب ترکاریوں سے بڑا اور ایسا درخت ہو جاتا ہے کہ ہوا کے پرندے آکر اس کی ڈالیوں پر بسیرا کرتے ہیں۔ [2]

(متی، باب: ۱۳، آیت: ۳۱ - ۳۲)

قرآن مجید اور انجیل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کی یہ مثال بیان کی گئی ہے، جیسے کوئی کاشتکار زمین میں بیج اُگائے تو ابتداء میں اس کی ایک باریک کونپل نکلتی ہے، پھر وہ بتدریج بڑھتے بڑھتے ایک مضبوط تن آور درخت بن جاتا ہے جس کی ہیبت سے مخالفین کے دل جل جاتے ہیں اور فی الواقع اسی طرح ہے کیونکہ شروع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بہت کم تھے، صرف حضرت خدیجہ، حضرت ابوبکر، حضرت علی اور حضرت زید بن حارثہ اسلام لائے تھے پھر رفتہ رفتہ صحابہ کی تعداد بڑھتی رہی حتیٰ کہ حجۃ الوداع کے موقع پر یہ تعداد ڈیڑھ لاکھ تک پہنچ گئی، جیسا کہ تورات میں ہے "اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا"، اور قرآن مجید میں ہے: ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا (نصر: ۲) "آپ دیکھیں گے کہ لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں" اور سورۂ فتح میں فرمایا اس تن آور درخت کی قوت اور مضبوطی سے کفار کے دل جل جائیں گے۔ اب بتلائیے کہ اگر صرف چار صحابہ تھے اور باقی سب منافق اور مرتد تھے تو کیا ان چار شخصوں پر فوج در فوج کا اطلاق ہو سکتا ہے، کیا صرف ان چار مسلمانوں کو دیکھ کر کفار کے دل غیظ سے جل سکتے تھے اور کیا قرآن اور انجیل کی یہ مثال صرف چار مسلمانوں پر صادق آسکتی ہے!

چھٹی صدی کے اکابر علماء شیعہ میں سے شیخ طبرسی سورۂ فتح کی ان آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

---

[1] ۔ عہد نامہ جدید ص ۳۸، مطبوعہ پاکستان بائبل سوسائٹی لاہور، پاکستان

[2] ۔ عہد نامہ جدید ص ۱۷، " " " " "

قال الواحدی هذا مثل ضربه الله تعالٰی بمحمد واصحابه فالزرع محمد صلی الله علیه وسلم والشطأ اصحابه والمؤمنون حوله وکانوا فی ضعف وقلة کما یکون اول الزرع دقیقاً ثم غلظ وقوی وتلاحق فکذا لک المؤمنون قوی بعضهم بعضا حتی استغلظوا واستووا علی امرهم (لیغیظ بهم الکفار) ای انما کثرهم الله وقواهم لیکونوا غیظاً للکافرین بتوافرهم وتظاهرهم واتفاقهم علی الطاعة [1]

واحدی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے متعلق یہ مثال بیان کی ہے، محمد صلے اللہ علیہ وسلم کھیت ہیں، اور آپ کے اصحاب اور آپ کے گرد مسلمان کونپل ہیں اور وہ پہلے ضعف اور قلت میں تھے، جیسا کہ ابتداء میں درخت ایک باریک کونپل ہوتا ہے، پھر وہ سخت، موٹا اور قوی ہو جاتا ہے اور ایک دوسرے سے مل جاتا ہے، اسی طرح بعض مسلمان بعض سے قوت پاتے ہیں، حتیٰ کہ وہ مضبوط ہوئے اور اپنے دین پر قائم ہو گئے، "تاکہ ان سے کفار کے دل جل جائیں" یعنی اللہ تعالیٰ نے اصحاب محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو زیادہ اور قوی کیا تاکہ ان کی کثرت اور ان کا اتفاق اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور عبادت پر متفق ہونا کفار کے غیظ وغضب کا سبب بن جائے۔

شیخ طبرسی کی یہ تفسیر ہماری بیان کردہ تقریر کی واضح تائید ہے۔
ایک اور شیعہ مفسر شیخ طباطبائی لکھتے ہیں:

خاتمة السورة تصف النبی صلی الله علیه وسلم وتصف الذین معه بما وصفهم به فی التوراة والانجیل (الی قوله) وفیه اشارة الی اخذ المؤمنین فی الزیادة والعدة والقوة یوما فیوما ولذالک عقبه بقوله (لیغیظ بهم الکفار) [2]

اس سورت کے اخیر میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کے ان اوصاف کا بیان ہے جو تورات اور انجیل میں مذکور ہیں، اور اس میں یہ اشارہ ہے کہ مسلمان دن بدن عدد اور قوت میں بڑھتے جائیں گے، اسی لیے اس کے بعد یہ فرمایا: لیغیظ بهم الکفار۔ "تاکہ مسلمانوں سے کفار کے دل جل جائیں"۔

شیعہ مفسرین کی ان دونوں تفسیروں کا حاصل یہ ہے کہ سورۂ فتح کے مطابق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی تعداد اور قوت دن بدن بڑھتی رہی حتیٰ کہ ان کی کثرت اور قوت سے کفار کے دل جل گئے اس لیے شیعہ کا یہ کہنا قطعاً باطل ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سب مرتد ہو گئے تھے اور صرف چار صحابہ رہ گئے تھے۔
اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

لقد رضی الله عن المؤمنین اذ یبایعونك

بے شک اللہ ایمان والوں سے راضی ہو گیا جب وہ

[1] شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ ھ، مجمع البیان ج ۹ ص ۱۹۲، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۴۰۶ ھ
[2] سید محمد حسین طباطبائی، متوفی ۱۴۰۲ ھ، المیزان ج ۱۸ ص ۳۲۸ - ۳۲۶، ملخصا، دار الکتب الاسلامیہ ایران، ۱۳۶۲ ھ

تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم واثابھم فتحا قریبا ○ ومغانم کثیرۃ یاخذونھا وکان اللہ عزیزا حکیما ۔
(فتح : ۱۸ - ۱۹)

درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے، تو اللہ کو پہلے سے معلوم تھا جو کچھ ان کے دلوں میں تھا لہذا اللہ نے ان پر دل کا سکون نازل فرمایا اور انھیں بہت قریب آنے والی فتح کا انعام دیا اور بہت سی غنیمتیں (عطا فرمائیں) جنھیں وہ حاصل کریں گے اور اللہ بڑی عزت والا ہے بڑی حکمت والا ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چودہ سو صحابہ تھے[1]
مشہور شیعہ مفسر شیخ طبرسی لکھتے ہیں :

خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الحدیبیۃ فی بضع عشرۃ مائۃ من اصحابہ[2]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک ہزار اور چند سو صحابہ کے ساتھ حدیبیہ سے نکلے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قصاص عثمان کی وجہ سے قریش کے خلاف جنگ کرنے کے لیے ان چودہ سو صحابہ سے بیعت لی تھی چونکہ اس بیعت سے صحابہ کرام کی اسلام اور بانی اسلام کے ساتھ محبت اور اخلاص ظاہر ہو گیا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر یہ آیات نازل فرمائی " بے شک اللہ ایمان والوں سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے اور اللہ کو (پہلے سے) معلوم تھا جو کچھ ان کے دلوں میں (اخلاص) تھا، لہذا اللہ نے ان پر (دل کا) سکون نازل فرما دیا "
اب تبلائیے کہ جن صحابہ سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا وہ کیسے مرتد ہو سکتے تھے، مرتد کا کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا قرآن مجید میں ہے :

ومن یرتدد منکم عن دینہ فیمت وھو کافر فاولئک حبطت اعمالھم فی الدنیا والاخرۃ و اولئک اصحب النار ھم فیھا خالدون ۔
(مائدۃ : ۲۱۷)

اور تم میں سے جو شخص اپنے دین سے مرتد ہو جائے اور وہ حالت کفر میں مر جائے تو ان لوگوں کے (نیک) اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے اور یہ لوگ جہنمی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

لہذا جس شخص کی موت کفر اور ارتداد پر ہو اس سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہے وہ اسی شخص کی نیکی قبول کرتا ہے اور اسی سے راضی ہوتا ہے جس کا خاتمہ ایمان پر ہو، یہ تو ہمارا حال ہے کہ ہم آج کسی کے اچھے کام سے خوش ہو جاتے ہیں اور کل اس کے برے کام سے ناراض ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے وہ حال اور مآل کا جاننے والا ہے وہ اسی شخص سے راضی ہو گا جس کا خاتمہ ایمان پر ہو لہذا جن صحابہ کی زندگی میں اللہ نے ان سے راضی ہونے کا اعلان کر دیا درحقیقت یہ اس بات کا اعلان ہے کہ ان کا خاتمہ ایمان پر ہو گا، ان چودہ

[1] - امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۲۹ - مطبوعہ کراچی، ۱۳۷۵ ھ
[2] - شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ ھ، مجمع البیان ج ۹ ص ۱۷۷، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۴۰۲ ھ

صحابہ میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بھی تھے اور حضرت عثمان کی طرف سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خود بیعت کی تھی، سو خلفاء ثلاثہ سے اللہ تعالےٰ نے راضی ہونے کا اعلان کر دیا اور باقی تمام صحابہ خلفاء ثلاثہ کی فرع اور ان کے متبعین ہیں اور ان کے طریقہ پر ہیں اور ان کے حکم میں ہیں، سو جب خلفاء ثلاثہ سمیت چودہ سو صحابہ سے اللہ تعالیٰ کا راضی ہونا اور ان کا اسلام اور ایمان پر قائم رہنا ثابت ہو گیا تو تمام صحابہ سے اللہ تعالےٰ کا راضی ہونا اور ان کا ایمان اور اسلام ثابت ہو گیا!۔

شیخ طبرسی نے صلح حدیبیہ کا مفصل واقعہ بیان کیا ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک ہزار اور چند سو صحابہ کے ساتھ عمرہ کرنے گئے تھے، حدیبیہ کے مقام پر پہنچ کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو اہل مکہ کی طرف یہ پیغام دے کر بھیجا کہ ہم جنگ کرنے نہیں آئے صرف کعبہ کی زیارت کے لیے آئے ہیں اور عمرہ کر کے واپس چلے جائیں گے، قریش نے (حضرت) عثمان کو اپنے پاس روک لیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے پاس یہ خبر پہنچی کہ (حضرت) عثمان کو قتل کر دیا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اس وقت تک نہیں جائیں گے جب تک کہ اس قوم سے جنگ نہ کریں، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بیعت کے لیے بلایا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے اور لوگوں سے اس پر بیعت کی کہ وہ مشرکین سے جنگ کریں گے اور بھاگیں گے نہیں۔ اس کے بعد شیخ طبرسی نے وہ مکمل واقعہ بیان کیا جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مذکور ہے، عروہ بن مسعود ثقفی کفار قریش کے نمائندہ تھے وہ جب مسلمانوں سے لوٹ کر کفار کے پاس گئے تو انھوں نے کفار سے بیان کیا کہ صحابہ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کتنی عقیدت ہے اس کو شیعہ مفسر شیخ طبرسی کے الفاظ میں پڑھیے:

فرجع عروۃ الی اصحابہ وقال ای قوم واللہ لقد وفدت علی الملوك ووفدت علی قیصر وکسرای والنجاشی واللہ ان رایت ملکا قط یعظمہ اصحابہ ما یعظم اصحاب محمد اذا امرھم ابتدروا امرہ واذا توضأ کادوا یقتتلون علی وضوئہ واذا تکلموا خفضوا اصواتھم عندہ وما یحدون النظر تعظیما لہ۔ [۱]

عروہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس گئے اور کہا اے میری قوم! بخدا میں کئی بادشاہوں کے پاس گیا ہوں، میں قیصر، کسریٰ اور نجاشی کے دربار میں گیا ہوں میں نے کسی بادشاہ کے درباریوں کو اس کی اتنی تعظیم کرتے نہیں دیکھا جتنی اصحاب محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) محمد کی تعظیم کرتے ہیں، جب وہ کسی بات کا حکم دیتے ہیں تو اس پر عمل کرنے کے لیے سب دوڑتے ہیں، اور جب وہ وضوء کرتے ہیں تو ان کے وضوء سے بچا ہوا پانی لینے کے لیے وہ اس طرح ٹوٹ پڑتے ہیں جیسے ایک دوسرے کو قتل کر دیں گے، جب وہ ان کے سامنے بات کرتے ہیں تو اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں

---

[۱] شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۹ ص ۱۱۷، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۴۰۶ھ

اور ان کی تعظیم کی وجہ سے ان سے آنکھیں نہیں ملاتے۔

انھی لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "بے شک اللہ ایمان والوں سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے" اور جن کا خاتمہ کفر اور ارتداد پر ہو ان سے اللہ کبھی راضی نہیں ہو سکتا، شیخ طبرسی کے مطابق ایک ہزار اور چند سو صحابہ نے اس موقع پر بیعت کی اور ان سب سے اللہ راضی ہو گیا، شیخ طبرسی نے لکھا ہے کہ ان میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بھی تھے سو ان سے اللہ راضی ہو گیا اور یہ آیت حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے اللہ کے راضی ہونے پر صریح نص ہے اور باقی تمام صحابہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے طریقہ پر ان کے متبع اور ان کے حکم میں ہیں لہٰذا تمام صحابہ سے اللہ راضی ہو گیا اور اللہ اسی سے راضی ہو گا جس کا خاتمہ ایمان اور اسلام پر ہو سو واضح ہو گیا کہ تمام صحابہ کا ایمان اور اسلام پر خاتمہ ہوا اور شیعہ کے اس قول کا بطلان واضح ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ کرتے ہی تین کے سوا سب مرتد ہو گئے تھے!

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم ورضوا عنه واعد لهم جنت تجرى تحتها الانهر خالدين فيها ابدا ذلك الفوز العظيم (توبہ: ۱۰۰)

اور مہاجرین اور انصار میں سے سبقت کرنے والے اور جنھوں نے اچھائی کے ساتھ ان کی پیروی کی اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لیے جنتیں تیار کیں جن کے نیچے دریا جاری ہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے، یہ عظیم کامیابی ہے۔

اس آیت میں تمام صحابہ کے لیے اللہ کی رضا، جنت اور فوز عظیم کی بشارت ہے، اور یہ آیت تمام صحابہ کے ایمان اور اسلام پر قائم رہنے کی واضح دلیل ہے، کیونکہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی نے اسلام کے لیے ہجرت اور اسلام کی نصرت میں سبقت کی اور بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیا اور باقی تمام صحابہ نے حسن وخوبی کے ساتھ ان کی پیروی کی اور مہاجرین وانصار دونوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اور وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے، اور جنت کی بشارت اسی کے لیے متصور ہے جس کا خاتمہ ایمان پر ہو۔

دوسری تقریر یہ ہے کہ صحابہ کے دو گروہ ہیں مہاجرین اور انصار اور دونوں گروہوں میں سے سابقین اولین اور ان کے پیروکاروں کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا، جنت اور فوز عظیم کی بشارت دی ہے، اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ حضرت ابوبکر سابقین اولین میں سے ہیں، ہر چند کہ شیعہ علماء حضرت خدیجہ کے بعد حضرت علی کو ایمان لانے کے قائل ہیں لیکن وہ اس حقیقت کا انکار نہ کر سکے کہ حضرت ابوبکر بھی سابقین اولین میں سے ہیں۔

شیعہ مورخ شیخ احمد بن ابی یعقوب لکھتے ہیں:

نخستین کسے کہ اسلام آورد، از زناں خدیجہ دختر خویلد بود واز مرداں علی بن ابی طالب سپس زید بن

جو لوگ سب سے پہلے اسلام آئے، ان میں سے عورتوں میں حضرت خدیجہ بنت خویلد تھیں، مردوں میں

بن حارثۃ و بعد از ابوذر و بقولے ابوبکر و سپس ابوذر سپس بترتیب عمرو بن عبسہ سلمی، خالد بن سعید بن عاص، سعد بن ابی وقاص، عتبہ بن غزوان، خباب بن ارت و مصعب بن عمیر۔[1]

حضرت علی بن ابی طالب تھے، ان کے بعد حضرت زید بن حارثہ، ان کے بعد حضرت ابوذر اور ایک قول ہے ان کے بعد حضرت ابوبکر ایمان لائے تھے، پھر ابوذر، حضرت ابوذر کے بعد بالترتیب حضرت عمرو بن عبسہ سلمی، ان کے بعد حضرت خالد بن سعید بن عاص، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عتبہ بن غزوان، حضرت خباب بن ارت اور حضرت مصعب بن عمیر ایمان لائے۔

شیعہ مفسر شیخ طبرسی لکھتے ہیں:

وقیل ان اول من اسلم بعد خدیجۃ ابوبکر[2]

ایک قول یہ ہے کہ حضرت خدیجہ کے بعد سب سے پہلے حضرت ابوبکر نے اسلام قبول کیا۔

ان حوالوں سے ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سابقین اولین میں سے ہیں، اور سابقین اولین کو اللہ تعالیٰ نے یہ بشارت دی ہے کہ اللہ ان سے راضی ہو گیا اور ان کے لیے جنت اور فوز عظیم ہے اور یہ بشارت اسی وقت صحیح ہو گی جب حضرت ابوبکر کا خاتمہ ایمان پر ہو اور جب حضرت ابوبکر کا ایمان پر خاتمہ ثابت ہو گیا تو تمام صحابہ کا ایمان پر خاتمہ ثابت ہو گیا کیونکہ تمام صحابہ کے عقائد اور نظریات وہی تھے جو حضرت ابوبکر کے عقائد اور نظریات تھے اور شیعہ کا یہ قول باطل ہو گیا کہ حضور کے پردہ کرتے ہی تین کے سوا سب مرتد ہو گئے تھے۔

تیسری تقریر یہ ہے کہ شیخ طبرسی نے سابقین اولین کا مصداق بیان کرتے ہوئے لکھا:

قیل نزلت ھذہ الآیۃ فیمن صلی الی القبلتین عن سعید بن المسیب و الحسن و ابن سیرین وقتادہ وقیل نزلت فیمن بایع بیعۃ الرضوان وھی بیعۃ الحدیبیۃ عن الشعبی ومن اسلم بعد بعد ذلک وھاجر فلیس من المھاجرین الاولین وقیل ھم اھل بدر عن عطاء بن ابی رباح وقیل ھم الذین اسلموا قبل الھجرۃ عن الجبائی۔[3]

سعید بن مسیب، حسن، ابن سیرین اور قتادہ کا قول ہے کہ یہ آیت ان کے متعلق نازل ہوئی جنھوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی (مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ) شعبی کا قول یہ ہے کہ یہ آیت ان کے متعلق ہے جنھوں نے حدیبیہ میں بیعت رضوان کی اور جو حدیبیہ کے بعد اسلام لایا یا ہجرت کی وہ مہاجرین اولین میں سے نہیں ہے، عطاء بن ابی رباح کا قول یہ ہے کہ یہ لوگ اہل بدر ہیں، جبائی کا قول یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ہجرت سے پہلے اسلام لائے۔

میں کہتا ہوں کہ سابقین اولین کے متعلق یہ جس قدر اقوال ہیں حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان ان تمام اقوال کے مطابق سابقین اولین میں سے ہیں اور سابقین اولین کے لیے اللہ کی رضا، جنت اور فوز عظیم کی بشارت ہے اور یہ

---

[1] شیخ احمد بن ابی یعقوب متوفی ۲۶۰ھ، تاریخ یعقوبی ج ۱ ص ۳۷۹، مطبوعہ مرکز انتشارات علمی و فرہنگی ایران، ۱۳۶۲ھ
[2] شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۵ ص ۹۸، مطبوعہ ناصر خسرو ایران، ۱۴۰۶ھ
[3] " " " " " مجمع البیان ج ۵ ص ۹۷،

بشارت اسی وقت صحیح ہو گی، جب ان کا خاتمہ ایمان پر ہو، اور جب خلفاء ثلاثہ کا ایمان پر خاتمہ ثابت ہوا تو تمام صحابہ کا ایمان پر خاتمہ ثابت ہو گیا کیونکہ تمام صحابہ کے عقائد اور نظریات وہی تھے جو خلفاء ثلاثہ کے عقائد اور نظریات تھے۔

چوتھی تقریر یہ ہے کہ شیعہ مفسر نے سابقین اولین کے لیے اس بشارت کی فضیلت کی یہ وجوہ بیان کی ہیں:

وفی هذه الآية دلالة على فضل السابقين ومزيتهم على غيرهم لما لحقهم من انواع المشقة فی نصرة الدين فمنها مفارقة العشائر والاقربين ومنها مباينة المألوف من الدين ومنها نصرة الاسلام وقلة العدد وكثرة العدو ومنها السبق الى الايمان والدعاء اليه۔[1]

اس آیت میں سابقین کی فضیلت اور دوسروں پر برتری کی دلیل ہے کیونکہ دین کی نصرت کرنے میں انھوں نے مختلف قسم کی مشقتیں اٹھائیں، اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو چھوڑا، اپنے آبائی دین کو ترک کیا، اور افراد قوت کی کمی اور دشمن کی زیادتی کے باوجود اسلام کی مدد کی، پہلے ایمان لائے اور پھر دوسروں کو اسلام کی دعوت دی۔

یہ تمام وجوہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان میں بدرجہ اتم موجود ہیں اور جب وہ ان وجوہات کی وجہ سے اللہ کی رضا، جنت اور فوز عظیم کی بشارت کے مستحق ہوئے تو ان کی ایمان اور اسلام پر بقاء ثابت ہو گئی اور باقی تمام صحابہ ان کی فرع ہیں، لہٰذا شیعہ نے تین کے سوا باقی تمام صحابہ کے مرتد ہونے کا جو دعویٰ کیا ہے اس کا بطلان واضح ہو گیا، یہ خیال رہے کہ حضرت علی بھی ہمارے نزدیک سابقین اولین میں سے ہیں، ہم ہر جگہ خلفاء ثلاثہ کا ذکر اس لیے کرتے ہیں کہ نزاع اور اختلاف صرف ان تین کی شخصیات مبارکہ میں ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شخصیت غیر نزاعی ہے۔

جن آیات سے ہم نے صحابہ کرام کے ایمان پر ثابت قدم رہنے پر استدلال کیا ہے، ان کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات ہیں جن سے صحابہ کرام کا ایمان پر ثابت قدم رہنا ثابت ہے، لیکن ہمارا مقصد ان تمام آیات کا استیعاب نہیں ہے بلکہ صرف قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں صحابہ کرام کی ایمان پر ثابت قدمی کو ظاہر کرنا ہے۔

فضیلت صحابہ پر کتب شیعہ سے استدلال

حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

لقد رايت اصحاب محمد صلى الله عليه واله فما ارى احدا يشبههم. لقد كانوا يصبحون شعثا غبرا، وقد باتوا سجدا وقياما يراوحون بين جباههم وخدودهم ويقفون على مثل الجمر من ذكر معادهم

میں نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، لیکن تم میں سے کسی کو بھی ان کے مشابہ نہیں پایا، وہ پریشان بال صبح کرتے تھے، رات سجدہ اور قیام میں گذارتے تھے، وہ اپنی پیشانیوں اور رخساروں کو خاک پر رکھتے تھے، آخرت کی یاد سے یوں لگتا تھا جیسے

[1] شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۵ ص ۶۵، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۴۰۶ھ

کان بین اعینھم رکب المعزی من طول سجودھم اذا ذکر اللہ ھملت اعینھم حتی تبل جیوبھم ومادوا کما یمید الشجر یوم الریح العاصف خوفاً من العقاب ورجاء الثواب۔[1]

(خطبہ : ۹۵)

انگاروں پر کھڑے ہوں، ان کی آنکھوں کے درمیان بکریوں کے زانو کے گٹے کی طرح نشان پڑ گئے تھے، جب اللہ کا ذکر کیا جاتا تو ان کی آنکھوں سے اتنے آنسو بہتے کہ ان کے گریبان تر ہو جاتے اور عذاب کے خوف اور ثواب کی امید سے وہ اس طرح لرزتے تھے جس طرح سخت آندھیوں سے درخت ڈولنے لگتے ہیں۔

ایک اور خطبہ میں حضرت علی کا ارشاد ہے:۔

این القوم الذین دعوا الی الاسلام فقبلوہ، وقرأوا القرآن فاحکموہ وھیجوا الی القتال فولھوا ولہ اللقاح الی اولادھا وسلبوا السیوف اغمادھا واخذوا باطراف الارض زحفاً زحفاً وصفاً صفاً بعض ھلک وبعض نجا، لا یبشرون بالاحیاء ولا یعزون عن الموتی مرہ العیون من البکاء خمص البطون من الصیام ذبل الشفاہ من الدعاء صفر الالوان من السھر علی وجوھھم غبرۃ الخاشعین اولئک اخوانی الذاھبون فحق لنا ان نظمأ الیھم ونعض الایدی علی فراقھم۔[2]

(خطبہ : ۱۱۹)

وہ لوگ کہاں ہیں جنھیں اسلام کی دعوت دی گئی تو انھوں نے اس کو قبول کر لیا۔ انھوں نے قرآن پڑھا تو اس پر محکم ہو گئے، انھیں جہاد پر برانگیختہ کیا گیا تو جہاد کے لیے شیدا ہو گئے جیسے اونٹنی اپنے بچہ پر فریفتہ ہوتی ہے، انھوں نے تلواریں میانوں سے باہر نکالیں اور اطراف زمین میں فوج در فوج اور صف در صف حملے شروع کر دیے، بعض شہید ہوئے اور بعض سلامتی سے واپس آئے یہ لوگ زندہ رہنے پر خوش تھے نہ شہید ہونے والوں کی تعزیت کرتے تھے، ان کی آنکھیں کثرت گریہ سے سفید تھیں، روزوں کی کثرت سے پیٹ دُبلے، کثرت دعا سے ہونٹ خشک، شب بیداری کی زیادتی سے چہرے زرد تھے اور ان پر عاجزی کا گرد و غبار تھا، یہ لوگ میرے بھائی تھے جو اب رخصت ہو چکے ہیں، سو حق یہ ہے کہ ہم ان کی ملاقات کے پیاسے ہوں اور ان کے فراق پر کف افسوس ملیں!

ایک اور خطبہ میں حضرت علی ارشاد فرماتے ہیں:

این اخوانی الذین رکبوا الطریق ومضوا علی الحق این عمار؟ واین ابن التیھان واین ذوالشھادتین؟ واین نظراؤھم

میرے وہ بھائی کہاں ہیں جو سفر (آخرت) پر روانہ ہوئے اور حق کے پاس پہنچ گئے عمار کہاں ہیں؟ ابن التیہان کہاں ہیں؟ دو گواہیوں والے (حضرت خزیمہ

[1] نہج البلاغہ ص ۲۹۰، مطبوعہ انتشارات زرین، ایران

[2] نہج البلاغہ ص ۳۹۹-۳۹۸، مطبوعہ انتشارات زرین، ایران

من اخوانهم الذين تعاقدوا على المنية وابرد برؤوسهم الى الفجرة قال ثم ضرب بيده على لحيته الشريفة الكريمة فاطال البكاء ثم قال عليه السلام اوه على اخوانی الذين تلوا القرآن فاحكموه و تدبروا الفرض فاقاموه احيوا السنة واماتوا البدعة دعوا للجهاد فاجابوا ووثقوا بالقائد فاتبعوه۔[۵۷]

(خطبه: ۱۸۰)

بن ثابت انصاری) کہاں ہیں؟ ان کے وہ بھائی کہاں ہیں جو ان کی مانند تھے، جنھوں نے شہادت کا عہد کیا اور ان کے سر کاٹ کر فاجروں کے پاس بھیج دیے گئے، راوی کہتا ہے کہ پھر آپ نے اپنی ڈاڑھی کو ہاتھ سے پکڑا اور دیر تک روتے رہے، پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا: آہ! میرے وہ بھائی جنھوں نے قرآن کو پڑھا اور اس کو محکم رکھا، جنھوں نے فرائض کو سمجھ کر قائم کیا، جنھوں نے سنت کو زندہ کیا اور بدعت کو مٹایا، جن کو جہاد کے لیے بلایا گیا تو انھوں نے لبیک کہا، اپنے قائد پر اعتماد کیا اور اس کی پیروی کی۔

غور کیجیے کیا یہ منافقین اور مرتدین کی صفات ہیں؟ کیا حضرت علی منافقوں اور مرتدوں کو یاد کر کے روتے تھے؟

باب ۴۴۳ من فضائل ابی بكر الصديق رضی الله عنه

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل

۶۰۴۷ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ حَدَّثَهُ قَالَ نَظَرْتُ إِلَى أَقْدَامِ الْمُشْرِكِينَ عَلَى رُءُوسِنَا وَنَحْنُ فِي الْغَارِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ إِلَى قَدَمَيْهِ أَبْصَرَنَا تَحْتَ قَدَمَيْهِ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللَّهُ ثَالِثُهُمَا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس وقت ہم غار میں تھے میں نے اپنے سروں کی جانب مشرکین کے قدم دیکھے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر ان میں سے کسی نے اپنے پیروں کی طرف دیکھا تو وہ ہمیں دیکھ لے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! ان دو کے بارے میں کیا گمان ہے جن میں کا تیسرا اللہ ہے۔

۶۰۴۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ عَبْدٌ خَيَّرَهُ اللَّهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ زَهْرَةَ الدُّنْيَا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو یہ اختیار دیا کہ وہ دنیا کی نعمتیں لے لے یا اللہ کے پاس رہے، اس بندے نے اللہ کے پاس رہنا اختیار کر لیا، یہ سن کر حضرت ابوبکر

۵۷ ۔ نہج البلاغہ ص ۴۴۸، مطبوعہ انتشارات زرین ایران

وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ وَبَكَى فَقَالَ فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا قَالَ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَيَّرُ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا بِهِ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي مَالِهِ وَصُحْبَتِهِ أَبُو بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا وَلَكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ لَا تُبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ إِلَّا خَوْخَةَ أَبِي بَكْرٍ.

روئے اور خوب روئے، اور کہا ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، حضرت ابو سعید نے کہا جس شخص کو اختیار دیا گیا تھا وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے، اور حضرت ابو بکر ہم سب سے زیادہ علم والے تھے، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مال اور صحبت کے لحاظ سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے ابو بکر ہیں، اور اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو خلیل بناتا، لیکن اسلام کی اخوت قائم ہے اور ابو بکر کی (مسجد کی طرف کھلنے والی) کھڑکی کے علاوہ سب کھڑکیاں بند کر دی جائیں۔

۶۰۴۹ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ وَبُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ يَوْمًا بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ.

ابو سعید خدری نے کہا کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

۶۰۵۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي الْهُذَيْلِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا وَلَكِنَّهُ أَخِي وَصَاحِبِي وَقَدِ اتَّخَذَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلًا.

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی شخص کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو خلیل بناتا لیکن وہ میرے (دینی) بھائی اور صاحب ہیں، اور اللہ عزوجل نے تمہارے صاحب کو خلیل بنایا ہے۔

۶۰۵۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أُمَّتِي أَحَدًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ.

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا۔

۶۰۵۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے

قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنِي سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَيْسٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ خَلِيلًا۔

ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابن ابی قحافہ کو خلیل بناتا۔

۶۰۵۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ وَاصِلِ بْنِ حَيَّانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي الْهُذَيْلِ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ خَلِيلًا وَلٰكِنْ صَاحِبُكُمْ خَلِيلُ اللّٰهِ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں اہل زمین میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابن ابی قحافہ کو خلیل بناتا، لیکن تمہارے صاحب (یعنی حضور) اللہ کے خلیل ہیں۔

۶۰۵۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ (وَاللَّفْظُ لَهُمَا) قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا إِنِّي أَبْرَأُ إِلَى كُلِّ خِلٍّ مِنْ خِلِّهِ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا إِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلُ اللّٰهِ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو! میں ہر خلیل کی خلت سے بری ہوتا ہوں، اور اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو خلیل بناتا، تمہارے صاحب اللہ کے خلیل ہیں۔

۶۰۵۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ عَلَى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ أَيُّ النَّاسِ

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انھیں لشکر ذات السلاسل میں سالار بنا کر بھیجا، میں آپ کے پاس آیا اور کہا آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا

أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ عَائِشَةُ قُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ أَبُوهَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ فَعَدَّ رِجَالًا۔

عائشہ! میں نے کہا اور مردوں میں؟ آپ نے فرمایا ان کے والد، میں نے کہا پھر کون ہے، آپ نے فرمایا عمر، پھر انھوں نے کئی نام لیے۔

٦٠٥٦ - وَحَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ أَبِي عُمَيْسٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ (وَاللَّفْظُ لَهُ) أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَيْسٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ وَسُئِلَتْ مَنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْلِفًا لَوِ اسْتَخْلَفَهُ قَالَتْ أَبُو بَكْرٍ فَقِيلَ لَهَا ثُمَّ مَنْ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ عُمَرُ ثُمَّ قِيلَ لَهَا مَنْ بَعْدَ عُمَرَ قَالَتْ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ ثُمَّ انْتَهَتْ إِلَى هٰذَا۔

ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی کو خلیفہ بناتے تو کس کو خلیفہ بناتے؟ حضرت عائشہ نے کہا، حضرت ابوبکر کو، حضرت عائشہ سے پوچھا گیا حضرت ابوبکر کے بعد حضور کس کو خلیفہ بناتے؟ انھوں نے کہا حضرت عمر کو، کہا گیا کہ حضرت عمر کے بعد حضور کس کو خلیفہ بناتے؟ حضرت عائشہ نے کہا حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو، اس کے بعد حضرت عائشہ خاموش ہوگئیں۔

٦٠٥٧ - حَدَّثَنِي عَبَّادُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ فَلَمْ أَجِدْكَ قَالَ أَبِي كَأَنَّهَا تَعْنِي الْمَوْتَ قَالَ فَإِنْ لَمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کے متعلق سوال کیا، آپ نے فرمایا: پھر آنا، اس نے کہا یا رسول اللہ یہ بتلائیں کہ اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں، حضرت جبیر بن مطعم نے کہا اس کی مراد موت تھی، آپ نے فرمایا: اگر تم مجھے نہ پاؤ تو پھر ابوبکر کے پاس آنا۔

٦٠٥٨ - وَحَدَّثَنِيهِ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِيهِ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ أَبَاهُ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَتْهُ فِي شَيْءٍ فَأَمَرَهَا بِأَمْرٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَبَّادِ بْنِ مُوسَى۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور اس نے آپ سے کسی مسئلہ میں گفتگو کی آپ نے اس کو (پھر آنے کا) حکم دیا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

٦٠٥٩ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ ادْعِي لِي أَبَا بَكْرٍ أَبَاكِ وَأَخَاكِ حَتَّى أَكْتُبَ كِتَابًا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں فرمایا: اپنے باپ ابوبکر اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ تاکہ میں ان کے متعلق ایک مکتوب لکھ دوں، کیونکہ مجھے یہ خوف ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے گا اور کہنے

فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَتَمَنَّى مُتَمَنٍّ وَيَقُولُ قَائِلٌ أَنَا أَوْلَى وَيَأْبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ.

والا کہے گا کہ میں خلافت کا زیادہ حقدار ہوں اور اللہ تعالیٰ اور تمام مسلمان ابوبکر کے سوا ہر ایک کی خلافت کا انکار کر دیں گے۔

۶۰۶۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ عَنْ يَزِيدَ (وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ) عَنْ أَبِي حَازِمٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا قَالَ فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا قَالَ فَمَنْ أَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِينًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا قَالَ فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيضًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اجْتَمَعْنَ فِي امْرِئٍ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے آج کون روزہ دار ہے؟ حضرت ابوبکر نے کہا میں، آپ نے فرمایا تم میں سے آج کس شخص نے مسکین کو کھانا کھلایا؟ حضرت ابوبکر نے کہا میں نے، آپ نے فرمایا تم میں سے آج کس شخص نے مریض کی عیادت کی؟ حضرت ابوبکر نے کہا میں نے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص میں یہ اوصاف جمع نہیں ہوں گے مگر وہ شخص جنتی ہوگا۔

۶۰۶۱ - حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَقَرَةً لَهُ قَدْ حَمَلَ عَلَيْهَا الْتَفَتَتْ إِلَيْهِ الْبَقَرَةُ فَقَالَتْ إِنِّي لَمْ أُخْلَقْ لِهٰذَا وَلٰكِنِّي إِنَّمَا خُلِقْتُ لِلْحَرْثِ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ تَعَجُّبًا وَفَزَعًا أَبَقَرَةٌ تَكَلَّمُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أُومِنُ بِهِ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا رَاعٍ فِي غَنَمِهِ عَدَا عَلَيْهِ الذِّئْبُ فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِي حَتَّى اسْتَنْقَذَهَا مِنْهُ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ الذِّئْبُ فَقَالَ لَهُ مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِي فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أُومِنُ بِذٰلِكَ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص گائے پر بوجھ لاد کر ہانک رہا تھا، گائے نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا اور کہا میں اس لیے پیدا نہیں کی گئی، البتہ مجھے کھیتی باڑی کے لیے پیدا کیا گیا ہے، لوگوں نے تعجب سے کہا سبحان اللہ! اور خوف زدہ ہو کر کہا کیا گائے نے کلام کیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور ابوبکر اور عمر اس پر ایمان لاتے ہیں، حضرت ابوہریرہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک چرواہا اپنی بکریاں چرا رہا تھا اس پر ایک بھیڑیے نے حملہ کیا اور ایک بکری اٹھا کر لے گیا، چرواہے نے اس کو ڈھونڈا اور اس سے بکری کو چھڑا لیا، بھیڑیے نے مڑ کر کہا درندوں کے دن جب میرے سوا اور کوئی چرواہا نہیں ہوگا اس دن اس کو کون چھڑائے گا؟ لوگوں نے کہا سبحان اللہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں، ابوبکر اور عمر اس پر ایمان لاتے ہیں۔

٦٠٦٢ - وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قِصَّةَ الشَّاةِ وَالذِّئْبِ وَلَمْ يَذْكُرْ قِصَّةَ الْبَقَرَةِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی اس میں بکری اور بھیڑیے کا ذکر ہے اور گائے کا ذکر نہیں ہے۔

٦٠٦٣ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَفِي حَدِيثِهِمَا فَإِنِّي أُومِنُ بِهِ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ.

حضرت ابوہریرہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کی، یہ روایت بھی حسب سابق ہے، اور اس میں ہے آپ نے فرمایا کہ میں اور ابوبکر اور عمر اس پر ایمان لاتے ہیں حالانکہ وہ دونوں اس جگہ موجود نہیں تھے۔

٦٠٦٤ - وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مِسْعَرٍ كِلَاهُمَا عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

امام مسلم نے دو سندوں کے ساتھ حضرت ابوہریرہ سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی روایت ذکر کی۔

صحابہ کرام کی ایک دوسرے پر افضلیت کے متعلق علماء کے مسالک اور نظریات

علامہ یحیی بن شرف نووی لکھتے ہیں:

علامہ ابو عبد اللہ مازری نے کہا بعض صحابہ کی بعض صحابہ پر افضلیت میں اختلاف ہے، ایک جماعت نے کسی کو کسی پر فضیلت نہیں دی، اور اس مسئلہ میں توقف کیا اور جمہور تفضیل کے قائل ہیں، پھر افضلیت میں اختلاف ہے، اہلسنت کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں، خطابیہ نے کہا حضرت عمر بن الخطاب سب سے افضل ہیں، راوندیہ نے کہا حضرت عباس افضل ہیں، شیعہ نے کہا حضرت علی افضل ہیں، اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ سب سے افضل حضرت ابوبکر ہیں، پھر حضرت عمر ہیں، پھر جمہور اہلسنت کے نزدیک حضرت عمر کے بعد حضرت عثمان افضل ہیں اور پھر حضرت علی ہیں اور کوفہ کے بعض اہل سنت حضرت علی کو حضرت عثمان پر مقدم کرتے ہیں (امام عبد الرزاق بن ہمام، امام احمد بن شعیب نسائی، اور علامہ تفتازانی وغیرہم کا یہی مسلک ہے) اور صحیح اور مشہور یہی ہے کہ حضرت عثمان، حضرت علی پر مقدم ہیں، ابو منصور بغدادی نے کہا تمام صحابہ میں افضل خلفاء اربعہ ہیں، پھر تمام عشرہ مبشرہ ہیں، پھر اہل بدر ہیں پھر اہل احد ہیں پھر اصحاب بیعت رضوان ہیں اور اصحاب بیعت عقبہ اولیٰ اور عقبہ ثانیہ کی فضیلت ہے، اسی طرح سابقین اولین کی فضیلت ہے۔ سابقین اولین کی تعیین کے متعلق ابن مسیب نے کہا یہ وہ صحابہ ہیں جنھوں نے

دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی، شعبی نے کہا وہ اصحاب بیعت رضوان ہیں، عطاء اور محمد بن کعب نے کہا وہ اہل بدر ہیں۔

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ علامہ ابن عبد البر اور ایک جماعت کا یہ نظریہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات میں جو صحابہ فوت ہو گئے وہ بعد میں زندہ رہنے والے صحابہ سے افضل ہیں، لیکن علی الاطلاق یہ قول ناپسندیدہ اور مردود ہے، نیز علماء کا اس میں بھی اختلاف ہے کہ افضلیت کی یہ ترتیب قطعی ہے یا نہیں، اور آیا یہ ترتیب ظاہر اور باطن کے اعتبار سے ہے یا صرف ظاہر کے اعتبار سے ہے، اسی طرح حضرت عائشہ اور خدیجہ رضی اللہ عنہما کی افضلیت میں بھی اختلاف ہے اور حضرت عائشہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کی افضلیت میں بھی اختلاف ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت بالاجماع صحیح ہے، وہ مظلوماً شہید کیے گئے اور ان کے قاتل فساق ہیں، کیونکہ قتل کرنے کے اسباب معلوم اور منضبط ہیں، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں قتل کا کوئی سبب نہیں تھا، حضرت عثمان کے قتل میں کوئی صحابی شریک نہیں تھا۔ چند آدمیوں نے اچانک حملہ کر کے ان کو شہید کر دیا وہ اس وقت خلیفہ برحق تھے۔

صحابہ کرام کی باہمی جنگوں کے متعلق اہل سنت کا نظریہ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نیک، بلند مرتبہ اور فاضل صحابی ہیں، صحابہ کرام میں جو جنگیں ہوئی ان میں ہر فریق کو کوئی شبہ لاحق تھا اور ہر فریق کا اعتقاد یہ تھا کہ وہ صحت اور صواب پر ہے اور تمام صحابہ نیک اور عادل ہیں، جنگ اور دوسرے نزاعی معاملات میں ہر فریق کی ایک تاویل تھی، اور اس اختلاف کی وجہ سے کوئی صحابی عدالت اور نیکی سے خارج نہیں ہوتا کیونکہ وہ سب مجتہد تھے اور ان کا مسائل میں اجتہادی اختلاف تھا، جس طرح ان کے بعد کے مجتہدین کا قصاص اور دیت کے مسائل میں اجتہادی اختلاف ہے اس سے کسی فریق کی تنقیص لازم نہیں آتی، ان جنگوں کا سبب یہ تھا کہ بعض معاملات ان پر مشتبہ ہو گئے تھے، اور شدت اشتباہ کی وجہ سے ان کا اجتہاد مختلف ہو گیا تھا، اس لحاظ سے صحابہ کی تین قسمیں ہیں، (۱) بعض صحابہ پر اجتہاد سے یہ منکشف ہوا کہ وہ حق پر ہیں اور ان کا مخالف باغی ہے، اس لیے ان پر اپنی جماعت کی نصرت اور اپنے مخالف سے جنگ کرنا واجب تھا، سو انھوں نے ایسا ہی کیا، (۲) بعض صحابہ پر اجتہاد سے اس کے برعکس ظاہر ہوا، یعنی حق دوسری جانب ہے، اس لیے ان پر اس جماعت کی موافقت کرنا اور باغیوں سے قتال کرنا واجب تھا، (۳) بعض صحابہ پر یہ معاملات مشتبہ ہو گئے اور وہ حیران رہے اور کسی جانب کو ترجیح نہ دے سکے اس لیے وہ دونوں فریقوں سے الگ رہے اور ان کے حق میں الگ رہنا واجب تھا، کیونکہ اس وقت تک کسی مسلمان سے جنگ کرنا جائز نہیں ہے جب تک کہ کسی دلیل سے یہ ظاہر نہ ہو جائے کہ وہ قتل کیے جانے کا مستحق ہے، اگر کسی فریق کی ترجیح ان پر ظاہر ہو جاتی تو ان پر اس کی حمایت میں ان کے مخالفین سے قتال کرنا واجب تھا، سو تمام صحابہ رضی اللہ عنہم معذور ہیں، اسی وجہ سے اہل حق اور قابل ذکر لوگوں کا اس پر اجماع ہے کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم عدالت میں کامل ہیں، اور ان کی شہادت اور روایت کو قبول کرنا واجب ہے۔ [1]

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۷۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے:
عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوئی القرشی التیمی۔ حضرت ابوبکر کے والد عثمان کی کنیت ابوقحافہ ہے، حضرت ابوبکر کی والدہ کا نام ہے ام الخیر سلمٰی بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ۔

حضرت ابوبکر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غار اور ہجرت کے ساتھی ہیں، اور آپ کے بعد خلیفہ اول ہیں، حضرت ابوبکر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کی ہیں اور حضرت ابوبکر سے حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبدالرحمان بن عوف، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس، حضرت حذیفہ، حضرت زید بن ثابت اور دیگر صحابہ نے احادیث روایت کی ہیں۔

حضرت ابوبکر کا لقب عتیق ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: انت عتیق من النار۔ "تم جہنم سے آزاد ہو" اس دن سے حضرت ابوبکر کا لقب عتیق پڑ گیا، حضرت ابوبکر کا لقب صدیق بھی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رات میں مسجد اقصیٰ کی سیر کرائی گئی تو آپ نے صبح لوگوں سے یہ واقعہ بیان کیا، کئی مسلمان یہ خبر سن کر مرتد ہو گئے (العیاذ باللہ) اور فتنہ میں مبتلاء ہو گئے، حضرت ابوبکر نے یہ خبر سن کر کہا میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر کی بناء پر اس سے بھی زیادہ مستبعد چیزوں کی تصدیق کرتا ہوں، اس بناء پر حضرت ابوبکر کا لقب صدیق پڑ گیا۔ [1]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا

زمانۂ جاہلیت میں حضرت ابوبکر صدیق کا شمار قریش کے رؤسا میں ہوتا تھا اور قریش حضرت ابوبکر سے بہت الفت اور محبت رکھتے تھے، حضرت حسان بن ثابت، حضرت ابن عباس، حضرت عمرو بن عنبسہ، ابراہیم نخعی اور علماء کی ایک جماعت کا یہ نظریہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا، حضرت عبداللہ بن حصین تمیمی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے جس شخص پر بھی اسلام پیش کیا اس نے اس میں شک، تردد اور غور و فکر کیا، البتہ ابوبکر پر جب اسلام پیش کیا تو انھوں نے اس میں تردد نہیں کیا، حضرت ابوبکر صدیق بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مبعوث ہونے والے نبی کے متعلق سنتا رہتا تھا، میں نے ورقہ بن نوفل سے اس کے بارے میں پوچھا انھوں نے کہا وہ نبی عرب کے متوسط نسب سے مبعوث ہوگا اور مجھے متوسط نسب کا علم تھا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو میں آپ پر ایمان لے آیا اور آپ کی تصدیق کی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے حضرت

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۰۶ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، تہران

ابو بکر یمن گئے، وہاں ایک بوڑھے عالم سے ملاقات ہوئی اس نے مجھے (حضرت ابو بکر کو) دیکھ کر کہا میرا گمان ہے تم حرم کے رہنے والے ہو، حضرت ابو بکر نے کہا ہاں میں اہل حرم سے ہوں، اس نے کہا میرا گمان ہے تم قریش سے ہو، میں نے کہا ہاں میں قریش سے ہوں، انھوں نے کہا میرا گمان ہے تم تیمی ہو، میں نے کہا ہاں میں تیم بن مرہ کی اولاد سے ہوں اس نے کہا مجھے تمہاری ایک علامت کا علم ہے، میں نے کہا وہ کیا؟ اس نے کہا تم اپنا پیٹ کھولو، میں نے کہا نہیں تم مجھے اس کا سبب بتاؤ، اس نے کہا میں اپنے صحیح اور صادق علم کے ذریعہ جانتا ہوں کہ حرم میں ایک نبی مبعوث ہوگا اور ایک ادھیڑ عمر کا اور ایک جوان شخص اس نبی کی مدد کریں گے، جوان شخص مہمات کو سر کرنے والا اور مشکلات کو حل کرنے والا ہوگا۔ اور ادھیڑ عمر شخص سفید رنگ کا نحیف ولاغر ہوگا اور اس کے پیٹ پر تل ہوگا، اس کی الٹی ران پر ایک علامت ہوگی، تم مجھے وہ علامت کیوں نہیں دکھاتے جو میں نے بتائی ہے؟ میں نے پیٹ سے کپڑا ہٹایا تو اس نے میری ناف کے اوپر ایک سیاہ رنگ کا تل دیکھا، اس نے کہا رب کعبہ کی قسم تم وہی ہو، میں تمہارے پاس خود آنے والا تھا، میں نے کہا کس لیے؟ اس نے کہا یہ بتانے کے لیے کہ تم راہ ہدایت سے نہ ہٹنا اور اللہ تعالی نے تم کو جو نعمت عطا کی ہے، اس میں ڈرتے رہنا، جب میں اس سے رخصت ہونے لگا تو اس نے کہا مجھ سے کچھ شعر سنتے جاؤ، حضرت ابو بکر کہتے ہیں جب میں واپس مکہ مکرمہ پہنچا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو چکے تھے، مجھ سے عقبہ بن ابی معیط، شیبہ، ربیعہ، ابو جہل، ابو البختری اور دیگر صنادید قریش ملے، انھوں نے کہا اے ابو بکر ایک عظیم واقعہ ہو گیا ہے! ابو طالب کے یتیم نے یہ دعوی کیا ہے کہ وہ نبی مرسل ہیں، اگر تم نہ ہوتے تو ہم اس معاملہ میں انتظار نہ کرتے اب تم آگئے ہو تو اس کا فیصلہ کرنا تم پر موقوف ہے، حضرت ابو بکر نے کہا میں نے ان کو احسن طریقہ سے واپس کیا پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آپ حضرت خدیجہ کے گھر ہیں میں نے دروازہ کھٹکھٹایا، آپ باہر آئے، میں نے کہا اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) آپ نے اپنے آباؤ اجداد کا دین ترک کر دیا؟ آپ نے فرمایا اے ابو بکر! میں تمہاری اور تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں تم اللہ پر ایمان لے آؤ، میں نے کہا آپ کے اس دعوی پر کیا دلیل ہے؟ آپ نے فرمایا وہ بوڑھا شخص جو تم سے یمن میں ملا تھا، میں نے کہا میں تو وہاں پر کئی بوڑھوں سے ملا ہوں، آپ نے فرمایا وہ بوڑھا جس نے تمہیں شعر سنائے تھے، میں نے کہا آپ کو کس نے خبر دی؟ آپ نے فرمایا اس عظیم فرشتے نے جو مجھ سے پہلے انبیاء کے پاس آتا رہا ہے، میں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ اللہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں، حضرت ابو بکر نے کہا میں واپس ہو گیا اور میرے اسلام لانے پر پوری وادی میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی خوش نہیں تھا۔ [1]

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہجرت

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور غار میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحب اور مونس وغمخوار رہے، بعض علماء نے کہا کہ اگر کوئی شخص حضرت ابو بکر کے سوا باقی تمام صحابہ کی صحابیت

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۰۸ - ۲۰۶، ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

کا انکار کر دے تو وہ کافر نہیں ہوگا، اور اگر حضرت ابوبکر کی صحابیت کا انکار کیا تو وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ قرآن مجید نے حضرت ابوبکر کے صاحب رسول ہونے کو (اذ یقول لصاحبہ توبہ: ۴۰) بیان کیا ہے۔

ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت طلب کی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلدی نہ کرو شاید اللہ تعالیٰ تم کو میرا صاحب بنا دے گا، جب ہجرت کا وقت آیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر کے پاس گئے، درآں حالیکہ حضرت ابوبکر سو رہے ہوئے تھے، آپ نے ان کو بیدار کیا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یہاں سے جانے کی اجازت مل گئی ہے، حضرت عائشہ کہتی ہیں میں نے دیکھا کہ فرط مسرت سے حضرت ابوبکر کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے، پھر وہ دونوں گئے اور غار میں داخل ہو گئے اور تین دن غار میں ٹھہرے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے ہجرت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہم رات کے اندھیرے میں روانہ ہوئے اور ایک رات اور ایک دن چلتے رہے حتیٰ کہ دوپہر کا وقت ہو گیا میں نظر اٹھا کر کوئی سائے کی جگہ دیکھنے لگا، اچانک میں نے ایک چٹان کو دیکھا اس پر کچھ سایہ تھا، میں نے اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے صاف کیا اور اس پر ایک پوستین بچھا دی پھر میں نے کہا: یا رسول اللہ! اس پر لیٹ جائیے، پھر میں نے نکل کر دیکھا کہ کوئی ہمیں ڈھونڈ تو نہیں رہا، میں نے ایک بکریاں چرانے والا دیکھا، میں نے اس سے پوچھا تم کس کی بکریاں چرا رہے ہو؟ اس نے قریش کے ایک آدمی کا نام بتایا جس کو میں نے پہچان لیا، میں نے اس سے پوچھا تمہاری بکریوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہا ہاں! میں نے اس سے پوچھا تم مجھ کو دودھ دو گے اس نے کہا ہاں، میں نے اس سے کہا بکری کے تھن کو گرد و غبار سے صاف کرو، اس نے دودھ نکالا، میں نے اس کو ایک پیالے میں ڈال کر پانی ملا کر ٹھنڈا کیا، پھر میں دودھ لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، اس وقت آپ بیدار ہو چکے تھے، میں نے کہا: یا رسول اللہ! دودھ پیجئے، آپ نے اتنا دودھ پیا حتیٰ کہ میں راضی ہو گیا، میں نے کہا اب ہمیں چلنا چاہیے، پھر ہم چل پڑے اور لوگ ہمارے پیچھے آ رہے تھے اور سراقہ بن مالک بن جعشم کے سوا جو گھوڑی پر سوار تھا کوئی ہم تک نہیں پہنچ سکا، میں نے کہا یا رسول اللہ! اس نے تو ہمیں آ لیا، آپ نے فرمایا غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے، جب وہ دو یا تین نیزے کی مقدار رہ گیا تو میں رونے لگا، آپ نے فرمایا کیوں روتے ہو؟ میں نے کہا میں اپنی وجہ سے نہیں آپ کی وجہ سے رو رہا ہوں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سراقہ کے خلاف دعا کی تو اس کی گھوڑی پیٹ تک اس سخت زمین میں دھنس گئی، وہ کہنے لگا: اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) میں خوب جانتا ہوں کہ یہ آپ کا عمل ہے، آپ دعا کریں کہ اللہ مجھے اس سے نجات دے، میں آپ کے پیچھے آنے والوں کو اندھا کر دوں گا، آپ میرے یہ تیر اور کمان لے لیں عنقریب آپ کا میرے اونٹوں اور بکریوں سے گذر ہو گا، ان میں سے آپ اپنی ضرورت کے مطابق لے لیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی وہ زمین سے نکل آیا اور اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ گیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ میں اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے حتیٰ کہ ہم مدینہ پہنچ گئے۔[۱]

[۱] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۱۱-۲۰۹ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی غزوات میں شرکت

حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا، تم میں سے ایک کے ساتھ جبرائیل ہیں اور دوسرے کے ساتھ میکائیل اور اسرافیل ہیں، یہ عظیم فرشتے جنگ میں حاضر ہیں۔

امام محمد بن سعد نے کہا ہے کہ حضرت ابوبکر، بدر، احد، خندق، حدیبیہ اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں سب سے بڑا جھنڈا حضرت ابوبکر کو دیا، اس جھنڈے کا رنگ سیاہ تھا، جنگ خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو سو وسق طعام دیا، جنگ احد اور جنگ حنین میں جب بعض صحابہ کے قدم اکھڑ گئے تھے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے ان دونوں جنگوں میں حضرت ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، تمام اہل سیرت اور مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت ابوبکر تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ [1]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب

عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے سوال کیا مجھے بتائیے کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو سب سے بڑی زیادتی کی وہ کیا تھی؟ انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے، عقبہ بن ابی معیط نے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن میں کپڑا لپیٹا اور زور سے آپ کا گلا گھونٹنا شروع کر دیا۔ اچانک حضرت ابوبکر آگئے انھوں نے عقبہ بن ابی معیط کا کندھا پکڑ کر اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پرے دھکیلا۔ پھر حضرت ابوبکر نے کہا اے لوگو! کیا تم ایک شخص کو اس لیے قتل کر رہے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے دلائل اور معجزات لے کر آیا ہے!

حضرت عبد الرحمن بن عوف بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر جنت میں ہیں، عمر جنت میں ہیں، عثمان جنت میں ہیں، علی جنت میں ہیں، طلحہ جنت میں ہیں، زبیر جنت میں ہیں، عبد الرحمن بن عوف جنت میں ہیں، سعد بن ابی وقاص جنت میں ہیں، سعید بن زید جنت میں ہیں، اور ابو عبیدہ بن جراح جنت میں ہیں۔

حمید بن انس بیان کرتے ہیں کہ جبرائیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی لے کر آئے اور کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ آپ پر سلام پڑھتا ہے اور فرماتا ہے کہ آپ عتیق بن ابی قحافہ کو بتائیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے، ابن عیینہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے حضرت ابوبکر کے سوا تمام مسلمانوں پر عتاب فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۱۲-۲۱۱ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار۔

اگر تم نے رسول کی مدد نہ کی تو بے شک اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی، جب کافروں نے رسول کو بے وطن کیا، وہ دو میں سے دوسرے تھے، جب وہ دونوں غار میں تھے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے دو وزیر آسمان والوں میں سے ہیں اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہیں، آسمان والوں سے دو وزیر جبرائیل اور میکائیل ہیں اور زمین والوں سے دو وزیر ابوبکر اور عمر ہیں پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف سر بلند کر کے فرمایا: اہل علیین کو جنت کے نچلے درجہ والے اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح ستاروں کو آسمان میں دیکھتے ہیں اور ابوبکر اور عمر اہل علیین میں سے ہیں۔

حضرت زبیر، حضرت عثمان، حضرت عبدالرحمان بن عوف اور حضرت طلحہ یہ سب حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، اور حضرت ابوبکر نے سات ایسے غلاموں کو خرید کر آزاد کیا جن کو اسلام لانے کی پاداش میں عذاب دیا جاتا تھا، ان سات میں سے حضرت بلال اور حضرت عامر بن فہیرہ ہیں۔ (باقی غلاموں اور باندیوں کا ذکر عنقریب آرہا ہے)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور عمر کو دیکھ کر فرمایا انبیاء اور مرسلین کے سوا اہل جنت کے تمام اولین اور آخرین کے ادھیڑ عمر لوگوں کے یہ دونوں سردار ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے زمین سے سات کنکریاں اٹھائیں تو وہ آپ کے ہاتھ میں تسبیح کرنے لگیں پھر آپ نے وہ کنکریاں حضرت ابوبکر کے ہاتھ میں دیں تو وہ کنکریاں حضرت ابوبکر کے ہاتھ میں اسی طرح تسبیح کرنے لگیں جس طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تسبیح کر رہی تھیں پھر آپ نے وہ کنکریاں حضرت عمر کے ہاتھ میں دیں تو وہ کنکریاں حضرت عمر کے ہاتھ میں بھی اسی طرح تسبیح کرنے لگیں جس طرح حضرت ابوبکر کے ہاتھ میں تسبیح کر رہی تھیں پھر آپ نے وہ کنکریاں حضرت عثمان کو دیں تو وہ ان کے ہاتھ میں بھی اسی تسبیح کرنے لگیں جس طرح حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے ہاتھ میں تسبیح کر رہی تھیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (ایک دن) پوچھا آج صبح تم میں سے کون روزہ دار ہے؟ حضرت ابوبکر نے کہا میں! آپ نے فرمایا (آج) تم میں سے کسی نے صدقہ کیا ہے؟ حضرت ابوبکر نے کہا میں نے، آپ نے فرمایا آج کوئی جنازہ میں گیا تھا؟ حضرت ابوبکر نے کہا میں، آپ نے فرمایا آج کسی شخص نے کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ حضرت ابوبکر نے کہا، میں نے، آپ نے فرمایا جس شخص نے ایک دن میں یہ اوصاف جمع کر لیے اس کے لیے (جنت) واجب ہو گی یا فرمایا اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ [1]

⁂

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۱۲-۲۱۳ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا علم

عکرمہ بن خالد بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کون فتویٰ دیتا تھا؟۔ انھوں نے کہا ابوبکر اور عمر، ان کے سوا میں اور کسی کو نہیں جانتا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو دنیا اور اپنے پاس رہنے کا اختیار دیا تو اس شخص نے اللہ کے پاس رہنے کو اختیار کر لیا، حضرت ابوبکر یہ سن کر رونے لگے، ہم کو تعجب ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اختیار دینے کی خبر دی ہے، اس میں رونے کی کیا بات ہے؟ دراصل جس شخص کو اختیار دیا گیا تھا وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور حضرت ابوبکر ہم سب سے زیادہ عالم تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت روؤ، لوگوں میں سے جس شخص نے اپنی صحبت اور مال سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کیا ہے وہ ابوبکر ہیں، مسجد میں ابوبکر کے سوا اور کسی شخص کا دروازہ باقی نہ رہنے دیا جائے۔ [1]

حضرت ابوبکر کا زہد، تواضع اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

اصمعی بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر کی مدح کی جاتی تو آپ کہتے اے اللہ تو مجھے مجھ سے زیادہ جانتا ہے، اور میں لوگوں کی بہ نسبت خود کو زیادہ جانتا ہوں، اے اللہ! مجھے ان کے گمان سے بہتر کر دے، اور میرے ان کاموں کو بخش دے جنھیں یہ نہیں جانتے اور ان کے قول سے میرا مواخذہ نہ کرنا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کسی شخص کے مال نے وہ نفع نہیں دیا جو ابوبکر کے مال نے نفع دیا ہے، حضرت ابوبکر رونے لگے اور کہا: یا رسول اللہ میں اور میرا مال آپ ہی کا تو ہے!

شعبی بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی: ان تبدوا الصدقات فنعما هی و ان تخفوها وتؤتوها الفقراء فهو خیر لکم (بقرہ: ۲۷۱) "اگر تم ظاہر کر کے خیرات دو تو وہ کیا ہی اچھا ہے اور اگر تم اسے چھپاؤ اور فقیروں کو دو تو وہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے"، تو حضرت عمر لوگوں کے سامنے اپنا آدھا مال لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور حضرت ابوبکر سب سے چھپا کر اپنا سارا مال لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم نے اپنے اہل کے لیے کیا چھوڑا؟ کہا اللہ اور اس کے رسول کا وعدہ! حضرت عمر نے کہا اے ابوبکر تم پر میں اور میرے گھر والے فدا ہوں تم نیکی کے ہر باب میں ہم سے آگے بڑھ گئے ہو!

زید بن اسلم اپنے والد سے اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا اس دن میرے پاس کافی مال تھا میں نے دل میں سوچا کہ اگر میں حضرت ابوبکر پر سبقت کر سکتا ہوں تو آج سبقت کر جاؤں گا، میں آدھا مال لے کر آ گیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

[1] - علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۱۷-۲۱۶، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

پوچھا اپنے اہل کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ میں نے کہا اتنا ہی! حضرت ابوبکر اپنا سارا مال لے کر آگئے، آپ نے پوچھا اے ابوبکر اپنے اہل کے لیے کیا چھوڑا؟ حضرت ابوبکر نے کہا میں نے ان کے لیے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑا ہے! پھر میں نے سوچا میں حضرت ابوبکر سے کبھی نہیں بڑھ سکتا!

عروہ بیان کرتے ہیں جب حضرت ابوبکر اسلام لائے تو ان کے پاس چالیس ہزار (درہم یا دینار) تھے انھوں نے وہ سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دیے اور سات ایسے غلاموں کو خرید کر آزاد کیا جن کو اسلام لانے کی پاداش میں عذاب دیا جاتا تھا۔ ان کے نام یہ ہیں: بلال، عامر بن فہیرہ، زنیرہ، نہدیہ، اس کی بیٹی، بنو مومل کی باندی اور ام عبیس۔

حضرت عمر بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک نابینا بڑھیا کا کام کاج کرتے اور اس کے گھر میں پانی بھرتے تھے ایک دن گئے تو کوئی اور پہلے یہ کام کر چکا تھا، پھر کئی دن ایسا ہوتا رہا آخر ایک دن وہ اس شخص کی گھات میں رہے دیکھا تو وہ حضرت ابوبکر تھے، یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ خلیفہ تھے۔![1]

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت

حافظ ابن عبد البر مالکی لکھتے ہیں:

جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اسی روز سقیفہ بنو ساعدہ میں حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی گئی، پھر اس کے ایک دن بعد (منگل کے روز) عام بیعت کی گئی، حضرت سعد بن عبادہ، قبیلہ خزرج کے چند لوگوں اور قریش کی ایک جماعت نے بیعت نہیں کی، پھر حضرت سعد کے علاوہ باقی سب نے بیعت کر لی، ایک قول یہ ہے کہ اس دن تمام قریش نے بیعت کر لی تھی، ایک قول یہ ہے کہ قریش میں سے حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہم نے ابتداً بیعت نہیں کی تھی بعد میں بیعت کر لی، ایک قول یہ ہے کہ حضرت علی نے حیات فاطمہ رضی اللہ عنہا میں بیعت نہیں کی اور پھر بیعت کر لی، پھر ہمیشہ ان کے احکام کو سنا اور اطاعت کی، ان کی تعریف کرتے رہے اور ان کے فضائل بیان کرتے رہے، ابو عبیدہ بن حکم بن حجل بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص مجھے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر پر فضیلت دے گا میں اس کو وہ سزا دوں گا جو مفتری (جھوٹے) کو سزا دی جاتی ہے۔

حضرت ابوبکر پیر کے دن بائیس جمادی الثانیہ تیرہ ہجری کو فوت ہوگئے، حضرت ابوبکر نے وصیت کی تھی کہ انھیں ان کی زوجہ اسماء بنت عمیس غسل دیں، سو انھوں نے غسل دیا، حضرت عمر بن الخطاب نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت عبد الرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہم ان کی قبر میں اترے، انھیں رات کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار میں دفن کیا گیا اس پر اتفاق ہے کہ وفات کے وقت ان کی عمر تریسٹھ سال تھی اور خلافت کا عرصہ گزار کر ان کی عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کے مساوی ہوگئی ان کی انگوٹھی پر "نعم القادر اللہ" نقش تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر نے تاحیات

---

[1] علامہ محمد بن محمد ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۱۹ - ۲۲۱، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

کوئی شعر نہیں کہا، انھوں نے اور حضرت عثمان نے زمانۂ جاہلیت میں ہی اپنے اوپر شراب کو حرام کر لیا تھا۔ [۱]

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے اہم کارنامے

علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جو اہم اُمور واقع ہوئے وہ یہ ہیں: لشکر اسامہ کو روانہ کرنا، مرتدین، مانعین زکوٰۃ اور مسیلمہ کذاب سے قتال کرنا اور قرآن مجید کو جمع کرنا۔

اسماعیلی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بعض عرب کے لوگ مرتد ہو گئے، انھوں نے کہا ہم نماز پڑھیں گے اور زکوٰۃ نہیں دیں گے، پھر میں حضرت ابوبکر کے پاس گیا اور کہا اے رسول اللہ کے خلیفہ! لوگ وحشی جانوروں کی طرح ہیں ان کے ساتھ نرمی کیجئے، حضرت ابوبکر نے کہا میں تم سے مدد کی توقع رکھتا تھا اور تم مجھے رسوا کرنے آئے ہو، تم جاہلیت میں سخت تھے اور اسلام میں کمزور پڑ گئے ہو، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور وحی منقطع ہو گئی، اگر انھوں نے مجھے ایک رسی دینے سے بھی انکار کیا تو جب تک میرے ہاتھ میں تلوار ہے میں ان سے قتال کروں گا۔

بعض علماء نے کہا صحابہ میں سب سے پہلا اختلاف یہ ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہاں دفن کیا جائے، بعض نے کہا ہم آپ کو مکہ میں دفن کریں گے، بعض نے کہا ہم آپ کو مسجد نبوی میں دفن کریں گے، بعض نے کہا بقیع میں، بعض نے کہا بلکہ بیت المقدس میں جو مدفن انبیاء ہے حتیٰ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سُنا ہے "نبی کو اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے جس جگہ وہ فوت ہوتا ہے، اور جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی میراث میں اختلاف ہوا تو آپ نے فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہم گروہ انبیاء کا کوئی وارث نہیں بنایا جائے گا، ہم نے جو کچھ ترک کیا وہ صدقہ ہے"۔

امام بیہقی اور امام ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دن حضرت ابوہریرہ نے کہا بخدا اگر حضرت ابوبکر خلیفہ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ ہوتی، اور یہ جملہ تین بار دہرایا، ان سے پوچھا گیا اے ابوہریرہ یہ بات تم کیسے کہہ رہے ہو؟ انھوں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید کی قیادت میں سات سو افراد کا ایک لشکر شام کی طرف روانہ کیا، جب یہ لشکر ذی خشب میں پہنچا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے اور مدینہ کے گرد اعراب مرتد ہو گئے، تب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور کہا اس لشکر کو واپس بلائیے، یہ لوگ روم کی طرف جا رہے ہیں اور مدینہ کے گرد اعراب مرتد ہو چکے ہیں، حضرت ابوبکر نے کہا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے اگر ازواج رسول کی ٹانگیں بھی کھینچی جائیں تب بھی میں اس لشکر کو واپس نہیں بلاؤں گا جس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم روانہ کر چکے ہیں، تب لوگ ارتداد کا ارادہ رکھتے تھے انھوں نے یہ کہا کہ اگر ان کے پاس قوت نہ ہوتی تو ایسے میں لشکر روانہ نہ کرتے، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس جنگ کا کیا نتیجہ نکلتا ہے اور جب مسلمانوں نے رومیوں کو شکست دے دی اور فتح و کامرانی کے ساتھ لوٹ آئے تو وہ اسلام پر ثابت قدم رہے۔

اسی سال کے آخر میں حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت خالد بن ولید کو مسیلمہ کذاب سے قتال کے لیے یمامہ

[۱] حافظ ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر متوفی ۴۶۳ھ، استیعاب علی ہامش الاصابہ ج ۲ ص ۲۵۷-۲۵۶، ملخصاً مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ

بھیجا اس جنگ میں ستر صحابہ شہید ہو گئے، بالآخر حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کو قتل کر دیا، بارہ ہجری میں حضرت ابوبکر صدیق نے علاء بن حضرمی کو بحرین بھیجا اور مرتدین سے جنگ کی، اور مسلمان فتحیاب ہوئے، اور عکرمہ بن ابی جہل کو عمان کے مرتدین سے قتال کے لیے بھیجا اور مہاجر بن ابی امیہ کو اہل نجیر کے مرتدین سے جنگ کے لیے بھیجا۔

مرتدین کے قتال سے فارغ ہونے کے بعد حضرت ابوبکر نے حضرت خالد کو بصرہ بھیجا اور ابلہ کو فتح کیا اور عراق میں مدائن کسریٰ کو فتح کیا اسی سال حضرت ابوبکر نے حج کیا پھر حضرت عمرو بن العاص کی قیادت میں ایک لشکر شام کی طرف روانہ کیا اور جمادی الاولیٰ تیرہ ہجری میں مسلمانوں کو فتح ہوئی اس فتح کی بشارت حضرت ابوبکر کو اس وقت پہنچائی گئی جب ان کی حیات میں آخری رمق رہ گئی تھی۔[1]

سفر ہجرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہونے کی وجہ سے حضرت ابوبکر کی افضلیت کی وجوہ

حدیث نمبر ۶۰۴۷ میں ہے: حضرت ابوبکر نے کہا جس وقت ہم غار میں تھے تو میں نے اپنے سروں کی جانب مشرکین کے قدم دیکھے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر ان میں سے کسی نے اپنے پیروں کی طرف دیکھا تو وہ ہمیں دیکھ لے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! تمہارا ان دو کے بارے میں کیا گمان ہے جن میں کا تیسرا اللہ ہے۔

اس حدیث میں قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے:

الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ۔
(توبہ: ۴۰)

اگر تم نے رسول کی مدد نہ کی تو بے شک اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی، جب کافروں نے رسول اللہ کو بے وطن کیا، وہ دو میں سے دوسرے تھے، جب وہ دونوں غار میں تھے جب وہ اپنے صاحب سے فرما رہے تھے غم نہ کرو، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے، پھر اللہ نے اس پر اپنی تسکین نازل فرمائی۔

امام رازی نے اس آیت سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی حسب ذیل وجوہ مستنبط کی ہیں:

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم غار میں اس لیے گئے تھے کہ کفار آپ کو قتل کرنے کے درپے تھے، تو اگر آپ کو حضرت ابوبکر کے باطن پر مکمل اعتماد نہ ہوتا کہ یہ مومن برحق اور صادق اور صدیق ہیں تو ان کے ساتھ اس غار میں کبھی نہ جاتے، کیونکہ اگر یہ فرض کیا جائے کہ حضرت ابوبکر کا باطن ان کے ظاہر کے خلاف تھا تو آپ کو یہ خدشہ ہوتا کہ یہ کافروں

[1] علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، تاریخ الخلفاء ص ۶۷-۷۲، ملخصاً، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

کو آپ کے چھپنے کی جگہ بتا دیں گے لیکن جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں حضرت ابوبکر کو صادق اور مخلص قرار دیا تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک حضرت ابوبکر کا باطن ظاہر کے موافق تھا۔

(۲) یہ ہجرت اللہ تعالیٰ کے اذن سے تھی، اور رسول اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مخلصین کی ایک جماعت تھی، اور اس جماعت میں ایسے لوگ تھے جو شجرہ نسب میں حضرت ابوبکر کے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قریب تھے، تو اگر اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہوتا تو حضور اس خطرناک موقعہ پر اپنی معیت کے لیے حضرت ابوبکر کو مخصوص نہ کرتے اور جب اللہ تعالیٰ نے حضور کی رفاقت کے لیے حضرت ابوبکر کو منتخب کیا تو معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک حضرت ابوبکر کا دین میں بہت بلند مرتبہ ہے۔

(۳) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کو ثانی اثنین فرمایا اور حضرت ابوبکر کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ثانی قرار دیا، اور دین کے اکثر مراتب میں حضرت ابوبکر حضور کے ثانی ہیں کیونکہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا اور آپ نے تبلیغ کی تو حضرت ابوبکر ایمان لائے، پھر امت میں دوسرے درجہ پر حضرت ابوبکر نے تبلیغ کی اور ان کی تبلیغ سے حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عثمان بن عفان، حضرت عبدالرحمان بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص مسلمان ہوئے، اس سے معلوم ہوا کہ تبلیغ میں اوّل حضور ہیں اور ثانی ابوبکر ہیں، اسی طرح ہر جہاد میں حضرت ابوبکر حضور کے ثانی تھے کیونکہ حضرت علی نے اسلام کی مدافعت میں بہت بعد میں تلوار اٹھائی ہے۔ ابتداء میں کفار کی ایذا رسانیوں کا حضرت ابوبکر دفاع کرتے تھے، اور جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم دیا، سو امامت میں بھی حضور اوّل ہیں اور ثانی ابوبکر ہیں، اور جس جگہ حضور دفن ہوئے بعد میں وہیں ابوبکر دفن ہوئے سو تبلیغ، جہاد، امامت اور روضہ میں مدفن، ہر معاملہ میں اوّل حضور ہیں اور ثانی ابوبکر ہیں۔

(۴) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کی یہ صفت بیان کی ہے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحب ہیں اور یہ حضرت ابوبکر کی انتہائی فضیلت پر دلیل ہے، حسین بن فضیل بجلی نے کہا جس نے حضرت ابوبکر کے صحابی رسول ہونے کا انکار کیا وہ کافر ہو گا کیونکہ تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ اس آیت میں صاحب سے مراد حضرت ابوبکر ہیں اور یہ اجماع اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کو وصف صحابیت کے ساتھ متصف کیا ہے، اس استدلال پر یہ اعتراض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کو بھی اس وصف کے ساتھ متصف کیا ہے کہ وہ مومن کا صاحب ہے قال لہ صاحبہ وھو یحاورہ اکفرت بالذی خلقک من تراب "اس کے صاحب نے اس کی بحث کا جواب دیتے ہوئے اس سے کہا کیا تو اس ذات کا کفر کرتا ہے جس نے تجھے مٹی سے بنایا؟" (کہف: ۳۷) اس کا جواب یہ ہے کہ ہر چند کہ یہاں پر اس کافر کا وصف صاحب ذکر کیا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی وہ الفاظ بھی ذکر کیے ہیں جو اس کی اہانت اور تذلیل پر دلالت کرتے ہیں اور وہ ہے "اکفرت" "کیا تو کفر کرتا ہے"، اس کے برخلاف یہاں پر حضرت ابوبکر کا وصف "صاحب نبی" ذکر کیا اور بعد میں وہ الفاظ ذکر کیے جو حضرت ابوبکر کی تعظیم اور اجلال پر دلالت کرتے ہیں اور وہ ہیں "لا تحزن ان اللہ معنا" سو اگر فرط عداوت نہ ہو تو ان دونوں وصفوں میں

کیا مناسبت ہے؟

ایک مرتبہ مصنف نے اس آیت سے یہ استدلال کیا کہ حضرت ابوبکر کا صحابی ہونا قرآن مجید کی نص قطعی سے ثابت ہے، اس استدلال پر ایک عالم نے یہ معارضہ کیا کہ احادیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے منافقین پر اپنے اصحاب کا اطلاق کیا ہے، مثلاً امام بخاری روایت کرتے ہیں:

وقال عبد الله بن ابی بن سلول اقد تداعوا علینا لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منها الاذل فقال عمر الا نقتل هذا الخبیث یعنی عبد الله فقال النبی صلی الله علیه وسلم لا یتحدث الناس انه کان یقتل اصحابه۔ [1]

عبد اللہ بن ابی بن سلول نے کہا انھوں نے ہمارے خلاف لوگوں کو بلایا ہے، جب ہم مدینہ واپس جائیں گے تو عزت والے مدینہ سے ذلت والوں کو نکال دیں گے، حضرت عمر نے کہا کیا ہم اس خبیث یعنی عبد اللہ کو قتل نہ کر دیں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں لوگ یہ کہیں گے کہ رسول اللہ اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں۔

اس کا جواب بھی یہی ہے کہ اس حدیث میں ہر چند کہ عبد اللہ بن ابی پر اصحاب رسول کا اطلاق ہے لیکن ساتھ ہی اس کی اہانت اور تذلیل کا بھی ذکر ہے، کیونکہ اس کو خبیث کہا ہے اور واجب القتل قرار دیا ہے اس کے برخلاف اس آیت میں حضرت ابوبکر پر رسول اللہ کے صاحب کا اطلاق ہے اور اس کے ساتھ ان کی تعظیم اور اجلال کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۵) اس آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: رسول اللہ نے اپنے صاحب سے فرمایا "لا تحزن ان الله معنا" اور یہ معیت حفاظت اور نصرت کی معیت ہے، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس معیت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو شریک رکھا ہے، اگر شیعہ اس معیت کو کسی فاسد معنی پر محمول کریں تو العیاذ باللہ رسول اللہ کا بھی اس معیت میں ہونا لازم آئے گا اور یہ باطل ہے اس لیے معنی یہ ہو گا کہ اللہ ہمارا محافظ اور مددگار ہے اور جس کا اللہ محافظ اور مددگار ہو اس کے عقائد میں نفاق اور ارتداد داخل نہیں ہو سکتا ورنہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور نصرت پر حرف آئے گا، دوسری تقریر یہ ہے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے:

ان الله مع الذین اتقوا والذین هم محسنون۔ (نحل: ۱۲۸)

بے شک اللہ ان کے ساتھ ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں یعنی متقی اور محسن ہیں۔

سورۂ توبہ کی آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر کے ساتھ ہے اور سورۂ نحل کی آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوتا ہے جو متقی اور نیکوکار ہو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت ابوبکر متقی اور نیکوکار ہیں۔

(۶) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لا تحزن "غم نہ کرو" یہ غم کرنے سے نہی اور ممانعت ہے اور نہی دوام

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۹۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

کو واجب کرتی ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ حضرت ابوبکر مطلقاً رنج وغم نہیں کریں گے، زندگی میں نہ موت سے پہلے نہ موت کے بعد اور یہ اسی کا وصف ہو سکتا ہے جو دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو۔

(۷) اس کے بعد اللہ تعالٰی نے فرمایا: فانزل اللّٰہ سکینتہ علیہ "پھر اللہ نے ابوبکر پر اپنی تسکین نازل فرمائی"، شیعہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ پر تسکین نازل فرمائی، یہ اس لیے غلط ہے کہ خوف اور حزن تو حضرت ابوبکر کو لاحق تھا اس لیے تسکین کا تعلق بھی حضرت ابوبکر سے ہونا چاہیے، نیز اگر تسکین کا تعلق حضور سے ہو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ حضور پہلے خائف تھے اور جب حضور پہلے خود خائف تھے تو آپ کا حضرت ابوبکر کو تسلی دینا "غم نہ کرو" غیر معقول ہوگا، اس لیے صحیح یہ ہے کہ حضور تو پہلے ہی پر سکون تھے کیونکہ اللہ تعالٰی نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ کافروں کے خلاف آپ کی مدد فرمائے گا، ان دلائل سے یہ واضح ہو گیا کہ اللہ تعالٰی نے حضرت ابوبکر کے قلب پر اپنی تسکین نازل فرمائی اور جس پر اللہ کی تسکین نازل ہوئی ہو، وہ نفاق، ارتداد اور دین و دنیا کے ہر قسم کے خطرات سے مامون اور محفوظ رہے گا۔

(۸) اس پر سب کا اتفاق ہے کہ حضرت ابوبکر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سواری خریدی تھی اور حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر اور حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما غار میں کھانا لے کر آتے تھے، اور یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور میرا صاحب غار میں دس اور چند روز ٹھہرے اور سوائے کھجوروں کے ہمارے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں ہوتی تھی، جب حضور اور حضرت ابوبکر مدینہ کے قریب پہنچے تو حضرت ابوبکر کو یہ خدشہ ہوا کہ لوگ حضور کو نہیں پہچانیں گے، تو انھوں نے حضور کے اوپر ایک چادر سے سایہ کیا تاکہ لوگ پہچان لیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں، پھر اہل مدینہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان کر آپ کی تعظیم کی۔

(۹) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں داخل ہوئے تو آپ کے ساتھ صرف حضرت ابوبکر تھے اور انصار مدینہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف حضرت ابوبکر کو دیکھا تھا، اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر اور حضر میں اپنی رفاقت کے لیے تمام صحابہ میں سے صرف حضرت ابوبکر کو منتخب کیا تھا۔

(۱۰) چونکہ اس سفر میں حضور کے ساتھ صرف حضرت ابوبکر تھے اس لیے اگر یہ فرض کیا جائے کہ اس سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو جاتے تو حضور کے تمام معاملات کے کفیل صرف حضرت ابوبکر ہوتے، اور امت کے متعلق آپ کے وصی بھی حضرت ابوبکر ہوتے اور اس سفر میں جو قرآن مجید کی آیات نازل ہوتیں ان کی تبلیغ بھی صرف حضرت ابوبکر کرتے، اور یہ تمام امور حضرت ابوبکر کے فضائل عالیہ اور درجات رفیعہ پر دلالت کرتے ہیں۔[1]

اس آیت میں بعض حقائق ایسے ہیں جن کا شیعہ مفسرین بھی انکار نہیں کر سکے چنانچہ شیخ طبرسی لکھتے ہیں:

---

[1] - امام فخرالدین محمد بن ضیاء الدین بن عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ تفسیر کبیر ج ۴ ص ۴۴۰-۴۳۸ ملخصاً مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

(ثانی اثنین) یعنی انہ کان ھو وابوبکر (اذ ھما فی الغار) لیس معھما ثالث وھو احد اثنین ومعناہ فقد نصرہ اللہ منفردا من کل شیء الا من ابی بکر۔ [1]

ثانی اثنین کا مطلب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر، کیونکہ غار میں کوئی تیسرا نہیں تھا اور ابوبکر دو میں سے ایک تھے، یعنی اللہ تعالیٰ نے ماسوا ابوبکر کے ہر ایک سے الگ کر کے رسول اللہ کی مدد کی، یہ فقد نصرہ اللہ کا معنی ہے۔

ان اللہ معنا کی تفسیر میں شیخ طبرسی لکھتے ہیں:

یرید انہ مطلع علینا عالم بحالنا فھو یحفظنا وینصرنا۔ [2]

یعنی اللہ تعالیٰ ہمارے احوال پر مطلع ہے سو وہ ہماری حفاظت کرے گا اور ہماری مدد کرے گا۔

یعنی یہ معیت حفاظت اور نصرت کی معیت ہے جیسا کہ امام رازی نے بیان کیا ہے۔

فانزل اللہ سکینتہ علیہ۔ کی تفسیر میں ہر چند کہ شیعہ مفسرین کا مختار یہ ہے کہ علیہ کی ضمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے کیونکہ اس آیت کی باقی ضمیریں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹتی ہیں (حالانکہ صاحب کا نسبۃً قریب ہونا اس کا مرجح ہے کہ یہ ضمیر حضرت ابوبکر کی طرف لوٹے) تاہم وہ اس کا انکار نہیں کر سکے کہ اس ضمیر کو حضرت ابوبکر کی طرف لوٹانا بھی جائز ہے شیخ طبرسی لکھتے ہیں:

وقال بعضھم یجوز ان تکون الھاء التی فی علیہ راجعۃ الی ابی بکر۔ [3]

بعض مفسرین نے کہا ہے کہ علیہ کی ضمیر کا حضرت ابوبکر کی طرف لوٹانا جائز ہے۔

حضرت ابوبکر کی طرف اس ضمیر کے لوٹانے کے دلائل ہم ابھی امام رازی کے حوالے سے نقل کر چکے ہیں:

خلت اور محبت کا معنی حدیث نمبر ۶۰۴۸ میں ہے اپنے مال اور صحبت کے لحاظ سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے ابوبکر ہیں، اور اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن اسلام کی اخوت قائم ہے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

علماء نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر اپنی جان اور مال کے اعتبار سے سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے تھے، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ واقع میں ان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی احسان تھا کیونکہ واقع میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان پر احسان تھا کہ ان کی خدمات کو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرف قبول بخشا۔

قاضی عیاض نے کہا کہ احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الا وانا حبیب اللہ "سنو میں اللہ

---

[1] شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۵ ص ۴۸، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۴۰۶ھ

[2] مجمع البیان ج ۵ ص ۴۸، " " " "

[3] مجمع البیان ج ۵ ص ۴۹، " " " "

کا محبوب ہوں، متکلمین کا اس میں اختلاف ہے کہ محبت کا زیادہ مرتبہ ہے یا خلت کا، یا دونوں مساوی ہیں، ایک جماعت کا یہ نظریہ ہے کہ یہ دونوں مساوی ہیں، ایک قول یہ ہے کہ حبیب کا زیادہ مرتبہ ہے کیونکہ حبیب ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے، اور آپ خلیل اللہ سے افضل ہیں، ایک قول یہ ہے کہ اس حدیث سے آپ کا اللہ کا خلیل ہونا ثابت ہے اور آپ نے کسی اور کا خلیل ہونے کی نفی کی ہے، حالانکہ حضرت خدیجہ، حضرت عائشہ، حضرت ابوبکر، حضرت علی، حضرت زید، حضرت اُسامہ، حضرت فاطمہ، حضرت حسن، حضرت حسین اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے آپ کی محبت ثابت ہے، یعنی آپ کی خلت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جبکہ آپ کی محبت اور بہت سوں کے لیے ہے کیونکہ خلت کا معنی ہے "سب سے منقطع ہو کر کسی کی طرف متوجہ ہونا"، اور اللہ کے محبت کرنے کا معنی یہ ہے کہ وہ بندہ کو اطاعت اور عبادت کی توفیق دے اور اس کو گناہوں سے باز رکھے، یہ محبت کے ابتدائی آثار ہیں اور اس کی انتہا یہ ہے کہ اس کے قلب سے حجابات اٹھا دے حتیٰ کہ وہ اللہ کی صفت بصیرت سے دیکھے، جیسا کہ حدیث صحیح میں ہے: جب میں بندہ کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ اور دیگر صحابہ نے جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا خلیل کہا وہ اس حدیث کے خلاف نہیں ہے کیونکہ صحابہ کے حق میں یہی کمال ہے کہ وہ سب سے منقطع ہو کر آپ کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ ؎[1]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کسی کو شخصی طور پر معین کر کے خلیفہ نامزد نہ کرنا

حدیث نمبر ۶۰۵۶ میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی کو خلیفہ بناتے تو کس کو بناتے؟ حضرت عائشہ نے فرمایا حضرت ابوبکر کو۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں اہل سنت کے اس موقف پر دلیل ہے کہ حضرت ابوبکر کی خلافت پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی نص صریح نہیں ہے بلکہ حضرت ابوبکر کی خلافت اجماع صحابہ سے منعقد ہوئی اگر حضرت ابوبکر یا کسی اور شخص کی خلافت پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی نص ہوتی تو مہاجرین اور انصار کا خلافت کے متعلق کوئی نزاع نہ ہوتا کیونکہ جس شخص کے متعلق خلیفہ بنانے کی نص صریح ہوتی اس کو مقدم کر دیا جاتا۔

شیعہ علماء نے جو یہ دعویٰ کیا ہے کہ حضرت علی کی خلافت پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نص تھی اور آپ نے حضرت علی کی خلافت کے لیے وصیت فرمائی تھی یہ باطل ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں ہے، ———— حضرت علی کے زمانے سے لے کر اب تک تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت علی کے لیے وصیت خلافت کا دعویٰ باطل ہے اور سب سے پہلے حضرت علی نے اس دعویٰ کی تکذیب کی جب انھوں نے یہ فرمایا کہ میرے پاس اس صحیفہ کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے اور اس میں دیت، اور غلاموں کو آزاد کرنے کے متعلق احکام ہیں (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۱) اور اگر حضرت علی کے پاس خلافت سے متعلق کوئی نص یا وصیت ہوتی تو وہ اس کا ذکر کرتے، حالانکہ حضرت علی نے کسی دن بھی کسی نص یا وصیت کو پیش نہیں کیا، نہ ان کے علاوہ کسی اور نے ذکر کیا۔ ؎[2]

؎[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۷۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

؎[2] 〃 〃 〃 〃 ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۷۳ 〃 〃 〃 〃

حضرت ابوبکر کی خلافت پر دلیل

حدیث نمبر ۶۰۵۶ میں ہے اللہ تعالیٰ اور مسلمان ابوبکر کی سوا ہر ایک کی خلافت کا انکار کر دیں گے۔

علامہ یحیی ابن شرف نووی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر واضح دلیل ہے اور مستقبل کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی ہے اور اس میں یہ پیش گوئی ہے کہ خلافت کے معاملے میں مسلمانوں میں نزاع ہوگا اور حضرت ابوبکر کے علاوہ مسلمان کسی کی خلافت پر متفق نہیں ہوں گے، حضرت عائشہ کے بھائی کو اس لیے بلایا تھا کہ وہ مکتوب لکھ دیں گے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جانا دشوار اور مشکل تھا کیونکہ آپ جماعت سے نماز پڑھنے بھی نہیں جا رہے تھے آپ نے نمازوں میں حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ [1]

یہ حدیث، حدیث قرطاس کا بھی جواب ہے، کیونکہ شیعہ علماء کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاغذ اور قلم منگوایا تھا تو آپ حضرت علی کی خلافت کے متعلق لکھوانا چاہتے تھے، ہم کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ حضرت ابوبکر کی خلافت کے متعلق لکھوانا چاہتے تھے اور اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔

خلفاء ثلاثہ کی خلافت کی صحت اور حقانیت پر قرآن مجید سے استدلال

خلفاء ثلاثہ کی خلافت کی صحت اور حقانیت کے ثبوت پر یہ آیت واضح اور روشن دلیل ہے:

وعد الله الذين امنوا منكم وعملوا الصالحات ليستخلفنهم في الارض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنن لهم دينهم الذي ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم امنا يعبدونني لا يشركون بي شيئا۔ (النور: ۵۵)

تم لوگوں میں سے جو ایمان لائے اور جنھوں نے نیک کام کیے ان سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمالیا ہے کہ وہ انھیں زمین میں ضرور بہ ضرور خلافت عطا فرمائے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلافت دی تھی، اور ان کے جس دین کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پسند کرلیا ہے اس کو مضبوط کر دے گا اور ان کے خوف کے بعد ان کی حالت کو ضرور امن سے بدل دے گا وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں قرار دیں گے۔

امام رازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یہ آیت خلفاء اربعہ کی امامت پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے ایمان والوں اور نیکو کاروں سے اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین پر خلیفہ بنائے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا اور یہ کہ ان کے پسندیدہ دین کو مضبوط کر دے گا اور ان کے حال کو خوف کے بعد امن سے بدل دے گا اور یہ بات

[1] علامہ یحیی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۷۲-۲۷۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

بداہۃً معلوم ہے کہ ان لوگوں سے یہ وعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد پورا ہوگا، کیونکہ کسی اور کو خلیفہ بنانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ہی ہو سکتا ہے اور یہ بات قرآن مجید اور احادیث متواترہ سے معلوم ہے کہ آپ کے بعد کوئی اور نبی مبعوث نہیں ہوگا کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ یہاں خلیفہ بنانے سے مراد امام بنانا ہے اور یہ بات تاریخ سے معلوم ہے کہ ان اوصاف کے ساتھ (یعنی جن کے دورِ خلافت میں دین مضبوط ہوا اور خوف کے بعد امن حاصل ہو) خلیفہ بنانے کا عمل حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان کے ایام میں واقع ہوا، کیونکہ ان کے زمانہ میں عظیم فتوحات حاصل ہوئیں، دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت ہوئی اور دین کو غلبہ حاصل ہوا، اور دشمنان اسلام سے عظیم امن حاصل ہوا، اور یہ دو وصف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حاصل نہیں ہوئے، کیونکہ ان کو کفار کے خلاف جہاد کرنے کی فرصت نہیں ملی، ان کا تمام وقت اپنی خلافت کے مخالف مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے میں گذرا، اس سے واضح ہوگیا کہ یہ آیت خلفاء ثلاثہ کی خلافت کی صحت اور حقانیت پر دلالت کرتی ہے۔

استدلال مذکور پر شیعہ علماء کے اعتراضات کے جوابات

پہلا اعتراض یہ ہے کہ اس آیت کا ظاہری معنی مراد نہیں ہے کیونکہ اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر ایمان والے نیکو کار کو خلافت حاصل ہو حالانکہ ہر مومن کو خلافت حاصل نہیں ہوئی، اس کا جواب یہ ہے کہ الذین اٰمنوا منکم میں من تبعیض کے لیے ہے اور یہ خطاب بعض صالح مسلمانوں سے ہے کل مسلمانوں سے نہیں ہے۔

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ یہ بھی ممکن ہے کہ لیستخلفنھم "اللہ ان کو زمین پر خلیفہ بنائے گا" سے مراد یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ان کو زمین پر آباد کرے گا اور ان کو زمین پر کار حیات کرنے کی قدرت دے گا، اور اس سے اللہ تعالیٰ کی خلافت مراد نہ ہو جیسا کہ اس سے پہلے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر آباد کیا اور ان کو زمین پر کام کاج کرنے کی قدرت دی، ان کو زمین پر خلیفہ بنانا بہ طور امامت نہ تھا اس لیے واجب ہے کہ صالح مومنین کو خلیفہ بنانے سے بھی یہی مراد ہو نہ کہ ان کو امام اور نائب رسول بنانا، اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں صالح مومنین کو زمین پر خلیفہ بنانے کی خبر بہ طور بشارت دی گئی ہے، اس لیے ضروری ہے کہ یہ بشارت زمین پر آباد کرنے کے معنی کے مغائر ہو کیونکہ اس معنی میں خلافت تو تمام مسلمانوں بلکہ تمام کافروں کو بھی حاصل ہے، اور اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا جس طرح تم سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تو جن صالحین مومنین کو پہلے خلیفہ بنایا تھا یہ کبھی نبی ہوتے تھے اور کبھی امام اور ہر دو صورت میں ان کو خلافت یعنی حکومت حاصل تھی۔

تیسرا اعتراض یہ ہے کہ اس آیت میں خلافت کو خلیفہ رسول پر محمول کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ تمہارا مذہب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں تم کو اس طرح چھوڑتا ہوں جس طرح تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ ہر چند کہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو شخصی طور خلیفہ نامزد نہیں کیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ کے اوصاف بیان کیے ہیں اس لیے ان خلفاء اربعہ کے متعلق یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو خلیفہ بنائے اور ان اوصاف کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنا خلیفہ بنائیں، یہی وجہ ہے،

کو صحابہ نے حضرت ابوبکر سے کہا یا خلیفۃ رسول اللہ! اس لیے جب یہ کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ بنایا تو اس سے مراد یہ ہے کہ خلیفہ کے اوصاف اور شرائط بیان فرماتے۔

چوتھا اعتراض یہ ہے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لیستخلفنھم میں ھم کی ضمیر سے حضرت علی مراد ہوں اور بعض اوقات تعظیماً واحد کو جمع سے تعبیر کر لیا جاتا ہے، جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: والذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکاۃ وھم راکعون "وہ لوگ جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں"۔ اس کا جواب یہ ہے کہ واحد کو جمع سے تعبیر کرنا خلاف اصل ہے، علاوہ ازیں ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس آیت میں جن کو خلیفہ بنانے کی بشارت دی ہے ان سے اللہ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ ان کے عہد خلافت میں اللہ تعالیٰ ان کے پسندیدہ دین کو مضبوط کرے گا اور ان کی حالت خوف کو امن سے بدل دے گا اور یہ وعدہ صرف خلفاء ثلاثہ کے عہد میں پورا ہوا اور انہی کے دور میں اسلام کی نشر و اشاعت اور اسلامی فتوحات ہوئیں، حضرت علی کا دور تو باہمی خانہ جنگی کا دور تھا۔

پانچواں اعتراض یہ ہے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لیستخلفنھم میں ھم ضمیر سے بارہ امام مراد ہوں اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن سے خلافت کا وعدہ کیا ہے ان سے دنیا میں مسلمانوں کی قوت اور اسلام کے نفاذ کا وعدہ کیا ہے اور عملاً ان بارہ اماموں کی خلافت منعقد ہوئی نہ ان کے ہاتھوں اسلام کو قوت اور شوکت حاصل ہوئی، ثانیاً یہ وعدہ ان مسلمانوں سے کیا گیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں موجود تھے اور بارہ امام آپ کے عہد میں موجود نہیں تھے۔

ہم نے شرح صحیح مسلم جلد خامس میں ص ۴۴۵ سے ۴۶۲ تک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر قرآن مجید کی آیات سے استدلال کیا ہے اور اس سلسلہ میں علماء شیعہ کے اہم اعتراضات کے جوابات دیے ہیں، جو حضرات اس مسئلہ کا گہرائی اور گیرائی سے جائزہ لینا چاہتے ہیں، وہ اس بحث کو ضرور پڑھیں۔

قرآن مجید کی آیات سے شیعہ تفسیر کے مطابق حضرت ابوبکر کے فضائل

ولا یأتل اولوا الفضل منکم والسعۃ ان یؤتوا اولی القربی والمساکین والمھاجرین فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم۔
(نور: ۲۲)

اور تم میں سے جو لوگ صاحب فضل اور صاحب وسعت ہیں وہ اس بات کی قسم کھائیں کہ وہ اپنے رشتہ داروں، مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو (کچھ) نہیں دیں گے، انھیں چاہیے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کریں، (اے ایمان والو) کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخش دے اور اللہ بہت بخشنے والا اور بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں شیعہ مفسر شیخ طبرسی لکھتے ہیں:

الآیۃ نزلت فی ابی بکر و مسطح بن اثاثہ

یہ آیت (حضرت) ابوبکر اور مسطح بن اثاثہ کے متعلق

وکان ابن خالۃ ابی بکر وکان من المھاجرین و من جملۃ البدریین وکان فقیرا وکان ابوبکر یجری علیہ ویقوم بنفقتہ فلما خاض فی الافک قطعھا وحلف ان لا ینفعہ بنفع فلما نزلت الایۃ عاد ابوبکر الی ما کان وقال واللہ انی لاحب ان یغفر اللہ لی واللہ لا انزعھا ابدا۔ [1]

نازل ہوئی، مسطح (حضرت) ابوبکر کے خالہ زاد بھائی تھے، وہ بدری صحابہ میں سے تھے اور مہاجر اور فقیر تھے، اور (حضرت) ابوبکر ان کا خرچ اٹھاتے تھے، جب مسطح، حضرت عائشہ پر تہمت لگانے والوں کے ساتھ شامل ہو گئے، تو (حضرت) ابوبکر نے وہ خرچ دینا بند کر دیا اور قسم کھائی کہ وہ آئندہ اس کو کبھی خرچ نہیں دیں گے، جب یہ آیت نازل ہوئی تو (حضرت) ابوبکر نے پھر خرچ دینا شروع کر دیا اور قسم کھا کر کہا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخشش دے اور بخدا میں اس کا خرچ کبھی بند نہیں کروں گا۔

شیخ طبرسی کی تفسیر کے مطابق اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر کو اللہ تعالیٰ نے صاحب فضل فرمایا، حضرت ابوبکر ناداروں پر خرچ کرتے تھے، جب حضرت ابوبکر نے بشری تقاضے سے مسطح کا خرچ بند کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اصلاح کی اور فرمایا کیا وہ اللہ کی مغفرت نہیں چاہتے؟ حضرت ابوبکر نے اپنے نفسانی تقاضے کے خلاف، اللہ تعالیٰ کی اصلاح قبول کی اور کہا میں اللہ کی مغفرت چاہتا ہوں، اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر میں نفسانیت بالکل نہیں تھی بلکہ سرتاپا للہیت تھی۔

والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولئک ھم المتقون ۵ لھم ما یشاءون عند ربھم ذلک جزاء المحسنین ۔
(زمر: ۳۴-۳۳)

اور جو (پیغام) صدق لے کر آئے اور جس نے ان کی تصدیق کی، وہی کامل متقی ہیں، ان کے لیے وہ سب کچھ ہے جس کو وہ اپنے رب کے پاس چاہیں، اور نیکی کرنے والوں کی یہی جزا ہے۔

شیعہ مفسر شیخ طبرسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وقیل الذی جاء بالصدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصدق بہ ابوبکر۔ [2]

ایک قول یہ ہے کہ پیغام صدق لانے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اس کی تصدیق کرنے والے (حضرت) ابوبکر ہیں۔

شیعہ مفسر کی تفسیر کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مصدق، کامل متقی، محسن (نیکوکار) اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے پاس حسب خواہش جزا پانے والا قرار دیا۔

فاما من اعطی واتقی ۵ وصدق بالحسنی ۵

تو جس نے راہ حق میں دیا اور تقویٰ اختیار کیا، اور

---

[1] شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۷، ص ۲۱۰، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۴۰۶ھ

[2] شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۸ ص ۷۷، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۴۰۶ھ

فسنیسرہ للیسری ○ ـــــــــــــــــ
الی قولہ تعالٰی ـــــــــــــــــ
وسیجنبھا الاتقی ○ الذی یؤتی مالہ یتزکی ○ وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزی ○ الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلٰی ○ ولسوف یرضی ۔

(واللیل : ۲۱ - ۵)

حق کی تصدیق کی، ہم اس کے لیے آسانی کا راستہ آسان کر دیں گے جو سب سے زیادہ متقی ہے جو اپنا مال (راہِ حق) میں دیتا ہے، تاکہ پاکیزگی حاصل کرے اس کو جہنم سے بہت دور رکھا جائے گا، اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں ہے جس کا بدلہ دیا جائے (اس کا راہ حق میں مال خرچ کرنا) محض اپنے رب اعلٰی کی رضا جوئی کے لیے ہے اور ضرور عنقریب وہ راضی ہوگا۔

شیعہ مفسر شیخ طبرسی ان آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں :

وعن ابی الزبیر ان الآیۃ نزلت فی ابی بکر لانہ اشتری الممالیک الذین اسلموا مثل بلال وعامر بن فہیرۃ وغیرھما واعتقھم[۱]

ابو الزبیر سے روایت ہے کہ یہ آیت (حضرت) ابو بکر کے متعلق نازل ہوئی کیونکہ انھوں نے ایسے متعدد غلاموں کو خرید کر آزاد کیا جو مسلمان ہو چکے تھے مثلاً بلال اور عامر بن فہیرہ وغیرہ۔

شیعہ مفسر کی تفسیر کے مطابق ان آیات میں اللہ تعالٰی نے حضرت ابو بکر کو حق کا مصدق، راہ حق میں خرچ کرنے والا اور سب سے زیادہ متقی قرار دیا جو اپنے مال کو صرف اللہ کی رضا جوئی کے لیے خرچ کرتے ہیں، انھیں جہنم سے نجات کی نوید سنائی اور آخرت میں راضی ہونے کی بشارت دی اور یہ اعلان کر دیا کہ کسی شخص کا ان پر کوئی دنیاوی احسان نہیں ہے۔

ہر چند کہ شیخ طبرسی نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد یہ لکھا ہے کہ اس آیت کو عموم پر محمول کرنا اولیٰ ہے، لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ آیت اس شخص کے متعلق ہے جس پر کسی کا کوئی دنیاوی احسان نہیں ہے، حاصل جب حضرت ابو بکر نے بھاری قیمت میں حضرت بلال کو خرید کر آزاد کیا تو مشرکین نے کہا ضرور بلال نے ابو بکر پر پہلے کوئی احسان کیا ہوگا جس کا بدلہ اتارنے کے لیے ابو بکر نے بلال کو اتنی بھاری قیمت پر خرید کر آزاد کیا ہے، حضرت ابو بکر کی اس نیکی پر مشرکین کا یہ طعن اللہ تعالٰی کو ناگوار ہوا اور ان کے رد میں یہ آیات نازل فرمائیں کہ تم بلال کی بات کرتے ہو ابو بکر پر تو کسی کا بھی کوئی دنیاوی احسان نہیں ہے جس کا بدلہ اتارا جا سکے۔ سورہ واللیل میں حضرت ابو بکر پر طعن کا ازالہ اور ان کے فضائل کا بیان ہے اس کے بعد متصل سورہ والضحٰی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کا ازالہ اور آپ کے فضائل کا بیان ہے حضرت ابو بکر کے بارے میں ولسوف یرضی فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ولسوف یعطیک ربک فترضی فرمایا پہلی سورت کو رات کی قسم سے اور دوسری سورت کو دن کی قسم سے شروع کیا اور اس طرح حضرت ابو بکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان انتہائی قرب اور اتصال اور کامل اتحاد کو ظاہر فرمایا!

[۱] شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۱۰ ص ۷۶۰، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۴۰۶ھ

یا ایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ و لا یخافون لومۃ لائم۔ (مائدۃ: ۵۴)

اے ایمان والو! تم میں سے جو اپنے دین سے مرتد ہو جائے تو عنقریب اللہ ایسی قوم کو لائے گا جس سے اللہ محبت کرے گا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے وہ مومنوں پر نرم اور کافروں پر سخت ہوں گے، وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے سے نہیں ڈریں گے۔

وہ کون ایمان والے ہیں جو اللہ سے محبت کرتے ہیں اور اللہ ان سے محبت کرتا ہے، جو مومنوں پر نرم اور کافروں پر سخت ہیں اور جنھوں نے مرتدین سے جہاد کیا، شیعہ مفسر شیخ طبرسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

واختلف فیمن وصف بھذہ الاوصاف منھم فقیل ھم ابوبکر واصحابہ الذین قاتلوا اھل الردۃ۔[۱]

جو ایمان والے ان اوصاف کے ساتھ متصف ہیں ان کے تعین میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ (حضرت) ابوبکر اور ان کے اصحاب ہیں جنھوں نے مرتدین سے قتال کیا تھا۔

شیخ طبرسی کے قول کے مطابق ہر چند کہ اس آیت میں کئی اقوال ہیں لیکن صحیح قول یہی ہے کہ اس سے مراد حضرت ابوبکر ہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں مرتدین سے جہاد نہیں کیا اور امت میں جس شخص نے سب سے پہلے مرتدین کے خلاف جہاد کیا وہ حضرت ابوبکر ہیں۔

حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر حضرت علی کے بیعت کرنے کا کتب شیعہ سے ثبوت

شیخ ابوجعفر کلینی روایت کرتے ہیں:

۴۵۴- عن ابی جعفر علیہ السلام: ان الناس لما صنعوا ما صنعوا اذ بایعوا ابا بکر لم یمنع امیر المؤمنین علیہ السلام من ان یدعو الی نفسہ الا نظرا للناس وتخوفا علیھم ان یرتدوا عن الاسلام فیعبدوا الاوثان ولا یشھدوا ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان الاحب الیہ ان یقرھم علی ما صنعوا من ان یرتدوا

ابوجعفر علیہ السلام بیان کرتے ہیں کہ جب لوگوں نے (حضرت) ابوبکر کی بیعت کر لی جو کیا سو کیا۔ تو امیر المومنین علیہ السلام کو اپنی طرف لوگوں کو دعوت دینے سے اس کے سوا کوئی چیز مانع نہیں تھی کہ وہ لوگوں پر شفیق تھے اور ان کو یہ خوف تھا کہ لوگ اسلام سے مرتد ہو جائیں گے بتوں کی عبادت کریں گے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی نہیں دیں گے، اور حضرت امیر المومنین علی کے نزدیک لوگوں کو (حضرت) ابوبکر کی بیعت پر

[۱]- شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۳ ص ۳۲۱، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۴۰۶ھ

عن جمیع الاسلام و انما ھلک الذین رکبوا ما رکبوا فاما من لم یصنع ذلک و دخل فیہ الناس علی غیر علم و لا عداوۃ لامیر المؤمنین علیہ السلام فان ذلک لا یکفرہ ولا یخرجہ من الاسلام و لذلک کتم علی علیہ السلام امرہ و بایع مکرھا حیث لم یجد اعواناً۔ [1]

برقرار رکھنا اس سے زیادہ پسندیدہ تھا کہ وہ تمام لوگ اسلام ہی سے مرتد ہو جائیں، البتہ وہ لوگ ہلاک ہو گئے جنھوں نے حضرت امیر المومنین کے بغض کی وجہ سے (حضرت) ابوبکر سے بیعت کی۔ اور جن لوگوں نے ایسا نہیں کیا اور وہ بغیر علم کے اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے عداوت کے بغیر (حضرت) ابوبکر کی بیعت میں داخل ہوئے تو ان کا یہ فعل ان کو کافر کرتا ہے اور نہ اسلام سے خارج کرتا ہے، اسی وجہ سے حضرت علی علیہ السلام نے اپنے معاملہ کو مخفی رکھا اور چونکہ ان کو مددگار نہیں ملے اس لیے انھوں نے مجبوراً بیعت کر لی۔

شیخ ابوجعفر کلینی کی اس روایت سے حسب ذیل امور ثابت ہوئے:

۱۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگ اسلام پر قائم تھے اور شیعہ کا یہ کہنا باطل ہے کہ آپ کے پردہ کرنے کے بعد سب مرتد ہو گئے تھے کیونکہ حضرت علی کو اپنی بیعت کی دعوت دینے سے یہ چیز مانع تھی کہ کہیں سب لوگ مرتد نہ ہو جائیں۔

۲۔ حضرت علی کے بغض کی وجہ حضرت ابوبکر کی بیعت کرنا ہلاکت ہے، ورنہ نہیں۔

۳۔ جن لوگوں نے حضرت علی سے عداوت کے بغیر حضرت ابوبکر سے بیعت کی ان کا یہ فعل کفر ہے نہ اسلام سے خروج۔

۴۔ حضرت علی کے استحقاق خلافت کے دعوی پر ان کا کوئی مددگار نہیں تھا اس وجہ سے انھوں نے مجبوراً بیعت کر لی۔

حضرت علی کے بیعت کرنے کی ایک اور تصویر جو شیعہ مؤرخین نے کھینچی ہے وہ یہ ہے، شیخ احمد بن ابو یعقوب بیان کرتے ہیں:

ابوبکر و عمر خبر یافتند کہ گروہ مہاجران و انصار با علی بن ابی طالب در خانہ فاطمہ دختر پیامبر خدا فراہم گشتہ اند پس با گروہے آمدند و بخانہ ہجوم آور شدند و علی بیرون آمد (و زبیر) شمشیرے حمایل داشت پس عمر با وے بر خورد و با او کشتی گرفت و او را بر زمین زد و شمشیرش را

ابوبکر اور عمر کو خبر پہنچی کہ مہاجرین اور انصار کا ایک گروہ علی بن ابی طالب کے ساتھ ہے اور پیغمبر خدا کی صاحبزادی کے گھر وہ سب جمع ہو گئے ہیں پس ابوبکر اور عمر ایک گروہ کے ساتھ آئے اور ان کے گھر پر جمع ہو گئے، علی باہر آئے اور زبیر نے تلوار

---

[1] شیخ ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۸ھ، کتاب الروضۃ (فروع کافی) ج ۸ ص ۲۹۶-۲۹۵، مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران، ۱۳۶۳ھ

شکست و بخانہ ریختند، پس فاطمہ بیرون آمد و گفت واللہ لتخرجن او لاکشفن شعری ولاعجن الی اللہ" بخدا قسم باید بیرون روید اگر نہ، مویم را برہنہ سازم و نزد خدا نالہ و زاری کنم" پس بیرون رفتند و ہر کہ در خانہ بود برفت و چند روزے بماندند سپس یکے پس از دیگرے بیعت مے کردند لیکن علی جز پس از شش ماہ و بقولے چہل روز بیعت نہ کرد۔ لہ

حمائل میں لٹکا لی، عمر نے زبیر کے ساتھ کشتی کی اور زبیر کو اٹھا کر زمین پر دے مارا اور ان کی تلوار کو توڑ کر زمین پر پھینک دیا، بعد میں فاطمہ باہر آئیں اور کہنے لگیں، "بخدا تم لوگ چلے جاؤ ورنہ میں بال کھول لوں گی اور اللہ تعالیٰ سے فریاد کروں گی" پھر وہ لوگ چلے گئے اور جو لوگ گھر میں تھے وہ بھی چلے گئے اور چند روز بعد ان سب نے یکے بعد دیگرے بیعت کر لی لیکن علی نے چھ ماہ کے بعد بیعت کی، اور ایک قول یہ ہے کہ چالیس روز تک بیعت نہیں کی۔

فروع کافی اور تاریخ یعقوبی دونوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت علی کے دعوے استحقاق خلافت میں ان کا کسی نے ساتھ نہیں دیا، تمام مسلمانوں نے حضرت ابوبکر کی بیعت کر لی تھی، فروع کافی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی نے ابتداءً بیعت کر لی تھی، اور تاریخ یعقوبی سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے چالیس روز بعد بیعت کی تھی یا چھ ماہ کے بعد، اس مسئلہ پر ہم نے شرح صحیح مسلم جلد خامس میں بھی بہت تفصیل سے گفتگو کی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فنظرت فی امری فاذا طاعتی قد سبقت بیعتی واذا المیثاق فی عنقی لغیری۔ ٹہ

(خطبہ: ۳۷)

میں نے اپنے معاملہ میں غور کیا تو دیکھا کہ میرا اطاعت کرنا، میرے بیعت لینے سے پہلے واجب ہو چکا ہے اور میری گردن میں دوسرے (کی بیعت کرنے) کا عہد ہے۔

شیعہ مترجم سید نبی الدین اولیائی اس عبارت کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

پس نظر کردم کہ آیا مردم را بہ بیعت خود و اطاعت خدا بخوانیم یا اینکہ خود اطاعت خدا کنم پس دیدیم اطاعت کردم بر بیعت گرفتنم پیشی دارد و پیمان دیگرے در گردنم میباشد۔ ٹہ

پھر میں نے غور کیا کہ لوگوں کو اپنی بیعت اور اطاعت خدا کے لیے بلاؤں یا خود خدا کی اطاعت کروں تو میں نے دیکھا کہ میرا اطاعت کرنا میرے بیعت لینے پر سبقت کرتا ہے اور دوسرے کا عہد میری گردن میں ہے۔

لہ۔ شیخ احمد بن ابی یعقوب متوفی ۲۹۲ھ، تاریخ یعقوبی ج ۱ ص ۵۲۷، مطبوعہ انتشارات علمی و فرہنگی ایران، ۱۳۶۲ھ

ٹہ۔ نہج البلاغہ ص ۱۱۱، مطبوعہ انتشارات زرین، ایران۔

ٹہ۔ سید نبی الدین اولیائی، ترجمہ نہج البلاغہ (فارسی) ص ۱۱۲، انتشارات زرین ایران

نہج البلاغہ کے شیعہ شارح ابن ابی الحدید اس عبارت کی شرح میں لکھتے ہیں:

هذه كلمات مقطوعة من كلام يذكر فيه حاله بعد وفات رسول الله صلى الله عليه وسلم وآله وانه كان معهوداً اليه الا ينازع فى الامر ولا يثير فتنة بل يطلبه بالرفق فان حصل له والا امسك.[1]

یہ کلام، کلام سابق سے منفصل ہے اس میں آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کا حال بیان کیا ہے، وہ یہ ہے کہ آپ سے عہد لیا گیا تھا کہ خلافت کے حصول میں جھگڑا نہ کریں اور فتنہ کو نہ اٹھائیں اور یہ کہ خلافت کو ملائمت سے طلب کریں، اگر مل جائے تو فبہا ورنہ اس کے مطالبہ سے باز رہیں۔

نیز ابن ابی الحدید اس عبارت کی شرح میں لکھتے ہیں:

قد سبقت بيعتى للقوم، اى وجوب طاعة رسول الله صلى الله عليه وآله على ووجوب امتثالى امره سابق على بيعتى للقوم فلا سبيل لى الى الامتناع من البيعة لانه صلى الله عليه وآله امرنى بها۔

(میرے قوم سے بیعت لینے پر سابق ہے)۔ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت مجھ پر واجب ہے، اور آپ کے حکم کی اطاعت کرنا میرے قوم سے بیعت لینے پر مقدم ہے، لہٰذا میرے بیعت نہ کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے بیعت کرنے کا حکم دیا ہے۔

واذا الميثاق فى عنقى لغيرى، اى رسول الله صلى الله عليه وآله اخذ على الميثاق بترك الشقاق والمنازعة فلم يحل لى ان اتعدى امره او اخالف نهيه۔[2]

(میری گردن میں میرے غیر کا عہد ہے) اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ عہد لیا ہے کہ میں بحث اور جھگڑا نہ کروں، اس لیے آپ کے حکم سے تجاوز کرنا، یا آپ کی ممانعت کی مخالفت کرنا میرے لیے جائز نہیں ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

انه بايعنى القوم الذين بايعوا ابا بكر وعمر وعثمان على ما بايعوهم عليه فلم يكن للشاهد ان يختار ولا للغائب ان يرد وانما الشورى للمهاجرين والانصار

مجھ سے انہی لوگوں نے بیعت کی ہے جنہوں نے ابوبکر، عمر اور عثمان سے بیعت کی تھی لہٰذا اب حاضر کے لیے بیعت کرنے میں کوئی اختیار ہے نہ غائب کو بیعت مسترد کرنے کا حق ہے، مشورہ دینے کا

---

[1] شیخ ابن ابی الحدید متوفی ۶۵۶ھ، شرح نہج البلاغہ ج ۲ ص ۲۹۶ - ۲۹۵، مطبوعہ مؤسسۃ مطبوعات اسماعیلیان قم، ایران

[2] ″ ″ ″ ، شرح نہج البلاغہ ج ۲ ص ۲۹۶، ″ ″

فان اجتمعوا علی رجل وسموہ اماما کان ذلک للہ رضًی۔ [1]

(مکتوب: ٦)

منصب صرف مہاجرین اور انصار کا ہے، اور جب وہ کسی شخص کے انتخاب پر متفق ہو جائیں اور اس کو امام قرار دے دیں تو یہ اللہ کی طرف سے رضا ہے۔

اس مکتوب میں حضرت علی نے اپنی خلافت کی حقانیت پر حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان کی خلافت کی حقانیت سے استدلال کیا ہے، کیونکہ حضرت علی کی بیعت انہی مہاجرین اور انصار نے کی تھی جنھوں نے خلفاء ثلاثہ کی بیعت کی تھی اور جس کی بیعت پر یہ مہاجرین اور انصار متفق ہو جائیں وہ اللہ کے راضی ہونے کی علامت ہے، سو اس مکتوب میں حضرت علی نے اپنی خلافت کی صحت کے لیے خلفاء ثلاثہ کی خلافت کو دلیل بنایا ہے، پھر اگر خلفاء ثلثہ کی خلافت کو ہی باطل کہا جائے تو حضرت علی کی خلافت کیسے درست ہو سکتی ہے؟

ابن ابی الحدید اس عبارت کی شرح میں لکھتے ہیں:

احتج علی معاویۃ ببیعۃ اھل الحل والعقد لہ، ولم یراع فی ذلک اجماع المسلمین کلھم وقیاسہ علی بیعۃ اھل الحل والعقد لابی بکر فانہ ما روعی فیہ اجماع المسلمین لان سعد بن عبادۃ لم یبایع ولا احد من اھل بیتہ وولدہ ولان علیا وبنی ھاشم ومن انضوی الیھم لم یبایعوا فی مبدا الامر وامتنعوا ولم یتوقف المسلمون فی تصحیح امامۃ ابی بکر وتنفیذ احکامہ علی بیعتھم وھذا دلیل علی صحۃ الاختیار وکونہ طریقا الی الامامۃ وانہ لا یقدح فی امامتہ علیہ السلام امتناع معاویۃ من البیعۃ واھل الشام۔ [2]

ارباب حل وعقد نے جو حضرت علی کی بیعت کی تھی اس سے حضرت علی نے حضرت معاویہ پر حجت قائم کی اور صحت بیعت کے لیے تمام مسلمانوں کے اجماع کی رعایت نہیں کی، اس کو حضرت علی نے حضرت ابوبکر کی بیعت پر قیاس کیا کیونکہ حضرت ابوبکر کی بیعت بھی ارباب حل وعقد نے کی تھی تمام مسلمانوں نے نہیں کی تھی، کیونکہ حضرت سعد بن عبادہ نے حضرت ابوبکر کی بیعت نہیں کی اور نہ ابتداء میں حضرت علی ان کے اہل بیت، اولاد بنو ہاشم اور دیگر ان کے متعلقین نے حضرت ابوبکر کی بیعت کی تھی۔ اس کے باوجود مسلمانوں نے حضرت ابوبکر کی خلافت کی صحت میں کوئی توقف نہیں کیا اور نہ حضرت ابوبکر کے احکام کے نفاذ کو ان حضرات کی بیعت پر موقوف کیا، اور یہ اس بات پر دلیل ہے کہ یہ امامت کے صحیح ہونے کا ایک طریقہ ہے، اور حضرت معاویہ اور اہل شام کا بیعت نہ کرنا حضرت علی علیہ السلام کی امامت میں کوئی حرج واقع نہیں کرتا۔

---

[1] نہج البلاغہ ص ۹۲۶، مطبوعات انتشارات زرین، ایران

[2] شیخ ابن ابی الحدید متوفی ۶۵۲ھ، شرح نہج البلاغہ ج ۱۴ ص ۳۶، مطبوعہ مؤسسہ مطبوعاتی اسماعیلیان، قم ایران

باب ۸۴۵ من فضائل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۰۶۵ - حدثنا سعید بن عمرو الاشعثی و ابو الربیع العتکی و ابو کریب محمد بن العلاء (واللفظ لابی کریب) قال ابو الربیع حدثنا وقال الآخران اخبرنا ابن المبارک عن عمر بن سعید بن ابی حسین عن ابن ابی ملیکة قال سمعت ابن عباس یقول وضع عمر بن الخطاب علی سریرہ فتکنفہ الناس یدعون ویثنون ویصلون علیہ قبل ان یرفع وانا فیہم قال فلم یرعنی الا برجل قد اخذ بمنکبی من ورائی فالتفت الیہ فاذا ہو علی فترحم علی عمر وقال ما خلفت احدا احب الی ان القی اللہ بمثل عملہ منک وایم اللہ ان کنت لاظن ان یجعلک اللہ مع صاحبیک وذاک انی کنت اکثر اسمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول جئت انا وابوبکر وعمر ودخلت انا وابوبکر وعمر وخرجت انا وابوبکر وعمر فان کنت لارجو او لاظن ان یجعلک اللہ معہما

۶۰۶۶ - وحدثنا اسحق بن ابراہیم اخبرنا عیسی بن یونس عن عمر بن سعید فی ہذا الاسناد بمثلہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا جنازہ تخت پر رکھا گیا تو لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے، وہ ان کے حق میں دعا کرتے، تحسین آمیز کلمات کہتے اور میت اٹھائے جانے سے پہلے ان کی نماز جنازہ پڑھ رہے تھے، میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا، اچانک ایک شخص نے پیچھے سے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا، میں نے گھبرا کر مڑ کے دیکھا تو وہ حضرت علی تھے، انھوں نے حضرت عمر کے لیے دعا رحمت کی اور کہا اے عمر! آپ نے اپنے بعد کوئی ایسا شخص نہیں چھوڑا جس کے کیے ہوئے اعمال کے ساتھ مجھے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا پسند ہو، بخدا مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا درجہ آپ کے دونوں صاحبوں کے ساتھ کر دے گا، کیونکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہ کثرت یہ سنتا تھا "میں، ابوبکر اور عمر آئے" "میں، ابوبکر اور عمر داخل ہوئے" "میں، ابوبکر اور عمر نکلے" اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں صاحبوں کے ساتھ رکھے گا۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۰۶۷ - حدثنا منصور بن ابی مزاحم حدثنا ابراہیم بن سعد عن صالح بن کیسان ح وحدثنا زہیر بن حرب والحسن بن علی الحلوانی وعبد بن حمید (واللفظ لہم) قالوا حدثنا یعقوب بن ابراہیم حدثنا ابی عن صالح عن ابن شہاب حدثنی ابو امامة بن سہل انہ سمع ابا سعید الخدری یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت میں سویا ہوا تھا میں نے دیکھا کہ لوگ پیش کیے جا رہے ہیں درآں حالیکہ انھوں نے قمیصیں پہنی ہوئی ہیں، بعضوں کی قمیصیں پستانوں تک تھیں اور بعض لوگوں کی اس سے کم، حضرت عمر بن الخطاب کا گذر ہوا، ان کی

بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُونَ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُونَ ذٰلِكَ وَمَرَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجُرُّهُ قَالُوا مَاذَا أَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الدِّينَ.

نے اس کی کیا تعبیر لی ہے؟ آپ نے فرمایا دین!

۶۰۶۸- حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ رَأَيْتُ قَدَحًا أُتِيتُ بِهِ فِيهِ لَبَنٌ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتّٰى إِنِّي لَأَرَى الرِّيَّ يَجْرِي فِي أَظْفَارِي ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوا فَمَا أَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سویا ہوا تھا میں نے دیکھا میرے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا، میں نے اس سے پی لیا، حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ اس سے سیری میرے ناخنوں سے جاری ہونے لگی، پھر میں نے اپنا پس خوردہ عمر بن الخطاب کو دیا، صحابہ نے کہا آپ نے اس کی کیا تعبیر لی ہے، یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: علم!

۶۰۶۹- وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ ح وَحَدَّثَنَا الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كِلَاهُمَا عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ بِإِسْنَادِ يُونُسَ نَحْوَ حَدِيثِهِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۰۷۰- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي عَلَى قَلِيبٍ عَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ فَنَزَعَ بِهَا ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ ضَعْفٌ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَأَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت میں سویا ہوا تھا میں نے اپنے آپ کو ایک کنوئیں کے پاس دیکھا جس پر ڈول رکھا ہوا تھا، میں نے جتنا چاہا اس سے پانی نکالا، پھر ابن ابی قحافہ نے اس سے ایک یا دو ڈول نکالے، اللہ اس کی مغفرت کرے اس کے پانی نکالنے میں کچھ ضعف تھا، پھر وہ ڈول بڑا ہو گیا اور پھر عمر بن الخطاب نے اس سے پانی نکالا اور میں نے لوگوں میں عمر جیسا عبقری (غیر معمولی صلاحیت والا) کوئی نہیں دیکھا جو عمر بن الخطاب کی طرح پانی کھینچتا ہو، حتیٰ کہ لوگوں نے اونٹوں کو سیراب کر کے بٹھا دیا۔
امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں۔

۶۰۷۱- وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ

بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَالْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ بِإِسْنَادِ يُونُسَ نَحْوَ حَدِيثِهِ.

٦٠٧٢ - حَدَّثَنَا الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ قَالَ قَالَ الْأَعْرَجُ وَغَيْرُهُ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ يَنْزِعُ بِنَحْوِ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ابن ابی قحافہ کو ڈول کھینچتے دیکھا، پھر حسب سابق ہے۔

٦٠٧٣ - حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ وَهْبٍ حَدَّثَنَا عَمِّي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا يُونُسَ مَوْلَى أَبِي هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُرِيتُ أَنِّي أَنْزِعُ عَلَى حَوْضِي أَسْقِي النَّاسَ فَجَاءَنِي أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ الدَّلْوَ مِنْ يَدِي لِيُرَوِّحَنِي فَنَزَعَ دَلْوَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ فَجَاءَ ابْنُ الْخَطَّابِ فَأَخَذَ مِنْهُ فَلَمْ أَرَ نَزْعَ رَجُلٍ قَطُّ أَقْوَى مِنْهُ حَتَّى تَوَلَّى النَّاسُ وَالْحَوْضُ مَلْآنُ يَتَفَجَّرُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت میں سویا ہوا تھا مجھے یہ دکھایا گیا کہ میں اپنے حوض سے پانی نکال کر لوگوں کو پلا رہا ہوں، پھر ابوبکر آئے اور انھوں نے مجھے آرام پہنچانے کے لیے میرے ہاتھ سے ڈول لے لیا، انھوں نے دو ڈول پانی نکالا، اللہ ان کی مغفرت کرے ان کے پانی نکالنے میں کچھ ضعف تھا پھر ابن الخطاب آئے، انھوں نے ان سے ڈول لے لیا، میں نے کسی شخص کو ان سے زیادہ قوت کے ساتھ ڈول کھینچتے ہوئے نہیں دیکھا، حتیٰ کہ لوگ چلے گئے اور حوض پھر بھی پورا بہ رہا تھا۔

٦٠٧٤ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ سَالِمٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُرِيتُ كَأَنِّي أَنْزِعُ بِدَلْوِ بَكْرَةٍ عَلَى قَلِيبٍ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ فَنَزَعَ نَزْعًا ضَعِيفًا وَاللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ فَاسْتَقَى فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے خواب میں یہ دکھایا گیا کہ گویا کہ میں صبح کے وقت ایک کنوئیں سے ڈول کے ذریعہ پانی نکال رہا ہوں، پھر ابوبکر آئے اور انھوں نے ایک یا دو ڈول پانی نکالا، اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے ان کے پانی نکالنے میں کچھ ضعف تھا، پھر عمر آئے اور انھوں نے ڈول کے ذریعہ پانی نکالا، میں نے عمر جیسا عبقری کسی شخص کو نہیں دیکھا، انھوں نے متحیر کر دیا حتیٰ کہ

النَّاسِ يَفْرِيْ فَرْيَهٗ حَتّٰى رَوِيَ النَّاسُ وَضَرَبُوْا الْعَطَنَ۔

سب لوگ سیراب ہو گئے، اور انھوں نے اونٹوں کو پانی پلا کر بٹھا دیا۔

٦٠٧٥ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنِيْ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ رُؤْيَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمْ۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر بن الخطاب کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خواب بیان کیا۔

٦٠٧٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو وَابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَا جَابِرًا يُخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ (وَاللَّفْظُ لَهٗ) حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ وَعَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَرَأَيْتُ فِيْهَا دَارًا أَوْ قَصْرًا فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا فَقَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ فَبَكٰى عُمَرُ وَقَالَ أَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوَعَلَيْكَ يُغَارُ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا میں نے وہاں ایک گھر یا محل دیکھا، میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ حاضرین نے کہا یہ عمر بن الخطاب کا محل ہے، میں نے اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا پھر مجھے تمہاری غیرت یاد آئی، حضرت عمر رونے لگے اور عرض کیا: یا رسول اللہ کیا میں آپ سے غیرت کروں گا!

٦٠٧٧ - وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو وَابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا ح وَحَدَّثَنَاهُ عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعْتُ جَابِرًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ نُمَيْرٍ وَزُهَيْرٍ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی۔

٦٠٧٨ - حَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهٗ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ رَأَيْتُنِيْ فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَوَضَّأُ إِلٰى جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا فَقَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرْتُ غَيْرَةَ عُمَرَ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَبَكٰى عُمَرُ وَنَحْنُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس وقت میں سویا ہوا تھا میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا میں نے دیکھا ایک محل میں ایک جانب ایک عورت وضو کر رہی ہے، میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ حاضرین نے کہا یہ عمر بن الخطاب کا محل ہے، پھر مجھے عمر کی غیرت یاد آئی اور میں پیٹھ موڑ کر چل دیا، حضرت ابو ہریرہ نے کہا

جَمِيعًا فِي ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَعَلَيْكَ أَغَارُ۔

پھر حضرت عمر رونے لگے، اس وقت ہم سب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، حضرت عمر نے کہا یارسول اللہ! آپ پر میرا باپ قربان ہو کیا میں آپ سے غیرت کروں گا!

۶۰۷۹۔ **وَحَدَّثَنِيهِ** عَمْرٌو النَّاقِدُ وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۰۸۰۔ **حَدَّثَنَا** مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنِي وَقَالَ حَسَنٌ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ (وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ) حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ سَعْدًا قَالَ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ نِسَاءٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ قُمْنَ يَبْتَدِرْنَ الْحِجَابَ فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ فَقَالَ عُمَرُ أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِي كُنَّ عِنْدِي فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ قَالَ عُمَرُ فَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَحَقُّ أَنْ يَهَبْنَ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ أَيْ عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَتَهَبْنَنِي وَلَا تَهَبْنَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَ نَعَمْ أَنْتَ أَغْلَظُ وَأَفَظُّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ قَطُّ سَالِكًا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس قریش کی خواتین بیٹھی ہوئی تھیں، وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی مسئلہ میں گفتگو کر رہی تھیں درآں حالیکہ ان کی آواز اونچی ہو رہی تھی، اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آنے کی اجازت طلب کی جب حضرت عمر نے اجازت طلب کی تو وہ سب خواتین اٹھ کر جلدی سے حجاب میں چلی گئیں آپ نے حضرت عمر کو اجازت دی اور آپ ہنس رہے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ہنستا ہوا رکھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جو خواتین بیٹھی ہوئی تھیں، مجھے ان پر تعجب ہوا جب انہوں نے تمہاری آواز سنی تو دوڑ کر حجاب میں چلی گئیں، حضرت عمر نے کہا یارسول اللہ آپ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ یہ آپ سے ڈریں، حضرت عمر نے کہا اے اپنی جان کی دشمنو! کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں؟ انہوں نے کہا ہاں! تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بہ نسبت زیادہ سخت اور درشت ہو، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے شیطان جب بھی راستہ میں تم سے ملتا ہے تو اپنا راستہ بدل لیتا ہے۔

فَجًّا اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ

٦٠٨١ - حَدَّثَنَا هٰرُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ حَدَّثَنَا بِهٖ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنِيْ سُهَيْلٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ نِسْوَةٌ قَدْ رَفَعْنَ اَصْوَاتَهُنَّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اسْتَاْذَنَ عُمَرُ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، درآں حالیکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ خواتین بیٹھی ہوئی آپ سے گفتگو کر رہی تھیں اور ان کی آواز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند تھی، جب حضرت عمر نے اجازت لی تو وہ خواتین جلدی سے حجاب میں چلی گئیں، اس کے بعد زہری کی روایت کی مثل ہے۔

٦٠٨٢ - حَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ قَدْ كَانَ يَكُوْنُ فِي الْاُمَمِ قَبْلَكُمْ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ يَكُنْ فِيْ اُمَّتِيْ مِنْهُمْ اَحَدٌ فَاِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْهُمْ قَالَ ابْنُ وَهْبٍ تَفْسِيْرُ مُحَدَّثُوْنَ مُلْهَمُوْنَ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم سے پہلے پچھلی امتوں میں محدث تھے اگر اس امت میں کوئی محدث ہوگا تو وہ عمر بن الخطاب ہیں، ابن وہب نے کہا محدث اس شخص کو کہتے ہیں جس پر الہام کیا جاتا ہو۔

٦٠٨٣ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو مزید سندیں بیان کیں۔

٦٠٨٤ - حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ جُوَيْرِيَةُ بْنُ اَسْمَاءَ اَخْبَرَنَا عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عُمَرُ وَافَقْتُ رَبِّيْ فِيْ ثَلَاثٍ فِيْ مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ وَفِي الْحِجَابِ وَفِيْ اُسَارٰى بَدْرٍ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے کہا میں نے اپنے رب کی تین چیزوں میں موافقت کی، مقام ابراہیم میں، حجاب میں اور بدر کے قیدیوں میں (تین کا ذکر شہرت کے اعتبار سے ہے ورنہ ان آیات کی تعداد زیادہ ہے)

٦٠٨٥ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ جَاءَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب عبداللہ بن ابی ابن سلول مرگیا تو اس کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

ابْنُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهُ اَنْ يُّعْطِيَهُ قَمِيْصَهُ اَنْ يُّكَفِّنَ فِيْهِ اَبَاهُ فَاَعْطَاهُ ثُمَّ سَاَلَهُ اَنْ يُّصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ عُمَرُ فَاَخَذَ بِثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُصَلِّيْ عَلَيْهِ وَقَدْ نَهَاكَ اللّٰهُ اَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا خَيَّرَنِيَ اللّٰهُ فَقَالَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً وَسَاَزِيْدُ عَلَى سَبْعِيْنَ قَالَ اِنَّهٗ مُنَافِقٌ فَصَلّٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ۔

حاضر ہوئے اور حضور سے یہ سوال کیا کہ وہ ان کو اپنی قمیص عطا فرمائیں جس میں ان کے باپ کو کفن دیا جائے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو قمیص عطا کر دی، پھر آپ سے یہ سوال کیا کہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے، حضرت عمر نے آگے بڑھ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑ لیا اور کہا؟ یا رسول اللہ! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس پر نماز پڑھنے سے آپ کو منع کیا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے، اور فرمایا ہے: آپ ان کے لیے استغفار کریں یا نہ کریں، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت نہیں فرمائے گا خواہ آپ ان کے لیے ستر بار استغفار کریں، اور میں ستر بار سے زیادہ استغفار کروں گا، حضرت عمر نے کہا وہ منافق ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی" ان (منافقین) میں سے جو بھی مر جائے آپ اس کی کبھی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں"۔

۶۰۸۶- وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيٰى (وَهُوَ الْقَطَّانُ) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ فِيْ مَعْنٰى حَدِيْثِ اَبِيْ اُسَامَةَ وَزَادَ قَالَ فَتَرَكَ الصَّلٰوةَ عَلَيْهِمْ۔

ابو اسامہ سے بھی یہ حدیث مروی ہے، اس میں ہے کہ پھر آپ نے ان پر نماز پڑھنی چھوڑ دی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے: عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی القرشی العدوی، حضرت عمر کی کنیت ابو حفص ہے ان کی والدہ کا نام حنتمہ بنت ہشام بن مغیرہ ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ جنگ فجار اعظم کے چار سال بعد پیدا ہوئے، حضرت عمر کا قریش کے معززین میں شمار ہوتا تھا، زمانہ جاہلیت میں

سفارت کا منصب انہی کے سپرد تھا۔ [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا (یعنی منصب رسالت پر فائز کیا اور آپ نے اعلانِ نبوت کیا) تو حضرت عمر آپ کے اور مسلمانوں کے شدید مخالف تھے، پھر چند لوگوں کے اسلام لانے کے بعد حضرت عمر بھی اسلام لے آئے، ہلال بن یساف نے کہا حضرت عمر چالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے مسلمان ہونے کے بعد اسلام لائے، ایک قول ہے انتالیس مردوں اور تیئس عورتوں کے بعد مسلمان ہوئے، اور حضرت عمر کے اسلام کے بعد چالیس مرد پورے ہوگئے، حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ انتالیس مردوں اور ایک عورت کے اسلام کے بعد حضرت عمر اسلام لائے اور چالیس مردوں کا عدد پورا ہوگیا، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

یاایھا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین۔ (انفال: ۶۴)

اے نبی! آپ کے لیے اللہ کافی ہے اور مومنوں میں سے آپ کے پیروکار (کافی ہیں)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی تھی "اے اللہ! ان دو مردوں میں سے جو تجھے محبوب ہو اس سے اسلام کو غلبہ عطا فرما" عمر بن الخطاب یا عمرو بن ہشام یعنی ابوجہل، شریح بن عبید نے کہا کہ حضرت عمر نے بیان کیا کہ اسلام لانے سے قبل ایک دن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھا کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے پہلے مسجد میں پہنچ گئے، میں آپ کے پیچھے کھڑا ہوگیا، آپ نے سورۃ الحاقۃ کی تلاوت شروع کی، مجھے قرآن مجید کی نظم اور ترتیب سے بہت تعجب ہوا میں نے کہا: واللہ! جیسے قریش کہتے ہیں یہ شاعر ہیں "تب حضور نے یہ آیت پڑھی انہ لقول رسول کریم وماھو بقول شاعر۔ "بیشک یہ قرآن رسول کریم کا قول ہے، یہ کسی شاعر کا قول نہیں ہے" پھر میں نے کہا یہ کاہن ہیں تب آپ نے پڑھا:

ولا بقول کاھن قلیلا ما تذکرون ○ تنزیل من رب العلمین۔ (الحاقۃ: ۴۱-۴۳-۴۲)

اور نہ یہ (قرآن) کسی کاہن کا قول ہے تم بہت ہی کم سمجھتے ہو، یہ قرآن رب العلمین کی طرف سے نازل کیا ہوا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری سورۃ الحاقۃ ختم کی اور یہ سورۃ سن کر اسلام پوری طرح میرے دل میں گھر کر گیا۔

حضرت اسامہ بن زید ــــــ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر بن الخطاب نے ہم سے کہا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں تمہیں بتاؤں کہ میں کس طرح اسلام لایا تھا، ہم نے کہا ہاں! انہوں نے کہا میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مخالف تھا، ایک دن دوپہر کے وقت سخت گرمی پڑ رہی تھی، مجھے مکہ کے ایک راستہ میں قریش کا ایک شخص ملا، اس نے کہا اے ابن الخطاب! کہاں جا رہے ہو؟ تم کس خیال میں ہو، یہ دین تو تمہارے گھر میں داخل ہوچکا ہے، حضرت عمر نے کہا وہ کیسے؟ اس نے کہا تمہاری بہن دین

---

[1] علامہ محمد بن محمد ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۵۳-۵۲ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

بدل چکی ہے، حضرت عمر نے کہا میں غضب ناک ہو کر گھر لوٹا، ادھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ طریقہ تھا کہ جب ایک دو آدمی مسلمان ہوتے تو ان کو یکجا کر دیتے تاکہ ان کو قوت حاصل ہو، وہ ایک ساتھ رہتے، کھاتے، پیتے اور نمازیں پڑھتے، میرے بہنوئی کے ساتھ بھی دو مردوں کو لاحق کر دیا گیا تھا، میں نے گھر جا کر دروازہ کھٹکھٹایا، پوچھا کون ہے؟ میں نے کہا ابن الخطاب، اس وقت وہ لوگ بیٹھے ہوئے ایک صحیفہ سے قرآن مجید پڑھ رہے تھے، جب انھوں نے میری آواز سنی تو جلدی سے چھپ گئے اور اس صحیفہ کو چھپانا بھول گئے، میری بہن نے دروازہ کھولا، میں نے اس سے کہا اے اپنی جان کی دشمن تو دین بدل چکی ہے پھر میں نے اس کو مارنا شروع کر دیا حتی کہ اس کا خون بہنے لگا، جب میری بہن نے خون دیکھا تو وہ رونے لگی، پھر میری بہن نے کہا: اے خطاب کے بیٹے! تم جو کچھ کر سکتے ہو وہ کرو میں مسلمان ہو چکی ہوں! میں غصہ میں بھرا ہوا گھر کے اندر داخل ہوا اور چارپائی پر بیٹھ گیا، اچانک میری نظر پڑی گھر کے ایک کونے میں ایک کتاب رکھی ہوئی تھی، میں نے کہا یہ کیسی کتاب ہے؟ مجھے دو، میری بہن نے کہا، نہیں تم اس کتاب کو اٹھانے کے اہل نہیں ہو، تم غسل جنابت نہیں کرتے، تم ناپاک ہو اور اس کتاب کو صرف پاک لوگ چھو سکتے ہیں، حضرت عمر نے کہا میں اس سے کتاب کے لیے مسلسل اصرار کرتا رہا حتی کہ اس نے مجھے وہ صحیفہ دے دیا، میں نے دیکھا اس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہوئی تھی، جب میں نے رحمن اور رحیم کو پڑھا تو مجھ پر دہشت چھا گئی اور صحیفہ میرے ہاتھ سے گر گیا، میں نے پھر دیکھا تو اس میں لکھا ہوا تھا، سبح للہ ما فی السموات والارض وھو العزیز الحکیم۔ میں جب بھی اللہ عزوجل کے اسماء میں سے کوئی اسم پڑھتا تو مجھ پر دہشت چھا جاتی، اور میں اس پر غور و فکر کرتا، حتی کہ میں اس آیت پر پہنچا:

امنوا باللہ ورسولہ وانفقوا مما جعلکم مستخلفین فیہ۔　　اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس مال میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو، جس میں اللہ نے تمہیں پہلے لوگوں کا قائم مقام کر دیا ہے۔

(الحدید: ۷)

حتی کہ جب میں ان کنتم مؤمنین پر پہنچا تو میں نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ پھر لوگ بلند آواز سے اللہ اکبر کہتے ہوئے نکل آئے، اور انھوں نے مجھ سے جو کلمہ شہادت سنا تھا اس پر خوشی کا اظہار کیا اور مجھے مبارک باد دی، اور اللہ عزوجل کی حمد کی اور مجھ سے کہا: اے ابن الخطاب مبارک ہو، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیر کے دن یہ دعا کی تھی دو مردوں میں سے ایک کے ساتھ اسلام کو غلبہ عطا فرما! عمرو بن ہشام سے یا عمر بن الخطاب سے، اور ہم کو امید ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا تمہارے حق میں مقبول ہو گئی، جب ان کو میرے اسلام لانے کے صدق کا یقین ہو گیا تو انھوں نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں! وہ صفا کے نیچے ایک مکان میں ہیں میں نے دروازہ کھٹکھٹایا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھول دو، اگر اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ خیر کا ارادہ کر لیا ہے تو وہ اس کو ہدایت عطا فرمائے گا، پھر دروازہ کھولا اور دو شخص مجھے بازو سے پکڑ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے، آپ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو، میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا آپ نے فرمایا اسلام قبول کر لو، میں نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ وانک لرسول اللہ ؂

؂ شیخ ابن ابی الحدید متوفی ۶۵۶ھ [illegible] شرح نہج البلاغہ [illegible] حضرت عمر کے (بقیہ حاشیہ برصفحہ آئندہ)

یہ سن کر تمام مسلمانوں نے اس زور سے نعرہ لگایا کہ مکہ کے در و دیوار گونج اٹھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعثت کے چھٹے سال اسلام لائے تھے، ایوب بن موسیٰ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل پر حق کو جاری کر دیا ہے اور وہ فاروق ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے سبب سے حق اور باطل میں فرق کر دیا ہے، حضرت زبیر بن عوام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے عمر بن الخطاب سے اسلام کو غلبہ عطا فرمایا، قاسم بن عبدالرحمان کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ حضرت عمر کا اسلام لانا فتح تھا، ان کی ہجرت نصرت تھی اور ان کی امارت رحمت تھی، ہم نے وہ وقت دیکھا جب ہم بیت اللہ میں نماز پڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے، حتیٰ کہ حضرت عمر اسلام لے آئے، پھر حضرت عمر نے مشرکوں سے جنگ کی حتیٰ کہ انھوں نے ہم کو چھوڑ دیا اور ہم نے بیت اللہ میں نماز ادا کی۔ [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہجرت کرنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا میرے علم کے مطابق مہاجرین میں سے حضرت عمر کے سوا ہر شخص نے چھپ کر ہجرت کی ہے، حضرت عمر نے جب ہجرت کا قصد کیا تو انھوں نے تلوار لٹکائی، تیر اور کمان اپنے ہاتھ میں لیے اور نیزہ سنبھال کر کعبہ کی طرف گئے، اس وقت قریش کی ایک جماعت صحن کعبہ میں بیٹھی ہوئی تھی، حضرت عمر نے کعبہ کے گرد سات چکر لگائے اور مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھی، پھر قریش کے ان لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس پر اس کی ماں روئے، اس کے بچے یتیم ہوں اور اس کی بیوی بیوہ ہو وہ اس وادی کے باہر آ کر مجھ سے مقابلہ کرے، حضرت علی نے کہا کسی شخص نے حضرت عمر کا پیچھا نہیں کیا اور بعض معمر لوگوں نے قریش کو سمجھایا اور نصیحت کی، حضرت براء بن عازب بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے مہاجرین میں سے ہمارے پاس حضرت مصعب بن عمیر آئے، پھر حضرت ابن ام مکتوم (نابینا) آئے، پھر بیس سواروں کے ساتھ حضرت عمر بن الخطاب آئے، پھر حضرت ابوبکر کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ [2]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غزوات میں شرکت

حضرت عمر بن الخطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر، احد، خندق، بیعت رضوان، خیبر، فتح مکہ، حنین اور دیگر تمام غزوات میں شریک رہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کفار پر سب سے زیادہ سخت تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہی بدر کے تمام مشرکین کو قتل کرنے کا مشورہ دیا تھا، یہ قصہ بہت مشہور ہے، حضرت عمر جنگ احد میں آخر وقت تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) اسلام لانے کا یہ واقعہ اسی تفصیل سے بیان کیا ہے اور اس میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کا ذکر ہے:

"اللھم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب او بعمرو بن ھشام۔

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۵۸-۵۳، ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، تہران

[2] " " " " ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۵۹-۵۸، " " "

زہری اور عاصم بن عمر نے بیان کیا کہ جنگ احد میں جب ابوسفیان نے واپسی کا ارادہ کیا تو اس نے پہاڑ کے اوپر سے جھانک کر بلند آواز سے کہا، جنگ ایک ڈول ہے آج کا دن بدر کا بدلہ ہے، ھبل (بت کا نام) کا نام بلند ہو، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کھڑے ہو کر اس کو جواب دو! حضرت عمر نے کہا اللہ اعلیٰ و اجل، تمہاری ہم سے کوئی برابری نہیں، ہمارے مقتول جنت میں ہیں اور تمہارے مقتول نار میں ہیں، ابوسفیان نے کہا میں تم کو اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ ہم نے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا، حضرت عمر نے کہا نہیں! بے شک وہ تمہارا کلام سن رہے ہیں۔ [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علم

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر حضرت عمر کا علم ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور باقی تمام لوگوں کا علم ترازو کے دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو حضرت عمر کا علم راجح ہو گا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے خواب میں دودھ پیش کیا گیا میں نے وہ دودھ پی لیا اور اپنا بچا ہوا دودھ عمر کو دیا، آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ آپ نے اس سے کیا تعبیر لی ہے؟ آپ نے فرمایا علم! حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر سے بڑھ کر کسی کو رعیت کے حق میں بہتر اور مہربان نہیں دیکھا، اور حضرت عمر سے زیادہ کسی کو کتاب اللہ کا عالم، دین میں فقیہ، حدود اللہ کا نافذ کرنے والا اور رعب اور دبدبہ والا نہیں دیکھا، اور حضرت عثمان سے زیادہ کسی کو حیادار نہیں دیکھا۔ [2]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زہد اور تواضع

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب اسلام اور ہجرت میں تو ہم پر مقدم نہیں تھے لیکن وہ ہم سب سے زیادہ دنیا میں زاہد اور آخرت میں راغب تھے، ثابت کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر نے پانی مانگا تو انھیں ایک برتن میں شہد پیش کیا گیا، حضرت عمر اس برتن کو ہاتھ پر رکھ کر کہنے لگے، میں اس کو پی لوں گا تو (پینے کے بعد) اس کی حلاوت تو ختم ہو جائے گی اور اس کا مواخذہ باقی رہ جائے گا یہ کہہ کر وہ شہد کسی اور شخص کو دے دیا، ابن ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر کے سامنے کھانا رکھا ہوا تھا، غلام نے آکر کہا کہ عتبہ ابی فرقد ملاقات کے لیے آئے ہیں، حضرت عمر نے کہا عتبہ کس کام سے آئے ہیں ان کو بلاؤ، عتبہ آئے تو دیکھا کہ حضرت عمر کے سامنے روٹی اور زیتون کا تیل رکھا ہوا تھا، حضرت عمر نے کہا آؤ عتبہ کھانا کھاؤ، وہ کھانے لگے تو وہ سخت روٹی تھی جو ان کے حلق سے نہیں اترتی تھی، انھوں نے کہا امیر المومنین کیا آپ کے ہاں میدے کی نرم روٹیاں نہیں ہیں؟ حضرت عمر نے کہا تم پر افسوس ہے، کیا تمام مسلمان اس قسم کا کھانا کھا سکتے ہیں؟ انھوں نے کہا نہیں! حضرت عمر نے کہا تم پر افسوس ہے، اے عتبہ کیا میں اچھی اور لذیذ چیزیں دنیا میں ہی خرچ کر لوں؟ ابوعثمان نے کہا میں نے دیکھا حضرت عمر منیٰ میں شیطان کو کنکریاں مار رہے تھے، ان کے جسم پر پیوند لگا ہوا لباس تھا جس میں چمڑے کے پیوند لگے ہوتے تھے۔ [3]

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۶۰-۵۹، ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

[2] " " " " " ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۶۰، " " "

[3] " " " " " ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۶۲-۶۰، " " "

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں بلند درجے والے نچلے درجے والوں کو اس طرح دکھائی دیں گے جس طرح آسمان کے افق پر کوئی روشن ستارہ نظر آتا ہے اور ابوبکر اور عمر بلند درجے میں ہوں گے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب حرا پہاڑ ہلنے لگا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ساکن ہو جا تم پر ایک نبی ہے، صدیق ہے اور شہید ہیں اس پہاڑ پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم تھے، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمان، حضرت سعد اور حضرت سعید تھے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے دو وزیر آسمان والوں میں سے ہیں جبرائیل اور میکائیل اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہیں ابوبکر اور عمر، حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، سامنے سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر آرہے تھے، مجھ سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! یہ دونوں انبیاء اور مرسلین کے سوا اولین اور آخرین میں سے جنت کے تمام ادھیڑ عمر والوں کے سردار ہیں، پھر مجھ سے کہا اے علی ان کو خبر نہ کرنا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل میں حق رکھ دیا ہے، حضرت ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ جب بھی کوئی واقعہ یا حادثہ ہوا، اس کے متعلق ایک رائے لوگوں کی ہوتی اور ایک رائے حضرت عمر کی ہوتی تو حضرت عمر کی رائے کے مطابق قرآن مجید نازل ہو جاتا، اس کی مثال میں انھوں نے لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم فیہ عذاب عظیم (انفال: ۶۸) حجاب کے حکم اور شراب سے ممانعت کے متعلق آیات پیش کیں، حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا: اے وہ شخص جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں سے بہتر ہیں، حضرت ابوبکر نے کہا: اگر تم یہ کہتے ہو تو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ عمر سے افضل کسی شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پچھلی امتوں میں محدث (جس پر الہام کیا جائے) ہوتے تھے، اگر اس امت میں کوئی محدث ہوگا تو وہ عمر بن الخطاب ہیں، حسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب نے مدینہ میں قریش کے ایک خاندان کو نکاح کا پیغام دیا، انھوں نے حضرت عمر کا پیغام مسترد کر دیا، پھر حضرت مغیرہ بن شعبہ نے نکاح کا پیغام دیا تو ان کو رشتہ دے دیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انھوں نے ایسے شخص کا پیغام مسترد کیا ہے کہ روئے زمین پر اس سے بہتر شخص نہیں ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر جمعہ کے دن منبر پر خطبہ دے رہے تھے، اچانک حضرت عمر نے خطبہ سے اعراض کر کے کہا: اے ساریہ بن حصن! پہاڑ کی اوٹ میں ہو، پہاڑ کی اوٹ میں ہو، جو شخص بھیڑیے کو پالتا ہے وہ ظلم کرتا ہے، ایک ماہ بعد ایک شخص فتح کی خوش خبری لے کر آیا، اس نے بتایا اس دن جب وہ پہاڑ سے ہٹے تو اسی وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مشابہ آواز آئی" اے

ساریہ بن حصن! پہاڑ کی اوٹ میں ہو، پہاڑ کی اوٹ میں ہو، ہم پہاڑ کی اوٹ میں ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح دے دی، حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابوبکر پر رحم فرمائے اس نے میرے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کی اور مجھے دار ہجرت میں لے گئے، اور اپنے مال سے بلال کو آزاد کیا، اور اللہ تعالیٰ عمر پر رحم فرمائے وہ حق کہتے ہیں خواہ کڑوا ہو، وہ حق کو ترک نہیں کرتے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن عام مسلمانوں پر بالعموم فخر کرتا ہے اور عمر پر بالخصوص فخر کرتا ہے، حضرت سوید بن غفلہ بیان کرتے ہیں کہ میں شیعہ کی ایک جماعت کے پاس سے گزرا جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو برا بھلا کہہ رہے تھے، حضرت سوید بن غفلہ نے حضرت علی سے اس کا ذکر کیا اور کہا اگر ان لوگوں کو اس کا یقین نہ ہوتا کہ آپ کے دل میں ان کی برائی ہے تو وہ حضرت ابوبکر اور عمر کو برا کہنے کی کبھی جرأت نہ کرتے، حضرت علی نے کہا معاذ اللہ! میرے دل میں ان کی اچھائیوں کے سوا۔۔ کوئی چیز نہیں، سنو اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو جو اپنے دل میں ان کے متعلق اچھائی کے سوا اور کوئی چیز رکھتا ہو، پھر وہ نماز کے بعد منبر پر بیٹھے، درآں حالیکہ ان کی سفید ڈاڑھی پر آنسو بہہ رہے تھے، پھر انھوں نے کھڑے ہو کر بہت بلیغ خطبہ دیا، اور کہا یہ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں جن سے ہم بری ہیں، اس ذات کی قسم جس نے سبزہ اگایا اور روح کو پیدا کیا، ابوبکر اور عمر سے اسی شخص کو محبت ہوگی جو مومن متقی ہوگا اور ان سے وہی شخص بغض رکھے گا جو فاجر غوی ہو گا، یہ دونوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے (دینی) بھائی اور آپ کے صحابی ہیں اور آپ کے وزیر ہیں زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک رات حضرت عمر بن الخطاب مدینہ میں گشت کر رہے تھے، ایک جگہ دیکھا ایک عورت گھر میں بیٹھی ہے اور اس کے گرد بچے بیٹھے رو رہے ہیں اور پانی سے بھری ہوئی دیگچی آگ پر رکھی ہے، حضرت عمر نے پوچھا یہ دیگچی آگ پر کیوں رکھی ہے؟ اس نے کہا بچوں کو بہلانے کے لیے تاکہ یہ سمجھیں کہ کھانا پک رہا ہے اور انتظار کرتے کرتے سو جائیں، حضرت عمر رونے لگے اور جا کر بیت المال سے آٹا، گھی، کھجوریں، چربی، کپڑے اور درہم وغیرہ لے کر ایک بوری میں ڈالے اور اپنے غلام سے کہا: اسلم! یہ بوری مجھ پر لاد دو، اسلم نے کہا امیر المومنین اس بوری کو میں اٹھا لیتا ہوں، آپ نے فرمایا: آخرت میں اس معاملہ کے متعلق مجھ سے سوال ہوگا اس لیے یہ بوری مجھ کو ہی اٹھانے دو۔[۲] حضرت عمر ان کے گھر گئے اور خود کھانا پکا کر ان کو کھلایا۔[۱]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں صبح کے وقت ایک کنویں سے ڈول نکال رہا ہوں، پھر ابوبکر آئے انھوں نے ایک یا دو ڈول نکالے، ان کے ڈول نکالنے میں ضعف تھا، اللہ ان کی مغفرت کرے، پھر عمر بن الخطاب آئے اور انھوں نے ڈول نکالے اور میں نے

---

[۱] ۔ علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۶۷-۶۲ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران،
[۲] ۔ یہ واقعہ شیخ ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغۃ ج ۱۲ ص ۲۹-۲۸ میں بھی بیان کیا ہے۔

ان کی طرح غیر معمولی صلاحیت والا کسی کو نہیں دیکھا، حتیٰ کہ تمام لوگ سیراب ہوگئے اور انھوں نے اپنی سواریوں کو پانی پلاکر بٹھا دیا، (الحدیث) اس کا سبب یہ ہے کہ حضرت عمر کے زمانۂ خلافت میں بہت زیادہ شہر فتح ہوئے، اور بہت مال و دولت اکٹھا ہوا، اور کفار سے بہت مال غنیمت حاصل ہوا، ایک اور حدیث میں ہے اگر تم ان کو خلیفہ بناؤ گے تو ان کو دنیا اور دین الٰہی کے احکام کے نفاذ میں قوی پاؤ گے، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو قیامت تک بعد میں آنے والے حکمرانوں پر حجت بنا دیا ہے۔

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو انھوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو بلا کر حضرت عمر کے متعلق ان کی رائے پوچھی، حضرت عبدالرحمٰن نے کہا حضرت عمر کے متعلق آپ کی جو رائے ہے وہ اس سے زیادہ افضل ہیں، پھر حضرت ابوبکر نے حضرت عثمان کو بلایا، اور ان سے حضرت عمر کے متعلق رائے پوچھی، حضرت عثمان نے کہا ان کا باطن ان کے ظاہر سے اچھا ہے، اور ہم میں ان جیسا کوئی نہیں ہے، پھر حضرت ابوبکر نے سعید بن زید، ابو الاعور، اُسید بن حضیر اور دیگر مہاجرین اور انصار سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق رائے پوچھی، حضرت اُسید نے کہا کہ وہ آپ کے بعد سب سے بہتر ہیں، ان کا باطن ان کے ظاہر سے اچھا ہے اور اس خلافت کے لیے ان سے زیادہ قوی اور کوئی شخص نہیں ہے، بعض لوگوں نے یہ بھی کہا کہ حضرت عمر بہت سخت ہیں، حضرت ابوبکر نے کہا مجھے بٹھاؤ پھر کہا کیا تم مجھے اللہ سے ڈراتے ہو! جو تمہارے لیے ظلم کا زادِ راہ مہیا کرے گا وہ ناکام ہوگا، اے اللہ! ان کے لیے بہتر شخص کو خلیفہ بنا دے، پھر حضرت ابوبکر لیٹ گئے، پھر حضرت عثمان کو بلا کر کہا لکھو:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ وہ نصیحت ہے جو ابوبکر نے دنیا سے رخصت ہوتے وقت اور آخرت میں داخل ہوتے وقت کی ہے جس وقت کافر ایمان لے آتا ہے اور فاجر یقین کر لیتا ہے اور کاذب تصدیق کر دیتا ہے، میں اپنے بعد تم پر عمر بن الخطاب کو خلیفہ بناتا ہوں، تم اس کے احکام سننا اور اس کی اطاعت کرنا، میں نے اللہ، اس کے رسول، اس کے دین اور اپنے اور تمہارے لیے کسی خیر کو ترک نہیں کیا، اگر انھوں نے عدل کیا تو ان کے متعلق میرا یہی گمان اور یقین ہے اور اگر انھوں نے اس کے خلاف کیا تو ہر شخص اپنے عمل کا ذمہ دار ہے، میں نے خیر کا ارادہ کیا ہے اور میں غیب کو نہیں جانتا، اور ظالموں کو عنقریب پتا چل جائے گا کہ وہ کیسی پلٹنے کی جگہ پلٹ کر جاتے ہیں،.... والسلام علیکم ورحمۃ اللہ!

پھر حضرت ابوبکر نے اس خط پر مہر لگانے کا حکم دیا، پھر حضرت عثمان اس مہر شدہ مکتوب کو حضرت عمر اور حضرت اسد بن سعید کے پاس لے کر گئے اور لوگوں سے کہا کیا تم اس مکتوب پر بیعت کرتے ہو؟ سب لوگوں نے اس پر بیعت کر لی، پھر حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو بلا کر کچھ وصیتیں کیں، اور یوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت منعقد ہوگئی۔ [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی انفرادی اور اجتماعی (بہ حیثیت خلیفہ) سیرت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں

[1] علامہ محمد بن محمد ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۶۷-۷۱ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

بہ کثرت فتوحات ہوئیں، اور متعدد علاقے اور شہر اسلامی سلطنت میں داخل ہوئے، عراق، شام، مصر، جزیرہ، دیاربکر، ارمینیہ آذربائیجان، ارانیہ، بلاد جبال، بلاد فارس اور خوزستان وغیرہ، حضرت عمر کے زمانہ میں فتح ہوئے، خراسان میں اختلاف ہے، بعض مؤرخین نے کہا وہ حضرت عمر کے زمانہ میں فتح ہوا اور بعض نے کہا وہ حضرت عثمان کے زمانہ میں فتح ہوا۔

حضرت عمر نے بیت المال سے لوگوں کے وظیفے مقرر کیے اور اپنے لیے ایک عام مزدور کا وظیفہ مقرر کیا حضرت عمر نے دیوان تیار کرائے اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے لحاظ سے نام لکھوائے، پہلے بنو ہاشم کے، پھر جو ان کے قریب تھے اور پھر جو ان کے قریب تھے، اسی طرح جو لوگ اسلام لانے میں سابق تھے ان کا زیادہ اعزاز اور اکرام کرتے تھے اور ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب پر فوقیت دی تھی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد شدہ غلام بیان کرتے ہیں ایک دن سخت گرمی کا دن تھا میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے بالاخانہ پر بیٹھا ہوا تھا، ناگاہ میں نے دیکھا ایک شخص سخت دھوپ میں دو اونٹوں کو لیے چلا آرہا ہے جب وہ قریب پہنچا تو ہم نے پہچانا وہ حضرت عمر تھے، حضرت عثمان نے کہا اتنی سخت لو اور گرمی میں آپ کیوں باہر پھر رہے ہیں، حضرت عمر نے کہا یہ صدقہ کے دو اونٹ نکل بھاگے تھے، میں نے سوچا اگر یہ ضائع ہوگئے تو آخرت میں مجھ سے ان کے متعلق مواخذہ ہوگا، اس لیے میں ان کو واپس چراگاہ میں لا رہا ہوں، حضرت عثمان نے کہا آپ یہاں آئیں پانی سے غسل کریں اور سایہ میں آرام کرلیں، حضرت عمر نے کہا اپنے پانی اور سایہ کو اپنے پاس رکھو اور اونٹوں کو ہانکتے ہوئے چلے گئے، حضرت عثمان نے کہا جو شخص کسی قوی اور امین شخص کو دیکھنا چاہتا ہو وہ اس شخص کو دیکھ لے!

اسماعیل بن زیاد بیان کرتے ہیں کہ ماہ رمضان میں حضرت علی مسجدوں کے پاس سے گذرے قرآن کو قندیلوں سے روشن دیکھا، حضرت علی نے کہا اللہ تعالیٰ عمر کی قبر کو اسی طرح منور کردے جس طرح اس نے ہماری مسجدوں کو منور کیا ہے، مجاہد بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر نے حج کیا اور مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ آنے جانے میں اسّی درہم خرچ کیے، بعد میں ہاتھ مل مل کر افسوس کر رہے تھے کہ ہم نے یہ اسراف کیا ہے، ابن مغول بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے آخرت کے حساب سے پہلے دنیا میں اپنا حساب کرلو، اور میزان میں اپنے اعمال کے وزن سے پہلے دنیا میں اپنے اعمال کا وزن کرلو!! رضی اللہ عنہ وارضاہ بمنہ وکرمہ۔ [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر چڑھے، آپ کے ساتھ اس وقت حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان بھی تھے، اس پہاڑ میں زلزلہ کی طرح جھٹکے آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا پیر مارا اور فرمایا: اے اُحد ٹھہر جا! تجھ پر ایک نبی ہے، ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔ سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر منیٰ سے لوٹے تو انہوں نے زمین پر اپنی اونٹنی بٹھائی اور اپنی چادر کا ایک پلو اونٹنی پر ڈال کر لیٹ گئے پھر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کی: "اے اللہ! میری عمر زیادہ ہوگئی اور میری قوت کم ہوگئی

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۷۲-۷۱، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

اور میری رعیت بہت پھیل گئی، اب میری روح قبض کرلے درآں حالیکہ مجھے ضائع کرنا اور نہ مجھ میں افراط کرنا" اس دعا کے بعد ابھی ذوالحجۃ کا ماہ ختم نہیں ہوا تھا کہ حضرت عمر زخمی کردیے گئے اور اس کے بعد شہید ہو گئے۔

ابورافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو چکیاں بناتا تھا، اور حضرت مغیرہ اس سے ہر روز چار درہم بطور خراج لیتے تھے۔ ابولولو کی حضرت عمر سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا اے امیر المومنین! مغیرہ مجھ سے زیادہ خراج لیتے ہیں ان سے کہیں اس میں کچھ تخفیف کریں، حضرت عمر نے کہا اللہ سے ڈرو! اور اپنے مالک سے اچھا سلوک کرو، اور حضرت عمر کی نیت یہ تھی کہ حضرت مغیرہ سے تخفیف کے لیے کہیں گے، وہ غلام غضب ناک ہوا اور اس نے (دل میں) کہا ساری دنیا میں عدل کرتے ہو اور میرے ساتھ عدل نہیں کرتے! اور اپنے دل میں ان کے قتل کا منصوبہ بنایا، پھر ایک دو دھاری زہر آلود خنجر تیار کیا اور جب حضرت عمر صبح کی نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے تو یہ آپ کے پیچھے جاکر کھڑا ہو گیا، حضرت عمر نے کہا اقیموا صفوفکم۔ "اپنی صفیں درست کرو" اور ابھی اللہ اکبر کہا ہی تھا کہ ابولولو نے خنجر کا ایک وار کندھے پر اور دوسرا وار کوکھ پر کیا ایک قول یہ ہے کہ چھ وار کیے، حضرت عمر گر پڑے، وہ خنجر چلاتا ہوا بھاگا اس کے خنجر سے تیرہ آدمی زخمی ہوئے جن میں سات موقع پر شہید ہو گئے، حضرت عمر کو اٹھا کر لے جایا گیا۔

محمد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو چھبیس ذوالحجہ ۲۳ھ بدھ کے دن زخمی کیا گیا اور اتوار کے دن یکم محرم الحرام ۲۴ھ کو آپ کا وصال ہو گیا، اسی دن آپ کو دفن کیا گیا، دس سال، پانچ ماہ اور اکیس دن آپ کی خلافت رہی، حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں آپ کو دفن کیا گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ تریسٹھ سال کی عمر میں شہید ہوئے۔

جب لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے آتے تو وہ آپ کی مدح اور تعریف کرتے ایک شخص نے کہا اے امیر المومنین! آپ کو بشارت ہو، آپ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل ہوئی، اسلام لانے میں آپ نے سبقت کی پھر خلیفہ ہونے کے بعد آپ نے عدل کیا اور اب شہادت کا مرتبہ پایا، حضرت عمر نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ سب برابر سرابر ہو جائے، مجھے اجر ملے اور نہ مجھ سے مواخذہ ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر سے کہا حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور عرض کرو کہ عمر سلام عرض کرتا ہے دیکھو امیر المومنین نہ کہنا، کیونکہ اب میں مومنین کا امیر نہیں ہوں ان سے کہنا کہ عمر بن الخطاب اپنے صاحبوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت طلب کرتا ہے، جب حضرت ابن عمر، حضرت ام المومنین کے پاس گئے تو وہ رو رہی تھیں، یہ پیغام سن کر فرمایا میں نے اس جگہ کو اپنے لیے رکھا تھا لیکن آج میں عمر کو اپنے اوپر ترجیح دیتی ہوں، حضرت عمر نے یہ پیغام سن کر فرمایا جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے جنازے کو لے جانا اور حضرت ام المومنین کو سلام عرض کرکے دوبارہ اجازت طلب کرنا اگر وہ اجازت دے دیں تو مجھے وہاں دفن کر دینا ورنہ مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔ [1]

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۷۰-۷۲، ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

حضرت عمر کے لیے حضرت علی کی دعاء خیر

حدیث نمبر ۶۰۹۲ میں ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جنازہ دیکھ کر حضرت عمر کے محاسن بیان کیے اور ان کے حق میں دعائے خیر کی، علامہ نووی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

اس حدیث میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت ہے اور حضرت علی کی ان کی فضیلت پر شہادت کا بیان ہے اور ان کی ثناء جمیل کرنے کا ذکر ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات سے پہلے ان کے متعلق حضرت علی کے گمان کی صحت کا بیان ہے۔ [1]

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

شیعہ حضرت علی کی طرف یہ منسوب کرتے ہیں، کہ حضرت علی، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے بغض رکھتے تھے اور ان کو خلافت میں غاصب اور ظالم کہتے تھے، اس حدیث میں ان کا رد اور ان کی تکذیب ہے، بلکہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی شیخین سے محبت رکھتے تھے ان کی اپنے اوپر فضیلت کا اعتراف کرتے تھے اور ان کی تعریف و توصیف کرتے تھے۔ [2]

حضرت عمر کی دینداری میں سابقیت

حدیث نمبر ۶۰۶۳ میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لمبی قمیص پہنے ہوئے دیکھا، آپ سے قمیص کی تعبیر پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا دین۔ علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

علماء تعبیر نے بیان کیا ہے کہ نیند میں قمیص کو دیکھنے کی تعبیر دین ہے اور قمیص کو گھسیٹنا اس شخص کے آثار جمیلہ اور مسلمانوں میں اس کی عمدہ سنتوں کا بیان ہے تاکہ اس کی وفات کے بعد مسلمانوں میں اس کی پیروی کی جائے حدیث نمبر ۶۰۶۵ میں ہے کہ دودھ کی تعبیر علم ہے، دودھ کی تفسیر علم کے ساتھ اس لیے کی ہے کہ دونوں نفع پہنچانے میں مشترک ہیں، دودھ بدن کی غذا اور قوت کا سبب ہے اور علم دنیا اور آخرت کی صلاح کا سبب ہے۔ [3]

علامہ اُبّی مالکی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

قمیص کی تعبیر دین سے اس لیے کی ہے کہ قرآن مجید میں ہے "ولباس التقوٰی ذٰلک خیر" "سب سے بہتر تقوٰی کا لباس ہے"، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کم مقدار کی قمیص پہنے ہوئے جو لوگ پیش کیے گئے وہ سب حضرت عمر سے کم مرتبہ کے تھے، اگر ان میں حضرت ابوبکر بھی ہوتے تو ان کی قمیص سب سے لمبی اور سب سے کامل ہوتی، کیونکہ حضرت ابوبکر سب سے کامل اور سب سے افضل تھے۔ [4]

حدیث نمبر ۶۰۷۰ میں ہے حضرت ابوبکر کے ڈول کھینچنے میں کچھ ضعف تھا، اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے

---

[1] علامہ یحیٰی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۷۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۲۰۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[3] علامہ یحیٰی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۷۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[4] علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۲۰۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

کہ حضرت ابوبکر کا مرتبہ حضرت عمر سے کم تھا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابوبکر کی مدت خلافت حضرت عمر سے کم ہے، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمانا اللہ ابوبکر کی مغفرت کرے، یہ ایک محبت اور ترحیم کا کلمہ ہے۔

حدیث نمبر ۶۰۸۰ میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر سے فرمایا: جب بھی شیطان تم کو دیکھتا ہے راستہ تبدیل کر لیتا ہے، علامہ نووی لکھتے ہیں یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے اور شیطان جب حضرت عمر فاروق کو دیکھتا تو ان کی ہیبت سے اپنا راستہ تبدیل کر لیتا ہے، قاضی عیاض نے کہا اس میں یہ اشارہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شیطان کے اغوا اور اس کے بہکانے سے محفوظ ہیں وہ ہر معاملہ اور ہر باب میں صحیح روش پر ہوتے ہیں اور ان کا ہر کام شیطان کے مخالف ہوتا ہے۔

حضرت عمر کا محدَّث (صاحب الہام) ہونا

حدیث نمبر ۶۰۸۲ میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ محدَّث ہیں یعنی ان پر الہام کیا جاتا ہے اور حدیث نمبر ۶۰۸۴ میں ہے حضرت عمر نے تین چیزوں میں اپنے رب کی موافقت کی ان دونوں مسئلوں کی پوری تفصیل اور تحقیق ہم نے اپنے ایک مضمون "محدَّث خیر امم" میں کی ہے۔ یہ مضمون مقالات سعیدی میں درج ہے، علامہ نووی نے لکھا ہے یہ حدیث حضرت عمر کے عظیم مناقب میں سے ہے، بعض روایات میں ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض ازواج نے حضرت زینب کے ہاں زیادہ ٹھہرنے پر رقابت محسوس کی تو حضرت عمر نے کہا: عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا منکن۔ تو یہ آیت نازل ہو گئی، حضرت عمر نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو منافقین پر نماز جنازہ پڑھنے سے روکا تو یہ آیت نازل ہوئی: ولا تصل علی احد منہم مات ابدا۔ اس طرح شراب کی حرمت کے متعلق بھی حضرت عمر کی رائے کے موافق آیت نازل ہوئی، اس طرح یہ چھ آیات ہو جاتی ہیں۔

عبداللہ بن اُبی کے کفن کے لیے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قمیض دینے کی وجہ

حدیث نمبر ۶۰۸۵ میں ہے: نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کے کفن کے لیے اس کے بیٹے کی درخواست پر اپنی قمیض عطا فرمائی۔

علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے بیٹے کی تعظیم اور تالیف کے لیے اس کو قمیض عطا فرمائی کیونکہ وہ ایک صالح صحابی تھے، ایک قول یہ ہے کہ عبداللہ بن ابی نے جنگ بدر میں حضور کے چچا حضرت عباس کو اپنی قمیص پہنائی تھی اس کا بدلہ اتارنے کے لیے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو وہ قمیص عطا فرمائی اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم مکارم اخلاق کا بیان ہے کیونکہ اس منافق کی پہنچائی ہوئی اذیتیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم میں تھیں اس کے باوجود نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی بُرائیوں کا بدلہ نیکی سے دیا اس کی تکفین کے لیے اپنی قمیص دی، اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اس کے لیے استغفار کیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا انک لعلی خلق عظیم۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اب منافقین کی نماز جنازہ پڑھنا اور ان کے لیے استغفار کرنا ممنوع اور حرام ہے۔[1]

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۷۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

اس حدیث کی پوری تفصیل اور تحقیق ان شاء اللہ ہم شرح صحیح مسلم جلد سابع "کتاب صفۃ المنافقین" میں کریں گے۔

حضرت عمر کی رائے کے مطابق بعض آیات کے نازل ہونے پر شیعہ علماء کی تائید

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم۔ (انفال: ۶۸)

اگر (اجتہادی خطاء پر معافی کا حکم) پہلے سے اللہ کی طرف سے لکھا ہوا نہ ہوتا تو (بدر کے کافروں سے) جو (فدیہ کا مال) تم نے لیا تھا، اس میں ضرور تمہیں بڑا عذاب پہنچتا۔

شیعہ مفسر شیخ طبرسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کرہ اخذ الفداء حتی رای سعد بن معاذ کراھیۃ ذلک فی وجھہ فقال یا رسول اللہ ھذا اول حرب لقینا فیہ المشرکین والاثخان فی القتل احب الی من استبقاء الرجال وقال عمر بن الخطاب یارسول اللہ کذبوک واخرجوک فقدمھم واضرب اعناقھم ومکن علیا من عقیل فیضرب عنقہ ومکنی من فلان اضرب عنقہ فان ھؤلاء ائمۃ الکفر وقال ابوبکر اھلک وقومک استبقھم واستبقھم وخذ منھم فدیۃ فیکون لنا قوۃ علی الکفار قال ابن زید فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو نزل عذاب من السماء ما نجا منکم غیر عمر و سعد بن معاذ۔[1]

روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فدیہ لینے کو ناپسند کیا تھا حتیٰ کہ سعد بن معاذ نے آپ کے چہرے میں ناپسندیدگی دیکھی، انھوں نے کہا یارسول اللہ! یہ پہلی جنگ ہے جس میں ہم نے مشرکین سے مقابلہ کیا ہے اور میرے نزدیک مشرکین کو قتل کرکے خون بہانا زیادہ پسندیدہ ہے، (حضرت) عمر بن الخطاب نے کہا یارسول اللہ! ان لوگوں نے آپ کی تکذیب کی اور آپ کو بے وطن کیا، آپ آگے بڑھ کر ان کی گردنیں اتار دیجئے (حضرت) علی کو فلاں کی گردن اتارنے دیں اور مجھے فلاں کی گردن اتارنے دیں، کیونکہ یہ لوگ کفر کے امام ہیں (حضرت) ابوبکر نے کہا یہ آپ کے اہل اور آپ کی قوم ہیں ان کے ساتھ نرمی کریں اور ان کو زندہ رہنے دیں، آپ ان سے فدیہ لے لیں، اس سے ہمیں کفار کے خلاف قوت حاصل ہوگی، ابن زید نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر آسمان سے عذاب نازل ہوتا تو عمر اور سعد بن معاذ کے علاوہ تم میں سے کوئی نجات نہ پاتا۔

---

[1] شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۴ ص ۵۵۹، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۴۰۶ھ

شیخ ابن ابی الحدید شیعہ لکھتے ہیں:

حضرت عمر نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو عبد اللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھانے سے منع کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر بھی اس کی نماز جنازہ پڑھائی، اس کے بعد یہ آیت نازل ہو گئی:

ولا تصل علی احد منھم مات ابدًا۔ (توبہ: ۸۴) اور آپ ان میں سے کسی کی نماز جنازہ کبھی نہ پڑھائیں۔

(شرح نہج البلاغہ ج ۱۲ ص ۵۵، ملخصاً مطبوعہ مؤسسۃ مطبوعاتی اسماعیلیان (ایران)۔

نیز شیخ ابن ابی الحدید شیعہ لکھتے ہیں:

حضرت عبد اللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر کو لوگوں پر چار وجہ سے فضیلت ہے، بدر کے قیدیوں کے متعلق ان کی رائے کے موافق قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی:

ما کان لنبی ان یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض۔ (انفال: ۶۷) جب تک کہ نبی زمین پر کافروں کا خون نہ بہائے، اس کے لیے ان کو قیدی بنانا مناسب نہیں۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے حجاب کے متعلق ان کی رائے کے مطابق یہ آیت نازل ہوئی:

واذا سالتموھن متاعًا فسئلوھن من وراء حجاب۔ (احزاب: ۵۳) اور جب تم نبی کی ازواج سے کوئی چیز مانگو تو پردے کی اوٹ سے مانگو۔

اور چوتھی وجہ یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کے اسلام کی دعا کی: اللھم ایدالاسلام باحد الرجلین۔ "اے اللہ! ان دو شخصوں میں سے کسی ایک سے اسلام کی تائید کر۔"

(شرح نہج البلاغہ ج ۱۲ ص ۵۸۔ ۵۷، مطبوعہ مؤسسۃ مطبوعاتی اسماعیلیان ایران)۔

کتب شیعہ سے حضرت عمر کے فضائل کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا فلما نبأت بہ واظھرہ اللہ علیہ عرف بعضہ واعرض عن بعض فلما نباھا بہ قالت من انباک ھذا قال نبانی العلیم الخبیر۔ (تحریم: ۳)

اور جب نبی نے اپنی ایک زوجہ کو ایک راز کی بات بتائی، پھر جب اس زوجہ نے وہ راز کسی کو بتا دیا، اور اللہ نے نبی پر اس کا اظہار کر دیا، تو نبی نے اس زوجہ کو کچھ بات بتائی اور کچھ سے اعراض کیا، پھر جب نبی نے انہیں اس کی خبر دی تو وہ بولیں آپ کو کس نے بتایا؟ نبی نے کہا مجھے علیم وخبیر نے خبر دی ہے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ کو کون سی راز کی بات بتلائی تھی جس کو انھوں نے افشار کر دیا تھا؟ شیعہ مفسر شیخ طبرسی اس کے متعلق لکھتے ہیں:

عن الزجاج قال ولما حرم ماریۃ زجاج بیان کرتے ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم

القبطیة اخبر حفصة انه یملك من بعده ابو بکر ثم عمر فعرفها بعض ما افشت من الخبر واعرض عن بعض ان ابا بکر وعمر یملکان بعدی۔ [1]

نے ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر حرام کر لیا تو انھوں نے حضرت حفصہ کو یہ خبر دی کہ میرے بعد ابو بکر اور عمر حکمران ہوں گے پھر جب حضرت حفصہ نے اس راز کو افشاء کر دیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی افشاء کی ہوئی خبر میں سے بعض کو انھیں بتایا اور بعض سے اعراض کیا اور جو بتایا وہ یہ تھا کہ ابو بکر اور عمر میرے بعد حکمران ہوں گے۔

نہج البلاغہ کے شارح شیعہ مصنف ابن ابی الحدید لکھتے ہیں:

لما اسر الهرمزان حمل الی عمر من تستر الی المدینة ومعه رجال من المسلمین منهم الاحنف بن قیس وانس بن مالك فادخلوه المدینة فی هیئته وتاجه وکسوته فوجدوا عمر نائما فی جانب المسجد فجلسوا عنده ینتظرون انتباهه فقال الهرمزان واین عمر؟ قالوا: ها هوذا، قال این حرسه؟ قالوا لا حاجب له ولا حارس قال فینبغی ان یکون هذا نبیا قالوا: انه یعمل بعمل الانبیاء۔ [2]

جب ہرمزان (بادشاہ) کو قید کیا گیا تو اس کو حضرت عمر کے پاس تستر سے مدینہ لایا گیا، اس وقت اس کے ساتھ مسلمان بھی تھے جن میں حضرت احنف بن قیس اور حضرت انس بن مالک بھی تھے جس وقت ہرمزان کو مدینہ لایا گیا تو وہ اس وقت اپنی پوشاک اور تاج پہنے ہوئے تھا، اس وقت انھوں نے دیکھا کہ حضرت عمر مسجد کی ایک جانب سوئے ہوئے تھے، وہ لوگ حضرت عمر کے پاس ان کے جاگنے کے انتظار میں بیٹھ گئے، ہرمزان نے پوچھا عمر کہاں ہیں؟ حاضرین نے کہا یہ لیٹے ہوئے ہیں! ہرمزان نے پوچھا ان کے محافظ کہاں ہیں؟ حاضرین نے کہا ان کا کوئی دربان اور محافظ نہیں ہے، ہرمزان نے کہا پھر تو اس شخص کو نبی ہونا چاہیے! حاضرین نے کہا یہ انبیاء کی سیرت پر عمل کرتے ہیں۔

نہج البلاغة کے حوالے سے حضرت علی کے بیان کردہ حضرت عمر کے فضائل

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لله بلاد فلان فقد قوم الاود وداوی العمد خلف الفتنة واقام السنة

اللہ تعالیٰ "فلاں" کے شہروں کو برکت دے، اس نے کجی کو سیدھا کیا، اور بیماری کا علاج کیا،

[1] شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۱۰ ص ۲۷۴ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۴۰۶ھ

[2] شیخ ابن ابی الحدید متوفی ۶۵۶ھ، شرح نہج البلاغة ج ۱ ص ۱۸۰، مطبوعہ مؤسسہ مطبوعاتی اسماعیلیان ایران

ذھب نقی الثوب قلیل العیب اصاب خیرھا وسبق شرھا ادی الی اللہ طاعتہ واتقاہ بحقہ[1]

سنت کو قائم کیا اور فتنہ کو ختم کر دیا، دنیا سے پاک و صاف لباس اور کم عیب میں رخصت ہوا، خلافت کی نیکی کو حاصل کیا اور اس کے شر سے اجتناب کیا، اللہ تعالیٰ کی اطاعت بجا لایا اور اللہ تعالیٰ سے اس طرح ڈرا جو ڈرنے کا حق تھا۔

(خطبہ: ۲۲۶)

حضرت علی نے فرمایا: اللہ تعالیٰ "فلاں" کے شہروں کو برکت دے، اس جملہ میں "فلاں" سے کون مراد ہے؟ شیخ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں:

فلان المکنی عنہ عمر بن الخطاب وقد وجدت النسخۃ التی بخط الرضی ابی الحسن جامع نھج البلاغۃ وتحت فلان عمر[2]

لفظ "فلاں" حضرت عمر بن الخطاب سے کنایہ ہے، میں نے نہج البلاغۃ کا وہ نسخہ دیکھا جو اس کتاب کے جامع رضی ابوالحسن کا لکھا ہوا ہے اس میں فلان کے نیچے عمر لکھا ہوا تھا۔

نہج البلاغۃ کے اردو اور فارسی شیعہ مترجمین نے بھی اس خطبہ سے پہلے "در بارہ عمر" کا عنوان لکھا ہے۔

سید نبی الدین اولیائی نہج البلاغۃ کے فارسی ترجمہ میں اس خطبہ کا عنوان لکھتے ہیں:

در بارہ عمر بن الخطاب۔[3]

رئیس احمد جعفری نہج البلاغۃ کے اردو ترجمہ میں اس خطبہ کا عنوان لکھتے ہیں:

در بارہ عمر[4]

شیخ ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغۃ کی بارہویں جلد پوری کی پوری اس خطبہ کی شرح میں حضرت عمر بن الخطاب کی شخصیت پر لکھی ہے، اس جلد کے ۲۸۹ صفحات ہیں، اس جلد کے چند عنوانات یہ ہیں: حضرت عمر کی سیرت اور اخلاق، حضرت عمر کے طویل خطبات، حضرت عمر کے ملفوظات، حضرت عمر کی فضیلت میں وارد شدہ احادیث، حضرت عمر کے اسلام لانے کا واقعہ، حضرت عمر کی شہادت، حضرت عمر کی شخصیت پر اعتراضات کے جوابات،

---

[1] نہج البلاغۃ ص ۸۸۷، مطبوعہ انتشارات زریں، ایران

[2] شیخ ابن ابی الحدید متوفی ۶۵۶ھ، شرح نہج البلاغۃ ج ۱۲ ص ۳، مطبوعہ مؤسسۃ مطبوعاتی اسماعیلیان ایران

[3] سید نبی الدین اولیائی، ترجمہ نہج البلاغۃ (فارسی) ص ۸۸۸، مطبوعہ انتشارات زریں ایران

[4] رئیس احمد جعفری، ترجمہ نہج البلاغۃ (اردو) ص ۵۴۱، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور

اس سلسلے میں شیخ ابن ابی الحدید نے دس اعتراضات کے جوابات دیے ہیں، ظاہر ہے ہم یہاں اس پوری جلد کو پیش نہیں کر سکتے، اس کتاب کے چند اقتباسات پیش کر رہے ہیں، اہل علم اس پوری جلد کا مطالعہ کریں گے تو بہت محظوظ ہوں گے۔

ابن ابی الحدید شیعہ کے حوالے سے حضرت عمر کے فضائل میں احادیث

حضرت عمر کی فضیلت میں مسانید صحیحہ اور دوسری مسانید میں احادیث مذکور ہیں، صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت ہے:

کان فی الامم محدثون فان یک فی امتی فعمر۔ [1]
پچھلی امتوں میں محدث ہوتے تھے اس امت میں اگر کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہیں۔

مسانید صحیحہ کے علاوہ دوسری کتب حدیث میں یہ روایات ہیں:

ان السکینة لتنطق علی لسان عمر۔
عمر کی زبان پر وقار اور رحمت کلام کرتی ہے

ان اللہ ضرب بالحق علی لسان عمر و قلبه۔
اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور قلب پر حق کو جاری کر دیا ہے۔

ان بین عینی عمر ملکا یسددہ و یوفقه
عمر کی دو آنکھوں کے درمیان ایک فرشتہ ہے جو اس کو سیدھے راستہ پر قائم رکھتا ہے۔

لو لم ابعث فیکم لبعث عمر
اگر میں تم میں مبعوث نہ ہوتا تو عمر مبعوث ہوتے۔

لو کان بعدی نبی لکان عمر۔
اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتے تو عمر ہوتے

سراج اهل الجنة عمر۔
عمر اہل جنت کا چراغ ہیں۔

شیخ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں حضرت عمر کی فضیلت میں بہت زیادہ احادیث وارد ہیں، ہم نے صرف احادیث مشہورہ کے ذکر پر اکتفاء کی ہے۔ [2]

ابن ابی الحدید شیعہ کے حوالے سے حضرت عمر پر اعتراضات کے جوابات

حضرت عمر کے مخالفین اور اعداء نے ان پر کئی اعتراضات کیے ہیں، ازاں جملہ یہ اعتراض ہے کہ اگر حضرت عمر کی زبان پر حق جاری تھا اور سکینہ نطق کرتی تھی تو صلح حدیبیہ کے موقع پر وہ مضطرب کیوں تھے؟ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے متفق کیوں نہیں تھے؟

اس کا جواب ہے کہ ہر چیز میں ان پر الہام نہیں ہوتا تھا بلکہ ان کے اکثر افعال، ظنون اور آراء میں ان پر الہام ہوتا تھا، اور اکثر اوقات حضرت عمر کی رائے صائب ہوتی تھی اور جو شخص ان کی سیرت پر غور و فکر کرے گا

[1] شیخ ابن ابی الحدید متوفی ۶۵۶ھ، شرح نہج البلاغۃ ج ۱۲ ص ۱۷۷، مطبوعہ موسسۃ مطبوعاتی اسماعیلیان ایران
[2] " " " شرح نہج البلاغۃ ج ۱۲ ص ۱۷۸-۱۷۹، " " "

اس پر اس قول کی صداقت ظاہر ہو جائے گی۔ [۱]

حضرت عمر پر ایک اعتراض یہ کیا گیا کہ انھوں نے متعہ کو حرام کر دیا، شیخ ابن ابی الحدید اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

حضرت عمر کے حال سے یہ معلوم ہے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو نسخ کرنے کے مدعی نہیں تھے، وہ دین اسلام کے پیروکار اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کے تابع تھے، اس لیے ان کے کلام کا محمل یہ ہے کہ پہلے متعہ جائز تھا پھر اس کو حرام کر دیا گیا۔ اور جس شخص نے اب متعہ کیا میں اس کو سزا دوں گا کیونکہ ان کو یہ خبر پہنچی تھی کہ کچھ لوگ متعہ کی تحریم کا علم ہونے کے باوجود متعہ کر رہے ہیں۔ اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور ان کی اولاد طاہرین سے جو متعہ کی تحلیل منقول ہے تو ہم اس جگہ اس سے بحث نہیں کر رہے، یہ مسئلہ فقہی ہے اور شریعت کی فروع میں سے ہے، یہاں ہم اس کی حلت اور حرمت سے بحث نہیں کر رہے، اس جگہ ہمارا موضوع صرف حضرت عمر سے اعتراض کو دور کرنا ہے۔ [۲]

ایک اعتراض یہ ہے کہ حضرت عمر نے کئی بدعات کو جاری کیا۔ مثلاً تراویح کا بدعت ہونا انھوں نے خود تسلیم کیا، اس کا جواب یہ ہے کہ بدعت کے دو معنی ہیں ایک وہ کام جو کتاب وسنت کے خلاف ہو، جیسے کوئی شخص عید اور ایام تشریق میں روزے رکھے، بدعت کا یہ معنی مذموم ہے، دوسرا معنی یہ ہے کہ جس کام کے لیے خصوصیت سے نص وارد نہ ہو، بلکہ نص کا سکوت ہو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مسلمان اس کام کو کریں، بدعت کا یہ معنی مذموم نہیں ہے اور حضرت عمر نے تراویح کو اسی معنی کے اعتبار سے بدعت کہا ہے۔ [۳]

ابن ابی الحدید شیعہ کے حوالے سے حضرت عمر کے خاتمہ بالخیر پر حضرت ابن عباس اور حضرت علی کی گواہی

شیخ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں:

روى المسور بن مخرمة لما طعن عمر جعل يألم ويجزع فقال ابن عباس ولا كل ذلك يا امير المؤمنين! لقد صحبت رسول الله صلى الله عليه واله فاحسنت صحبته ثم فارقته وهو عنك راض وصحبت ابابكر واحسنت صحبته وفارقته

حضرت مسور بن مخرمہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر زخمی ہوئے تو ان کو درد ہو رہا تھا اور وہ بیقراری کا اظہار کر رہے تھے حضرت ابن عباس نے کہا: اے امیر المومنین آپ کے لیے پریشانی کی کوئی وجہ نہیں آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور آپ نے حضور کی صحبت اچھی طرح نبھائی، پھر رسول اللہ صلے

۱۔ شیخ ابن ابی الحدید متوفی ۶۵۶ھ، شرح نہج البلاغہ ج ۱۲ ص ۱۸۰-۱۷۹، ملخصاً، مطبوعہ موسسۃ مطبوعاتی اسماعیلیان ایران

۲۔ " " ، شرح نہج البلاغہ ج ۱۲ ص ۲۵۵-۲۵۴، ملخصاً

۳۔ " " ، شرح نہج البلاغہ ج ۱۲ ص ۲۸۵-۲۸۴، ملخصاً

وهو عنك راض ثم صحبت المسلمين فاحسنت اليهم وفارقتهم وهم عنك راضون قال: اما ما ذكرت من صحبة رسول الله صلى الله عليه وآله وابى بكر فذلك منا من الله على، واما ما ترى من جزعى فوالله لو ان لى بما فى الارض ذهبا لافتديت به من عذاب الله قبل ان اراه وفى رواية لافتديت به من هول المطلع۔[1]

اللہ علیہ وسلم آپ سے رخصت ہوئے دراں حالیکہ وہ آپ سے راضی ہوتے، پھر آپ حضرت ابوبکر کی صحبت میں رہے اور آپ نے ان کی صحبت بھی اچھی طرح نبھائی اور وہ بھی آپ سے راضی ہو کر رخصت ہوئے، پھر آپ مسلمانوں کے ساتھ رہے اور آپ نے ان کا اچھا ساتھ نبھایا اور اب آپ ان سے اس حال میں رخصت ہو رہے ہیں کہ وہ آپ سے راضی ہیں، حضرت عمر نے فرمایا تم نے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کی صحبت کا ذکر کیا ہے تو یہ اللہ تعالے کا مجھ پر احسان ہے، اور جو تم میری بے قراری کو دیکھ رہے ہو تو بخدا اگر میرے پاس تمام روئے زمین کے برابر سونا ہوتا تو میں اس کو اللہ کے عذاب سے بچنے کے لیے دے دیتا، ایک روایت میں ہے محشر کے عذاب سے بچنے کے لیے دے دیتا۔ (جنت کی بشارت کے باوجود یہ انتہائی خدا خوفی ہے)

وفى رواية لم تجزع يا امير المؤمنين؟ فوالله لقد كان اسلامك عزا وامارتك فتحا ولقد ملأت الارض عدلا فقال اتشهد لى يا ابن عباس قال فكانه كره الشهادة فتوقف فقال له عليه السلام قل نعم، وانا معك فقال نعم۔[2]

ایک روایت میں حضرت ابن عباس نے کہا اے امیر المومنین آپ کیوں گھبراتے ہیں؟ بخدا آپ کا اسلام لانا مسلمانوں کا غلبہ تھا، آپ کی حکومت مسلمانوں کی فتح تھی اور آپ نے تمام روئے زمین کو عدل سے بھر دیا، حضرت عمر نے کہا: اے ابن عباس کیا تم اس کی گواہی دیتے ہو؟ حضرت ابن عباس نے شہادت دینے میں توقف کیا، تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہو ہاں! اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہی دیتا ہوں، پھر انھوں نے کہا ہاں!

---

[1] شیخ ابن ابی الحدید متوفی ۶۵۶ ھ شرح نہج البلاغۃ ج ۱۲ ص ۱۹۲۔۱۹۱ ملخصاً مطبوعہ موسسۃ مطبوعاتی
[2] " " " " شرح نہج البلاغۃ ج ۱۲، ص ۱۹۲،

۸۳۵ - بَابٌ مِنْ فَضَائِلِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل

۶۰۸۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ (يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَرْمَلَةَ عَنْ عَطَاءٍ وَسُلَيْمَانَ ابْنَيْ يَسَارٍ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعًا فِي بَيْتِي كَاشِفًا عَنْ فَخِذَيْهِ أَوْ سَاقَيْهِ فَاسْتَأْذَنَ أَبُو بَكْرٍ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُثْمَانُ فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَوّٰى ثِيَابَهُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَلَا أَقُولُ ذٰلِكَ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ فَدَخَلَ فَتَحَدَّثَ فَلَمَّا خَرَجَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهُ وَلَمْ تُبَالِهِ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهُ وَلَمْ تُبَالِهِ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ فَجَلَسْتَ وَسَوَّيْتَ ثِيَابَكَ فَقَالَ أَلَا أَسْتَحْيِي مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحْيِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں لیٹے ہوئے تھے، درآں حالیکہ آپ کی دونوں رانیں یا دونوں پنڈلیاں کھلی ہوئی تھیں، حضرت ابوبکر نے اجازت طلب کی، آپ نے ان کو اجازت دے دی، درآں حالیکہ آپ اسی طرح لیٹے رہے پھر آپ باتیں کرتے رہے، پھر حضرت عمر نے اجازت طلب کی، آپ نے ان کو اجازت دے دی، درآں حالیکہ آپ اسی طرح لیٹے رہے اور باتیں کرتے رہے، پھر حضرت عثمان نے اجازت طلب کی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لیے، (راوی کہتے ہیں کہ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ ایک دن کا واقعہ ہے،) حضرت عثمان آکر باتیں کرتے رہے، جب وہ سب چلے گئے تو حضرت عائشہ نے کہا حضرت ابوبکر آئے تو آپ نے ان کا کچھ خیال نہیں کیا، اور نہ ان کی کوئی پرواہ کی، حضرت عمر آئے تو آپ نے ان کی بھی کوئی پرواہ نہیں کی، اور جب حضرت عثمان آئے تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور آپ نے اپنے کپڑے درست کر لیے؟ آپ نے فرمایا میں اس شخص سے کیسے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

۶۰۸۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعُثْمَانَ حَدَّثَاهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ اسْتَأْذَنَ عَلٰى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰى فِرَاشِهِ لَابِسٌ مِرْطَ عَائِشَةَ فَأَذِنَ لِأَبِي بَكْرٍ وَ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی درآں حالیکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چادر اوڑھے لیٹے ہوئے تھے، آپ نے حضرت ابوبکر کو اسی حالت میں آنے کی اجازت دے دی، حضرت ابوبکر اپنی ضرورت پوری کر کے چلے گئے، پھر حضرت عمر نے اجازت

هُوَ كَذٰلِكَ فَقَضٰى اِلَيْهِ حَاجَتَهُ ثُمَّ انْصَرَفَ ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ فَاَذِنَ لَهُ وَهُوَ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ فَقَضٰى اِلَيْهِ حَاجَتَهُ ثُمَّ انْصَرَفَ قَالَ عُثْمَانُ ثُمَّ اسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ فَجَلَسَ وَقَالَ لِعَائِشَةَ اجْمَعِيْ عَلَيْكِ ثِيَابَكِ فَقَضَيْتُ اِلَيْهِ حَاجَتِيْ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالِيْ لَمْ اَرَكَ فَزِعْتَ لِاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَمَا فَزِعْتَ لِعُثْمَانَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَيِيٌّ وَاِنِّيْ خَشِيْتُ اِنْ اَذِنْتُ لَهُ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ اَنْ لَّا يَبْلُغَ اِلَيَّ فِيْ حَاجَتِهِ۔

طلب کی، آپ نے ان کو اسی حالت میں اجازت دی، وہ بھی اپنی حاجت پوری کر کے چلے گئے، حضرت عثمان نے کہا پھر میں نے آپ سے اجازت طلب کی تو آپ بیٹھ گئے، اور حضرت عائشہ سے فرمایا، اپنے کپڑے درست کر لو، پھر میں اپنی حاجت پوری کر کے چلا گیا، حضرت عائشہ نے کہا: یا رسول اللہ! کیا وجہ ہے کہ آپ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے لیے اس قدر نہیں گھبرائے جس قدر حضرت عثمان سے گھبرا گئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمان ایک حیادار مرد ہیں اور مجھے خدشہ تھا کہ اگر میں نے اسی حال میں ان کو اجازت دے دی تو وہ مجھ سے اپنی حاجت نہیں بیان کریں گے۔

۶۰۸۹ - **حَدَّثَنَاهُ** عَمْرٌو النَّاقِدُ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كُلُّهُمْ عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ اَخْبَرَهُ اَنَّ عُثْمَانَ وَعَائِشَةَ حَدَّثَاهُ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ اسْتَأْذَنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔

حضرت عثمان اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

۶۰۹۰ - **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى الْعَنَزِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ غِيَاثٍ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَائِطٍ مِّنْ حَائِطِ الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ مُتَّكِئٌ يَرْكُزُ بِعُوْدٍ مَعَهُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ اِذَا اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ افْتَحْ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ قَالَ فَاِذَا اَبُوْ بَكْرٍ فَفَتَحْتُ لَهُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ قَالَ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ افْتَحْ وَبَشِّرْهُ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے ایک باغ میں تکیہ لگا کر بیٹھے ہوئے تھے اور ایک لکڑی سے کیچڑ کھرچ رہے تھے، ایک شخص نے دروازہ کھلوایا، آپ نے فرمایا دروازہ کھول کر اس کو جنت کی بشارت دے دو، حضرت ابوموسیٰ اشعری نے کہا آنے والے حضرت ابوبکر تھے، میں نے دروازہ کھول کر ان کو جنت کی بشارت دے دی۔ پھر ایک شخص نے دروازہ کھلوایا، آپ نے فرمایا دروازہ

بِالْجَنَّةِ قَالَ فَذَهَبْتُ فَإِذَا هُوَ عُمَرُ فَفَتَحْتُ لَهُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ آخَرُ قَالَ فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ افْتَحْ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تَكُونُ قَالَ فَذَهَبْتُ فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قَالَ فَفَتَحْتُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ قَالَ وَقُلْتُ الَّذِي قَالَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ صَبْرًا أَوِ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ۔

کھول کر اس کو جنت کی بشارت دے دو، حضرت ابوموسیٰ اشعری کہتے ہیں کہ میں گیا تو وہ حضرت عمر تھے، میں نے دروازہ کھول کر ان کو جنت کی بشارت دے دی، پھر ایک شخص نے دروازہ کھلوایا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور فرمایا دروازہ کھول دو اور اس کو مصیبتوں کے ساتھ جنت کی بشارت دے دو، میں نے جا کر دروازہ کھولا تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے، میں نے دروازہ کھولا اور ان کو جنت کی بشارت دی، اور جو کچھ حضور نے فرمایا تھا وہ کہہ دیا، حضرت عثمان نے کہا اے اللہ صبر عطا فرما، یا اللہ تجھ ہی سے مدد طلب کی گئی ہے۔

۶۰۹۱ - **حَدَّثَنَا** أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ حَائِطًا وَأَمَرَنِي أَنْ أَحْفَظَ الْبَابَ بِمَعْنَى حَدِيثِ عُثْمَانَ بْنِ غِيَاثٍ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باغ میں گئے اور مجھے دروازے کی حفاظت کرنے کا حکم دیا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

۶۰۹۲ - **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِينٍ الْيَمَامِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ (وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ) عَنْ شَرِيكِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَنِي أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ أَنَّهُ تَوَضَّأَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ لَأَلْزَمَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَأَكُونَنَّ مَعَهُ يَوْمِي هٰذَا قَالَ فَجَاءَ الْمَسْجِدَ فَسَأَلَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا خَرَجَ وَجَّهَ هٰهُنَا قَالَ فَخَرَجْتُ عَلَى إِثْرِهِ أَسْأَلُ عَنْهُ حَتَّى دَخَلَ بِئْرَ أَرِيسٍ قَالَ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ وَبَابُهَا مِنْ جَرِيدٍ حَتَّى قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهُ وَتَوَضَّأَ فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ قَدْ جَلَسَ عَلَى بِئْرِ أَرِيسٍ وَتَوَسَّطَ قُفَّهَا وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ قَالَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے گھر میں وضو کیا پھر باہر آئے اور کہا میں ضرور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہوں گا اور آج سارا دن آپ کے ساتھ گزاروں گا، وہ مسجد میں گئے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوال کیا، حاضرین نے بتایا کہ آپ فلاں جانب گئے ہیں، حضرت ابوموسیٰ نے کہا، میں آپ کے پیچھے پوچھتے پوچھتے گیا حتیٰ کہ حضور اریس کنوئیں میں داخل ہو گئے، میں دروازے کے پاس بیٹھ گیا، اس کا دروازہ لکڑی کا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قضاء حاجت کے بعد وضو کیا، میں آپ کے پاس کھڑا ہو گیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اریس کنوئیں کے وسط میں ٹانگیں لٹکا کر بیٹھ گئے، میں نے آپ کو سلام کیا اور پھر جا کر دروازے

فَقُلْتُ لَأَكُونَنَّ بَوَّابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَدَفَعَ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فَقُلْتُ عَلَى رِسْلِكَ قَالَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ قَالَ فَأَقْبَلْتُ حَتَّى قُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ ادْخُلْ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ قَالَ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَجَلَسَ عَنْ يَمِينِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ فِي الْقُفِّ وَدَلَّى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ كَمَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ وَقَدْ تَرَكْتُ أَخِي يَتَوَضَّأُ وَيَلْحَقُنِي فَقُلْتُ إِنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ يُرِيدُ أَخَاهُ خَيْرًا يَأْتِ بِهِ فَإِذَا إِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ عَلَى رِسْلِكَ ثُمَّ جِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ هٰذَا عُمَرُ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَجِئْتُ عُمَرَ فَقُلْتُ أَذِنَ وَيُبَشِّرُكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ قَالَ فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقُفِّ عَنْ يَسَارِهِ وَدَلَّى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ إِنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يَعْنِي أَخَاهُ يَأْتِ بِهِ فَجَاءَ إِنْسَانٌ فَحَرَّكَ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقُلْتُ عَلَى رِسْلِكَ قَالَ وَجِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ مَعَ بَلْوَى تُصِيبُهُ قَالَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ ادْخُلْ وَيُبَشِّرُكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

کے پاس بیٹھ گیا، میں نے دل میں کہا آج میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دربان بنوں گا، پھر حضرت ابوبکر آئے اور انھوں نے دروازہ کھٹکھٹایا، میں نے کہا کون ہے؟ انھوں نے کہا ابوبکر، میں نے کہا ٹھیرو، پھر میں گیا اور میں نے کہا یہ ابوبکر ہیں اور آنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں، آپ نے فرمایا ان کو اجازت دو، اور جنت کی بشارت دے دو، پھر میں آیا اور میں نے حضرت ابوبکر سے کہا آپ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جنت کی بشارت دے رہے ہیں، حضرت ابوبکر آئے اور کنوئیں کی منڈیر پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی داہنی جانب ٹانگیں لٹکا کر بیٹھ گئے، جس طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے، اور انھوں نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا ہٹا لیا، میں پھر واپس جا کر دروازے پر بیٹھ گیا، میں اپنے بھائی کو وضو کرتا ہوا چھوڑ کر آیا تھا، میں نے دل میں سوچا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے فلاں کے ساتھ (میری مراد میرا بھائی تھا) خیر کا ارادہ کیا تو اس کو بھی بھیج دے گا، اچانک کوئی شخص دروازہ کھٹکھٹا رہا تھا، میں نے کہا کون ہے؟ اس نے کہا عمر بن الخطاب! میں نے کہا ٹھیریے، پھر میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا، اور کہا اب حضرت عمر اجازت طلب کر رہے ہیں، آپ نے فرمایا ان کو اجازت دے دو اور ان کو جنت کی بشارت دے دو، پھر میں حضرت عمر کے پاس گیا اور کہا اب آپ جائیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کو جنت کی بشارت دیتے ہیں، پھر حضرت عمر گئے اور کنوئیں کی منڈیر پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب بیٹھ گئے اور اپنی دونوں ٹانگیں کنوئیں میں لٹکا لیں، پھر میں واپس آ کر بیٹھ گیا اور

وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ مَعَ بَلْوَى تُصِيبُكَ قَالَ فَدَخَلَ فَوَجَدَ الْقُفَّ قَدْ مُلِئَ فَجَلَسَ وِجَاهَهُمْ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ قَالَ شَرِيكٌ فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فَأَوَّلْتُهَا قُبُورَهُمْ۔

میں نے دل میں کہا اگر اللہ تعالیٰ نے فلاں کے ساتھ (میری مراد میرا بھائی تھا) خیر کا ارادہ کیا تو اس کو بھیج دے گا، پھر ایک شخص نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا، میں نے کہا کون ہے؟ اس نے کہا عثمان بن عفان، میں نے کہا ٹھہریے، میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر خبر دی، آپ نے فرمایا اس کو اجازت دو اور جو مصائب اس کو لاحق ہوں گے ان کے ساتھ اس کو جنت کی بشارت دو، میں نے کہا جائیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کو ان مصائب کے ساتھ جنت کی بشارت دے رہے ہیں جو آپ کو لاحق ہوں گے، وہ آئے انھوں نے دیکھا کہ منڈیر بھر چکی ہے۔ وہ ان کے سامنے کی جانب بیٹھ گئے، سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ اس حدیث سے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ ان کی قبریں بھی اسی طرح ہوں گی۔

۶۰۹۳ - حَدَّثَنِيهِ أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِي شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ هٰهُنَا وَأَشَارَ لِي سُلَيْمَانُ إِلَى مَجْلِسِ سَعِيدٍ نَاحِيَةَ الْمَقْصُورَةِ قَالَ أَبُو مُوسَى خَرَجْتُ أُرِيدُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُهُ قَدْ سَلَكَ فِي الْأَمْوَالِ فَتَبِعْتُهُ فَوَجَدْتُهُ قَدْ دَخَلَ مَالًا فَجَلَسَ فِي الْقُفِّ وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ حَسَّانَ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ سَعِيدٍ فَأَوَّلْتُهَا قُبُورَهُمْ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا قصد کر کے گھر سے نکلا، میں نے دیکھا کہ آپ باغات کی طرف تشریف لے گئے ہیں، میں آپ کے پیچھے گیا میں نے دیکھا کہ آپ باغ میں کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھے ہوئے ہیں، آپ نے اپنی پنڈلیاں کھولی ہوئی ہیں اور ان کو کنوئیں میں لٹکایا ہوا ہے، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے، اس میں سعید کا یہ قول نہیں ہے کہ میں نے اس سے ان کی قبور کی تعبیر لی۔

۶۰۹۴ - حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَا حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ أَخْبَرَنِي شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی کام سے مدینہ کے ایک باغ میں گئے، میں بھی آپ کے پیچھے گیا۔ اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے، سعید

اَبِی مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا اِلٰی حَائِطٍ بِالْمَدِیْنَۃِ لِحَاجَتِہٖ فَخَرَجْتُ فِیْ اٰثَرِہٖ وَاقْتَصَّ الْحَدِیْثَ یَعْنِیْ حَدِیْثَ سُلَیْمَانَ بْنِ بِلَالٍ وَذَکَرَ فِی الْحَدِیْثِ قَالَ ابْنُ الْمُسَیَّبِ فَتَاَوَّلْتُ ذٰلِکَ قُبُوْرَہُمْ اجْتَمَعَتْ ھٰھُنَا وَانْفَرَدَ عُثْمَانُ۔

بن مسیب کہتے ہیں کہ اس حدیث سے ہیں نے یہ نتیجہ نکالا کہ حضرت ابوبکر اور عمر کی قبریں حضور کے ساتھ ہوں گے اور حضرت عثمان کی قبر الگ ہوگی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے: عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف القرشی الاموی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نسب عبد مناف میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے اور ایک قول ہے ان کی کنیت ابو عمر ہے، ان کا لقب ذو النورین اور امیر المؤمنین ہے۔

حضرت عثمان اسلام کی ابتدا ہی میں مسلمان ہو گئے تھے، حضرت ابوبکر نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور وہ مسلمان ہو گئے، حضرت عثمان کہتے تھے کہ میں اسلام قبول کرنے والا چوتھا شخص تھا، ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابوبکر کے پاس قریش کے لوگ آتے رہتے تھے، اور حضرت ابوبکر کے علم، ان کی تجارت اور ان کی حسن مجالست کی وجہ سے ان سے محبت کرتے تھے، ان لوگوں میں سے جن پر حضرت ابوبکر کو زیادہ وثوق اور اعتماد تھا ان کو وہ اسلام کی دعوت دیتے تھے، حضرت ابوبکر، حضرت زبیر بن عوام، حضرت عثمان بن عفان اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ کو لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے، آپ نے ان کے سامنے قرآن مجید پڑھا اور ان کو اسلام کے احکام بیان کیے، سو یہ سب مسلمان ہو گئے۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا، پھر حضرت عثمان اور حضرت رقیہ نے مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر مکہ واپس آ گئے اور مدینہ کی طرف ہجرت کی، جب مدینہ پہنچے تو حسان بن ثابت کے بھائی اوس بن ثابت کے ہاں قیام کیا، حضرت رقیہ کے وصال کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دوسری صاحبزادی حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو حضرت عثمان کے حبالہ عقد میں دیا، جب ان کا بھی وصال ہو گیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری تیسری صاحبزادی ہوتی تو میں اس کو بھی تمہارے نکاح میں دے دیتا، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں ان سب کو یکے بعد دیگرے عثمان کی زوجیت میں دے دیتا حتیٰ کہ ان میں سے کوئی باقی نہیں رہتی۔

حضرت رقیہ کے بطن سے حضرت عثمان کا ایک صاحبزادہ پیدا ہوا جس کا نام عبد اللہ تھا وہ چھ سال کی عمر کو پہنچ کر ۴ھ میں راہی فردوس ہوئے، حضرت عثمان بنفسہ غزوہ بدر میں شریک نہیں ہوئے کیونکہ

ان کی زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا مرض الموت میں مبتلا تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو ان کے پاس ٹھیرنے کا حکم دیا اور جس دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو مشرکوں پر فتح حاصل ہوئی اس دن سیدہ رقیہ کا وصال ہو گیا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کا بدر کے مجاہدین میں شمار کیا، اور ان کو مال غنیمت سے حصہ اور اجر میں شریک کیا۔ [1]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان عشرہ مبشرہ میں سے ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی، حضرت حسان بن عطیہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عثمان! اللہ تعالیٰ نے تمہارے اگلے اور پچھلے کام بخش دیے اور وہ کام جو تم نے پوشیدہ کیے اور جو ظاہر کیے اور وہ جو قیامت تک ہونے والے ہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم احد پر چڑھے، آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان بھی تھے، وہ پہاڑ متزلزل ہوا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی ہے، ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں، نزال بن سبرہ ہلالی کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی سے کہا اے امیر المومنین! حضرت عثمان بن عفان کے متعلق ہمیں کچھ بتائیے! حضرت علی نے فرمایا: وہ ایسے شخص ہیں جن کو ملاء اعلیٰ ذوالنورین کہہ کر بلاتے ہیں ان کے حبالہ عقد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں آئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے جنت میں گھر کے ضامن ہیں، حضرت طلحہ بن عبید اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر شخص کا ایک رفیق ہوتا ہے اور میرے رفیق عثمان ہیں، یعنی جنت میں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت رضوان کا حکم دیا تو حضرت عثمان بن عفان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر بن کر مکہ میں گئے ہوئے تھے۔ جب لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک عثمان اللہ اور اس کے رسول کی حاجت میں ہے، پھر آپ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھا اور حضرت عثمان کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ دوسرے صحابہ کے اپنے ہاتھوں سے بہتر تھا، حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کا بیان کیا، اس وقت ایک شخص کپڑا اوڑھے ہوئے گذرا، آپ نے فرمایا یہ شخص اس دن ہدایت پر ہوگا، میں نے جاکر اس شخص کو دیکھا وہ شخص حضرت عثمان تھے، حضرت ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں کہتے تھے، ابوبکر، عمر، عثمان۔ ایک قول ہے کہ یہ افضلیت میں ترتیب ہے اور ایک قول ہے کہ یہ خلافت میں ترتیب ہے۔

ابو اسحاق بیان کرتے ہیں کہ ایام محاصرہ میں حضرت عثمان نے اپنے مکان سے جھانک کر کہا: میں اللہ کی قسم دیتا ہوں جب کوہ حرا متزلزل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر پیر مارا، کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا تھا اے حرا تھم جا تجھ پر ایک نبی ہے ایک صدیق ہے اور ایک شہید ہے

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۰۶ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۷۶-۳۷۷، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

لوگوں نے قسم کھا کر کہا ہاں! پھر کہا میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا کوئی اس کی گواہی دیتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مشرکین مکہ کے پاس بھیجا پھر فرمایا یہ میرا ہاتھ ہے اور یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور میرے لیے بیعت کی؟ لوگوں نے قسم کھا کر کہا ہاں! پھر کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا کوئی شخص اس پر گواہی دیگا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کے گھر کے بدلہ میں اس مسجد کو کون وسیع کرے گا؟ تو میں نے اپنے مال سے اس مسجد کو وسیع کیا تھا؟ لوگوں نے قسم کھا کر کہا ہاں! پھر کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کوئی شخص اس پر گواہی دے گا کہ غزوہ تبوک کے دن تنگ دست لشکر کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا آج کے دن مقبول خرچ کرے گا؟ تو میں نے اپنے مال سے نصف لشکر کو تیار کیا تھا؟ لوگوں نے قسم کھا کر کہا ہاں! پھر کہا میں اللہ کی قسم دیتا ہوں کوئی شخص اس پر گواہی دے گا کہ جب چاہ رومہ کا پانی بک رہا تھا تو میں نے اس کنوئیں کو اپنے مال سے خریدا اور مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا لوگوں نے کہا ہاں! (محاصرہ کرنے والے ظالموں نے اس کنوئیں کا پانی حضرت عثمان پر بند کر دیا تھا اور جس مسجد کی حضرت عثمان نے اپنے مال سے توسیع کی تھی اس مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے انہیں جانے نہیں دیتے تھے۔ سعیدی غفرلہٗ) [1]

حضرت عثمان کے فضائل کا کتب شیعہ سے ثبوت

شیخ ابوجعفر کلینی روایت کرتے ہیں:

جلس عثمان في عسكر المشركين و بايع رسول الله صلى الله عليه وسلم وضرب باحدى يديه على الاخرى لعثمان وقال المسلمون طوبى لعثمان قد طاف بالبيت وسعى بين الصفا والمروة واحل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما كان يفعل فلما جاء عثمان قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم اطفت بالبيت؟ فقال ما كنت لاطوف بالبيت ورسول الله صلى الله عليه وسلم لم يطف به [2]

(عمرہ حدیبیہ میں) (حضرت) عثمان مشرکین کے لشکر میں تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لی اور اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مار کر (حضرت) عثمان کے لیے بیعت کی، مسلمانوں نے کہا: عثمان کے لیے خوشی ہو! انھوں نے بیت اللہ کا طواف کیا، صفا، مروہ میں سعی کی اور حلال ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ (میرے بغیر عمرہ) نہیں کریں گے، جب (حضرت) عثمان آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا: کیا تم نے بیت اللہ کا طواف کیا ہے؟ (حضرت) عثمان نے کہا: میں بیت اللہ کا طواف کیسے کر سکتا تھا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا طواف نہیں کیا تھا!

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۸۱-۳۷۷، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

[2] شیخ ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی رازی متوفی ۳۲۸ھ، کتاب الروضۃ (فروع کافی) ج ۸ ص ۳۲۶-۳۲۵، مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران ۱۳۶۲ھ

اس روایت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت عثمان سے اس قدر محبت تھی کہ بیعت رضوان کے وقت حضرت عثمان موجود نہیں تھے تو حضور نے اپنے ایک ہاتھ کو حضرت عثمان کا ہاتھ قرار دے کر ان کی طرف سے بیعت کی اور حضرت عثمان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اتنی محبت تھی کہ بیت اللہ کے طواف پر قدرت کے باوجود رسول اللہ علیہ وسلم کے بغیر بیت اللہ کا طواف کرنا گوارا نہیں کیا، مسلمان یہ سمجھتے تھے کہ حضرت عثمان نے طواف کر لیا ہوگا لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو عثمان کی محبت پر اعتماد تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بغیر عثمان کعبہ کا طواف نہیں کریں گے!

شیخ ابو جعفر کلینی روایت کرتے ہیں:

۴۸۴ - عن محمد بن علی الحلبی قال سمعت اباعبد اللہ علیہ السلام یقول: اختلاف بنی العباس من المحتوم والنداء من المحتوم وخروج القائم من المحتوم قلت وکیف النداء؟ قال ینادی مناد من السماء اول النہار: الا ان علیا وشیعتہ ھم الفائزون قال: وینادی مناد [فی] آخر النہار: الا ان عثمان وشیعتہ ھم الفائزون۔[۱]

حلبی کہتے ہیں کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا: بنو عباس کا اختلاف حتمی ہے، نداء حتمی ہے اور مہدی کا ظہور بھی حتمی ہے، میں نے پوچھا ندا کیا ہوگی؟ کہا صبح کے وقت آسمان سے ایک منادی ندا کریگا: سنو! علی اور ان کی جماعت ہی کامیاب ہے، اور شام کے وقت دوسرا منادی ندا کرے گا: سنو! عثمان اور ان کی جماعت ہی کامیاب ہے۔

نہج البلاغہ کے حوالے سے حضرت عثمان کے متعلق حضرت علی کے ستائشی کلمات!!!

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لما اجتمع الناس علیہ وشکوا ما نقموہ علی عثمان وسالوہ مخاطبتہم عنہم واستعتابہ لہم فدخل علیہ فقال: ان الناس ورائی وقد استفسروا فی بینک وبینہم واللہ ما ادری ما اقول لک؟ ما اعرف شیئا تجہلہ، ولا ادلک علی امر لا تعرفہ انک لتعلم ما نعلم ما سبقناک الی شئ فنخبرک عنہ ولا خلونا بشیء فنبلغک وقد رایت کما راینا وسمعت کما سمعنا، وصحبت رسول اللہ صلی اللہ والہ کما صحبنا وما ابن ابی

جب حضرت عثمان کی شکایات لے کر ایک وفد حضرت علی کے پاس آیا، اور آپ سے درخواست کی کہ آپ ان سے بات کر کے ان کو سمجھائیں تو حضرت علی نے حضرت عثمان کے پاس جا کر کہا: ایک وفد میرے پیچھے آرہا ہے، انھوں نے مجھے اپنے اور آپ کے درمیان سفیر بنایا ہے، بخدا! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں آپ سے کیا کہوں؟ میں ایسی کوئی بات نہیں جانتا جس سے آپ ناواقف ہوں، نہ کسی ایسی چیز کی طرف راہنمائی کر سکتا ہوں جس کو آپ نہ جانتے ہوں، جو آپ جانتے ہیں وہی ہم جانتے ہیں،

[۱] شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی رازی متوفی ۳۲۸ھ، کتاب الروضۃ (فروع کافی) ج ۸ ص ۳۱۰ مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران ۱۳۶۲ھ

فتحافۃ ولا ابن الخطاب اولی بعمل الحق منک وانت اقرب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وشیجۃ رحم منہما قد نلت من صہرہ مالم ینالا۔ [۱]

(خطبہ : ۱۶۲)

ایسی کوئی بات نہیں جس کو ہم نے پہلے جان لیا ہو اور اس کی آپ کو خبر دیں، نہ کسی معاملہ میں آپ ہم سے جدا ہوئے جس کی ہم آپ کو تبلیغ کر دیں، جس طرح آپ نے دیکھا ہے اسی طرح ہم نے دیکھا ہے، جس طرح آپ نے سنا ہے اسی طرح ہم نے سنا ہے جس طرح ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اسی طرح آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بھی حق پر عمل کرنے میں آپ سے زیادہ نہیں تھے، ان دونوں کی بہ نسبت آپ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قرابت ہے اور بلاشبہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا شرف دو مرتبہ حاصل کیا ہے۔

تقیہ کا جواب ہم نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ستائشی کلمات پیش کیے ہیں، ان کے متعلق شیعہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ کلام تقیہ پر محمول ہے، یہ جواب اس لیے صحیح نہیں ہے کہ حضرت علی نے یہ خطبات، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے وصال کے بعد بیان کیے اور حضرت عثمان کے متعلق یہ خطبہ اس وقت کا ہے جب حضرت عثمان فتنوں میں مبتلا ہو چکے تھے، اس وقت تقیہ کا کیا موقع تھا؛ نیز حضرت ابوبکر اور عمر کے متعلق جو فرمایا وہ اپنے دورِ حکومت میں فرمایا پھر تقیہ کی کیا وجہ تھی!

نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ایھا المؤمنون! انہ من رای عدوانا یعمل بہ ومنکرا یدعی الیہ فانکرہ بقلبہ فقد سلم وبرئ ومن انکرہ بلسانہ فقد اجر وھو افضل من صاحبہ ومن انکرہ بالسیف لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا وکلمۃ الظالمین ھی السفلی فذالک الذی اصاب سبیل الھدی، وقام علی الطریق، ونور فی قلبہ الیقین۔ [۲]

(ملفوظ : ۳۵۶)

اے مومنو! جس شخص نے کسی کو گناہ اور برائی کرتے ہوئے دیکھا اور اس نے اس کو دل سے برا جانا وہ سلامت رہا اور بری ہو گیا، اور جس نے زبان سے اس برائی کا انکار کیا اس کو اجر ملے گا اور وہ پہلے سے افضل ہے، اور جس نے اس برائی کا تلوار سے انکار کیا تاکہ اللہ تعالیٰ کا دین سر بلند ہو اور ظالموں کا روش سرنگوں ہو، سو یہ وہ شخص ہے جس نے ہدایت کا راستہ پا لیا اور صحیح راستہ پر مستقیم ہے اور اس نے اپنے دل میں یقین کو روشن کر لیا۔

---

[۱] نہج البلاغۃ ص ۵۶۶، مطبوعہ انتشارات زرین ایران

[۲] نہج البلاغۃ ص ۱۲۸۱، " "

نیز حضرت علی فرماتے ہیں:

فمنهم المنكر للمنكر بيده ولسانه وقلبه فذلك المستكمل لخصال الخير، ومنهم المنكر بلسانه وقلبه والتارك بيده فذلك متمسك بخصلتين من خصال الخير ومضيع خصلة ومنهم المنكر بقلبه والتارك بيده ولسانه فذلك الذى ضيع اشرف الخصلتين من الثلاث وتمسك بواحدة۔[۱] (ملفوظ: ۳۵۸)

جس شخص اپنے ہاتھ زبان اور دل سے برائی کا انکار کیا وہ تمام اچھی خصلتوں کو جمع کرنے والا ہے اور جس نے زبان اور دل سے انکار کیا اور ہاتھ سے انکار نہیں کیا اس میں نیکی کی صرف دو خصلتیں ہیں اور ایک نیک خصلت اس نے ترک کر دی، اور جس نے برائی کو صرف دل سے برا جانا اور زبان اور ہاتھ سے انکار نہیں کیا، اس شخص نے صرف ایک نیک خصلت کو اختیار کیا اور دو نیک خصلتیں ترک کر دیں۔

ہم کہتے ہیں کہ حضرت علی نے تقیہ نہیں کیا اور انھوں نے خیر کی تمام خصال کو حاصل کر لیا اور ان کا ایمان پہلے درجہ کا ہے۔ اور شیعہ کہتے ہیں کہ انھوں نے تقیہ کیا یعنی انھوں نے خیر کی دو خصلتوں کو ضائع کر دیا اور ان کا ایمان تیسرے درجہ کا ہے، اب غور کیجیے کہ حضرت علی کے محب ہم ہیں یا شیعہ؟

شیعہ کہتے ہیں: ولا دین لمن لا تقیۃ لہ۔[۲] "جو تقیہ نہ کرے وہ بے دین ہے" تو یہ لوگ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے حامیوں کے متعلق کیا کہیں گے جنھوں نے جان دے دی اور تقیہ نہیں کیا!

شیعہ فرقوں کا حکم

شیعہ کے متعدد فرقے ہیں، اور ان سب کا حکم ایک نہیں ہے، جو حضرت علی کی الوہیت کے قائل ہیں، جو قرآن مجید میں تحریف یا ترمیم کا عقیدہ رکھتے ہیں، جو حضرت ابوبکر کی صحابیت کے منکر ہیں، جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتے ہیں اور جن کا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تین یا چار صحابہ کے علاوہ باقی سب مرتد ہو گئے تھے اور جاہلیت کی طرف لوٹ گئے تھے، یہ تمام فرقے کافر ہیں۔

شیعہ کے جو فرقے مذکور الصدر عقائد نہیں رکھتے لیکن خلفاء ثلاثہ کی خلافت کا انکار کرتے ہیں یا صحابہ کو مسلمان ماننے کے باوجود ان پر سب و شتم کرتے ہیں یہ بدترین فاسق ہیں لیکن کافر نہیں ہیں جو شیعہ خلفاء ثلاثہ پر حضرت علی کی افضلیت کے قائل ہیں اور کسی صحابی پر سب و شتم نہیں کرتے، ان کا عقیدہ جمہور مسلمین سے الگ ہے لیکن یہ کافر یا فاسق نہیں ہیں اور جو فرقے صرف حضرت عثمان پر حضرت علی کی افضلیت کے قائل ہیں اور باقی تمام عقائد اور نظریات میں اہل سنت کے موافق ہیں وہ شیعی ہیں ان کو متشیع بھی کہتے ہیں جیسے امام عبد الرزاق، امام نسائی اور علامہ تفتازانی وغیرہ۔

۱۔ نہج البلاغۃ ص ۱۲۸۱، مطبوعہ انتشارات زرین، ایران

۲۔ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی رازی متوفی ۳۲۸ھ، الاصول من الکافی ج ۲ ص ۲۱۷، مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ ایران ۱۳۶۵ھ

حضرت عثمان کے دورِ خلافت میں فتوحات

۲۴ھ کی ابتداء میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مجلس شوریٰ کے انتخاب سے خلیفہ اور امیر المؤمنین منتخب ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شیخین (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) کی سنت کے مطابق کارِ خلافت انجام دیتے تھے، آپ کے بارہ سالہ دورِ حکومت میں اسلامی سلطنت کا دائرہ وسیع ہوگیا تھا۔ ۲۴ھ میں آپ نے آذر بائیجان اور آرمینیہ پر فوج کشی کر کے وہاں کے باشندوں کو مطیع کیا، ۲۵ھ میں طرابلس کو فتح کیا، ۲۶ھ میں الجزائر اور مراکش کے علاقے فتح کیے، ۲۸ھ میں بحیرہ روم میں شام کے قریب قبرص کو بحری جنگ سے فتح کیا، ۳۰ھ میں طبرستان کو فتح کیا، ۳۳ھ میں قسطنطنیہ سے متصل علاقوں میں مرو ود، طالستان اور جوزجان کو فتح کیا، اسلامی فتوحات کا یہ سیلاب حضرت عثمان کی شہادت کے بعد رک گیا اور حضرت علی کی خلافت کے چھ سال تک تعطل رہا۔ اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں فتوحاتِ اسلامیہ کو ایک بار پھر نشاۃ ثانیہ حاصل ہوئی۔

فتنہ اور اس کے اسباب

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے آخیر میں ان کے خلاف بعض لوگوں نے شورش پیدا کر دی اور فتنہ و فساد کا ایک سیلاب امڈ آیا اس شورش کے اسباب یہ تھے۔

۱۔ اس وقت کابل سے لے کر مراکش تک تمام علاقہ مسلمانوں کے زیر نگیں تھا جس میں سینکڑوں قومیں آباد تھیں، ان محکوم قوموں میں فطرۃً مسلمانوں کے خلاف جذبہ انتقام موجود تھا لیکن مسلمانوں کی قوت اور سطوت کے مقابلہ میں وہ بے دست و پا تھے اس لیے انھوں نے سازشوں کا جال پھیلایا جن میں یہودی اور مجوسی سب سے آگے تھے۔

۲۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چند مناصب پر اموی خاندان کے افراد کو مقرر کیا تھا، ان میں سے حضرت معاویہ بن ابی سفیان اموی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت سے شام کے گورنر تھے۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح عامری (صحابی) عامل مصر اور عبداللہ بن عامر بن کریز اموی (صحابی) عامل بصرہ تھے۔ اور مروان بن الحکم اموی کاتب تھے۔ ان چار کے علاوہ دو اموی عاملوں کو مقرر کر کے آپ نے انھیں معزول کر دیا۔ جن میں سے ایک ولید بن عقبہ اور دوسرے سعید بن العاص تھے۔ یہ تھے کل اموی افراد جن کے بارے میں مخالفین نے تہلکہ مچا دیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کنبہ پروری اور اقربا پروری کر کے اپنے خاندان کے افراد کو حکومت کے عہدے سونپ دیے اور یہ کسی نے نہ دیکھا کہ ان کے علاوہ تقریباً بیس جگہ بلادِ اسلامیہ میں گورنری اور دیگر اہم عہدوں پر سب غیر اموی افراد مقرر تھے نہ یہ کسی نے سوچا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ میں اسّی فی صد عامل اموی خاندان سے لیے تھے۔ چنانچہ اٹھارہ علاقوں میں آپ نے اموی افراد کو مقرر کیا (طبری)، پھر اگر پانچ عہدے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے امویوں کو تفویض فرمائے تو اس پہ شورش اور ہنگامہ کھڑا کرنے کی کوئی اخلاقی اور شرعی وجہ نہ تھی۔

۳۔ مجوسی چاہتے تھے کہ ایسا انقلاب پیدا کیا جائے جس میں ان کی مدد سے ـــــــ حکومت ایسے عام خاندان کی طرف منتقل ہو جس سے وہ زیادہ سے زیادہ مراعات حاصل کر سکیں۔

۴۔ یہودی چاہتے تھے کہ مسلمانوں میں ایسا افتراق پیدا کر دیا جائے جس سے ان کی قوت پاش پاش ہو جائے ان اغراض کے تحت ہر شخص اپنی کوشش میں مصروف تھا۔ اشتر نخعی، جندب اور صعصعہ نے کوفہ کو اپنی شرارتوں کا مرکز بنایا۔ لیکن سب سے زیادہ خطرناک شخص ایک یہودی النسل نو مسلم عبداللہ بن سبا تھا جس نے اپنی حیرت انگیز سازشانہ قوت سے مختلف الخیال مفسدوں کو ایک مرکز پر متحد کر دیا۔

عبداللہ بن سبا کے پیروکاروں کا طریقہ کار یہ تھا۔

۱۔ بظاہر متقی اور پرہیزگار بننا اور وعظ و نصیحت سے لوگوں کو اپنا حلقہ بگوش کرنا۔

۲۔ عمال کو تنگ کرنا اور ہر ممکن طریقہ سے ان کو بدنام کرنے کی کوشش کرنا۔

۳۔ ہر جگہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقربا پروری اور ناانصافی کی داستانیں مشہور کرنا مفسدین کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر کنبہ پروری کا اتہام بالکل بے بنیاد ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ انتہائی امیر و کبیر شخص تھے۔ عہد رسالت میں آپ کی فیاضی کی مثالیں یادگار ہیں۔ آپ نے بیس ہزار درہم دے کر ایک یہودی سے میٹھے پانی کا کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔ بیش بہا رقم خرچ کر کے مسجد نبوی کی توسیع کے لیے زمین خریدی اور بہت سے مواقع پر مسلمانوں کی اپنے مال سے خدمت کی۔ مفسدین کے اعتراض کے جواب میں آپ نے خود وضاحت فرمائی کہ میں اپنے اقرباء کو جو کچھ دیتا ہوں اپنے ذاتی مال سے دیتا ہوں اور بیت المال کا مال نہ اپنے لیے حلال سمجھتا ہوں۔ نہ کسی دوسرے شخص کے لیے۔ [1]

ایک مشہور اعتراض یہ تھا کہ حکم بن العاص کو حضور نے مدینہ سے جلاوطن کر دیا تھا، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں وہ جلاوطن رہا لیکن حضرت عثمان نے اپنے دور خلافت میں اس کو مدینہ بلا لیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عثمان نے حکم کی سفارش کر کے اسے مدینہ بلانے کی منظوری لے لی تھی۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے سامنے چونکہ یہ منظوری نہیں لی گئی تھی اور حضرت عثمان کے سوا اس پر اور کوئی گواہ نہ تھا اس لیے انہوں نے اپنے اپنے دور خلافت میں اس کو مدینہ نہیں بلایا۔ حضرت عثمان نے اپنے دور خلافت میں جو حکم کو مدینہ بلایا وہ اپنی مرضی سے نہیں بلکہ حضور کی مرضی سے بلایا تھا۔

ایک اور مشہور اعتراض یہ تھا کہ آپ نے طرابلس کے مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ مروان کو بلا عوض دے دیا تھا۔ یہ سراسر لغو بہتان ہے۔ علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں:

ابن الزبیر نے فتح کی بشارت اور مال غنیمت کا پانچواں حصہ دار الخلافت روانہ کیا اس مال کو پانچ لاکھ دینار کے عوض مروان نے خرید لیا اور بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ یہ مال مروان کو مفت دے دیا گیا تھا۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ [2]

---

[1] ۔ تاریخ طبری ج ۳ ص ۱۳۶

[2] ۔ علامہ ابن خلدون متوفی ۸۰۸ھ، تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۱۲۹

اصلاح کی کوشش

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلسل حالات کی اصلاح کی کوشش کر رہے تھے۔ حضرت طلحہ نے مشورہ دیا کہ ملک کے مختلف حصوں میں حالات کی تحقیق کے لیے وفود روانہ کیے جائیں، چنانچہ ۳۵ھ میں محمد بن مسلمہ کوفہ، اسامہ بن زید بصرہ، عمار بن یاسر مصر، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم شام اور بعض اور دیگر صوبہ جات کی طرف روانہ ہو گئے۔ نیز تمام ملک میں گشتی اعلان جاری کر دیا گیا کہ میں ہر موسم حج کے موقع پر تمام حکام کو جمع کرتا ہوں اور جس حاکم کے خلاف کوئی شکایت پیش کی جاتی ہے فوراً تحقیق کر کے اس کا ازالہ کر دیتا ہوں اس کے باوجود اگر کسی شخص کو کسی حاکم کے خلاف شکایت ہو تو مجھ سے بیان کرے۔ میں تحقیق کر کے مظلوم کا حق ظالم سے دلاؤں گا۔

نوٹ: ابن خلدون اور امام طبری نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان نے تحقیق کے لیے جس قدر صحابہ بھیجے تھے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے سوا سب واپس آ گئے۔ مصر میں عبداللہ بن سبا، خالد بن ملجم، اور کنانہ بن بشر وغیرہ شرپسند موجود تھے اور ان لوگوں نے عمار بن یاسر کو واپس نہیں آنے دیا حتیٰ کہ یہ گمان کیا گیا کہ عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لوگوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ [۱]

انقلاب کی کوشش

ابن سباء کے تربیت یافتہ لوگوں نے آپس میں مل کر ایک سازش تیار کی اور بصرہ، مصر، اور کوفہ سے تقریباً دو ہزار فتنہ پرداز اپنے اپنے شہروں سے حاجیوں کی وضع میں مدینہ کی طرف چل پڑے تاکہ اپنے مطالبات حضرت عثمان سے بزور تسلیم کرائیں۔ جن میں سے ایک اہم مطالبہ یہ تھا کہ حاکم مصر عبداللہ بن ابی سرح کی جگہ محمد بن ابو بکر (یہ حضرت علی کے پروردہ تھے) کو حاکم مقرر کیا جائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ کر کے یہ مطالبہ تسلیم کر لیا اور ابن سرح کی معزولی اور محمد بن ابی بکر کی تقرری کا پروانہ لکھ کر انہیں دے دیا۔ پھر یہ لوگ واپس چلے گئے۔ چند دنوں کے بعد دفعتاً گھوڑوں کی ٹاپوں اور انتقام انتقام کی صداؤں سے مدینہ کے در و دیوار گونج اٹھے۔ کبار صحابہ گھبرا کر اپنے گھروں سے نکلے دیکھا کہ مفسدوں اور باغیوں کی جماعت واپس آ گئی ہے ان کا کہنا یہ تھا کہ ہمیں راستہ میں دربار خلافت کا ایک قاصد ملا جس کے پاس والی مصر کے نام یہ ہدایت تھی کہ ان لوگوں کی گردن مار دی جائے حضرت عثمان نے اس واقعہ سے مکمل لاعلمی اور حیرت کا اظہار کیا۔ باغیوں نے کہا جس خلیفہ کو اتنی سی بات کی بھی خبر نہ ہو وہ خلافت کا اہل نہیں ہے۔ لہٰذا حضرت عثمان سے مطالبہ کیا کہ وہ خلافت سے دستبردار ہو جائیں۔ [۲] اس وقت حضرت عثمان نے فرمایا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ تم کو ایک قمیص پہنائے گا لوگ اس کو اتارنے کی کوشش کریں گے تم اس قمیص کو مت اتارنا اور میں سمجھتا ہوں کہ قمیص سے مراد یہی خلافت کی قمیص ہے۔ [۳]

۱۔ ابو جعفر محمد بن جریر طبری، تاریخ الطبری ج ۳ ص ۹۹

۲۔ محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ، طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۳۲

۳۔ شیخ ولی الدین تبریزی متوفی ۷۴۲ھ، مشکوٰۃ (ترمذی) ص ۲۶۲

باغیوں کی شورش

حضرت عثمان کے انکار پر تقریباً دو ہزار باغیوں نے کاشانہ خلافت کا نہایت سخت محاصرہ کر لیا جو مسلسل چالیس دن تک قائم رہا۔ باغیوں نے حضرت عثمان تک پانی پہنچانے کو ممنوع قرار دے دیا تھا۔ ایک دفعہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کچھ کھانے پینے کی چیزیں لے کر حضرت عثمان تک پہنچانے کی کوشش کی مگر باغیوں نے ام المومنین اور حضور کی حرم محترم کا بھی لحاظ نہیں کیا اور بے ادبی سے مزاحمت کر کے انھیں واپس کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس پر آشوب وقت میں اپنے دونوں صاحبزادوں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حفاظت کے لیے بھیج دیا تھا۔ اور حضرت عبداللہ بن زبیر بھی ان جاں نثاروں کے ساتھ حضرت عثمان کے گھر میں موجود تھے۔

باغیوں کو سمجھانے کے لیے متعدد اکابر صحابہ نے مؤثر تقریریں کیں لیکن ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکان کی چھت سے باغیوں کو مخاطب کر کے فرمایا کیا تم کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف فرما ہوئے تو یہ مسجد تنگ تھی۔ آپ نے فرمایا جنت کے عوض کون اس زمین کو خرید کر مسجد کے لیے وقف کرے گا، اس وقت میں نے وہ زمین مسجد کے لیے وقف کی تھی۔ آج تم اس زمین پر مجھے سجدہ نہیں کرنے دیتے۔ پھر آپ نے فرمایا قسم بخدا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو سوائے چاہ رومہ کے اور کوئی میٹھے پانی کا کنواں نہیں تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے عوض کون اس کنویں کو خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کرتا ہے اس وقت بھی صرف میں نے حضور کے فرمان پر لبیک کہی اور آج تم مجھے اس کنویں سے پانی نہیں پینے دیتے! لیکن باغیوں پر آپ کی اس تقریر کا کوئی اثر نہ ہوا۔ [1]

جاں نثار صحابہ کے مشورے

حضرت امیر معاویہ کی بصیرت افروز آنکھوں نے اس فتنہ کو بہت پہلے بھانپ لیا تھا۔ انھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا۔ آپ میرے ساتھ شام چلیے، تاکہ آپ کسی ناگہانی خطرہ سے دوچار نہ ہو جائیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں دیار رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کو چھوڑ کر اور کہیں نہیں جانا چاہتا۔ (حضرت امیر معاویہ نے عرض کیا میں حفظ ما تقدم کی خاطر شام سے آپ کی حفاظت کے لیے فوج بھجوا دوں۔ آپ نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ رسول اللہ کے پڑوسیوں (اہل مدینہ) کو اس لشکر کی وجہ سے کوئی پریشانی ہو۔

محاصرہ کے دوران حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے آکر عرض کیا: میری تین باتوں میں سے ایک بات مان لیجئے۔ آپ کے حامیوں کی عظیم جماعت یہاں موجود ہے اس کو لے کر نکلیے اور ان باغیوں کا مقابلہ کر کے ان کو نکال دیجئے، دوسری صورت یہ ہے کہ پچھلی طرف سے نکل کر مکہ معظمہ چلے جائیے۔ مکہ حرم ہے وہاں یہ آپ پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں کریں گے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ شام میں آپ حضرت امیر معاویہ کی پناہ میں چلے جائیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلی صورت کا یہ جواب دیا کہ اگر میں باہر نکل کر ان سے جنگ کروں تو

---

[1] علامہ ابن خلدون متوفی ۸۰۸ ھ، تاریخ ابن خلدون، ج ۲ ص ۱۴۴

میں اس امت کا وہ پہلا خلیفہ نہیں بننا چاہتا جو اپنی حکومت کی بقاء کے لیے مسلمانوں کا خون بہائے، دوسری صورت (یعنی مکہ چلے جانے) کا جواب یہ دیا کہ مجھے ان لوگوں سے یہ توقع نہیں ہے کہ یہ حرم مکہ کی حرمت کا کوئی لحاظ رکھیں گے اور میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے اس مقدس شہر کی حرمتیں پامال ہوں، اور تیسری صورت (یعنی شام چلے جانے) کا جواب یہ تھا کہ دار الہجرت اور دیار رسول کو چھوڑ کر میں کہیں بھی نہیں جانا چاہتا۔ [1]

حضرت عثمان کا گھر بہت وسیع تھا حضرت عثمان کی حفاظت کے لیے صحابہ کرام و تابعین سمیت سات سو افراد موجود تھے۔ جن کی قیادت حضرت عبداللہ بن زبیر کر رہے تھے۔ انھوں نے باغیوں سے لڑنے کی اجازت مانگی تو فرمایا اگر ایک شخص بھی میری خاطر لڑنا چاہے تو میں اس سے خدا کے لیے کہتا ہوں کہ وہ میری خاطر خون نہ بہائے [2] آپ کے گھر میں اس وقت بیس غلام تھے ان کو بھی بلا کر آخری وقت میں آزاد کر دیا۔

حضرت زید بن ثابت نے آکر عرض کیا: امیر المؤمنین انصار دروازے پر کھڑے اجازت کے منتظر ہیں۔ فرمایا اگر وہ جنگ کی اجازت چاہتے ہیں تو انھیں بالکل اجازت نہیں ہے۔ [3]

حضرت ابوہریرہ نے جنگ کی اجازت مانگی تو فرمایا کہ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ مجھ سمیت تمام دنیا کو قتل کر دو۔ عرض کیا نہیں۔ آپکے اس فرمان میں اس آیت کی طرف اشارہ تھا من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا "جس شخص نے بغیر قصاص یا فساد کے کسی شخص کو قتل کیا گویا اس نے تمام دنیا کے انسانوں کو قتل کر دیا" [4] اس آیت سے استدلال اس وجہ سے تھا کہ باغیوں نے نہ ابھی تک کسی کو قتل کیا تھا نہ زمین میں لوٹ مار کر کے فساد کیا تھا، صرف حضرت عثمان کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔

شہادت حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مستقبل میں پیش آنے والے فتنوں کا بیان کر رہے تھے۔ اتنے میں ایک شخص کا گزر ہوا جو کپڑا اوڑھے جا رہا تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فتنوں کے وقت یہ شخص ہدایت پر ہوگا، میں نے پلٹ کر دیکھا تو وہ حضرت عثمان تھے [5]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتنوں کا بیان کرتے ہوئے حضرت عثمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ شخص ان فتنوں میں مظلوم شہید کیا جائے گا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق یہ یقین تھا کہ ان کی شہادت مقدر ہو چکی ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو ان فتنوں سے مطلع کیا تھا اور صبر و استقامت کی تاکید فرمائی تھی (ترمذی ص ۵۳۳) ان حالات میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ لمحہ بہ لمحہ اس وقت کے منتظر تھے

[1] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۱ ص ۶۷۔

[2] 〃　〃　〃　، مسند احمد ج ۱ ص ۶۷

[3] محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ، طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۴۸

[4] 〃　〃　〃　، طبقات ابن سعد ج ۳، ص ۴۸

[5] علامہ ولی الدین تبریزی متوفی ۷۴۲ھ، مشکوٰۃ (ترمذی) ص ۶۲۷

جوان کے لیے مقدر ہو چکا تھا۔

سترہ ذوالحج ۳۵ھ کو جمعہ کا دن تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما تشریف فرما ہیں اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں عثمان جلدی کرو ہم تمہارے انتظار کے منتظر ہیں، ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا عثمان آج جمعہ میرے ساتھ پڑھنا[1] حضرت عثمان بیدار ہوئے اور اپنی اہلیہ محترمہ سے فرمایا اب وقت قریب آپہنچا ہے پھر لباس تبدیل کیا اور قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد باغیوں نے حملہ کر دیا۔ حضرت امام حسن مزاحمت کرتے ہوئے زخمی ہو گئے۔ محمد بن ابی بکر (پروردہ حضرت علی) نے آپ کی داڑھی پکڑ کر کھینچی۔ حضرت عثمان نے فرمایا: کہ بھتیجے اگر تمہارے باپ زندہ ہوتے تو وہ اس فعل کو ناپسند کرتے۔ کنانہ بن بشر نے آپ کی پیشانی پر زور سے لوہے کی سلاخ ماری جس سے آپ گر پڑے اور زبان سے یہ کلمات نکلے: بسم اللہ وتوکلت علی اللہ۔ سواد بن حمران نے دوسری ضرب لگائی جس سے خون کا فوارہ شروع ہو گیا۔ عمرو بن الحمق نے سینہ پر چڑھ کر نیزوں کے پیہم نو وار کیے۔ ایک ازلی شقی نے بڑھ کر تلوار کا ایسا وار کیا جس سے ذوالنورین کی شمع حیات بجھ گئی کہ انا للہ وانا الیہ راجعون شہادت کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے اور اس خون ناحق سے جو آیت رنگین ہوئی وہ یہ تھی؛ فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم (بقرہ: ۱۳۷) "تمہارے لیے اللہ تعالٰی کافی ہے اور اللہ تعالٰی خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔" اس جانکاہ حادثہ میں آپ کی اہلیہ محترمہ کی انگلیاں بھی کٹ گئی تھیں۔ تین دن تک آپ کا جسد مبارک تدفین سے محروم رہا اور قتل کرنے کے بعد ظالموں نے آپ کا گھر بھی لوٹ لیا۔

عظمت عثمان تمام دنیا کی تاریخ اٹھا کر ایک نظر ڈال لیجے، تاریخ عالم میں آپ کو کہیں ایسی مثال نہیں ملے گی کہ کسی حکمران کے خلاف کچھ لوگ باغی ہو جائیں اور اس حکمران کو اپنی ذات اور اپنی حکومت کے تحفظ کے متعدد وسائل حاصل ہوں نہ صرف یہ بلکہ جانثار، رفقاء، ارکان دولت اور تمام افواج سب اس کے حامی ہوں باغیوں کے قلع قمع کرنے کے لیے بے تاب ہوں اور بار بار اس حکمران سے باغیوں کی سرکوبی کا مطالبہ کر رہے ہوں لیکن وہ حکمران محض اس سبب سے ان لوگوں کو باغیوں سے جنگ کرنے کی اجازت نہیں دیتا کہ کہیں ایک جان کی بقاء کے لیے سینکڑوں جانیں تلف نہ ہو جائیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کرنے والے دو ہزار سے بھی کم افراد تھے اور مکان کے اندر اور باہر ان کے جانثار اس سے کہیں زیادہ تھے۔ آخری وقت تک آپ کے جانثار اور رفقاء آپ سے باغیوں کے مقابلہ اور ان کے محاصرہ توڑنے کی اجازت طلب کرتے رہے لیکن آپ کا صرف ایک ہی جواب تھا کہ "میں اپنی ذات یا اپنی خلافت کی خاطر مسلمانوں کی تلواریں باہم ٹکراتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔"[2]

---

[1] محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ، طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۵۳۔

[2] حافظ عماد الدین ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ، البدایہ والنہایہ ج ۷، ص ۱۸۵، مطبوعہ مکتبۃ المعارف بیروت

حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں ہمارے محترم ہیں ان سے عقیدت اور محبت ہمارے ایمان کا ایک حصہ ہے وہ دونوں ـــــ مجتہد تھے اور اپنے اپنے نزدیک ہر ایک کا موقف اخلاص اور للّٰہیت پر مبنی تھا وہ دونوں صحابی ہیں ہم ان میں سے کسی ایک کے خلاف بھی ایک لفظ سننا نہیں چاہتے۔ ان کی عظمتیں ہمارے دین کا سرمایہ ہیں۔ اس کے باوجود یہ ایک حقیقت ہے کہ جنگ جمل اور جنگ صفین میں تقریباً پانچ سال تک محض خلافت کے تحفظ کے لیے دونوں طرف سے مسلمانوں کا خون بہتا رہا اور شہداء کا انبار لگتا رہا۔ اس کے برعکس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھیے جنھوں نے چالیس روز تک محاصرہ میں رہنا، ضروریات زندگی سے محروم ہونا اور خندہ پیشانی سے بھوک و پیاس برداشت کرنا گوارہ کیا لیکن ایک لمحہ کے لیے بھی اپنی خاطر کسی ایک مسلمان کے خون کا قطرہ بھی گرانا گوارہ نہیں کیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد یہ سعادت کسی کے حصہ میں نہیں آئی کہ اس نے دیارِ رسول کو اپنی خلافت کا مستقر بنایا ہو۔ اسلامی حکمرانوں میں وہ دیارِ رسول کے آخری خلیفہ تھے انھوں نے اس وقت بھی مدینہ چھوڑنا گوارا نہیں کیا جب نوک خنجر ان کی شہ رگ کے بہت قریب نظر آرہی تھی۔ تاریخ میں ہمیں یہ کہیں نہیں ملتا کہ کسی عظیم شخصیت کے جانثار اس پر قربان ہونے کی اجازت چاہتے ہوں۔ بار بار بے تابی سے تقاضا کرتے ہوں مگر وہ کسی کو اس کی اجازت نہ دیتا ہو اس کو اپنی جان بچانے کے لیے خطرہ کی جگہ سے نکل جانے کا موقع ملا ہو مگر وہ عزم و استقلال کا کوہ گراں اپنی جگہ پر قائم رہا ہو۔ اے عثمان! تمہاری عظمتوں کا کیا کہنا تم نے مکہ کی حرمتوں کو خطرہ میں پڑنے دیا نہ مدینہ کو میدان جنگ بننے دیا۔ اپنی جان کے تحفظ کے لیے دیارِ رسول چھوڑا نہ اپنے جانثاروں اور رفقاء میں سے کسی کی زندگی کو خطرہ میں پڑنے دیا۔ حتیٰ کہ آخری وقت میں اپنے بیس غلاموں کو بھی آزاد کر کے نکل جانے دیا اور ظلم و ستم کے تمام وار تنہا اپنی جان پر جھیل گئے۔

یوں تو اسلام کے ہر دور میں لوگ شہید ہوتے رہے ان شہداء میں سے کسی کا خون احد کی گھاٹیوں میں گرا، کسی کا خون کربلا کی سرزمین پر گرا مگر سلام ہو تمہارے خون پر اے عثمان جو قرآن کریم کی آیات پر گرا۔ جس شہید کا خون جس جگہ گرتا ہے وہ جگہ اس کی شہادت کی گواہی دیتی ہے۔ کسی کی شہادت کی گواہی بدر اور احد کی سرزمین دے گی۔ کسی کی شہادت کی گواہی میدانِ کربلا دے گا اور اے عثمان تمہاری شہادت کی گواہی قرآن کریم کے اوراق دیں گے۔ حشر کے دن جو شخص جس حال میں شہید ہوا اسی حال میں اُٹھے گا کوئی شہید احرام باندھے ہوئے اٹھے گا کوئی سجدہ کرتے ہوئے اٹھے گا۔ اور سلام ہو تمہاری عظمتوں پر اے عثمان کہ تم میدانِ حشر میں اللہ کا کلام پڑھتے ہوئے اٹھو گے۔ [1]

---

[1] حضرت عثمان کے متعلق یہ تمام بحث ہم نے مقالات سعیدی سے نقل کر دی ہے، حضرت عثمان کی سیرت اور مزید محامد و محاسن پڑھنے کے لیے مقالات سعیدی کو پڑھیں۔

باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ

۶۰۹۵ - حدثنا یحیی بن یحیی التمیمی وابو جعفر محمد بن الصباح وعبید اللہ القواریری وسریج بن یونس کلھم عن یوسف الماجشون (واللفظ لابن الصباح) حدثنا یوسف ابو سلمۃ الماجشون حدثنا محمد بن المنکدر عن سعید بن المسیب عن عامر بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت منی بمنزلۃ ھرون من موسی الا انہ لا نبی بعدی قال سعید فاحببت ان اشافہ بھا سعدا فلقیت سعدا فحدثتہ بما حدثنی عامر فقال انا سمعتہ فقلت انت سمعتہ فوضع اصبعیہ علی اذنیہ فقال نعم والا فاستکتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسی کے لیے ہارون تھے۔ سنو بلا شبہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، راوی کہتے ہیں کہ میں چاہتا تھا کہ میں حضرت سعد سے یہ حدیث بالمشافہ سن لوں۔ میری حضرت سعد سے ملاقات ہوئی تو میں نے ان کو عامر بن سعد کی یہ روایت سنائی انہوں نے کہا میں نے اس حدیث کو خود سنا ہے، میں نے کہا آپ نے خود سنا ہے؟ انھوں نے اپنی دونوں انگلیاں کانوں پر رکھیں اور کہا اگر میں نے خود نہ سنا ہو تو میرے دونوں کان بہرے ہو جائیں۔

۶۰۹۶ - وحدثنا ابو بکر بن ابی شیبۃ حدثنا غندر عن شعبۃ ح وحدثنا محمد بن المثنی وابن بشار قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ عن الحکم عن مصعب بن سعد بن ابی وقاص عن سعد بن ابی وقاص قال خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب فی غزوۃ تبوک فقال یا رسول اللہ تخلفنی فی النساء والصبیان فقال اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھرون من موسی غیر انہ لا نبی بعدی۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں حضرت علی کو مدینہ میں چھوڑ دیا، حضرت علی نے کہا یا رسول اللہ! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں آپ نے فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسی کے لیے ہارون تھے! البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

۶۰۹۷ - حدثنا عبید اللہ بن معاذ حدثنا ابی حدثنا شعبۃ فی ھذا الاسناد۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۰۹۸ - حدثنا قتیبۃ بن سعید ومحمد بن عباد (وتقاربا فی اللفظ) قالا حدثنا حاتم (وھو ابن اسمعیل) عن بکیر بن مسمار عن عامر بن

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے حضرت سعد کو امیر بنایا تو ان سے دریافت کیا کہ تمہیں ابو تراب کو برا

سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَمَرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ سَعْدًا فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا التُّرَابِ فَقَالَ أَمَّا مَا ذَكَرْتُ ثَلَاثًا قَالَهُنَّ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَنْ أَسُبَّهُ لَأَنْ تَكُونَ لِي وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَهُ خَلَّفَهُ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ يَا رَسُولَ اللَّهِ خَلَّفْتَنِي مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ قَالَ فَتَطَاوَلْنَا لَهَا فَقَالَ ادْعُوا لِي عَلِيًّا فَأُتِيَ بِهِ أَرْمَدَ فَبَصَقَ فِي عَيْنِهِ وَدَفَعَ الرَّايَةَ إِلَيْهِ فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلِي۔

کہنے سے کیا چیز مانع ہے؟ حضرت سعد نے کہا مجھے وہ تین باتیں یاد ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمائی تھیں، اس لیے میں ان کو کبھی برا نہیں کہہ سکتا، اگر ان تین باتوں سے ایک بات بھی میرے لیے فرمائی ہوتی تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض مغازی میں حضرت علی کو چھوڑ دیا اور حضرت علی نے کہا: یارسول اللہ! آپ نے مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ دیا، تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی سے یہ فرماتے ہوئے سنا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے کہ موسی کے لیے ہارون تھے، البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا! اور غزوہ خیبر کے دن میں نے آپ سے یہ سنا کل میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا، اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتا ہے، حضرت سعد نے کہا پھر ہم سب اس کے انتظار میں تھے، آپ نے فرمایا علی کو میرے پاس لاؤ، حضرت علی کو لایا گیا درآں حالیکہ ان کی آنکھیں دکھتی تھیں، آپ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن ڈالا، اور ان کو جھنڈا عطا کیا، اللہ تعالیٰ نے ان پر خیبر فتح کر دیا۔ اور جب آیت نازل ہوئی (ترجمہ): آپ کہیے آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا، اور کہا اے اللہ! یہ میرے اہل ہیں۔

٦٠٩٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسی کے لیے ہارون تھے۔

اَنَّهٗ قَالَ لِعَلِيٍّ اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هٰرُوْنَ مِنْ مُوْسٰى۔

٦١٠٠ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ (يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ) عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَاُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مَا اَحْبَبْتُ الْاِمَارَةَ اِلَّا يَوْمَئِذٍ قَالَ فَتَسَاوَرْتُ لَهَا رَجَاءَ اَنْ اُدْعٰى لَهَا قَالَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهَا وَقَالَ امْشِ وَلَا تَلْتَفِتْ حَتّٰى يَفْتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكَ قَالَ فَسَارَ عَلِيٌّ شَيْئًا ثُمَّ وَقَفَ وَلَمْ يَلْتَفِتْ فَصَرَخَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلٰى مَاذَا اُقَاتِلُ النَّاسَ قَالَ قَاتِلْهُمْ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ فَقَدْ مَنَعُوْا مِنْكَ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے دن فرمایا: کل میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اس کے ہاتھ پر فتح دے گا، حضرت عمر بن الخطاب نے کہا، اس دن کے علاوہ میں نے کبھی امارت کی تمنا نہیں کی، پھر میں اس دن آپ کے سامنے اس امید سے آیا کہ آپ مجھے اس کے لیے بلائیں، حضرت ابوہریرہ نے کہا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن ابی طالب کو بلایا، اور ان کو جھنڈا عطا کیا، اور فرمایا جاؤ اور ادھر ادھر التفات نہ کرنا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تم کو فتح عطا فرمائے حضرت علی کچھ دور گئے پھر ٹھہر گئے، اور ادھر ادھر التفات نہیں کیا، پھر انھوں نے زور سے آواز دی، یارسول اللہ! میں لوگوں سے کس بنیاد پر جنگ کروں، آپ نے فرمایا تم ان سے اس وقت تک جنگ کرو جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت نہ دیں، اور جب وہ یہ گواہی دے دیں تو پھر انھوں نے تم سے اپنی جانوں اور مالوں کو محفوظ کر لیا الا یہ کہ ان پر کسی کا حق ہو اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

٦١٠١ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ (يَعْنِي ابْنَ اَبِيْ حَازِمٍ) عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ (وَاللَّفْظُ هٰذَا) حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ (يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ) عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ اَخْبَرَنِيْ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَاُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ قَالَ فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوْكُوْنَ لَيْلَتَهُمْ اَيُّهُمْ يُعْطَاهَا قَالَ فَلَمَّا

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے دن فرمایا کل میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ خیبر فتح کرے گا وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اس کے رسول کو اس سے محبت ہوگی، حضرت سہل نے کہا پھر صحابہ نے اس حال میں رات گذاری کہ دیکھئے حضور کس کو جھنڈا عطا فرماتے ہیں، جب صبح کو صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو ہر شخص کو یہ توقع تھی کہ حضور

اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّھُمْ یَرْجُوْنَ اَنْ یُّعْطَاھَا فَقَالَ اَیْنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فَقَالُوْا ھُوَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَشْتَکِیْ عَیْنَیْہِ قَالَ فَاَرْسِلُوْا اِلَیْہِ فَاُتِیَ بِہٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ عَیْنَیْہِ وَدَعَا لَہٗ فَبَرَاَ حَتّٰی کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ بِہٖ وَجَعٌ فَاَعْطَاہُ الرَّایَۃَ فَقَالَ عَلِیٌّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُقَاتِلُھُمْ حَتّٰی یَکُوْنُوْا مِثْلَنَا فَقَالَ انْفُذْ عَلٰی رِسْلِکَ حَتّٰی تَنْزِلَ بِسَاحَتِھِمْ ثُمَّ ادْعُھُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْھُمْ بِمَا یَجِبُ عَلَیْھِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰہِ فِیْہِ فَوَاللّٰہِ لَاَنْ یَّھْدِیَ اللّٰہُ بِکَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَیْرٌ لَّکَ مِنْ اَنْ یَّکُوْنَ لَکَ حُمْرُ النَّعَمِ۔

اس کو جھنڈا عطا کریں گے، آپ نے فرمایا علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! ان کی آنکھیں دکھتی ہیں، آپ نے فرمایا ان کو بلاؤ، حضرت علی کو بلایا گیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن ڈالا، اور ان کے حق میں دعا کی، ان کی آنکھیں اس طرح ٹھیک ہوگئیں گویا کبھی دکھی ہی نہ تھیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو جھنڈا دیا۔ حضرت علی نے کہا یارسول اللہ میں ان سے اس وقت تک قتال کرتا رہوں گا جب تک وہ ہماری طرح نہ ہوجائیں، آپ نے فرمایا نرمی سے روانہ ہو، جب تم ان کے میدان میں اتر جاؤ تو ان کو اسلام کی دعوت دینا، اور ان کو یہ بتانا کہ ان پر اللہ کے کیا حقوق واجب ہیں، بخدا اگر تمہاری وجہ سے ایک شخص ہدایت پاجائے تو وہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

۶۱۰۲ - حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ (یَعْنِی ابْنَ اِسْمَاعِیْلَ) عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ عُبَیْدٍ عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ الْاَکْوَعِ قَالَ کَانَ عَلِیٌّ قَدْ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ خَیْبَرَ وَکَانَ رَمِدًا فَقَالَ اَنَا اَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ عَلِیٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا کَانَ مَسَاءُ اللَّیْلَۃِ الَّتِیْ فَتَحَھَا اللّٰہُ فِیْ صَبَاحِھَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاُعْطِیَنَّ الرَّایَۃَ اَوْ لَیَاْخُذَنَّ بِالرَّایَۃِ غَدًا رَجُلٌ یُّحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَوْ قَالَ یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یَفْتَحُ اللّٰہُ عَلَیْہِ فَاِذَا نَحْنُ بِعَلِیٍّ وَّمَا نَرْجُوْہُ فَقَالُوْا ھٰذَا عَلِیٌّ فَاَعْطَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الرَّایَۃَ فَفَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْہِ۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ خیبر میں حضرت علی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے ان کی آنکھوں میں تکلیف تھی، پھر انھوں نے کہا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گیا، پھر حضرت علی نکلے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے جا ملے، جب وہ شب آئی جس کی صبح کو اللہ تعالیٰ نے خیبر کی فتح عطا فرمائی، تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا یا فرمایا کل جھنڈا وہ شخص لیگا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اس کے رسول کو اس سے محبت ہوگی، پھر اچانک ہم نے حضرت علی کو دیکھا اور ہمیں اس کی توقع نہیں تھی، صحابہ نے کہا یہ حضرت علی ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو جھنڈا عطا کردیا، اور اللہ نے ان کو فتح دیدی۔

۶۱۰۳ - حَدَّثَنِیْ زُھَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّشُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ جَمِیْعًا عَنِ ابْنِ عُلَیَّۃَ قَالَ زُھَیْرٌ حَدَّثَنَا

زید بن حیان کہتے ہیں کہ میں، حصین بن سبرہ اور عمرو بن مسلم، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس گئے،

إسماعيل بن إبراهيم حدثني أبو حيان حدثني
يزيد بن حيان قال انطلقت أنا وحصين بن
سبرة وعمر بن مسلم إلى زيد بن أرقم فلما
جلسنا إليه قال له حصين لقد لقيت يا زيد
خيرا كثيرا رأيت رسول الله صلى الله عليه
وسلم وسمعت حديثه وغزوت معه وصليت
خلفه لقد لقيت يا زيد خيرا كثيرا حدثنا يا
زيد ما سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال يا ابن أخي والله لقد كبرت سني وقدم عهدي
ونسيت بعض الذي كنت أعي من رسول الله
صلى الله عليه وسلم فما حدثتكم فاقبلوا وما
لا فلا تكلفونيه ثم قال قام رسول الله صلى
الله عليه وسلم يوما فينا خطيبا بماء يدعى
خما بين مكة والمدينة فحمد الله وأثنى عليه
ووعظ وذكر ثم قال أما بعد ألا أيها الناس
فإنما أنا بشر يوشك أن يأتي رسول ربي
فأجيب وأنا تارك فيكم ثقلين أولهما كتاب
الله فيه الهدى والنور فخذوا بكتاب الله و
استمسكوا به فحث على كتاب الله ورغب
فيه ثم قال وأهل بيتي أذكركم الله في أهل
بيتي أذكركم الله في أهل بيتي أذكركم الله
في أهل بيتي فقال له حصين ومن أهل بيته
يا زيد أليس نساؤه من أهل بيته قال نساؤه
من أهل بيته ولكن أهل بيته من حرم الصدقة
بعده قال ومن هم قال هم آل علي وآل عقيل
وآل جعفر وآل عباس قال كل هؤلاء حرم
الصدقة قال نعم۔

حصین نے کہا اے زید! آپ کو بہت خیر کثیر حاصل ہوئی، آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، ان کی حدیث سُنی، ان کے ہمراہ جہاد کیا اور ان کی اقتدا میں نمازیں پڑھیں، اے زید! آپ ہم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی کوئی حدیث سنائیے، حضرت زید نے کہا اے بھتیجے! بخدا اب میری عمر زیادہ ہوگئی ہے اور ایک مدت گذر گئی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جو احادیث مجھے یاد تھیں ان میں سے بعض کو میں بھول گیا، سو جو حدیث میں تم کو بیان کروں، اس کو قبول کر لو، اور جس کو میں نہ بیان کروں اس کا تم مجھے مکلف نہ کرو، پھر انھوں نے کہا ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں خطبہ دینے کے لیے مدینہ اور مکہ کے درمیان اس تالاب پر کھڑے ہوئے جس کو خُم کہتے ہیں، آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا، اے لوگو! سنو میں ایک بشر ہوں عنقریب میرے رب کا پیغام لانے والا (یعنی فرشتہ اجل) میرے پاس آئے گا اور میں اس کو لبیک کہوں گا، میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ان میں سے پہلی اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے، اللہ کی کتاب پر عمل کرو اور اس کو مضبوطی سے تھام لو، پھر آپ نے کتاب اللہ پر برانگیختہ کیا اور اس کی ترغیب دی، پھر فرمایا اور (دوسرے) میرے اہل بیت ہیں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ کو یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ کو یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ کو یاد دلاتا ہوں، حصین نے کہا: اے زید! آپ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی ازواج اہل بیت سے نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا آپ کی ازواج بھی اہل بیت سے ہیں، لیکن آپ کے اہل بیت وہ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام کر دیا گیا، کہا وہ کون ہیں؟ کہا وہ آل علی، آل عقیل آل جعفر اور آل عباس ہیں کہا ان سب پر صدقہ حرام ہے

٦١٠٤ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ الرَّيَّانِ حَدَّثَنَا حَسَّانُ (يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ) عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَيَّانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِهِ بِمَعْنَى حَدِيثِ زُهَيْرٍ۔

کہا ہاں۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی مثل مروی ہے۔

٦١٠٥ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي حَيَّانَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ إِسْمَاعِيلَ وَزَادَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ كِتَابُ اللهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ مَنِ اسْتَمْسَكَ بِهِ وَأَخَذَ بِهِ كَانَ عَلَى الْهُدَى وَمَنْ أَخْطَأَهُ ضَلَّ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں جریر کی روایت میں یہ اضافہ ہے، اللہ کی کتاب جس میں ہدایت اور نور ہے، جس نے اس کتاب کو تھام لیا اور اس کے ساتھ تمسک کیا وہ ہدایت پر ہوگا اور جو اس کو چھوڑ دے گا وہ گمراہ ہوگا۔

٦١٠٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ الرَّيَّانِ حَدَّثَنَا حَسَّانُ (يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ) عَنْ سَعِيدٍ (وَهُوَ ابْنُ مَسْرُوقٍ) عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَيَّانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ دَخَلْنَا عَلَيْهِ فَقُلْنَا لَهُ لَقَدْ رَأَيْتَ خَيْرًا لَقَدْ صَاحَبْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّيْتَ خَلْفَهُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ أَبِي حَيَّانَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَلَا وَإِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ أَحَدُهُمَا كِتَابُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ هُوَ حَبْلُ اللهِ مَنِ اتَّبَعَهُ كَانَ عَلَى الْهُدَى وَمَنْ تَرَكَهُ كَانَ عَلَى ضَلَالَةٍ وَفِيهِ فَقُلْنَا مَنْ أَهْلُ بَيْتِهِ نِسَاؤُهُ قَالَ لَا وَايْمُ اللهِ إِنَّ الْمَرْأَةَ تَكُونُ مَعَ الرَّجُلِ الْعَصْرَ مِنَ الدَّهْرِ ثُمَّ يُطَلِّقُهَا فَتَرْجِعُ إِلَى أَبِيهَا وَقَوْمِهَا أَهْلُ بَيْتِهِ أَصْلُهُ وَعَصَبَتُهُ الَّذِينَ حُرِمُوا الصَّدَقَةَ بَعْدَهُ۔

زید بن حیان کہتے ہیں کہ ہم حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر گئے، ہم نے ان سے کہا آپ نے بہت اچھا زمانہ دیکھا ہے، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے ہیں اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھی ہے اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے: البتہ اس میں یہ ہے سنو! میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ایک اللہ عزوجل کی کتاب ہے، جو اللہ کی رسی ہے جو اس کی اتباع کرے گا وہ ہدایت پر رہے گا اور جو اس کو ترک کر دے گا وہ گمراہی پر ہوگا اور اس روایت میں یہ بھی ہے ہم نے کہا آپ کے اہل بیت آپ کی ازواج ہیں؟ کہا نہیں اللہ کی قسم! ایک عورت مرد کے ساتھ ایک زمانہ تک رہتی ہے پھر وہ اس کو طلاق دے دیتا ہے تو وہ اپنے باپ اور اپنی قوم کی طرف واپس ہو جاتی ہے۔ اہل بیت سے مراد آپ کے والد گرامی اور آپ کے عصبات ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے۔

٦١٠٧ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ (يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَازِمٍ) عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اسْتُعْمِلَ عَلَى الْمَدِينَةِ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں آل مروان میں سے ایک شخص کو مدینہ کا عامل بنایا گیا اس نے حضرت سہل بن سعد کو یہ حکم دیا کہ وہ حضرت علی کو

رَجُلٌ مِنْ آلِ مَرْوَانَ قَالَ فَدَعَا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ فَأَمَرَهُ أَنْ يَشْتِمَ عَلِيًّا قَالَ فَأَبَى سَهْلٌ فَقَالَ لَهُ أَمَّا إِذْ أَبَيْتَ فَقُلْ لَعَنَ اللَّهُ أَبَا التُّرَابِ فَقَالَ سَهْلٌ مَا كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَبِي التُّرَابِ وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ إِذَا دُعِيَ بِهَا فَقَالَ لَهُ أَخْبِرْنَا عَنْ قِصَّتِهِ لِمَ سُمِّيَ أَبَا تُرَابٍ قَالَ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ فَقَالَتْ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنْسَانٍ انْظُرْ أَيْنَ هُوَ فَجَاءَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ فَجَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ فَأَصَابَهُ تُرَابٌ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَيَقُولُ قُمْ أَبَا التُّرَابِ قُمْ أَبَا التُّرَابِ۔

برا کہے حضرت سہل نے انکار کیا اس نے کہا اگر تم انکار کرتے ہو تو یوں کہو اللہ تعالیٰ ابوتراب پر لعنت کرے، حضرت سہل نے کہا حضرت علی کے نزدیک ابوتراب سے بڑھ کر کوئی نام محبوب نہیں تھا جب ان کو ابوتراب کے نام سے بلایا جاتا تو وہ خوش ہوتے تھے، راوی نے ان سے کہا ہمیں ان کا وہ قصہ بتاؤ کہ ان کا نام ابوتراب کیسے رکھا گیا؟ انھوں نے کہا ——— ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ کے گھر آئے تو حضرت علی گھر میں نہیں تھے، فرمایا تمہارا عم زاد کہاں ہے؟ کہا میرے اور ان کے درمیان کوئی شکر رنجی ہوگئی جس سے غضب ناک ہوکر وہ گھر سے چلے گئے اور میرے پاس قیلولہ نہیں کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص سے کہا جاؤ دیکھو وہ کہاں ہیں؟ اس شخص نے آکر کہا وہ مسجد میں سوئے ہوئے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت علی کے پاس گئے درآں حالیکہ وہ لیٹے ہوئے تھے اور ایک جانب سے ان کی چادر ڈھلکی ہوئی تھی اور ان پر مٹی لگی ہوئی تھی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے وہ مٹی جھاڑ رہے تھے اور فرما رہے تھے، اے ابوتراب اٹھو، اے ابوتراب اٹھو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے: علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی القرشی الہاشمی۔ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عم زاد ہیں۔ ان کے والد کا نام عبدمناف ہے، ایک قول یہ ہے کہ آپ کی کنیت ہی ان کا نام ہے، ہاشم کا نام عمرو ہے، ان کی والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہے، آپ کی کنیت ابوالحسن ہے، آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عم زاد بھائی اور داماد ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدتنا وسیدۃ نساء العلمین ان کے نکاح میں تھیں، حضرت علی پہلے ہاشمی تھے جو دو ہاشمیوں کے درمیان پیدا ہوئے، اور یہ بنو ہاشم کے پہلے خلیفہ تھے، حضرت علی جعفر، عقیل اور طالب سے چھوٹے تھے، کثیر علماء کے نزدیک حضرت علی سب سے پہلے اسلام لائے تھے، جس کی تفصیل عنقریب آئے گی، حضرت علی نے مدینہ کی طرف ہجرت کی، اور بدر، احد، خندق، بیعۃ رضوان اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے، البتہ تبوک میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنے اہل کی حفاظت کے لیے مدینہ میں چھوڑ دیا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کئی مواقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا، یوم

بدر میں جھنڈا عطا کرنے میں اختلاف ہے، جنگ اُحد میں جھنڈا حضرت مصعب بن عمیر کے ہاتھ میں تھا جب وہ شہید ہو گئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا کر دیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو ایک بار مہاجرین کا اور ایک بار مہاجرین اور انصار کا بھائی بنایا اور ہر بار حضرت علی سے یہ کہا تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔ [۱]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ حضرت خدیجہ کے اسلام قبول کرنے اور نماز پڑھنے کے ایک دن بعد حضرت علی آئے تو دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ نماز پڑھ رہے ہیں، حضرت علی نے کہا اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) یہ کیا کر رہے ہیں؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ کا وہ دین ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے پسند کر لیا اور جس دین کے ساتھ اپنے رسولوں کو مبعوث کیا، میں تمہیں اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے، اس کی عبادت کرنے اور لات اور عزیٰ کے ساتھ کفر کرنے کی دعوت دیتا ہوں، حضرت علی نے کہا اس چیز کو میں نے آج سے پہلے کبھی نہیں سنا، میں اس وقت تک اس کے متعلق فیصلہ نہیں کر سکتا جب تک کہ ابو طالب سے اس کے بارے میں گفتگو نہ کر لوں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اعلان کرنے سے پہلے اپنے راز کے فاش ہونے کو ناپسند کیا، آپ نے فرمایا اے علی! اگر تم اسلام نہیں لاتے تو اس امر کو مخفی رکھو، پھر حضرت علی نے ایک رات توقف کیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی کے دل میں اسلام ڈال دیا، پھر صبح کو حضرت علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہا اے محمد! (صلے اللہ علیہ وسلم) آپ نے مجھ پر کیا چیز پیش کی تھی؟ آپ نے فرمایا تم گواہی دو کہ لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ اور لات، عزیٰ اور اللہ کے ہر شریک سے برأت اور بیزاری کا اظہار کرو۔ حضرت علی نے اسی طرح کیا اور اسلام قبول کر لیا، ابو طالب کے ڈر سے حضرت علی کئی دن تک حضور کے پاس مخفیہ طریقہ سے آتے رہے اور اپنے اسلام کو مخفی رکھا، حضرت علی پر اللہ تعالیٰ کا یہ انعام تھا کہ انھوں نے اسلام لانے سے پہلے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی گود میں پرورش پائی تھی، مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت علی دس سال کی عمر میں اسلام لائے تھے، حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت علی سب سے پہلے اسلام لائے تھے (یعنی بچوں میں) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پیر کے دن مبعوث ہوئے اور حضرت علی نے منگل کے دن اسلام قبول کیا، حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ سب سے پہلے حضرت علی نے اسلام قبول کیا، جب ابراہیم نخعی نے یہ روایت سنی تو انھوں نے اس کا انکار کیا اور کہا سب سے پہلے حضرت ابو بکر اسلام لائے تھے، حضرت علی سے ایک روایت ہے کہ اس امت میں مجھ سے پہلے کسی نے اللہ کی عبادت نہیں کی، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سب سے پہلے حضرت خدیجہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں، پھر حضرت علی ایمان لائے، حضرت ابوذر، حضرت مقداد، حضرت خباب اور حضرت جابر اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ کے بعد سب سے پہلے حضرت علی اسلام لائے، ان صحابہ نے حضرت علی کو

---

[۱] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۱۷ مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

دوسرے تمام صحابہ پر فضیلت دی ہے، حسن بصری سے مروی ہے کہ حضرت خدیجہ کے بعد پندرہ سال کی عمر میں حضرت علی نے اسلام قبول کیا، محمد بن کعب قرظی سے پوچھا گیا کہ پہلے حضرت علی اسلام لائے یا حضرت ابوبکر؟ انھوں نے کہا سبحان اللہ! سب سے پہلے حضرت علی اسلام لائے تھے، لوگوں پر یہ امر اس لیے مشتبہ ہو گیا کہ حضرت علی نے ابو طالب سے اپنا اسلام مخفی رکھا تھا اور حضرت ابوبکر اسلام لائے اور انھوں نے اپنا اسلام ظاہر کر دیا۔ لے

مصنف کہتا ہے کہ علامہ ابن اثیر جزری نے حضرت علی کے سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کے سلسلے میں یہ تمام روایات اپنی اسانید کے ساتھ ذکر کی ہیں، لیکن جمہور مورخین محدثین اور فقہاء کا یہ موقف ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر اسلام لائے ہیں اور بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہما اور صحابہ میں سب سے افضل حضرت ابوبکر ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہجرت

ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ صحابہ کے ہجرت کرنے کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں ٹھہرے رہے، آپ مکہ سے ہجرت کرنے کے معاملہ میں حکم الٰہی کے منتظر تھے، حتیٰ کہ جب قریش مکہ میں جمع ہوئے اور انھوں نے مل کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف تدبیر کی، تو جبریل امین علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور آپ سے یہ کہا کہ جس مکان میں آپ رات کو ——— رہتے ہیں، آج رات اس مکان میں نہ رہیں، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابیطالب کو بلایا اور ان کو یہ حکم دیا کہ وہ رات کو آپ کے بستر پر لیٹیں اور آپ کی سبز چادر کو اوڑھ لیں۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گھر کے دروازے سے نکل گئے درآں حالیکہ کفار آپ کے دروازے پر کھڑے ہوئے تھے، پھر مسلمان لگاتار ہجرت کر کے جانے لگے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سب مسلمانوں کے بعد مدینہ آئے اور ان کو کسی ابتلاء کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو مکہ میں مؤخر کیا تھا۔ ان کو حکم دیا تھا کہ وہ آپ کے بستر پر لیٹیں اور تین دن گھر میں رہیں اور ہر حقدار کو اس کا حق ادا کر دیں، حضرت علی اس حکم کی تعمیل کے بعد رسول اللہ سے جا ملے۔

ابو رافع نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو اپنے گھر چھوڑا اور یہ حکم دیا کہ وہ لوگوں کی وصیتیں اور امانتیں ادا کر دیں، حضرت علی نے تمام امانتیں ادا کر دیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا تھا کہ وہ رات آپ کے بستر پر لیٹیں قریش نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بستر کو دیکھ رہے تھے، انھوں نے حضرت علی کو دیکھ کر یہ گمان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لیٹے ہوئے ہیں، حتیٰ کہ جب صبح ہوئی تو انھوں نے حضرت علی کو دیکھا انھوں نے کہا، اگر محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) جاتے تو علی کو اپنے ساتھ لے جاتے، اس سبب سے اللہ تعالیٰ نے ان کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تلاش سے روک لیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو مدینہ آنے کا حکم دیا تھا۔ حضرت علی حضور کو ڈھونڈتے ہوئے نکلے، رات کو سفر کرتے اور دن کو چھپے رہتے، حتیٰ کہ مدینہ پہنچ گئے، جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی کے پہنچنے کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا: علی کو بلاؤ، آپ کو بتایا گیا کہ اب حضرت علی میں چلنے کی سکت نہیں رہی، پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے، حضرت علی کو گلے لگایا اور ان کے پاؤں کے ورم کو دیکھ کر حضور کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، حضرت علی کے پیروں سے خون رس رہا تھا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے پاؤں پر دست شفقت پھیرا، لعاب دہن لگایا اور صحت کی دعا کی، پھر وہ پیر بالکل ٹھیک ہو گئے اور حضرت علی کی شہادت

لے۔ علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۱۸، ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

تک پھر ان پیروں میں کبھی تکلیف نہیں ہوئی۔ [۱]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی غزوات میں شرکت

ابو اسحاق نے بیان کیا ہے کہ تمام اہل تاریخ اور اہل سند کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت علی بدر اور اس کے علاوہ تمام غزوات میں حاضر رہے، البتہ صرف غزوہ تبوک میں شامل نہیں ہو سکے، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنے اہل خانہ کی حفاظت کے لیے مدینہ چھوڑ دیا تھا، سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جنگ احد میں سولہ زخم لگے، ہر بار زخم لگنے سے وہ زمین پر گر پڑتے اور جبرائیل امین آکر ان کو اٹھاتے تھے، ثعلبہ بن ابی مالک کہتے ہیں کہ تمام جنگوں میں جھنڈا حضرت سعد بن عبادہ کے ہاتھ میں ہوتا تھا اور قتال کے وقت حضرت علی ان سے جھنڈا لے لیتے تھے، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ خیبر کے دن حضرت ابوبکر نے جھنڈا لیا، دوسرے دن حضرت عمر نے جھنڈا لیا، ایک قول ہے محمد بن مسلمہ نے جھنڈا لیا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل میں جھنڈا اس شخص کے ہاتھ میں دوں گا جو خیبر کو فتح کیے بغیر نہیں لوٹے گا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھنے کے بعد جھنڈا منگوایا، پھر حضرت علی کو بلوایا، ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں، پھر ان کی آنکھوں میں دست شفا پھیرا اور ان کو جھنڈا دیا، جنگوں کے سلسلے میں حضرت علی کی داستان بہت طویل ہے۔ [۲]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا علم

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بہ کثرت احادیث روایت کی ہیں، حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت محمد، حضرت عمر، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابن عباس، حضرت عبداللہ بن جعفر، حضرت عبداللہ بن الزبیر، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابورافع، حضرت صہیب، حضرت زید بن ارقم، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت ابوامامہ، حضرت ابوسریحہ، حضرت ابوہریرہ، حضرت سفینہ، حضرت ابوجحیفہ، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت عمرو بن حریث، حضرت ابولیلیٰ، حضرت براء بن عازب، حضرت عمارہ بن رویبہ، حضرت بشر بن سحیم، حضرت ابوالطفیل حضرت عبداللہ بن ثعلبہ، حضرت جریر بن عبداللہ، حضرت عبدالرحمٰن بن ابی ہاشم، اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم اور کثیر تابعین نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔

ابوالبختری بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف بھیجا تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ آپ مجھے یمن کی طرف بھیج رہے ہیں لوگ مجھ سے قضاء کے متعلق سوال کریں گے حالانکہ مجھے قضاء کا کوئی علم نہیں ہے، آپ نے فرمایا قریب آؤ، میں قریب ہوا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا، پھر دعا کی: اے اللہ! اس کی زبان کو ثابت اور دل کو ہدایت پر رکھ، اس ذات کی قسم جس نے دانہ اگایا اور روح کو پیدا کیا، اس کے بعد مجھے کبھی دو آدمیوں کے درمیان قضاء کرنے میں شک نہیں ہوا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ ہم یہ کہا کرتے تھے کہ اہل مدینہ میں سب سے زیادہ قضا کو جاننے والے حضرت علی ہیں، سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر کسی ایسی مشکل سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے جس کے حل

---

[۱] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۱۹ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران
[۲] 〃 〃 〃 ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۲۱،

کے لیے حضرت علی نہ ہوں ۱؎

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زہد

عبداللہ بن حنیف نے بیان کیا کہ حضرت علی نے فرمایا دنیا مردار ہے جو شخص دنیا سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہو وہ کتوں کے ساتھ اختلاط پر صبر کرے، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی کے متعلق یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اے علی! اللہ تعالیٰ نے تم کو ایسی زینت کے ساتھ مزین کیا ہے جس سے بڑھ کر اللہ کے نزدیک بندوں کے لیے اور کوئی زینت نہیں ہے، وہ زینت دنیا میں زہد (بے رغبتی) ہے، اللہ نے تم کو ایسا بنایا ہے کہ تم کو دنیا میں کچھ نہیں ملے گا اور دنیا کو تم سے کچھ نہیں ملے گا، اللہ تعالیٰ نے تم کو مسکینوں کی محبت دی ہے اور وہ تمہاری امامت پر راضی ہوں گے، اور تم ان کی اتباع پر راضی ہو گئے۔ اس شخص کے لیے خوشی ہو جو تم سے محبت رکھے اور تمہاری تصدیق کرے، اور اس شخص کے لیے ہلاکت ہو جو تم سے بغض رکھے اور تمہاری تکذیب کرے، اور جو لوگ تم سے محبت کریں گے اور تمہاری تصدیق کریں گے وہ تمہارے گھر کے پڑوسی اور تمہارے محل کے رفیق ہوں گے، اور جو لوگ تم سے بغض رکھیں گے اور تمہاری تکذیب کریں گے، اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ قیامت کے دن ان کو کذابین کی صف میں اٹھائے۔ محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا ایک وقت وہ تھا جب میں بھوک کی شدت سے پیٹ پر پتھر باندھتا تھا اور آج وہ وقت ہے کہ میں ایک دن میں چار ہزار دینار صدقہ کرتا ہوں۔ ۲؎

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ قرآن مجید کی آیت الذین ینفقون اموالھم باللیل والنھار سرا وعلانیۃ "جو لوگ اپنے مالوں کو رات اور دن میں، پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں" حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی، حضرت علی کے پاس چار درہم تھے، ایک درہم انہوں نے رات میں خرچ کیا ایک دن میں، ایک پوشیدہ طریقہ سے اور ایک ظاہراً۔ زر بن حبیش روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ فرمایا تھا کہ تم سے محبت صرف مومن کرے گا اور تم سے بغض صرف منافق رکھے گا، حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے، میں نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ دعا کر رہے تھے: "اے اللہ! علی کا چہرہ دکھانے سے پہلے مجھ پر موت طاری نہ کرنا"، حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ طائف کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو بلایا اور کافی دیر تک سرگوشی میں ان سے بات کی، بعض صحابہ نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے عم زاد سے بہت طویل کلام کیا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے علی سے سرگوشی میں کلام نہیں کیا، یہ کلام اللہ نے کیا تھا، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

۱؎ علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۲۳ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

۲؎ ″ ″ ″ ″ ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۲۴-۲۳ ،

نے فرمایا علی مجھ سے ہے اور میں علی سے (یعنی علی میرے خاندان سے ہے اور میرے انوار ولایت کا ظہور علی سے ہوگا) اور وہ میرے بعد ہر مومن کا ولی (محبوب) ہے، عبد الرحمان بن ابی لیلیٰ نے روایت کیا اور بارہ بدری صحابہ نے اس روایت کی گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غم کے تالاب کے پاس فرمایا: کیا میں مومنوں کی روحوں سے زیادہ اولیٰ (بالتصرف) نہیں ہوں؟ اور کیا میری ازواج مومنوں کی مائیں نہیں ہیں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا میں جس کا مولیٰ ہوں علی اس کے مولیٰ (محبوب) ہیں، اے اللہ! اس سے محبت کر جو علی سے محبت کرے اور اس سے بغض رکھ جو علی سے بغض رکھے، حضرت ابن الخطاب نے کہا: اے علی! تم اس حال میں صبح کو اٹھتے ہو کہ ہر مومن کے تم محبوب ہوتے ہو، ابن ظالم کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عمر بن نفیل رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہا میں جتنی محبت علی سے کرتا ہوں کسی اور سے اتنی محبت نہیں کرتا، انھوں نے کہا تم ایک جنتی شخص سے محبت کرتے ہو، پھر یہ حدیث بیان کی کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حرا پہاڑ پر تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس صحابہ کا نام لے کر جنت کی بشارت دی، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبد الرحمن بن عوف، حضرت سعد بن مالک، حضرت عبد اللہ بن مسعود (علامہ ابن اثیر نے صرف نو صحابہ کا ذکر کیا ہے، دوسری روایات میں حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت سعید بن زید کا ذکر ہے) اور حضرت عبد اللہ بن مسعود اور سعد بن مالک کا ذکر نہیں ہے۔) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا، حضرت علی نے آکر حضور سے کہا یا رسول اللہ! آپ نے اپنے اصحاب کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے اور آپ نے مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا جس نے مجھ سے محبت کی اور ان دونوں سے محبت کی اور ان کے باپ اور ان کی ماں سے محبت کی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔ لے

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا آپ کے بعد کس کو امیر بنایا جائے گا، آپ نے فرمایا اگر تم نے ابوبکر کو امیر بنایا تو تم اس کو امین پاؤ گے، دنیا میں زاہد اور آخرت میں راغب، اور اگر تم عمر کو امیر بناؤ گے تو تم اس کو قوی اور امین پاؤ گے وہ اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے ڈرنے والے نہیں ہیں، اور اگر تم نے علی کو امیر بنایا تو تم اس کو ہادی و مہدی پاؤ گے جو تم کو صراط مستقیم پر لے کر چلے گا اور میرا خیال ہے کہ تم اس کو امیر نہیں بناؤ گے۔ عروہ مرادی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا، اور میرا گمان یہ تھا کہ اس خلافت کا میں زیادہ حقدار ہوں، لیکن مسلمانوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اتفاق کر لیا پس میں نے ان کے احکام سنے اور ان کی اطاعت کی، پھر حضرت ابوبکر فوت ہو گئے اور میرا گمان یہ

لے۔ علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۳۰-۲۹ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

تھا کہ حضرت ابوبکر میرے علاوہ کسی اور کو جانشین نہیں بنائیں گے، لیکن انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جانشین نامزد کیا۔ سو میں نے ان کے احکام سنے اور ان کی اطاعت کی، پھر جب حضرت عمر شہید ہوئے تو میرا خیال تھا وہ مجھ سے اعراض نہیں کریں گے لیکن انھوں نے خلیفہ کے انتخاب کے لیے مجھ سمیت چھ آدمیوں کی ایک مجلس شوریٰ مقرر کر دی، اور اس شوریٰ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کیا، پھر میں نے ان کے احکام سنے اور ان کی اطاعت کی، پھر حضرت عثمان شہید کر دیے گئے اور لوگوں نے بغیر کسی جبر کے خوشی خوشی مجھ سے بیعت کر لی، پھر لوگوں نے بیعت توڑ دی اب میرے سامنے دو صورتیں تھیں یا تو ان کے خلاف تلوار اٹھاتا یا پھر رسول اللہ پر اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل کیے تھے ان کا انکار کر دیتا۔ اسماعیل خطبی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد ذوالحجہ ۳۵ ہجری میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں حضرت علی کو خلیفہ بنایا گیا، ابن مسیب بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو صحابہ اور دوسرے تمام مسلمان دوڑتے ہوئے حضرت علی کے پاس آئے اور وہ سب کہتے تھے کہ امیر المومنین علی ہیں، حتیٰ کہ حضرت علی کے گھر گئے اور کہا کہ اپنا ہاتھ بڑھائیے ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں کیونکہ آپ خلافت کے زیادہ حقدار ہیں۔ حضرت علی نے یہ فرمایا یہ تمہارا کام نہیں ہے، یہ منصب اہل بدر کا ہے، جس کی خلافت پر اہل بدر راضی ہو جائیں گے، خلیفہ وہی ہوگا، پھر ہر شخص حضرت علی کے پاس آیا اور کہا ہم آپ سے زیادہ کسی اور شخص کو خلافت کا حقدار نہیں پاتے، آپ ہاتھ بڑھائیے ہم آپ کی بیعت کریں گے، حضرت علی نے کہا حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کہاں ہیں کیونکہ سب سے پہلے حضرت عثمان کی بیعت حضرت طلحہ اور حضرت زبیر نے کی تھی، پھر حضرت علی مسجد نبوی میں جا کر منبر پر بیٹھے، پھر سب سے پہلے آپ کے ہاتھ پر حضرت طلحہ نے بیعت کی اور ان کے بعد حضرت زبیر نے بیعت کی، پھر باقی صحابہ نے آپ کی بیعت کی۔

جب لوگوں نے حضرت علی کی بیعت کر لی تو بعض صحابہ نے بیعت نہیں کی، ان میں حضرت ابن عمر، حضرت سعد اور دیگر صحابہ تھے۔ حضرت علی نے ان پر بیعت لازم نہیں کی، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کی بیعت نہ کرنے کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا یہ لوگ امر خلافت میں غیر جانب دار رہے۔ ـــــ اور حضرت معاویہ سمیت اہل شام نے ان کی بیعت نہیں کی اور ان سے جنگ کی۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عہد توڑنے والوں، حق سے تجاوز کرنے والوں اور حق سے خروج کرنے والوں کے خلاف جنگ کرنے کا حکم دیا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ہمیں ان کے خلاف جنگ کرنے کا حکم دیا ہم کس کے ساتھ ان کے خلاف لڑیں۔ آپ نے فرمایا حضرت علی بن ابی طالب کے ساتھ اور ان کے ساتھ عمار بن یاسر ہونگے عبداللہ بن حبیب بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر موت کا وقت آیا تو انھوں نے کہا میں صرف اس بات پر افسوس کرتا ہوں کہ میں نے باغی جماعت کے خلاف جنگ میں حصہ نہیں لیا۔ ۱؎

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تم کو اس وقت تک موت نہیں

۱؎ علامہ محمد بن محمد ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۳۲ ـ ۳۰، ملخصاً، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

آئے گی جب تک کہ تمہاری اس جگہ ضرب نہ لگائی جائے اور تمہاری یہ جگہ (خون سے) رنگین نہ ہو جائے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ڈاڑھی اور سر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا قوم کا سب سے بدبخت شخص تم کو قتل کرے گا، جیسے قوم ثمود کے بدبخت آدمی نے اللہ کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں۔

امام محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ خوارج کے تین شخص مکہ میں جمع ہوئے، عبدالرحمن بن ملجم مرادی، برک بن عبداللہ تمیمی اور عمرو بن بکیر تمیمی انھوں نے آپس میں یہ عہد کیا کہ یہ تین شخصوں کو قتل کریں گے، حضرت علی بن ابی طالب حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن العاص کو اور ان کو قتل کر کے مسلمانوں کو ان سے نجات دلائیں گے، ابن ملجم نے کہا میں علی کو قتل کروں گا، برک نے کہا میں معاویہ کو قتل کروں گا اور عمرو بن بکیر نے کہا میں عمرو بن العاص کو قتل کروں گا، وہ سب ایک دوسرے سے عہد اور میثاق کر کے اپنی اپنی مہم پر روانہ ہو گئے، ابن ملجم نے شبیب بن بجرہ اشجعی کو اپنا ہم راز بنایا اور اس کو ساتھ لیا جب فجر کی نماز کے وقت حضرت علی مسجد میں آئے یہ دونوں اپنی تلواریں لے کر آگے بڑھے اور زور سے نعرہ مارا "اے علی حکومت اللہ کی ہے تمہاری نہیں ہے" ابن ملجم نے تلوار ماری جو پیشانی کو کاٹتی ہوئی دماغ تک پہنچی اور شبیب کی تلوار طاق میں لگی پھر لوگ ان کو پکڑنے کے لیے دوڑے، شبیب نکل گیا اور ابن ملجم پکڑا گیا، جب ابن ملجم کو حضرت علی کے پاس لایا گیا تو حضرت علی نے فرمایا اس کو آرام سے رکھو، اگر میں زندہ رہا تو میں اس کے متعلق فیصلہ کروں گا اور اگر میں فوت ہو گیا تو اس کو میرے ساتھ لاحق کر دینا، حضرت علی جمعہ، ہفتہ اور اتوار کی رات تک زندہ رہے اور انیس رمضان ۴۰ھ کو فوت ہو گئے، حضرت حسن، حضرت حسین اور عبداللہ بن جعفر نے آپ کو غسل دیا اور تین کپڑوں میں کفن دیا گیا، حضرت علی کی تدفین کے بعد ابن ملجم کے ہاتھ پیر کاٹ دیے گئے، اس کی آنکھیں نکال دی گئیں، زبان کاٹی گئی اور پھر اس کو قتل کر دیا گیا۔ [۱]

حضرت علی کو حضرت ہارون سے تشبیہ دینا ان کے استحقاق خلافت کو مستلزم نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۶۰۹۶ میں ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب حضرت علی کو مدینہ میں چھوڑ کر جانے لگے تو حضرت علی سے فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسی کے لیے ہارون تھے۔

علامہ یحیی بن شرف نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

قاضی عیاض نے کہا کہ اس حدیث سے روافض، امامیہ اور شیعہ کے تمام فرقوں نے اس پر استدلال کیا ہے کہ خلافت حضرت علی کا حق تھی اور حضور نے حضرت علی کے لیے وصیت کی تھی پھر ان میں اختلاف ہے، روافض نے تمام صحابہ کی تکفیر کی کیونکہ انھوں نے حضرت علی کے غیر کو خلافت میں مقدم کیا (جیسا کہ ہم شروع میں رجال کشی کے حوالے سے نقل کر چکے ہیں) قاضی عیاض نے کہا جو لوگ تمام صحابہ کو کافر قرار دیتے ہیں ان کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے کیوں کہ جنھوں نے تمام امت اور صدر اول کو کافر قرار دیا انھوں نے نقل شریعت کو باطل کر دیا اور اسلام کو منہدم کر دیا، اور جو لوگ ان غالیوں کے مسلک پر نہیں چلتے ان کا یہ حکم نہیں ہے، کیونکہ امامیہ اور بعض معتزلہ یہ کہتے ہیں کہ غیر علی کو

[۱] علامہ محمد ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۳۸-۳۴ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، تہران

مقدم کرنے میں صحابہ نے غلطی کی لیکن وہ کافر نہیں ہیں۔ اس حدیث میں روافض اور امامیہ کی کوئی دلیل نہیں ہے، البتہ اس میں حضرت علی کی ایک فضیلت کا بیان ہے اور خلفاء ثلاثہ کے ان سے افضل ہونے کی نفی نہیں ہے، اور نہ ہی اس حدیث میں حضرت علی کے خلیفہ ہونے کی دلیل ہے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں جاتے وقت ان کو مدینہ میں خلیفہ بنایا تھا، نہ کہ وصال کے وقت تمام عالم اسلام میں مسلمانوں کا خلیفہ بنایا تھا، نیز اس حدیث میں حضرت علی کو ——— حضرت ہارون سے تشبیہ دی ہے اور حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے بعد خلیفہ نہیں بنے تھے بلکہ حضرت ہارون کا حضرت موسیٰ کی زندگی میں حضرت موسیٰ کی وفات سے چالیس سال پہلے میدان تیہ میں انتقال ہو گیا تھا۔ ۱

مصنف کے نزدیک یہ حدیث شیعہ کے موقف کے برعکس نتیجہ پر دلالت کرتی ہے کیونکہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے بعد ان کے خلیفہ اور جانشین نہیں تھے، اس لیے حضرت علی بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے خلیفہ نہیں ہوں گے، جس طرح حضرت موسیٰ کی زندگی میں حضرت ہارون عارضی خلیفہ تھے۔ اسی طرح حضرت علی بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مدینہ کے بچوں اور عورتوں کی حفاظت کے لیے عارضی اور جزوی خلیفہ تھے۔

حضرت معاویہ کا حضرت سعد سے حضرت علی کو برا نہ کہنے کی وجہ دریافت کرنا

حدیث نمبر ۶۰۹۸ میں ہے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: تمہیں ابوتراب کو برا کہنے سے کیا چیز مانع ہے؟ علامہ نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

علماء نے کہا ہے کہ اس قسم کی احادیث کی تاویل کرنا واجب ہے، حضرت معاویہ کے اس قول میں یہ تصریح نہیں ہے کہ انھوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو حضرت علی کو برا کہنے کا حکم دیا تھا، بلکہ ان سے برا نہ کہنے کا سبب دریافت کیا تھا کہ آیا تم ان کو تقویٰ اور پرہیزگاری کی وجہ سے برا نہیں کہتے یا اس کا کوئی اور سبب ہے، اگر تم ان کو تقویٰ اور پرہیزگاری کی وجہ سے برا نہیں کہتے تو تم حق پر ہو اور تمہارا نظریہ درست ہے اور اگر اس کا کوئی اور سبب ہے تو اس کو بیان کرو، غالباً حضرت سعد کا تعلق اس جماعت سے تھا جو حضرت علی کو برا کہتی تھی اس کے باوجود وہ حضرت علی کو برا نہیں کہتے تھے، اس وجہ سے حضرت معاویہ نے یہ سوال کیا، اس حدیث کی دوسری تاویل یہ ہے کہ حضرت معاویہ نے حضرت سعد سے یہ دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ تم حضرت علی کی رائے کو خطاء نہیں کہتے اور لوگوں سے نہیں کہتے کہ ہماری رائے اور اجتہاد صحیح ہے اور حضرت علی کی رائے اور اجتہاد غلط تھا۔ ۲

اہل بیت کی اقسام

حدیث نمبر ۶۱۰۳ میں ہے: حصین نے کہا: اے زید! کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج اہل بیت سے نہیں ہیں؟ انھوں نے کہا آپ کی ازواج بھی اہل بیت ہیں لیکن آپ کے اہل بیت

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۷۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

۲۔ " " " " شرح مسلم ج ۲ ص ۲۷۸

وہ ہیں جن پر صدقہ حرام کر دیا گیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل بیت کا اطلاق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج پر بھی ہوتا ہے اور اہل بیت کا اطلاق آپ کے دیگر خاندان والوں پر بھی ہوتا ہے جن پر صدقہ حرام ہے مثلاً آل علی، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس

بَابُ ۴۳ فِي فَضْلِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے فضائل

۶۱۰۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَرِقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَ لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِي يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ قَالَتْ وَسَمِعْنَا صَوْتَ السِّلَاحِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هَذَا قَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ يَا رَسُولَ اللهِ جِئْتُ أَحْرُسُكَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَنَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيطَهُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھل گئی، آپ نے فرمایا کاش میرے صحابہ میں سے کوئی صالح شخص آج میری حفاظت کرتا، حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون ہے؟ حضرت سعد بن ابی وقاص نے کہا: یا رسول اللہ! میں آپ کی حفاظت کے لیے آیا ہوں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سو گئے، حتیٰ کہ میں نے آپ کے خراٹوں کی آواز سنی۔

ف: یہ واقعہ واللہ یعصمک من الناس نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔

۶۱۰۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ سَهِرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْدَمَهُ الْمَدِينَةَ لَيْلَةً فَقَالَ لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِي يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ قَالَتْ فَبَيْنَا نَحْنُ كَذَلِكَ سَمِعْنَا خَشْخَشَةَ سِلَاحٍ فَقَالَ مَنْ هَذَا قَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا جَاءَ بِكَ قَالَ وَقَعَ فِي نَفْسِي خَوْفٌ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ أَحْرُسُهُ فَدَعَا لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَامَ وَفِي رِوَايَةِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مدینہ منورہ آنے کے بعد ایک رات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے، آپ نے فرمایا: کاش میرے صحابہ میں سے کوئی نیک شخص آج رات میری حفاظت کرتا، حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ابھی ہم اسی حال میں تھے کہ ہم نے ہتھیاروں کی آہٹ سنی، آپ نے فرمایا یہ کون ہے؟ انھوں نے کہا سعد بن ابی وقاص! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کیوں آئے ہو؟ انھوں نے کہا میرے دل میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اندیشہ ہوا تو میں آپ کی حفاظت کے لیے آیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعا دی پھر سو گئے، ابن رمح کی روایت میں ہے ہم نے کہا: یہ

ابْنُ رُمْحٍ فَقُلْنَا مَنْ هٰذَا۔

کون ہے؟

٦١١٠- حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ يَقُوْلُ قَالَتْ عَائِشَةُ اَرِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ بِمِثْلِ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیدار ہوگئے، اس کے بعد حسب سابق ہے۔

٦١١١- حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ اَبِيْ مُزَاحِمٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ (يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ) عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ مَا جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَوَيْهِ لِاَحَدٍ غَيْرَ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ فَاِنَّهُ جَعَلَ يَقُوْلُ لَهُ يَوْمَ اُحُدٍ ارْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ۔

حضرت علی بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن مالک (یعنی سعد بن ابی وقاص) کے سوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کے لیے اپنے ماں باپ کو جمع نہیں فرمایا، آپ جنگ اُحد کے دن ان سے فرما رہے تھے: "تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں تیر مارو"

٦١١٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ وَاِسْحٰقُ الْحَنْظَلِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ كُلُّهُمْ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی چار اور سندیں بیان کیں۔

٦١١٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ (يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ) عَنْ يَحْيٰى (وَهُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ) عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ لَقَدْ جَمَعَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَوَيْهِ يَوْمَ اُحُدٍ۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے دن میرے لیے اپنے ماں باپ کو جمع کیا۔

٦١١٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ كِلَاهُمَا عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں۔

۶۱۱۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ (يَعْنِي ابْنَ إِسْمَاعِيلَ) عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ لَهُ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَدْ أَحْرَقَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي قَالَ فَنَزَعْتُ لَهُ بِسَهْمٍ لَيْسَ فِيهِ نَصْلٌ فَأَصَبْتُ جَنْبَهُ فَسَقَطَ فَانْكَشَفَتْ عَوْرَتُهُ فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى نَوَاجِذِهِ.

۶۱۱۶ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِي مُصْعَبُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ نَزَلَتْ فِيهِ آيَاتٌ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ حَلَفَتْ أُمُّ سَعْدٍ أَنْ لَا تُكَلِّمَهُ أَبَدًا حَتَّى يَكْفُرَ بِدِينِهِ وَلَا تَأْكُلَ وَلَا تَشْرَبَ قَالَتْ زَعَمْتَ أَنَّ اللهَ وَصَّاكَ بِوَالِدَيْكَ وَأَنَا أُمُّكَ وَأَنَا آمُرُكَ بِهَذَا قَالَ مَكَثَتْ ثَلَاثًا حَتَّى غُشِيَ عَلَيْهَا مِنَ الْجَهْدِ فَقَامَ ابْنٌ لَهَا يُقَالُ لَهُ عُمَارَةُ فَسَقَاهَا فَجَعَلَتْ تَدْعُو عَلَى سَعْدٍ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي الْقُرْآنِ هَذِهِ الْآيَةَ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِي وَ فِيهَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا قَالَ وَأَصَابَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنِيمَةً عَظِيمَةً فَإِذَا فِيهَا سَيْفٌ فَأَخَذْتُهُ فَأَتَيْتُ بِهِ الرَّسُولَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ نَفِّلْنِي هَذَا السَّيْفَ فَأَنَا مَنْ قَدْ عَلِمْتَ حَالَهُ فَقَالَ رُدُّهُ مِنْ حَيْثُ أَخَذْتَهُ فَانْطَلَقْتُ حَتَّى إِذَا أَرَدْتُ أَنْ أُلْقِيَهُ فِي الْقَبَضِ لَامَتْنِي نَفْسِي فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ اُحد کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے اپنے ماں باپ کو جمع کیا، مشرکوں میں سے ایک شخص نے مسلمانوں کو جلا ڈالا تھا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سعد سے کہا: تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں تیر مارو۔ حضرت سعد کہتے ہیں میں نے بغیر پھل کا تیر لے کر اس کے پہلو پر مارا جس سے وہ گر پڑا، اس کی شرمگاہ کھل گئی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (اس کے گرنے سے) ہنسے حتیٰ کہ میں نے آپ کی ڈاڑھیں دیکھیں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے متعلق قرآن مجید کی کئی آیات نازل ہوئیں، ان کی والدہ نے قسم کھائی کہ وہ اس وقت تک ان سے بات نہیں کریں گی اور کھانا پینا بھی ترک کر دیں گی جب تک کہ وہ دین اسلام کو ترک نہ کر دیں، ان کی والدہ نے کہا اللہ تعالے نے تمہیں والدین کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی ہے، میں تمہاری ماں ہوں اور میں تمہیں حکم دیتی ہوں، وہ تین دن تک اسی حال میں رہیں کھایا نہ پیا اور بے ہوش ہو گئیں، ان کے ایک بیٹے نے جس کا نام عمارہ تھا ان کو پانی پلایا، وہ حضرت سعد کو بددعا دینے لگیں، تب قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ) ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے، اگر وہ اس بات کی کوشش کریں کہ تم میرے ساتھ شریک کرو جس کا تم کو علم نہیں ہے تو تم ان کی اطاعت مت کرو اور دنیا میں ان کے ساتھ نیکی کرو، ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت سا مال غنیمت آیا، اس میں ایک تلوار بھی تھی میں وہ تلوار لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ تلوار مجھے عطا فرما دیں

أَعْطِنِيهِ قَالَ فَشَدَّ لِي صَوْتَهُ، رُدَّهُ مِنْ حَيْثُ
أَخَذْتَهُ، قَالَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَسْأَلُونَكَ
عَنِ الْأَنْفَالِ قَالَ وَمَرِضْتُ فَأَرْسَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَانِي فَقُلْتُ دَعْنِي
أَقْسِمْ مَالِي حَيْثُ شِئْتُ قَالَ فَأَبَى قُلْتُ فَالنِّصْفَ
قَالَ فَأَبَى قُلْتُ فَالثُّلُثَ قَالَ فَسَكَتَ فَكَانَ
بَعْدُ الثُّلُثُ جَائِزًا قَالَ وَأَتَيْتُ عَلَى نَفَرٍ مِنَ
الْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرِينَ فَقَالُوا تَعَالَ نُطْعِمْكَ
وَنَسْقِيكَ خَمْرًا وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ تُحَرَّمَ الْخَمْرُ قَالَ
فَأَتَيْتُهُمْ فِي حَشٍّ وَالْحَشُّ الْبُسْتَانُ فَإِذَا رَأْسُ
جَزُورٍ مَشْوِيٌّ عِنْدَهُمْ وَزِقٌّ مِنْ خَمْرٍ قَالَ
فَأَكَلْتُ وَشَرِبْتُ مَعَهُمْ قَالَ فَذَكَرْتُ الْأَنْصَارَ
وَالْمُهَاجِرِينَ عِنْدَهُمْ فَقُلْتُ الْمُهَاجِرُونَ
خَيْرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ فَأَخَذَ رَجُلٌ أَحَدَ
لَحْيَيِ الرَّأْسِ فَضَرَبَنِي بِهِ فَجَرَحَ بِأَنْفِي فَأَتَيْتُ
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ
فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيَّ يَعْنِي نَفْسَهُ شَأْنَ الْخَمْرِ
إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ
رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ۔

کیونکہ میں وہ ہوں جس کا حال آپ کو معلوم ہے، آپ نے
فرمایا اس تلوار کو جہاں سے اٹھایا تھا وہیں رکھ دو،
میں اس کو گودام میں ڈالنے کے لیے گیا، میرے نفس
نے ملامت کی اور میں پھر آپ کے پاس واپس آ گیا، میں
نے کہا مجھے یہ تلوار عطا فرما دیجیے، آپ نے زیادہ سختی کے
ساتھ فرمایا، اس کو جہاں سے لیا ہے وہیں واپس رکھ
دو، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ——
یسئلونک عن الانفال "لوگ آپ سے غنیمتوں
کے متعلق سوال کرتے ہیں" حضرت سعد نے کہا میں بیمار
ہو گیا، میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پیغام
بھیجا، آپ میرے پاس تشریف لائے، میں نے کہا
مجھے اپنی مرضی کے مطابق مال تقسیم کرنے کی اجازت
دیجیے، آپ نے انکار کیا، میں نے اچھا نصف مال
تقسیم کرنے دیں، آپ نے انکار کیا، میں نے کہا اچھا
تہائی مال تقسیم کرنے دیں، آپ خاموش رہے، پھر بعد
میں تہائی مال کی تقسیم جائز ہو گئی، میں انصار اور مہاجرین
کی ایک جماعت کے پاس گیا، انھوں نے کہا آؤ ہم تمہیں
کھانا کھلائیں اور شراب پلائیں، یہ شراب حرام ہونے
سے پہلے کا واقعہ ہے، میں ان کے ساتھ ایک باغ
میں گیا، وہاں ان کے پاس اونٹ کا ایک بھنا ہوا سر
تھا اور شراب کا ایک مشکا تھا، میں نے ان کے ساتھ
کھانا کھایا اور شراب پی، پھر وہاں مہاجرین اور انصار
کا ذکر چھڑ گیا، میں نے کہا مہاجرین انصار سے بہتر
ہیں، ایک شخص نے سر کی ایک ہڈی لے کر مجھے ماری،
میری ناک زخمی ہو گئی، میں نے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کے پاس جا کر اس کی شکایت کی، تب اللہ تعالیٰ
نے میری وجہ سے شراب کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:
(ترجمہ:) شراب، جوا، بت، فال کے تیر، محض ناپاک ہیں
شیطان کے کام ہیں۔

۶۱۱۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ اُنْزِلَتْ فِيَّ اَرْبَعُ اٰيَاتٍ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ زُهَيْرٍ عَنْ سِمَاكٍ وَزَادَ فِيْ حَدِيْثِ شُعْبَةَ قَالَ فَكَانُوْا اِذَا اَرَادُوْا اَنْ يُّطْعِمُوْهَا شَجَرُوْا فَاهَا بِعَصًا ثُمَّ اَوْجَرُوْا وَفِيْ حَدِيْثِهٖ اَيْضًا فَضَرَبَ بِهٖ اَنْفَ سَعْدٍ فَفَزَرَهٗ وَكَانَ اَنْفُ سَعْدٍ مَفْزُوْرًا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے متعلق چار آیات نازل ہوئیں، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے، شعبہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ لوگ جب میری ماں کو کھانا کھلانا چاہتے تو لکڑی سے اس کا منہ کھول کر اس میں کھانا ڈال لیتے، اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضرت سعد کی ناک پر لکڑی ماری جس سے ان کی ناک پھٹ گئی اور ہمیشہ پھٹی رہی۔

۶۱۱۸۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَعْدٍ فِيَّ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ قَالَ نَزَلَتْ فِيْ سِتَّةٍ اَنَا وَابْنُ مَسْعُوْدٍ مِنْهُمْ وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ قَالُوْا لَهٗ تُدْنِيْ هٰؤُلَاءِ۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت میرے متعلق نازل ہوئی (ترجمہ:) "اور ان (مساکین مومنین) کو دور نہ کریں جو صبح، شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور صرف اس کی رضا چاہتے ہیں" (انعام: ۵۲)۔ یہ آیت چھ مسکینوں کے متعلق نازل ہوئی ہیں اور ابن مسعود بھی ان میں سے تھے، مشرکین آپ سے کہتے تھے کہ آپ ان لوگوں کو اپنے پاس رکھتے ہیں۔

۶۱۱۹۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَسَدِيُّ عَنْ اِسْرَآئِيْلَ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَعْدٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ نَفَرٍ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اطْرُدْ هٰؤُلَاءِ لَا يَجْتَرِئُوْنَ عَلَيْنَا قَالَ وَكُنْتُ اَنَا وَابْنُ مَسْعُوْدٍ وَرَجُلٌ مِّنْ هُذَيْلٍ وَبِلَالٌ وَرَجُلَانِ لَسْتُ اُسَمِّيْهِمَا فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقَعَ فَحَدَّثَ نَفْسَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم چھ شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، مشرکین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا "ان لوگوں کو بھگا دیجیے یہ ہمارے سامنے آنے کی ہمت نہ کریں، حضرت سعد نے کہا میں، حضرت ابن مسعود، ہذیل کا ایک شخص، حضرت بلال اور دو اور شخص جن کے نام میں نے نہیں لیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں جو آیا سو آیا، آپ نے اپنے دل میں کچھ سوچا، تب اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی: اور ان (مساکین مومنین) کو دور نہ کیجیے جو صبح، شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور صرف اس کی رضا چاہتے ہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:
حضرت سعد بن ابی وقاص کا نام و نسب یہ ہے:
سعد بن مالک بن وہیب بن عبد مناف، بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن نضر بن کنانہ القرشی الزہری، ان کی والدہ کا نام حمنہ بنت ابی سفیان بن امیہ ہے۔

یہ قدیم الاسلام صحابی ہیں آپ چھ افراد کے بعد مسلمان ہوئے، ایک قول ہے کہ چار کے بعد مسلمان ہوئے، جس وقت انھوں نے اسلام قبول کیا ان کی عمر سترہ سال تھی، یہ ان عشرہ مبشرہ میں سے ہیں جن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی تھی اور ان چھ صحابہ میں سے ایک ہیں جن کی حضرت عمر نے مجلس شوریٰ قائم کی تھی، جن کے متعلق حضرت عمر نے یہ شہادت دی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وفات کے وقت ان سے راضی تھے، بدر، احد، خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر رہے، یہ وہ صحابی ہیں جنھوں نے سب سے پہلے راہ خدا میں خون بہایا اور وہ صحابی ہیں جنھوں نے سب سے پہلے راہ خدا میں تیر چلایا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں پہلا عرب ہوں جس نے راہ خدا میں تیر چلایا، بخدا ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں جاتے تھے اور درختوں کے پتوں کے سوا ہمارے کھانے کے لیے کوئی چیز نہیں ہوتی تھی۔

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نماز پڑھنے کے بعد پہاڑ کی گھاٹیوں میں اپنی قوم کے خوف سے چھپ جاتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک گھاٹی میں حضرت سعد چند صحابہ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے، اچانک کچھ مشرکین آگئے انھوں نے مسلمانوں کو برا کہا اور ان کے دین کی مذمت کی پھر ان سے لڑائی چھڑ گئی، حضرت سعد نے اونٹ کے جبڑے کی ہڈی ایک مشرک کے مار کر اس کا سر پھاڑ دیا، اسلام کی راہ میں یہ پہلا خون بہایا گیا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایران کے خلاف جو فوج بھیجی اس کا امیر حضرت سعد کو بنایا تھا حضرت سعد نے ایرانیوں کو قادسیہ کے مقام پر شکست دی، حضرت سعد نے ہی مدائن کسریٰ کو عراق میں فتح کیا، کوفہ کی بنیاد رکھی حضرت سعد کو عراق کا گورنر بنایا گیا پھر معزول کر دیا گیا، جب حضرت عمر نے ان کو شوریٰ میں رکھا تھا تو کہا اگر یہ خلیفہ بنا دیے جائیں تو فبہا ورنہ میرے بعد جو شخص بھی خلیفہ بنے میں اس کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ سعد کو گورنر بنائے، کیونکہ میں نے سعد کو کسی عجز یا خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا تھا، پھر حضرت عثمان نے ان کو کوفہ کا گورنر بنایا پھر ان کو معزول کر کے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو کوفہ کا حاکم بنا دیا۔

قیس بن حازم، حضرت سعد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے اللہ! سعد کی دعاؤں کو قبول کر، حضرت سعد جب بھی دعا کرتے تھے ان کی دعا قبول ہوتی تھی، لوگوں کو اس کا علم تھا اور وہ حضرت سعد کی بد دعا سے ڈرتے تھے، جب حضرت عثمان شہید کر دیے گئے اور مسلمانوں کے دو گروہوں میں جنگ ہوئی تو یہ فتنہ سے الگ رہے اور اپنے گھر میں بیٹھ رہے، ان کے بیٹے اور بھتیجے نے یہ چاہا کہ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد حضرت سعد لوگوں کو اپنی خلافت کی دعوت دیں لیکن انھوں نے یہ بات نہیں مانی اور سلامتی کو

طلب کیا، حضرت معاویہ نے انھیں اپنے ساتھ ملانا چاہا لیکن حضرت سعد نے انکار کیا۔
حضرت سعد نے ۵۵ھ میں وفات پائی، ایک قول ۵۸ھ کا ہے اور ایک قول ۵۴ھ کا ہے۔
مروان نے نماز جنازہ پڑھائی، مہاجرین میں سے فوت ہونے والے آپ آخری صحابی تھے۔ [۱]

بَابُ ۸۴۹ مِنْ فَضَائِلِ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا

حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کے فضائل

۶۱۲۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ وَحَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالُوا حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ (وَهُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ) قَالَ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ لَمْ يَبْقَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ تِلْكَ الْأَيَّامِ الَّتِي قَاتَلَ فِيهِنَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ طَلْحَةَ وَسَعْدٍ عَنْ حَدِيثِهِمَا۔

حضرت ابو عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جن ایام میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جہاد کر رہے تھے تو بعض اوقات آپ کے ساتھ حضرت طلحہ اور حضرت سعد کے سوا کوئی نہیں ہوتا تھا۔

۶۱۲۱ - حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ نَدَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق کے دن لوگوں کو جہاد کی ترغیب دی تو حضرت زبیر نے کہا میں حاضر ہوں، آپ نے پھر ترغیب دی تو حضرت زبیر نے کہا میں حاضر ہوں، آپ نے پھر ترغیب دی تو حضرت زبیر نے کہا میں حاضر ہوں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے حواری (خصوصی مددگار) ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر ہیں۔

۶۱۲۲ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ۔

حضرت جابر نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

---

[۱] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۹۳ - ۲۹۰ ملخصاً، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، ایران

۶۱۲۳ - **حَدَّثَنَا** إِسْمٰعِيلُ بْنُ الْخَلِيلِ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ مُسْهِرٍ قَالَ إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَعُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ مَعَ النِّسْوَةِ فِي أُطُمِ حَسَّانٍ فَكَانَ يُطَأْطِئُ لِي مَرَّةً فَأَنْظُرُ وَأُطَاطِئُ لَهُ مَرَّةً فَيَنْظُرُ فَكُنْتُ أَعْرِفُ أَبِي إِذَا مَرَّ عَلَى فَرَسِهِ فِي السِّلَاحِ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ قَالَ وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِأَبِي فَقَالَ وَرَأَيْتَنِي يَا بُنَيَّ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ أَبَوَيْهِ فَقَالَ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جنگ خندق کے دن میں اور حضرت عمر بن ابی سلمہ عورتوں کے ساتھ حضرت حسان کے قلعہ میں تھے، کبھی وہ میرے لیے جھک جاتے تو میں دیکھ لیتا، اور کبھی میں ان کے لیے جھک جاتا تو وہ دیکھ لیتے، جب میرے والد ہتھیار باندھے ہوئے گھوڑے پر سوار بنو قریظہ کی طرف نکلے تو میں نے ان کو پہچان لیا، میں نے اس کا تذکرہ اپنے والد سے کیا تو انھوں نے کہا اے بیٹے تو نے مجھے دیکھا تھا میں نے کہا ہاں! انھوں نے کہا خدا کی قسم! اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے اپنے ماں باپ کو جمع فرمایا تھا اور کہا تھا تم پر میرے ماں اور باپ فدا ہوں!!

۶۱۲۴ - **وَحَدَّثَنَا** أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْخَنْدَقِ كُنْتُ أَنَا وَعُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ فِي الْأُطُمِ الَّذِي فِيهِ النِّسْوَةُ يَعْنِي نِسْوَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُرْوَةَ فِي الْحَدِيثِ وَلٰكِنْ أَدْرَجَ الْقِصَّةَ فِي حَدِيثِ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، جنگ خندق کے دن میں اور حضرت عمر بن ابی سلمہ اس قلعہ میں تھے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج تھیں، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

۶۱۲۵ - **وَحَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ (يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ) عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلَى حِرَاءٍ هُوَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اهْدَأْ فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حرا پہاڑ پر تھے، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر بھی حرا پر تھے، ایک پتھر ہلنے لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیر جا! تجھ پر صرف نبی ہے یا صدیق ہے یا شہید ہے۔

۶۱۲۶ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ خُنَيْسٍ وَأَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْدِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلَى جَبَلِ حِرَاءٍ فَتَحَرَّكَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْكُنْ حِرَاءُ فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ وَعَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم حرا پہاڑ پر تھے، وہ ہلنے لگا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حرا ٹھیر جا! تجھ پر صرف نبی ہے، یا صدیق ہے، یا شہید ہے، اس پہاڑ پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم تھے۔

۶۱۲۷ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَعَبْدَةُ قَالَا حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَتْ لِي عَائِشَةُ أَبَوَاكَ وَاللهِ مِنَ الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ۔

ہشام اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے فرمایا: بخدا! تمہارے والدین ان لوگوں میں سے تھے جن کا ذکر اس آیت میں ہے: "وہ لوگ جنھوں نے زخمی ہونے کے باوجود اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانا۔

۶۱۲۸ - وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ تَعْنِي أَبَا بَكْرٍ وَالزُّبَيْرَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۱۲۹ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنِ الْبَهِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ قَالَتْ لِي عَائِشَةُ كَانَ أَبَوَاكَ مِنَ الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ۔

عروہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تمہارے والدین ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے زخمی ہونے کے باوجود بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:
حضرت طلحہ کا نام و نسب یہ ہے، طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ ابو محمد القرشی التیمی، ان کی والدہ کا نام ہے الصعبہ بنت عبد اللہ بن مالک الحضرمیہ۔

حضرت طلحہ، طلحۃ الخیر اور طلحۃ الفیاض کے نام سے معروف تھے، یہ سابقین اولین میں سے ہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور ان کو لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔

اور انھوں نے اسلام قبول کر لیا۔ جب حضرت طلحہ اور زبیر دونوں اسلام لے آئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے مکہ ہی میں ان دونوں کو بھائی بنا دیا اور ہجرت کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہ اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہما کو بھائی بنا دیا، حضرت طلحہ عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں، اور اصحاب شوریٰ میں سے بھی ایک ہیں، غزوۂ بدر کے وقت شام گئے ہوئے تھے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں سے بھی ان کا حصہ رکھا اور ان کو اجر کا مستحق بھی قرار دیا۔

حضرت طلحہ اُحد اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ بیعت رضوان میں بھی موجود تھے، غزوہ احد میں ان کو سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے اپنے آپ کو ڈھال بنا لیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لیے اپنے ہاتھ سے تیروں کو روکتے رہے حتیٰ کہ ان کا ہاتھ بے کار ہو گیا، ان کے سر پر ضرب لگی، اس کے باوجود وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اٹھا کر ایک چٹان پر لے گئے، حضرت طلحہ کہتے ہیں کہ جنگ احد کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے طلحۃ الخیر فرمایا اور غزوہ تبوک کے دن مجھے طلحۃ الفیاض فرمایا اور جنگ حنین کے دن مجھے طلحۃ الجود فرمایا۔ جب جنگ احد کے دن حضرت طلحہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو چٹان پر لے گئے تو آپ نے فرمایا طلحہ نے (جنت کو) واجب کر لیا، حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طلحہ اور زبیر جنت میں میرے پڑوسی ہیں، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی شہید کو زمین پر چلتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہو وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھ لے!۔

حضرت طلحہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے آکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے فمنہم من قضی نحبہ (احزاب: ۲۳) "ان میں سے بعض وہ ہیں جنھوں نے (شہید ہو کر) اپنی نذر کو پورا کیا" کے مصداق کے متعلق سوال کیا، آپ نے اس سے اعراض فرمایا، اس نے پھر سوال کیا، آپ نے پھر اعراض کیا۔ اس نے پھر سوال کیا، آپ نے پھر اعراض کیا، اتنے میں، میں سبز کپڑے پہنے ہوئے مسجد کے دروازہ پر آیا، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو فرمایا من قضی نحبہ کے متعلق سوال کرنے والا کہاں ہے؟ اعرابی نے کہا یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہ شخص ہے جو من قضی نحبہ کا مصداق ہے۔ حضرت طلحہ جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ جب حضرت علی نے حضرت زبیر کو یہ یاد دلایا کہ حضور نے فرمایا تھا تم علی سے ناحق لڑو گے تو حضرت زبیر جنگ سے کنارہ کش ہو گئے، حضرت زبیر الگ ہوئے تو حضرت طلحہ بھی الگ ہو گئے، پھر مروان نے حضرت طلحہ کے ایک تیر مارا جو آپ کے پیر یا گردن میں لگا اور اس سے حضرت طلحہ شہید ہو گئے، جمادی الاخریٰ ۳۶ھ میں جنگ جمل کا واقعہ ہوا، اس وقت حضرت طلحہ کی عمر باسٹھ سال تھی۔ ایک قول اکسٹھ سال کا بھی ہے اور ایک قول چونسٹھ سال کا بھی ہے۔

علی بن زید بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ کہہ رہے ہیں

میری قبر منتقل کر دو، کیونکہ مجھے پانی اذیت پہنچا رہا ہے، اس نے مسلسل تین راتیں یہ خواب دیکھا پھر وہ حضرت ابن عباس کے پاس گیا اور ان سے اپنا خواب بیان کیا، انھوں نے قبر کو کھودا تو وہاں پانی پہنچنے سے زمین پر کائی جم گئی تھی، انھوں نے حضرت طلحہ کو دوسری جگہ منتقل کر دیا، دیکھا تو آپ کا جسم صحیح و سالم تھا، اور آنکھوں کے درمیان کا نور اسی طرح رکھا تھا۔ [1]

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:
حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے،

زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی القرشی الاسدی، ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے، ان کی والدہ کا نام صفیہ بنت عبد المطلب ہے، یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ اور ام المؤمنین حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے آپ پندرہ سال کی عمر میں اسلام لائے تھے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے چند دن بعد یہ مسلمان ہو گئے تھے، یہ چوتھے یا پانچویں مسلمان تھے۔ انھوں نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو اور حضرت عبد اللہ بن مسعود کو مکہ میں بھائی بنایا تھا، اور جب انھوں نے مدینہ ہجرت کی تو ان کو اور سلمہ بن سلامہ کو بھائی بنایا۔

ہشام بن عروہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زبیر نے اپنے بیٹے عبد اللہ سے جنگ جمل کی صبح یہ کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں میرا ہر عضو زخمی ہوا ہے، حتیٰ کہ شرمگاہ بھی زخمی ہوئی، حضرت زبیر بن العوام وہ شخص ہیں جنھوں نے سب سے پہلے اللہ کی راہ میں تلوار میان سے نکالی، اس کا سبب یہ ہے کہ ایک دن ان کو یہ خبر ملی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کفار نے پکڑ لیا، حضرت زبیر تلوار نکال کر لوگوں کو چیرتے ہوئے پہنچے، اس وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم مکہ کی بالائی وادی میں تھے، آپ نے فرمایا: اے زبیر کیا بات ہے؟ انھوں نے کہا میں نے یہ سنا تھا کہ آپ کو پکڑ لیا گیا ہے، پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے اور ان کی تلوار کے لیے دعا کی۔

حضرت زبیر، بدر، احد، خندق، حدیبیہ، خیبر، فتح مکہ، حنین، طائف اور دیگر تمام مشاہد میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، فتح مصر میں بھی موجود تھے، یہ ان دس صحابہ میں سے ایک ہیں جن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی تھی، حضرت عمر نے ان کو شوریٰ کے لیے منتخب کیا، اور کہا یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وصال کے وقت راضی تھے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جنگ جمل میں حضرت علی کے خلاف صف آرا ہوئے، حضرت علی نے ان سے تنہائی میں ملاقات کی اور کہا تم کو وہ دن یاد ہے جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تم سے کہا تھا کہ تم ایک

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۶۱-۵۹ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

دن اس (علی) سے ناحق لڑو گے، حضرت زبیر کو یہ واقعہ یاد آگیا وہ جنگ سے کنارہ کش ہو گئے۔ وادی سباع میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ابن جرموز نے آپ کو حالت نماز میں قتل کر دیا۔ وہ حضرت زبیر کی تلوار لے کر حضرت علی کے پاس آیا، حضرت علی نے کہا یہ وہ تلوار ہے جس نے کتنی بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدافعت کی ہے، پھر کہا اے ابن صفیہ کے قاتل تجھے جہنم کی بشارت ہو، دس جمادی الاولیٰ ۳۶ھ کو آپ کی شہادت ہوئی، اس وقت آپ کی عمر سڑسٹھ سال تھی۔ [1]

بَابُ ۸۵ فَضَائِلِ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ ابْنِ الْجَرَّاحِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے فضائل

۶۱۳۰۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ عُلَیَّۃَ عَنْ خَالِدٍ ح وَحَدَّثَنِیْ زُھَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ عُلَیَّۃَ اَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ قَالَ قَالَ اَنَسٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِکُلِّ اُمَّۃٍ اَمِیْنًا وَاِنَّ اَمِیْنَنَا اَیَّتُھَا الْاُمَّۃُ اَبُوْ عُبَیْدَۃَ بْنُ الْجَرَّاحِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور ہماری اس امت کے امین ابو عبیدہ بن جراح ہیں۔

۶۱۳۱۔ حَدَّثَنِیْ عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ (وَھُوَ ابْنُ سَلَمَۃَ) عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَھْلَ الْیَمَنِ قَدِمُوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا ابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا یُعَلِّمْنَا السُّنَّۃَ وَالْاِسْلَامَ قَالَ فَاَخَذَ بِیَدِ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ فَقَالَ ھٰذَا اَمِیْنُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یمن سے کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے ہمارے ساتھ ایک ایسا شخص بھیجیے جو ہم کو اسلام اور سنت کی تعلیم دے، حضرت انس کہتے ہیں حضور نے حضرت ابو عبیدہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: یہ اس امت کے امین ہیں۔

۶۱۳۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰی) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اِسْحٰقَ یُحَدِّثُ عَنْ صِلَۃَ بْنِ زُفَرَ عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ جَآءَ اَھْلُ نَجْرَانَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ابْعَثْ اِلَیْنَا رَجُلًا اَمِیْنًا فَقَالَ لَاَبْعَثَنَّ اِلَیْکُمْ رَجُلًا اَمِیْنًا حَقَّ اَمِیْنٍ حَقَّ اَمِیْنٍ قَالَ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اہل نجران آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! ہمارے پاس ایک امین شخص بھیجیے، آپ نے فرمایا تمہارے پاس ایک ایسا شخص بھیجوں گا جو امین ہے وہ یقیناً امین ہے وہ یقیناً امین ہے، لوگ اس شخص کی طرف نگاہیں اٹھا کر دیکھنے لگے، پھر حضور نے ابو عبیدہ بن جراح

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۹۹-۱۹۶ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران۔

فَاسْتَشْرَفَ لَهَا النَّاسُ قَالَ فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ ۔

کو بھیجا۔

۶۱۳۳ - حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

حضرت ابو عبیدہ بن جرّاح رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت ابو عبیدہ بن جراح کا نام و نسب یہ ہے:

عامر بن عبد اللہ بن جراح بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن حارث بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ۔ یہ اپنی کنیت ابو عبیدہ اور اپنے دادا کی طرف نسبت کی وجہ سے مشہور ہو گئے، اور ان کو ابو عبیدہ بن جراح کہا جانے لگا۔

حضرت ابو عبیدہ ان دس صحابہ میں سے ہیں جن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی، یہ سابقین اسلام میں سے ہیں، انھوں نے پہلے حبشہ اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی، بدر، احد اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔

غزوۂ بدر میں کفار کی طرف سے حضرت ابو عبیدہ بن جراح کے والد مسلمانوں سے لڑنے کے لیے آئے تھے، حضرت ابو عبیدہ کی محبت توحید، نسبی محبت پر غالب آئی اور ایک ہی وار میں کافر باپ کا کام تمام کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس جذبہ اسلام کی داد دی اور یہ آیت نازل ہوئی:

لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ۔ (مجادلہ ۲۲)

جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، آپ انھیں اللہ اور اس کے رسول سے عداوت کرنے والوں کے ساتھ محبت کرنے والا نہ پائیں گے، خواہ وہ ان کے باپ، بیٹے، بھائی اور دیگر قریبی عزیز کیوں نہ ہوں، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو مستحکم کر دیا اور اپنی (پسندیدہ) روح سے ان کی مدد فرمائی۔

غزوۂ احد میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا، خود کی دو کڑیاں آپ کے چہرے میں پیوست ہو گئی تھیں، حضرت ابو عبیدہ نے دانتوں سے پکڑ کر وہ کڑیاں کھینچیں جس سے ان کے دو دانت نکل گئے لیکن ان کا چہرہ اور حسین ہو گیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو قوی امین کا لقب دیا۔ سقیفہ بنو ساعدہ میں حضرت ابو بکر نے کہا میں تمہارے لیے عمر بن الخطاب اور ابو عبیدہ بن جراح میں سے کسی ایک کی خلافت پر راضی ہوں۔ حضرت ابو عبیدہ نے دمشق کو فتح کیا، حضرت عمر بن الخطاب نے اپنی خلافت میں حضرت خالد بن ولید کو معزول کر کے حضرت ابو عبیدہ کو سپہ سالار مقرر کیا۔

ایک مرتبہ شام میں حضرت عمر حضرت ابو عبیدہ سے ملنے آئے، دیکھا ان کے گھر میں صرف ایک تلوار اور ایک ڈھال رکھی تھی، حضرت عمر نے فرمایا: آپ کم از کم ضروری سامان تو لے لیتے! کہا ہماری ضرورت یہی ہے، قتادہ

بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ کہتے تھے کاش میں ایک مینڈھا ہوتا جس کو ذبح کر کے میرے گھر والے کھا لیتے، حضرت عمران بن حصین نے کہا کاش میں ایک راکھ ہوتا جس کو آندھی اڑا کر لے جاتی، جب طاعون عمواس پھیلا تو سب مسلمان وہاں سے چلے گئے، حضرت ابوعبیدہ دوستوں کے شدید اصرار کے باوجود تقدیر پر صابر و شاکر رہ کر وہیں رہے، ان کی انگلی میں ایک پھنسی نکلی، ۱۸ھ میں مقام محل سے نماز پڑھنے کے لیے بیت المقدس جا رہے تھے کہ اجل نے آ لیا، آپ کی عمر اٹھاون سال تھی، سر اور ڈاڑھی کے بالوں میں عنابی رنگ کا خضاب لگاتے تھے۔ آپ کی قبر بیسان میں ہے۔ لہ

بَابُ ۸۵ فَضَائِلِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے فضائل

۶۱۳۴ - حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لِحَسَنٍ اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَأَحْبِبْ مَنْ يُحِبُّهُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو اس سے محبت رکھ اور جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ۔

۶۱۳۵ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَائِفَةٍ مِنَ النَّهَارِ لَا يُكَلِّمُنِي وَلَا أُكَلِّمُهُ حَتَّى جَاءَ سُوقَ بَنِي قَيْنُقَاعَ ثُمَّ انْصَرَفَ حَتَّى أَتَى خِبَاءَ فَاطِمَةَ فَقَالَ أَثَمَّ لُكَعُ أَثَمَّ لُكَعُ يَعْنِي حَسَنًا فَظَنَنَّا أَنَّهُ إِنَّمَا تَحْبِسُهُ أُمُّهُ لِأَنْ تُغَسِّلَهُ وَتُلْبِسَهُ سِخَابًا فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ جَاءَ يَسْعَى حَتَّى اعْتَنَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَأَحْبِبْ مَنْ يُحِبُّهُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں دن کے کسی وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیا، آپ نے مجھ سے کوئی بات کی نہ میں نے آپ سے کوئی بات کی، حتیٰ کہ آپ بنو قینقاع کے بازار میں پہنچے، پھر واپس مڑے اور حضرت فاطمہ کے گھر آئے اور فرمایا: کیا یہاں بچہ ہے؟ کیا یہاں بچہ ہے؟ یعنی حضرت حسن، ہم نے یہی گمان کیا کہ ان کی والدہ نے ان کو غسل کرانے اور ان کو ہار پہنانے کے لیے روک رکھا ہے، کچھ ہی دیر گزری تھی کہ حضرت حسن دوڑتے ہوئے آئے اور ہر ایک نے دوسرے کے گلے میں بانہیں ڈال دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو اس سے محبت کر اور جو اس

لہ علامہ مجد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۸۶-۸۴، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

سے محبت کرے اس سے محبت کر۔

۶۱۳۶ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ (وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ) حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ قَالَ رَأَيْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَى عَاتِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر دیکھا، دراں حالیکہ آپ فرما رہے تھے: اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔

۶۱۳۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ ابْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ (وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ) عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعًا الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَى عَاتِقِهِ وَهُوَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر دیکھا دراں حالیکہ آپ فرما رہے تھے اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔

۶۱۳۸ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ الرُّومِيِّ الْيَمَامِيُّ وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ (وَهُوَ ابْنُ عَمَّارٍ) حَدَّثَنَا إِيَاسٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَقَدْ قُدْتُ بِنَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ بَغْلَتَهُ الشَّهْبَاءَ حَتَّى أَدْخَلْتُهُمْ حُجْرَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا قُدَّامَهُ وَهٰذَا خَلْفَهُ.

ایاس اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں میں اس سفید خچر کی لگام کو پکڑ کر چلا ہوں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما سوار تھے، حتی کہ میں نے ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ میں داخل کیا، یہ آگے تھے اور وہ پیچھے تھے۔

۶۱۳۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ أَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهُ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت گئے دراں حالیکہ آپ نے ایک چادر اوڑھی ہوئی تھی جس پر سیاہ اون سے کجاووں کے نقش بنے ہوئے تھے، حضرت حسن بن علی آئے۔ آپ نے ان کو اس چادر میں لے لیا پھر حسین آئے، اور آپ کی چادر میں داخل ہو گئے، پھر حضرت سیدہ فاطمہ آئیں اور آپ نے ان کو اس چادر میں داخل کر لیا، پھر حضرت علی آئے آپ نے ان کو بھی چادر میں لے لیا، پھر یہ آیت پڑھی: اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ تم سے نجاست دور کرنے کا اور تم کو پورا پورا پاک کرنے کا ہی ارادہ فرماتا ہے۔

يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے: حسن بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف القرشی الہاشمی، آپ کی کنیت ابو محمد ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہیں، آپ کی ماں حضرت فاطمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں جو سیدۃ نساء العالمین ہیں، حضرت حسن اہل جنت کے تمام جوانوں کے سردار ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشبودار پھول اور آپ کے ہم شکل ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام حسن رکھا، ساتویں دن عقیقہ کیا اور بال مونڈے، اور یہ حکم دیا کہ ان کے بالوں کے ہم وزن چاندی صدقہ کر دی جائے، جن کو آپ نے اپنی چادر میں لیا ان میں یہ پانچویں ہیں۔ ابو احمد عسکری نے کہا ہے کہ ان کی کنیت ابو محمد خود حضور نے رکھی تھی۔ حضرت حسن اور حسین سے پہلے یہ نام کسی کے نہیں رکھے گئے، حضرت حسن نصف رمضان، ۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۴۹ھ میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ [1]

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب

مخارق بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام فضل نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے خواب دیکھا ہے کہ آپ کے اعضا میں سے ایک عضو میرے گھر میں ہے۔ آپ نے فرمایا: تم نے اچھا خواب دیکھا ہے، عنقریب فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا تم اس کو دودھ پلاؤ گی، پھر حضرت حسن پیدا ہوئے، اور حضرت ام الفضل نے ان کو دودھ پلایا۔

ابو الحوراء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے پوچھا: آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی کون سی احادیث یاد ہیں؟ حضرت حسن نے کہا مجھے یاد ہے کہ میں نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور لی اور اس کو منہ میں رکھ لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو میرے منہ سے نکال کر پھر صدقہ کی کھجوروں میں ڈال دیا، آپ سے پوچھا گیا! یا رسول اللہ! ان کھجوروں میں کیا حرج ہے؟ آپ نے فرمایا: ہم آل محمد کے لیے صدقہ جائز نہیں ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن اور حسین اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر بیٹھ کر (حضرت حسن کے متعلق) فرمایا میرا یہ بیٹا سید ہے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے دو عظیم جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطبہ دے رہے تھے، اچانک حضرت حسن اور حضرت حسین آئے وہ دونوں دو سرخ قمیصیں پہنے لڑکھڑا کر چل رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر سے اتر کر انہیں اٹھایا اور اپنے پاس بٹھا دیا۔ پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے تمہارے مال اور اولاد فتنہ ہی ہیں، میں نے ان دو بچوں کو لڑکھڑا کر چلتے ہوئے دیکھا تو میں صبر نہ کر سکا حتیٰ کہ میں

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۰-۹، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، ایران

نے اپنا خطبہ منقطع کیا اور ان کو اٹھا لیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی مشابہ نہیں تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر تھے، ایک شخص نے کہا اے صاحبزادے! آپ کی سواری بہت اچھی ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار بھی کیا خوب ہے!۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم میں وہ چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں جس کے ساتھ تم نے تمسک کیا تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے، ایک چیز دوسری سے عظیم ہے، کتاب اللہ، جو آسمان سے زمین تک اللہ کی رسی ہے، اور میری عترت میرے اہل بیت! یہ دونوں چیزیں ہرگز الگ نہیں ہوں گی حتیٰ کہ میرے پاس حوض پر آئیں گی، پس غور کرو تم میرے بعد ان کے لیے کیسے جانشین ہوگے!

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ کی نعمتوں کے ساتھ جو صبح کرتے ہو اس وجہ سے اللہ سے محبت کرو اور اللہ کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو، اور میری محبت کی وجہ سے اہل بیت کے ساتھ محبت کرو۔

حضرت حسن بن علی نے متعدد بار پیدل حج کیا وہ کہتے تھے کہ مجھے اپنے رب سے حیاء آتی ہے کہ میں اس سے ملاقات کروں اور اس تک پیدل چل کر نہ جاؤں، انھوں نے تین بار اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا، دو بار اپنا تمام مال راہ خدا میں خرچ کر دیا۔ وہ حلیم، کریم اور متقی تھے، ان کا تقویٰ انھیں اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے اور دنیا سے بے رغبتی پر ابھارتا تھا، انھوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی مدد میں سبقت کی، سترہ رمضان ۴۰ھ میں اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خلیفہ ہوئے، چالیس ہزار سے زیادہ مسلمانوں نے حضرت حسن کے ہاتھ پر بیعت کی، عراق، خراسان، حجاز اور یمن وغیرہ پر سات ماہ حکومت کی، پھر حضرت معاویہ نے شام سے ان پر فوج کشی کی، اور حضرت حسن نے بھی فوجیں اتار دیں۔ جب دونوں فوجیں بالمقابل ہوئیں تو حضرت حسن نے سوچا کوئی فریق دوسرے پر اس وقت تک غالب نہیں ہوگا جب تک طرفین سے بکثرت مسلمانوں کا خون نہ بہے، پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ کو پیغام بھیجا کہ وہ اس شرط پر حکومت ان کے سپرد کر دیتے ہیں کہ حضرت معاویہ کے بعد خلافت ان کے پاس رہے اور یہ کہ ان کے والد کے ایام میں مدینہ، حجاز اور عراق کے لوگوں کے پاس جو کچھ تھا اس کا حضرت معاویہ مطالبہ نہیں کریں گے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان شرائط کو منظور کر لیا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں صلح کرا دے گا اور جس شخص کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سید فرمایا ہو اس کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا شرف ہوگا! ؎

؎ علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۳-۱۱ مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ ۴۹ھ میں وفات ہوئی، ایک قول یہ ہے کہ ۵۰ھ میں وفات ہوئی اور ایک قول یہ ہے کہ ۵۱ھ میں وفات ہوئی، حضرت حسن کی وفات کا سبب یہ تھا کہ ان کی بیوی جعدہ بنت الاشعث بن قیس نے ان کو زہر پلا دیا تھا۔ وہ اس زہر کے اثر سے چالیس دن بیمار رہے اور پھر فوت ہو گئے، جب ان کا مرض زیادہ ہو گیا تو انھوں نے اپنے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کہا اے بھائی مجھے تین بار زہر پلایا گیا لیکن اس بار سب سے زیادہ شدید زہر تھا جس سے میرا جگر کٹ رہا ہے، حضرت حسین نے کہا آپ کو کس نے زہر دیا ہے؟ کہا تم یہ سوال کیوں کر رہے ہو؟ کیا تم ان سے قتال کرو گے؟ میں ان کا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں، وفات کے وقت حضرت عائشہ کو پیغام بھیجا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن ہونا چاہتا ہوں۔ حضرت عائشہ نے اجازت دے دی، وفات کے بعد حضرت عائشہ سے دوبارہ اجازت طلب کی گئی۔ حضرت عائشہ نے دوبارہ خوشی سے اجازت دے دی لیکن بنو امیہ کے امراء نے مزاحمت کی، اس لیے حضرت حسن کی دوسری وصیت کے مطابق آپ کو بقیع میں دفن کر دیا گیا۔ [۱]

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر الجزری لکھتے ہیں:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے: حسین بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف القرشی الہاشمی، آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے، آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشبودار پھول تھے اور سینہ سے نیچے تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے، جب آپ کی ولادت ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے کان میں اذان دی، آپ اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں، آپ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو سیدۃ نساء العٰلمین ہیں۔ [۲]

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حسن پیدا ہوئے تو میں نے ان کا نام حرب رکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ ہم نے کہا حرب، آپ نے فرمایا: نہیں وہ حسن ہے، پھر جب حسین پیدا ہوئے تو میں نے ان کا نام حرب رکھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ ہم نے کہا حرب، آپ نے فرمایا نہیں وہ حسین ہے پھر جب میرا تیسرا بیٹا پیدا ہوا تو میں نے اس کا نام حرب رکھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ ہم نے کہا حرب، آپ نے فرمایا نہیں وہ محسن ہے، پھر فرمایا میں نے حضرت ہارون کی اولاد پر ان کے نام رکھے ہیں شبر و شبیر

۱۔ علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۵۔۱۴، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

۲۔ " " " " ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۸، ملخصاً

وہلیشتر
عمران بن سلیمان بیان کرتے ہیں کہ حسن اور حسین اہل جنت کے نام ہیں، زمانہ جاہلیت میں یہ نام کسی نے نہیں رکھے۔ لیث بن سعد بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسین شعبان کی آخری تاریخوں میں ۴ھ میں پیدا ہوئے، قتادہ نے کہا کہ حضرت حسین، حضرت حسن کی ولادت کے ایک سال دس ماہ بعد پیدا ہوئے۔

حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھے جو حسین سے محبت رکھتا ہو۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس حضرت حسین بن علی کا سر لایا گیا وہ اس کو طشت میں رکھ کر کریدنے لگا، اور ان کے حسن کے متعلق کوئی تنقیدی کلمہ کہا، حضرت انس نے کہا یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہ تھے، آپ کے سر میں وسمہ (نیل کے پتوں) سے خضاب لگا ہوا تھا۔ لے

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما صاحب فضیلت تھے، بکثرت نمازیں پڑھتے، روزے رکھتے، حج کرتے، صدقہ کرتے، اور تمام نیک کام کرتے، جمعہ کے دن یوم عاشورا ۶۱ھ میں سرزمین عراق میں کربلا کے مقام پر آپ کو شہید کیا گیا۔ اس جگہ آپ کی قبر مشہور ہے اور زیارت گاہ عوام ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا سبب یہ ہے کہ جب حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما فوت ہو گئے تو بکثرت اہل کوفہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خطوط لکھے اور انھیں کوفہ آنے کی دعوت دی، جب حضرت معاویہ نے یزید کے ولی عہد ہونے کی بیعت لی تھی تو حضرت حسین، حضرت ابن عمر، حضرت عبد اللہ بن زبیر اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا تھا۔ جب حضرت معاویہ فوت ہو گئے تب بھی حضرت حسین نے یزید کی بیعت نہیں کی اور مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ چلے گئے، مکہ میں آپ کے پاس اہل کوفہ کے خطوط پہنچے، آپ نے کوفہ روانہ ہونے کی تیاری کی تو ایک جماعت نے آپ کو منع کیا، ان میں آپ کے بھائی محمد بن حنفیہ، حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس وغیرہ شامل تھے۔ حضرت حسین نے کہا میں نے خواب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، آپ نے مجھے ایک چیز کا حکم دیا ہے، میں وہی کروں گا جس کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے۔

جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ عراق گئے تو اس وقت یزید عبید اللہ بن زیاد کو کوفہ کا گورنر بنا چکا تھا، اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف ایک لشکر روانہ کیا اور اس کا سپہ سالار عمر بن سعد بن ابی وقاص کو بنا دیا اور اس سے رے (طہران) کی گورنری کا وعدہ کیا، اس لشکر نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ وہ عبید اللہ بن زیاد کی اطاعت کر لیں، حضرت حسین نے اس سے انکار کیا اور ان کا مقابلہ کیا حتیٰ کہ حضرت حسین اور ان کے اہل بیت سے انیس افراد شہید ہو گئے، حضرت حسین کو سنان بن انس نخعی نے قتل کیا، ایک قول ہے شمر بن ذوالجوشن

لے۔ علامہ مجد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۰-۱۸، ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران۔

نے قتل کیا، خولی بن یزید اصبحی نے زخمی کیا، ایک قول یہ ہے کہ عمر بن سعد نے کیا، لیکن صحیح یہ ہے کہ سنان بن انس اصبحی نے قتل کیا تھا اور عمر بن سعد اور شمر قتل پر برانگیختہ کرنے والے تھے اور خولی بن زیاد آپ کا سر کاٹ کر عبید اللہ بن زیاد کے پاس لے کر گیا تھا۔

جب حضرت حسین کو شہید کر دیا گیا تو عمر بن سعد نے اپنی فوج کو ان کے گھوڑوں پر سوار ہونے کا حکم دیا۔ انھوں نے حضرت حسین کی مبارک لاش کو گھوڑوں سے روندا، کل افراد جو آپ کے ساتھ شہید کیے گئے ان کی تعداد بہتر تھی، جب حضرت حسین کا سر اقدس عبید اللہ بن زیاد کے پاس لے جایا گیا تو وہ ایک چھڑی سے آپ کے ہونٹوں کو کرید رہا تھا، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا اپنی چھڑی ہٹاؤ، قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، میں نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان ہونٹوں کو چوم رہے تھے، پھر رونے لگے، عبید اللہ بن زیاد نے کہا: اللہ تجھے رُلائے، اگر تو سٹھیا یا ہوا بوڑھا نہ ہوتا تو میں تیری گردن اڑوا دیتا!

سلمیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا درآں حالیکہ وہ رو رہی تھیں، میں نے پوچھا آپ کیوں رو رہی ہیں؟ کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ابھی خواب میں دیکھا ہے، آپ کے سر اور داڑھی پر گرد و غبار تھا، میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا ہوا، فرمایا میں ابھی قتل حسین کے موقع پر موجود تھا!

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا نصف النہار کا وقت ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے ہیں۔ آپ کے بال بکھرے ہوئے غبار آلود ہیں، آپ کے ہاتھ میں ایک شیشی ہے جس میں خون ہے، میں نے عرض کیا: آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں یا رسول اللہ! یہ کیسا خون ہے؟ آپ نے فرمایا آج حسین شہید کیا گیا ہے اور میں اس کا خون جمع کر رہا ہوں۔

عمارہ بن عمیر بیان کرتے ہیں کہ جب عبید اللہ بن زیاد کا سر لا کر اس کو مسجد میں رکھا گیا تو ایک سانپ لوگوں کے سر پھلانگتا ہوا آیا اور عبید اللہ بن زیاد کے نتھنوں میں گھس گیا۔ تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد نکلا اور غائب ہو گیا اور دو یا تین بار اسی طرح اس کے نتھنوں میں گھسا، امام ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[۵]

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خروج کا محمل

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں یہ تصریح ہے کہ جب تک امام اور خلیفہ کا کفر بواح ثابت نہ ہو اس وقت تک اس کی خلافت کی مخالفت کرنا جائز نہیں ہے، اور اس حدیث کی بناء پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے یزید کی مخالفت کی، حالانکہ تمام صحابہ اس کی بیعت کر چکے تھے اور اس کی خلافت منعقد ہو چکی تھی اور اس کا کفر بواح ثابت نہیں ہوا تھا، پھر ان حضرات کی مخالفت کا کیا جواز تھا۔ علامہ عبد العزیز پرہاروی نے اس سوال کے حسب ذیل جوابات بیان کیے ہیں:-

۱۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا خلافت کے لیے اس شقی کی اطاعت کرنا غیر معقول تھا، کیونکہ آپ فرزند رسول تھے،

---

[۵] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۳-۲۰، ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

لیکن یہ جواب قواعد شرع کے مطابق نہیں ہے کیونکہ ارباب حل وعقد میں سے ایک شخص بھی بیعت کرے تو امامت منعقد ہو جاتی ہے اور امام خواہ فاسق ہو اس کی اطاعت کرنا واجب ہے۔

۲- حضرت حسین رضی اللہ عنہ خلافت کے حصول کے لیے نہیں گئے تھے بلکہ کوفہ میں رہائش اختیار کرنے گئے تھے۔ لیکن یہ جواب روایات صحیحہ کے خلاف ہے۔

۳- حضرت حسین رضی اللہ عنہ مجتہد تھے اور آپ کا اجتہاد یہ تھا کہ اس کی خلافت صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے حضرت معاویہ کو اس شرط پر خلافت کی تفویض کی تھی کہ ان کے بعد یہ خلافت ان کی اولاد میں منتقل نہیں ہوگی بلکہ اس کو مسلمانوں کے مشورے پر چھوڑ دیا جائے گا، اگر یہ سوال ہو کہ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عہد شکنی کی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یہ شرط ختم ہو گئی، اگر یہ کہا جائے کہ ہر چند کہ حضرت معاویہ کا یزید کو ولی عہد بنانا صحیح نہ تھا لیکن جب بشمول صحابہ سب لوگوں نے اس کی بیعت کر لی تو اس کی خلافت منعقد ہو گئی، اس کا جواب یہ ہے کہ صحابہ سے جبراً بیعت لی گئی تھی اور اگر انھوں نے اختیاراً بیعت کی تھی تب بھی اس کی خلافت ولی عہد بنانے کی صحت پر موقوف ہے، جب ولی عہد بنانا صحیح نہیں تھا تو پھر خلافت کی بیعت بھی صحیح نہیں تھی، اسی وجہ سے (۶۴ھ میں) اہل مدینہ کا یزید کی بیعت توڑنا صحیح تھا اور ان میں صحابہ اور فقہاء تابعین بھی تھے، اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ حدیث صحیح میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یزید کے خلاف خروج کرنے اور اس کی بیعت توڑنے سے منع کیا اور یہ فرمایا جو شخص یزید کی بیعت توڑے گا میں اس سے قطع تعلق کر لوں گا (بخاری ومسلم) اس کا جواب یہ ہے کہ ایک مجتہد کا حکم دوسرے مجتہد پر لازم نہیں ہے، اگر یہ سوال ہو کہ اگر یزید کے خلاف خروج کرنا اجتہادی امر تھا تو حضرت حسین کے قاتلین کی اس قدر مذمت کرنے کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انھوں نے کسی اجتہادی امر کی بناء پر حضرت حسین کو شہید نہیں کیا تھا بلکہ محض ہوائے نفسانیہ کی بناء پر آپ کو شہید کیا اور آپ کی عزت مجروح کی اور آپ کی ذریت کو نہایت بے حرمتی سے شام کی طرف لے گئے، نیز حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ مجھے یزید کے پاس لے چلو تاکہ میں اس سے بیعت کر لوں (حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا ثابت نہیں ہے جیسا کہ ہم نے شرح صحیح مسلم جلد ثالث میں اس کی تحقیق کی ہے۔ سعیدی غفرلہ) لیکن وہ شقی نہیں مانے اور آپ کو قتل کر دیا۔

۴- ہو سکتا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس کا کفر ثابت ہو، اس وجہ سے آپ نے اس کے خلاف خروج کیا ہو۔

۵- ہو سکتا ہے جس وقت حضرت معاویہ نے یزید کو خلیفہ بنایا تھا اس وقت وہ فاسق ہو اس وجہ سے اس کی خلافت اصلاً منعقد نہیں ہوئی جیسا کہ بعض ائمہ کا مذہب ہے (امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شافعی کا یہی مذہب ہے۔) اور حضرت معاویہ نے اس امید سے اس کو ولی عہد بنایا تھا کہ شاید اس کی اصلاح ہو جائے، کیونکہ روایت ہے انھوں نے یہ دعا کی "اے اللہ! اگر یزید میرے گمان کے مطابق ہے تو نبھا ورنہ تو اس کو جلد ہلاک کر دینا۔" حضرت معاویہ کی دعا قبول ہوئی اور اس کی خلافت زیادہ دیر نہ رہی (حاشیہ صفحہ آئندہ)

علامہ ابو عبد اللہ وشتانی ابی مالکی اس سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں کفر سے مراد معاصی ہیں اور اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جب تک خلفاء اور حکام سے ایسی برائی صادر نہ ہو جس کا معصیت ہونا دلائل شرعیہ سے تم کو معلوم اور محقق ہو اس وقت تک تم ان کی مخالفت نہ کرو اور جب کفر کو معاصی پر محمول کر دیا گیا تو حضرت حسین، حضرت ابن الزبیر اور اہل مدینہ کا یزید کی مخالفت کرنا اس کے فسوق کی وجہ سے تھا، کفر کی وجہ سے نہیں تھا۔ [۱]

مصنف کے نزدیک علامہ دشتانی مالکی کا جواب زیادہ قوی ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جمہور صحابہ اور فقہاء تابعین نے یزید کے خلاف خروج میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ساتھ اس لیے نہیں دیا کہ ان کے نزدیک یہ حدیث اپنے ظاہری معنی یعنی کفر پر ہی محمول تھی، بہرحال دونوں جانب مجتہد تھے اور ہر فریق نے حسن نیت کے ساتھ اپنے اپنے اجتہاد پر عمل کیا اور چونکہ ایک مجتہد پر دوسرے مجتہد کی اتباع لازم نہیں ہے اس لیے کسی فریق کو ملامت نہیں کی جاسکتی۔

یزید کی بیعت توڑنے اور اپنی بیعت لینے کے لیے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خطبات اور ان کی توجیہ

علامہ عبد العزیز پرہاروی نے لکھا ہے کہ روایات صحیحہ کے مطابق حضرت حسین رضی اللہ عنہ کوفہ میں اپنی خلافت کی بیعت لینے گئے تھے۔ ہم یہاں پر ان روایات صحیحہ کو بیان کر رہے ہیں۔[۲]

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری لکھتے ہیں:

وقدم الحر بن یزید بین یدیہ فی ھذہ الالف من القادسیۃ فیستقبل حسینا قال فلم یزل مواقفا حسینا حتی حضرت الصلاۃ صلوۃ الظہر فامر الحسین الحجاج بن مسروق الجعفی ان یؤذن فاذن فلما حضرت الاقامۃ خرج الحسین فی ازار ورداء ونعلین فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ایھا الناس انھا معذرۃ الی اللہ عزوجل والیکم انی لم اتکم حتی اتتنی کتبکم وقدمت الی رسلکم ان اقدم علینا فانہ لیس لنا امام لعل اللہ یجمعنا

حر بن یزید نے قادسیہ سے آ کر ایک ہزار سواروں کے ساتھ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سامنا کیا۔ وہ مستقل حضرت حسین کے ساتھ رہا، حتیٰ کہ ظہر کی نماز کا وقت آگیا، حضرت حسین نے حجاج بن مسروق جعفی کو اذان دینے کا حکم دیا، جب جماعت کھڑی ہونے کا وقت آیا تو حضرت حسین لباس اور جوتی پہن کر آئے، پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد کہا اے لوگو! میں اللہ عزوجل اور تمہارے سامنے یہ عذر بیان کر رہا ہوں کہ جب تک تمہارے خطوط اور پیغام بر میرے پاس نہیں آئے، میں اس وقت تک تمہارے

[۱] (حاشیہ صفحہ سابقہ) مولانا عبد العزیز پرہاروی ملتانی، نبراس، ص ۵۴۱-۵۴۰، مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور، ۱۳۹۷ھ

[۱] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۱۸۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

بك على الهدى فان كنتم على ذلك فقد جئتكم فان تعطونى ما اطمئن اليه من عهودكم ومواثيقكم اقدم مصركم وان لم تفعلوا وكنتم لمقدمى كارهين انصرفت عنكم الى المكان الذى اقبلت منه اليكم قال فسكتوا عنه وقالوا للموذن اقم فاقام الصلوٰة فقال الحسين عليه السلام للحر اتريد ان تصلى باصحابك قال لا بل تصلى انت ونصلى بصلاتك قال فصلى بهم الحسين ثم انه دخل واجتمع اليه اصحابه وانصرف الحر الى مكانه الذى كان به فدخل خيمة قد ضربت له فاجتمع اليه جماعة من اصحابه وعاد اصحابه الى صفهم الذى كانوا فيه فاعادوه ثم اخذ كل رجل منهم بعنان دابته وجلس فى ظلها فلما كان وقت العصر امر الحسين ان يتهيؤ للرحيل ثم انه خرج فامر منادیه فنادى بالعصر واقام فاستقدم الحسين فصلى بالقوم ثم سلم وانصرف الى القوم بوجهه فحمد الله واثنى عليه ثم قال اما بعد ايها الناس فانكم ان تتقوا وتعرفوا الحق لاهله يكن ارضى لله ونحن اهل البيت اولى بولاية هذا الامر عليكم من هؤلاء المدعين ما ليس لهم والسائرين فيكم بالجور والعدوان وان انتم كرهتمونا وجعلتم حقنا وكان رايكم غير ما اتتنى كتبكم وقدمت

پاس نہیں آیا تم لوگوں نے یہ کہا کہ ہمارے پاس آیئے، ہمارا کوئی امام نہیں ہے، شاید اللہ تعالیٰ آپ کے سبب ہم کو ہدایت عطا فرمائے، اگر تم اسی عہد و پیمان پر قائم ہو تو میں تمہارے پاس آگیا ہوں، اگر تم نے اپنے وعدوں کو پورا کیا تو میں تمہارے ساتھ تمہارے شہر میں چلا جاؤں گا، اور اگر تم ایسا نہ کرو اور تم کو میرا آنا ناپسند ہو، تو میں جہاں سے آیا ہوں، وہیں واپس چلا جاتا ہوں، لوگ خاموش رہے اور آپ نے مؤذن سے کہا اقامت کہو، مؤذن نے اقامت کہی، حضرت حسین نے حُر سے کہا کیا اپنے اصحاب کو تم نماز پڑھاؤ گے، حُر نے کہا نہیں بلکہ آپ نماز پڑھائیں، ہم آپ کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے، پھر حضرت حسین نے نماز پڑھائی، پھر آپ چلے گئے اور حُر اپنے خیمے میں چلا گیا، حُر کے کچھ اصحاب اس کے پاس جمع ہو گئے اور باقی اپنی صفوں میں واپس آ گئے اور صفیں باندھ لیں۔

پھر ان میں سے ہر شخص نے اپنے گھوڑے کی لگام پکڑی اور اس کے سائے میں بیٹھ گیا۔ پھر جب عصر کا وقت آیا تو حضرت حسین نے حکم دیا کہ کوچ کی تیاری کریں، پھر وہ باہر نکلے اور مؤذن کو عصر کی نماز کا حکم دیا، مؤذن نے اقامت کہی اور حضرت حسین نے آگے بڑھ کر قوم کو نماز پڑھائی، پھر سلام پھیر کر قوم کی طرف متوجہ ہوئے اور اللہ کی حمد و ثناء کے بعد لوگوں سے کہا اے لوگو! اگر تم اللہ سے ڈرو اور حقدار کا حق پہچانو تو یہ اللہ تعالیٰ کی زیادہ خوشنودی کا سبب ہے اور ہم اہل بیت اس حکومت کے ان مدعیوں سے زیادہ حقدار ہیں جس کا انہیں حق نہیں ہے اور جو تم پر ظلم و ستم کرتے ہیں، اگر تم اب ہم کو ناپسند کرتے ہو اور تمہارے لکھے ہوئے خطوط کے مطابق اب تمہاری رائے نہیں ہے تو میں یہاں سے واپس چلا جاتا ہوں،

به على رسلكم انصرفت عنكم فقال له الحر بن يزيد انا والله ما ندري ما هذه الكتب التي تذكر فقال الحسين يا عقبة بن سمعان اخرج الخرجين اللذين فيهما كتبهم الي فاخرج خرجين مملوءين صحفا فنثرها بين ايديهم فقال الحر فانا لسنا من هؤلاء الذين كتبوا اليك وقد امرنا اذا نحن لقيناك الا نفارقك حتى نقدمك على عبيد الله ابن زياد فقال له الحسين الموت ادنى اليك من ذلك[1]

حر بن یزید نے کہا بخدا ہمیں معلوم نہیں کہ آپ کس قسم کے مطوط کا ذکر کر رہے ہیں، حضرت حسین نے فرمایا اے عقبہ بن سمعان وہ دو تھیلے نکالو جس میں ان کے خطوط ہیں اور ان خطوں کو ان کے سامنے بکھیر دیا۔ حر نے کہا ہم نے آپ کو یہ خط نہیں لکھے تھے اور ہم کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ اگر آپ ہم کو ملیں تو آپ کو عبید اللہ بن زیاد کے پاس لے جائے بغیر نہ چھوڑیں، حضرت حسین نے کہا اس مطلب کے حصول سے تمہارا مر جانا بہتر ہے۔

امام ابن جریر طبری نے اس کے بعد مقام بیضہ میں حضرت حسین کا خطبہ نقل کیا ہے اس میں ارشاد فرماتے ہیں:

وانا احق من غير وقد اتتني كتبكم وقدمت على رسلكم ببيعتكم انكم لا تسلموني ولا تخذلوني فان تممتم على بيعتكم تصيبوا رشدكم فانا الحسين بن علي وابن فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم نفسي مع انفسكم واهلي مع اهليكم فلكم في اسوة وان لم تفعلوا ونقضتم عهدكم وخلعتم بيعتي من اعناقكم فلعمري ما هي لكم بنكر لقد فعلتموها بابي واخي وابن عمي مسلم بن عقيل۔[2]

میں اس شخص کی بہ نسبت زیادہ حقدار ہوں جس نے احکام شریعت کو متغیر کیا، میرے پاس تمہارے خطوط اور تمہاری بیعت کرنے کے پیغام بر آئے کہ تم مجھ سے غداری نہیں کرو گے اور مجھ کو ناکام نہیں کرو گے اگر تم اپنی بیعت پر قائم رہے تو تم ہدایت پالو گے، میں حسین بن علی ہوں اور فاطمہ بنت رسول اللہ کا بیٹا ہوں، میری جان تمہاری جانوں کے ساتھ ہے اور میرے اہل وعیال تمہارے اہل وعیال کے ساتھ ہیں، میں تمہارا مقتدا ہوں، اگر تم نے ایسا نہ کیا اور عہد و پیمان توڑ ڈالا اور تم نے میری بیعت کو اپنی گردن سے اتار پھینکا تو مجھے اپنی جان قسم میرے لیے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ تم میرے باپ، میرے بھائی اور میرے عم زاد مسلم بن عقیل کے ساتھ بھی کچھ کر چکے ہو۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ان خطبات کو بعینہ علامہ ابن اثیر نے بھی نقل کیا ہے۔[3]

---

[1] امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ ھ، تاریخ الامم والملوک ج ۴ ص ۳۰۳، مطبوعہ موسسۃ الاعلمی المطبوعات، بیروت

[2] امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ ھ، تاریخ الامم والملوک ج ۴ ص ۳۰۵ - ۳۰۴ مطبوعہ موسسۃ الاعلمی المطبوعات، بیروت

[3] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر متوفی ۶۳۰ ھ، الکامل فی التاریخ ج ۳ ص ۲۸۰ مطبوعہ دار الکتب العربیہ بیروت ۱۴۰۰ھ

حافظ ابن کثیر نے عصر کے بعد والے خطبہ کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

فخطبهم وحثهم على السمع والطاعة له وخلع من عاداهم من الادعياء السائرين فيكم بالجور. [له]

حضرت حسین نے ان کو خطبہ دیا اور ان کو اپنے احکام سننے اور اطاعت کرنے پر برانگیختہ کیا اور کہا کہ جو ان کے دشمن ہیں اور خلافت کے دعویٰ دار ہیں جو تم پر ظلم کرتے ہیں ان کی بیعت توڑ دو۔

علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں:

قد تبين بك غلط الحسين الا انه فى امر دنيوى لا يضره الغلط فيه واما الحكم الشرعى فلم يغلط فيه لانه منوط بظنه وكان ظنه القدرة على ذلك ولقد عذله ابن عباس وابن الزبير وابن عمر وابن الحنفية اخوه وغيره فى مسيره الى الكوفة وعلموا غلطه فى ذلك ولم يرجع عما هو بسبيله لما اراده الله واما غير الحسين من الصحابة الذين كانوا بالحجاز ومع يزيد بالشام والعراق ومن التابعين لهم فرأوا ان الخروج على يزيد وان كان فاسقا لا يجوز لما ينشأ عنه من الهرج والدماء فاقصروا على ذلك ولم يتابعوا الحسين ولا انكروا عليه ولا اثموه لانه مجتهد وهو اسوة المجتهدين ولا يذهب بك الغلط ان تقول بتاثيم هؤلاء بمخالفة الحسين وقعودهم عن نصره فانهم اكثر الصحابة وكانوا مع يزيد ولم يروا الخروج عليه وكان الحسين يستشهد بهم وهو بكربلاء على فضله وحقه ويقول سلوا جابر بن عبد الله وابا سعيد الخدرى وانس بن

پس تم پر واضح ہو گیا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے غلطی کی تھی، لیکن ان کی یہ غلطی دنیاوی معاملہ میں تھی جس میں کوئی مضائقہ نہیں، البتہ حکم شرعی کے اعتبار سے انھوں نے کوئی غلطی نہیں کی، کیونکہ یہ معاملہ ان کے ظن پر موقوف تھا۔ اور ان کا یہ ظن تھا کہ ان کو اس اقدام پر قدرت ہے، حضرت ابن عباس، حضرت ابن الزبیر، حضرت ابن عمر اور ان کے بھائی ابن الحنفیہ نے ان کو کوفہ جانے کے سلسلے میں ملامت کی تھی، اور اس معاملے میں ان کی غلطی پر متنبہ کیا تھا، لیکن ان کے ہاں جو کچھ مقدر ہو چکا تھا، حضرت حسین نے اس سے رجوع نہیں کیا، حضرت حسین کے علاوہ دیگر صحابہ جو حجاز میں تھے اور جو صحابہ اور تابعین یزید کے ساتھ شام اور عراق میں تھے، ان کی رائے یہ تھی کہ ہر چند کہ یزید فاسق ہے لیکن اس کے خلاف خروج جائز نہیں ہے، کیونکہ اس سے قتل اور غارت گری میں اضافہ ہوگا، لہٰذا وہ اس اقدام سے باز رہے، اور انھوں نے حضرت حسین کی اتباع نہیں کی، اور نہ ان پہ انکار کیا اور نہ ان کو گناہ گار قرار دیا کیونکہ وہ مجتہد تھے۔ اور یہ صحابہ اور تابعین حضرت حسین کا ساتھ نہ دینے کی وجہ سے گنہگار نہیں ہوئے کیونکہ یہ بھی مجتہد تھے، ان میں بکثرت صحابہ یزید کے ساتھ تھے جو یزید کے خلاف خروج کو جائز نہیں سمجھتے تھے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کربلا میں اپنی فضیلت

[له] حافظ عماد الدین ابو الفداء ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ، البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۷۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۳ھ

مالك وسهل بن سعيد وزيد بن ارقم وامثالهم ولم ينكر عليهم قعودهم عن نصره ولا تعرض لذلك لعلمه انه عن اجتهاد وان كان هو على اجتهاد ——
—— ويكون ذلك كما يحد الشافعى والمالكى والحنفى على شرب النبيذ واعلم ان الامر ليس كذلك وقتاله لم يكن عن اجتهاد هؤلاء وان كان خلافه عن اجتهادهم وانما انفرد بقتاله يزيد واصحابه ولا تقولن ان يزيد وان كان فاسقا ولم يجز هؤلاء الخروج عليه فافعاله عندهم صحيحة واعلم انه انما ينفذ من اعمال الفاسق ما كان مشروعا وقتال البغاة عندهم من شرطه ان يكون مع الامام العادل وهو مفقود فى مسئلتنا فلا يجوز قتال الحسين مع يزيد ولا ليزيد بل هى من فعلاته المؤكدة لفسقه والحسين فيها شهيد مثاب وهو على حق واجتهاد والصحابة الذين كانوا مع يزيد على حق ايضا واجتهاد [1]

اور کمال پر صحابہ سے شہادت طلب کرتے تھے کہ حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت ابوسعید خدری، حضرت انس بن مالک، حضرت سہل بن سعید، حضرت زید بن ارقم اور ان جیسے صحابہ سے میرے متعلق پوچھ! اور حضرت حسین نے ان صحابہ پر یہ اعتراض نہیں کیا کہ انھوں نے ان کا ساتھ کیوں نہیں دیا، اور نہ اس کے درپے ہوئے، کیونکہ ان کو علم تھا کہ دونوں طرف اجتہاد ہے، اور یہ ایسا ہی اختلاف تھا، جیسے شافعی، مالکی اور حنفی فقہاء میں نبیذ پینے پر حد میں اختلاف ہے، یہ بھی جاننا چاہیے کہ جس طرح صحابہ نے اپنے اجتہاد سے حضرت حسین کا ساتھ نہیں دیا اسی طرح حضرت حسین کی شہادت اجتہاد سے نہیں ہوئی، ان کی شہادت کے ذمہ دار یزید اور اس کے ساتھی تھے، یہ اعتراض بھی نہ کیا جائے کہ اگر صحابہ کے نزدیک یزید کے خلاف خروج جائز نہیں تھا تو اس کے افعال صحیح تھے اور حضرت حسین کی اس کے خلاف جنگ صحیح نہ تھی، بلکہ حضرت حسین کا خروج اس کے فسق کی وجہ سے تھا اور صحابہ نے یزید کا ساتھ اس لیے نہیں دیا کہ وہ امام عادل نہیں تھا، حضرت حسین کی شہادت حق ہے وہ حق اور اجتہاد پر تھے اور ان کو ثواب ہوگا اور جن صحابہ نے یزید کی حکومت کو تسلیم کیا تھا وہ بھی حق اور صواب پر تھے، کیونکہ وہ بھی مجتہد تھے۔

بَابُ ۸۵۳ فَضَائِلِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا

حضرت زید بن حارثہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے فضائل

۶۱۴۰ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَا كُنَّا نَدْعُو زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ إِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتَّى نَزَلَ فِي الْقُرْآنِ ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللهِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم زید بن حارثہ کو زید بن محمد کہا کرتے تھے، حتیٰ کہ قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی: "ان کو ان کے آباء کی طرف منسوب کر کے پکارو یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ اچھا ہے۔

[1] علامہ عبدالرحمان ابن خلدون متوفی ۸۰۸ھ، مقدمہ ابن خلدون ص ۲۱۷، مطبوعہ مؤسسة الاعلمی بیروت

۶۱۴۱ - حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ سَعِیْدِ الدَّارِمِیُّ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا وُهَیْبٌ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنِیْ سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بِمِثْلِهٖ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۱۴۲ - حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی وَ یَحْیَی ابْنُ اَیُّوْبَ وَ قُتَیْبَةُ وَ ابْنُ حُجْرٍ قَالَ یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرُوْنَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ (یَعْنُوْنَ ابْنَ جَعْفَرٍ) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ یَقُوْلُ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا وَاَمَّرَ عَلَیْهِمْ اُسَامَةَ بْنَ زَیْدٍ فَطَعَنَ النَّاسُ فِیْ اِمْرَتِهٖ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنْ تَطْعَنُوْا فِیْ اِمْرَتِهٖ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِیْ اِمْرَةِ اَبِیْهِ مِنْ قَبْلُ وَاَیْمُ اللّٰهِ اِنْ كَانَ لَخَلِیْقًا لِلْاِمْرَةِ وَاِنْ كَانَ لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ وَاِنَّ هٰذَا لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ بَعْدَهٗ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور اس پر اُسامہ بن زید کو امیر مقرر کیا، کچھ لوگوں نے اس کی امارت پر طعن کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر فرمایا: اگر تم اس کی امارت میں طعن کرتے ہو تو (کون سی نئی بات ہے) تم اس سے پہلے اس کے باپ کی امارت پر بھی اعتراض کر چکے ہو، بہ خدا بے شک ان کا باپ امارت کے لائق تھا، اور بے شک وہ میرے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب تھا اور ان کے بعد یہ مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔

۶۱۴۳ - حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَیْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ عُمَرَ (یَعْنِی ابْنَ حَمْزَةَ) عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ اِنْ تَطْعَنُوْا فِیْ اِمَارَتِهٖ یُرِیْدُ اُسَامَةَ بْنَ زَیْدٍ فَقَدْ طَعَنْتُمْ فِیْ اِمَارَةِ اَبِیْهِ مِنْ قَبْلِهٖ وَاَیْمُ اللّٰهِ اِنْ كَانَ لَخَلِیْقًا لَهَا وَاَیْمُ اللّٰهِ اِنْ كَانَ لَاَحَبَّ النَّاسِ اِلَیَّ وَاَیْمُ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا لَهَا لَخَلِیْقٌ یُرِیْدُ اُسَامَةَ بْنَ زَیْدٍ وَاَیْمُ اللّٰهِ اِنْ كَانَ لَاَحَبَّهُمْ اِلَیَّ مِنْ بَعْدِهٖ فَاُوْصِیْكُمْ بِهٖ فَاِنَّهٗ مِنْ صَالِحِیْكُمْ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منبر پر فرمایا: اگر تم اس کی امارت پر اعتراض کر رہے ہو، آپ کی مراد حضرت اُسامہ بن زید تھے، تو (کون سی نئی بات ہے؟) تم اس سے پہلے اس کے باپ کی امارت پر اعتراض کر چکے ہو، اور بخدا وہ اس امارت کے بہت لائق تھے، بخدا وہ مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب تھے اور بخدا یہ امارت اسامہ بن زید کے زیادہ لائق ہے اور بخدا ان کے بعد مجھے لوگوں میں یہ سب سے زیادہ محبوب ہیں لہٰذا میں تمہیں اس کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ تمہارے صالح لوگوں میں سے ہیں۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے:

زید بن حارثہ بن شراحیل بن کعب بن عبدالعزیٰ بن امرئ القیس بن عامر بن النعمان بن عامر بن عبدود۔ ان کی والدہ کا نام سعدیٰ بنت ثعلبہ بن عبد عامر ہے، ان کی کنیت ابواُسامہ ہے، آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بہت محبوب ہیں۔

حضرت زید کے والد حارثہ بن قضاعہ سے تعلق رکھتے تھے جو یمن کا ایک نہایت معزز قبیلہ تھا، ان کی والدہ سعدی بنت ثعلبہ بنو معن سے تھیں، وہ حضرت زید کو بچپن میں اپنے ساتھ لے کر میکے گئیں، اسی دوران بنو قین کے کچھ سوار، جو لوٹ مار کر کے واپس آ رہے تھے، حضرت زید کو خیمہ سے اٹھا لائے اور غلام بنا کر عکاظ کے بازار میں فروخت کے لیے پیش کیا، حکیم بن حزام نے چار سو درہم میں خرید کر اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ بنت خویلد کی خدمت میں پیش کیا، حضرت خدیجہ نے انہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کر کے اپنا بیٹا بنا لیا۔

حضرت زید کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں باپ اور چچا کو چھوڑ دینا

امام محمد بن سعد لکھتے ہیں:

حضرت زید کے والد، حارثہ کو اپنے بیٹے کی جدائی کا بڑا غم تھا وہ ان کی یاد میں روتے رہتے تھے اور سوز و گداز سے بھرپور شعر کہتے تھے، ایک سال بنو کلب کے چند آدمی حج کے خیال سے مکہ آئے تو انہوں نے حضرت زید کو دیکھتے ہی پہچان لیا، اور حضرت زید کو ان کے والد کے رنج و الم کا حال سنایا اس پر حضرت زید نے بھی کچھ اشعار سنائے جن کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے، میں بھی اپنی قوم کا مشتاق ہوں اگرچہ ان سے دور ہوں، میں مشعر حرام کے قریب رہتا ہوں تم غم نہ کرو، میں الحمد للہ ایک معزز اور اچھے خاندان میں رہتا ہوں۔ بنو کلب کے زائرین نے جب حضرت زید کے والد کو خبر دی تو وہ بہت حیران اور خوش ہوئے وہ اسی وقت اپنے بھائی کعب کو لے کر مکہ روانہ ہوئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے ابن عبد اللہ! تم اہل حرم اور اس کے مجاور ہو، مصیبت زدہ لوگوں کی دستگیری کرتے ہو اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہو، ہم تمہارے پاس اس غرض سے آئے ہو کہ تم ہم پر احسان کر کے ہمارے لڑکے کو آزاد کر دو، اس کے معاوضہ میں ہم سے جس قدر فدیہ لینا چاہتے ہو لے لو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زید کو بلا کر اس کو اختیار دو، اگر وہ تمہارے ساتھ جانا پسند کرے تو لے جاؤ اور اگر میرے ساتھ رہنے کو ترجیح دے تو خدا کی قسم میں ایسا نہیں ہوں جو اپنے ترجیح دینے والے پر کسی کو ترجیح دوں، حارثہ اور کعب نے آپ کا شکریہ ادا کیا اور اس شرط کو منظور کر لیا۔ حضرت زید بلائے گئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم ان دونوں کو پہچانتے ہو، عرض کیا: ہاں یہ میرے باپ اور چچا ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھے بھی پہچانتے ہو اب میں تم کو اختیار دیتا ہوں خواہ مجھے پسند کرو خواہ ان دونوں کو حضرت زید نے کہا میں ایسا نہیں ہوں جو آپ پر کسی کو ترجیح دوں، آپ ہی میرے ماں باپ ہیں، حضرت زید کے اس فیصلہ سے اس کے والد اور چچا حیران رہ گئے انھوں نے کہا زید! افسوس ہے کہ تم آزادی، باپ اور چچا پر غلامی کو ترجیح دے رہے ہو! حضرت زید نے کہا ہاں مجھے اس ذات میں ایسی خوبیاں نظر آئی ہیں کہ میں ان پر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا! حضرت زید کے اس ایثار سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر خانہ کعبہ میں مقام حجر کے پاس ان کو ساتھ لے جا کر اعلان کیا:

آج سے زید میرا بیٹا ہے، میں اس کا وارث ہوں اور وہ میرا وارث ہوگا، حضور کے اس اعلان سے حضرت زید کے باپ اور چچا بھی خوش ہوگئے، اور مطمئن ہوکر یمن واپس چلے گئے، اس اعلان کے بعد حضرت زید، زید بن محمد کہلانے لگے حتیٰ کہ قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی: ادعوھم لآبائھم "لوگوں کو ان کے آباء کی طرف منسوب کرکے بلاؤ" [1]

حضرت زید کے دیگر فضائل ومناقب

علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں:

زہری نے متعدد وجوہ سے روایت کیا ہے کہ سب سے پہلے حضرت خدیجہ اسلام لائیں، ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ حضرت خدیجہ کے بعد حضرت علی اسلام لائے، اور دوسرے ائمہ نے کہا حضرت خدیجہ کے بعد حضرت ابوبکر اسلام لائے، پھر حضرت علی اسلام لائے، پھر حضرت زید رضی اللہ عنہم اسلام لائے، حضرت زید بن حارثہ بدر میں حاضر ہوئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی باندی ام ایمن کے ساتھ ان کا نکاح کیا۔ ان سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحش کے ساتھ حضرت زید کا نکاح کر دیا تھا، پھر حضرت زید کے طلاق دینے کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب سے خود نکاح کرلیا، اس پر بعض لوگوں نے یہ اعتراض کیا کہ آپ نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرلیا ہے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ (احزاب: ۴۰)

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہے، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخر۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جس لشکر میں بھی حضرت زید کو بھیجتے اس کا امیر حضرت زید کو بناتے، اور اگر حضرت زید زندہ رہتے تو آپ اپنے بعد ان کو خلیفہ بناتے۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے شام کی طرف لشکر روانہ کیا تو حضرت زید کو اس کا امیر بنایا اور فرمایا اگر وہ شہید ہو جائیں تو پھر جعفر بن ابی طالب کو امیر بنانا اور اگر وہ شہید ہو جائیں تو پھر حضرت عبداللہ بن رواحہ کو امیر بنانا، حضرت زید شام کے علاقہ مؤتہ میں جمادی ۸ھ میں شہید ہوگئے، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جعفر اور حضرت زید کی شہادت کی خبر آئی تو حضور رونے لگے اور فرمایا یہ میرے بھائی اور مونس تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید کی شہادت کی گواہی دی، اللہ تعالیٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے صحابہ میں سے حضرت زید کے سوا کسی صحابی کا نام قرآن مجید میں ذکر نہیں کیا۔ [2]

---

[1] امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ، طبقات کبریٰ ج ۳ ص ۴۳ - ۴۰، مطبوعہ دار صادر بیروت، ۱۳۸۸ھ

[2] امام محمد بن محمد شیبانی ابن اثیر الجزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۲۷ - ۲۲۶، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، ایران

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:
حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے:
اسامہ بن زید بن حارثہ بن شراحیل بن کعب بن عبدالعزیٰ بن زید بن امراء القیس بن عامر بن نعمان۔ ان کی والدہ کا نام ام ایمن ہے، ان کی کنیت کے بارے میں کئی اقوال ہیں: ابو محمد، ابو زید، ابو یزید اور ابو خارجہ۔ ان کو حِبّ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہا جاتا تھا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اسامہ بن زید مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے، اس کے ساتھ خیر خواہی کرو، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ کو اٹھارہ سال کی عمر میں عامل مقرر کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت اسامہ چوکھٹ پر گر پڑے جس سے سر میں چوٹ آگئی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے فرمایا اس کا خون صاف کردو، حضرت عائشہ کو اس سے کراہت ہوئی تو آپ نے خود اٹھ کر خون صاف کیا اور لعاب دہن لگایا، بعض اوقات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم محبت سے فرماتے اگر اسامہ لڑکی ہوتے تو میں ان کو خوب صاف ستھرا کر کے زیورات پہناتا۔

جب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے وظیفے مقرر کیے تو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے لیے پانچ ہزار مقرر کیے اور اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے دو ہزار مقرر کیے، حضرت ابن عمر نے حضرت عمر سے کہا آپ نے اسامہ کو مجھ پر فضیلت دی ہے حالانکہ جن معرکوں میں میں پہنچا ہوں وہاں اسامہ نہیں پہنچے، حضرت عمر نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اسامہ تم سے زیادہ محبوب تھے اور اسامہ کا باپ تمہارے باپ سے زیادہ محبوب تھا۔

حضرت اسامہ نے حضرت علی سے بیعت کی نہ ان کے ساتھ کسی جنگ میں شامل ہوئے، وہ حضرت علی اور حضرت معاویہ کی لڑائیوں سے بالکل کنارہ کش رہے، انھوں نے حضرت علی سے کہا اگر آپ شیر کے منہ میں ہاتھ ڈالتے تو میں بھی آپ کے ساتھ ہاتھ ڈال دیتا۔ لیکن بات یہ ہے کہ ایک مرتبہ مسلمانوں کے ساتھ ایک جنگ میں میں نے اور ایک انصاری نے ایک کافر پر حملہ کیا اس نے فوراً کہا اشھد ان لاالٰہ الا اللہ، ہم نے اس کو قتل کر دیا، جب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اس کے لاالٰہ الا اللہ پڑھنے کے باوجود اس کو قتل کر دیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! اس نے جان کے خوف سے کلمہ پڑھا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بار بار یہ فرماتے رہے کہ تم نے کلمہ پڑھنے کے باوجود اس کو قتل کر دیا، اس وقت مجھے اتنا افسوس ہوا کہ میں نے یہ تمنا کی کہ کاش میں اس واقعہ کے بعد مسلمان ہوا ہوتا اور میرا یہ عمل زمانہ جاہلیت کے اعمال میں شمار ہوتا، اس وقت میں نے یہ عہد کیا تھا کہ میں کسی کلمہ گو پر تلوار نہیں اٹھاؤں گا، اس وجہ سے میں آپ کی معیت میں رہ کر کلمہ گو مسلمانوں کے خلاف تلوار نہیں اٹھا سکتا۔

عبید اللہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ دیکھا حضرت اسامہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی

کی قبر کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں مروان کو ایک جنازہ پر نماز پڑھانے کے لیے بلایا گیا جب مروان نماز جنازہ پڑھا کر واپس آیا تو حضرت اسامہ اسی طرح نماز پڑھ رہے تھے۔ مروان نے یہ دیکھ کر سخت کلمات کہے پھر واپس چلا گیا حضرت اسامہ نے کہا اے مروان! تم نے مجھے ایذاء پہنچائی ہے، تم نہایت بے حیاء اور بدگو ہو، اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ بے حیاء اور بدگو شخص سے نفرت کرتا ہے، حضرت اسامہ بعثت کے ساتویں سال پیدا ہوئے تھے اور حضرت معاویہ کے آخری ایام میں ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں فوت ہو گئے' ایک قول یہ ہے کہ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد جرف میں فوت ہوئے تھے پھر آپ کو مدینہ لایا گیا۔ [۱]

باب ۸۵۳ فضائل عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے فضائل

۶۱۴۴ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ لِابْنِ الزُّبَيْرِ أَتَذْكُرُ إِذْ تَلَقَّيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَأَنْتَ وَابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ نَعَمْ فَحَمَلَنَا وَتَرَكَكَ

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے کہا: تمہیں یاد ہے جب میں، تم اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی تھی! انھوں نے کہا: ہاں! آپ نے ہمیں سوار کر لیا تھا اور تم کو چھوڑ دیا تھا۔

۶۱۴۵ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَإِسْنَادِهِ

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۱۴۶ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ (وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى) قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا وَقَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ مُوَرِّقٍ الْعِجْلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تُلُقِّيَ بِصِبْيَانِ أَهْلِ بَيْتِهِ قَالَ وَإِنَّهُ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَسُبِقَ بِي إِلَيْهِ فَحَمَلَنِي بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ جِيءَ بِأَحَدِ ابْنَيْ فَاطِمَةَ فَأَرْدَفَهُ خَلْفَهُ قَالَ فَأُدْخِلْنَا

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر سے آتے تو آپ کے گھر کے بچے آپ سے ملاقات کرتے، ایک بار آپ ایک سفر سے آئے، میں آپ سے ملنے کے لیے پہنچا، آپ نے مجھے اپنے سامنے بٹھایا، پھر حضرت فاطمہ کے ایک صاحبزادے آئے، آپ نے انہیں پیچھے بٹھا لیا، پھر ہم تینوں ایک سواری پر بیٹھے رہے مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔

[۱] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۱ ص ۶۶-۶۴ مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

الْمَدِيْنَةَ ثَلَاثَةً عَلٰى دَابَّةٍ۔

۶۱۴۷ - حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيْمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَاصِمٍ حَدَّثَنِيْ مُوَرِّقٌ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تُلُقِّيَ بِنَا قَالَ فَتُلُقِّيَ بِيْ وَبِالْحَسَنِ أَوْ بِالْحُسَيْنِ قَالَ فَحَمَلَ أَحَدَنَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَالْآخَرَ خَلْفَهُ حَتّٰى دَخَلْنَا الْمَدِيْنَةَ۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب سفر سے آتے تو ہم سے ملاقات کرتے، ایک بار مجھ سے اور حضرت حسن یا حضرت حسین سے ملے، آپ نے ہم میں سے ایک کو آگے بٹھایا اور دوسرے کو پیچھے بٹھایا حتیٰ کہ ہم مدینہ میں داخل ہوئے۔

۶۱۴۸ - حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ يَعْقُوْبَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعْدٍ مَوْلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ أَرْدَفَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ خَلْفَهُ فَأَسَرَّ إِلَيَّ حَدِيْثًا لَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن مجھے اپنے پیچھے بٹھایا پھر چپکے سے مجھے ایک بات بتائی جو میں کسی شخص کو نہیں بتاؤں گا۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کی سوانح

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کا نام و نسب یہ ہے: عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف القرشی الہاشمی، ان کی والدہ کا نام اسماء بنت عمیس خثعمیہ ہے ان کے والدین نے ارض حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی، یہ وہیں پیدا ہوئے، سرزمین حبشہ میں یہ اسلام کے پہلے مولود تھے، اپنے والد کے ساتھ مدینہ منورہ آئے، یہ محمد بن ابی بکر الصدیق اور یحیٰی بن علی بن ابی طالب کے اخیافی بھائی تھے، انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کی ہیں، اپنی والدہ اسماء اور اپنے عم محترم حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث روایت کی ہیں۔

حبشہ کی واپسی کے کچھ ہی دنوں بعد حضرت جعفر غزوہ موتہ میں شہید ہو گئے، حضرت عبداللہ کی صغر سنی کی وجہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان پر بہت شفقت فرماتے تھے، ایک مرتبہ فرمایا عبداللہ خلقاً اور خلقاً مجھ سے مشابہ ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت ان کی عمر دس سال سے بھی کم تھی۔
آپ نے ۸۰ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی، اموی گورنر ابان بن عثمان نے اپنے ہاتھوں سے غسل دے کر کفن پہنایا اور جنازے کو کندھا دیا۔ [1]

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۱۳۵-۱۳۳، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

باب ۸۵۳ فضائل خدیجۃ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے فضائل

۶۱۴۹ - حدثنا ابو بکر بن ابی شیبۃ حدثنا عبد اللہ بن نمیر وابو اسامۃ ح وحدثنا ابو کریب حدثنا ابو اسامۃ وابن نمیر ووکیع وابو معاویۃ ح وحدثنا اسحق بن ابراھیم اخبرنا عبدۃ بن سلیمان کلھم عن ھشام بن عروۃ (واللفظ حدیث ابی اسامۃ) ح وحدثنا ابو کریب حدثنا ابو اسامۃ عن ھشام عن ابیہ قال سمعت عبد اللہ بن جعفر یقول سمعت علیا بالکوفۃ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول خیر نسائھا مریم بنت عمران وخیر نسائھا خدیجۃ بنت خویلد قال ابو کریب واشار وکیع الی السماء والارض۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ (اپنے زمانہ کی) تمام عورتوں میں سب سے افضل مریم بنت عمران ہیں اور تمام عورتوں میں سب سے افضل حضرت خدیجہ بنت خویلد ہیں، وکیع نے آسمان و زمین کی طرف اشارہ کر کے بتایا۔

۶۱۵۰ - وحدثنا ابو بکر بن ابی شیبۃ وابو کریب قالا حدثنا وکیع ح وحدثنا محمد بن المثنی وابن بشار قالا حدثنا محمد بن جعفر جمیعا عن شعبۃ ح وحدثنا عبید اللہ بن معاذ العنبری (واللفظ لہ) حدثنا ابی حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی موسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمل من الرجال کثیر ولم یکمل من النساء غیر مریم بنت عمران وآسیۃ امراۃ فرعون وان فضل عائشۃ علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں میں بہت کامل ہوئے ہیں اور عورتوں میں مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ کے سوا کوئی کامل نہیں ہوا اور عورتوں پر عائشہ کی فضیلت ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔

۶۱۵۱ - حدثنا ابو بکر بن ابی شیبۃ وابو کریب وابن نمیر قالوا حدثنا ابن فضیل عن عمارۃ عن ابی زرعۃ قال سمعت ابا ھریرۃ قال اتی جبریل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر جبرائیل نے کہا: یارسول اللہ یہ خدیجہ آپ کے پاس ایک برتن لے کر آ رہی ہیں، اس میں سالن ہے یا کھانا یا کوئی

رَسُولَ اللّٰهِ هٰذِهٖ خَدِيجَةُ قَدْ أَتَتْكَ مَعَهَا إِنَاءٌ فِيهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا عَزَّ وَجَلَّ وَمِنِّي وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي رِوَايَتِهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَلَمْ يَقُلْ سَمِعْتُ وَلَمْ يَقُلْ فِي الْحَدِيثِ وَمِنِّي۔

مشروب، جب یہ آپ کے پاس آئیں، تو آپ رب عزوجل کی طرف سے اور میری طرف سے ان کو سلام کہیں، اور ان کو جنت میں ایسے گھر کی بشارت دیں جو خولدار موتیوں کا بنا ہوا ہے، اس میں شور و شغب ہے نہ کوئی تکلیف ہے۔ دوسری روایت میں "میری طرف سے" کا لفظ نہیں ہے۔

۶۱۵۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ عَنْ إِسْمٰعِيلَ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفٰى أَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَّرَ خَدِيجَةَ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ قَالَ نَعَمْ بَشَّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ۔

اسماعیل کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ کو جنت میں گھر کی بشارت دی تھی؟ انھوں نے کہا ہاں! آپ نے حضرت خدیجہ کو ایسے گھر کی بشارت دی تھی جو خولدار موتیوں سے بنا ہوگا اس میں شور و شغب ہوگا نہ تکلیف۔

۶۱۵۳ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَجَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كُلُّهُمْ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ۔

حضرت ابن ابی اوفی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

۶۱۵۴ - حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ بَشَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيجَةَ بِنْتَ خُوَيْلِدٍ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ بنت خویلد کو جنت میں ایک گھر کی بشارت دی۔

۶۱۵۵ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ وَلَقَدْ هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِي بِثَلَاثِ سِنِينَ لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَبُّهُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے کسی زوجہ پر ایسا رشک نہیں تھا جیسا حضرت خدیجہ پر تھا، مجھ سے نکاح کرنے سے تین سال قبل وہ فوت ہو گئی تھیں، کیونکہ میں آپ سے ان کا اکثر ذکر سنتی رہتی تھی، آپ کے رب عزوجل نے آپ

عَزَّ وَجَلَّ اَنْ يُّبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ مِّنْ قَصَبٍ فِي الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ ثُمَّ يُهْدِيْهَا اِلٰى خَلَائِلِهَا۔

۶۱۵۶ - حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلٰى نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا عَلٰى خَدِيْجَةَ وَاِنِّيْ لَمْ اُدْرِكْهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَبَحَ الشَّاةَ فَيَقُوْلُ اَرْسِلُوْا بِهَا اِلٰى اَصْدِقَاءِ خَدِيْجَةَ قَالَتْ فَاَغْضَبْتُهُ يَوْمًا فَقُلْتُ خَدِيْجَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ قَدْ رُزِقْتُ حُبَّهَا۔

۶۱۵۷ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ جَمِيْعًا عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ اَبِيْ اُسَامَةَ اِلٰى قِصَّةِ الشَّاةِ وَلَمْ يَذْكُرِ الزِّيَادَةَ بَعْدَهَا۔

۶۱۵۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَاَةٍ مِّنْ نِّسَائِهِ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ لِكَثْرَةِ ذِكْرِهِ اِيَّاهَا وَمَا رَاَيْتُهَا قَطُّ۔

۶۱۵۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ يَتَزَوَّجِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خَدِيْجَةَ حَتّٰى مَاتَتْ۔

۶۱۶۰ - حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اسْتَاْذَنَتْ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ اُخْتُ خَدِيْجَةَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَفَ

کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ ان کو جنت میں خولدار موتیوں کے گھر کی بشارت دیں، جب آپ بکری ذبح کرتے تو اس کا گوشت ان کی سہیلیوں کی طرف بھیجتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے مجھ کو کسی پر ایسا رشک نہیں آیا، جیسا حضرت خدیجہ پر رشک آتا تھا، میں نے ان کا زمانہ نہیں پایا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی کوئی بکری ذبح کرتے تو فرماتے اس کو خدیجہ کی سہیلیوں کے پاس بھیجو، حضرت عائشہ کہتی ہیں ایک دن میں نے غصہ سے کہا بس خدیجہ ہی ہے!! آپ نے فرمایا مجھے اس کی محبت عطا کی گئی ہے۔

امام مسلم نے ایک اور سند سے یہ حدیث روایت کی اس میں بکری کا ذکر ہے، بعد کا واقعہ نہیں ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے مجھے جو رشک حضرت خدیجہ پر تھا وہ کسی پر نہیں تھا کیونکہ آپ ان کا بکثرت ذکر کرتے تھے، میں نے انہیں نہیں دیکھا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ کی وفات تک دوسری شادی نہیں کی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت خدیجہ کی بہن ہالہ بنت خویلد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کی اجازت طلب کی، آپ کو حضرت خدیجہ کا اجازت مانگنا یاد آگیا، آپ نے

اسْتِئْذَانَ خَدِيجَةَ فَارْتَاحَ لِذَلِكَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ فَغِرْتُ فَقُلْتُ وَمَا تَذْكُرُ مِنْ عَجُوزٍ مِنْ عَجَائِزِ قُرَيْشٍ حَمْرَاءِ الشِّدْقَيْنِ هَلَكَتْ فِي الدَّهْرِ فَأَبْدَلَكَ اللّٰهُ خَيْرًا مِنْهَا۔

فرمایا: یا اللہ یہ تو ہالہ بنت خویلد ہے، مجھے ان پر رشک آیا، میں نے کہا آپ قریش کی بوڑھیوں میں سے ایک پوپلی بڑھیا کو یاد کرتے رہتے ہیں جس کی پنڈلیاں پتلی تھیں جو مدت ہوئی فوت ہو چکی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بہتر بدل عطا فرما دیا ہے۔

ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نام ونسب یہ ہے:
خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی القرشیہ الاسدیہ۔ آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ بن الاصم ہے، آپ ام المومنین ہیں۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ ہیں، تمام مسلمانوں کا اسی پر اجماع ہے کہ آپ اللہ کی مخلوق میں سب سے پہلے اسلام لانے والی ہیں، اسلام لانے میں آپ پر کسی مرد نے سبقت کی ہے نہ کسی عورت نے، حضرت زبیر نے کہا زمانہ جاہلیت میں آپ کو طاہرہ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ابو ہالہ بن زرارہ بن نباش کے عقد میں تھیں۔ قتادہ نے بیان کیا ہے کہ پہلے حضرت خدیجہ عتیق بن عائذ کے نکاح میں تھیں، اس کے بعد ابو ہالہ ہند بن زرارہ کے نکاح میں آئیں ______ عتیق بن عائذ بن عبداللہ ______ سے ہند بن عتیق پیدا ہوئے، اس کے بعد وہ ابو ہالہ مالک بن نباش بن زرارہ تمیمی اسدی کے نکاح میں آئیں، اس سے ہند بنت ابی ہالہ اور ہالہ بن ابی ہالہ پیدا ہوئے۔ پس ہند بنت عتیق، ہند اور ہالہ ابن ابی ہالہ، یہ سب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد کے اخیافی بھائی بہن ہیں۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بعثت سے پہلے شادی کی، اس وقت آپ کی عمر پچیس سال تھی، اس وقت حضرت خدیجہ کی عمر چالیس سال تھی، وہ حضور کے ساتھ چوبیس سال رہیں، وحی نازل ہونے سے پہلے حضور کی تمام اولاد حضرت خدیجہ سے پیدا ہوئی۔ حضرت زینب، حضرت ام کلثوم، حضرت فاطمہ، حضرت رقیہ، حضرت قاسم، حضرت طیب اور حضرت طاہر، تینوں صاحبزادے ظہور اسلام سے پہلے فوت ہو گئے۔ حضرت قاسم کی وجہ سے حضور کی کنیت ابو القاسم تھی، آپ کی صاحبزادیوں نے اسلام کا زمانہ پایا۔ آپ کے ساتھ ہجرت کی آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی اتباع کی، ایک قول یہ ہے کہ طیب اور طاہر اسلام میں پیدا ہوئے۔ قتادہ نے کہا حضرت خدیجہ کے دو صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں پیدا ہوئیں، ایک صاحبزادے قاسم تھے، دوسرے صاحبزادے حضرت عبداللہ تھے انھیں کا لقب طیب اور طاہر تھا۔

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ حضرت خدیجہ ابو طالب کے بعد فوت ہوئیں دونوں ایک سال میں فوت ہوئے، حضرت خدیجہ اور ابو طالب کی وفات کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر مصائب کی یلغار ہو گئی، حضرت خدیجہ کے سن وفات میں اختلاف ہے، ایک قول ہے ہجرت سے پانچ سال پہلے وفات ہوئی، ایک قول ہے ہجرت سے چار سال پہلے وفات ہوئی اور ایک قول ہے ہجرت سے تین سال پہلے وفات

ہوئی اور یہی قول صحیح ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت خدیجہ رمضان میں فوت ہوئیں اور ان کو حجون میں دفن کیا گیا، اس وقت ان کی عمر پینسٹھ سال تھی[1]

بَابٌ ۸۵۵ فِي فَضْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل

۶۱۶۱ - حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ جَمِيعًا عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي الرَّبِيعِ) حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ ثَلَاثَ لَيَالٍ جَاءَنِي بِكِ الْمَلَكُ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ فَيَقُولُ هٰذِهِ امْرَأَتُكَ فَأَكْشِفُ عَنْ وَجْهِكِ فَإِذَا أَنْتِ هِيَ فَأَقُولُ إِنْ يَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم تین راتوں تک مجھے خواب میں دکھائی گئیں، ایک فرشتہ تمہیں (تمہاری تصویر کو) ریشم کے ایک ٹکڑے میں لے کر آیا، وہ کہتا تھا کہ یہ تمہاری زوجہ ہیں، ان کا چہرہ کھولیے، پس میں نے دیکھا تو وہ تم تھیں، میں نے کہا اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اس کو پورا کردیگا۔

۶۱۶۲ - حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ جَمِيعًا عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں

۶۱۶۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ وَجَدْتُ فِي كِتَابِي عَنْ أَبِي أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْلَمُ إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً وَإِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبَى قَالَتْ فَقُلْتُ وَمِنْ أَيْنَ تَعْرِفُ ذٰلِكَ قَالَ أَمَّا إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً فَإِنَّكِ تَقُولِينَ لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَإِذَا كُنْتِ غَضْبَى قُلْتِ لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيمَ قَالَتْ قُلْتُ أَجَلْ وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا أَهْجُرُ إِلَّا اسْمَكَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں یہ جان لیتا ہوں کہ تم مجھ سے کس وقت خوش ہوتی ہو اور کس وقت ناراض ہوتی ہو، میں نے پوچھا آپ کو اس کا کیسے پتا چلتا ہے؟ آپ نے فرمایا جب تم خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو: رب محمد کی قسم! اور جب ناخوش ہوتی ہو تو کہتی ہو: رب ابراہیم کی قسم! حضرت عائشہ نے کہا ہاں! یا رسول اللہ! میں صرف آپ کے نام کو چھوڑتی ہوں۔!

۶۱۶۴ - وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ إِلَى قَوْلِهِ لَا

یہ حدیث ایک اور سند سے مروی ہے، اس میں رب ابراہیم کی قسم کے بعد والا جملہ نہیں ہے۔

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۳۹ - ۴۳۴، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، ایران

لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيمَ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ.

۶۱۶۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَكَانَتْ تَأْتِينِي صَوَاحِبِي فَكُنَّ يَنْقَمِعْنَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَرِّبُهُنَّ إِلَيَّ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گڑیوں سے کھیلتی تھیں، وہ فرماتی ہیں کہ میری سہیلیاں آتی تھیں وہ حضور کو دیکھ کر غائب ہوجاتی تھیں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کو میرے پاس بھیج دیتے تھے۔

۶۱۶۶ - حَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ فِي بَيْتِهِ وَهُنَّ اللُّعَبُ.

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں۔ ایک روایت میں ہے یہ حضور کے گھر میں گڑیوں سے کھیلتی تھی اور کھیلنے والی سہیلیاں ہوتی تھیں۔

۶۱۶۷ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَبْتَغُونَ بِذَلِكَ مَرْضَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رضاجوئی کے لیے لوگ اس دن تحفے بھیجتے تھے جس دن حضرت عائشہ کی باری ہوتی تھی۔

۶۱۶۸ - حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ حَدَّثَنِي وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَتْ عَلَيْهِ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ مَعِي فِي مِرْطِي فَأَذِنَ لَهَا فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَزْوَاجَكَ أَرْسَلْنَنِي إِلَيْكَ يَسْأَلْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ وَأَنَا سَاكِتَةٌ قَالَتْ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج نے حضرت فاطمہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا، انھوں نے اجازت طلب کی، درآں حالیکہ آپ میرے ساتھ چادر میں لیٹے ہوئے تھے، آپ نے ان کو اجازت دی انھوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ کی ازواج نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے وہ ابو قحافہ کی بیٹی کے معاملہ میں آپ سے عدل چاہتی ہیں، میں اس وقت خاموش رہی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے فرمایا: اے بیٹی! کیا تم اس سے محبت نہیں کرتیں جس سے میں محبت کرتا ہوں! حضرت فاطمہ نے کہا کیوں نہیں! آپ نے فرمایا پھر ان سے محبت کرو، حضرت عائشہ فرماتی ہیں

بُنَيَّةُ اَلَسْتِ تُحِبِّيْنَ مَا اُحِبُّ فَقَالَتْ بَلٰى قَالَ فَاَحِبِّىْ هٰذِهٖ قَالَتْ فَقَامَتْ فَاطِمَةُ حِيْنَ سَمِعَتْ ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعَتْ اِلٰى اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَتْهُنَّ بِالَّذِىْ قَالَتْ وَبِالَّذِىْ قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ لَهَا مَا نُرَاكِ اَغْنَيْتِ عَنَّا مِنْ شَیْءٍ فَارْجِعِىْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُوْلِىْ لَهٗ اِنَّ اَزْوَاجَكَ يَنْشُدْنَكَ الْعَدْلَ فِى ابْنَةِ اَبِىْ قُحَافَةَ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ وَاللّٰهِ لَا اُكَلِّمُهٗ فِيْهَا اَبَدًا قَالَتْ عَائِشَةُ فَاَرْسَلَ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِىَ الَّتِىْ كَانَتْ تُسَامِيْنِىْ مِنْهُنَّ فِى الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ اَرَ امْرَاَةً قَطُّ خَيْرًا فِى الدِّيْنِ مِنْ زَيْنَبَ وَاَتْقٰى لِلّٰهِ وَاَصْدَقَ حَدِيْثًا وَاَوْصَلَ لِلرَّحِمِ وَاَعْظَمَ صَدَقَةً وَاَشَدَّ ابْتِذَالًا لِنَفْسِهَا فِى الْعَمَلِ الَّذِىْ تَصَدَّقُ بِهٖ وَتَقَرَّبُ بِهٖ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مَا عَدَا سَوْرَةً مِّنْ حِدَّةٍ كَانَتْ فِيْهَا تُسْرِعُ مِنْهَا الْفَيْئَةَ قَالَتْ فَاسْتَاْذَنَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ عَائِشَةَ فِىْ مِرْطِهَا عَلَى الْحَالَةِ الَّتِىْ دَخَلَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا وَهُوَ بِهَا فَاَذِنَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَزْوَاجَكَ اَرْسَلْنَنِىْ اِلَيْكَ يَسْاَلْنَكَ الْعَدْلَ فِى ابْنَةِ اَبِىْ قُحَافَةَ قَالَتْ ثُمَّ وَقَعَتْ بِىْ فَاسْتَطَالَتْ عَلَىَّ وَاَنَا اَرْقُبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَرْقُبُ طَرْفَهٗ هَلْ يَاْذَنُ لِىْ فِيْهَا قَالَتْ فَلَمْ تَبْرَحْ زَيْنَبُ حَتّٰى عَرَفْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكْرَهُ اَنْ اَنْتَصِرَ قَالَتْ فَلَمَّا وَقَعْتُ بِهَا لَمْ اَنْشَبْهَا حَتّٰى اَنْحَيْتُ عَلَيْهَا قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

کہ جب حضرت فاطمہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ جواب سنا تو اٹھ کر کھڑی ہو گئیں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے پاس واپس گئیں اور جو کچھ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا اور جو کچھ آپ نے جواب میں فرمایا تھا وہ ان سے بیان کیا، انھوں نے کہا آپ نے ہمارا کوئی کام نہیں کیا دوبارہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں اور آپ سے کہیں کہ آپ کی ازواج آپ کو ابو قحافہ کی بیٹی کے معاملہ میں عدل کرنے کے لیے اللہ کی قسم دیتی ہیں، حضرت فاطمہ نے کہا بخدا، میں آپ سے اس مسئلہ میں کبھی بات نہیں کروں گی، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج نے آپ کی زوجہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو آپ کے پاس بھیجا اور وہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مرتبہ میں میرے برابر تھیں اور میں نے حضرت زینب سے زیادہ دیندار، اللہ سے ڈرنے والی، صادق القول، صلہ رحم کرنے والی، صدقہ و خیرات کرنے والی کوئی عورت نہیں دیکھی، اور نہ ان سے زیادہ تواضع کرنے والی اور اپنے اعمال کو کم سمجھنے والی کوئی عورت دیکھی، البتہ وہ زبان کی تیز تھیں لیکن اس سے بھی وہ بہت جلد رجوع کر لیتی تھیں، انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اجازت طلب کی اس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے ساتھ اسی حالت میں ایک چادر میں لیٹے ہوئے تھے جس حالت میں حضرت فاطمہ آئی تھیں آپ نے ان کو اجازت دی، انھوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ کی ازواج نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے وہ آپ سے ابو قحافہ کی بیٹی کے معاملہ میں عدل کا سوال کرتی ہیں، پھر وہ میری طرف متوجہ ہو گئیں اور بہت کچھ کہا، اور میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ رہی تھی، اور آپ کی آنکھوں کی طرف دیکھ رہی تھی کہ آیا آپ مجھے جواب دینے کی اجازت دیتے

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَبَسَّمَ اِنَّهَا ابْنَةُ اَبِيْ بَكْرٍ.

ہیں، ادھر حضرت زینب کے کلام کا سلسلہ نہیں ٹوٹتا، حتیٰ کہ میں نے جان لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری جوابی کارروائی کو ناپسند نہیں کریں گے، پھر میں نے جواب دینے شروع کیے اور کچھ ہی دیر میں ان کو خاموش کر دیا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور کہا یہ ابوبکر کی بیٹی ہے۔

۶۱۶۹ - حَدَّثَنِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُهْزَاذَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ فِي الْمَعْنٰى غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ فَلَمَّا وَقَعْتُ بِهَا لَمْ اَنْشَبْهَا اَنْ اَثْخَنْتُهَا غَلَبَةً.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی، اس میں یہ ہے کہ جب میں ان کی طرف متوجہ ہوئی تو وہ مجھ پر غالب نہ آسکیں۔

۶۱۷۰ - وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ وَجَدْتُ فِيْ كِتَابِيْ عَنْ اَبِيْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَتَفَقَّدُ يَقُوْلُ اَيْنَ اَنَا الْيَوْمَ اَيْنَ اَنَا غَدًا اسْتِبْطَاءً لِيَوْمِ عَائِشَةَ قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ يَوْمِيْ قَبَضَهُ اللهُ بَيْنَ سَحْرِيْ وَنَحْرِيْ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مرض الموت) میں حضرت عائشہ کی باری طلب کرنے کے لیے پوچھتے تھے: میں آج کہاں رہوں گا؟ کل میں کہاں رہوں گا؟ پھر جس دن میری باری تھی آپ کا سر میرے سینہ اور حلق کے درمیان تھا کہ اللہ نے آپ کی روح کو قبض کر لیا۔

۶۱۷۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ فِيْمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَبْلَ اَنْ يَمُوْتَ وَهُوَ مُسْنِدٌ اِلٰى صَدْرِهَا وَاَصْغَتْ اِلَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات سے پہلے میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، میں نے کان لگا کر سنا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے تھے: اے اللہ! مجھے بخش دے! اے اللہ! مجھ پر رحم فرما! اے اللہ مجھے رفیق اعلیٰ کے ساتھ لاحق کر۔

۶۱۷۲ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ.

امام مسلم نے اس حدیث کی تین اور سندیں بیان کیں۔

٦١٧٣ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَسْمَعُ أَنَّهُ لَنْ يَمُوتَ نَبِيٌّ حَتَّى يُخَيَّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ قَالَتْ فَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَأَخَذَتْهُ بُحَّةٌ يَقُولُ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا قَالَتْ فَظَنَنْتُهُ خُيِّرَ حِينَئِذٍ۔

٦١٧٤ - حَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

٦١٧٥ - حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فِي رِجَالٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ صَحِيحٌ إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتَّى يَرَى مَقْعَدَهُ فِي الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا نَزَلَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأْسُهُ عَلَى فَخِذِي غُشِيَ عَلَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ أَفَاقَ فَأَشْخَصَ بَصَرَهُ إِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى قَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ إِذًا لَا يَخْتَارُنَا قَالَتْ عَائِشَةُ وَعَرَفْتُ الْحَدِيثَ الَّذِي كَانَ يُحَدِّثُنَا بِهِ وَهُوَ صَحِيحٌ فِي قَوْلِهِ إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتَّى يَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَتْ تِلْكَ آخِرُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلُهُ اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے یہ سنا تھا کہ کوئی نبی اس وقت تک فوت نہیں ہوتا جب تک کہ اس کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار نہ دے دیا جائے اور میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مرض الموت میں یہ فرماتے ہوئے سنا، ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ تعالےٰ نے انعام فرمایا جو انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں، وہی اچھے رفیق ہیں، حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے گمان کیا اب آپ کو اختیار دے دیا گیا ہے۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی تندرستی کے زمانہ میں فرمایا: کسی نبی کی روح اس وقت تک قبض نہیں کی جاتی جب تک کہ وہ جنت میں اپنا مقام دیکھ نہ لے، پھر اس کو اختیار دے دیا جاتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رحلت کا وقت آ گیا اس وقت آپ کا سر میرے زانو پر تھا، آپ پر کچھ دیر بے ہوشی طاری رہی، پھر آپ ہوش میں آئے، آپ نے چھت کی طرف نگاہیں اٹھائیں پھر فرمایا: اے اللہ! رفیق اعلیٰ! حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے سوچا اب حضور ہم کو اختیار نہیں کریں گے، حضرت عائشہ کہتی ہیں مجھے وہ حدیث یاد آ گئی جو حضور نے صحت کے زمانہ میں فرمائی تھی، کہ کسی نبی کی روح اس وقت تک قبض نہیں کی جاتی جب تک کہ اسے جنت میں اس کا مقام دکھا نہ دیا جائے، پھر اس کو اختیار دیا جاتا ہے، حضرت عائشہ فرماتی ہیں: رسول اللہ صلے اللہ

٦١٧٦ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ قَالَ عَبْدٌ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَطَارَتِ الْقُرْعَةُ عَلَى عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ فَخَرَجَتَا مَعَهُ جَمِيعًا وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ بِاللَّيْلِ سَارَ مَعَ عَائِشَةَ يَتَحَدَّثُ مَعَهَا فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ أَلَا تَرْكَبِينَ اللَّيْلَةَ بَعِيرِي وَأَرْكَبُ بَعِيرَكِ فَتَنْظُرِينَ وَأَنْظُرُ قَالَتْ بَلَى فَرَكِبَتْ عَائِشَةُ عَلَى بَعِيرِ حَفْصَةَ وَرَكِبَتْ حَفْصَةُ عَلَى بَعِيرِ عَائِشَةَ فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَمَلِ عَائِشَةَ وَعَلَيْهِ حَفْصَةُ فَسَلَّمَ ثُمَّ سَارَ مَعَهَا حَتّٰى نَزَلُوا فَافْتَقَدَتْهُ عَائِشَةُ فَغَارَتْ فَلَمَّا نَزَلُوا جَعَلَتْ تَجْعَلُ رِجْلَهَا بَيْنَ الْإِذْخِرِ وَتَقُولُ يَا رَبِّ سَلِّطْ عَلَيَّ عَقْرَبًا أَوْ حَيَّةً تَلْدَغُنِي رَسُولُكَ وَلَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَقُولَ لَهُ شَيْئًا۔

٦١٧٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ (يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ۔

٦١٧٨ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ

علیہ وسلم کا آخری کلمہ یہ تھا: "اللہم الرفیق الاعلیٰ"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے جاتے تو اپنی ازواج کے درمیان قرعہ اندازی کرتے، ایک مرتبہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کے نام قرعہ نکلا، وہ دونوں آپ کے ساتھ گئیں، جب رات کا وقت ہوتا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے ساتھ سفر کرتے، اور ان کے ساتھ باتیں کرتے، حضرت حفصہ نے حضرت عائشہ سے کہا آج کی رات تم میرے اونٹ پر سوار ہو اور میں تمہارے اونٹ پر سوار ہوتی ہوں، تم دیکھنا میں بھی دیکھوں گی، حضرت عائشہ نے کہا ٹھیک ہے، پھر حضرت عائشہ، حضرت حفصہ کے اونٹ پر سوار ہو گئیں، اور حضرت حفصہ، حضرت عائشہ کے اونٹ پر سوار ہو گئیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے اونٹ پر آئے تو اس پر حضرت حفصہ سوار تھیں، آپ نے سلام کیا اور ان کے ساتھ چلتے رہے، حتیٰ کہ منزل پر اُترے، حضرت عائشہ نے حضور کو اپنے پاس نہیں پایا تو انھیں رشک آیا، جب لوگ اُترے تو انھوں نے اپنے پیر اذخر (گھاس) پر مارے اور کہتیں یا رب مجھ پر کوئی بچھو یا سانپ مسلط کر دے جو مجھ کو ڈس لے، وہ تیرے رسول ہیں انھیں کچھ کہنے کی مجھے مجال نہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے! عائشہ کی عورتوں پر فضیلت ایسے ہے جیسے ثرید کی فضیلت کھانوں پر ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ

حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ (يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ) ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ (يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ) كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي حَدِيثِ إِسْمٰعِيلَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ۔

وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کی ہے۔

۶۱۷۹۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ وَيَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا إِنَّ جِبْرِيلَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ قَالَتْ فَقُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: جبرائیل تم کو سلام کہتے ہیں میں نے کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ۔

۶۱۸۰۔ حَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْمُلَائِيُّ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَامِرًا يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس کی مثل فرمایا۔

۶۱۸۱۔ وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۱۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشُ هٰذَا جِبْرِيلُ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ قَالَتْ فَقُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَتْ وَهُوَ يَرٰى مَا لَا أَرٰى۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائش، یہ جبرائیل ہیں جو تم کو سلام کہہ رہے ہیں، میں نے کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، حضرت عائشہ نے کہا آپ ان چیزوں کو دیکھتے تھے جنہیں میں نہیں دیکھتی تھی۔

۶۱۸۳- حدثنا علي بن حجر السعدي وأحمد بن جناب كلاهما عن عيسى (واللفظ لابن حجر) حدثنا عيسى بن يونس حدثنا هشام بن عروة عن أخيه عبد الله بن عروة عن عروة عن عائشة أنها قالت جلس إحدى عشرة امرأة فتعاهدن وتعاقدن أن لا يكتمن من أخبار أزواجهن شيئا (قالت الأولى) زوجي لحم جمل غث على رأس جبل لا سهل فيرتقى ولا سمين فينتقل (قالت الثانية) زوجي لا أبث خبره إني أخاف أن لا أذره إن أذكره أذكر عجره وبجره (قالت الثالثة) زوجي العشنق إن أنطق أطلق وإن أسكت أعلق (قالت الرابعة) زوجي كليل تهامة لا حر ولا قر ولا مخافة ولا سآمة (قالت الخامسة) زوجي إن دخل فهد وإن خرج أسد ولا يسأل عما عهد (قالت السادسة) زوجي إن أكل لف وإن شرب اشتف وإن اضطجع التف ولا يولج الكف ليعلم البث (قالت السابعة) زوجي غياياء أو عياياء طباقاء كل داء له داء شجك أو فلك أو جمع كلا لك (قالت الثامنة) زوجي الريح ريح زرنب والمس مس أرنب (قالت التاسعة) زوجي رفيع العماد طويل النجاد عظيم الرماد قريب البيت من الناد (قالت العاشرة) زوجي مالك وما مالك مالك خير من ذلك له إبل كثيرات المبارك قليلات المسارح إذا سمعن صوت المزهر أيقن أنهن هوالك (قالت الحادية عشرة) زوجي أبو زرع فما أبو زرع أناس من حلي أذني وملأ من شحم عضدي وبجحني فبجحت إلى نفسي وجدني في أهل غنيمة بشق فجعلني في أهل صهيل وأطيط ودائس و

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ گیارہ عورتیں آپس میں یہ معاہدہ کر کے بیٹھیں کہ وہ اپنے اپنے خاوندوں کی کوئی بات نہ چھپائیں اور سب کچھ بیان کر دیں، پہلی نے کہا میرا خاوند ایک لاغر اونٹ کا گوشت ہے جو ایک ایسے دشوار گذار پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہے جس پر چڑھنا آسان نہیں، نہ وہ کوئی فربہ گوشت ہے جس کو منتقل کرنے کی کوشش کی جائے، دوسری نے کہا میں اپنے خاوند کی خبر کو منتشر نہیں کر سکتی، مجھے خوف ہے کہ میں اپنے حالات کی کوئی بات نہ چھوڑوں گی پھر میں اس کا ظاہر اور باطن سب بیان کروں گی، تیسری نے کہا میرا خاوند لمڈھینگ ہے اگر میں بات کروں تو طلاق پاؤں، اور اگر چپ رہوں تو معلق رہوں، چوتھی نے کہا میرا خاوند تہامہ کی رات کی طرح ہے، گرم ہے نہ ٹھنڈا، اس سے خوف ہے نہ ملال، پانچویں نے کہا میرا خاوند جب گھر آتا ہے تو چیتے کی طرح اور جب باہر جائے تو شیر کی طرح ہے اور گھر میں جو کچھ ہو اس کے متعلق سوال نہیں کرتا، چھٹی نے کہا میرا خاوند جب کھاتا ہے تو سب چٹ کر جاتا ہے اور جب پیتا ہے تو سب ڈکار جاتا ہے، اور جب لیٹتا ہے تو کپڑا لپیٹ لیتا ہے، ہاتھ نہیں بڑھاتا تاکہ میری پراگندگی معلوم ہو، ساتویں نے کہا میرا خاوند صحبت سے عاجز اور نامرد ہے، احمق ہے بول نہیں سکتا۔ دنیا کی ہر بیماری اس میں ہے، وہ تیرا سر پھوڑ دے، یا تجھے زخمی کر دے یا دونوں، آٹھویں بولی میرا خاوند خرگوش کی طرح ملائم ہے، اور ہوا کی طرح خوشبودار ہے، نویں نے کہا میرا خاوند دراز قد، مہمان نواز اور بہت کھلانے والا ہے، دسویں نے کہا میرا خاوند مالک ہے، میں مالک کا کیا حال بیان کروں

مُنَقٍّ فَعِنْدَهُ أَقُولُ فَلَا أُقَبَّحُ وَأَرْقُدُ فَأَتَصَبَّحُ وَأَشْرَبُ فَأَتَقَنَّحُ ۔ أُمُّ أَبِي زَرْعٍ فَمَا أُمُّ أَبِي زَرْعٍ عُكُومُهَا رَدَاحٌ وَبَيْتُهَا فَسَاحٌ ۔ ابْنُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا ابْنُ أَبِي زَرْعٍ مَضْجِعُهُ كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ وَيُشْبِعُهُ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ ۔ بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ طَوْعُ أَبِيهَا وَطَوْعُ أُمِّهَا وَمِلْءُ كِسَائِهَا وَغَيْظُ جَارَتِهَا ۔ جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ لَا تَبُثُّ حَدِيثَنَا تَبْثِيثًا وَلَا تُنَقِّثُ مِيرَتَنَا تَنْقِيثًا وَلَا تَمْلَأُ بَيْتَنَا تَعْشِيشًا قَالَتْ خَرَجَ أَبُو زَرْعٍ وَالْأَوْطَابُ تُمْخَضُ فَلَقِيَ امْرَأَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كَالْفَهْدَيْنِ يَلْعَبَانِ مِنْ تَحْتِ خَصْرِهَا بِرُمَّانَتَيْنِ فَطَلَّقَنِي وَنَكَحَهَا فَنَكَحْتُ بَعْدَهُ رَجُلًا سَرِيًّا رَكِبَ شَرِيًّا وَأَخَذَ خَطِّيًّا وَأَرَاحَ عَلَيَّ نَعَمًا ثَرِيًّا وَأَعْطَانِي مِنْ كُلِّ رَائِحَةٍ زَوْجًا قَالَ كُلِي أُمَّ زَرْعٍ وَمِيرِي أَهْلَكِ فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَيْءٍ أَعْطَانِي مَا بَلَغَ أَصْغَرَ آنِيَةِ أَبِي زَرْعٍ قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ لَكِ كَأَبِي زَرْعٍ لِأُمِّ زَرْعٍ ۔

اس کے بکثرت اونٹ ہیں جو مکان کے قریب بٹھائے جاتے ہیں، وہ چراگاہ میں کم چرتے ہیں، وہ اونٹ جب باجوں کی آواز سنتے ہیں تو جان لیتے ہیں کہ ان کی ہلاکت کا وقت آگیا، گیارھویں نے کہا میرا خاوند ابوزرع ہے، ابوزرع کیا ہی خوب ہے، اس نے زیورات سے میرے کان جھکا دیے، اور چربی سے میرے بازو بھر دیے، مجھے اس طرح خوش رکھا کہ میں خوشی میں یہ بھول گئی کہ مجھے اس نے ایک غریب گھرانے میں دیکھا تھا، جو تنگ دستی کی وجہ سے بکریوں پہ گذارہ کرتے اور وہ مجھے ایک ایسے خوشحال خاندان میں لے آیا جہاں گھوڑے اونٹ، ہل چلانے والے بیل اور کسان موجود تھے، مجھے کسی بات پر کوئی برا نہیں کہتا تھا، میں دن چڑھے تک سوتی تھی اور مجھے کوئی جگا نہیں سکتا تھا، کھانے پینے میں ایسی وسعت کہ میں سیر ہو کر چھوڑ دیتی تھی، ابوزرع کی ماں، کیا ہی خوب ہے ابوزرع کی ماں، اس کے بڑے بڑے برتن ہمیشہ بھرے رہتے ہیں اور اس کا مکان بہت وسیع ہے، ابوزرع کا بیٹا کیا ہی خوب ہے ابوزرع کا بیٹا۔ اس کے لیٹنے کی جگہ نرم و نازک شاخ یا باریک تلوار، بکری کے بچے کا ایک دست اس کا پیٹ بھرنے کے لیے کافی ہے،، ابوزرع کی بیٹی! کیا ہی خوب ہے ابوزرع کی بیٹی! ماں کی تابع فرمان، باپ کی اطاعت گذار، فربہ بدن اور سوکن کا غیظ، ابوزرع کی باندی، کیا ہی خوب ہے ابوزرع کی باندی، ہماری باتیں گھر کے باہر بیان نہیں کرتی تھی، کھانے کی کوئی چیز ہماری اجازت کے بغیر نہیں کھاتی تھی، ہمارے گھر کو کوڑے کرکٹ سے نہیں بھرتی تھی، ایک دن جب برتنوں میں دودھ بلویا جا رہا تھا، ابوزرع گھر سے نکلا، اسے راستہ میں ایک عورت ملی جس کے چیتے کی مانند دو بچے اس کی کوکھ کے نیچے سے اس

کے دو اناروں سے کھیل رہے تھے، پھر اس نے مجھ کو طلاق دے دی، اور اس عورت سے نکاح کر لیا، پھر میں نے بھی اس کے بعد ایک سردار سے شادی کر لی وہ شہسوار اور سپہ گر تھا، اس نے مجھے بہت نعمتیں دیں اور ہر قسم کے جانوروں سے مجھے ایک جوڑا دیا، اس نے کہا اے ام زرع تم خود بھی کھاؤ اور اپنے میکہ بھی بھیج دو، لیکن اگر میں اس کی ساری نوازشوں کو بھی جمع کروں پھر بھی ابوزرع کی ایک چھوٹی سی عطا کے برابر نہیں ہو سکتی، حضرت عائشہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی تمہارے لیے ایسا ہوں جیسے ام زرع کے لیے ابوزرع تھا۔

۶۱۸۴ - وَحَدَّثَنِيهِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ عَيَايَاءُ طَبَاقَاءُ وَلَمْ يَشُكَّ وَقَالَ قَلِيلَاتُ الْمَسَارِحِ وَقَالَ وَصِفْرُ رِدَائِهَا وَخَيْرُ نِسَائِهَا وَعَقْرُ جَارَتِهَا وَقَالَ وَلَا تَنْقُثُ مِيرَتَنَا تَنْقِيثًا وَقَالَ وَأَعْطَانِي مِنْ كُلِّ ذَابِحَةٍ زَوْجًا۔

ایک اور سند کے ساتھ بھی یہ حدیث مروی ہے لیکن اس میں الفاظ کا معمولی سا فرق ہے اس میں عیایا یا طباقاء ہے۔ قلیلات المسارح ہے وغیرہ وغیرہ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

علامہ ابن الاثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں، آپ کی ازواج میں سب سے مشہور اور محبوب ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام ام رومان بنت عامر بن عویمر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے دو سال پہلے ان سے نکاح کیا، ایک قول تین سال پہلے کا ہے، یہ آپ کے عقد میں واحد کنواری خاتون تھیں، حضرت زبیر نے کہا حضرت خدیجہ کی وفات کے تین سال بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا اور حضرت خدیجہ کی وفات ہجرت سے تین سال قبل ہوئی تھی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے عقد کیا اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی، ایک قول سات سال ہے، حضرت عائشہ کی رخصتی مدینہ منورہ میں ہوئی، اس وقت ان کی عمر نو سال تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت خدیجہ کی وفات ہو گئی تو حضرت عثمان کی بیوی حضرت خولہ بنت حکیم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ شادی کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا کس سے؟ خولہ

نے کہا آپ چاہیں تو کنواری سے کرلیں اور آپ چاہیں تو بیوہ سے کرلیں، آپ نے پوچھا: کنواری کون ہے؟ خولہ نے کہا آپ کے محبوب حضرت ابوبکر کی صاحبزادی حضرت عائشہ، آپ نے پوچھا بیوہ کون ہے؟ انھوں نے کہا حضرت سودہ بنت زمعہ جو آپ پر ایمان لاچکی ہیں، آپ نے فرمایا جاؤ ان دونوں سے میرا ذکر کرو۔ حضرت خولہ، حضرت ابوبکر کے گھر گئیں اور حضرت ام رومان سے کہا اے ام رومان! اللہ نے آپ کے گھر میں کیسی خیر اور برکت نازل کی ہے انھوں نے کہا وہ کیسے؟ انھوں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے حضرت عائشہ کے لیے پیغام دے کر بھیجا ہے! انھوں نے کہا اس کا حضور سے کیسے نکاح ہوسکتا ہے وہ تو ان کے بھائی کی بیٹی ہے؟ تم ٹھہرو حضرت ابوبکر آنے والے ہیں میں ان سے مشورہ کرلوں، حضرت ابوبکر نے بھی یہ پیغام سن کر کہا وہ تو ان کے بھائی کی بیٹی ہے، پھر حضرت خولہ نے جاکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ عرض کیا، آپ نے فرمایا جاؤ جاکر ابوبکر سے کہو کہ وہ میرے دین اسلام میں بھائی ہیں اور ان کی بیٹی کا مجھ سے نکاح جائز ہے۔ وہ حضرت ابوبکر کے پاس گئیں، انھوں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بلاؤ، حضور تشریف لائے، پھر حضرت ابوبکر نے حضور سے حضرت عائشہ کا نکاح کردیا، اس وقت حضرت عائشہ کی عمر چھ سال کی تھی۔

عروہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صحابہ اپنے ہدیے اور تحفے اس دن پیش کرتے تھے جس دن حضور حضرت عائشہ کے گھر ہوتے تھے، حضرت عائشہ نے کہا پھر میری سوکنیں حضرت ام سلمہ کے پاس جمع ہوئیں اور کہا اے ام سلمہ! صحابہ اپنے ہدیے حضرت عائشہ کی باری کے دن پیش کرتے ہیں،

اور ہم بھی حضرت عائشہ کی طرح خیر چاہتے ہیں، آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ کہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں سے فرمائیں کہ میں جس گھر میں بھی ہوں وہ اپنے ہدیے پیش کردیا کریں، حضرت ام سلمہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا، حضرت ام سلمہ کہتی ہیں حضور نے مجھ سے منہ پھیر لیا، میں نے دوبارہ ذکر کیا، آپ نے دوبارہ اعراض فرمایا جب میں نے تیسری بار ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اے ام سلمہ مجھے عائشہ کے معاملہ میں اذیت مت دو، کیونکہ بخدا عائشہ کے سوا تم میں سے کسی زوجہ کے بستر میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو ذات السلاسل کے لشکر کا امیر بنایا، میں نے واپسی میں حضور کے پاس جاکر کہا یا رسول اللہ! آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ کون محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا: عائشہ، میں نے پوچھا مردوں میں، آپ نے فرمایا: عائشہ کا باپ!

اکابر صحابہ حضرت عائشہ سے فرائض کے متعلق سوال کرتے تھے، عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ لوگوں میں سب سے زیادہ فقیہہ تھیں، اور عام مسائل میں آپ کی رائے سب سے زیادہ درست ہوتی تھی، عروہ نے کہا میں نے فقہ، طب اور شعر میں حضرت عائشہ سے بڑھ کر کسی کو عالم نہیں دیکھا، اگر حضرت عائشہ کے فضائل میں صرف قصہ افک ہی ہوتا تو وہی کافی تھا، کیونکہ حضرت عائشہ کے متعلق قرآن مجید میں آیات نازل ہوئیں جن کی قیامت تک تلاوت ہوتی رہے گی۔

سترہ رمضان، ۵۷ھ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی، ایک قول ۵۸ھ کا بھی ہے۔

حضرت عائشہ نے فرمایا تھا ان کو رات کے وقت بقیع میں دفن کر دیا جائے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی، اور آپ کے پانچ بھانجوں اور بھتیجوں نے آپ کو قبر میں اتارا، جس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اس وقت حضرت عائشہ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔[1]

بَابُ ۸۵۶ فَضَائِلِ فَاطِمَةَ بِنْتِ النَّبِيِّ عَلَيْهَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل!

۶۱۸۵ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُونُسَ وَ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ كِلَاهُمَا عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ ابْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ الْقُرَشِيُّ التَّيْمِيُّ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُولُ إِنَّ بَنِي هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ اسْتَأْذَنُونِي أَنْ يُنْكِحُوا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَلَا آذَنُ لَهُمْ ثُمَّ لَا آذَنُ لَهُمْ ثُمَّ لَا آذَنُ لَهُمْ إِلَّا أَنْ يُحِبَّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ أَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتِي وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ فَإِنَّمَا ابْنَتِي بَضْعَةٌ مِنِّي يُرِيبُنِي مَا رَابَهَا وَ يُؤْذِينِي مَا آذَاهَا۔

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منبر پر یہ سنا ہے کہ بنو ہشام بن مغیرہ نے مجھ سے یہ اجازت لی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کی علی بن ابی طالب سے شادی کر دیں، میں اس کی اجازت نہیں دیتا، میں اس کی اجازت نہیں دیتا، میں اس کی اجازت نہیں دیتا، ہاں اگر ابن ابی طالب چاہے تو میری بیٹی کو طلاق دے دے اور ان کی بیٹی سے شادی کرے، کیونکہ میری بیٹی میرے جسم کا جز ہے، جو چیز اسے بے چین کرتی ہے وہ مجھے بے چین کرتی ہے، ہے جو چیز اس کو ایذا دے وہ مجھے ایذا دیتی ہے۔

۶۱۸۶ - حَدَّثَنِي أَبُو مَعْمَرٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْهُذَلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي يُؤْذِينِي مَا آذَاهَا۔

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ میرے ہی گوشت کا ٹکڑا ہے جو چیز اس کو ایذا دے وہ مجھے ایذا دیتی ہے۔

۶۱۸۷ - حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ الدُّؤَلِيُّ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ حَدَّثَهُ أَنَّهُمْ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ مِنْ عِنْدِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ مَقْتَلَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَقِيَهُ

علی بن الحسین بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد جب وہ یزید بن معاویہ کے پاس سے مدینہ منورہ آئے تو ان کی مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوئی، حضرت مسور نے کہا آپ کو مجھ سے کچھ کام ہو تو بتائیے، حضرت علی بن حسین کہتے ہیں میں نے ان سے کہا، نہیں، حضرت مسور

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۰۲ - ۵۰۱ ملخصاً، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ فَقَالَ لَهُ هَلْ لَكَ إِلَيَّ مِنْ حَاجَةٍ تَأْمُرُنِي بِهَا قَالَ فَقُلْتُ لَهُ لَا قَالَ لَهُ هَلْ أَنْتَ مُعْطِيَّ سَيْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَغْلِبَكَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ وَايْمُ اللهِ لَئِنْ أَعْطَيْتَنِيهِ لَا يُخْلَصُ إِلَيْهِ أَبَدًا حَتَّى تَبْلُغَ نَفْسِي إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ عَلَى فَاطِمَةَ فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ فِي ذَلِكَ عَلَى مِنْبَرِهِ هَذَا وَأَنَا يَوْمَئِذٍ مُحْتَلِمٌ فَقَالَ إِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّي وَإِنِّي أَتَخَوَّفُ أَنْ تُفْتَنَ فِي دِينِهَا قَالَ ثُمَّ ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ فَأَحْسَنَ قَالَ حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي وَوَعَدَنِي فَأَوْفَى لِي وَإِنِّي لَسْتُ أُحَرِّمُ حَلَالًا وَلَا أُحِلُّ حَرَامًا وَلَكِنْ وَاللهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللهِ مَكَانًا وَاحِدًا أَبَدًا

نے کہا کیا آپ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تلوار عطا کریں گے، کیونکہ مجھے خدشہ ہے کہ لوگ آپ سے زبردستی یہ تلوار چھین لیں گے، بخدا اگر آپ نے مجھے یہ تلوار دیدی تو جب تک میرے جسم میں جان ہے اس کو مجھ سے کوئی نہیں لے سکے گا، بے شک جب حضرت علی ابن ابی طالب نے حضرت فاطمہ کے اوپر ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام دیا تو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا اس وقت میں بلوغت کے قریب تھا، آپ اپنے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے لوگوں سے فرما رہے تھے: بے شک فاطمہ مجھ سے ہے اور مجھے خوف ہے کہ اس کے دین میں کوئی فتنہ ڈالا جائے گا، پھر آپ نے عبد الشمس کی اولاد میں سے اپنے ایک داماد (عاص بن الربیع) کا ذکر کیا اور ان کی دامادی کی تعریف کی حضور نے فرمایا اس نے مجھ سے جو کچھ کہا سچ کہا، جو وعدہ کیا وہ پورا کیا، میں کسی حلال کو حرام نہیں کرتا اور نہ حرام کو حلال کرتا ہوں لیکن بہ خدا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اور دشمن خدا کی بیٹی ایک جگہ میں کبھی جمع نہیں ہو سکتیں۔

۶۱۸۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ وَعِنْدَهُ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِذَلِكَ فَاطِمَةُ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَهُ إِنَّ قَوْمَكَ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ وَهَذَا عَلِيٌّ نَاكِحًا ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ قَالَ الْمِسْوَرُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُهُ حِينَ تَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيعِ فَحَدَّثَنِي

حضرت مسور بن مخرمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی ابن ابی طالب نے ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام دیا، حالانکہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ان کے نکاح میں تھیں، جب حضرت فاطمہ نے یہ سنا تو وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، اور کہا آپ کی قوم یہ کہتی ہے کہ آپ کو اپنی بیٹیوں کے لیے غصہ نہیں آتا اور یہ علی ہیں جو ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے والے ہیں، حضرت مسور کہتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے، آپ نے کلمہ شہادت پڑھ کر فرمایا، حمد و ثناء کے بعد واضح ہو کہ میں نے (اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کا) ابو العاص بن الربیع سے نکاح کیا اس نے مجھ

فَصَدَقَنِي وَإِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ مُضْغَةٌ مِنِّي وَإِنَّمَا أَكْرَهُ أَنْ يَفْتِنُوهَا وَإِنَّهَا وَاللَّهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللَّهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ أَبَدًا قَالَ فَتَرَكَ عَلِيٌّ الْخِطْبَةَ.

سے جو کچھ کہا سچ کہا، اور بے شک فاطمہ بنت محمد میرے جسم کا جز ہے، اور میں اس کو ناپسند کرتا ہوں کہ لوگ اس کو کسی آزمائش میں مبتلا کریں، اور بے شک خدا کی قسم! رسول اللہ کی بیٹی اور عدو اللہ کی بیٹی ایک شخص کے ہاں کبھی جمع نہیں ہو سکتیں، حضرت مسور کہتے ہیں پھر حضرت علی نے نکاح کا پیغام ترک کر دیا۔

۶۱۸۹ - وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبٌ (يَعْنِي ابْنَ جَرِيرٍ) عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ (يَعْنِي ابْنَ رَاشِدٍ) يُحَدِّثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۱۹۰ - حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ (يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ) عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فَسَارَّهَا فَبَكَتْ ثُمَّ سَارَّهَا فَضَحِكَتْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لِفَاطِمَةَ مَا هَذَا الَّذِي سَارَّكِ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَكَيْتِ ثُمَّ سَارَّكِ فَضَحِكْتِ قَالَتْ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي بِمَوْتِهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ مَنْ يَتْبَعُهُ مِنْ أَهْلِهِ فَضَحِكْتُ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا، اور ان کو سرگوشی میں کوئی بات کہی، حضرت فاطمہ رونے لگیں، آپ نے پھر سرگوشی میں کوئی بات کہی تو ہنسنے لگیں، حضرت عائشہ کہتی ہیں میں نے حضرت فاطمہ سے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ سے سرگوشی میں کیا کہا تھا؟ جو آپ روئیں اور دوبارہ سرگوشی میں کیا فرمایا تھا جو آپ ہنسیں، حضرت فاطمہ نے کہا: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلی بار سرگوشی میں اپنی وفات کی خبر دی تو میں روئی، اور دوسری بار سرگوشی میں یہ خبر دی کہ آپ کے اہل میں سے سب سے پہلے آپ کے ساتھ میں لاحق ہوں گی، تو میں ہنسی۔

۶۱۹۱ - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهُ لَمْ يُغَادِرْ مِنْهُنَّ وَاحِدَةً فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِي مَا تُخْطِئُ مِشْيَتُهَا مِنْ مِشْيَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَلَمَّا رَآهَا رَحَّبَ بِهَا فَقَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِي ثُمَّ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہم سب ازواج آپ کے پاس موجود تھیں، ان میں سے کوئی باقی نہیں تھی، اتنے میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں، ان کا چلنا ہو بہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چلنے کے مطابق تھا، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو مرحبا کہا، اور فرمایا اے میری بیٹی مرحبا! پھر ان کو اپنی دائیں یا بائیں جانب بٹھایا، پھر

أجلسها عن يمينه أو عن شماله ثم سارها
فبكت بكاء شديدا فلما رأى جزعها سارها
الثانية فضحكت فقلت لها خصك رسول الله
صلى الله عليه وسلم من بين نسائه بالسرار
ثم أنت تبكين فلما قام رسول الله صلى الله
عليه وسلم سألتها ما قال لك رسول الله صلى
الله عليه وسلم قالت ما كنت أفشي على رسول
الله صلى الله عليه وسلم سره قالت فلما
توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم قلت
عزمت عليك بما لي عليك من الحق لما حدثتني
ما قال لك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت
أما الآن فنعم أما حين سارني في المرة الأولى
فأخبرني أن جبريل كان يعارضه القرآن في
كل سنة مرة أو مرتين وإنه عارضه الآن
مرتين وإني لا أرى الأجل إلا قد اقترب فاتقي
الله واصبري فإنه نعم السلف أنا لك قالت
فبكيت بكائي الذي رأيت فلما رأى جزعي سارني
الثانية فقال يا فاطمة أما ترضين أن تكوني
سيدة نساء المؤمنين أو سيدة نساء هذه
الأمة قالت ضحكت ضحكي الذي رأيت.

پھر ان سے سرگوشی میں کوئی بات فرمائی جس کو سن کر وہ سخت روئیں، جب آپ نے ان کی بیقراری دیکھی تو آپ نے دوبارہ سرگوشی کی جس سے وہ ہنسیں، میں نے حضرت فاطمہ سے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں میں خصوصیت کے ساتھ آپ کو راز کی بات بتائی جس سے آپ رو رہی تھیں، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے تو میں نے حضرت فاطمہ سے پوچھا آپ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا کہا تھا، حضرت فاطمہ نے کہا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا راز افشا نہیں کروں گی، حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رفیق اعلیٰ سے جا ملے تو میں نے کہا میرا آپ پر جو حق ہے میں آپ کو اس حق کی قسم دے کر سوال کرتی ہوں۔ مجھے بتائیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ سے کیا کہا تھا؟ حضرت فاطمہ نے کہا: ہاں اب میں بتا دیتی ہوں، پہلی بار جب آپ نے مجھ سے سرگوشی کی تو آپ نے مجھے یہ خبر دی کہ ہر سال جبرائیل مجھ سے ایک بار (یا دو بار فرمایا) قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے، اس مرتبہ انھوں نے دو بار دور کیا ہے اور اب میرا یہی گمان ہے کہ اب میرا وقت قریب آگیا ہے، تم اللہ سے ڈرنا اور صبر کرنا، کیونکہ بے شک میں تمہارا اچھا پیش رو ہوں' حضرت فاطمہ نے کہا پھر مجھ پر گریہ طاری ہوا جو آپ نے دیکھا تھا، جب حضور نے میری بے قراری دیکھی تو مجھ سے دوبارہ سرگوشی کی اور فرمایا: اے فاطمہ! کیا تم اس سے راضی نہیں ہو کہ تم تمام مؤمن عورتوں کی سردار ہو یا فرمایا اس امت کی عورتوں کی سردار ہو، حضرت فاطمہ نے کہا پھر مجھے وہ ہنسی آئی جس کو آپ نے دیکھا تھا۔

۶۱۹۲ - حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وحدثنا
عبد الله بن نمير عن زكرياء ح وحدثنا ابن نمير

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج جمع تھیں اور کوئی

حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُغَادِرْ مِنْهُنَّ امْرَأَةً فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِي كَأَنَّ مِشْيَتَهَا مِشْيَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِي فَأَجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ إِنَّهُ أَسَرَّ إِلَيْهَا حَدِيثًا فَبَكَتْ فَاطِمَةُ ثُمَّ إِنَّهُ سَارَّهَا فَضَحِكَتْ أَيْضًا فَقُلْتُ لَهَا مَا يُبْكِيكِ فَقَالَتْ مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ فَرَحًا أَقْرَبَ مِنْ حُزْنٍ فَقُلْتُ لَهَا حِينَ بَكَتْ أَخَصَّكِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَدِيثِهِ دُونَنَا ثُمَّ تَبْكِينَ وَسَأَلْتُهَا عَمَّا قَالَ فَقَالَتْ مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا قُبِضَ سَأَلْتُهَا فَقَالَتْ إِنَّهُ كَانَ حَدَّثَنِي أَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُهُ بِالْقُرْآنِ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً وَإِنَّهُ عَارَضَهُ بِهِ فِي الْعَامِ مَرَّتَيْنِ وَلَا أُرَانِي إِلَّا قَدْ حَضَرَ أَجَلِي وَإِنَّكِ أَوَّلُ أَهْلِي لُحُوقًا بِي وَنِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ فَبَكَيْتُ لِذَلِكِ ثُمَّ إِنَّهُ سَارَّنِي فَقَالَ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هَذِهِ الْأُمَّةِ فَضَحِكْتُ لِذَلِكِ۔

بھی باقی نہیں تھی، اتنے میں حضرت فاطمہ آئیں جس کی چال رسول اللہ علیہ وسلم کے چلنے کے مشابہ تھی۔ آپ نے فرمایا: مرحبا! میری بیٹی! پھر ان کو اپنی دائیں یا بائیں جانب بٹھا لیا، پھر آپ نے ان سے چپکے سے کوئی بات کہی، حضرت فاطمہ رونے لگیں، پھر چپکے سے کوئی بات کہی تو حضرت فاطمہ ہنسنے لگیں، میں نے حضرت فاطمہ سے کہا: آپ کس وجہ سے روئیں؟، حضرت فاطمہ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز افشا نہیں کروں گی، میں نے کہا میں نے آج کی طرح کوئی خوشی غم سے اتنی قریب نہیں دیکھی، میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے بغیر خصوصیت کے ساتھ آپ سے کوئی بات کی ہے پھر بھی آپ رو رہی ہیں، اور میں نے حضرت فاطمہ سے پوچھا کہ حضور نے کیا فرمایا تھا تو انھوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز افشا نہیں کروں گی، حتیٰ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو میں نے پھر پوچھا، حضرت فاطمہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پہلی بار) یہ فرمایا تھا کہ جبرائیل مجھ سے ہر سال ایک بار قرآن مجید کا دور کرتے تھے اور اس سال انھوں نے مجھ سے دو بار قرآن مجید کا دور کیا ہے اور میرا یہی گمان ہے کہ اب میرا وقت آگیا ہے، اور میرے اہل میں سے سب سے پہلے تم میرے ساتھ لاحق ہو گی، اور میں تمہارے لیے بہترین پیش رو ہوں، تب میں رونے لگی پھر آپ نے سرگوشی کی اور فرمایا: کیا تم اس سے راضی نہیں ہو کہ تم تمام مؤمن عورتوں کی سردار ہو، یا اس امت کی عورتوں کی سردار ہو، میں اس وجہ سے ہنسی تھی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

علامہ ابن الاثیر جزری لکھتے ہیں:
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں اور مریم بنت عمران کے علاوہ تمام دنیا کی عورتوں کی سردار ہیں، آپ کی والدہ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ہیں، حضرت فاطمہ اور حضرت ام کلثوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی صاحبزادیاں ہیں، اس میں اختلاف ہے کہ ان میں زیادہ کم عمر کون ہے، حضرت فاطمہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب تھیں، جنگ احد کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے شادی کر دی، جس وقت حضرت فاطمہ کی شادی کی اس وقت ان کی عمر پندرہ سال تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل کا سلسلہ صرف حضرت فاطمہ سے جاری ہے، کیونکہ آپ کے صاحبزادے صغر سنی میں فوت ہو گئے، اور آپ کی دیگر صاحبزادیوں میں سے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں عبداللہ بن عثمان پیدا ہوئے لیکن وہ صغر سنی میں فوت ہو گئے، اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی، حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں علی پیدا ہوئے لیکن وہ بھی صغر سنی میں فوت ہو گئے اور امامہ بنت ابی العاص پیدا ہوئیں، ان سے حضرت علی نے شادی کی، پھر مغیرہ بن نوفل نے شادی کی، حضرت زبیر نے کہا حضرت زینب کی نسل ختم ہو گئی۔

حضرت علی بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے حضرت فاطمہ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیغام کو مسترد کر دیا، پھر حضرت عمر نے حضرت علی کو مشورہ دیا، حضرت علی نے کہا میرے پاس اس زرہ کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے حضرت فاطمہ کا نکاح کر دیا، حضرت فاطمہ کو اس کی خبر ہوئی تو وہ رونے لگیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا اے فاطمہ! کیوں روتی ہو؟ بخدا میں نے تمہارا اس شخص سے نکاح کیا ہے، جس کا علم سب سے زیادہ ہے جو علم میں سب سے افضل ہے، جو سب سے پہلے اسلام لانے والا ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے گھر میں یہ آیت نازل ہوئی: انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت (احزاب: ۳۳) "اے رسول کے گھر والو! اللہ یہی ارادہ فرماتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی ناپاکی دور کر دے" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ، حضرت علی، حضرت حسن اور حضرت حسین کو بلایا اور فرمایا یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں، حضرت ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ! کیا میں اہل بیت سے نہیں ہوں؟ فرمایا کیوں نہیں! ان شاء اللہ عزوجل۔

جمیع بن عمیر تیمی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور ان سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کون سب سے زیادہ محبوب تھا؟ حضرت عائشہ نے فرمایا: فاطمہ! پوچھا گیا مردوں میں؟ فرمایا ان کا خاوند، تم کو معلوم ہے کہ وہ بے شک بکثرت روزے رکھنے والے اور بہت زیادہ قیام کرنے والے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے

غضب سے غضب ناک ہوتا ہے اور تمہاری رضا سے راضی ہوتا ہے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم سے فرمایا میں اس سے جنگ کروں گا جس سے تم جنگ کرو گے اور میں اس سے صلح کروں گا جس سے تم صلح کرو گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن پردے کی اوٹ سے ایک منادی ندا کرے گا۔ اے اہل محشر اپنی نگاہیں جھکا لو حتیٰ کہ فاطمہ بنت محمد گذر جائیں۔

جب حضرت فاطمہ پر موت کا وقت آیا تو انھوں نے حضرت اسماء بنت عمیس سے کہا کہ میں جنازہ کھلا لے جانے کو ناپسند کرتی ہوں (اس سے پہلے جنازہ کو چارپائی پر رکھ کر ایک چادر ڈال دیتے تھے اور کھلا جنازہ جاتا تھا) حضرت اسماء نے کہا اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی! میں نے سرزمین حبشہ میں ایک طریقہ دیکھا ہے کہ جنازہ کی چارپائی پر درخت کی شاخیں ڈال کر اس پر کپڑا ڈال دیتے ہیں، حضرت فاطمہ نے اس طریقہ کو پسند کیا اور فرمایا جب میری وفات ہو جائے تو تم اور حضرت علی مل کر مجھے غسل دینا، اس کے علاوہ اور کوئی شخص داخل نہ ہو، سو ایسا ہی ہوا، حضرت فاطمہ اسلام میں وہ پہلی شخص تھیں جن کے جنازہ کو اوپر سے ڈھانپ کر لے جایا گیا۔ حضرت علی ابن ابی طالب نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی، ایک قول یہ ہے کہ حضرت عباس نے نماز جنازہ پڑھائی، حضرت فاطمہ نے وصیت کی تھی کہ ان کو رات میں دفن کیا جائے، سو ایسا ہی کیا گیا، آپ کو قبر میں حضرت علی، حضرت عباس اور حضرت فضل بن عباس نے اتارا تھا، تین رمضان، ۱۱ھ میں آپ کی وفات ہوئی، آپ کی عمر ۲۹ سال تھی۔ [۱]

بَابُ ۸۵: مِنْ فَضَائِلِ اُمِّ سَلَمَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا

حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل

۶۱۹۳ - حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى الْقَيْسِيُّ كِلَاهُمَا عَنِ الْمُعْتَمِرِ قَالَ ابْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ حَدَّثَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ لَا تَكُوْنَنَّ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ السُّوْقَ وَلَا اٰخِرَ مَنْ يَخْرُجُ فَاِنَّهَا مَعْرَكَةُ الشَّيْطَانِ وَبِهَا يَنْصِبُ رَايَتَهُ قَالَ وَاُنْبِئْتُ اَنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَتٰى نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ اُمُّ

سلمان نے کہا اگر تم سے ممکن ہو تو سب سے پہلے بازار میں مت جاؤ، اور نہ سب کے بعد وہاں سے نکلو، کیونکہ بازار شیطان کا معرکہ ہے، وہاں پر اسی کا جھنڈا نصب ہوتا ہے، انھوں نے بیان کیا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اس وقت آپ کے پاس حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں، حضور، حضرت جبرائیل سے باتیں کرتے رہے، پھر وہ کھڑے ہو گئے، نبی

[۱] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۲۴ - ۵۱۹، ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

سَلَمَۃَ قَالَ فَجَعَلَ یَتَحَدَّثُ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاُمِّ سَلَمَۃَ مَنْ ھٰذَا اَوْ کَمَا قَالَ قَالَتْ ھٰذَا دِحْیَۃُ قَالَ فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَۃَ اَیْمُ اللّٰہِ مَا حَسِبْتُہٗ اِلَّا اِیَّاہُ حَتّٰی سَمِعْتُ خُطْبَۃَ نَبِیِّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُخْبِرُ خَبَرَنَا اَوْ کَمَا قَالَ قَالَ فَقُلْتُ لِاَبِیْ عُثْمَانَ مِمَّنْ سَمِعْتَ ھٰذَا قَالَ مِنْ اُسَامَۃَ ابْنِ زَیْدٍ۔

صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ سے کہا یہ کون تھے؟ حضرت ام سلمہ نے کہا یہ دحیہ تھے، حضرت ام سلمہ نے کہا بہ خدا میں نے تو ان کو دحیہ ہی گمان کیا تھا حتیٰ کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سنا آپ ان کو ہماری خبریں بیان کر رہے تھے، (یا ہمیں جبرائیل کے متعلق خبر دے رہے تھے)، راوی کہتے ہیں میں نے ابو سلمان سے پوچھا تم نے یہ حدیث کس سے سنی ہے؟ انھوں نے کہا حضرت اسامہ بن زید سے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

علامہ ابن الاثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نام ونسب یہ ہے: ہند بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم القرشیۃ المخزومیہ۔ آپ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں اور ام المومنین ہیں، آپ کی والدہ کا نام عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح سے پہلے ابو سلمہ بن عبد الاسد بن مخزومی کے نکاح میں تھیں، حضرت ام سلمہ اور ان کے خاوند نے سب سے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی، حضرت ام سلمہ وہ پہلی صحابیہ ہیں جنھوں نے مدینہ منورہ کی طرف سفر کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ۳ھ میں غزوہ بدر کے بعد ام سلمہ سے نکاح کیا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا یزید بن معاویہ کی حکومت کے ابتدائی ایام میں فوت ہوئیں (یعنی ۶۱ ہجری میں) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی، ایک قول یہ ہے کہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ (جو عشرہ مبشرہ سے ہیں) نے نماز جنازہ پڑھائی، حضرت ام سلمہ کو بقیع میں دفن کیا گیا۔[۱]

بَابٌ مِّنْ فَضَائِلِ زَیْنَبَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا

حضرت ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے فضائل

۶۱۹۴ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ اَبُوْ اَحْمَدَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسَی السِّیْنَانِیُّ اَخْبَرَنَا طَلْحَۃُ بْنُ یَحْیَی بْنِ طَلْحَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ بِنْتِ طَلْحَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْرَعُکُنَّ لَحَاقًا بِیْ اَطْوَلُکُنَّ یَدًا قَالَتْ فَکُنَّ یَتَطَاوَلْنَ اَیَّتُھُنَّ اَطْوَلُ یَدًا قَالَتْ فَکَانَتْ اَطْوَلَنَا یَدًا زَیْنَبُ لِاَنَّھَا کَانَتْ

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم سب سے زیادہ سرعت کے ساتھ مجھ سے وہ زوجہ لاحق ہوگی جس کے تم سب میں سے زیادہ لمبے ہاتھ ہوں گے، حضرت عائشہ کہتی ہیں پھر ہم سب اپنے اپنے ہاتھ ناپنے لگیں کہ کس کے ہاتھ سب سے زیادہ لمبے ہیں، لیکن سب سے زیادہ لمبے ہاتھ حضرت

[۱] علامہ مجد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۶۰، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

تَعْمَلُ بِيَدِهَا وَتَصَدَّقُ ۔ زینب کے تھے، کیونکہ وہ اپنے ہاتھوں سے کام کاج کرتی تھیں اور صدقہ وخیرات کرتی تھیں۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی خصوصیات

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لمبے ہاتھ کا ذکر کیا اس سے ازواج مطہرات نے ہاتھوں کی جسامت کا طول مراد لیا، سو وہ سرکنڈے سے ہاتھوں کو ناپنے لگیں اور جسمانی طور سے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے حقیقتاً لمبے ہاتھ تھے اور صدقہ وخیرات کرنے میں مجازاً حضرت زینب کے لمبے ہاتھ تھے اور جب ازواج مطہرات میں سب سے پہلے حضرت زینب کا انتقال ہوا تب ان کو یہ علم ہوا کہ ہاتھوں کے لمبا ہونے سے صدقہ وخیرات زیادہ کرنا مراد تھا، عرف میں کہا جاتا ہے فلاں شخص کے لمبے ہاتھ ہیں یعنی وہ صدقہ وخیرات زیادہ کرتا ہے، اس حدیث میں حضرت زینب کی عظیم منقبت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے (اور آپ کے علم غیب پر مطلع ہونے کا بیان ہے) امام بخاری نے اس حدیث کو کتاب الزکوٰۃ میں ایسے الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے جس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ حضرت سودہ کا پہلے انتقال ہوا تھا، یہ وہم بالاجماع باطل ہے۔ [1]

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:

علامہ خطابی نے کہا ہے کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ازواج میں حضرت عائشہ کے درجہ کی تھیں، حضرت عائشہ ان کی بہت تعریف کرتی تھیں، حضرت زینب بنت جحش ازواج میں دیگر ازواج پر فخر کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ باقی ازواج کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقد ان کے سرپرستوں نے کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میری شادی سات آسمانوں کے اوپر ہوئی ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے: زوجنكها (احزاب: ۳۷) "ہم نے آپ کا اس سے نکاح کر دیا۔" ۲۰ھ میں حضرت عمر کی خلافت کے دوران حضرت زینب کا وصال ہوا، اسی سال مصر فتح ہوا تھا، ایک قول یہ ہے کہ ۲۱ھ میں آپ کا وصال ہوا، حضور کے وصال کے بعد ازواج مطہرات میں سب سے پہلے حضرت زینب ہی کا انتقال ہوا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور زوجہ کا نام بھی زینب تھا، جو بنو عامر کے قبیلہ سے تھیں، ان کا انتقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ہی ہو گیا تھا۔ [2]

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی سوانح

علامہ ابن الاثیر جزری لکھتے ہیں: حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں، حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں، یہ اسد بن خزیمہ کی اولاد سے اسدیہ ہیں، ان کی والدہ امیمہ بنت عبد المطلب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں، یہ پہلے اسلام لانے والیوں میں سے اور مہاجرات

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۹۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

۲۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۲۸۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

میں سے ہیں، پہلے ان کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے آزاد شدہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا تھا ـــــ تاکہ وہ ان کو اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کی تعلیم دیں، پھر اللہ تعالیٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ان کا نکاح کر دیا۔ اور یہ آیات نازل ہوئیں:

واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ و انعمت علیہ امسک علیک زوجک واتق اللہ و تخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ و تخشی الناس ج واللہ احق ان تخشٰہ ط فلما قضٰی زید منھا وطرا زوجنٰکھا لکی لا یکون علی المؤمنین حرج فی ازواج ادعیائھم اذا قضوا منھن وطرا ط و کان امر اللہ مفعولا۔

اور یاد کیجئے جب آپ اس شخص سے فرماتے تھے جس پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا اور آپ نے (بھی) اس پر انعام کیا، کہ اپنی بیوی کو اپنی زوجیت میں رہنے دو، اور اللہ سے ڈرو، اور آپ اپنے دل میں اس چیز کو چھپاتے تھے جس کو اللہ ظاہر کرنے والا تھا، اور آپ کو لوگوں (کے طعنوں) کا اندیشہ تھا، حالانکہ اللہ زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس کا خوف رکھیں، اور جب زید نے اس سے (تعلق منقطع کر کے) اپنی غرض پوری کر لی تو ہم نے (عدت کے بعد) اس سے آپ کا نکاح کر دیا تاکہ اس کے بعد ایمان والوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے متعلق (نکاح میں) کوئی حرج نہ رہے، جب وہ (انھیں طلاق دے کر) ان سے بے غرض ہو جائیں، اور اللہ کا حکم ضرور ہو کر رہتا ہے۔

ابو عبیدہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ۳ھ میں حضرت زینب سے نکاح کیا، قتادہ نے کہا ۵ھ میں ان سے نکاح کیا، ابن اسحاق نے کہا آپ نے حضرت ام سلمہ سے نکاح کے بعد ان سے نکاح کیا، حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی عدت پوری ہو گئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جاؤ زینب سے میرا ذکر کرو، حضرت زید کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ فرمایا: تو میری نگاہوں میں حضرت زینب کا رتبہ بہت بڑھ گیا، میں ان کے پاس گیا اور میں نے اپنی پشت دروازہ کی طرف رکھی، میں نے کہا اے زینب مجھے تمہارے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے، وہ تمہارا ذکر کرتے ہیں، حضرت زینب نے کہا میں اس وقت تک کوئی جواب نہیں دوں گی جب تک کہ اپنے رب سے مشورہ نہ کر لوں، یہ کہہ کر وہ اپنے مصلے کی طرف چلی گئیں، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی: فلما قضی زید منھا وطرا زوجنکھا "اور جب زید نے اس سے (تعلق منقطع کر کے) اپنی غرض پوری کر لی تو ہم نے اس سے آپ کا نکاح کر دیا"، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بلا اجازت ان کے پاس چلے گئے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زینب بنت جحش نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی دوسری ازواج کے سامنے فخر کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان پر میرا نکاح کیا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے روٹیاں

اور گوشت پکوا کر حضرت زینب کا ولیمہ کیا، حضرت زینب بہت خیرات و صدقات کرتی تھیں، حبیب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے تو ان کا نام بَرّہ تھا، آپ نے ان کا نام زینب رکھ دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں حضرت زینب کے سوا کوئی بھی میری ٹکّر کی نہیں تھی، وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے سامنے اس پر فخر کرتی تھیں کہ تمہارا حضور سے نکاح تمہارے آباء نے کیا ہے اور میرا نکاح اللہ تعالےٰ نے کیا ہے، ان کی وجہ سے حجاب کا حکم نازل ہوا، وہ اپنے ہاتھوں سے کام کاج کرتی تھیں اور اللہ کی راہ میں صدقہ اور خیرات کرتی تھیں۔

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے وہ (زوجہ) سب سے پہلے مجھ سے آملے گی جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے، حضرت عائشہ نے کہا پھر ہم اپنے ہاتھ ناپنے لگیں، لیکن درحقیقت لمبے ہاتھ حضرت زینب کے تھے کیونکہ وہ اپنے ہاتھ سے کام کاج کرتی تھیں اور صدقہ و خیرات کرتی تھیں، حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے حضرت زینب سے زیادہ کسی عورت کو نیکوکار، اللہ سے ڈرنے والی، صادق القول، صلہ رحمی کرنے والی اور امانت دار نہیں دیکھا۔

حضرت زینب بنت جحش ۲۰ھ میں حضرت عمر کے دورِ خلافت میں فوت ہوگئیں، ان کو بقیع میں دفن کیا گیا۔ [1]

امام محمد بن سعد روایت کرتے ہیں:

عن عثمان الجحشی قال قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ وکانت زینب بنت جحش ممن ھاجر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی المدینۃ وکانت امراۃ جمیلۃ فخطبھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی زید بن حارثۃ فقالت یا رسول اللہ لا ارضاہ لنفسی وانا ایم قریش قال: فانی قد رضیتہ لک فتزوجھا زید بن حارثۃ [2]

حضرت عثمان جحشی بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آئے اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ ہجرت کی تھی، وہ ایک خوبصورت خاتون تھیں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ کے لیے ان کو پیغام دیا، انھوں نے کہا یا رسول اللہ میں ان کو پسند نہیں کرتی، میں قریش کی بے نکاح عورت ہوں، آپ نے فرمایا میں نے اس کو تمہارے لیے پسند کر لیا ہے پھر حضرت زید بن حارثہ نے ان سے نکاح کر لیا۔

اس حدیث میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے اپنے آپ کو تغلیباً قرشی کہا ہے، دراصل حضرت زینب بنت جحش بنو اسد سے ہیں، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک آزاد خاتون کا نکاح اس شخص سے کر دیا جو پہلے غلام تھا، اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ غیر کفو میں نکاح کرنا جائز ہے کیونکہ غلام آزاد

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی المعروف بابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۶۵-۴۶۳، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

[2] امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ، الطبقات الکبری ج ۸ ص ۱۰۱، مطبوعہ دار صادر بیروت ۱۳۸۸ھ

کا کفو نہیں ہے ہم نے شرح صحیح مسلم کی جلد ثالث اور اس کے تتمیہ میں اس مسئلہ پر مفصل بحث کی ہے تاہم بعض نکات کی مزید وضاحت کے لیے ہم اس مسئلہ کو زیادہ تفصیل اور جامعیت کے ساتھ دوبارہ لکھ رہے ہیں۔

کفو کا لغوی معنی

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں: کفئ کا معنی ہے "نظیر" کفاء، کفو اور کفاءت کا بھی یہی معنی ہے، لا کفاء لہ کا معنی ہے لا نظیر لہ، کفاء کا معنی ہے نظیر اور مساوی، کفاءۃ فی النکاح کا معنی ہے زوج کا عورت کے دین، نسب اور گھرانے وغیرہ میں مساوی ہونا۔ [1]

سید محمد مرتضیٰ زبیدی لکھتے ہیں کفو کا معنی ہے مثل۔ ہر چیز کی مثال کو کفو کہتے ہیں [2]

کفو کا اصطلاحی معنی

کفو کا معنی ہے صفات مخصوصہ ممتازہ میں مساوی اور نظیر ہونا، نکاح میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ لڑکا لڑکی کے معیار سے کم اور نیچا تو نہیں ہے کیونکہ جو لڑکی صفات مخصوصہ ممتازہ کے اعتبار سے اعلیٰ ہو وہ اس لڑکے کا فراش بننے کو ناپسند کرے گی، جو اس سے صفات میں ادنیٰ ہو اور لڑکی کے وارث اور والی بھی اس بات کو اپنے لیے موجب عار سمجھتے ہیں کہ ان کی لڑکی ایسے گھرانے میں بیاہی جائے جن کا گھرانا حسب و نسب، مال و دولت، دینداری اور صنعت و حرفت کے اعتبار سے ان کے ہم پلہ نہ ہو یا ان سے بہت کم ہو۔ کفو میں چھ چیزوں کا لحاظ کیا جاتا ہے (۱) اسلام (۲) نسب یعنی کسی شخص کے جد اعلیٰ کا سید، شیخ، مرزا یا مغل ہونا یا جیسے کوئی حضرت ابوبکر کی اولاد ہے، کوئی حضرت عمر کی، کوئی حضرت عثمان کی اور کوئی حضرت علی کی۔ (۳) تقویٰ اور دینداری۔ (۴) حریت یعنی آزاد ہو غلام نہ ہو (۵) مال و دولت (۶) صنعت و حرفت یعنی پیشہ۔ [3]

کفو کی تحقیق

علامہ سرخسی لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ کفو میں نسب کا اعتبار کرتے ہیں اور سفیان ثوری کفو میں نسب کا مطلقاً اعتبار نہیں کرتے، سفیان ثوری کی پہلی دلیل یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام لوگ کنگھی کے دندانوں کی طرح برابر ہیں اور کسی عربی کو عجمی پر فضیلت نہیں ہے، فضیلت صرف تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے، [4] دوسری دلیل یہ ہے کہ حدیث میں ہے کہ ابوطیبہ نے بنو بیاضہ کی ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا، انھوں نے اس کو یہ رشتہ دینے سے انکار کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوطیبہ سے نکاح کر دو، اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین پر بڑا فتنہ اور فساد ہوگا، انھوں نے کہا ہاں ہم یہ خوشی کریں گے، اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرب کی ایک قوم کو نکاح کا پیغام دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان سے کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو یہ حکم دیتے ہیں کہ میرا نکاح کر دو، اور حضرت سلمان فارسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کا رشتہ مانگا، انھوں نے یہ پیغام منظور کر لیا تھا، بعد میں کسی اور وجہ سے یہ نکاح نہیں ہوا۔

---

[1] علامہ جمال الدین ابن منظور افریقی متوفی ۷۱۱ھ، لسان العرب ج ۱ ص ۱۳۹، مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ قم ایران، ۱۴۰۵ھ

[2] السید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی نزیل مصر، تاج العروس شرح القاموس ج ۱ ص ۱۰۸، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۰۶ھ

[3] السید محمد امین ابن عابدین حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۲ ص ۳۲۳، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[4] علامہ سرخسی نے اس کے جواب میں لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ آخرت میں صرف تقویٰ سے فضیلت ہوگی، یہ جواب صحیح نہیں ہے ان احادیث میں ایسا کوئی لفظ نہیں ہے جو آخرت کی تخصیص پر دلالت کرے، بلکہ صحیح یہ ہے کہ دنیا میں بھی فضیلت کا معیار صرف تقویٰ ہے اور ان احادیث سے آپ کا منشاء یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے نسب، مال و دولت یا صنعت و حرفت کی بناء پر دوسرے کو حقیر نہ سمجھے۔ منہ

علامہ سرخسی ایک طویل بحث کے بعد سفیان ثوری کی دوسری دلیل میں پیش کردہ احادیث کے جواب میں لکھتے ہیں:

وتاویل الحدیث الآخر الندب الی التواضع وترك طلب الکفاءۃ لا الالزام وبه نقول الاعند الرضا یجوز العقد[1]

دوسری حدیث کا جواب یہ ہے کہ تواضع اور انکسار کرنا اور کفو کی طلب کو ترک کرنا مستحب ہے اور کفو کا اعتبار کرنا لازم نہیں ہے، اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ رضا کے وقت (غیر کفو میں) نکاح کرنا جائز ہے۔

علامہ سرخسی کی اس عبارت سے یہ واضح ہوگیا کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک کفو کو طلب کرنا لازم نہیں ہے بلکہ مستحب یہ ہے کہ تواضع اور انکسار کو اختیار کر کے غیر کفو میں نکاح کیا جائے۔ وللہ الحمد۔

علامہ سرخسی نے جو کچھ بیان کیا ہے یہی اسلامی تعلیمات کی روح ہے، اصل چیز اسلام اور اعمال صالحہ ہیں۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ علم اور تقویٰ کی فضیلت عارضی ہے اور سادات کی نسبی فضیلت ذاتی ہے، عارضی فضیلت زائل ہوسکتی ہے اور ذاتی فضیلت کا زوال نہیں ہوسکتا، لیکن ان بزرگوں نے یہ غور نہیں کیا کہ سادات کی نسبی فضیلت اسلام اور اعمال صالحہ کے بغیر غیر معتبر اور کالعدم ہے العیاذ باللہ اگر کوئی سید مرتد ہو جائے تو کیا اس کی نسبی فضیلت زائل نہیں ہو جائے گی! حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا جب ایمان نہیں لایا تو کیا اسے یہ نہیں فرمایا گیا: انه لیس من اهلك انه عمل غیر صالح (ھود: ۴۶) "یہ تمہارا اہل نہیں ہے کیونکہ اس کے اعمال نیک نہیں ہیں۔"

آج دنیا میں کالے اور گورے کی تفریق پر نسلی امتیاز برتے جا رہے ہیں اور سفید فام اقوام سیاہ فاموں کو اپنے برابر کے حقوق دینے پر تیار نہیں ہیں۔ بھارت میں برہمن اونچی ذات کا سپوت ہے اور شودر نیچ ذات کا سمجھا جاتا ہے اسی طرح ایک زمانہ میں غلاموں کو آزاد لوگوں کا درجہ نہیں دیا جاتا تھا، آج بھی امیروں اور غریبوں میں تفریق رکھی جاتی ہے آج بھی جولاہوں، حجاموں اور موچیوں کو نیچ سمجھا جاتا ہے اور یہ نہیں سمجھتے کہ جولاہے نہ ہوں تو ہم سر عام برہنہ نظر آئیں موچی نہ ہوں تو ہم اپنے پیروں کو گندگی اور گرمی سے بچا نہ سکیں، حجام نہ ہوں تو ہم اپنے بالوں کی درستگی نہ کرا سکیں۔ سلام ہو اس نبی امی پر جس نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنی جوتیوں کی مرمت کرلی کہ کہیں تم جوتی گانٹھنے والوں کو حقیر نہ سمجھ لو، جس نے عرب کے معزز گھرانے میں ایک غلام کا رشتہ کرا کے انسانیت اور مساوات کا جھنڈا بلند کیا، جس نے خود اپنی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم یکے بعد دیگرے ایک غیر ہاشمی، اموی نوجوان کے نکاح میں دیں اور یہ کوئی ضرورت اور اضطرار کا مسئلہ نہ تھا کیونکہ آپ کے سامنے ہاشمی خاندان کے بھی رشتے تھے لیکن وہ انسان کامل اور محسن انسانیت خود اپنی صاحبزادیوں کا رشتہ غیر کفو میں کر کے یہ مثال اور نمونہ قائم کرنا چاہتا تھا کہ جب میں افضل خلق علی الاطلاق ہو کر رشتہ کے معاملہ میں نسب کے مقابلہ میں اسلام اور اعمال صالحہ کو دیکھتا ہوں تو تم بھی نسبی عصبیات کی بجائے اسلام اور تقویٰ کو ترجیح دینا اور نسب، مال و دولت اور صنعت و حرفت کے فرق کی بناء پر کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھنا۔

غیر کفو میں نکاح کی بحث

قرآن مجید کی بکثرت نصوص صریحہ، متعدد احادیث صحیحہ اور آثار ثابتہ کے مطابق مسلمانوں میں صحت نکاح کے لیے کفو شرط نہیں ہے، عمر بن عبدالعزیز، ابن سیرین

[1] علامہ شمس الدین محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ ھ، المبسوط ج ۵ ص ۲۳ (ملخصا) مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، الطبعۃ الثالثۃ، ۱۳۹۸ھ

سفیان ثوری، امام مالک اور فقہاء احناف میں سے علامہ ابوبکر جصاص اور علامہ کرخی کا یہی مذہب ہے اور امام شافعی اور امام احمد کے مختار قول اور جمہور فقہاء احناف کے نزدیک ولی کی اجازت سے غیر کفو میں نکاح جائز اور صحیح ہے اور اگر ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا گیا ہو تو ولی کو نکاح فسخ کرانے کا حق ہے اور اگر وہ اجازت دیدے تو پھر یہ نکاح بالاجماع صحیح ہے، ہمارے زمانہ میں بعض لوگ غیر کفو میں نکاح کو مطلقاً حرام کہتے ہیں اور اس نکاح سے اولاد کو اولاد الزنا قرار دیتے ہیں اور اس مسئلہ میں بہت تشدد کرتے ہیں حالانکہ یہ قول اللہ کے حلال کردہ کو حرام کرنے کے مترادف ہے، ہم اس قول سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں، ہمارے نزدیک مسلمانوں میں نکاح کے لیے کفو شرط نہیں ہے، ہم اپنے موقف کی وضاحت کے لیے قرآن مجید اور احادیث سے دلائل پیش کریں گے، اور اس کے ضمن میں مخالفین کے شبہات کا ازالہ کریں گے اور جن آثار سے مخالفین نے تمسک کیا ہے ان کی حقیقت واضح کریں گے اور آخیر میں یہ بیان کریں گے کہ کسی چیز کو حرام قرار دینے کے لیے کس قسم کے دلائل کی ضرورت ہوتی ہے۔

قرآن مجید سے غیر کفو میں نکاح کے جواز کا بیان

(۱)۔ واحل لکم ما وراء ذلکم۔ (نساء: ۲۴)

اور ان (محرمات مذکورہ) کے سوا سب عورتوں کو تمہارے لیے حلال کر دیا گیا ہے۔

اس آیت سے وجہ استدلال یہ ہے کہ لفظ ما کی وضع عموم کے لیے ہے، اس لیے اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ جو لڑکی غیر کفو میں ہو اس سے نکاح کرنا بھی حلال ہے کیونکہ وہ ان محرمات کے علاوہ ہے، اس استدلال پر یہ مناقشہ کیا گیا ہے کہ اس آیت میں صرف دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنے سے منع فرمایا ہے، خالہ اور بھانجی، پھوپھی اور بھتیجی کو نکاح میں جمع کرنے سے منع نہیں فرمایا لہٰذا اس استدلال کی رو سے ان کو نکاح میں جمع کرنا بھی جائز ہونا چاہیے، حالانکہ احادیث میں ان کو نکاح میں جمع کرنے کی بھی ممانعت ہے، اسی طرح اس آیت میں صرف رضاعی ماں اور رضاعی بہنوں سے نکاح کو حرام فرمایا ہے، حالانکہ رضاعی خالہ، رضاعی بھتیجی، رضاعی پھوپھی اور رضاعی بھانجی سے بھی احادیث میں نکاح کرنے کی ممانعت ہے اور جب اس عام سے اتنی چیزوں کی تخصیص کر لی گئی تو پھر یہ عام نہ رہا اور اس سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال صحیح نہ ہوا۔

امام رازی نے اس اشکال کے دو جواب دیے ہیں، ایک جواب یہ ہے کہ اس آیت میں ان رشتہ دار عورتوں کی حرمت بیان کی گئی ہے جن کی حرمت دائمی اور ابدی ہے اور جن عورتوں کی حرمت کسی امر عارض کی وجہ سے لاحق ہوتی ان کو بیان نہیں کیا، مثلاً کسی لڑکی اور اس کی خالہ سے الگ الگ نکاح کرنا جائز تھا، حرمت اس اجتماع کی وجہ سے عارض ہوئی، اسی طرح جو عورت عدت میں ہے یا جو مطلقہ ثلاثہ ہے یا چار بیویوں کے ہوتے ہوئے پانچویں سے نکاح کرنا یا آزاد عورت کے اوپر لونڈی سے نکاح کرنا، ان سب سے ایک امر عارض کی بناء پر نکاح حرام ہوا فی نفسہ ان سب سے نکاح جائز تھا، اور ان سب کی حرمت کی وجوہ قرآن اور سنت میں بیان کر دی گئی ہیں، اس آیت میں ان رشتہ دار عورتوں کو بیان کیا ہے جن سے دائماً نکاح حرام ہے، اس لیے اس آیت کے عموم پر کوئی اشکال نہیں ہے۔

دوسرا جواب یہ دیا ہے کہ خالہ اور بھانجی وغیرہ کو جمع کرنے کی ممانعت دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنے کی ممانعت

میں داخل ہے کیونکہ جمع کرنے کی ممانعت کی علت دونوں میں مشترک ہے کیونکہ بہنوں میں فطرۃً قرابت اور محبت ہوتی ہے اور ایک دوسرے کی سوکن ہونا اس قرابت کے منافی ہے، اسی طرح خالہ اور بھانجی اور پھوپھی اور بھتیجی کی قرابت بھی سوکناپے کے منافی ہے۔ [1]

امام رازی نے رضاعت کا اشکال نہیں وارد کیا کیونکہ اس کے بھی یہی دو جواب ہیں رضاعت کے رشتوں میں دائمی اور ابدی حرمت نہیں ہوتی بلکہ رضاعت عارض ہونے کی وجہ سے حرمت لاحق ہوتی ہے مثلاً ایک شخص اگر کسی عورت کا دودھ نہ پیتا تو فی نفسہٖ وہ عورت اس پر حرام نہیں تھی، اور دوسرا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رضاعی ماں اور رضاعی بہنوں سے نکاح کی حرمت بیان کی ہے، اور باقی رضاعی محرمات بھی اس میں داخل ہیں کیونکہ حرمت کی علت یعنی رضاعت ان سب میں مشترک ہے لہٰذا اس آیت کے عموم پر کوئی اشکال نہ رہا۔

امام رازی نے پہلا جواب یہ دیا ہے کہ اس آیت میں ان رشتہ دار عورتوں کو بیان کیا ہے جن سے نکاح کرنا ابداً حرام ہے، اس جواب میں یہ خامی ہے کہ اس آیت میں رضاعی رشتہ دار عورتوں اور دو بہنوں کے اجتماع کی حرمت کو بھی بیان کیا ہے جن میں رضاعت اور اجتماع کی وجہ سے حرمت عارض ہوتی ہے، اس وجہ سے دوسرے مفسرین نے صرف دوسرے جواب کو اختیار کیا ہے۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

ماوراء ذالکم میں اسم اشارہ کو اس لیے اختیار کیا ہے تاکہ وہ حرمت کے حکم کی علت کے اشتراک پر دلالت کرے، اس لیے اب یہ اعتراض نہیں ہوگا کہ پھوپھی اور بھتیجی کو بھی نکاح میں جمع کرنا حرام ہے اسی طرح ہر ان دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے جن میں سے ایک کو مرد فرض کر لیا جائے تو ان کا آپس میں نکاح جائز نہ ہو جیسا کہ کتب فقہ میں بیان کیا گیا ہے (حرمت کی علت دو قرابت داروں کا اجتماع ہے، اور وہ جمع بین الاختین سے مستفاد ہے اسی طرح رضاعی خالہ اور بھانجی وغیرہ کا اعتراض بھی نہیں ہوگا کیونکہ ان کی حرمت کی علت رضاعت ہے اور وہ رضاعی ماں اور رضاعی بہنوں کی حرمت سے مستفاد ہے۔ سعیدی غفرلہٗ) کیونکہ ان کی تحریم اس آیت میں بطریق دلالت داخل ہے، جیسا کہ بعض محققین نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے، اور اس عام کی کتاب اور سنت سے تخصیص مشہور ہے۔ [2]

علامہ نیشاپوری اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یعنی ان مذکورہ عورتوں کے سوا باقی عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں، عام ازیں کہ ان مذکورہ عورتوں سے نکاح کی ممانعت قول صریح کے ساتھ مذکور ہو، یا ظاہر دلالت کے ساتھ یا خفی دلالت کے ساتھ، یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کے ساتھ، جیسا کہ ہم نے دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنے کی ممانعت میں کہا ہے کہ پھوپھی اور بھتیجی اور خالہ اور بھانجی کو بھی نکاح میں جمع کرنا منع ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے اسی طرح ہر وہ دو عورتیں جن میں قرابت یا رضاعت ہو ان میں سے ایک کو مرد اور دوسرے کو عورت فرض کر لیا جائے اور ان میں نکاح

[1] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ تفسیر کبیر ج ۳ ص ۱۹۳-۱۹۲ ملخصاً، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

[2] علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۵ ص ۴، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

حرام ہو تو ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں ہے۔)

اس قاعدہ سے اس آیت میں حسب ذیل تخصیصات داخل ہیں:

(۱)۔ جس عورت کو تین طلاقیں دی گئی ہوں وہ بھی حلال نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: فان طلقها فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ۔

(۲)۔ حربیہ اور مرتدہ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن الآیۃ۔

(۳)۔ معتدہ، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: والمطلقات یتربصن الآیۃ۔

(۴)۔ جس شخص کے نکاح میں آزاد عورت ہو وہ اس کے اوپر باندی سے نکاح نہیں کر سکتا۔ یہ بالاتفاق ہے۔

(۵)۔ جو شخص آزاد عورت سے نکاح کی قدرت رکھتا ہو، وہ باندی سے نکاح نہیں کر سکتا، یہ امام شافعی کے نزدیک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ومن لم یستطع منکم طولا الآیۃ۔

(۶)۔ چار بیویوں کے ہوتے ہوئے پانچویں عورت سے نکاح کرنا ممنوع ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مثنیٰ وثلاث وربٰع الآیۃ۔

(۷)۔ جس عورت سے لعان کیا ہو، اس سے نکاح کرنا ممنوع ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: المتلاعنان لا یجتمعان ابدا۔ "آپس میں لعان کرنے والے کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔" لہ

احادیث میں جن رضاعی رشتوں کی تحریم بیان کی گئی ہے اور جن دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنے سے منع کیا گیا ہے ان کی تحریم بھی ان ممنوعہ صورتوں میں داخل ہے۔

جمہور فقہاء کے نزدیک عام مخصوص البعض کا حجت ہونا

اب یہ بات بحث طلب ہے کہ جب اس عام سے ان معلوم، محدود اور متعین افراد کی تخصیص کر لی گئی تو اب یہ آیت عام کے باقی ماندہ افراد میں اپنے عموم کے اعتبار سے حجت ہے یا نہیں؟ اور اب اس آیت کے عموم سے استدلال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ہر چند کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے لیکن جمہور فقہاء احناف کے نزدیک جس عام سے معلوم اور متعین افراد خاص کیے گئے ہوں وہ اپنے عموم کے اعتبار سے حجت ہوتا ہے، اور بعض فقہاء کے نزدیک یہ حجت قطعی ہے اور اس کے عموم سے استدلال کرنا قطعاً جائز اور احناف کے ہاں معمول بہ ہے۔

علامہ سرخسی لکھتے ہیں:

والصحیح عندی ان المذھب عند علمائنا رحمھم اللہ فی العام اذا لحقہ خصوص یبقی حجۃ فیما وراء المخصوص سواء کان المخصوص مجہولا او معلوما الا ان فیہ شبھۃ حتی لا یکون موجبا قطعا

میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ ہمارے فقہاء رحمہم اللہ کا مذہب یہ ہے کہ جب عام کو خصوص لاحق ہو جائے تو وہ باقی ماندہ افراد میں اپنے عموم کے اعتبار سے حجت ہوتا ہے خواہ وہ مخصوص معلوم ہو یا مجہول، البتہ اس استدلال میں (یہ) شبہ ہے (کہ ہو سکتا ہے اس سے کوئی اور بھی

لہ۔ علامہ نظام الدین الحسن بن محمد الحسین قمی نیشاپوری متوفی ۷۲۸ھ، غرائب القرآن ج ۵ ص ۱۲، مطبوعہ مصطفی البابی واولادہ بمصر

ویقینا۔ ؎۱

(خاص کیا گیا ہو) اس لیے اس سے ثابت ہونے والا حکم قطعی اور یقینی نہیں ہوگا کہ اس کا انکار کفر ہو، بلکہ ظنی حکم ہوگا)

اس کے بعد علامہ سرخسی نے اس قسم کے عموم کی متعدد مثالیں دی ہیں، جن میں امام ابوحنیفہ نے تخصیص کے بعد عموم سے استدلال کیا ہے، یہ خیال رہے کہ جس عموم میں ہماری بحث ہے اس میں مخصوص مجہول نہیں ہے بلکہ معلوم اور متعین ہے کیونکہ ان محرمات کا قرآن اور سنت میں بیان کر دیا گیا ہے اور وہ یہ ہیں:

جن عورتوں کا سورۂ نساء کی اس آیت میں صراحۃً ذکر کیا گیا ہے ان کے علاوہ قرآن اور سنت میں جن کی تحریم آئی ہے وہ بھی اس میں داخل ہیں اور وہ یہ ہیں: وہ رضاعی رشتہ دار عورتیں جن سے نسباً نکاح حرام ہے خالہ اور بھانجی اور پھوپھی اور بھتیجی کا اجتماع، مطلقہ ثلاثہ، معتدہ، چار بیویوں کے ہوتے ہوئے پانچویں بیوی، آزاد منکوحہ کے اوپر باندی سے نکاح کرنا اور جس عورت سے لعان کیا گیا ہو، مشرکہ اور مرتدہ، قرآن اور سنت میں ان معلوم اور متعین عورتوں سے نکاح کو حرام کیا گیا ہے اور ان کے علاوہ اور کسی سے نکاح حرام نہیں ہے اور جب عام کے عموم سے معلوم اور متعین افراد کا استثناء کیا گیا ہو تو بعض فقہاء کے نزدیک اس کے عموم سے استدلال کرنا حجت قطعی ہے۔ علامہ سرخسی لکھتے ہیں:

وان خص منه شئ معلوم فانه يبقى موجبا للحكم فيما وراء المخصوص قطعا ؎۲

اگر عام سے معلوم افراد کو خاص کیا جائے تو وہ باقی ماندہ افراد میں حکم قطعی کا موجب ہوتا ہے۔

علامہ فخر الاسلام بزدوی لکھتے ہیں:

وقال بعضهم ان كان المخصوص معلوما بقى العام فيما وراءه على ما كان (الى قوله) والصحيح من مذهبنا ان العام يبقى حجة بعد الخصوص معلوما كان المخصوص اومجهولا الا ان فيه ضرب شبهة ؎۳

بعض فقہاء نے یہ کہا ہے کہ اگر مخصوص معلوم ہو تو عام باقی افراد میں حسب سابق حجت ہوتا ہے اور صحیح مذہب یہ ہے کہ مخصوص معلوم ہو یا مجہول عام باقی افراد میں حجت ہوتا ہے لیکن یہ حجت ظنی ہوتی ہے۔

صدر الشریعۃ عبید اللہ بن مسعود لکھتے ہیں:

وهو اى العام حجة بلاشبهة فيه اى فى الباقى وهذا اذا كان الاستثناء معلوما اما اذا كان مجهولا فلا ؎۴

عام باقی افراد میں حجت قطعی ہوتا ہے یہ اس وقت ہے جبکہ مستثنیٰ معلوم ہو اور اگر مستثنیٰ مجہول ہو تو پھر حجت قطعی نہیں ہوتا۔

؎۱۔ علامہ ابوبکر محمد بن احمد بن ابی سہل سرخسی متوفی ۴۹۰ھ، اصول السرخسی ج ۱ ص ۱۴۴، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۳ھ

؎۲۔ ″ ″ ″ ″ ، اصول السرخسی ج ۱ ص ۱۴۴ ″ ″ ″

؎۳۔ علامہ فخر الاسلام علی بن محمد البزدوی حنفی متوفی ۴۸۲ھ، اصول البزدوی ص ۶۳، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

؎۴۔ صدر الشریعۃ عبید اللہ بن مسعود حنفی متوفی ۷۴۷ھ، توضیح علی ہامش التلویح ج ۱ ص ۴۳، مطبوعہ دار الکتب العربیۃ الکبری مصر

علامہ تفتازانی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

جب عام سے متعین افراد کو خاص کیا جائے تو اس کے باقی افراد متعین ہو جاتے ہیں اس کی نظیر یہ ہے کہ جب سو سے دس نکالے گئے تو نوے متعین ہو گئے اور جب سو سے بیس نکالے گئے تو اسی متعین ہو گئے اسی طرح جب مشرکین سے اہل ذمہ نکالے گئے تو ان کے غیر متعین ہو گئے۔ [1]

بحر العلوم مولانا عبد العلی مسلم الثبوت کی شرح میں مزج کر کے لکھتے ہیں:

جمہور فقہاء نے کہا ہے کہ وہ عام جو کسی مبین کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہو حجۃ ظنیہ ہوتا ہے، البتہ اکثر احناف کے نزدیک اگر وہ عام غیر مستقل مبین کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہو تو پھر وہ حجۃ قطعیہ ہوتا ہے، ہماری دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرام نے اس عام سے استدلال کیا ہے جن کی مبین کے ساتھ تخصیص کی گئی تھی۔ جیسا کہ صحابہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے: یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین (نساء: ۱۱) "اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے (حصوں کے) متعلق یہ حکم دیتا ہے کہ لڑکے کا حصہ لڑکیوں کے دو حصوں کے برابر ہے"۔

اس آیت کا عموم حجت قطعیہ ہے حالانکہ یہ عموم قاتل، غلام اور کافر سے مخصوص ہے اور اگر مورث کافر ہو تو مسلمان سے مخصوص ہے، اسی طرح او ما ملکت ایمانکم (مؤمنون: ۶) اس آیت میں ہر باندی سے وطی کی اجازت ہے، لیکن اگر وہ باندی اس کی رضاعی بہن ہو تو پھر اجازت نہیں، نیز وقاتلوا المشرکین کافۃ (توبہ: ۳۶) "اور تم تمام مشرکین سے قتال کرو" یہ آیت بھی اپنے عموم کے اعتبار سے حجت قطعیہ ہے، حالانکہ یہ آیت بھی مستامن اور اہل ذمہ وغیرہ سے مخصوص ہے، ان آیات کے علاوہ قرآن مجید میں اور بھی بہت سی آیات ہیں جن کے عموم سے استدلال کیا گیا ہے حالانکہ ان آیات میں بھی تخصیص کی گئی ہے۔ [2]

ہم نے اصولیین کی تصریحات سے یہ واضح کر دیا ہے کہ تخصیص کے بعد بھی عام حجت ہوتا ہے اور جب اس عام کا مخصص معلوم ہو تو محققین کے نزدیک وہ حجت قطعی ہے اور جمہور کے نزدیک حجت ظنی ہے، اب ہم پہلے اس پر تصریح پیش کریں گے کہ یہ آیت عام ہے اور پھر اس آیت کے عموم سے استدلال کی مثال پیش کریں گے۔

احل لکم ما وراء ذالکم میں ما کا عموم

علامہ ابوبکر جصاص رازی حنفی احل لکم ما وراء ذالکم کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

قال ابوبکر هو عام فیما عدا المحرمات فی الآیة وفی سنة النبی [3]

ابوبکر رازی یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید اور سنت میں مذکور محرمات کے ماسوا میں یہ آیت عام ہے۔

علامہ خازن شافعی لکھتے ہیں:

---

1. علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی متوفی ۷۹۲ھ، تلویح ج ۱ ص ۴۵، مطبوعہ دار الکتب العربیۃ الکبری مصر
2. بحر العلوم عبد العلی بن نظام الدین متوفی ۱۲۲۵ھ، فواتح الرحموت ج ۱ ص ۳۰۸، مطبع امیریہ کبری بولاق مصر، ۱۳۲۴ھ
3. علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ، احکام القرآن ج ۲ ص ۱۳۹، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ

واحل لکم ما وراء ذلکم ورد بلفظ العموم لکن العموم دخله التخصیص [1]

"احل لکم ما وراء ذالکم" میں لفظ عموم ہے لیکن اس عموم میں (قرآن اور سنت سے) تخصیص داخل ہے۔

قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی "احل لکم ما وراء ذلکم" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ھذا العموم متفق علیه [2]

یہ عموم سب کے نزدیک متفق علیہ ہے۔

احل لکم ما وراء ذالکم کے عموم سے فقہاء کا استدلال

ہمارے فقہاء نے اس آیت کے عموم سے یہ استدلال کیا ہے کہ جو زنا سے حاملہ ہو اس سے نکاح جائز ہے، کیونکہ محرمات مذکورہ کے ماسوا عورتوں سے نکاح کرنا حلال ہے اور زنا سے حاملہ عورت بھی محرمات مذکورہ کے ماسوا ہے لہٰذا اس سے بھی نکاح کرنا حلال ہے،

علامہ ابوالحسن مرغینانی لکھتے ہیں:

فان تزوج حبلی من الزنا جاز النکاح ولا یطئوھا حتی تضع حملھا وھذا عند ابی حنیفۃ ومحمد وقال ابو یوسف رحمه الله النکاح فاسد (الی قوله) ولھما انھا من المحللات بالنص [3]

اگر کسی شخص نے زنا سے حاملہ عورت کے ساتھ نکاح کیا تو یہ نکاح جائز ہے مگر اس سے وضع حمل تک مباشرت نہ کرے، یہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے نزدیک ہے، اور امام ابویوسف رحمہ اللہ کے نزدیک یہ نکاح فاسد ہے، امام ابوحنیفہ اور امام محمد کی دلیل یہ ہے کہ یہ عورت نص قرآن سے حلال ہے۔

علامہ ابن ہمام نے اس کی شرح میں اس نص قرآن کو بیان فرمایا ہے:

واستدل المصنف بعموم واحل لکم ما وراء ذالکم [4]

مصنف (علامہ المرغینانی) نے "واحل لکم ما وراء ذالکم" کے عموم سے استدلال کیا ہے۔

اسی طرح علامہ بدرالدین عینی محللات بالنص کی شرح میں لکھتے ہیں:

وھو قوله تعالی واحل لکم ما وراء ذالکم وکل من کانت کذالک جاز نکاحھا [5]

اور وہ نص اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے واحل لکم ما وراء ذالکم ـــــ اور جو عورت بھی ان محرمات کے ماسوا ہو اس سے نکاح کرنا جائز ہے

[1] علامہ علی بن محمد خازن متوفی ۷۲۵ھ، تفسیر خازن ج ۱ ص ۳۶۵، مطبوعہ دار الکتب العربیہ پشاور
[2] قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ ابن العربی مالکی متوفی ۵۴۳ھ، احکام القرآن ج ۱ ص ۳۸۴، مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت
[3] علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ اولین ص ۲۸۷، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان
[4] علامہ کمال الدین بن ہمام متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۳ ص ۱۴۶، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر
[5] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، بنایہ ج ۲ ص ۶۲، مطبوعہ ملک سنز فیصل آباد

اسی طرح علامہ ابن نجیم حنفی نے بھی اس آیت سے زانیہ حاملہ اور وطی شدہ باندی کے ساتھ نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے، لکھتے ہیں:

ولهما انهما من المحللات بالنص [1]

امام ابوحنیفہ اور امام محمد کی دلیل یہ ہے کہ زنا سے حاملہ اور وطی شدہ باندی نص قرآن سے حلال ہیں اور وہ نص ہے: احل لکم ما وراء ذالکم۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی نے بھی اس آیت کے عموم سے حاملہ زانیہ کے ساتھ زانی کے نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے، لکھتے ہیں

فاما تحریمها علی الاطلاق فلا یصح لقول اللہ تعالٰی واحل لکم ما وراء ذالکم [2]

زانیہ حاملہ کا علی الاطلاق حرام ہونا صحیح نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے: احل لکم ما وراء ذالکم۔

علامہ ابواسحاق شیرازی شافعی نے بھی اس آیت کے عموم سے مزنیہ کے ساتھ نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے، لکھتے ہیں:

وان زنی بامرأة لم یحرم علیہ نکاحها لقولہ تعالٰی واحل لکم ما وراء ذالکم [3]

اگر کسی شخص نے کسی عورت کے ساتھ زنا کیا تو اس عورت کے ساتھ اس کا نکاح حرام نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے واحل لکم ما وراء ذالکم۔

فقہاء احناف میں سے علامہ المرغینانی (صاحب ہدایہ) علامہ ابن ہمام، علامہ عینی اور علامہ ابن نجیم ان سب نے زنا سے حاملہ عورت کے ساتھ نکاح کے جواز پر احل لکم ما وراء ذالکم کے عموم سے استدلال کیا ہے، اور فقہاء حنابلہ میں سے علامہ ابن قدامہ حنبلی اور فقہاء شافعیہ میں سے علامہ ابواسحاق شیرازی نے مزنیہ کے ساتھ نکاح کے جواز پر احل لکم ما وراء ذالکم۔ کے عموم سے استدلال کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ نہایت قوی استدلال ہے جس سے حنفی، شافعی اور حنبلی سب ہی فقہاء استدلال کرتے ہیں، لہٰذا ہمارا استدلال بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے کہ غیر کفو میں نکاح جائز ہے کیونکہ قرآن اور سنت میں جن محرمات کا بیان کیا گیا ہے غیر کفو ان کے ماسوا ہے اور ان محرمات کے ماسوا سے نکاح حلال ہے لہٰذا غیر کفو سے بھی نکاح حلال ہے، فتشکر و تشکر۔

فانکحوا ما طاب لکم من النساء ۔ میں ما کے عموم سے فقہاء کا استدلال

قرآن کریم کی دوسری جس آیت سے ہم نے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے، وہ یہ ہے:

(۲) فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنٰی و

جو عورتیں تمہیں پسند آئیں ان سے نکاح کر لو،

---

[1] علامہ زین الدین ابن نجیم متوفی ۹۷۰ ھ، البحر الرائق ج ۳ ص ۱۰۷، مطبوعہ مطبعہ علمیہ مصر، ۱۳۱۱ ھ

[2] علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ ھ، المغنی ج ۷، ص ۱۰۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ ھ

[3] علامہ ابواسحاق شیرازی متوفی ۴۵۵ ھ، المہذب مع شرح المہذب ج ۱۶ ص ۲۱۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت

ثلاث وربٰع (نساء: ۳) دو، دو سے، تین تین سے اور چار، چار سے۔

علامہ ابوبکر جصاص اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وعن عائشۃ والحسن وابی مالک ما احل لکم۔[1] حضرت عائشہ، حسن بصری اور ابو مالک سے مروی ہے کہ جو عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں ان سے نکاح کرو۔

ہمارے استدلال کی تقریر یہ ہے کہ یہاں بھی ما عموم کے لیے ہے یعنی قرآن اور سنت میں جن محرمات کو بیان کیا گیا ہے ان کے ماسوا ہر پسندیدہ عورت کے ساتھ نکاح کرنے کی اس آیت میں اجازت ہے، اور غیر کفو بھی قرآن اور سنت کے محرمات کے ماسوا میں ہے، لہٰذا اس سے بھی نکاح کرنے کی اس آیت میں اجازت ہے، ہمارے فقہاء نے اس آیت میں بھی لفظ ما کے عموم سے استدلال کیا ہے۔

علامہ علاؤ الدین حصکفی لکھتے ہیں:

واما قولہ تعالٰی والزانیۃ لاینکحھا الا زان فمنسوخ بایۃ فانکحوا ما طاب لکم من النساء۔[2] اللہ تعالٰی کا قول والزانیۃ لاینکحھا الا زان قرآن مجید کی آیت فانکحوا ما طاب لکم من النساء سے منسوخ ہے۔

اور یہ آیت اسی وقت منسوخ قرار پائے گی جب ما طاب لکم میں ما عموم کے لیے ہو۔ علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی نے بھی یہی لکھا ہے۔[3]

(۳) قرآن مجید کی تیسری آیت وانکحوا الایامٰی منکم الایۃ۔ سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال

آیت جس سے ہم نے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے وہ یہ ہے:

وانکحوا الایامٰی منکم والصّٰلحین من عبادکم وامائکم۔ (نور: ۳۲) اور تم نکاح کر دو اپنے (آزاد) مردوں اور عورتوں میں سے ان کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے غلاموں اور باندیوں میں سے صلاحیت والوں کا نکاح کر دو۔

اس آیت میں بھی ہمارا استدلال عموم سے ہے، کیونکہ اگر غیر کفو میں نکاح حرام ہوتا تو اللہ تعالٰی عموم اور اطلاق کے ساتھ نکاح کرنے کا حکم نہ دیتا بلکہ اس کو کفو کے ساتھ مقید فرما دیتا۔ اس آیت کے عموم اور اطلاق کو واضح کرتے ہوئے علامہ ابوبکر جصاص لکھتے ہیں:

فان قیل ھٰذا یدل علی ان عقد النکاح انما یلیہ الاولیاء دون النساء وان عقودھن اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ عقد نکاح صرف عورت کا ولی کر سکتا ہے

---

[1] علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص متوفی ۳۷۰ھ، احکام القرآن ج ۲ ص ۵۴، مطبوعہ سہیل اکیڈمی ملتان، ۱۴۰۰ھ

[2] علامہ علاؤ الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، درمختار علی ہامش رد المحتار ج ۲ ص ۲۰۲ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[3] علامہ زین الدین ابن نجیم متوفی ۹۷۰ھ، البحر الرائق ج ۳ ص ۱۰۰، مطبوعہ مطبعہ علمیہ مصر، ۱۳۱۱ھ

على انفسهن غير جائز، قيل له ليس كذلك لان الآية لم تخص الاولياء بهذا الامر دون غيرهم وعمومه يقتضي ترغيب سائر الناس في العقد على الايامى الا ترى ان اسم الايامى ينتظم الرجال والنساء وهو في الرجال لم يرد به الاولياء دون غيرهم كذلك في النساء[1]

خود عورت نہیں کر سکتی، اور عورت کا کیا ہوا نکاح نا جائز ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ اس آیت میں عقد نکاح کو عورت کے ولی کے ساتھ خاص نہیں کیا گیا اور اس آیت کا عموم تمام لوگوں کو عقد نکاح کرنے کی ترغیب دیتا ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ لفظ ایامیٰ (بے نکاح لوگ) مردوں اور عورتوں دونوں کو شامل ہے، اور مردوں سے صرف عورت کا ولی مراد نہیں ہے، اسی طرح عورتوں میں بھی عموم ہے۔

جس طرح علامہ ابوبکر جصاص نے اس آیت کے عموم سے یہ استدلال کیا ہے کہ مرد اور عورت دونوں بے نکاح مرد اور عورت کا نکاح کر سکتے ہیں اسی طرح ہم اس آیت کے عموم سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ اس آیت میں ہر بے نکاح کا نکاح کرنے کا حکم دیا ہے خواہ وہ نکاح کفو میں ہو یا غیر کفو میں۔

اس آیت کے عموم کی وضاحت میں علامہ ابوبکر جصاص مزید لکھتے ہیں:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اس آیت کے عموم سے تو پھر یہ بھی ثابت ہو گا کہ باپ اپنی بالغہ لڑکی کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر کر دے تو یہ بھی جائز ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ احادیث (صحیحہ مشہورہ) سے یہ ثابت ہے کہ بالغہ کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر کرنا جائز نہیں ہے، اور مردوں کے حق میں یہ مان لیا گیا ہے کہ ان کا نکاح ان کی مرضی سے کیا جائے اس لیے بالغہ لڑکیوں کے لیے بھی یہ مقدر مانا جائے گا کہ ان کا نکاح ان کی مرضی سے کیا جائے۔[2]

جس طرح بالغہ لڑکی کے لیے احادیث صحیحہ مشہورہ میں یہ تصریح ہے کہ اس کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر نہ کیا جائے اسی طرح اگر احادیث صحیحہ مشہورہ میں یہ تصریح ہوتی کہ غیر کفو میں نکاح نہ کیا جائے تو واللہ ہم اس نکاح کو ناجائز کہتے کیونکہ ہمارا کام شریعت کی اتباع کرنا اور شریعت کی تبلیغ کرنا ہے، ہم خود شارع نہیں ہیں کہ اپنی طرف سے غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز کا حکم صادر کر دیں، ہم صرف مبلغ ہیں احکام شرعیہ کے واضع نہیں ہیں!

قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی تحریم اور ممانعت کے بغیر ہم اللہ کے حلال کردہ کو حرام کہنے والے کون ہوتے ہیں؟ اور ہم کیا ہیں اور ہماری حیثیت کیا ہے جب خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا:

انی لست احرم حلالا[3] میں کسی حلال کو حرام نہیں کرتا!

---

[1] علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ، احکام القرآن ج ۳ ص ۳۲۰، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ

[2] " " " " ، احکام القرآن ج ۳ ص ۳۲۱-۳۲۰، ملخصاً " " " "

[3] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۹۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

غیر کفو میں نکاح کا جواز سادات کرام کی تعظیم و تکریم کے منافی نہیں ہے

ہم العیاذ باللہ! سادات کرام کے نسبی شرف اور فضیلت کے منکر نہیں ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آل سے محبت اور عقیدت ہمارے ایمان کا جزو اور حصہ ہے، ہم ہر نماز میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود پڑھتے ہیں اور ان کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں،

امام رازی نے تفسیر کبیر میں یہ روایات نقل کی ہیں:

من مات علی حب آل محمد مات شہیداً۔
جو آل محمد کی محبت پر مرا وہ شہادت کی موت مرا۔

الا ومن مات علی حب آل محمد مات مغفوراً۔
سنو! جو آل محمد کی محبت پر مرا وہ بخشا ہوا مرا۔

الا ومن مات علی حب آل محمد مات تائباً۔
سنو! جو آل محمد کی محبت پر مرا وہ توبہ پر مرا۔

الا ومن مات علی حب آل محمد مات مؤمنا مستکمل الایمان۔
سنو! جو آل محمد کی محبت پر مرا وہ کامل ایمان پر مرا۔

الا ومن مات علی حب آل محمد بشرہ ملک الموت بالجنۃ ثم منکر و نکیر۔
سنو! جو آل محمد کی محبت پر مرا اس کو ملک الموت اور منکر نکیر جنت کی بشارت دیتے ہیں۔

الا ومن مات علی حب آل محمد فتح لہ فی قبرہ بابان الی الجنۃ۔
سنو! جو آل محمد کی محبت پر مرا اس کی قبر میں جنت کی طرف دو کھڑکیاں کھول دی جاتی ہیں۔

الا ومن مات علی بغض آل محمد مات کافراً۔[1]
سنو! جو آل محمد سے بغض پر مرا وہ کفر پر مرا

(العیاذ باللہ!)

حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں: اس حدیث کو ثعلبی نے از عبداللہ بن محمد بلخی یعقوب بن یوسف از محمد بن اسلم بطور روایت کیا ہے اور اس کے موضوع ہونے کے آثار واضح ہیں، ثعلبی اور محمد کے درمیان جو راوی ہیں آفت انہی کی وجہ سے ہے (الکافی الشاف فی تخریج الکشاف ج ۴ ص ۲۰۲ مطبوعہ ایران) تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام قرابتداروں اور آپ کے اہلبیت کی محبت اور عقیدت ہمارے ایمان کا حصہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طبقہ کی خصوصیت کی بنا پر جو حکم فرمایا وہ ہمارے سر آنکھوں پر ہے آپ نے فرمایا: الائمۃ من قریش[2] "خلیفہ اسلام (تمام روئے زمین پر مسلمانوں کا حکمران) قریش سے ہو گا، ہم نے کہا آمنا و صدقنا، آپ نے فرمایا: انما الصدقۃ لا تنبغی لآل محمد[3] "آل محمد پر زکوٰۃ حلال نہیں" ہم نے کہا علی الراس والعین، اسی طرح اگر آپ فرماتے کہ آل محمد سے غیر آل محمد کا نکاح حرام ہے تو ہم اس کو حرام کہتے! لیکن جب آپ نے اس مناکحت کو حرام نہیں فرمایا، بلکہ اس کے برخلاف آپ نے خود آل محمد کا نکاح غیر کفو میں کیا اور اپنی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا یکے بعد دیگرے حضرت عثمان سے نکاح کیا کیونکہ آل رسول کا کفو کوئی قرشی ہو سکتا ہے نہ کوئی اور[4]۔ اور خود غیر کفو میں کئی لوگوں کے رشتے کیے اور غیر کفو میں کیے ہوئے رشتوں کو جائز قرار

---

[1]۔ امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۷، ص ۴۰۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

[2]۔ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۹۲، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ

[3]۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۴۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[4]۔ علامہ سرخسی نے لکھا ہے کہ بعض قریش بعض کے کفو ہیں، لیکن امام محمد سے یہ روایت ہے (بقیہ آئندہ صفحہ پر ملاحظہ ہو)

دیا تو ہماری کیا مجال ہے کہ ہم غیر کفو میں کیے ہوئے رشتوں کو ناجائز اور حرام کہیں اور شریعت مصطفوی میں دخل اندازی کریں اور اللہ کے حلال کو حرام کہنے کے مرتکب ہوں، العیاذ باللہ! یاد رکھیے نسبت کا احترام الگ چیز ہے اور مسائل شرعیہ کی الگ نوعیت ہے۔

ولاجناح علیکم ان تنکحوھن الآیۃ سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال!!!

(۴)۔ قرآن مجید کی چوتھی آیت جس سے ہم نے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے، وہ یہ ہے:

ولاجناح علیکم ان تنکحوھن اذا اٰتیتموھن اجورھن۔ (الممتحنۃ: ۱۰)

اور ان سے نکاح کرتے میں تم پر کوئی گناہ نہیں جب تم ان کے مہر ادا کرو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نکاح کے لیے صرف ادائیگی مہر کو شرط قرار دیا ہے، اگر نکاح کے لیے کفو بھی شرط ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی بیان فرما دیتا، کیونکہ یہ شرط بیان کرنے کی جگہ ہے اور اس جگہ کفو کی شرط کو بیان نہ کرنا اس بات کا بیان ہے کہ نکاح کے لیے کفو کا ہونا شرط نہیں ہے۔

امام ابوحنیفہ نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ جو عورت دار الحرب میں کسی حربی کے نکاح میں ہو جب وہ ہجرت کر کے دار الاسلام میں آجائے تو مسلمان شخص اس عورت سے اس کی عدت گذرے بغیر نکاح کر سکتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہاں عدت گذر جانے کی قید کا ذکر نہیں فرمایا صرف ادائیگی مہر کا ذکر فرمایا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ عدت گذرنے کے بغیر بھی اس سے نکاح جائز ہے اور اگر عدت کا گذرنا ضروری ہوتا تو بغیر عدت گذارے نکاح کرنا گناہ ہوتا اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

علامہ ابوبکر رازی جصاص حنفی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وانما قال ابوحنیفۃ فی المھاجرۃ انہ لا عدۃ علیھا من الزوج لقولہ تعالیٰ (ولاجناح علیکم ان تنکحوھن) فاباح نکاحھا من غیر ذکر عدۃ۔[1]

امام ابوحنیفہ نے فرمایا ہجرت کرنے والی عورت پر خاوند کی کوئی عدت نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور ان سے نکاح کرنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں" سو اللہ تعالیٰ نے بغیر عدت کے ذکر کے ان سے نکاح مباح کر دیا۔

علامہ آلوسی حنفی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

نعم قد احتج بھا علی عدم العدۃ فی الفرقۃ

ہاں اس آیت سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ سبب

[1] علامہ ابوبکر احمد بن علی جصاص رازی حنفی متوفی ۳۷۰ھ، احکام القرآن ج ۳ ص ۴۴۰، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ

[2] (حاشیہ صفحہ سابقہ) کہ جن قریشیوں کا نسب مشہور ہو وہ دوسرے قریشیوں کے کفو نہیں ہیں مثلاً خلیفہ کی اولاد کے دوسرے قریشی کفو نہیں ہیں۔ (مبسوط ج ۵ ص ۲۴ ملخصاً) غور فرمائیے جب خلیفہ کی بیٹی کا دوسرا قریشی کفو نہیں ہو سکتا تو سید الانبیاء والمرسلین کی صلبی بیٹی کا دوسرا قریشی کس طرح کفو ہو سکتا ہے!

بخروج المرأۃ الینا من دار الحرب مسلمۃ، ووجھہ بانہ سبحانہ نفی الجناح من کل وجھہ فی نکاح المھاجرات بعد ایتاء المھر ولم یقید جل شانہ بمضی العدۃ فلولا ان الفرقۃ بمجرد الوصول الی دار الاسلام لکان الجناح ثابتاً۔[1]

عورت مسلمان ہو کر دار الحرب سے ہجرت کر کے ہمارے پاس آئے تو اس کی سابق خاوند سے علیحدگی کی کوئی عدت نہیں ہے اس دلیل کا بیان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہجرت کرنے والی عورتوں کے ساتھ نکاح سے ہر قسم کے گناہ کی نفی کر دی ہے بشرطیکہ ان کا مہر ادا کر دیا جائے اور گناہ نہ ہونے کو اللہ تعالیٰ نے عدت گزرنے کے ساتھ مقید نہیں کیا تو اگر محض دار الاسلام میں پہنچنے سے علیحدگی متحقق نہ ہوتی تو اس کے ساتھ نکاح کرنے میں گناہ ہوتا۔

امام ابو حنیفہ کے اس استدلال کی نہج پر ہم کہتے ہیں کہ اگر ان سے نکاح کرنے میں کفو ہونا بھی مشروط ہوتا تو اللہ سبحانہ اس کا بھی ذکر فرما دیتا اور جب یہاں اس کا ذکر نہیں کیا، تو معلوم ہوا کہ نکاح میں کفو شرط نہیں ہے۔ غور فرمایئے منکوحہ غیر سے فرقت کے بعد دوسرے نکاح کے لیے عدت کا گزرنا شرط ہے اور قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں دوسرے مقامات پر اس شرط کا صراحۃً ذکر ہے، لیکن اس آیت میں چونکہ مہاجرات سے نکاح کے بیان میں اس شرط کا ذکر نہیں ہے اس لیے امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ مہاجرہ سے عقد کے لیے عدت کی شرط نہیں ہے اسی طرح نکاح کے کفو کا بھی قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں بطور شرط کہیں ذکر نہیں کیا گیا، اس لیے اس آیت میں غیر کفو میں نکاح کرنے کا جواز بطریق اولیٰ ثابت ہوگا، یہ نہایت قوی استدلال ہے جو اللہ تعالیٰ نے صرف اس فقیر کے دل میں القاء کیا۔ وللہ الحمد علی ذالک۔

آیت تحلیل سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال

(۵) قرآن مجید کی پانچویں آیت جس سے ہم نے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے وہ یہ ہے:

فان طلقھا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ۔ (بقرہ: ۲۳۰)

پھر اگر اسے تیسری طلاق دے دی تو وہ (عورت) اس (تیسری طلاق) کے بعد اس پر حلال نہیں ہوگی یہاں تک کہ وہ (عورت) کسی اور خاوند سے نکاح کر لے۔

اس آیت میں زوجاً کی تنکیر عموم کا تقاضا کرتی ہے یعنی وہ عورت کسی بھی مسلمان شخص سے نکاح کرے خواہ وہ شخص اس کا کفو ہو یا غیر کفو تو اس نکاح (اور عمل زوجیت کے بعد) وہ عورت پہلے خاوند پر حلال ہو جائے گی، اسی نہج پر علامہ ابو بکر جصاص نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ صحت نکاح کے لیے ولی کی شرط نہیں ہے، علامہ جصاص لکھتے ہیں:

وفیہ الدلالۃ ایضاً علی جواز النکاح بغیر ولی لانہ اضاف التراجع الیھما من غیر ذکر الولی۔[2]

اس آیت میں بغیر ولی کے نکاح کے جواز پر بھی دلالت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ولی کے ذکر کے بغیر نکاح کی اضافت عورت اور اس کے شوہر کی طرف کی ہے۔

---

[1] علامہ ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲۸ ص ۸، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[2] علامہ ابو بکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ، احکام القرآن ج ۱ ص ۳۹۱، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ

علامہ آلوسی نے بھی اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے لکھتے ہیں:

وعلی ان الولی لیس شرطا فی النکاح لانہ اضاف العقد الیہا۔[1]

اور یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ صحت نکاح میں ولی شرط نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالی نے عقد کی اضافت عورت کی طرف کی ہے۔

سو جس طرح ولی کے عدم ذکر اور عورت کی طرف نکاح کی اضافت کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحت نکاح کے لیے ولی کی اجازت شرط نہیں ہے اسی طرح کفو کے عدم ذکر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحت نکاح کے لیے کفو شرط نہیں ہے اور عورت جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے خواہ خاوند اس کا کفو ہو یا غیر کفو۔ مذاہب فقہاء کے بیان میں ہم ان شاء اللہ فقہاء کی وہ عبارات بھی بیان کریں گے جو انھوں نے علالہ کے ذکر میں بیان کی ہیں کیونکہ ان عبارات میں مخالفین کی کوئی تائید نہیں ہے۔

ہم نے جو یہ پانچ آیات پیش کی ہیں ان میں قرآن مجید کے الفاظ عموم سے استدلال کیا ہے۔ اب ہم دو آیتیں پیش کر رہے ہیں جن میں ہم شان نزول کے اعتبار سے استدلال کر رہے ہیں۔

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال

(۶) چھٹی آیت جس سے ہم نے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے وہ یہ ہے:

یا ایہا الناس انا خلقنٰکم من ذکر وانثی وجعلنٰکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔

(حجرات: ۱۳)

اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور ہم نے تمہیں (مختلف) بڑی قومیں اور قبائل بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ بزرگی والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہو۔

علامہ آلوسی حنفی اس آیت کا شان نزول بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

علامہ آلوسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

امام ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں امام ابن مردویہ اور امام بیہقی نے اپنی سنن میں زہری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو بیاضہ کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی عورت کا ابوہند سے نکاح کر دیں، انھوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم اپنی بیٹیوں کا اپنے آزاد شدہ غلاموں سے نکاح کر دیں؟ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا، الآیۃ۔

زہری نے کہا یہ آیت بالخصوص ابوہند کے متعلق نازل ہوئی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فصد لگاتا تھا (الی قولہ) یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ نسب پر فخر نہیں کرنا چاہیے، احادیث میں بھی اس کی صراحت ہے۔

[1] علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۴ ص ۱۴۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

علامہ آلوسی اس بحث میں مزید لکھتے ہیں:

امام بیہقی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے باپ دادا کی وجہ سے جاہلیت کی نخوت اور تکبر کو دور کر دیا ہے، تم سب آدم اور حوا کی اولاد ہو جس طرح دو صاع برابر برابر ہوتے ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو پس تمہارے پاس جو بھی ایسا شخص آئے جس کے دین اور امانت پر تم راضی ہو اس سے (اپنی لڑکیوں کا) نکاح کر دو، اس حدیث کو امام احمد اور محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے لیکن امام احمد کی روایت میں "تمہارے پاس جو بھی آئے" یہ الفاظ نہیں ہیں، (شعب الایمان ج ۴ ص ۲۸۹ - ۲۸۸ طبع بیروت) [1]

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے بنو بیاضہ ابو ہند سے نکاح کر دو" انھوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم اپنی لڑکیوں کا اپنے (آزاد شدہ) غلاموں سے نکاح کر دیں؟ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: یا ایھا الناس انا خلقنا کم من ذکر و انثی [2]

علامہ قرطبی مالکی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

حدیث صحیح میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ (یہ بدری صحابی تھے) نے سالم کو اپنا بیٹا بنایا اور ان کے ساتھ اپنے بھائی ولید بن عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی (ہند بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ قرشیہ) کا نکاح کر دیا، حالانکہ سالم انصار کی ایک عورت کے آزاد شدہ غلام تھے اور حضرت ضباعہ بنت الزبیر (یہ ہاشمی خاتون تھیں) حضرت مقداد بن اسود کے نکاح میں تھیں۔ (یہ غیر قرشی تھے)۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۶۲)

میں کہتا ہوں کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف (قرشی) کی بہن حضرت بلال کے عقد میں تھیں، اور حضرت زینب بنت جحش، حضرت زید بن حارثہ کے نکاح میں تھیں، ان مثالوں سے معلوم ہوا کہ آزاد شدہ غلاموں سے عرب عورتوں کا نکاح جائز ہے۔ اور کفارة کا اعتبار صرف دین میں ہے۔ (الیٰ قولہ) حضرت سلمان فارسی نے حضرت ابو بکر سے ان کی صاحبزادی کا رشتہ مانگا تو انھوں نے منظور کر لیا، اور حضرت سلمان فارسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی صاحبزادی کا رشتہ مانگا تو ان پر یہ امر دشوار ہوا، پھر حضرت عمر نے خود حضرت سلمان سے نکاح کی درخواست کی لیکن حضرت سلمان نے نکاح نہیں کیا، حضرت بلال نے بکیر کی بیٹی کا رشتہ مانگا اس کے بھائیوں نے انکار کیا، حضرت بلال نے کہا یا رسول اللہ! مجھے بنو بکیر سے کیا سانحہ پیش آیا! میں نے ان کی بہن کا رشتہ مانگا انھوں نے مجھے انکار کر دیا اور مجھ کو اذیت دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال کی وجہ سے غضب ناک ہوئے، یہ خبر ان لوگوں کو پہنچی تو وہ اپنی بہن کے پاس گئے اور کہا تمہاری وجہ سے ہمیں کیسی پریشانی ہوئی ہے، ان کی بہن نے کہا میرا معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہے، پھر انھوں نے اس کا نکاح کر دیا، اور جب ابو ہند نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فصد لگائی تو آپ نے اس کے متعلق فرمایا: "ابو ہند سے نکاح کر دو اور اس کی طرف رشتہ کرو"، حالانکہ ابو ہند بنو بیاضہ کا آزاد شدہ غلام تھا، اور امام دارقطنی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت

[1] علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲۶ ص ۱۶۲ - ۱۶۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[2] علامہ ابو محمد بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدة القاری ج ۲۰ ص ۸۶ - ۸۷، مطبوعہ ادارة الطباعة المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ابو ہند بنو بیاضہ کا آزاد شدہ غلام تھا جو فصد لگاتا تھا، اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فصد لگائی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایسے آدمی کو دیکھنے سے خوش ہو جس کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کی تصویر بنائی ہو وہ ابو ہند کو دیکھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بنو بیاضہ سے) فرمایا اس کے ساتھ نکاح کر دو۔ [1]

علامہ جلال الدین سیوطی شافعی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اخرج ابن المنذر وعن ابن جریج وابن مردویة والبیھقی فی سننہ عن الزھری قال امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی بیاضۃ ان یزوجوا اباھند امرأۃ منھم فقالوا یا رسول اللہ انزوج بناتنا موالینا فانزل اللہ یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکر وانثی الآیۃ قال الزھری نزلت فی ابی ھند خاصۃ قال وابو ھند کان حجام النبی صلی اللہ علیہ وسلم واخرج ابن مردویۃ من طریق الزھری عن عروۃ عن عائشۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکحوا اباھند وانکحوا الیہ قالت ونزلت یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکر وانثی الآیۃ۔

امام ابن منذر از ابن جریج از ابن مردویہ امام بیہقی اپنی سنن میں زہری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو بیاضہ کو یہ حکم دیا کہ وہ ابو ہند کے ساتھ اپنی ایک عورت کا نکاح کر دیں، انھوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم اپنی بیٹیوں کا اپنے آزاد شدہ غلاموں سے نکاح کر دیں؟ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکر و انثی الآیۃ زہری کہتے ہیں کہ یہ آیت بالخصوص ابو ہند کے متعلق نازل ہوئی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فصد لگاتا تھا اور امام ابن مردویہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو ہند سے نکاح کر دو اور ان کے ہاں نکاح کرو، حضرت عائشہ فرماتی ہیں اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: یا ایھا الناس انا خلقنا کم من ذکر و انثی۔ [2]

علامہ ابن قدامہ حنبلی نے بھی اس آیت کا یہی شان نزول بیان کیا ہے۔ [3]

استدلال مذکور پر ایک اعتراض کا جواب

بعض اہل علم لکھتے ہیں:

"مذکورہ آیت کے سیاق و سباق پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ ایک دوسرے پر طعن کریں، نام بگاڑیں، ایک دوسرے کے نسب پر چوٹیں کریں اور ایک دوسرے کو برے القاب و اوصاف سے ایذاء پہنچائیں، یا تمسخر اڑائیں۔ ان سب خرابیوں کے ازالہ کے لیے آیت میں ارشاد ہوا کہ خدا کے نزدیک تمہارے کام آنے والی اصل چیز تقویٰ اور ایمان ہیں جن کا ظہور مکمل طور پر دار آخرت میں ہو گا۔"

---

[1] علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۱۶ ص ۳۴۶، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۳۸۷ھ

[2] علامہ جلال الدین سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ھ، در منثور ج ۶ ص ۹۸، مطبوعہ مطبعہ میمنیہ مصر، ۱۳۱۴ھ

[3] علامہ ابو محمد عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۷ ص ۲۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

اس کلام کی متانت سے ہمیں انکار نہیں، لیکن اس کے باوجود یہ ایک حقیقت ثابتہ ہے کہ اس آیت کا نزول ابوہند کے بارے میں ہوا جب بنو بیاضہ نے اس کے غلام ہونے کی وجہ سے اس کو رشتہ دینے سے انکار کر دیا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو بیاضہ کو حکم دیا کہ وہ اس کے ساتھ اپنی لڑکی کا نکاح کر دیں حالانکہ وہ ایک فصد لگانے والا غلام تھا اور اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی جیسا کہ علامہ آلوسی حنفی، علامہ عینی حنفی، علامہ قرطبی مالکی، علامہ سیوطی شافعی اور علامہ ابن قدامہ حنبلی نے لکھا ہے۔ لہٰذا اس آیت کے شان نزول سے بھی یہ ثابت ہوا کہ غیر کفو میں نکاح جائز ہے۔

(۷) وما كان لمؤمن ولا مؤمنة الآیۃ سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال

ساتویں آیت جس سے ہم نے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے وہ یہ ہے:

وما كان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضى الله ورسوله امرا ان يكون لهم الخيرة من امرهم ومن يعص الله ورسوله فقد ضل ضلالا مبينا۔ (احزاب: ۳۶)

جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا حکم دے دیں تو کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو اس حکم پر عمل نہ کرنے کا اختیار نہیں ہے، اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلی گمراہی میں جا گرے گا۔

علامہ قرطبی مالکی اس آیت کے شان نزول میں لکھتے ہیں:

روى قتادة وابن عباس ومجاهد فی سبب نزول هذه الاية: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خطب زينب بنت جحش وكانت بنت عمته فظنت ان الخطبة لنفسه فلما تبين انه يريدها لزيد، كرهت وابت وامتنعت فنزلت الاية فاذعنت زينب حينئذ وتزوجته فی رواية فامتنعت وامتنع اخوها عبد الله لنسبها من قريش، وان زيدا كان بالامس عبدا الى ان نزلت هذه الاية فقال له اخوها: مرنی بما شئت فزوجها من زيد وقيل: انها نزلت فی ام كلثوم بنت عقبة بن ابی معيط وكانت وهبت نفسها للنبی صلى الله عليه وسلم فزوجها من زيد بن حارثة فكرهت ذلك هی واخوها وقالا انما اردنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فزوجنا غيره، فنزلت الاية بسبب ذلك

قتادہ، حضرت ابن عباس، اور مجاہد نے اس آیت کے شان نزول میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش کو نکاح کا پیغام دیا، وہ حضور کی پھوپھی زاد بہن تھیں، انھوں نے یہ سمجھا کہ حضور نے اپنے لیے نکاح کا پیغام دیا ہے، جب یہ معلوم ہوا کہ آپ نے زید کے لیے رشتہ مانگا ہے تو انھوں نے اس پیغام کو ناپسند کر کے مسترد کر دیا، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی پھر حضرت زینب نے اس نکاح کو قبول کر کے نکاح کر لیا، ایک روایت ہے کہ حضرت زینب اور ان کے بھائی حضرت عبد اللہ نے حضرت زینب کے نسب قریش (یہ علامہ قرطبی کا تسامح ہے، حضرت زینب بنو اسد سے تھیں) کی وجہ سے انکار کیا کیونکہ حضرت زید کل تک غلام تھے، تب یہ آیت نازل ہوئی، ان کے بھائی نے کہا آپ مجھے جو چاہیں حکم دیں! پھر انھوں نے حضرت زینب کا حضرت زید سے نکاح کر دیا۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی

فاجابا الی تزویجہ زینب [1]

معیط کے متعلق نازل ہوئی، انھوں نے اپنے آپ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے ہبہ کر دیا تھا، آپ نے ان کا حضرت زید بن حارثہ سے نکاح کر دیا۔ انھوں نے اور ان کے بھائی نے ان کو ناپسند کیا اور کہا ہم نے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارادہ کیا تھا، اور آپ نے کسی اور سے نکاح کر دیا، تب یہ آیت نازل ہوئی پھر انھوں نے حضرت زید کے ساتھ نکاح کو منظور کر لیا۔

علامہ آلوسی حنفی نے بھی اس آیت کے شان نزول میں حضرت ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا دونوں کے متعلق روایات ذکر کی ہیں۔ [2]

علامہ اسماعیل حقی حنفی نے اس آیت کے شان نزول میں صرف حضرت ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کا واقعہ بیان کیا ہے۔ [3]

علامہ جلال الدین سیوطی شافعی نے اس آیت کے شان نزول میں حضرت ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا دونوں کے متعلق روایات ذکر کی ہیں۔ [4]

امام رازی شافعی اور علامہ خازن شافعی نے اس آیت کے شان نزول میں صرف حضرت ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کے متعلق روایات ذکر کی ہیں۔ [5]

حافظ ابن کثیر حنبلی نے اس آیت کے شان نزول حضرت ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا دونوں کے متعلق روایات ذکر کی ہیں۔ [7]

مذکور الصدر حوالہ جات سے ظاہر ہو گیا کہ مالکی، حنفی، شافعی اور حنبلی تمام مفسرین نے یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت زینب یا حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط سے حضرت زید بن حارثہ کے نکاح کے موقع پر یہ آیت نازل ہوئی اور دونوں تقدیر پر یہ غیر کفو میں نکاح کا ثبوت ہے کیونکہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنو اسد کی آزاد خاتون تھیں اور حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط آزاد اور قرشیہ خاتون تھیں اور یہ ایک غلام کے قرشیہ سے نکاح کا واضح ثبوت ہے۔

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۱۴ ص ۱۸۷-۱۸۶، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ ھ

[2] علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ ھ، روح المعانی ج ۲۲ ص ۲۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[3] علامہ اسماعیل حقی حنفی متوفی ۱۱۳۷ ھ، روح البیان ج ۷ ص ۱۷۰، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ

[4] علامہ جلال الدین سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ ھ، در منثور ج ۵ ص ۲۰۱ مطبوعہ مطبعہ میمنیہ مصر ۱۳۱۴ ھ

[5] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی شافعی متوفی ۶۰۶ ھ، تفسیر کبیر ج ۶ ص ۵۸۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ ھ

[6] علامہ علی بن محمد خازن شافعی متوفی ۷۲۵ ھ، تفسیر خازن ج ۳ ص ۵۰۱، مطبوعہ دار الکتب العربیہ پشاور

[7] حافظ ابو الفداء عماد الدین ابن کثیر متوفی ۷۷۴ ھ، تفسیر ابن کثیر ج ۵ ص ۴۶۳، مطبوعہ ادارہ اندلس بیروت ۱۳۸۵ ھ

حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط کے نسب کے متعلق علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں:

ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس القرشیہ الامویہ [۱]

علامہ ابن قتیبہ نے لکھا ہے کہ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما (امام زین العابدین) نے اپنی والدہ سلافہ کا نکاح اپنے آزاد شدہ غلام سے کر دیا جب عبدالملک نے اس پر عار دلایا تو انھوں نے فرمایا کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب کا نکاح حضرت زید سے نہیں کیا تھا؟ [۲]

ولعبد مؤمن خیر من مشرك سے استدلال (غیر کفو میں نکاح کے جواز پر قرآن مجید سے صریح جزئیہ)

۸۔ آٹھویں آیت جس سے ہم نے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے، وہ یہ ہے:

لا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا ولعبد مؤمن خیر من مشرك ولو اعجبکم۔ (بقرہ: ۲۲۱)

اور شرک کرنے والے مردوں کے نکاح میں (ایمان والی عورتوں کو) نہ دو، یہاں تک کہ وہ (مشرک) ایمان لے آئیں، اور بے شک مومن غلام شرک کرنیوالے (آزاد) سے بہتر ہے خواہ وہ تمہیں اچھا لگتا ہو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورت (خواہ آزاد ہو یا باندی) کے ساتھ مسلمان غلام کے نکاح کو (آزاد مشرک کے مقابلہ میں) بہتر فرمایا ہے، اس کا خلاصہ ہے کہ غیر کفو میں نکاح کو جائز فرمایا ہے، اور جس نکاح کو اللہ تعالیٰ خیر اور بہتر فرما رہا ہو اس نکاح کو ناجائز اور حرام کہنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے!

علامہ قرطبی کی تفسیر سے یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے ہم اس تفسیر کو نقل کر کے اس کا جواب ذکر کریں گے فنقول وباللہ التوفیق۔

علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

(ولعبد مؤمن) ای مملوك (خیر من مشرك) ای حسیب (ولو اعجبکم) ای حسبه و ماله، حسب ما تقدم و قیل المعنی ولرجل مؤمن وکذا ولامة مؤمنة، ای ولامراة مؤمنة کما بینا۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم کل رجالکم عبید اللہ وکل نساءکم اماء اللہ وقال لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ (الی ان قال) و هذا احسن ما حمل علیه القول فی هذه الآیة [۳]

عبد مومن یعنی غلام، ذو حسب مشرک سے بہتر ہے خواہ تمہیں اس کا حسب اور مال اچھا لگتا ہو، جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، ایک قول یہ ہے کہ عبد مومن کی تفسیر مرد مومن ہے اسی طرح ولامة مؤمنة کی تفسیر مومنہ عورت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے سب مرد اللہ کے غلام ہیں اور تمہاری سب عورتیں اللہ کی باندیاں ہیں اور اللہ کی باندیوں کو اللہ کی مساجد میں جانے سے منع نہ کرو، اس آیت میں اس قول کا یہ زیادہ اچھا محمل ہے۔

علامہ قرطبی کی یہ عقلی توجیہ اور تاویل صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ تاویل اس آیت کے شان نزول کے خلاف ہے جس کو

---

[۱] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن اثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۶۱۴، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران، ۱۳۸۷ھ

[۲] علامہ عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ متوفی ۲۷۶ھ، المعارف ص ۹۴، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[۳] علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۳ ص ۸۰، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۳۸۷ھ

علامہ قرطبی سمیت تمام مستند مفسرین نے نقل کیا ہے اور جمہور مفسرین نے یہی کہا ہے کہ اس آیت میں عبد مومن سے مراد مسلمان غلام اور امۃ مومنۃ سے مراد مسلمان باندی ہے۔

ولعبد مؤمن الآیۃ میں "عبد" سے غلام مراد ہونے پر جمہور مفسرین کی تصریحات !!

اس آیت کے شان نزول میں علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں:

قال السدی نزلت فی عبد اللہ بن رواحۃ کانت لہ امۃ سوداء فلطمہا فی غضب ثم ندم فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ فقال ما ھی یا عبد اللہ قال تصوم وتصلی وتحسن الوضوء وتشہد الشہادتین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "ھذہ مومنۃ" فقال ابن رواحۃ لاعتقنہا ولا تزوجنہا ففعل فطعن علیہ ناس من المسلمین وقالوا: نکح امۃ وکانوا یرون ان ینکحوا الی المشرکین وکانوا ینکحونہم رغبۃ فی احسابہم فنزلت ھذہ الآیۃ۔[1]

سدی نے کہا ہے کہ یہ آیت حضرت عبد اللہ بن رواحہ کے متعلق نازل ہوئی ہے، ان کی ایک سیاہ رنگ کی باندی تھی، انھوں نے ایک دن غصہ میں اس کو تھپڑ مارا، پھر نادم ہوئے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر یہ واقعہ بیان کیا، آپ نے پوچھا: "اے عبد اللہ وہ کیسی باندی ہے؟ حضرت عبد اللہ نے کہا وہ روزے رکھتی ہے نماز پڑھتی ہے اچھی طرح وضو کرتی ہے اور کلمۂ شہادت پڑھتی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ مومنہ ہے" حضرت عبد اللہ بن رواحہ نے کہا میں اس کو ضرور آزاد کروں گا اور اس سے ضرور شادی کروں گا، اور ایسا ہی کیا پھر بعض مسلمانوں نے ان کو طعنہ دیا اور کہا: انھوں نے ایک باندی سے نکاح کر لیا، اس وقت مسلمان مشرکوں سے نکاح جائز سمجھتے تھے اور ان کے حسب ونسب کی وجہ سے ان کے ساتھ نکاح کرنے کو پسند کرتے تھے، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

علامہ ابن کثیر حنبلی[2]، علامہ خازن شافعی[3]، علامہ جلال الدین سیوطی[4]، علامہ سلیمان جمل شافعی[5] اور علامہ آلوسی حنفی[6]

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۳ ص ۷۰، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۳۸۷ھ

[2] حافظ ابو الفداء عماد الدین ابن کثیر حنبلی متوفی ۷۷۴ھ، تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۴۵۷، مطبوعہ ادارہ اندلس بیروت ۱۳۸۵ھ

[3] علامہ علی بن محمد خازن شافعی متوفی ۷۲۵ھ، تفسیر خازن ج ۱ ص ۱۶۱، مطبوعہ دار الکتب العربیہ پشاور

[4] علامہ جلال الدین شافعی متوفی ۹۱۱ھ، تفسیر در منثور ج ۱ ص ۲۵۷-۲۵۶، مطبوعہ مطبعہ میمنیہ مصر، ۱۳۱۴ھ

[5] علامہ سلیمان بن عمر الجمل شافعی متوفی ۱۲۰۴ھ الفتوحات الالٰہیہ ج ۱ ص ۱۹۱، مطبوعہ المطبعۃ البہیۃ مصر، ۱۳۱۴ھ

[6] علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲ ص ۱۱۸، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

نے بھی اس آیت کا یہی شان نزول بیان کیا ہے۔

علامہ ابوبکر جصاص حنفی لکھتے ہیں:

(ولامة مؤمنة خير من مشركة) يدل على جواز نكاح الامة مع وجود الطول الى الحرة۔[1]

(ولامة مؤمنة خير من مشركة) یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ آزاد عورت کے ساتھ نکاح کی طاقت کے باوجود باندی سے نکاح کرنا جائز ہے

علامہ جصاص کی اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ ولامة میں امۃ سے مراد باندی ہے، لہٰذا ولعبد مومن میں لامحالہ عبد سے غلام مراد ہوگا، امام رازی نے بھی اس آیت کی یہی تفسیر کی ہے۔[2]

حافظ ابن کثیر حنبلی ولعبد مومن کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ای ولرجل مؤمن ولو كان عبدا حبشيا خير من مشرك وان كان رئيسا سريا۔[3]

یعنی مرد مومن اگرچہ حبشی غلام ہو تو وہ مشرک سے بہتر ہے خواہ وہ شریف سردار ہو۔

علامہ خازن شافعی لکھتے ہیں:

ولعبد مؤمن خير من مشرك يعني حرا۔[4]

مسلمان غلام آزاد مشرک سے بہتر ہے۔

علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں:

(ولعبد مؤمن) مع ما فيه من ذل المملوكية (خير من مشرك) مع ما ينسب اليه من عز المالكية۔[5]

مومن غلام باوجود غلامی کی ذلت کے مشرک سے بہتر ہے خواہ اس کو مالکیت کی عزت حاصل ہو۔

علامہ ابوسعود حنفی لکھتے ہیں:

(ولعبد مؤمن) مع ما به من ذل المملوكية (خير من مشرك) مع ما له من عز المالكية۔[6]

مومن غلام غلامی کی ذلت کے باوجود مشرک سے بہتر ہے خواہ اس کو مالکیت کی عزت حاصل ہو۔

علامہ اسماعیل حقی حنفی لکھتے ہیں:

(ولعبد مؤمن) مع ما به من ذل المملوكية (خير من مشرك) مع ما به من عز المالكية۔[7]

مومن غلام، غلامی کی ذلت کے باوجود مشرک سے بہتر ہے خواہ اس کو مالکیت کی عزت حاصل ہو۔

---

[1] علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ، احکام القرآن ج ۱ ص ۳۳۶، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ

[2] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی شافعی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۲ ص ۲۲۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

[3] حافظ ابو الفداء عماد الدین ابن کثیر حنبلی متوفی ۷۷۴ھ، تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۴۵۷، مطبوعہ ادارہ اندلس بیروت ۱۳۸۵ھ

[4] علامہ علی بن محمد خازن شافعی متوفی ۷۲۵ھ، تفسیر خازن ج ۱ ص ۱۶۱، مطبوعہ دار الکتب العربیہ پشاور

[5] علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲ ص ۱۲۰، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[6] علامہ ابوسعود محمد بن محمد عمادی سکیبی حنفی متوفی ۹۸۲ھ، تفسیر ابوسعود علی ہامش الکبیر ج ۲ ص ۱۱۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

[7] علامہ اسماعیل حقی حنفی متوفی ۱۱۳۷ھ، روح البیان ج ۱ ص ۳۴۵، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ

شیخ محمد عبدہ لکھتے ہیں:

وقد فسر الجمهور الائمة والعبد فی الآیة بالرقیق ای ان الامة المملوكة المؤمنة خير من الحرة المشركة ولو اعجبكم جمالها وكذلك العبد المؤمن خير من الحر المشرك وان كان معجبا۔ [1]

جمہور مفسرین نے اس آیت میں امۃ اور عبد کی تفسیر باندی اور غلام سے کی ہے یعنی جو مملوکہ باندی مومنہ ہو وہ آزاد مشرکہ سے بہتر ہے خواہ تم کو اس کا حسن اور جمال اچھا لگتا ہو، اسی طرح جو غلام مومن ہو وہ آزاد مشرک سے بہتر ہے خواہ تم کو وہ مشرک اچھا لگتا ہو

ہرچند کہ بعض مفسرین نے عبد مومن کی تفسیر مرد مومن کے ساتھ کی ہے لیکن یہ محض ان کی عقلی اپج ہے، اس کی تائید میں کوئی نقل نہیں ہے، علامہ خازن اور دیگر مستند مفسرین نے بیان کیا ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمان اور حضرت عبداللہ بن رواحہ نے اپنی اپنی باندیوں کو آزاد کر کے ان سے شادی کر لی، اس پر لوگوں نے ان کو لونڈی سے نکاح کرنے کا طعنہ دیا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

ولامة مؤمنة خير من مشركة ولو اعجبتكم (الی قوله تعالی) ولعبد مؤمن خير من مشرك۔ (بقرہ: ۲۲۱)

بے شک ایمان والی باندی (آزاد) مشرکہ سے بہتر ہے خواہ وہ تم کو اچھی لگتی ہو ـــــ اور بے شک مومن غلام (آزاد) مشرک سے بہتر ہے خواہ وہ تم کو اچھا لگتا ہو

جمہور مفسرین کی اس تصریح کے بعد کہ ولعبد مومن میں عبد سے مراد غلام ہے، آئیے دیکھیں کہ برصغیر کے مترجمین نے اس آیت کا کیا ترجمہ کیا ہے:

اہل سنت مترجمین کے حوالوں سے ولعبد مؤمن کا ترجمہ

شاہ رفیع الدین ولعبد مومن الآیۃ کے ترجمے میں لکھتے ہیں:

اور البتہ غلام ایمان والا بہتر ہے شرک کرنے والے سے اور اگرچہ خوش لگے تم کو۔

شاہ عبدالقادر محدث دہلوی اس آیت کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

اور البتہ مسلمان غلام بہتر ہے کسی شرک کرنے والے سے اگرچہ تم کو خوش آوے

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمہ اللہ اس آیت کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

اور بے شک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے اگرچہ وہ تمہیں بھاتا ہو۔

علامہ سید احمد کاظمی قدس سرہ العزیز اس آیت کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

اور بے شک مومن غلام شرک کرنے والے (آزاد) سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں اچھا لگے

پیر محمد کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں:

اور بے شک مومن غلام بہتر ہے (آزاد) مشرک سے، اگرچہ وہ پسند آئے تمہیں۔

[1] علامہ محمد رشید رضا، تفسیر المنار ج ۲ ص ۳۵۱، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت

دیگر مشہور مترجمین کے حوالوں سے ولعبد مؤمن الآیۃ کا ترجمہ

شیخ محمود الحسن دیوبندی اس آیت کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

اور البتہ غلام مسلمان بہتر ہے مشرک سے اگرچہ وہ تم کو بھلا لگے۔

شیخ اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

اور مسلمان مرد غلام بہتر ہے کافر مرد سے گو وہ تم کو اچھا ہی معلوم ہو۔

سید ابو الاعلی مودودی لکھتے ہیں:

ایک مومن غلام مشرک شریف سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں بہت پسند ہو۔

شیخ فتح محمد جالندھری لکھتے ہیں:

کیونکہ مشرک مرد سے خواہ وہ تم کو کیسا ہی بھلا لگے مومن غلام بہتر ہے۔

شیعہ مترجم سید امداد حسین کاظمی مشہدی لکھتے ہیں:

البتہ ایک مومن غلام آزاد مشرک سے بہتر ہے، گو وہ (مشرک) تمہیں اچھا ہی لگے۔ (ترجمہ مقبول)۔

مذکور الصدر تراجم کے حوالہ جات سے یہ حقیقت آفتاب نیم روز سے زیادہ روشن ہو گئی کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورت (خواہ آزاد ہو یا باندی) کے ساتھ مسلمان غلام کے نکاح کو (آزاد مشرک کے مقابلہ میں) بہتر قرار دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غیر کفو میں نکاح کو جائز قرار دیا ہے سو یہ آیت غیر کفو میں نکاح کے جواز کا قرآن مجید سے صریح جزئیہ ہے۔

افنجعل المسلمین کالمجرمین سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال

(۹) نویں آیت جس سے ہم نے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے وہ یہ ہے:

افنجعل المسلمین کالمجرمین ٥ ما لکم کیف تحکمون۔ (قلم: ۳۶-۳۵)

کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں جیسا کر دیں گے؟ تمہیں کیا ہوا؟ تم کیسا فیصلہ کرتے ہو!

بعض سادات کرام یہ کہتے ہیں کہ سیدہ کا نکاح غیر سید سے مطلقاً حرام ہے، میں ان سے یہ کہتا ہوں کہ آپ عام مسلمانوں کی لڑکیوں سے نکاح کرنا تو جائز سمجھتے ہیں، اور عام مسلمانوں سے اپنی لڑکیوں کا نکاح ناجائز کہتے ہیں اس طرح آپ نے عام مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کے حکم میں کر دیا ہے جس طرح یہود و نصاریٰ کی عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے لیکن یہود و نصاریٰ سے مسلمان لڑکیوں کا نکاح کرنا جائز نہیں ہے سو اسی طرح آپ بھی عام مسلمانوں کی لڑکیوں سے نکاح کو جائز اور عام مسلمانوں سے اپنی لڑکیوں کے نکاح کو ناجائز کہتے ہیں، اس طرح آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی عظیم اکثریت اور تمام غیر سادات مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کے حکم میں کر ڈالا! خدارا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو کفار و مشرکین کے مساوی نہ کیجئے، اپنے نیاز مندوں کے ساتھ یہ سلوک نہ کیجئے!

افنجعل المسلمین کالمجرمین ٥ ما لکم کیف تحکمون۔ (قلم: ۳۶-۳۵)

کیا ہم عام مسلمانوں کو مجرموں جیسا کر دیں گے؟ تمہیں کیا ہوا؟ تم کیسا فیصلہ کرتے ہو!

فلا تزکوا انفسکم سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال

(۱۰) قرآن مجید کی دسویں آیت جس سے ہم نے

غیر کفو کے نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے وہ یہ ہے:

فلا تزکوا انفسکم ط ھو اعلم بمن اتقٰی (نجم: ۳۲)

خود ستائی نہ کرو، اللہ ہی پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے۔

علامہ قرطبی مالکی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ای لا تمدحوھا ولا تثنوا علیہا۔ [۱]

اپنی مدح وثناء نہ کرو۔

امام رازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ولا تقولوا لاخوانا خیر منک وانا ازکٰی منک واتقٰی۔ [۲]

دوسرے شخص سے یہ نہ کہو کہ میں تجھ سے بہتر ہوں اور تجھ سے زیادہ پاکباز اور متقی ہوں۔

علامہ ابو سعود حنفی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

فلا تثنوا علیہا بالطہارۃ عن المعاصی بالکلیۃ او بما یستلزمہا من زکاء العمل ونماء الخیر۔ [۳]

اپنی یہ تعریف نہ کرو کہ میں بالکل گناہوں سے پاک ہوں یا میرے عمل پاکیزہ ہیں یا مجھے بہت خیر حاصل ہے۔

صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اس آیت میں ریا اور خود نمائی اور خود سرائی کی ممانعت فرمائی گئی لیکن اگر نعمت الٰہی کے اعتراف اور اطاعت وعبادت پر مسرت اور اس کے ادائے شکر کے لیے نیکیوں کا ذکر کیا جائے تو جائز ہے۔

قرآن مجید میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے خود ستائی اور خود سرائی وخود نمائی کی مذمت فرمائی ہے۔

الم تر الی الذین یزکون انفسہم ط بل اللہ یزکی من یشاء ولا یظلمون فتیلاً۔ (نساء: ۴۹)

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنی پاکبازی بیان کرتے ہیں! بلکہ اللہ ہی جسے چاہتا ہے پاکیزہ کرتا ہے اور ان پر ایک سوت کے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

علامہ قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یہ آیت اور اللہ تعالیٰ کا قول "فلا تزکوا انفسکم" اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ انسان اپنی زبان سے اپنی تعریف اور اپنی بڑائی بیان نہ کرے، صحیح مسلم میں ہے حضرت زینب بنت ابی سلمہ کا نام پہلے برّہ (نیکوکار) تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نام سے منع فرمایا اور کہا خود ستائی نہ کرو، اللہ ہی جانتا ہے تم میں سے نیک کون ہے پھر آپ نے ان کا نام زینب رکھ دیا (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۰۸، مطبوعہ اصح المطابع کراچی) پس کتاب اور سنت میں خود ستائی اور خود سرائی وخود نمائی سے منع کیا گیا ہے۔ [۴]

۱۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۱۷، ص ۱۱۰، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو، ایران، ۱۳۸۷ ھ

۲۔ امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ ھ، تفسیر کبیر ج ۷، ص ۳۴۷، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ ھ

۳۔ علامہ ابو سعود محمد بن محمد عمادی سکیبی حنفی متوفی ۹۸۲ ھ، تفسیر ابو سعود علی ہامش الکبیر ج ۷، ص ۹۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت

۴۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۵ ص ۲۴۶، ملخصاً مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ ھ

اور اس سے بڑھ کر خود سرائی اور خودنمائی کیا ہو گی کہ ایک مسلمان اپنے حسب و نسب کی برتری کی بنا پر دوسرے مسلمان کو حقیر اور ذلیل قرار دے اور اس سے رشتہ مناکحت قائم کرنے کو بغیر کسی شرعی دلیل کے حرام اور ناجائز کہے! العیاذ باللہ!!

وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال (۱۱) قرآن مجید کی گیارہویں آیت

جس سے ہم نے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے وہ یہ ہے:

وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین۔ (منافقون: ۸)

عزت تو صرف اللہ، اس کے رسول اور ایمان والوں کے لیے ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بغیر کسی استثناء کے تمام مسلمان عزت دار ہیں اور حسب و نسب، مال و دولت اور صنعت و حرفت کے فرق کی وجہ سے کسی مسلمان کو حقیر سمجھنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخت ناپسندیدہ ہے اور اس کو ناراض کرنے اور غضب میں لانے کا موجب ہے، اس کی وضاحت ان آیات سے ہوتی ہے۔

وانذر بہ الذین یخافون ان یحشروا الی ربھم لیس لھم من دونہ ولی ولا شفیع لعلھم یتقون ○ ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ ما علیک من حسابھم من شیء وما من حسابک علیھم من شیء فتطردھم فتکون من الظالمین ○ وکذلک فتنا بعضھم ببعض لیقولوا اھؤلاء من اللہ علیھم من بیننا الیس اللہ باعلم بالشاکرین ○ واذا جاءک الذین یؤمنون بایتنا فقل سلام علیکم کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ انہ من عمل منکم سوءا بجھالۃ ثم تاب من بعدہ واصلح فانہ غفور رحیم ○ وکذلک نفصل الایت ولتستبین سبیل المجرمین۔

(انعام: ۵۵-۵۱)

اور آپ اس قرآن کے ساتھ ان لوگوں کو ڈرائیے جو اپنے رب کی طرف اس حال میں جمع کیے جانے سے ڈرتے ہیں کہ اللہ کے سوا ان کا کوئی مددگار ہو گا نہ سفارش کرنے والا۔ (ان کو ڈرائیے) تاکہ وہ متقی ہو جائیں۔ اور ان (مساکین مومنین) کو اپنے پاس سے دور نہ کیجیے جو صرف اپنے رب کی رضا جوئی کے لیے صبح و شام اس کی عبادت کرتے ہیں، ان کا آپ سے کوئی حساب ہو گا نہ آپ کا ان سے کوئی حساب ہو گا، پھر بھی اگر (بالفرض) آپ نے ان کو اپنے پاس سے دور کر دیا تو آپ ناانصافی کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے، اور اسی طرح ہم نے ان کے بعض کو بعض کے ساتھ آزمایا کہ بالآخر وہ (مالدار کفار، فقراء مومنین کو دیکھ کر حقارت سے) کہیں کیا ہم میں سے یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا ہے؟ (اے منکرو!) کیا اللہ شکر گزاروں کو خوب جاننے والا نہیں ہے؟ اور جب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں، تو آپ کہیں تم پر سلام ہو تمہارے رب نے (محض اپنے کرم سے) اپنے اوپر رحمت کو لازم کر لیا ہے، جو تم میں سے نادانی کی وجہ سے کوئی گناہ کرے،

پھر اس کے بعد وہ توبہ اور اصلاح کرے تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم کرنے والا ہے، ہم اسی طرح آیتوں کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں تاکہ مجرموں کا راستہ ظاہر ہو جائے۔

علامہ آلوسی حنفی ان آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

امام احمد، امام طبرانی اور دیگر محدثین نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قریش کی ایک جماعت کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گذر ہوا درآں حالیکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت صہیب، حضرت عمار، حضرت بلال، حضرت خباب اور دیگر غریب اور مسکین غلام بیٹھے ہوئے تھے، قریش نے کہا: اے محمد! تم اپنی قوم کے انہی لوگوں پر خوش ہو! کیا اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں میں سے انہی پر احسان کیا ہے؟ کیا ہم ان لوگوں کی پیروی کریں گے؟ ان لوگوں کو اپنے پاس سے بھگا دو اگر تم نے ان لوگوں کو اپنے پاس سے بھگا دیا تو پھر ہم تمہاری پیروی کر لیں گے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وانذر به الذين يخافون ان يحشروا الى ربهم ليس لهم من دونه ولي ولا شفيع لعلهم يتقون۔ (الانعام: ۵۱)

اس قرآن کے ساتھ ان لوگوں کو ڈرائیے جو اپنے رب کی طرف جمع کیے جانے سے ڈرتے ہیں درآں حالیکہ اس دن اللہ کے سوا ان کا کوئی مددگار ہوگا نہ سفارش کرنے والا، تاکہ وہ متقی ہو جائیں

امام ابن جریر، امام ابوالشیخ، امام بیہقی اور دیگر ائمہ نے اپنی اپنی اسانید کے ساتھ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، وہ کہتے ہیں کہ اقرع بن حابس تمیمی اور عیینہ بن حصن فزاری، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال، حضرت صہیب، حضرت عمار، حضرت خباب اور دیگر غرباء اور مساکین مسلمانوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں، جب انہوں نے آپ کے گرد ان لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو ان کو حقیر گردانا، پھر دوبارہ تنہائی میں آپ کے پاس آئے اور کہا ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے لیے الگ نشست رکھیں، کیونکہ آپ کے پاس عرب کے وفود آتے رہتے ہیں اور ہم کو اس سے عار محسوس ہوتا ہے کہ وہ ہم کو ان غلاموں کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھیں، لہٰذا جب ہم آپ کے پاس آئیں تو آپ ان لوگوں کو اپنے پاس سے اٹھا دیا کریں، اور جب ہم فارغ ہو کر چلے جائیں تو پھر آپ چاہیں تو پھر ان کو اپنے پاس بٹھا لیں، آپ نے فرمایا: اچھا! انہوں نے کہا آپ ہم کو یہ ایک کاغذ پر لکھ کر دے دیں، آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو لکھنے کے لیے بلایا، حضرت خباب کہتے ہیں کہ ہم ایک کونے میں بیٹھے ہوئے تھے اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام اس آیت کو لے کر نازل ہوئے:

ولا تطرد الذين يدعون ربهم بالغداة والعشي يريدون وجهه الآية۔

اور آپ ان (مساکین مومنین) کو اپنے پاس سے دور نہ کیجیے جو صرف اپنے رب کی رضا جوئی کے لیے صبح اور شام اس کی عبادت کرتے ہیں، آپ سے ان کا حساب ہوگا نہ ان سے آپ کا حساب ہوگا، پھر بھی اگر

(بالفرض) آپ نے ان کو (اپنے پاس سے) دور کر دیا تو آپ ناانصافی کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے (آخر آیات تک پڑھیں)۔

حضرت خباب بیان کرتے ہیں کہ پھر حضور نے ہم کو بلایا درآں حالیکہ آپ فرما رہے تھے: سلام علیکم کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ "تم پر سلام ہو، تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت کو لازم کر لیا ہے، پھر ہم حضور کے پاس بیٹھے رہتے تھے اور جب حضور جانا چاہتے تو ہمیں چھوڑ کر چلے جاتے تھے، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم بالغداة والعشي يريدون وجهه ولا تعد عيناك عنهم تريد زينة الحيوة الدنيا ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذكرنا واتبع هواه وكان امره فرطا۔ (کہف: ۲۸)

آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھیے جو صبح اور شام اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں اس کی خوشنودی چاہتے ہیں، آپ کی آنکھیں ان سے نہ ہٹیں درآں حالیکہ آپ حیات دنیا کی زینت چاہتے ہوں، اور آپ اس شخص کا کہا نہ مانیں جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے، جو شخص اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گذر چکا ہے

اس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ بیٹھے رہتے، پھر جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اٹھنے کا وقت آجاتا تو ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خود چھوڑ کر اٹھ جاتے پھر اس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اٹھتے۔

امام ابن المنذر وغیرہ نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ عتبہ، شیبہ، قرظۃ بن عبد عمرو بن نوفل، حارث بن عامر بن نوفل، مطعم بن عدی اور عبد مناف کے کافر سردار ابوطالب کے پاس گئے، اور کہا اگر آپ کا بھتیجا ان غلاموں اور حلیفوں کو اپنے پاس سے اٹھا دے تو یہ ہمارے لیے بڑی خوشی کا باعث ہو گا اور ان کی تصدیق اور اتباع کا بہت قوی سبب ہو جائے گا، ابوطالب نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا، حضرت عمر بن الخطاب نے مشورہ دیا: یا رسول اللہ! اگر آپ ایسا کر لیں تو بہت اچھا ہو، ہم دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ پھر کیا کرتے ہیں (کیا ایمان لاتے ہیں یا نہیں؟) اس وقت اللہ تعالیٰ نے وانذر بہ سے لے کر الیس اللہ باعلم بالشاکرین تک آیات کو نازل فرمایا، جن لوگوں کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھانے کے لیے کافر سرداروں نے کہا تھا وہ یہ تھے: حضرت بلال، حضرت عمار بن یاسر، حضرت سالم (حضرت ابوحذیفہ کے آزاد کردہ غلام)، حضرت صبیح (اُسید کے آزاد کردہ غلام) اور حلفاء میں سے حضرت ابن مسعود، حضرت مقداد بن عمرو، حضرت واقد بن عبداللہ حنظلی، حضرت عمرو بن عبد عمرو، حضرت مرثد بن ابی مرثد اور دیگر ضعفاء مسلمین تھے اور قریش کے کافر سرداروں موالی اور حلفاء کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: وكذلك فتنا بعضهم ببعض۔ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے پہلے مشورے سے معذرت چاہی، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا الآية۔

ان آیات میں یہ دلالت نہیں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان مساکین صحابہ کو اپنی مجلس سے اٹھا دیا تھا حتی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی عصمت پر کوئی حرف آئے، اور یہ جو روایات میں ہے کہ آپ نے اشراف کفار کے لیے الگ وقت مقرر کیا اور مساکین صحابہ کے لیے الگ وقت مقرر کر دیا تھا تو یہ ان اشراف کفار کی "تالیف کے لیے تھا تاکہ وہ لوگ اس وجہ سے ایمان لے آئیں اور ان صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے منشاء کا علم تھا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس اقدام سے ان صحابہ رضی اللہ عنہم کی دل آزاری اور سبکی نہیں ہوئی۔ [۱]

علامہ قرطبی مالکی نے بھی ان آیات کی تفسیر میں ان تمام روایات کو بیان فرمایا ہے۔ [۲]

سورۂ کہف کی آیت نمبر ۲۸ کی تفسیر میں بھی علامہ قرطبی نے ان روایات کو بیان فرمایا ہے۔ [۳]

حافظ ابن کثیر حنبلی نے بھی سورۂ انعام کی آیت نمبر ۵۲ کی تفسیر میں امام احمد کے حوالے سے ان روایات کو بیان فرمایا ہے۔ [۴]

امام رازی شافعی نے بھی اس آیت کی تفسیر میں ان روایات کو بیان کیا ہے۔ [۵]

وہ غریب اور غلام مسلمان جن کو حسب و نسب کے اعتبار سے کفار کمتر سمجھتے تھے اور اپنا کفو نہیں گردانتے تھے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنے معزز تھے کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ انعام میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ ان کو اپنی مجلس سے نہ اٹھائیں اور سورۂ کہف میں فرمایا جب تک یہ لوگ آپکی مجلس میں بیٹھے رہیں آپ خود بھی مجلس سے نہ اٹھیں، کفار نے یہ پیش کش کی تھی کہ اگر ان غرباء اور غلاموں کو حضور کی مجلس سے اٹھا دیا جائے تو وہ ایمان لے آئیں گے، اللہ تعالیٰ نے اس پیش کش کو مسترد کر دیا اور یہ ظاہر فرما دیا کہ جن لوگوں کے اسلام کی بنیاد مساکین مسلمین کی تحقیر پر ہو اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں کے اسلام کی کوئی ضرورت نہیں ہے!

اسی نہج پر قیاس کرنا چاہیے کہ اگر کوئی شخص اپنے کفو کو برتر قرار دے اور دوسرے مسلمانوں سے رشتہ مناکحت کو حرام کہہ کر ان مسلمانوں کی تحقیر کرے تو یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کس قدر غیظ و غضب کا موجب ہوگا! ظاہر ہے رشتہ مناکحت تو فریقین کی رضامندی سے ہوتا ہے، ہم یہ نہیں کہتے کہ ایک فریق ضرور دوسرے فریق کو رشتہ دے، ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ اگر دو مسلمانوں نے باہمی رضامندی سے رشتہ مناکحت قائم کر لیا تو اس رشتہ کو عدم تکافؤ کی بناء پر ناجائز اور حرام کہنے کی کتاب و سنت میں کوئی اصل نہیں ہے بلکہ یہ کتاب و سنت کی متعدد نصوص صریحہ کے خلاف ہے اور اللہ کے حلال کردہ کو حرام کرنا ہے، العیاذ باللہ!

یہ قرآن مجید کی گیارہ آیات ہیں جن سے ہم نے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا محض

---

[۱] علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۷ ص ۱۶۰-۱۵۸، دار احیاء التراث العربی بیروت

[۲] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۶ ص ۴۳۴-۴۳۱، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۳۸۷ھ

[۳] ” ” ” ” ، الجامع لاحکام القرآن ج ۷ ص ۳۹۲-۳۹۰، ” ”

[۴] حافظ ابو الفداء عماد الدین ابن کثیر حنبلی متوفی ۷۷۴ھ، تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۸-۲۶، مطبوعہ ادارہ اندلس بیروت، ۱۳۸۵ھ

[۵] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی شافعی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۴ ص ۹۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

ناکارہ اور بے بضاعت شخص پر محض فضل اور احسان ہے کہ اس نے مجھ پر قرآن مجید کے ان اسرار کو کھول دیا اور ان آیات سے استنباط اور اجتہاد کی طرف میری فہم کی رہنمائی کی ورنہ مجھ سے پہلے علماء نے صرف ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے، یا سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۳۶ کے شان نزول سے بعض علماء نے استدلال کیا ہے اور باقی نو آیات سے اس مسئلہ کے استنباط کے لیے اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ کھول دیا جو ایک قطرۂ نیساں کو گہر آبدار بناتا ہے، جو رات کی تاریکی سے نور سحر نکال لاتا ہے وہی قادر و قیوم ہے جس نے علم و عمل سے تہی دامن شخص کے دل میں یہ حقائق و معارف پیدا کیے، وللہ الحمد علی ذالک۔

عہدِ رسالت میں غیر کفو میں کیے ہوئے نکاحوں میں سے چند نکاحوں کا بیان

(۱) امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عائشة قالت دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ضباعة بنت الزبیر فقال لعلک اردت الحج قالت واللہ لااجدنی الاوجعة فقال لها حجی واشترطی وقولی اللھم محلی حیث حبستنی وکانت تحت المقداد بن الاسود.[۱]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ضباعۃ بنت الزبیر کے پاس تشریف لائے، آپ نے فرمایا شاید تم نے حج کا ارادہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا بخدا میں اپنے آپ کو درد میں مبتلا پاتی ہوں، آپ نے فرمایا حج کرو اور اس کے ساتھ شرط کرلو (کہ اگر میں عاجز ہوگئی تو احرام کھول دوں گی) اور یہ کہو کہ اے اللہ! جس جگہ تو مجھے روک دے گا میں وہیں احرام کھول دوں گی، حضرت ضباعہ مقداد بنت اسود کے نکاح میں تھیں۔

اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ حضرت ضباعہ کا حضرت مقداد سے نکاح ہوا، حضرت ضباعہ کے متعلق حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ یہ ضباعہ بنت الزبیر بن عبدالمطلب الہاشمیہ بنت عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور حضرت مقداد کے متعلق لکھا ہے کہ یہ مقداد بن عمرو کندی ہیں یہ اسود بن عبد یغوث الزہری کی طرف منسوب ہیں کیونکہ اس نے ان کو متبنیٰ کرلیا تھا۔[۲]

صحیح بخاری کی اس حدیث میں صاف تصریح ہے کہ ایک ہاشمی خاتون کا غیر ہاشمی شخص سے نکاح ہوا اور یہ غیر کفو میں نکاح کے جواز کی واضح تصریح ہے۔

(۲) نیز امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عائشة ان اباحذیفة بن عتبة بن ربیعة بن عبد شمس وکان ممن شهد

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس، نبی صلی اللہ علیہ

۱۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۶۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

۲۔ حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۹ ص ۱۳۵، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

بدرًا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم تبنی سالما فانکحہ بنت اخیہ ھند بنت الولید بن عتبۃ بن ربیعۃ وھو مولی لامرأۃ من الانصار[1]

وسلم کے ساتھ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے انہوں نے حضرت سالم کو بیٹا بنا لیا تھا، اور ان کا نکاح اپنی بھتیجی ہند بنت الولید بن عتبہ بن ربیعہ کے ساتھ کر دیا۔ حضرت سالم انصار کی ایک عورت کے آزاد شدہ غلام تھے۔

اس حدیث میں حضرت ہند بنت الولید بن عتبہ کے حضرت سالم سے نکاح کا بیان ہے، حضرت ہند کے نسب کے متعلق علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں:

ہند بنت الولید بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس القرشیہ[2]، یعنی حضرت ہند قرشیہ خاتون تھیں اور حضرت سالم آزاد شدہ غلام تھے، سو صحیح بخاری کی اس حدیث میں بھی یہ تصریح ہے کہ ایک قرشی خاتون کا ایک غلام سے عقد ہوا اور یہ غیر کفو میں نکاح کے جواز کی صاف تصریح ہے۔

(۳)۔ امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن فاطمۃ بنت قیس ان ابا عمرو بن حفص طلقھا البتۃ وھو غائب فارسل الیھا وکیلہ بشعیر فسخطتہ فقال واللہ مالک علینا من شیء فجاءت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکرت ذلک لہ فقال لیس لک علیہ نفقۃ فامرھا ان تعتد فی بیت ام شریک ثم قال تلک امرأۃ یغشاھا اصحابی اعتدی عند ابن ام مکتوم فاذا حللت فاذنینی قالت فلما حللت ذکرت لہ ان معاویۃ بن ابی سفیان وابا جھم خطبانی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما ابو جھم فلا یضع عصاہ عن عاتقہ واما معاویۃ فصعلوک لا مال لہ انکحی اسامۃ بن زید فکرھتہ ثم قال انکحی اسامۃ فنکحتہ فجعل اللہ فیہ خیرا و

حضرت فاطمہ بنت قیس بیان کرتی ہیں کہ ابو عمرو بن حفص نے مجھے طلاق بائن دے دی، درآں حالیکہ وہ غائب تھا، اس کے وکیل نے حضرت فاطمہ کے پاس کچھ جَو بھیجے، وہ اس پر ناراض ہوئیں، اس نے کہا بخدا! تمہارا ہم پر کوئی حق نہیں ہے۔ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں اور آپ سے اس واقعہ کا ذکر کیا، آپ نے فرمایا تمہارا اس پر کوئی نفقہ واجب نہیں ہے، پھر آپ نے ان کو یہ حکم دیا کہ وہ (حضرت) ام شریک کے گھر عدت گزاریں، پھر فرمایا ان کے ہاں تو میرے اصحاب آتے رہتے ہیں تم (حضرت) ابن ام مکتوم کے ہاں عدت گزارو، اور جب تمہاری عدت پوری ہو جائے تو مجھے اطلاع دینا، حضرت فاطمہ بنت قیس کہتی ہیں کہ جب میری عدت پوری ہو گئی، تو میں نے آپ کو بتایا کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان اور حضرت ابو جہم نے مجھے نکاح کا پیغام دیا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو جہم تو اپنے کندھے سے

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن اثیر جزری متوفی ۶۰۶ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۶۳، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، ایران

اغتبطت ۔[1]

لاٹھی نہیں اتارتے اور رہے معاویہ تو وہ غریب آدمی ہیں ان کے پاس مال نہیں ہے تم اسامہ بن زید سے نکاح کر لو، میں نے حضرت اسامہ کو ناپسند کیا، آپ نے (مکرر) فرمایا اسامہ سے نکاح کرو، سو میں نے ان سے نکاح کر لیا، اللہ تعالیٰ نے اس نکاح میں بہت برکت ڈالی اور مجھ پر رشک کیا جاتا تھا۔

اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مشورہ سے حضرت فاطمہ بنت قیس نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے نکاح کر لیا، حضرت فاطمہ بنت قیس کا نسب علامہ ابن اثیر نے اس طرح بیان کیا ہے:

فاطمة بنت قيس بن خالد الاكبر بن وهب بن ثعلبة بن وائلة بن عمرو بن شيبان بن محارب بن فهر القرشية[2]

اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما غلام زادے تھے، سو اس حدیث میں بھی غیر کفو میں نکاح کے جواز کا واضح بیان ہے۔

(۴)۔ امام محمد بن سعد بیان کرتے ہیں:

عن عثمان الجحشي قال قدم النبي صلى الله عليه وسلم المدينة وكانت زينب بنت جحش ممن هاجر مع رسول الله صلى الله عليه وسلم الى المدينة وكانت امرأة جميلة فخطبها رسول الله صلى الله عليه وسلم على زيد بن حارثة فقالت يا رسول الله! لا ارضاه لنفسي وانا ايم قريش قال: فاني رضيته لك فتزوجها زيد بن حارثة[3]

حضرت عثمان جحشی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ ہجرت کی تھی، وہ ایک خوبصورت خاتون تھیں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ کے لیے ان کو پیغام دیا، انھوں نے کہا یا رسول اللہ میں ان کو پسند نہیں کرتی، میں قریش (کی) بے نکاح عورت ہوں، آپ نے فرمایا میں نے اس کو تمہارے لیے پسند کر لیا ہے، پھر حضرت زید بن حارثہ نے ان سے نکاح کر لیا۔

اس حدیث میں حضرت زید بن حارثہ کے ساتھ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے نکاح کا بیان ہے، حضرت زید بن حارثہ آزاد شدہ غلام تھے اور حضرت زینب آزاد عرب تھیں اور غلام آزاد کا کفو نہیں ہوتا، سو یہ حدیث بھی غیر کفو میں نکاح کے جواز کی دلیل ہے۔

(۵)۔ امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

---

[1] ۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۸۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ،

[2] ۔ علامہ محمد بن محمد ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۲۶، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، ایران

[3] ۔ امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ، طبقات کبری ج ۸ ص ۱۰۱، مطبوعہ دار صادر بیروت، ۱۳۸۸ھ

عن الحکم بن عیینۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ارسل بلالا الی اھل بیت من الانصار یخطب الیھم فقالوا عبد حبشی قال بلال لولا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرنی ان اتیکم لما اتیتکم فقالوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرک؟ قال نعم قالوا قد ملکت فجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ فادخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قطعۃ من ذھب فاعطاہ ایاہ فقال سق ھذا الی امراتک وقال لاصحابہ اجمعوا الی اخیکم فی ولیمتہ۔[1]

حکم بن عیینہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ایک انصاری کے گھر بھیجا تاکہ وہ اپنے رشتہ کا پیغام دیں، اس انصاری کے گھر والوں نے کہا یہ تو حبشی غلام ہے، حضرت بلال نے کہا اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے تمہارے پاس آنے کے لیے نہ کہا ہوتا، تو میں کبھی نہ آتا، انھوں نے پوچھا کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہیں فرمایا تھا، حضرت بلال نے کہا ہاں! انھوں نے کہا تم اس رشتہ کے مالک ہو، حضرت بلال نے جا کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر دی، اس وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سونے کا ایک ٹکڑا آیا، آپ نے حضرت بلال کو وہ ٹکڑا اعطا فرمایا اور فرمایا یہ اپنی بیوی کے پاس لے جانا اور حضرت بلال کے دوستوں سے فرمایا: تم اپنے بھائی کے ولیمہ کی تیاری کرو!

اس حدیث میں بھی انصار کی ایک آزاد عورت سے حضرت بلال کے نکاح کا بیان ہے اور حضرت بلال آزاد شدہ غلام تھے اور یہ حدیث بھی غیر کفو میں نکاح کے جواز کی دلیل ہے۔

(۶)۔ نیز امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن الزھری قال امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی بیاضۃ ان یزوجوا ابا ھند امراۃ منھم فقالوا یارسول اللہ تزوج بناتنا موالینا فانزل اللہ عزوجل انا خلقناکم من ذکر وانثی قال الزھری نزلت فی ابی ھند خاصۃ۔[2]

زہری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بنو بیاضہ کو یہ حکم دیا کہ وہ ابو ہند سے اپنی عورت کا نکاح کر دیں، انھوں نے کہا یارسول اللہ! ہم اپنی بیٹیوں کا اپنے آزاد شدہ غلاموں سے نکاح کر دیں! تب اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی انا خلقناکم من ذکر وانثی زہری نے کہا یہ آیت بالخصوص ابو ہند کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

ابو ہند، بنو بیاضہ کے آزاد شدہ غلام تھے اور فصد لگاتے تھے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار کی ایک عورت کے ساتھ ان کا نکاح کرنے کا حکم دیا۔ یہ حدیث بھی غیر کفو میں نکاح کے جواز کی دلیل ہے۔

ہم نے غیر کفو میں نکاح کے واقعات پر یہاں صرف چھ حدیثوں کے پیش کرنے پر اکتفاء کی ہے، شرح صحیح

---

[1] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، مراسیل ابوداؤد ص ۱۲، ۱۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] مراسیل ابوداؤد ص ۱۲

جلد ثالث میں ہم نے اس عنوان کے تحت بہت زیادہ احادیث پیش کی ہیں، ہمارا مقصد یہاں پر ان تمام احادیث کا استیعاب نہیں ہے بلکہ صرف یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ غیر کفو میں نکاح کرنا عہد رسالت کا عام معمول تھا اور یہ بھی واضح رہنا چاہیے کہ عہد رسالت میں جس قدر نکاح کیے گئے ان سب کے واقعات کو احادیث میں قلمبند اور محفوظ نہیں کیا گیا، جن چند واقعات کو احادیث میں بیان کیا گیا ہے ان پر باقی واقعات کو قیاس کیا جا سکتا ہے، مثلاً حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے یہ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر افتتاح کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ نے صرف دو مرتبہ رفع یدین کو ترک کیا ہے بلکہ ان حدیثوں سے یہ معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کا عام معمول یہی تھا۔ احکام شرعیہ میں اس کی اور بہت مثالیں ہیں جو اہل علم سے مخفی نہیں ہوں گی۔

غیر کفو میں کیے ہوئے نکاحوں کی ایک توجیہ کا جواب

احادیث صحیحہ میں جو غیر کفو میں کیے گئے رشتوں کا ذکر ہے اس کے جواب میں بعض علماء نے لکھا ہے:

زمانہ نبوت یا اس کے متصل زمانہ میں بعض رشتوں کا قائم ہونا اس لیے مستثنیٰ ہے کہ ان کی تائید وحی الٰہی سے ہونے کا احتمال ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو بوحی الٰہی جلی یا خفی عام حکم سے خود یا کسی کو مستثنیٰ فرمانے کا اختیار ثابت ہے جیسے ایک صحابی کو چھ ماہ کے بکرے کی قربانی کی اجازت فرما کر آپ نے تخصیص فرما دی، کیونکہ اس نے دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دی اور اپنے لیے وہ بچہ بچایا جو پورے ایک سال کا نہیں تھا اور اس کی قربانی شرعی لحاظ سے منع ہے مگر آپ نے فرمایا کہ تیرے لیے یہ جائز ہے۔

یہ جواب متعدد وجوہ سے صحیح نہیں ہے۔

(۱)۔ زمانہ نبوت میں تو تائید وحی کا احتمال ہے لیکن زمانہ نبوت سے متصل یعنی زمانہ نبوت کے بعد تائید وحی کا احتمال کیسے ہو سکتا ہے؟

(۲)۔ جس صحابی کو آپ نے ایک سال سے کم عمر کے بکرے کی قربانی کی اجازت دی وہاں آپ نے یہ تصریح فرما دی تھی کہ تمہارے علاوہ کسی اور کے لیے ایک سال سے کم عمر بکرے کی قربانی جائز نہیں ہے، امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن البراء قال ذبح ابو بردة قبل الصلاة فقال له النبی صلی الله علیه وسلم ابدلها فقال لیس عندی الا جذعة قال شعبة واحسبه قال هی خیر من مسنة قال اجعلها مکانها ولن تجزی عن احد بعدك۔[1]

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے نماز سے پہلے قربانی کر لی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بدلہ میں دوسری قربانی کرو، انھوں نے کہا میرے پاس صرف چھ ماہ کا بکرا ہے، شعبہ کہتے ہیں میرا گمان یہ ہے کہ انھوں نے کہا وہ ایک سال کے بکرے سے بہتر ہے، آپ نے فرمایا اس (شش ماہہ) کو اس (یک سالہ) کی جگہ ذبح

کر دو، اور تمہارے علاوہ کسی اور شخص کے لیے یہ جائز نہیں ہے [۱]

عہد رسالت میں غیر کفو میں نکاح کے بکثرت واقعات ہوئے لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی نکاح کے موقع پر یہ نہیں فرمایا کہ صرف تمہارے لیے یہ نکاح جائز ہے اور کسی کے لیے یہ نکاح جائز نہیں ہے، اگر نکاح کے یہ واقعات استثنائی ہوتے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی موقع پر تو اس استثناء کو بیان فرماتے۔

(۳)۔ غیر کفو میں کیے گئے رشتوں کو استثناء پر محمول کرنا اس وقت صحیح ہوتا جب قرآن مجید کی کسی صریح آیت یا خبر متواتر یا کسی حدیث صحیح سے غیر کفو میں نکاح کرنے کی ممانعت ہوتی اور جب اس سلسلہ میں کوئی سند صحیح سے خبر واحد بھی مروی نہیں ہے تو اس استثناء کا دعویٰ کس طرح صحیح ہو سکتا ہے؛ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

ولم یثبت فی اعتبار الکفاءۃ بالنسب حدیث [۲]

کفو میں نسب کا اعتبار کرنے کے سلسلہ میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے۔

بلکہ اس کے برعکس بہ کثرت احادیث سے یہ ثابت ہے کہ کفو کی برتری پر گھمنڈ نہ کیا جائے اور کسی مسلمان کو کفو کی وجہ سے حقیر نہ گردانا جائے اور کسی مسلمان کے رشتہ کے پیغام کو کفو کی وجہ سے مسترد نہ کیا جائے، اب ہم اعلاء کلمۃ الحق کے لیے ان احادیث کا بیان کرتے ہیں، فنقول وباللہ التوفیق وبہ الاستعانۃ یلیق۔

اسلام میں ذات پات کا امتیاز نہ کرنے پر احادیث سے دلائل

امام احمد بن حنبل اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن ابی ذر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ انظر فانک لیس بخیر من احمر ولا اسود الا ان تفضلہ بالتقوی [۳]

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھو تم کسی گورے یا کالے سے افضل نہیں ہو، البتہ تم اس پر تقویٰ سے فضیلت حاصل کرو گے۔

عن ابی نضرۃ حدثنی من سمع خطبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی وسط ایام التشریق فقال یا ایہا الناس الا ان ربکم واحد الا لا فضل لعربی علی اعجمی و لا لعجمی علی عربی ولا لاحمر علی اسود ولا اسود علی احمر الا بالتقوی ابلغت قالوا

ابو نضرہ بیان کرتے ہیں کہ ایام تشریق کے وسط میں جس شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سنا اس نے مجھ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا: اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے، سنو کسی عربی کی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں ہے، اور نہ عجمی کی عربی پر کوئی فضیلت ہے، کسی گورے کی کالے پر کوئی فضیلت ہے نہ کسی کالے کی گورے پر کوئی فضیلت

---

[۱]۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[۲]۔ حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۹ ص ۱۳۳، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

[۳]۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، المسند ج ۵ ص ۱۵۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت

بلغ رسول الله صلى الله عليه وسلم الحديث [1]

ہے؟ فضیلت صرف تقویٰ کی ہے کیا میں نے تبلیغ کردی ہے؟ صحابہ نے کہا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کر دی ہے۔

امام بیہقی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن جابر بن عبد الله قال خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم في وسط ايام التشريق خطبة الوداع فقال: يا ايها الناس ان ربكم واحد وان اباكم واحد الا لا فضل لعربي على عجمي ولا لعجمي على عربي ولا لاحمر على اسود ولا اسود على احمر الا بالتقوى ان اكرمكم عند الله اتقاكم الا هل بلغت قالوا بلى يارسول الله! قال فليبلغ الشاهد الغائب۔ [2]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایام تشریق کے وسط میں خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا: اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے، تمہارا باپ ایک ہے، سنو کسی عربی کی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں ہے اور نہ عجمی کی عربی پر کوئی فضیلت ہے، کسی گورے کی کالے پر کوئی فضیلت ہے نہ کسی کالے کی گورے پر کوئی فضیلت ہے۔ مگر تقویٰ سے۔ بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ سنو کیا میں نے تبلیغ کردی ہے؟ صحابہ نے کہا: کیوں نہیں، یارسول اللہ! آپ نے فرمایا پھر حاضر غائب کو تبلیغ کردے۔

حافظ الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن ابی سعید قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ربكم واحد وابا كم واحد فلا فضل لعربي على اعجمي ولا احمر على اسود الا بالتقوى رواه الطبراني في الاوسط والبزار بنحوه الا انه قال ان اباكم واحد ودينكم واحد ابوكم آدم وآدم خلق من تراب ورجال البزار رجال الصحيح [3]

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا رب ایک ہے، اور تمہارا باپ ایک ہے، کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں ہے، کسی گورے کو کسی کالے پر کوئی فضیلت نہیں ہے، البتہ فضیلت تقویٰ کی ہے، اس حدیث کو امام طبرانی نے معجم اوسط میں بیان کیا ہے، امام بزار نے بھی اس حدیث کو انہی الفاظ سے بیان کیا ہے، البتہ اس حدیث میں ہے: تمہارا دین ایک ہے، تمہارا باپ ایک ہے، تمہارے باپ آدم ہیں اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے، امام بزار کی سند کے تمام راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں۔

---

[1] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، المسند ج ۵ ص ۴۱۱، مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
[2] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، شعب الایمان ج ۴ ص ۲۸۹، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۰ھ
[3] حافظ نورالدین علی بن ابی بکر ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۸۴، مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ

اس حدیث کو امام بزار کی مکمل سند کے ساتھ بھی حافظ الہیثمی نے بیان کیا ہے۔ [1]

امام بیہقی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان اللہ قد اذھب عنکم عبیۃ الجاھلیۃ وفخرھا بالآباء الناس بنو آدم وآدم من تراب مؤمن تقی وفاجر شقی لینتھین اقوام یفخرون برجال انما ھم فحم من فحم جھنم او لیکونن اھون علی اللہ من الجعلان التی تدفع [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم سے زمانہ جاہلیت کی عیب جوئی اور باپ دادا پر فخر کرنے (کی خصلت) کو دور کر دیا ہے، سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے تھے، مومن متقی ہے اور فاجر درشت خو ہے، لوگ (اپنے) آدمیوں پر فخر کرنے سے باز آجائیں، یہ لوگ جہنم کے کوئلوں میں سے کوئلہ ہیں، ورنہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیڑوں مکوڑوں سے بھی زیادہ حقیر ہیں۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے متعدد اسانید سے روایت کیا ہے اور امام بزار نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے [3]

امام بیہقی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر قال خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم فتح مکۃ فقال اما بعد ایھا الناس فان اللہ عز وجل قد اذھب عنکم عبیۃ الجاھلیۃ وتعاظمھا بآبائھا فالناس رجلان مؤمن تقی کریم وفاجر شقی ھین والناس کلھم بنو آدم وخلق اللہ آدم من تراب [4]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن خطبہ میں فرمایا: اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ نے تم سے زمانہ جاہلیت کی عیب جوئی اور اپنے باپ دادا پر فخر کرنے کو دور کر دیا ہے، لوگوں کی دو قسمیں ہیں، مومن متقی کریم، اور فاجر درشت خو ذلیل، سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا کیا ہے۔

نیز امام بیہقی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ عز وجل یقول یوم القیمۃ امرتکم فضیعتم ما عھدت الیکم فیہ و

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ عز وجل فرمائے گا میں نے تم کو حکم دیا تھا تم نے مجھ

---

[1] حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، کشف الاستار عن زوائد البزار ج ۲ ص ۴۳۵، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۰۴ھ

[2] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، شعب الایمان ج ۴ ص ۲۸۶، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۰ھ

[3] حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، کشف الاستار عن زوائد البزار ج ۲ ص ۴۳۵، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۰۴ھ

[4] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، شعب الایمان ج ۴ ص ۲۸۴، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۰ھ

رفعتم انسابکم فالیوم ارفع نسبی واضیع انسابکم این المتقون این المتقون ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ [1]

سے کیا ہوا عہد ضائع کر دیا، تم نے اپنے اپنے نسب بلند کیے آج میں اپنا (پسندیدہ) نسب بلند کروں گا، اور تمہارے نسبوں کو ضائع کر دوں گا، متقی کہاں ہیں؟ متقی کہاں ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

امام بیہقی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن ابی مالک الاشعری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان فی امتی اربعا من امر الجاهلیة لیسوا بتارکین الفخر فی الانساب والطعن فی الانساب والاستسقاء بالنجوم والنیاحة علی المیت الحدیث۔ [2]

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں زمانہ جاہلیت کی چار خصلتیں ایسی ہیں جن کو وہ ترک نہیں کریں گی، (اپنے) نسب پر فخر کرنا، (دوسروں کے) نسب پر طعن کرنا، ستاروں سے بارش طلب کرنا اور میت پر نوحہ کرنا۔

اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد امام بیہقی لکھتے ہیں:

اگر اس حدیث کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے معارضہ کیا جائے جس میں آپ نے بنو ہاشم کی فضیلت بیان کی تو اس کے جواب میں علامہ حلیمی نے یہ بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو ہاشم کی فضیلت سے فخر کا ارادہ نہیں کیا بلکہ آپ نے صرف ان کے مرتبہ اور مقام کو بیان کرنے کا ارادہ فرمایا جیسے کوئی شخص کہے میرا باپ فقیہ ہے اور اس سے اس کی غرض صرف اس کا تعارف کرانا ہو نہ کہ اس کی فقاہت پر فخر کرنا نیز اس حدیث سے یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے آباء و اجداد پر جو انعامات کیے آپ نے بہ طور شکر ان کا بیان فرمایا ہو۔ [3]

اسلام اور اچھے اخلاق کی بناء پر رشتہ دینے کا حکم، عام ازیں کہ کفو ہو یا غیر کفو

یہاں تک ہم نے یہ بیان کیا ہے کہ اسلام میں ذات پات کا امتیاز نہیں ہے اور عہد رسالت میں غیر کفو میں نکاح کرنے کا عام معمول تھا، ہر چند کہ زمانہ جاہلیت کے اثرات کی وجہ سے بعض لوگ اپنے آپ کو نسبی اعتبار سے برتر اور دوسروں کو نسبی اعتبار سے فروتر گردانتے تھے لیکن جیسے جیسے اسلام کی روشنی پھیل رہی تھی اور ایمان کی اقدار دلوں میں راسخ ہو رہی تھیں، نسب پر فخر کرنے کے جذبات مٹتے جا رہے تھے اور اس کے بجائے زہد و تقویٰ کو معیار فضیلت قرار دیا جانے لگا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی تعلیم تھی کہ نام و نسب پر فخر کرنے کے بجائے اسلام اور تقویٰ کو اہمیت دی جائے اور جب بھی کوئی موزوں رشتہ مل جائے تو حسب و نسب کا لحاظ کیے بغیر اس سے نکاح کر دیا جائے۔

[1] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، شعب الایمان ج ۴ ص ۲۸۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۰ھ
[2] 〃 〃 ، شعب الایمان ج ۴ ص ۲۹۱-۲۹۰، 〃 〃 〃
[3] 〃 〃 ، شعب الایمان ج ۴ ص ۲۹۱ 〃 〃 〃

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خطب الیکم من ترضون دینہ وخلقہ فزوجوہ الا تفعلوا تکن فتنۃ فی الارض وفساد عریض وفی الباب عن ابی حاتم المزنی وعائشۃ۔ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کو ایسا شخص نکاح کا پیغام دے، جس کا دین اور خلق تم کو پسند ہو تو اس سے نکاح کرو اگر تم ایسا نہیں کروگے تو زمین میں بہت بڑا فتنہ اور فساد ہوگا۔ اس باب میں حضرت ابوحاتم مزنی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی احادیث مروی ہیں۔

نیز امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابی حاتم المزنی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جاءکم من ترضون دینہ وخلقہ فانکحوہ الا تفعلوا تکن فتنۃ فی الارض وفساد الا تفعلوا تکن فتنۃ فی الارض وفساد قالوا یا رسول اللہ! وان کان فیہ قال اذا جاءکم من ترضون دینہ وخلقہ فانکحوہ ثلاث مرات ھذا حدیث حسن غریب۔ [2]

حضرت ابوحاتم مزنی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کو ایسا شخص نکاح کا پیغام دے جس کا دین اور خلق تم کو پسند ہو تو اس سے نکاح کر دو، اگر تم ایسا نہیں کروگے تو زمین میں فتنہ اور فساد ہوگا اگر تم ایسا نہیں کروگے تو زمین میں فتنہ اور فساد ہوگا، صحابہ نے کہا ہر چند کہ وہ شخص (غریب یا غیر کفو) ہو؟ آپ نے تین بار فرمایا جب تم کو ایسا شخص نکاح کا پیغام دے جس کے دین اور اخلاق پر تم راضی ہو تو اس سے نکاح کر دو، یہ حدیث حسن غریب ہے۔

اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ [3]

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا امامۃ ما انا وامۃ سفعاء الخدین شفعاء المعصمین آمنت بربھا وتحننت علی ولدھا الا کھاتین وفرق بین السبابۃ والوسطی واللہ اذھب نخوۃ الجاھلیۃ وتکبرھا باباءھا کلکم لآدم

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوامامہ! سیاہ رخساروں والی اور بھینگی آنکھوں والی لونڈی جو اپنے رب پر ایمان لائی اور اپنے بچوں پر شفقت کرتی ہو، میرے ساتھ ان دو انگلیوں کی طرح ہوگی، پھر آپ نے انگشت شہادت اور انگشت وسطی کھولیں، اللہ تعالے

---

[1] امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۱۷۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] ″ ″ ″ ″ جامع ترمذی ص ۱۷۵، ″ ″ ″ ″

[3] امام محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۱۴۱، ″ ″ ″ ″

وحواء کطف الصاع بالصاع وان اکرمکم عند اللہ اتقاکم فمن اتاکم ترضون دینہ وامانتہ فزوجوہ۔ [1]

نے زمانہ جاہلیت کے فخر اور باپ دادا پر تکبر کو دور کر دیا ہے۔ تم سب آدم اور حواء کی اولاد ہو اور صاع کے دو پیمانوں کی طرح برابر سرابر ہو، اور اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے، لہٰذا جب بھی تم کو کوئی ایسا شخص نکاح کا پیغام دے جس کے دین اور امانت پر تم راضی ہو تو اس سے نکاح کر دو۔

امام عبدالرزاق روایت کرتے ہیں:

عن یحیی بن ابی کثیر قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اذا جاءکم من ترضون امانتہ وخلقہ فانکحوہ کائنا من کان، فان لاتفعلوا تکن فتنۃ فی الارض وفساد کبیرا وقال: عریض۔ [2]

یحییٰ بن ابی کثیر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے پاس ایسے شخص کے نکاح کا پیغام آئے جس کی امانتداری اور اخلاق تمہیں پسند ہوں، تو اس شخص سے نکاح کر دو، خواہ وہ کوئی بھی شخص ہو، اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو زمین میں بہت فتنہ اور فساد پھیلے گا۔

امام حاکم نیشاپوری روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتاکم من ترضون خلقہ ودینہ فانکحوہ الا تفعلوا تکن فتنۃ فی الارض وفساد عریض ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ۔ [3]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہیں ایسا شخص نکاح کا پیغام دے جس کی دینداری اور اخلاق تم کو پسند ہوں تو اس سے نکاح کر دو، اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو زمین میں بہت فتنہ اور فساد پھیلے گا، امام بخاری اور مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا لیکن اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

ہم نے شرح صحیح مسلم جلد ثالث کے ضمیمہ میں یہ تحقیق کی ہے کہ جب امام حاکم نیشاپوری منفرد ہوں تو ان کی تصحیح کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا، لیکن جب دوسرے ائمہ حدیث نے اس حدیث کو سند صحیح یا حسن سے روایت کیا ہو تو پھر ان کی تصحیح پر کوئی اعتراض نہیں ہے، اور یہاں ایسا ہی ہے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے [4] اور علامہ علی متقی نے بھی اس حدیث کا متعدد حوالوں سے ذکر

1۔ امام احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، شعب الایمان ج ۴ ص ۲۸۹ - ۲۸۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۰ھ

2۔ امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۶ ص ۱۵۳، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۰ھ

3۔ امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، المستدرک ج ۲ ص ۱۶۵ - ۱۶۴، مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع، مکہ مکرمہ۔

4۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، مراسیل ابوداؤد ص ۱۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

کیا ہے۔ [1]

بالخصوص غیر کفو میں رشتہ دینے کا حکم

امام ابن حبان اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: یا بنی بیاضة انکحوا ابا هند وانکحوا الیه وکان حجاما۔ [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنو بیاضہ! ابوہند سے نکاح کرو اور ان کے ہاں نکاح کرو، ابوہند فصد لگانے والا غلام تھا۔

امام حاکم نیشاپوری روایت کرتے ہیں:

عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم قال یا بنی بیاضة انکحوا اباهند وانکحوا الیه قال وکان حجاما هذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاه۔ [3]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنو بیاضہ ابوہند سے نکاح کرو اور ان کے ہاں نکاح کرو، حضرت ابوہریرہ نے کہا کہ ابوہند فصد لگانے والا تھا، امام بخاری اور امام مسلم نے اس حدیث کو روایت نہیں کیا لیکن یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

علامہ ذہبی نے بھی اس حدیث کو تائیداً ذکر کیا ہے اور اس کی سند پر کوئی جرح نہیں کی۔ [4]

اس حدیث کو امام ابوداؤد[5] اور امام بیہقی نے بھی ______ روایت کیا ہے[6]، اور علامہ علی متقی نے بھی اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ [7]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں کیے ہوئے غیر کفو میں رشتے، آپ کا بالعموم اسلام اور اچھے اخلاق کی بناء پر رشتہ دینے کا حکم[*] اور بنو بیاضہ کے غلام سے ان کی آزاد عورت کے نکاح کا حکم دینا، ان تمام احادیث سے

۱۔ علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری متوفی ۹۷۵ھ، کنز العمال ج ۱۶ص ۳۱۷، مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۵ھ

۲۔ امیر علاؤ الدین علی بن بلبان فارسی متوفی ۷۳۹ھ، الاحسان بہ ترتیب ابن حبان ج ۶ص ۱۴۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۷ھ

۳۔ امام عبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، المستدرک ج ۲ص ۱۶۴، مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع، مکہ مکرمہ

۴۔ علامہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی متوفی ۷۴۸ھ، تلخیص المستدرک ج ۲ص ۱۶۴، " "

۵۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ، مراسیل ابوداؤد ص ۱۲، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۶۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۷ص ۱۳۶، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

۷۔ علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی متوفی ۹۷۵ھ، کنز العمال ج ۱۶ص ۳۱۸، مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۰۵ھ

*۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ بنت قیس قرشیہ کو بھی حضرت اسامہ (غلام زادے) سے نکاح کرنے کا حکم دیا تھا، (صحیح مسلم ج ۱ص ۴۸۴)، یہ بھی غیر کفو میں نکاح کرنے کا حکم ہے اور آزاد ہونے کے بعد حضرت بریرہ کو حضرت مغیث سے نکاح کا مشورہ دیا تھا جو غلام تھے۔ (صحیح بخاری ج ۲ص ۷۹۵)

یہ امر بہ صراحت واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام میں نکاح کے جواز اور عدم جواز کی بنا کفو پر نہیں رکھی گئی، بلکہ اسلام کا منشاء یہ ہے کہ حسب و نسب اور ذات پات کے تمام امتیازات کو مٹا کر صرف اسلام اور اچھے اخلاق کی بنیاد پر رشتوں کو استوار کیا جائے، ذات پات کا امتیاز ہندوؤں اور برہمنوں میں ہے جہاں ایک اچھوت اور شودر کا ہاتھ برہمن کے برتن کو لگ جائے تو برہمن کے برتن نجس ہو جاتے ہیں، اسلام میں گورے اور کالے کی تفریق ہے نہ عربی اور عجمی کا امتیاز ہے اور نہ ہاشمی اور غیر ہاشمی کا کوئی فرق ہے، حضرت ضباعہ بنت الزبیر رضی اللہ عنہا ہاشمی خاتون ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عم زاد بہن ہیں جن کی شادی حضرت مقداد بن عمرو کندی سے کی گئی، حضرت سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن ہیں، ان کی شادی حضرت زید بن حارثہ سے کی گئی جو ایک آزاد شدہ غلام تھے، حضرت ہند بنت عتبہ ایک قرشی خاتون ہیں، ان کی شادی حضرت سالم سے کی گئی یہ بھی آزاد شدہ غلام تھے، حضرت فاطمہ بنت قیس ایک قرشی خاتون ہیں، ان کی شادی حضرت اسامہ سے کی گئی، یہ بھی آزاد شدہ غلام تھے، اور بنو بیاضہ کے گھرانے کی ایک عورت کی شادی ابو ہند سے کی گئی، اور یہ فصد لگانے والے غلام تھے!

حسب و نسب کی بناء پر حرمت نکاح کے دعویدار یہ بتائیں کہ ان کا حسب و نسب ان نفوس قدسیہ سے زیادہ بڑا ہے کہ ان مسلم الثبوت ہاشمی اور قرشی خاندانوں کے رشتے تو غیر کفو میں ہو جائیں اور ان کے رشتے دوسرے مسلمانوں سے ناجائز اور حرام ہوں!

غیر کفو میں کیے ہوئے نکاحوں کی ایک اور توجیہ کا جواب

بعض اہل علم نے لکھا ہے: جب حرام کا خدشہ ہو اور کفو میں رشتہ میسر نہ ہو تو غیر کفو میں رشتہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ظاہر ہے کہ عہد رسالت میں کیے ہوئے غیر کفو میں رشتے، اسلام اور اچھے اخلاق کی بنیاد پر رشتہ دینے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمومی حکم اور بنو بیاضہ کو اپنے غلام کے ساتھ نکاح کرنے کا حکم دینا اس توجیہ کو قطعاً باطل کر دیتا ہے کیونکہ ان تمام صورتوں میں کوئی اضطرار نہیں تھا۔

بعض لوگ ایک جذباتی دلیل پیش کرتے ہیں کہ تم اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام کہتے ہو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کی خواتین سے اپنا نکاح جائز کہتے ہو! یہ بڑی عجیب بات ہے! آج کے سادات کرام کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چودہ سو سال دور کی نسبت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بلاواسطہ صلبی صاحبزادیاں تھیں، حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم کیا ان کا نکاح حضرت عثمان سے نہیں ہوا؟ کیا حضرت عثمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام نہیں تھے؟ ہر چند کہ حضرت عثمان قرشی تھے لیکن حضور کا کفو کون ہو سکتا ہے؟ حضرت ضباعہ بنت الزبیر ہاشمیہ جو حضور کی عم زاد بہن ہیں کیا ان کا نکاح حضرت مقداد بن عمرو کندی سے نہیں ہوا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحش کا نکاح حضرت زید بن حارثہ سے نہیں ہوا جو ایک آزاد شدہ غلام تھے! یہ ٹھوس حقائق ہیں اور محض جذباتی باتوں سے ان کا جواب نہیں ہو سکتا۔

سیدات کا غیر فاطمیوں کے ساتھ نکاح کا بیان

بعض مؤلفین نے لکھا ہے کہ سیدزادی کا نکاح غیر سید عجمی مرد کے ساتھ بنیادی طور پر نہیں ہوتا کیونکہ فقہاء کرام

نے بیان کیا ہے کہ غیر کفو میں نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ (حسب ونسب ص ۳۱) نیز لکھا ہے: سیدہ کا نہ ہم کفو قریشی ہو سکتا ہے اور نہ ہی ہاشمی اور نہ عباسی اور نہ ہی علوی، غیر فاطمی بلکہ سید زادی کا ہم کفو صرف اور صرف سید زادہ ہی ہو گا۔ (حسب ونسب ص ۴۲)

اب ہم سطور ذیل میں یہ واضح کریں گے کہ تاریخی طور سے یہ ثابت اور محقق ہے کہ سب سے اعلیٰ اصل مسلّم النبوت اور بلاواسطہ سیدات کے نکاح غیر فاطمی مردوں سے کیے گئے ہیں۔

حضرت سیّدہ امِ کلثوم کے حضرت عمر سے نکاح کا بیان

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ثعلبة بن ابی مالك ان عمر بن الخطاب قسم مروطا بين نساء من نساء المدينة فبقى مرط جيد فقال له بعض من عنده يا امير المؤمنين اعط هذا بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم التى عندك يريدون ام كلثوم بنت على۔[1]

ثعلبہ بن ابی مالک بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب نے مدینہ کی خواتین میں چادریں تقسیم کیں، ایک قیمتی چادر بچ گئی، بعض اہل مجلس نے کہا! اے امیر المؤمنین یہ چادر رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی صاحبزادی کو دے دیجئے جو آپ کے نکاح میں ہیں، ان کی مراد حضرت سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا تھیں۔

علامہ بدر الدین عینی نے اس حدیث کی شرح میں حضرت عمر کے ساتھ حضرت سیدہ ام کلثوم کے نکاح کی تفصیل بیان کی ہے۔[2]

امام ابن قتیبہ لکھتے ہیں:

واما ام كلثوم الكبرى وهى بنت فاطمة فكانت عند عمر بن الخطاب وولدت له ولدا۔[3]

حضرت سیدہ ام کلثوم جو حضرت سیدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی تھیں وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں اور ان کی حضرت عمر سے اولاد بھی ہوئی۔

شیخ ابن حزم لکھتے ہیں:

وتزوج ام كلثوم بنت على بن ابى طالب بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم عمر بن الخطاب فولدت له زيدا۔[4]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نواسی حضرت سیدہ ام کلثوم جو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی دختر تھیں، ان کا نکاح حضرت عمر بن الخطاب سے ہوا اور ان سے زید پیدا ہوئے۔

امام ابن سعد نے بھی حضرت سیدہ ام کلثوم کے حضرت عمر کے ساتھ نکاح کو بیان کیا ہے۔[5]

۱۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۰۳، ج ۲ ص ۵۸۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

۲۔ علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱۴ ص ۱۶۸، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ، مصر، ۱۳۴۸ھ

۳۔ امام ابو محمد عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ متوفی ۲۷۶ھ، المعارف ص ۹۲ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

۴۔ ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم اندلسی متوفی ۴۵۶ھ، جمہرۃ انساب العرب ص ۳۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۳ھ

۵۔ امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ، طبقات کبریٰ ج ۸ ص ۴۶۲، مطبوعہ دار صادر بیروت ۱۳۸۸ھ

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ام کلثوم را بنکاح آورد امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پس پسرے زید نام برائے او بزاد۔ [1]

ام کلثوم کو امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نکاح میں لائے ان سے ایک صاحبزادہ زید نام متولد ہوا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے بھی اس نکاح کو بیان کیا ہے۔ [2]

حدیث، تاریخ اور اکابر علماء اسلام کی تصریحات کے بعد اگر کوئی شخص اس نکاح کا انکار کرتا ہے تو اس کو کون سنتا ہے!

حضرت سیدہ فاطمہ بنت حسین اور حضرت سیدہ سکینہ بنت حسین کے غیر فاطمی جوانوں سے نکاح کا بیان

امام ابن قتیبہ لکھتے ہیں:

فاما فاطمة فانها كانت عند الحسن بن الحسن بن على ثم خلف عليها عبد الله بن عمرو بن عثمان بن عفان۔

واما السكينة فتزوجها مصعب بن الزبير فهلك عنها فتزوجها عبد الله بن عثمان بن عبد الله بن حكيم بن حزام فولدت له قرينا وله عقب ثم تزوجها الاصبغ بن عبد العزيز بن مروان وفارقها قبل ان يدخل بها ثم تزوجها زيد بن عمرو بن عثمان بن عفان فامره سليمان بن عبد الملك بطلاقها ففعل وماتت بالمدينة فى خلافة هشام هذا قول ابى اليقظان وقال الهيثم بن عدى حدثنى صالح بن حسان وغيره قال سكينة عند عمرو بن حكيم بن حزام ثم تزوجها بعده عمرو بن عثمان بن عفان ثم تزوجها بعده مصعب بن الزبير وقال ابن الكلبى اول ازواجها سكينة الاصبغ بن عبد العزيز اخو عمر بن عبد العزيز ثم مات عنها بمصر ولم يرها ثم خلف عليها زيد بن عمرو بن عثمان

حضرت سیدہ فاطمہ بنت حسین کا حسن بن حسن بن علی سے نکاح ہوا پھر ان کے بعد ان کا نکاح عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان سے ہوا۔

اور حضرت سیدہ سکینہ بنت حسین کا نکاح مصعب بن زبیر سے ہوا، ان کی وفات کے بعد ان کا نکاح عبد اللہ بن عثمان بن عبد اللہ بن حکیم بن حزام سے ہوا، ان سے قرین پیدا ہوئے اور ان کی نسل چلی۔ پھر حضرت سکینہ کا نکاح اصبغ بن عبد العزیز بن مروان سے ہوا انھوں نے دخول سے پہلے آپ کو طلاق دے دی، پھر آپ کا نکاح زید بن عمرو بن عثمان بن عفان سے ہوا، انھوں نے سلیمان بن عبد الملک کے حکم سے آپ کو طلاق دے دی، اور ہشام کی خلافت کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں آپ کی وفات ہوگئی، یہ ابو الیقظان کا قول ہے اور ہیثم بن عدی نے بیان کیا ہے کہ سیدہ سکینہ کا نکاح عمرو بن حکیم بن حزام سے ہوا، اس کے بعد آپ کا نکاح عمرو بن عثمان بن عفان سے ہوا، اس کے بعد آپ کا نکاح مصعب بن زبیر سے ہوا، اور ابن الکلبی نے کہا کہ سکینہ کے پہلے شوہر اصبغ بن عبد العزیز تھے جو عمر بن عبد العزیز کے بھائی تھے، وہ مصر میں آپ کو دیکھنے سے پہلے فوت ہو گئے، اس کے بعد آپ کا نکاح زید بن

---

[1] علامہ پیر سید مہر علی شاہ متوفی ١٣٥٦ھ، تحقیق الحق فی کلمۃ الحق (مترجم) ص ١٥٢، مطبوعہ گولڑہ شریف ١٤١٢ھ

[2] امام احمد رضا قادری متوفی ١٣٤٠ھ، فتاویٰ رضویہ ج ٥ ص ٢٩٩، مطبوعہ سنی دار الاشاعت فیصل آباد

بن عفان ثم خلف علیها مصعب بن الزبیر ثم خلف علیها عبد الله بن عثمان بن عبد الله بن حکیم بن حزام فولدت له عثمان الذی یقال له قرین وکانت قد ولدت من مصعب جاریة ثم خلف علیها ابراهیم بن عبد الرحمن بن عوف جد ابراهیم بن سعد الفقیه [۱]

عمرو بن عثمان بن عفان سے ہوا پھر اس کے بعد آپ کا نکاح مصعب بن زبیر سے ہوا پھر آپ کا نکاح عبد اللہ بن عثمان بن عبد اللہ بن حکیم بن حزام سے ہوا، ان سے عثمان پیدا ہوئے جن کو قرین کہتے ہیں، اور مصعب سے آپ کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی، اس کے بعد آپ کا نکاح ابراہیم بن عبد الرحمان بن عوف سے ہوا جو ابراہیم بن سعد فقیہ کے دادا تھے۔

حضرت سیدہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہما کے متعلق امام ابن سعد لکھتے ہیں:

تزوجها ابن عمها حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب فولدت له عبد الله وابراهیم وحسن وزینب ثم مات عنها فخلف علیها عبد الله بن عمرو بن عثمان بن عفان زوجها ابنها عبد الله بن حسن بامرها فولدت له القاسم ومحمد۔ [۲]

حضرت سیدہ فاطمہ بنت حسین کا ان کے عم زاد حضرت حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب سے نکاح ہوا، ان سے عبد اللہ ابراہیم حسن اور زینب پیدا ہوئے پھر وہ فوت ہو گئے، تو حضرت فاطمہ بنت حسین کے حکم سے ان کے صاحبزادے عبد اللہ بن حسن نے ان کا نکاح عبد اللہ بن عمرو بن عثمان سے کر دیا اور ان سے قاسم اور محمد پیدا ہوئے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ بنت حسین کا دوسرا نکاح عبد اللہ بن عمرو بن عثمان سے ہوا۔ [۳]

شیخ ولی الدین تبریزی نے بھی اس نکاح کا ذکر کیا ہے۔ [۴]

حضرت سیدہ سکینہ بنت حسین رضی اللہ عنہما کے متعلق امام ابن سعد لکھتے ہیں:

تزوجها مصعب بن الزبیر بن العوام ابتکرها فولدت له فاطمة ثم قتل عنها فخلف علیها عبد الله بن عثمان بن عبد الله بن حکیم بن حزام فولدت له عثمان الذی یقال له قرین وحکیما وربیحه فهلك عنها فخلف علیها زید بن عمرو بن عثمان بن عفان فهلك عنها

حضرت سیدہ سکینہ بنت حسین سے سب سے پہلے حضرت مصعب بن زبیر نے عقد کیا، ان سے فاطمہ پیدا ہوئیں، پھر وہ شہید ہو گئے تو ان کا عقد عبد اللہ بن عثمان بن عبد اللہ بن حکیم بن حزام سے ہوا، ان سے عثمان (قرین) حکیم اور ربیحہ پیدا ہوئے ان کی وفات کے بعد ان کا نکاح زید بن عمرو بن عثمان بن عفان سے ہوا اور ان کی وفات کے بعد سیدہ سکینہ کا نکاح ابراہیم بن عبد الرحمان بن عوف زہری

---

[۱] امام ابو محمد عبد اللہ بن مسلم ابن قتیبہ متوفی ۲۷۶ھ، المعارف ص ۹۲-۹۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

[۲] امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ، طبقات کبری ج ۸ ص ۴۷۳، مطبوعہ دار صادر بیروت، ۱۳۸۸ھ

[۳] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ۱۲ ص ۴۴۳، مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن، ۱۳۲۶ھ

[۴] شیخ ولی الدین تبریزی متوفی ۷۴۲ھ، الاکمال فی اسماء الرجال مع المشکوٰۃ ص ۶۱۳، مطبوعہ اصح المطابع دہلی

نخلف عليها ابراهيم بن عبد الرحمن بن عوف الزهري كانت ولته نفسها فتزوجها فاقامت معه ثلاثة اشهر فكتب هشام بن عبد الملك الى واليه بالمدينة ان فرق بينهما ففرق بينهما وقال بعض اهل العلم هلك عنها زيد بن عمرو بن عثمان و تزوجها الاصبغ بن عبد العزيز بن مروان [1]

سے ہوا، یہ نکاح سیدہ سکینہ نے ازخود کیا تھا وہ تین ماہ ان کے ساتھ رہیں پھر ہشام بن عبدالملک نے مدینہ کے والی کو حکم دیا کہ ان میں تفریق کردی جائے (کیونکہ بعض فقہاء کے نزدیک عورت اپنا نکاح خود نہیں کرسکتی) سو ان میں تفریق کردی گئی، بعض علماء نے کہا ہے کہ زید بن عمرو بن عثمان کی وفات کے بعد سکینہ کا نکاح اصبغ بن عبدالعزیز بن مروان سے ہوا۔

علامہ ابن خلکان نے بھی سیدہ سکینہ بنت الحسین بن علی بن ابی طالب کے نکاحوں کی مذکور الصدر تفصیل بیان کی ہے۔ اور اس میں اختلاف کا بھی ذکر کیا ہے۔ [2]

نیز سیدہ سکینہ کے نکاحوں کا ذکر ان کتابوں میں بھی ہے: (نسب قریش: ۵۹، الاغانی ج ۱۶ ص ۹۳، ج ۱۷ ص ۳، انساب الاشراف ج ۱۵ صفحات متفرقہ)

خلاصہ یہ ہے کہ سیدہ فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہما کا دوسرا نکاح عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے ہوا، یہ غیر فاطمی جوان تھے اور حضرت سیدہ سکینہ بنت الحسین رضی اللہ عنہما کے یکے بعد دیگرے چار نکاح ہوئے اور چاروں نکاح غیر فاطمی مردوں سے ہوئے

حضرت حسن بن حسن بن علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہم کی صاحبزادیوں کے نکاحوں کا بیان

شیخ ابن حزم لکھتے ہیں:

وكان للحسن بن الحسن من البنات: زينب شقيقة عبد الله وابراهيم وحسن، تزوجها الوليد بن عبد الملك بن مروان وام كلثوم شقيقتهم ايضا تزوجها ابن عمها محمد بن علي بن الحسين وفاطمة بنت الحسن بن الحسن، تزوجها معاوية بن عبد الله بن جعفر بن ابي طالب، فولدت له الحسن وصالحا ويزيد وكانت فاطمة هذه لام ولد ثم خلف على فاطمة هذه ايوب بن مسلمة بن عبد الله بن الوليد بن مغيرة ومليكة بنت الحسن بن الحسن شقيقة جعفر وداؤد

حضرت حسن بن حسن کی صاحبزادیوں کی تفصیل: سیدہ زینب یہ عبداللہ، ابراہیم اور حسن کی بہن ہیں، ان کا نکاح ولید بن عبدالملک بن مروان سے ہوا، اور سیدہ ام کلثوم یہ بھی ان کی بہن ہیں، ان کا نکاح اپنے عم زاد محمد بن علی بن الحسین سے ہوا، اور سیدہ فاطمہ بنت الحسن بن الحسن، ان کا نکاح معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے ہوا اور ان سے حسن، صالح اور یزید پیدا ہوئے، یہ فاطمہ ام ولد کی لڑکی تھیں، اس کے بعد ان کا نکاح ایوب بن مسلمہ بن عبداللہ بن الولید بن مغیرہ سے ہوا، اور سیدہ ملیکہ بنت الحسن بن الحسن ہیں یہ جعفر اور داؤد کی بہن ہیں ان کا نکاح

[1] امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ، طبقات کبریٰ ج ۸ ص ۴۷۵، مطبوعہ دار صادر بیروت، ۱۳۸۸ھ
[2] علامہ شمس الدین احمد بن محمد ابن خلکان متوفی ۶۸۱ھ، وفیات الاعیان ج ۲ ص ۳۶۸، مطبوعہ منشورات الشریف قم ایران

تزوجها جعفر بن المصعب بن الزبير فولدت له ابنة وام القاسم بنت الحسن بن الحسن شقيقة مليكة تزوجها مروان بن ابان بن عثمان فولدت له محمدا ثم خلف عليها ابن عمها علی بن الحسين [1]

جعفر بن المصعب بن الزبیر سے ہوا، ان سے ایک لڑکی ہوئی، اور سیدہ ام القاسم بنت الحسن بن الحسن ہیں یہ سیدہ ملیکہ کی بہن ہیں ان کا نکاح مروان بن ابان بن عثمان سے ہوا اور ان سے محمد پیدا ہوئے، اس کے بعد ان کا نکاح ان کے عم زاد علی بن الحسین رضی اللہ عنہما سے ہوا۔

حضرت حسن بن حسن بن علی بن ابیطالب کی پانچ صاحبزادیاں ہوئیں، ان میں سے صرف سیدہ ام کلثوم کا نکاح فاطمی صاحبزادے حضرت سید محمد بن علی بن الحسین (ابن زین العابدین) سے ہوا، باقی چار صاحبزادیوں کا نکاح غیر فاطمی جوانوں سے ہوا۔

حضرت علی بن حسین بن علی بن ابیطالب (زین العابدین) کی صاحبزادیوں کے نکاح کا بیان

شیخ ابن حزم حضرت زین العابدین کی صاحبزادیوں کے نکاح کے بیان میں لکھتے ہیں:

وهن خديجة تزوجها محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب وعبرة تزوجها محمد بن معاوية بن عبد الله بن جعفر بن ابی طالب ثم خلف عليها بعده علی بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب ثم خلف عليها بعده نوح بن ابراهيم بن محمد بن طلحة بن عبيد الله وام كلثوم تزوجها داؤد بن الحسن بن الحسن وام الحسن تزوجها داؤد بن علی بن عبد الله بن العباس بن عبد المطلب فولدت له موسى وفاطمة تزوجها داؤد بن علی بن عبد الله ابی طالب ثم خلف عليها بعده عبد الله بن معاوية بن عبد الله بن جعفر وام الحسين تزوجها ابراهيم الامام بن محمد بن علی بن عبد الله بن العباس [2]

سیدہ خدیجہ کا نکاح محمد بن عمر بن علی بن ابیطالب سے ہوا، اور سیدہ عبرہ کا نکاح محمد بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب سے ہوا اس کے بعد ان کا نکاح علی بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابیطالب سے ہوا، اس کے بعد ان کا نکاح نوح بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبید اللہ سے ہوا، اور سیدہ ام کلثوم کا نکاح داؤد بن الحسن بن الحسن سے ہوا، اور سیدہ ام الحسن کا نکاح داؤد بن علی بن عبید اللہ بن العباس بن عبد المطلب سے ہوا، ان سے موسیٰ پیدا ہوئے اور سیدہ فاطمہ ہیں ان کا نکاح داؤد بن علی بن عبد اللہ ابی طالب سے ہوا اس کے بعد ان کا نکاح عبد اللہ بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر سے ہوا، اور سیدہ ام الحسین ہیں ان کا نکاح ابراہیم بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس سے ہوا۔

حضرت علی بن حسین بن علی بن ابیطالب (زین العابدین) کی چھ صاحبزادیاں ہوئیں ان میں سے صرف ایک صاحبزادی کا نکاح فاطمی جوان سے ہوا، باقی پانچ صاحبزادیوں کے نکاح غیر فاطمی جوانوں سے ہوئے، البتہ سیدہ عبرہ کا دوسرا نکاح فاطمی جوان سے ہوا۔

---

[1] شیخ ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم اندلسی متوفی ۴۵۶ھ، جمہرۃ انساب العرب ص ۴۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ
[2] ” ” ” ” جمہرۃ انساب العرب ص ۵۲

نیز شیخ ابن حزم لکھتے ہیں:

سیدہ زینب بنت الحسین بن علی بن الحسین بن علی بن ابیطالب کا نکاح رشید سے ہوا۔ [1]

سیدہ فاطمہ بنت محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب کا نکاح عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب سے ہوا۔ [2]

سیدات کے غیر کفو میں کیے ہوئے نکاحوں کی توجیہ کا بیان

جو لوگ سیدہ کا نکاح غیر سید سے ناجائز اور حرام قرار دیتے ہیں وہ ان نکاحوں کے متعلق لکھتے ہیں:

جو نکاح کسی دینی مصلحت کی بناء پر غیر کفو میں ہو وہ اصل کفاءت کی نفی نہیں کرتا۔ (حسب و نسب ص ۴۶)

ظاہر ہے کہ یہ توجیہ قطعاً باطل اور مردود ہے کیونکہ جس سے نکاح کرنا حرام ہو اس سے نکاح کرنا کسی صورت میں بھی جائز اور حلال نہیں ہو سکتا، کیا کسی مصلحت کی بناء پر کافر سے نکاح حلال ہو سکتا ہے؟ پھر ان لوگوں کے نزدیک یہ محض فقہی مسئلہ نہیں ہے بلکہ عقیدہ کا مسئلہ ہے اور شیطان کے کفر سے بڑا کفر ہے، لکھتے ہیں:

یہ فتویٰ دینا کہ ایک عجمی مرد کے لیے جائز ہے وہ سید زادی سے نکاح کرے، اس فتویٰ سے فتویٰ دینے والا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کی بے ادبی کا مرتکب ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کی بے ادبی کرنا اور توہین کرنا یہ اس بے ادبی اور توہین سے زیادہ سنگین جرم ہے جو شیطان سے سرزد ہوئی تھی۔ (حسب و نسب ص ۴۸)

فی الواقع حضرت علی نے اپنی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم کا حضرت عمر سے نکاح کیا۔ حضرت سیدہ فاطمہ بنت الحسین بن علی بن ابی طالب اور حضرت سیدہ سکینہ بنت الحسین بن علی بن ابی طالب کا نکاح غیر سیدوں سے ہوا، حضرت حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کی چار صاحبزادیوں کا اور حضرت علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کی پانچ صاحبزادیوں کا نکاح غیر سیدوں سے ہوا۔

بتائیے کیا ان ساداتِ کرام اور محترم سید زادیوں نے شیطان سے بڑا کفر کیا ہے؟ غور کیجئے کہ آیا ان محترم سید زادیوں کے مقدس نکاحوں کو جائز کہنا بے ادبی ہے یا ان مکرم سید زادیوں کے طیب نکاحوں کو ناجائز اور حرام کہنا، ان کی اولاد کو ولد الزنا ٹھیرانا اور اس کام کو شیطان کے کفر سے بڑا کفر قرار دینا بے ادبی ہے!

ذرا سوچئے کہ آپ کی اس تحریر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر اذیت پہنچائی ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ عترت اور قدسی ذریت کو آپ نے حرام کام کا مرتکب قرار دیا، ان کے پاکیزہ نکاحوں کو ناجائز اور حرام کہا بلکہ شیطان کے کفر سے بڑا کفر کہا! میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ ایسے لوگوں کو مرنے سے پہلے توبہ کی توفیق عطا فرمائے، اور آپ لوگوں نے خاندان نبوت اور اہل بیت رسول کی جو توہین کی ہے، اس سے آپ رجوع کر لیں! وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

حضرت سیدہ سکینہ کے امویوں اور غیر فاطمیوں کے ساتھ کیے ہوئے نکاحوں کے متعلق بعض علماء نے لکھا ہے:

---

[1] شیخ ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم اندلسی متوفی ۴۵۶ھ، جمہرۃ انساب العرب ص ۵۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۰۳ھ

[2] ” ” ” ” ، جمہرۃ انساب العرب ص ۵۹-۶۰، ” ”

ابتداء میں چونکہ اولیاء کے اعتراض مؤثر کرنے ہی سے غیر کفو کا نکاح منسوخ ہوتا تھا اور حضرت مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ پر کسی کو یہ فرصت ہی نہ تھی، لہٰذا جو کچھ ہوا ہو گیا، مگر اب صورت شرعی یہ ہے کہ غیر کفو میں نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا۔
(تحقیق الحق الطریف الجید فی عدم نکاح الشریفۃ السیدۃ بغیرہ الشریف السید ص ۴)

یعنی اب شریعت بدل گئی ہے، حضرت سیدہ فاطمہ بنت الحسین اور حضرت سیدہ سکینہ بنت الحسین نے جس شریعت پر عمل کیا اب وہ شریعت نافذ نہیں ہے! کاش ان لوگوں کو علم ہوتا کہ شریعت کا وہی مفہوم حجت ہے جس کو سیدہ فاطمہ اور سیدہ سکینہ نے سمجھا اور اس پر عمل کیا ——— نیز انہوں نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یکے بعد دیگرے اپنی دو صاحبزادیوں کا نکاح حضرت عثمان سے اس لیے کیا تھا کہ اس سلسلہ میں آپ پر وحی نازل ہوئی تھی۔ (تحقیق الحق الطریف الجید ص ۶)

اس سے معلوم ہوا کہ غیر کفو میں نکاح کرنے کا جواز وحی الٰہی سے ثابت ہے اور یہ ہماری تائید ہے!

سیدہ کے غیر سید سے نکاح کے متعلق اعلیٰ حضرت کا موقف

بعض مؤلفین نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی عبارات سے بھی مغالطہ آفرینی کی ہے اور یہ تاثر دیا ہے کہ اعلیٰ حضرت غیر کفو میں کیے ہوئے نکاح کو مطلقاً غیر منعقد قرار دیتے ہیں حالانکہ اعلیٰ حضرت کا موقف اور تحقیق ان کو قطعاً غیر مفید ہے۔

جیسا کہ ہم ان شاء اللہ آگے چل کر تفصیل سے بیان کریں گے کہ اکثر فقہاء احناف نے اس مسئلہ میں ظاہر الروایۃ پر فتویٰ دیا ہے کہ لڑکی کی اجازت سے غیر کفو میں نکاح منعقد ہو جاتا ہے لیکن ولی اقرب کو اعتراض کا حق ہے اور بعض فقہاء احناف نے نوادر کی روایت پر فتویٰ دیا ہے کہ اگر ولی اقرب کی اجازت کے بغیر غیر کفو میں نکاح کیا جائے تو وہ نکاح اصلاً منعقد نہیں ہوتا اور اگر لڑکی اور ولی اقرب کی اجازت سے غیر کفو میں نکاح کیا جائے تو وہ صحیح نکاح ہے اور منعقد ہو جاتا ہے، سو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے بھی نوادر کی اسی روایت پر فتویٰ دیا ہے:

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی لکھتے ہیں:

مسئلہ از شہر کہنہ ۱۸ رمضان المبارک ۱۳۱۳ھ

ما قولھم رحمھم اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ پٹھان کے لڑکے اور سید کی لڑکی سے نکاح جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب: سائل مظہر کہ لڑکی جوان ہے اور اس کا باپ زندہ دونوں کو معلوم ہے کہ یہ پٹھان ہے اور دونوں اس عقد پر راضی ہیں، باپ خود اس کے سامان میں ہے جب صورت یہ ہے تو اس نکاح کے جواز میں اصلاً شبہ نہیں کما نص علیہ فی رد المحتار وغیرہ من الاسفار واللہ تعالیٰ اعلم۔ [1]

نیز اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں:

ما قولکم رحمکم اللہ فی ان العالم العجمی کفؤ للسید ام لا بینوا بسند الکتاب توجروا یوم الحساب۔

سوال: اس مسئلہ میں آپ کا کیا ارشاد ہے کہ آیا عجمی عالم سیدہ کا کفو ہے یا نہیں؟ قرآن مجید سے اس کا جواب دیں اور اجر پائیں

الجواب: نعم اذا کان دینا متدینا لان فضل العلم فوق

ہاں: دیندار عالم سیدہ کا کفو ہے، کیونکہ علم کی فضیلت

---

[1] امام احمد رضا قادری متوفی ۱۳۴۰ھ، فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۸۷، مطبوعہ سنی دار الاشاعت فیصل آباد

فضل النسب قال اللہ تعالیٰ یرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات وقال تعالیٰ قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون فی وجیز الامام الکردری العجمی العالم کفءٌ للعربی الجاھل لان شرف العلم اقوٰی و ارفع وکذا العالم الفقیر للغنی الجاھل وکذا العالم الذی لیس بقرشی کفو للجاھل القرشی والعلوی [1]

نسب کی فضیلت سے زائد ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان والوں کو بلند کرتا ہے اور عالموں کو بہت درجات بلندیاں دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا علم والے اور بے علم برابر ہیں؟ اور امام کردری نے وجیز میں لکھا ہے کہ عالم، جاہل عربی کا کفو ہے کیونکہ علم کا مرتبہ زیادہ بلند اور زیادہ قوی ہے، اسی طرح فقیر عالم، جاہل غنی کا کفو ہے اور غیر قرشی عالم، جاہل قرشی اور جاہل علوی کا کفو ہے۔

اعلیٰ حضرت نے اس مسئلہ پر فتح القدیر، نہر فائق، فتاوی قاضی خان، درمختار، بزازیہ، رد المحتار، فتاوی خیریہ، مجمع الفتاویٰ محیط اور جامع الفتاوی کے حوالے دیے ہیں۔ اور اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں:

مسئلہ: مرسلہ حاجی موسیٰ عربی ۳/ ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ سادات کرام بیبیوں سے غیر قوم غیر سید مثل شیخ مغل پٹھان وغیرہ کا نکاح جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: سید ہر قوم کی عورت سے نکاح کر سکتے ہیں اور سیدانی کا نکاح قریش کے ہر قبیلے سے ہو سکتا ہے خواہ علوی ہو یا عباسی یا جعفری یا صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا اموی رہے غیر قریش جیسے انصاری یا مغل یا پٹھان ان میں جو عالم دین معظم مسلمین ہو اس سے بھی مطلقاً نکاح ہو سکتا ہے ورنہ اگر سیدانی نابالغہ ہے اور اس غیر قریش کے ساتھ اس کا نکاح کرنے والا ولی باپ یا دادا نہیں تو نکاح باطل ہوگا اگرچہ چچا یا سگا بھائی کرے اور اگر باپ دادا اپنی کسی لڑکی کا نکاح ایسے ہی پہلے کر چکے ہوں تو اب ان کے کیے بھی نہ ہو سکے گا اور اگر بالغہ ہے اور اس کا کوئی ولی نہیں تو وہ اپنی خوشی سے اس غیر قریشی سے اپنا نکاح کر سکتی ہے اور اگر اس کا کوئی ولی یعنی باپ دادا پردادا ان کی اولاد و نسل سے کوئی مرد موجود ہے اور اس نے پیش از نکاح اس شخص کو غیر قرشی جان کر صراحۃً اس نکاح کی اجازت دے دی جب بھی جائز ہو گا، ورنہ بالغہ کا کیا ہوا بھی باطل محض ہو گا ان تمام مسائل کی تفصیل درمختار و رد المحتار وغیرہما کتب معتمدہ مذہب اور فقیر کے فتاوی میں متعدد جگہ ہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ [2]

اور اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں:

مسئلہ: از سیرہ ضلع ہوشنگ آباد محلہ ماپورہ مسئولہ حافظ شاہ افضل خان صاحب ۲۴ / محرم ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرح متین مسائل ذیل میں براہ کرم جواب سے مع دلائل نقلی کے مشرف و ممتاز فرمائیں (۱)۔ ایک عورت ہے جو نسبی سیدہ ہے اس سے کسی شخص نے جو نسباً سید نہیں ہے نکاح کیا تو اس کو لوگ کافر

---

[1] امام احمد رضا قادری متوفی ۱۳۴۰ھ، فتاوی رضویہ ج ۵ ص ۲۹۱، مطبوعہ سنی دار الاشاعت فیصل آباد

[2] " " " ، فتاوی رضویہ ج ۵ ص ۲۹۲-۲۹۳ "

کہتے ہیں تو کیا شخص مذکور کافر ہوا یا نہیں اگر نہیں ہوا تو کہنے والوں پر شریعت کا کیا حکم ہے۔ (۲) عورت بالغہ جو نسباً سیدہ ہے باکرہ ہو یا مطلقہ کسی شخص سے جو نسباً سید نہیں ہے نکاح کرے تو جائز ہوگا یا نہیں۔ (۳) مرد غیر سید نے سیدہ عورت سے نکاح کیا اور اگر وہ نکاح جائز ہوا تو جو اولاد اس سے پیدا ہوگی وہ نسباً سید کہلائے گی یا نہیں۔ بینوا و توجروا۔

الجواب: (۱) حاشا للہ اُسے کفر سے کیا علاقہ کافر کہنے والوں کو تجدید اسلام چاہیے کہ بلا وجہ مسلمان کو کافر کہتے ہیں امیر المومنین مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثوم کہ بطن پاک حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تھیں امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں دیں اور ان سے حضرت زید بن عمر پیدا ہوئے اور امیر المومنین عمر نسباً سادات سے نہیں۔ (۲) سیدہ عاقلہ بالغہ اگر ولی رکھتی ہے تو جس کفو سے نکاح کر لیگی ہو جائے گا اگرچہ سید نہ ہو مثلاً شیخ صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا علوی یا عباسی اور اگر غیر کفو سے بے اجازت صریحہ ولی نکاح کرے گی تو نہ ہوگا جیسے کسی شیخ انصاری یا مغل پٹھان سے مگر جب کہ وہ معتزز عالم دین ہو۔ (۳) جب باپ سید نہ ہو اولاد سید نہیں ہو سکتی اگرچہ ماں سیدانی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ [۱]

حضرت علامہ محمد نور اللہ بصیر پوری نے بھی فتویٰ دیا ہے کہ غیر سید کا سیدہ سے نکاح جائز ہے (فتاویٰ نوریہ ج ۲ ص ۴۱۳-۴۱۲)

نکاح کی وجہ سے عورت کی تذلیل کی تحقیق

سفیان ثوری نکاح میں کفو کا مطلقاً اعتبار نہیں کرتے جبکہ اکثر فقہاء احناف کے نزدیک نکاح میں کفو کا اعتبار ہے۔ علامہ سرخسی جمہور فقہاء احناف کی طرف سے دلیل قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

عورت کے مملوک ہونے میں ایک طرح کی ذلت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف اشارہ کیا ہے اور فرمایا: "نکاح غلامی (رقاً تحتی) ہے، سو تم غور کرو کہ تم اپنی بیٹی کا رشتہ کہاں کر رہے ہو اور نفس کو ذلیل کرنا حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مومن کے لیے اپنے نفس کو ذلیل کرنا جائز نہیں ہے" اور نکاح میں جو کچھ کیا گیا ہے وہ بقدر ضرورت جائز کیا گیا ہے، اور غیر کفو میں عورت کا نکاح کرنے سے زیادہ ذلت ہے اور اس زیادہ ذلت کی ضرورت نہیں ہے اس لیے نکاح میں کفو کا اعتبار کیا گیا ہے۔ [۲]

بعض مؤلفین نے مبسوط کی اس عبارت کا یہ مطلب سمجھا ہے کہ علامہ سرخسی نے غیر کفو میں نکاح کو ناجائز قرار دیا ہے اس لیے وہ اس عبارت کو نقل کر کے لکھتے ہیں:

اس سے ظاہر ہوا کہ کفو میں نکاح کرنے کی علت شرعی یہ ہے کہ انسان ذلت سے محفوظ رہے اور غیر کفو میں اس لیے ناجائز ہے کہ غیر کفو میں تذلیل اور توہین ہے اب غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز کی علت شرعی انسان کی تذلیل اور توہین ہوئی۔ (حسب و نسب ص ۴۹)

پہلی بات تو یہ ہے کہ علامہ سرخسی نے مذکور الصدر دلیل نکاح میں کفو کا اعتبار کرنے پر قائم کی ہے، غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز پر یہ دلیل قائم نہیں کی، بلکہ ان کے نزدیک غیر کفو میں نکاح کرنا جائز ہے کیونکہ سفیان ثوری نے یہ حدیث پیش کی کہ ابوطیبہ (فصد لگانے والا غلام) نے بنو بیاضہ کو رشتہ کا پیغام دیا، انھوں نے انکار کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[۱] امام احمد رضا قادری متوفی ۱۳۴۰ھ، فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۹۹، مطبوعہ سنی دار الاشاعت، فیصل آباد

[۲] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۵ ص ۲۳، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۳۹۸ھ

نے فرمایا: ابوطیبہ سے نکاح کرو، اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو بہت فتنہ اور فساد ہو گا، اور حضرت بلال کے لیے رشتہ دینے کا حکم دیا، ان حدیثوں کے جواب میں علامہ سرخسی لکھتے ہیں:

وتاویل الحدیث الاٰخر الندب الی التواضع وترک طلب الکفاءۃ لا الالزام وبہ نقول ان عند الرضا یجوز العقد۔[1]

اور دوسری حدیث کی تاویل یہ ہے کہ تواضع کرنا اور کفو کی طلب کو ترک کرنا مندوب ہے، کفو کا اعتبار کرنا لازم نہیں ہے اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ جب لڑکی اور اس کے ولی اقرب کی رضا ہو تو نکاح جائز ہے۔

علامہ سرخسی نے جو لکھا ہے کہ رضا مندی سے غیر کفو میں نکاح منعقد ہو جاتا ہے، یہی ظاہر الروایۃ ہے اور یہی نوادر کی روایت ہے اور اسی کے مطابق اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے فتویٰ دیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ علامہ سرخسی کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ نکاح میں ایک طرح کی ذلت ہے، نکاح ذلت کا نہیں بلکہ عزت اور تکریم کا سبب ہے، اور یہ قول قطعاً باطل ہے کہ غیر کفو میں نکاح کرنے سے دگنی ذلت اٹھانی پڑتی ہے اللہ اکبر! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کفو کون ہو سکتا ہے آپ نے خود اپنی دو صاحبزادیوں کا حضرت عثمان سے نکاح کیا، حضرت علی نے اپنی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم کا حضرت عمر سے نکاح کیا، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی صاحبزادیوں کے نکاح غیر کفو میں ہوئے العیاذ باللہ کیا ان نکاحوں سے ان محترم سیدات کی توہین اور تذلیل ہوئی تھی؟

اسلام نے شوہر اور بیوی کے حقوق اور فرائض اور ان کے وظائف متعین کر دیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نسل انسان کے فروغ کے لیے نکاح کو سبب بنایا ہے، اور اس میں ہر فریق قدرت کے بنائے ہوئے نظام کے تحت اپنا اپنا رول ادا کر رہا ہے، یہ صحیح ہے کہ مرد کو عورت پر اور شوہر کو بیوی پر فوقیت حاصل ہے، اور بیوی شوہر کے ماتحت اور محکوم ہوتی ہے لیکن یہ ایک جزوی فضیلت ہے، اس سے عورت کے دیگر فضائل، محاسن اور حقوق کی نفی نہیں ہوتی اور نکاح کی وجہ سے عورت کو ذلیل و خوار قرار دینا خطاء فاحش ہے، اللہ تعالیٰ شوہر اور بیوی کے حقوق بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف وللرجال علیھن درجۃ۔ (بقرہ: ۲۲۸)

اور عورتوں کا بھی مردوں پر اسی طرح دستور شرع کے مطابق حق ہے جس طرح مردوں کا عورتوں پر دستور شرع کے مطابق حق ہے اور مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو معزز اور مکرم بنایا ہے خواہ مرد ہو یا عورت! اور نکاح کی وجہ سے ہرگز عورت کی تذلیل اور تحقیر نہیں ہوتی، نکاح کے بعد ہی عورت ماں بنتی ہے، اور اسلام میں ماں کا درجہ باپ سے بہت زیادہ ہے، حضرت انس سے روایت ہے کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے[2] حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جس نے ماں

---

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۵ ص ۲۳، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

[2] علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری متوفی ۹۷۵ھ، کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۶۱ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۰۵ھ

کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اس کو دوزخ کا عذاب نہیں ہوگا۔[1] حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ماں کے قدموں سے چمٹے رہو جنت وہیں ہے۔[2] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یارسول اللہ! میں کس کے ساتھ نیکی کروں؟ آپ نے فرمایا اپنی ماں کے ساتھ! اس نے پوچھا پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ! اس نے پوچھا پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ! (چوتھی بار) اس نے پوچھا پھر کس کے ساتھ تو آپ نے فرمایا: اپنے باپ کے ساتھ۔[3]

ان احادیث سے یہ واضح ہوگیا کہ نکاح عورت کی تذلیل اور توہین کا سبب نہیں ہے بلکہ اس کی تعظیم اور تکریم کا سبب ہے۔

بعض مؤلفین نے لکھا ہے: "کہ اگر سیدزادی نے اپنی اور اپنے ولی کی رضامندی سے غیر کفو میں نکاح کر لیا تو پھر بھی اس نسب پر زد پڑے گی، کیونکہ غیر کفو میں نکاح کرنے سے اس سیدزادی کا اصل نسب سے رشتہ کٹ جائے گا، اس کی آگے جو اولاد ہوگی وہ سید نہیں رہے گی بلکہ وہ عجمی کی ہم کفو بن جائے گی۔ (حسب ونسب ص ۲۴)۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ غیر کفو میں نکاح کرنے سے سیدہ کا نسب منقطع نہیں ہوتا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جن صاحبزادیوں کا نکاح حضرت عثمان سے ہوا، کیا ان کا حضور سے نسب منقطع ہوگیا؟ اسی طرح خاندان اہل بیت کی دیگر جن سیدات کا نکاح غیر کفو میں ہوا کیا ان کا نسب منقطع ہوگیا؟ باقی رہا اولاد کا نسب! تو وہ باپ سے چلتا ہے ماں سے نہیں چلتا، سادات کرام کا نسب مردوں سے چلے گا، ان کی خواتین سے نہیں چلے گا، خواہ ان کا عقد سید سے ہو یا غیر سید سے۔

اور تیسری اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس قسم کی اٹکل پچو باتوں اور ڈھکوسلوں سے کوئی عقیدہ ثابت ہوتا ہے نہ کفر ثابت ہوتا ہے اور نہ کسی چیز کا حرام قطعی ہونا ثابت ہوتا ہے، اگر کسی کے نزدیک سیدہ کا غیر کفو میں نکاح حرام قطعی ہے تو وہ کوئی قطعی الثبوت اور قطعی الدلالہ دلیل پیش کرے، قرآن مجید یا خبر متواتر سے سیدہ کے غیر کفو میں نکاح کی حرمت پر نص صریح لائے، چشم ماروشن و دل ماشاد ورنہ بدون خرط القتاد۔ اور بغیر کسی شرعی دلیل کے کسی چیز کو حرام قطعی قرار دینا گویا بہ طور خود شریعت بنانا ہے، اور اللہ کے حلال کو حرام کرنا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے مشرکین نے سائبہ، بحیرہ اور وصیلہ وغیرہ حلال جانوروں کو از خود حرام کر لیا اور اس کی مذمت میں قرآن مجید کی آیات نازل ہوئیں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی حفظ اور پناہ میں رکھے اور حق کو قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وماذالک علی اللہ بعزیز!

غیر کفو میں نکاح کے انعقاد کے لیے آیا روئے زمین کے تمام اولیاء کا راضی ہونا ضروری ہے یا صرف ولی اقرب کا راضی ہونا کافی ہے؟

بعض علماء نے غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز پر یہ دلیل بھی قائم کی ہے کہ غیر کفو میں نکاح کے انعقاد کے لیے صرف یہ کافی

---

[1] علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری متوفی ۹۷۵ ھ، کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۶۲، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۰۵ ھ

[2] " " " " کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۶۳، " " " "

[3] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ ھ، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۱۳۹، دار الکتاب العربی، ۱۴۰۲ ھ

نہیں ہے کہ لڑکی اور اس کا ولی اقرب راضی ہو جائے بلکہ اس نکاح کے جواز کے لیے یہ ضروری ہے کہ روئے زمین پر اس لڑکی کے جتنے اولیاء ہیں وہ سب راضی ہو جائیں اور یہ عادۃً محال ہے اس لیے یہ نکاح بھی جائز نہیں۔ (دیکھئے تحقیق الحق الطرائف الجید ص ۵۵)۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ظاہر الروایۃ کے مطابق غیر کفو میں نکاح کے جواز کے لیے صرف ولی اقرب کی رضا ضروری ہے، علامہ سرخسی لکھتے ہیں:

واذا تزوجت المرأة غير كفء فرضى به احد الاولياء جاز ذلك ولا يكون لمن هو مثله فى الولاية او ابعد منه ان ينقضه الا ان يكون اقرب منه فحينئذ المطالبة بالتفريق۔ [1]

اور جب کوئی عورت غیر کفو میں نکاح کرے اور اس کے اولیاء میں سے ایک شخص بھی اس نکاح پر راضی ہو جائے تو یہ نکاح جائز ہے اور جو شخص اس ولی کے برابر ہو یا بعید ہو اس کو اعتراض کا حق نہیں ہے، ہاں اگر دوسرا ولی اجازت دینے والے سے زیادہ قریب ہو تو وہ نکاح کی تفریق کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

اس کے بعد علامہ سرخسی نے نوادر کی روایت میں امام ابو یوسف کا اس مسئلہ میں اختلاف ذکر کیا ہے، ان کے دلائل ذکر کیے ہیں اور پھر تفصیل سے ان کا رد کیا ہے اور ظاہر الروایۃ کو ثابت کیا ہے سخت حیرت ہے کہ بعض لوگوں نے نوادر کی روایت اور اس کے دلائل علامہ سرخسی کے حوالے سے بیان کیے ہیں، اور علامہ سرخسی نے اس کا جو رد کیا ہے اس کو ذکر نہیں کیا، اور نہ مذکور الصدر عبارت بیان کی اور نہ ہی یہ بیان کیا کہ امام ابو یوسف کا یہ قول نوادر ہشام میں ہے! اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ظاہر الروایۃ کے مقابلہ میں نوادر کو اختیار کرنا باطل ہے۔

حضرت علامہ پیر سید مہر علی شاہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قاعدہ یہ ہے کہ جس وقت کوئی روایت ظاہر الروایت کے مخالف ہو اور حقیقی علامات ترجیح سے خالی ہو تو ترجیح ظاہر الروایت کو ہوتی ہے کما فی الشامی وكذا لوكان احدهما ظاهر الرواية وبه صرح فى كتاب الرضاع من البحر حيث قال الفتوى اذا اختلفت كان الترجيح بظاهر الرواية۔ [2]

نوٹ: حقیقی علامات ترجیح سے مراد یہ ہے کہ کسی مسئلہ میں کسی دلیل کی بناء پر تمام مشائخ حنفیہ نے ظاہر الروایۃ کے مقابلہ میں نوادر کا کوئی قول اختیار کر لیا ہو اور اس کی تصریح تمام متون اور شروح میں ہو۔ یاد رہے کہ نکاح غیر کفو کے مسئلہ میں نوادر میں حسن بن زیاد کی روایت پر بعض مشائخ نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ اقرب ولی کی اجازت کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا اور ظاہر الروایۃ کے مطابق نکاح منعقد ہو جاتا ہے البتہ ولی اقرب کو اعتراض کا حق ہے۔ اس کے برخلاف زیر بحث مسئلہ میں یعنی "انعقاد نکاح کے لیے تمام اولیاء کی رضامندی ضروری ہے" اس روایت کو مشائخ حنفیہ میں سے کسی نے مفتیٰ بہ قرار

---

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۵ ص ۲۶، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

[2] علامہ پیر سید مہر علی شاہ متوفی ۱۳۵۶ھ، فتاویٰ مہریہ ص ۱۳۲، مطبوعہ لاہور

[3] اس عبارت کے لیے رد المحتار ج ۲ ص ۶۷ اور ص ۶۹ ملاحظہ فرمائیں، سعیدی غفرلہٗ

نہیں دیا یہ بالاتفاق مردود روایت ہے۔

اعتبار کفو کی روایات کی فنی حیثیت

بعض لوگ چند ضعیف روایات سے غیر کفو میں نکاح کی حرمت پر استدلال کرتے ہیں ہم ثقہ محدثین کے حوالوں سے ان روایات کی حقیقت واضح کرنا چاہتے ہیں۔ فنقول و باللہ التوفیق و بہ الاستعانۃ یلیق۔

حدیث والایم اذا وجدت لہا کفوا کی تحقیق

غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز کو ثابت کرنے کے لیے اس حدیث کو پیش کیا جاتا ہے: امام ترمذی اپنی سند کے ساتھ کتاب الصلوٰۃ میں روایت کرتے ہیں:

عن علی بن ابی طالب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ یا علی ثلث لا تؤخرھا الصلوٰۃ اذا اتت والجنازۃ اذا حضرت والایم اذا وجدت لھا کفوا قال ابو عیسیٰ (الی قولہ) واضطربوا فی ھذا الحدیث۔ [1]

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے علی! تین چیزوں کو مؤخر نہ کرنا، جب نماز کا وقت آجائے، جب جنازہ آجائے اور جب تم کو بے نکاح عورت کا کفو مل جائے۔ امام ترمذی نے کہا اس حدیث میں راویوں کا اضطراب ہے۔

نیز امام ترمذی کتاب الجنائز میں روایت کرتے ہیں:

عن علی بن ابی طالب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ یا علی ثلاث لا تؤخرھا الصلوٰۃ اذا اتت والجنازۃ اذا حضرت والایم اذا وجدت لھا کفوا قال ابو عیسیٰ ھذا حدیث غریب وما اریٰ اسنادہ متصلا۔ [2]

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی تین چیزوں کو مؤخر نہ کرنا، جب نماز کا وقت آجائے، جب جنازہ آجائے اور جب تم کو بے نکاح عورت کا کفو مل جائے، امام ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور میرے علم میں اس کا اسناد متصل نہیں ہے۔

امام ترمذی نے اس کو دونوں بابوں میں سند واحد کے ساتھ روایت کیا ہے، کتاب الصلوٰۃ میں اس حدیث کو مضطرب لکھا ہے اور کتاب الصلوٰۃ میں اس کو منقطع قرار دیا ہے۔

اضطراب اور انقطاع کے علاوہ ہمارے نزدیک اس حدیث کے ضعف کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ہے، سعید بن عبد اللہ جہنی، ہرچند کہ امام ابن حبان نے اس کا ثقات میں ذکر کیا ہے، لیکن امام ابو حاتم نے اس کو مجہول قرار دیا ہے اور فن حدیث اور جرح اور تعدیل میں امام ابو حاتم، امام ابن حبان پر مقدم ہیں۔

سعید بن عبد اللہ جہنی کے متعلق، حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

قال ابو حاتم مجھول۔ [3]

ابو حاتم نے کہا یہ مجہول ہے۔

---

[1] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۵۲، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] 〃 〃 〃 ، جامع ترمذی ص ۱۲۳، 〃 〃 〃

[3] حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۵۲، مطبوعہ دائرۃ المعارف ہند، ۱۳۲۵ھ

خلاصہ یہ ہے کہ یہ حدیث متعدد وجوہ سے ضعیف اور ناقابل استدلال ہے۔

اس حدیث سے غیر کفو میں نکاح کی حرمت پر استدلال دو وجہوں سے باطل ہے۔ اولاً اس لیے کہ اس حدیث میں آپ نے یہ فرمایا ہے کہ جب کفو میں رشتہ مل جائے تو نکاح میں جلدی کرو، یہ نہیں فرمایا کہ غیر کفو میں نکاح نہ کرو، اور ان دونوں حکموں میں بہت فرق ہے۔ ثانیاً اس لیے کہ یہ حدیث مضطرب اور منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے، اور اگر یہ حدیث صحیح بھی ہوتی تو اس سے حرمت قطعیہ ثابت نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ حرام قطعی کے ثبوت کے لیے قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ دلیل کی ضرورت ہے اور یہ حدیث قطعی الثبوت ہے نہ قطعی الدلالۃ۔

امام حاکم نے اس حدیث کے متعلق لکھا ہے:

وهذا حديث غريب صحيح ولم يخرجاه۔[1]

یہ حدیث غریب صحیح ہے اور امام بخاری اور امام مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ امام ترمذی کے مقابلہ میں امام حاکم کی تصحیح کا اعتبار نہیں ہے، خصوصاً اس لیے کہ تصحیح حدیث میں امام حاکم کا تساہل مشہور ہے۔

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں:

مساهلة الحاكم في التصحيح مشهورة۔[2]

تصحیح حدیث میں حاکم کا تساہل مشہور ہے۔

علامہ سید پیر مہر علی شاہ رحمہ اللہ نے بھی حاکم کے تساہل کو بیان فرمایا ہے۔[3]

(حاکم کے تساہل کی پوری تحقیق شرح صحیح مسلم ج ۳ ص ۷۰۳۔۱۱ میں ملاحظہ فرمائیں)۔

نیز یہ حدیث امام حاکم کے مذہب کے بھی خلاف ہے، کیونکہ ان کا مذہب یہ ہے کہ سیدہ کا نکاح غیر سید سے جائز ہے، امام حاکم اپنی سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک انصاری خاتون کے آزاد کردہ غلام حضرت سالم رضی اللہ عنہ کو اپنا بیٹا بنا لیا اور ان کا نکاح اپنی بھتیجی ہند بنت الولید بن عتبہ قرشیہ سے کر دیا۔ اس حدیث سے استنباط کرتے ہوئے امام حاکم لکھتے ہیں:

وفيه ان الشريفة تزوج من كل مسلم۔[4]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سیدہ کا نکاح ہر مسلمان سے ہو سکتا ہے۔

امام حاکم کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ پانچویں صدی ہجری تک سیدہ کا نکاح غیر سید کے ساتھ بلا نکیر مروج تھا اور یہ کہ جن احادیث سے ہم نے سیدہ کے ساتھ غیر سید کے نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے، امام حاکم نے بھی ان احادیث سے استدلال کیا ہے، وللہ الحمد۔

---

[1] امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشا پوری متوفی ۴۰۵ھ، مستدرک ج ۲ ص ۱۶۳، مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع مکہ مکرمہ۔

[2] علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۳ ص ۱۷۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[3] علامہ سید پیر مہر علی شاہ گولڑوی متوفی ۱۳۵۶ھ، تصفیہ ما بین السنی والشیعہ ص ۱۷، مطبوعہ گولڑا شریف، ۱۹۷۹ء

[4] امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشا پوری متوفی ۴۰۵ھ، مستدرک ج ۲ ص ۱۶۴، مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع مکہ مکرمہ

حدیث تخیروا لنطفکم کی تحقیق

اس سلسلہ میں ابن ماجہ کی اس روایت سے استدلال کیا جاتا ہے:

حدثنا عبد اللہ بن سعید ثنا الحارث بن عمران الجعفری عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تخیروا لنطفکم وانکحوا الاکفاء وانکحوا الیھم[1]

عبد اللہ بن سعید از حارث بن عمران جعفری از ہشام بن عروہ از حضرت عائشہ روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی اولاد کے لیے رشتے پسند کرو، خود اپنا نکاح ہم کفو میں کرو، اور انہی سے اپنی لڑکیوں کا نکاح کرو۔

اس حدیث کی سند میں ایک راوی حارث بن عمران جعفری ہے، اس کے متعلق حافظ ابن جعفر عسقلانی لکھتے ہیں:

امام ابو زرعہ نے کہا یہ شخص ضعیف الحدیث اور واہی ہے، امام ابو حاتم نے کہا یہ قوی نہیں، اور اس نے ایک حدیث از ہشام از عروہ از عائشہ روایت کی ہے: تخیروا لنطفکم "اپنی اولاد کے لیے رشتے پسند کرو" اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے، امام ابن عدی نے کہا اس کی احادیث کی ثقہ راوی متابعت نہیں کرتے، اور اس کی روایات کا ضعف واضح ہے، (حافظ ابن حجر کہتے ہیں:) میں کہتا ہوں کہ امام ابن حبان نے کہا ہے کہ یہ شخص حدیث وضع کر کے (یعنی خود بنا کر) ثقہ راویوں کی طرف منسوب کر دیتا ہے، اس نے ہشام سے تخیروا لنطفکم کو روایت کیا اور عکرمہ بن ابراہیم نے اس کی متابعت کی اور یہ دونوں ضعیف ہیں، امام دارقطنی نے کہا یہ حدیث متروک ہے[2]

امام ابن جوزی لکھتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت چار سندوں سے مروی ہے اور چاروں سندیں ضعیف ہیں، ہم یہاں پر چاروں اسانید اور راویوں کا ضعف مفصل بیان کر رہے ہیں:

پہلی سند:

انا ابو المنصور القزاز قال انا ابو بکر بن ثابت الخطیب قال انا القاضی ابو عمر القاسم بن جعفر الھاشمی قال نا العباس محمد بن احمد الاثرم قال نا علی بن حرب الطائی قال حدثنا الحارث بن عمران عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول تخیروا لنطفکم ولا تضعوھا الا فی الاکفاء۔

ابو المنصور قزاز از ابو بکر ابن ثابت الخطیب از قاضی ابو عمر القاسم بن جعفر الہاشمی از عباس محمد بن احمد اثرم از علی بن حرب الطائی از حارث بن عمران از ہشام بن عروہ از عروہ از حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے نطفوں (اولاد) کے لیے رشتے پسند کرو اور ان کا نکاح صرف کفو میں کرو۔

اس سند میں حارث بن عمران کی ہشام سے روایت ہے، امام دارقطنی نے کہا حارث ضعیف ہے، امام ابن حبان نے کہا یہ شخص حدیث وضع کر کے (گھڑ کے) ثقہ راویوں کی طرف منسوب کر دیتا تھا۔

---

[1] امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ٢٧٣ھ، سنن ابن ماجہ ص ١٤١، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ٨٥٢ھ، تہذیب التہذیب ج ٢ ص ١٥٢، مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن،

دوسری سند:

انا عبد الملک قال انا عبد الرحمان بن احمد قال اخبرنا محمد بن عبد الملک قال نا الدار قطنی قال نا احمد بن محمد بن زیاد قال نا موسی بن اسحاق قال نا عمر بن ابی الرطیل قال حدثنا صالح بن موسی عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اختاروا لنطفکم

عبد الملک از عبد الرحمان بن احمد از محمد بن عبد الملک از دار قطنی از احمد بن محمد بن زیاد از موسیٰ بن اسحاق از عمر بن ابی الرطیل از صالح بن موسیٰ از ہشام بن عروہ از عروہ از حضرت عائشہ، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے نطفوں (اولاد) کے لیے نیک رشتے پسند کرو۔

اس سند میں صالح بن موسیٰ ہے، امام یحییٰ نے کہا اس کی روایت کی کوئی حیثیت نہیں، اور امام نسائی نے کہا اس کی روایت متروک ہے۔

تیسری سند:

انا عبد الحق قال انا عبد الرحمان قال انا محمد بن عبد الملک قال نا علی بن عمر قال نا احمد بن محمد بن زیاد قال حدثنی محمد بن حماد بن ماہان قال حدثنی محمد بن عقبۃ قال نا ابو امیہ بن یعلی ثقفی عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکحوا الی الاکفاء وانکحوھم واختاروا لنطفکم وایاکم و

عبد الحق، از عبد الرحمان، از محمد بن عبد الملک از علی بن عمر از احمد بن محمد بن زیاد از محمد بن حماد بن ماہان از محمد بن عقبہ از ابو امیہ بن یعلیٰ ثقفی از ہشام بن عروہ از عروہ از حضرت عائشہ وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کفو میں رشتہ دو اور کفو میں نکاح کرو، اپنے لیے اور اپنی اولاد کے لیے رشتے پسند کرو اور حبشیوں سے احتراز کرو، کیونکہ وہ بدشکل مخلوق ہیں۔

اس سند میں ابو امیہ بن یعلیٰ ہے اس کا نام اسماعیل ہے، امام یحییٰ نے کہا اس کی حدیث کی کوئی حیثیت نہیں، امام مرہ نے کہا یہ متروک الحدیث ہے۔

چوتھی سند:

انا ابو منصور ابن خیرون قال انا اسمعیل بن مسعدۃ قال اخبرنا حمزۃ بن یوسف قال انا ابو احمد ابن عدی قال نا عمر بن سنان قال نا ہشام بن عبد الملک قال حدثنا یحیی بن سعید قال نا عیسی بن میمون عن القاسم بن محمد عن عائشۃ: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تخیروا لنطفکم فان النساء یلدن اشباہ اخوانھن واشباہ اخواتھن۔

ابو منصور ابن خیرون از اسماعیل بن مسعدہ از حمزہ بن یوسف از ابو احمد بن عدی از عمر بن سنان از ہشام بن عبد الملک از یحییٰ بن سعید از عیسیٰ بن میمون از قاسم بن محمد از حضرت عائشہ، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی اولاد کے لیے رشتے پسند کرو، کیونکہ عورتیں اپنے بھائیوں اور بہنوں کے مشابہ بچے جنتی ہیں۔

اس حدیث کی سند میں عیسیٰ بن میمون ہے۔ امام ابن حبان نے کہا یہ منکر الحدیث ہے اس کی روایات سے استدلال نہیں ہوتا۔ لہ　　(حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

امام ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث حضرت عائشہ کے علاوہ حضرت عمر، حضرت ابن عمر اور حضرت انس سے بھی مروی ہے (لیکن ان کی روایات میں کفو کا لفظ نہیں ہے) ان تمام روایات کی اسانید پر بحث کرتے ہوئے امام ابن جوزی لکھتے ہیں:

یہ تمام احادیث صحیح نہیں ہیں، حضرت عمر سے جو حدیث مروی ہے اس میں ایک راوی سلیمان بن عطاء ہے، یہ مسلمہ بن عبد اللہ سے من گھڑت چیزیں روایت کرتا ہے، امام ابن حبان نے کہا مجھے پتا نہیں کہ یہ تخلیط اس کی طرف سے ہے یا مسلمہ کی طرف سے، حضرت ابن عمر سے جو حدیث مروی ہے اس میں ابن البیلمانی ہے: امام یحییٰ نے کہا یہ لیس بشئی ہے، امام ابن حبان نے کہا یہ اپنے باپ سے احادیث موضوعہ روایت کرتا ہے اور جو حدیث حضرت انس سے مروی ہے اس کی سند میں مجہول راوی ہیں۔ [1]

زیر بحث حدیث کے متعلق حافظ زیلعی حنفی لکھتے ہیں:

حدیث تخیروا النطفکم وانکحوا الاکفاء: یہ حدیث حضرت عائشہ، حضرت انس اور حضرت عمر بن الخطاب سے متعدد اسانید سے مروی ہے، اور یہ تمام اسانید ضعیف ہیں، ہم نے کتاب الاسعاف میں ان اسانید پر مکمل بحث کر دی ہے۔ [2]

امام حاکم نیشاپوری حضرت عائشہ کی حدیث کو روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ۔ [3] اس حدیث کی سند صحیح ہے اور امام بخاری اور امام مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا۔

امام حاکم نیشاپوری نے اس حدیث کو جس سند سے روایت کیا ہے اس میں بھی حارث بن عمران جعفری ہے، جس کے متعلق ہم حافظ ابن حجر عسقلانی کے حوالے سے ائمہ حدیث کی آراء نقل کر چکے ہیں، یہ شخص پرلے درجے کا ضعیف راوی تھا اور من گھڑت روایات بیان کرتا تھا، اس کی روایت کو صحیح کہنا امام حاکم کا واضح تساہل ہے (امام حاکم کے تساہل پر دلائل کے لیے شرح صحیح مسلم جلد ثالث کا ضمیمہ ملاحظہ کریں)، حافظ ذہبی، امام حاکم پر تنقید کرتے ہوئے اس حدیث کے حاشیہ پر لکھتے ہیں:

عکرمہ بن ابراہیم نے حارث کی متابعت کی ہے؛ میں کہتا ہوں کہ حارث متہم ہے اور عکرمہ کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [4]

امام دار قطنی نے اس حدیث کو تین سندوں کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، [5]

---

[1] (حاشیہ صفحہ سابقہ) امام ابو الفرج عبد الرحمان بن علی الجوزی متوفی ۵۹۷، العلل المتناہیہ ج ۲ ص ۱۲۵-۱۲۴ موضحا، مکتبہ اثریہ فیصل آباد، ۱۴۰۱ھ

[1] امام ابو الفرج عبد الرحمان بن علی الجوزی متوفی ۵۹۷، العلل المتناہیہ ج ۲ ص ۱۲۵-۱۲۳، ملخصا، مکتبہ اثریہ فیصل آباد، ۱۴۰۱ھ

[2] حافظ جمال الدین ابو محمد عبد اللہ بن یوسف زیلعی متوفی ۷۶۲ھ، نصب الرایہ ج ۳ ص ۱۹۷، مطبوعہ مجلس علمی سورت ہند، ۱۳۵۷ھ

[3] امام عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، المستدرک ج ۲ ص ۱۶۳، مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع، مکہ مکرمہ

[4] علامہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی متوفی ۷۴۸ھ، تلخیص المستدرک ج ۲ ص ۱۶۳، " " " "

[5] امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ، سنن دار قطنی ج ۳ ص ۲۹۹، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

پہلی سند میں صالح بن موسیٰ ہے: اس کے متعلق امام یحییٰ نے کہا اس کی روایت لاشیء ہے اور امام نسائی نے کہا اس کی روایت متروک ہے۔

دوسری سند میں ابو امیہ بن یعلیٰ ہے: امام یحییٰ نے کہا اس کی حدیث لاشیء ہے اور امام مرہ نے کہا یہ متروک الحدیث ہے۔ تیسری سند میں حارث بن عمران جعفری ہے، امام دار قطنی نے کہا یہ متروک الحدیث ہے اور امام ابن حبان نے کہا یہ حدیث وضع کر کے ثقات کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ [1]

سند کے ضعف کے علاوہ یہ حدیث مخالفین کو اس لیے بھی مضر ہے کہ اس میں یہ حکم ہے کہ کفو میں رشتہ دو اور کفو سے ہی رشتہ لو، پھر چاہیے کہ جن مردوں نے غیر کفو کی عورتوں سے نکاح کیے ہیں وہ نکاح بھی باطل اور حرام ہوں!

حدیث لاتنکحوا الا الاکفاء کی تحقیق

امام دار قطنی روایت کرتے ہیں:

نا احمد بن عیسیٰ بن السکین البلدی نا زکریا بن الحکم الرسعنی نا ابو المغیرۃ عبد القدوس بن الحجاج نا مبشر بن عبید حدثنی الحجاج بن ارطاۃ عن عطاء وعمرو بن دینار عن جابر بن عبد اللہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لاتنکحوا النساء الا الاکفاء ولا یزوجھن الا الاولیاء ولا مھر دون عشرۃ دراھم، مبشر بن عبید متروک الحدیث احادیثہ لایتابع علیھا۔ [2]

احمد بن عیسیٰ بن السکین البلدی از زکریا بن الحکم الرسعنی از ابو المغیرہ عبد القدوس بن الحجاج، از مبشر بن عبید از حجاج بن ارطاۃ از عطاء، وعمرو بن دینار از حضرت جابر بن عبد اللہ، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کا صرف کفو میں نکاح کرو اور عورتوں کا نکاح صرف اولیاء کریں اور مہر دس درہم سے کم نہیں ہے (اس حدیث کی سند میں) مبشر بن عبید متروک الحدیث ہے، اس کی احادیث کی متابعت نہیں کی جاتی۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ [3]

حافظ زیلعی حنفی اس حدیث کی سند کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس حدیث کو امام دار قطنی اور امام بیہقی نے اپنی اپنی سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے، امام دار قطنی نے کہا ہے اس حدیث کی سند میں مبشر بن عبید متروک ہے، اس کی احادیث کی متابعت نہیں کی جاتی، اور امام بیہقی نے "معرفۃ" میں امام احمد بن حنبل سے یہ روایت کیا ہے کہ مبشر بن عبید کی روایات موضوع اور جھوٹی ہیں، امام ابن القطان نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ یہ صحیح ہے، البتہ (مبشر بن عبید جس سے روایت کر رہا ہے) حجاج بن ارطاۃ وہ ضعیف اور مدلس ہے، امام ابن حبان نے اس کا کتاب الضعفاء میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ مبشر بن عبید ثقات سے موضوعات روایت کرتا ہے۔ اظہار تعجب کے سوا اس کی احادیث کو لکھنا جائز نہیں ہے، عقیلی نے کہا ہے کہ امام احمد بن حنبل اس کو وضاع اور کاذب کہتے تھے، امام بیہقی کہتے ہیں کہ یہ حدیث کئی گنا ضعیف ہے۔ [4]

---

[1] امام ابو الفرج عبد الرحمان بن علی الجوزی متوفی ۵۹۷ھ، العلل المتناھیہ ج ۲ ص ۱۲۵، مطبوعہ مکتبہ اثریہ فیصل آباد

[2] امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ، سنن دار قطنی ج ۳ ص ۲۴۵، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[3] امام احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن بیہقی ج ۷ ص ۱۳۳، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[4] حافظ جمال الدین ابو محمد عبد اللہ بن یوسف زیلعی متوفی ۷۶۲ھ، نصب الرایہ ج ۳ ص ۱۹۶، مطبوعہ مجلس علمی سورت ہند، ۱۳۵۷ھ

علامہ جلال الدین سیوطی شافعی اس حدیث کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس حدیث کی سند میں مبشر بن عبید ہے؛ امام احمد نے کہا مبشر کی احادیث موضوع اور جھوٹی ہیں، امام ابن عدی نے کہا یہ حدیث مختلف الفاظ اور متعدد اسانید کے ساتھ وارد ہے اور یہ تمام کی تمام مبشر بن عبید سے مروی ہیں اور وہ کذاب ہے احادیث وضع کرتا تھا (علامہ سیوطی کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کو امام دار قطنی نے روایت کیا اور کہا مبشر متروک الحدیث ہے، اور امام بیہقی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کو ابن عدی نے روایت کیا اور کہا میں مبشر کے ذمہ سے بری ہوں۔ [1]

حافظ الهیثمی اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

رواه ابو یعلی وفیه مبشر بن عتیك وهو متروك [2]

اس حدیث کو امام ابو یعلی نے روایت کیا ہے اس کی سند میں مبشر بن عتیک ہے اور یہ راوی متروک ہے۔

یہاں پر طباعت کی غلطی سے مبشر بن عتیک چھپ گیا ہے، صحیح لفظ مبشر بن عبید ہے۔

حدیث الاحائك اوحجام کی تحقیق

پہلی سند: امام ابن جوزی روایت کرتے ہیں:

انبانا محمد بن عبد الملك قال انبانا ابو محمد الجوهری عن الدارقطنی عن ابی حاتم ابن حبان قال نا یحیی بن محمد بن عمروس قال نا اسحاق بن ابراهیم بن العلاء الزبیدی قال حدثنا بقیة قال نا زرعة الزبیدی عن عمران بن ابی الفضل عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال العرب بعضهم لبعض اکفاء رجل برجل وحی بحی وقبیلة بقبیلة والموالی مثل ذلك الاحائك اوحجام۔

محمد بن عبد الملک از ابو محمد جوہری از دار قطنی از ابی حاتم ابن حبان از یحیی بن محمد بن عمروس از اسحاق بن ابراہیم بن العلاء الزبیدی از بقیہ از زرعہ زبیدی از عمران بن ابی الفضل از نافع از ابن عمر از نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا: بعض عرب بعض کے کفو ہیں، مرد، مرد کا اور قبیلہ، قبیلہ کا، آزاد شدہ غلام بھی اس کی مثل ہیں ماسوا جلاہے یا فصد لگانے والے کے۔

اس حدیث کی سند میں عمران ہے، امام ابن حبان نے کہا وہ ثقہ راویوں کی طرف موضوع روایات کو منسوب کرتا ہے اظہار تعجب کے سوا اس کی حدیث کو لکھنا جائز نہیں ہے (اس سند میں دوسرا سقم زبیدی ہے حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا زبیدی متروک الحدیث ہے۔ لسان المیزان ج ۲ ص ۴۷۵۔ سعیدی)۔

دوسری سند:

انا محمد بن عبد الملك قال انا اسمٰعیل

محمد بن عبد الملک از اسماعیل بن مسعدہ از حمزہ بن یوسف

---

[1] علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، اللآلی المصنوعۃ ص ۲۰۴، مطبوعہ مطبع علوی لکھنؤ، ۱۳۰۳ھ

[2] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۴ ص ۲۷۵، مطبوعہ دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۴۰۲ھ

بن مسعدۃ قال اخبرنا حمزۃ بن یوسف قال حدثنا ابن عدی قال نا الحسن بن سفیان قال نا محمد بن عبد اللہ بن عمار قال حدثنا عثمان بن عبد الرحمان عن علی بن عروۃ عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: العرب بعضها لبعض اکفاء الموالی بعضها لبعض اکفاء الا حائك او حجام۔

از ابن عدی از حسن بن سفیان از محمد بن عبد اللہ بن عمار از عثمان بن عبد الرحمان از علی بن عروہ از نافع از ابن عمر از نبی صلے اللہ علیہ وسلم، بعض عرب، بعض کے کفو ہیں، بعض آزاد شدہ غلام بعض کے کفو ہیں، ما سوا جلاہے یا فصد لگانے والے کے۔

اس سند میں عثمان بن عبد الرحمان مجروح ہے اور اس میں علی بن عروہ ہے، امام یحییٰ نے کہا یہ لیس بشئی ہے، امام حاتم نے کہا یہ متروک الحدیث ہے، امام ابن حبان نے کہا یہ حدیث وضع کرتا تھا۔

تیسری سند:

انبانا الجوھری قال انبانا العشاری قال نا الدار قطنی قال حدثنا ابو حامد محمد بن ھارون الحضرمی قال نا محمد بن زکریا الارزق قال ... ید قال نا بقیۃ بن الولید قال حدثنی محمد بن الفضل عن عبد اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناس اکفاء قبیلۃ بقبیلۃ وعربی لعربی ومولی لمولی الا حائك او حجام۔

جوہری از عشاری از دار قطنی از ابو حامد محمد بن ہارون الحضرمی از محمد بن زکریا الارزق از سوید از بقیہ بن الولید از محمد بن الفضل از عبد اللہ بن عمر از نافع از ابن عمر وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ قبیلہ، قبیلہ کا، عربی، عربی کا، آزاد شدہ غلام، آزاد شدہ غلام کا، ما سوا جلاہے یا فصد لگانے والے کے۔

اس سند میں بقیہ مدلس ہے اور محمد بن الفضل مطعون ہے۔ [1]

حافظ زیلعی نے بھی ان تمام روایات کو شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ [2]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب اثر کی تحقیق

امام عبد الرزاق روایت کرتے ہیں:

عن عبد الرزاق عن الثوری عن حبیب بن ابی ثابت عن ابراھیم بن محمد بن طلحۃ قال: قال عمر بن الخطاب لامنعن فروج ذوات الاحساب الا من الاکفاء۔ [3]

عبد الرزاق ثوری، حبیب ابن ثابت، ابراہیم بن محمد بن طلحہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب نے کہا کہ میں معزز خاندان لڑکیوں کو اپنے کفو کے علاوہ نکاح کرنے سے منع کروں گا۔

اس روایت کی بنیاد پر کہا جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غیر کفو میں نکاح کو ناجائز قرار دیتے تھے، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت منقطع ہے اس لیے اس سے استدلال نہیں ہو سکتا، ابراہیم بن محمد بن طلحہ کا حضرت عمر سے سماع نہیں ہے۔

---

[1] امام ابو الفرج عبد الرحمان بن علی الجوزی متوفی ۵۹۷ھ، العلل المتناہیہ ج ۲ ص ۱۲۹-۱۲۸، موضحا، مطبوعہ مکتبہ اثریہ فیصل آباد

[2] حافظ جمال الدین ابو محمد عبد اللہ بن یوسف حنفی زیلعی متوفی ۷۶۲ھ، نصب الرایۃ ج ۳ ص ۱۹۸-۱۹۷، مطبوعہ مجلس علمی سورت ہند، ۱۳۵۷ھ

[3] امام عبد الرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۶ ص ۱۵۲، مطبوعہ مجلس علمی بیروت، ۱۳۹۰ھ

حافظ ابن حجر عسقلانی اس کے متعلق لکھتے ہیں:

روی عن عمر بن الخطاب ولم یدرکہ۔[1]

اس نے حضرت عمر بن الخطاب سے روایت کی اور ان کو نہیں پایا۔

اس روایت کی یہ سند بھی ہے:

عبدالرزاق عن ابن جریج قال، وزعم ابن شہاب ان عمر بن الخطاب قال علی المنبر، والذی نفس عمر بیدہ لامنعن فروج ذوات الاحساب الامن ذوی الاحساب فان الاعراب اذا کان الجدب فلا نکاح لھم وذکر لھم شیئا۔[2]

عبدالرزاق، ابن جریج، ابن شہاب کا زعم ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے منبر پر فرمایا: جس ذات کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے، میں معزز خاندان کی لڑکیوں کو معزز خاندان کے سوا نکاح کرنے سے ضرور منع کروں گا۔ کیونکہ جب خشک سالی ہوتی ہے تو دیہاتی لوگ نکاح نہیں کرتے اور حضرت عمر نے ان کے کچھ واقعات بیان کیے۔

اس روایت کی بناء پر بھی یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غیر کفو میں نکاح کے قائل نہیں تھے، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت بھی منقطع ہے، ابن شہاب زہری نے حضرت عمر تو کجا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بھی دیکھا نہ ان سے سماع کیا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

وعن احمد قال لم یسمع الزھری من عبداللہ بن عمر وقال ابو حاتم لا یصح سماعہ من ابن عمر ولا راٰہ۔[3]

امام احمد فرماتے ہیں کہ زہری نے حضرت عبداللہ بن عمر سے سماع نہیں کیا، اور ابو حاتم نے کہا ان کا حضرت ابن عمر سے سماع نہیں ہے اور نہ انھوں نے ان کو دیکھا ہے۔

اس حدیث کی یہ سند بھی پیش کی جاتی ہے:

محمد قال، اخبرنا ابو حنیفۃ عن رجل عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انہ قال لامنعن فروج ذوات الاحساب الامن الاکفاء۔[4]

محمد، ابوحنیفہ، ایک آدمی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے کہ انھوں نے کہا میں معزز خاندان کی لڑکیوں کو اپنے کفو کے علاوہ نکاح کرنے سے منع کروں گا۔

---

[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ ھ، تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۱۵۳، مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن، ۱۳۲۶ھ

[2] امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ ھ، المصنف ج ۶ ص ۱۵۲، مطبوعہ مجلس علمی بیروت، ۱۳۹۰ ھ

[3] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ ھ، تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۴۵۰، مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن، ۱۳۲۶ھ

[4] امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ ھ، کتاب الآثار ص ۹۵، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۷ ھ

اس روایت کا جواب یہ ہے کہ اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے۔
باوجود اس کے کہ اس روایت کی سند منقطع اور مجہول ہے یہ اس لیے شاذ اور غیر معتبر ہے کہ صحیح روایات اس کے خلاف ہیں، صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ہاشمی خاتون حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہ سے عقد کیا جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی تھیں [۱] اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر کی صاحبزادی کا رشتہ مانگا جس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قبول کر لیا۔ (مبسوط ج ۵ ص ۲۳، شرح المہذب ج ۱۶ ص ۱۸۶، الجامع لاحکام القرآن ج ۱۶ ص ۳۴۷) اور جب راوی کا عمل اس کی روایت کے خلاف ہو تو وہ روایت لائق استدلال نہیں رہتی۔
نیز علامہ بدرالدین عینی حنفی، علامہ ابن قدامہ حنبلی اور علامہ ابی مالکی نے تصریح کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نکاح میں کفارۃ کی شرط کے قائل نہیں تھے، اب ہم ان علماء کی مفصل عبارات پیش کر رہے جن سے اس مسئلہ کے دوسرے پہلوؤں پر بھی وافر روشنی پڑے گی۔
علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:
علامہ مہلب نے کہا ہے کہ ۔۔۔ دین میں کفو یہ ہے کہ سب مساوی ہوں اگرچہ لوگوں کے درمیان نسب میں تفاضل ہے، زمانہ جاہلیت میں لوگ جو شرف نسب پر فخر کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس کو دینی صلاح سے منسوخ کر دیا اور فرمایا: ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم "اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔" ابن بطال نے کہا ہے کہ اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ کفارۃ کا کس چیز میں اعتبار ہے، امام مالک نے کہا ہے کہ کفارۃ کا صرف دین میں اعتبار ہے اور کسی چیز میں کفارۃ کا اعتبار نہیں ہے اور بعض مسلمان بعض کے کفو ہیں، اس لیے عربی اور مولیٰ کا قرشیہ سے نکاح کرنا جائز ہے، حضرت عمر، حضرت ابن مسعود، عمر بن عبدالعزیز اور ابن سیرین سے یہی مروی ہے، انھوں نے اللہ تعالیٰ کے قول "ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم" سے استدلال کیا ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے کہ "دیندار کو لازماً اختیار کرو" اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ عزم کیا تھا کہ اپنی صاحبزادی کا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے نکاح کر دیں، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنو بیاضہ ابو ہند سے نکاح کر دو، انھوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم اپنی لڑکیوں کا اپنے (آزاد شدہ) غلاموں سے نکاح کر دیں؟ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: "یا ایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر وانثٰی" اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے۔" اس حدیث کو امام ابو داؤد نے روایت کیا ہے، اور امام ترمذی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب تم کو ایسے لوگ نکاح کا پیغام دیں جن کا دین اور اخلاق تم کو پسند ہو تو اس سے نکاح کر دو۔" امام ابو حنیفہ نے کہا کہ بعض قریش بعض کے کفو ہیں، اور کوئی عرب قریشی کا کفو نہیں ہے اور نہ کوئی آزاد شدہ عرب کا کفو ہے، اور نہ اس کا کفو ہے جس کے پاس مہر اور نفقہ ہو، تلویح میں ہے کہ امام ابو حنیفہ کے بیٹے نافع کی اس مرفوع روایت سے استدلال کیا گیا ہے کہ "بعض قریش بعض کے کفو ہیں ماسوا جلاہے اور فصد لگانے والے کے۔" ابو حاتم کے بیٹے نے اس حدیث کے متعلق ابو حاتم سے سوال کیا تو انھوں نے کہا یہ

[۱] ۔ امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۰۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

حدیث منکر ہے، ہشام رازی نے اس حدیث کو روایت کیا اور رنگریز کے لفظ کا اضافہ کر دیا، حاکم نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ ابن عمر سے یہ حدیث روایت کی، بعض عرب بعض کے کفو ہیں، قبیلہ قبیلہ کا، مرد مرد کا، آزاد شدہ غلام بعض، بعض کے کفو ہیں، قبیلہ قبیلہ کا اور مرد، مرد کا ما سوا جلاہے اور فصد لگانے والے کے، صاحب تنقیح نے کہا کہ یہ حدیث منقطع ہے، بیہقی اور ابو یعلیٰ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے، علامہ ابن عبد البر نے کہا یہ حدیث منکر موضوع ہے، ابن جریج نے ابن ملیکہ کی سند سے اس کی مثل کو روایت کیا، وہ ابن جریج سے صحیح نہیں ہے امام ابن حبان نے اس کو کتاب الضعفاء میں روایت کیا اور اس کو ابن ابی الفضل کی وجہ سے معلل قرار دیا اور کہا کہ وہ موضوعات کی روایت کرتا ہے اس کی احادیث کو لکھنا جائز نہیں ہے، محدثین نے کہا کہ کفارۃ کے متعلق اکثر ایسی احادیث ہیں جو حجت نہیں ہیں، ان میں قدرے بہتر سند کے ساتھ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو، جب نماز کا وقت آجائے، جب جنازہ آجائے، اور جب بے نکاح عورت کا کفو مل جائے، امام ترمذی نے کہا یہ غریب ہے اور اس حدیث کی سند متصل نہیں ہے، حاکم نے کہا اس کی سند صحیح ہے اور امام بخاری اور مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا۔ لے (میں کہتا ہوں کہ امام ترمذی کے مقابلہ میں حاکم کی تصحیح کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔)

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

امام احمد (کی دوسری روایت) اور اکثر اہل علم کے نزدیک نکاح میں کفارۃ شرط نہیں ہے، حضرت عمر، حضرت ابن مسعود، عمر بن عبد العزیز، عبید بن عمیر، حماد بن ابی سلیمان، ابن سیرین، ابن عون، امام مالک، امام شافعی اور فقہاء احناف کا یہی مسلک ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم" اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ مکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو" اور امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ حضرت ابو حذیفہ نے اپنی بھتیجی ہند بنت ولید کا نکاح سالم سے کر دیا اور وہ ایک انصاری عورت کے آزاد کردہ غلام تھے، نیز امام بخاری نے روایت کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ بنت قیس (قرشیہ) کو یہ حکم دیا کہ وہ آپ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ کے لڑکے اسامہ سے نکاح کر لیں، اور انھوں نے آپ کے حکم سے وہ نکاح کر لیا، اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے اور حضرت ابن مسعود نے اپنی بہن سے فرمایا کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ تم صرف مسلمان سے نکاح کرنا خواہ وہ سرخ رنگ کا رومی ہو یا سیاہ رنگ کا حبشی۔ ےہ

علامہ ابو عبد اللہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

امام مالک نے کہا کہ کفارۃ صرف دین میں ہے، اور بعض مسلمان بعض مسلمانوں کے کفو ہیں، حتیٰ کہ آزاد شدہ غلام قرشیہ کا کفو ہے، حضرت عمر، حضرت ابن مسعود اور صحابہ تابعین کی ایک جماعت سے اس کی مثل مروی ہے۔ ۳ے

لے۔ علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ ھ، عمدۃ القاری ج ۲۰ ص ۸۷، ۸۶ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

ےہ۔ علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۷ ص ۲۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

۳ے۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۴ ص ۹۴، دار الکتب العلمیہ بیروت

حضرت سلمان فارسی کی طرف منسوب اثر کی تحقیق

حافظ الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن سلمان الفارسی قال نهانا رسول الله صلی الله علیه وسلم ان ننکح نساء العرب رواه الطبرانی فی الاوسط (الی قوله) وفی اسناد الاوسط السری بن اسماعیل وهو متروك [1]

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو عرب عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور اس کی سند میں السری بن اسماعیل راوی ہے، وہ متروک ہے۔

عن ثابت البنانی ان ابا الدرداء ذهب مع سلمان الفارسی یخطب امرأة من بنی لیث فدخل فذکر فضل سلمان وسابقته واسلامه وذکر انه یخطب الیهم فتاتهم فلانة فقالوا اما سلمان فلا نزوجه ولکنا نزوجك فتزوجها ثم خرج فقال انه قد کان شیء وانه استحی ان اذکر ذلك قال وما ذاك فاخبره ابو الدرداء بالخبر فقال سلمان انا احق ان استحیی منك ان خطبها وکان قد قضاها لك رواه الطبرانی ورجاله ثقات الا ان ثابتا لم یسمع من سلمان ولا من ابی الدرداء [2]

ثابت بنانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوالدرداء، حضرت سلمان فارسی کے ساتھ بنولیث کی ایک عورت کو نکاح کا پیغام دینے گئے، حضرت ابودرداء نے حضرت سلمان فارسی کی اسلام میں سبقت اور ان کی خدمات کا ذکر کیا اور یہ بتلایا کہ وہ ان کی لڑکیوں میں سے فلاں لڑکی کو نکاح کا پیغام دینا چاہتے ہیں، انھوں نے کہا حضرت سلمان کو تو ہم رشتہ نہیں دیں گے، البتہ تم کو رشتہ دے دیں گے، سوانھوں نے اس لڑکی سے شادی کر لی، پھر حضرت ابودرداءؓ حضرت سلمان فارسی کے پاس گئے اور کہا ایک بات ہو گئی ہے جس کو بتانے سے مجھے حیاء آتی ہے، حضرت سلمان نے پوچھا کیا بات ہے، پھر انھوں نے پوری بات بتائی، حضرت سلمان نے کہا اس کو نکاح کا پیغام دیتے ہیں، میں تم سے حیاء کا زیادہ حقدار ہوں جب کہ انھوں نے تمہارے حق میں فیصلہ کیا تھا، اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے، اس کے راوی ثقہ ہیں، البتہ ثابت بنانی (جو اس حدیث کے راوی ہیں) ان کا سلمان سے سماع ہے نہ ابودرداء سے (اس لیے اس روایت کی سند ہی کٹ گئی)

ابواسحاق ہمدانی نے بیان کیا ہے کہ حضرت سلمان (فارسی) اور حضرت جریر ایک سفر میں تھے، نماز کی اقامت کی گئی، حضرت جریر نے سلمان سے کہا آپ آگے بڑھیے، حضرت سلمان (فارسی) نے کہا بلکہ آپ آگے بڑھیے، آپ گروہ عرب ہیں، آپ کی نماز میں کوئی آپ کا امام ہو، نہ آپ کی عورتوں سے نکاح کیا جائے، اللہ تعالیٰ نے آپ

[1] حافظ نورالدین علی بن ابی بکر ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۴ ص ۲۷۵، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ
[2] ″ ″ ″ ″ ″ ″، مجمع الزوائد ج ۴ ص ۲۷۵، ″ ″ ″ ″

لوگوں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہم پر فضیلت دی ہے اور آپ کو آپ لوگوں یعنی عربوں میں رکھا ہے۔ [1]

علامہ ابن قدامہ نے اس اثر کا حوالہ نہیں دیا، ابو اسحاق ہمدانی کا تذکرہ ہمیں اسماء رجال کی معروف کتابوں (مثلاً تہذیب التہذیب، تاریخ بغداد، خلاصۃ تذہیب الکمال، کتاب الجرح والتعدیل وغیرہ) میں نہیں ملا، اس کے علاوہ یہ اثر آثار صحیحہ کے معارض ہے، کیونکہ مبسوط، عمدۃ القاری اور شرح المہذب میں ہے کہ حضرت سلمان فارسی نے حضرت عمر سے ان کی صاحبزادی کا رشتہ مانگا جس کو انہوں نے قبول کر لیا، اور تفسیر قرطبی میں ہے کہ حضرت سلمان نے حضرت ابو بکر سے رشتہ مانگا جس کو انہوں نے قبول کر لیا اور امام احمد کا صحیح قول یہی ہے کہ کفو میں نسب شرط نہیں ہے اور امامت میں کفو کی شرط کا کوئی قائل نہیں ہے اور اگر یہ اثر صحیح ہو تو اس کی زیادہ سے زیادہ یہ توجیہ ہو سکتی ہے کہ حضرت سلمان فارسی نے یہ کلام تواضعاً کہا اور یا یہ اولویت پر محمول ہے۔

الحمد للہ علی احسانہ آفتاب سے زیادہ روشن طریقہ سے واضح ہو گیا کہ جن احادیث اور آثار سے مخالفین غیر کفو میں نکاح کو ناجائز اور حرام قرار دیتے ہیں وہ تمام احادیث اور آثار موضوع یا شدید ضعیف ہیں اور اب ہم یہ بیان کریں گے کہ کسی چیز کو حرام قرار دینے کے لیے کس پایہ کی حدیث کی ضرورت ہوتی ہے، تاکہ دلائل کا قبلہ متعین ہو سکے۔

فنقول وباللہ التوفیق وبہ الاستعانۃ یلیق۔

روایات ضعیفہ کی بنا پر کسی چیز کی حرمت ثابت کرنا بالاتفاق جائز نہیں ہے

صفحات سابقہ میں یہ امر واضح ہو گیا کہ غیر کفو میں نکاح کی ممانعت کے سلسلے میں جتنی احادیث پیش کی جاتی ہیں ان کی اسانید میں وضاع، کذاب، منقطع، متروک اور ضعیف راوی ہیں اور اس پر تمام ائمہ حدیث کا اور مجتہدین کا اتفاق ہے کہ اس قسم کی احادیث سے کسی چیز کی حرمت ثابت نہیں کی جا سکتی۔

علامہ خطیب بغدادی لکھتے ہیں:

بے شمار علماء سلف سے مروی ہے کہ جو احادیث حلال اور حرام کرنے سے متعلق ہوں ان میں صرف ان لوگوں کی روایت جائز ہے جو تہمت سے بری ہوں اور بدگمانی سے دور ہوں اور جو احادیث ترغیب اور مواعظ سے متعلق ہوں ان کو تمام مشائخ سے لکھنا جائز ہے، سفیان ثوری کہتے تھے کہ حلال اور حرام میں اس علم کو صرف ان لوگوں سے حاصل کرو جو اس فن کے رئیس ہیں اور علم میں مشہور ہیں جو کمی اور زیادتی کی معرفت رکھتے ہیں اور اس کے ماسوا میں باقی مشائخ سے روایت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام احمد بن حنبل فرماتے تھے کہ جب ہم حلال، حرام، سنن اور احکام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث روایت کرتے ہیں تو اسانید میں سخت قیود لگاتے ہیں اور جب ہم فضائل اعمال میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی احادیث روایت کرتے ہیں جن سے کوئی حکم لاگو ہوتا ہے نہ ساقط ہوتا ہے تو پھر ہم اسانید میں تساہل کرتے ہیں۔

ابو زکریا عنبری نے کہا جب کسی چیز کو حلال یا حرام کرنے یا اور کسی حکم کے متعلق حدیث وارد نہ ہو اور ترغیب یا ترہیب یا تشدید یا ترخیص ہو تو اس سے اغماض کرنا اور اس کے راویوں کے احوال سے تساہل کرنا واجب ہے (یا جائز ہے؟ سعیدی غفرلہ) [2]

[1] علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۷، ص ۲۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[2] حافظ ابو بکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ الکفایہ فی علم الروایہ ص ۱۳۴-۱۳۳، مطبوعہ مکتبۃ علمیہ مدینہ منورہ۔

امام ابوعمرو بن صلاح لکھتے ہیں:

محدثین وغیرہم (یعنی فقہاء) کے نزدیک موضوع حدیث کے علاوہ احادیث ضعیفہ کو بغیر بیان ضعف کے روایت کرنا جائز ہے، بہ شرطیکہ وہ احادیث اللہ تعالیٰ کی صفات اور حلال اور حرام اور دیگر احکام شرعیت سے متعلق نہ ہوں، مثلاً مواعظ، قصص، فضائل اعمال اور ترغیب و ترہیب کے دیگر فنون سے متعلق ہوں، جن کا احکام اور عقائد سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، اور جن ائمہ نے اس میں تساہل کی تصریح کی ہے ان میں عبدالرحمان بن مہدی اور امام احمد بن حنبل شامل ہیں۔ [۱]

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

محدثین وغیرہم کے نزدیک موضوع حدیث کے علاوہ حدیث ضعیف کی سند میں روایت کے وقت تساہل کرنا جائز ہے اور اس پر عمل کرنا بھی جائز ہے، بہ شرطیکہ اس حدیث کا تعلق اللہ تعالیٰ کی صفات اور احکام شرعیہ مثلاً حلال اور حرام سے نہ ہو اور اس حدیث کا عقائد اور احکام سے کوئی تعلق نہ ہو۔ [۲]

علامہ سیوطی اس عبارت کی شرح میں لکھتے ہیں:

شیخ الاسلام (حافظ ابن حجر عسقلانی) نے فضائل اعمال وغیرہ سے متعلق ضعیف حدیث پر عمل کرنے کی تین شرائط ذکر کی ہیں:

(۱)۔ اس حدیث میں شدید ضعف نہ ہو، سو جس حدیث کی روایت میں کوئی کاذب راوی یا متہم بالکذب راوی منفرد ہو وہ اس قاعدہ سے خارج ہے، اس طرح جو راوی فحش غلطی کرتا ہو، اس کی روایت بھی خارج ہے، علامہ علائی نے اس شرط پر اتفاق نقل کیا ہے۔

(۲)۔ وہ حدیث کسی معمول بہ قاعدہ کے تحت مندرج ہو۔

(۳)۔ اس حدیث پر عمل کرتے وقت اس حدیث کے ثبوت کا اعتقاد نہ کرے بلکہ احتیاط کا اعتقاد رکھے۔ [۳]

ڈاکٹر محمد طحان نے بھی ان تین شرائط کو حافظ ابن حجر کے حوالہ سے بیان کیا ہے۔ [۴]

(فتح المغیث ج ۱ ص ۲۶۸، میں بھی ان شرائط کا بیان ہے۔)

صحیح مسلم کے مقدمہ کی شرح میں علامہ نووی نے اس مسئلہ پر محققانہ گفتگو کی ہے کہ حلال اور حرام ایسے احکام شرعیہ میں حدیث ضعیف سے استدلال کرنا مطلقاً جائز نہیں ہے، لکھتے ہیں:

بسا اوقات محدثین ضعیف راویوں سے ترغیب، ترہیب، فضائل اعمال اور قصص کی احادیث اور زہد اور مکارم اخلاق وغیرہ کی احادیث روایت کرتے ہیں جن کا حلال اور حرام اور دیگر احکام شرعیہ سے کوئی متعلق نہیں ہوتا، اس قسم کی احادیث میں محدثین وغیرہم کے نزدیک تساہل جائز ہے اور غیر موضوع کی روایت بھی جائز ہے اور اس پر عمل کرنا بھی جائز

[۱]۔ امام ابوعمرو عثمان بن عبد الرحمٰن شہرزوری المعروف بابن الصلاح متوفی ۶۴۳ ھ، علوم الحدیث ص ۹۳-۹۲، مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ

[۲]۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ ھ، تقریب النواوی مع تدریب الراوی ج ۱ ص ۲۹۸، مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ، ۱۳۹۲ھ

[۳]۔ علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ ھ، تدریب الراوی ج ۱ ص ۲۹۹-۲۹۸، مطبوعہ مطبعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ، ۱۳۹۲ھ۔

[۴]۔ ڈاکٹر محمد طحان، تیسیر مصطلح الحدیث ۶۵-۶۴، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

ہے، کیونکہ اس کے قواعد صحیح شریعت میں مقرر اور علماء کے نزدیک معروف ہیں، بہرحال جب ضعیف راوی احکام سے متعلق حدیث کی روایت میں منفرد ہوں تو ائمہ اس حدیث سے استدلال نہیں کرتے، کیونکہ یہ ایسا فعل ہے جس کو ائمہ حدیث میں سے کسی امام نے اور محققین علماء میں سے کسی عالم نے نہیں کیا، اور اکثر فقہاء نے جو ضعیف راویوں پر اعتماد کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے بلکہ بہت قبیح ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر اس راوی کا ضعف معلوم ہے تو ان کے لیے اس سے استدلال کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ ضعیف حدیث سے احکام میں استدلال نہیں کیا جاتا اور اگر اس کا ضعف معلوم نہیں ہے تب بھی بحث اور تفتیش یا اہل علم سے سوال کیے بغیر اس حدیث سے استدلال کرنا جائز نہیں ہے۔ [1]

امام احمد بن حنبل، سفیان ثوری، عبد الرحمن بن مہدی، خطیب بغدادی، حافظ ابو عمرو ابن الصلاح، علامہ نووی اور علامہ سیوطی کی ان واضح تصریحات سے معلوم ہو گیا کہ کسی چیز کے حرام ہونے پر احادیث ضعیفہ سے استدلال کرنا شرعاً جائز نہیں ہے اور یہ چیز محدثین اور فقہاء کے نزدیک متفق علیہ ہے، اس لیے وہ ضعیف الاسناد روایات جن کو بعض بزرگ علماء غیر کفو میں نکاح کی حرمت کے لیے پیش کرتے ہیں، اس مقصد میں کلیۃً ناتمام اور نامراد ہیں، کسی چیز کو حرام ثابت کرنے کے لیے ایسی دلیل کی ضرورت ہے، جو قطعی الثبوت اور قطعی الدلالہ ہو۔

تحریم کا مدار اس دلیل پر ہے جو قطعی الثبوت اور قطعی الدلالہ ہو

شیخ محمد الخضری لکھتے ہیں:

وقسم الحنفية الطلب المقتضى للكف الى قسمين باعتبار الثبوت: الاول ما ثبت قطعا وهو نصوص الكتاب والسنة المتواترة والاجماع وهذا مقتضاه التحريم فهو عندهم مقابل للفرض الثانى: ما ثبت ظنا وهو اخبار الآحاد والقياس وهذا مقتضاه كراهة التحريم فهو يقابل الواجب۔ [2]

فقہاء احناف نے ممانعت کی بہ طریق ثبوت دو قسمیں کی ہیں، اول: جس کا ثبوت قطعی ہو اور یہ قرآن مجید، حدیث متواتر اور اجماع ہے، اس کا تقاضا تحریم ہے اور یہ ان کے نزدیک فرض کے مقابل ہے، ثانی: جس کا ثبوت ظنی ہو اور یہ خبر واحد (صحیح) اور قیاس ہے اور اس کا تقاضا مکروہ تحریمی ہے اور یہ واجب کے مقابل ہے۔

علامہ بحر العلوم عبد العلی مسلم الثبوت کی عبارت کے ساتھ مزج کر کے لکھتے ہیں:

(ان ثبت الطلب الجازم بقطعى فالافتراض) ان كان ذلك الطلب للفعل (او التحريم) ان كان ذلك للكف۔ [3]

اگر کسی کام کے کرنے کا حکم ثبوت قطعی سے ہو تو وہ فرض ہے اور اگر کسی کام کرنے کی ممانعت ثبوت قطعی سے ہو تو وہ حرام ہے۔

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۲۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] شیخ محمد الخضری بک، اصول الفقہ ص ۴۹، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[3] بحر العلوم عبد العلی بن نظام الدین متوفی ۱۲۲۵ھ، فواتح الرحموت مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبری بولاق مصر، ۱۲۹۲ھ

امام احمد رضا قادری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اوسکا فعل عادی ہو یا نادر مطلقاً موجب استحقاق عذاب ہو یا بحال قطعیت حرام ورنہ مکروہ تحریمی۔ [۱]

خاتم المحققین علامہ سید ابن عابدین شامی نے اس مسئلہ کو زیادہ وضاحت کے ساتھ لکھا ہے، فرماتے ہیں:

ان الادلۃ السمعیۃ اربعۃ الاول قطعی الثبوت والدلالۃ کنصوص القرآن المفسرۃ او المحکمۃ والسنۃ المتواترۃ التی مفہومہا قطعی الثانی قطعی الثبوت ظنی الدلالۃ کالآیات المؤولۃ الثالث عکسہ کاخبار الاحاد التی مفہومہا قطعی الرابع ظنیہما کاخبار الاحاد التی مفہومہا ظنی فبالاول یثبت الفرض والحرام وبالثانی و الثالث الواجب وکراھۃ التحریم وبالرابع السنۃ والمستحب۔ [۲]

سمعی دلائل چار ہیں: اول: قطعی الثبوت وقطعی الدلالہ جیسے قرآن مجید کی نصوص مفسرہ ومحکمہ، اور ایسی احادیث متواترہ جن کا مفہوم قطعی ہو۔ ثانی: قطعی الثبوت ظنی الدلالۃ جیسے آیات مؤولہ، ثالث: ظنی الثبوت قطعی الدلالہ جیسے وہ اخبار آحاد جن کا مفہوم قطعی ہو، رابع: ظنی الثبوت ظنی الدلالۃ جیسے وہ اخبار آحاد جن کا مفہوم ظنی ہو، پہلی قسم سے فرض اور حرام ثابت ہوتے ہیں اور دوسری اور تیسری قسم سے واجب اور مکروہ تحریمی اور چوتھی قسم سے سنت اور مستحب۔

فقہاء اور اصولیین کی ان عبارات سے یہ اصول اور قاعدہ معلوم ہو گیا کہ کسی چیز کی تحریم ثابت کرنے کے لیے ایسی دلیل کی ضرورت ہوتی ہے جو قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ ہو، یعنی وہ قرآن مجید کی نص قطعی ہو یا حدیث متواتر ہو، اور اس آیت یا حدیث متواترہ کی حرمت پر دلالت بھی قطعی ہو، سو جو بزرگ اور اصحاب علم وفضل غیر سید سے سیدہ کا نکاح حرام کہتے ہیں ان سے ہم بصد ادب ونیاز عرض کرتے ہیں کہ وہ اس نکاح کی تحریم پر قرآن مجید یا حدیث متواترہ سے کوئی نص صریح پیش کریں جو تحریم پر قطعی الدلالۃ ہو، چشم ما روشن دل ما شاد باقی رہیں، یہ ضعیف الاسناد احادیث اور موضوع روایات تو محدثین کی تصریح کے مطابق ان سے کوئی حکم شرعی ثابت نہیں ہوتا، فاعتبروا یا اولی الابصار۔

بعض علماء بر سبیل تنزل یہ کہہ دیتے ہیں کہ غیر کفو میں نکاح کرنا حرام قطعی نہیں ہے، حتیٰ کہ اس کے ثبوت کے لیے قرآن مجید سے آیات پیش کرنا لازم ہوں، بلکہ یہ فقہی حرام ہے، یعنی اس کی حرمت ظنی ہے جو مکروہ تحریمی کے مترادف ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ مکروہ تحریمی بھی بلا دلیل تو ثابت نہیں ہوتا، اس کے ثبوت کے لیے بھی قطعی الثبوت ظنی الدلالۃ یا ظنی الثبوت قطعی الدلالۃ دلائل درکار ہیں، جیسا کہ علامہ شامی نے وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ جس درجہ کی حرمت کا دعویٰ ہو گا اس درجہ کے دلائل درکار ہوں گے اور یہ واضح ہے کہ لزوم کفو کے سلسلہ میں جس قدر احادیث ہیں وہ سب ضعیف یا موضوع ہیں ان سے حرمت قطعیہ ثابت ہو سکتی ہے نہ حرمت ظنیہ۔

نکاح غیر کفو میں فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

مسئلہ کفو میں امام احمد کے دو قول ہیں، ایک قول یہ ہے کہ کفو ہونا نکاح کے لیے شرط ہے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ کفو ہونا نکاح میں شرط نہیں ہے۔

---

[۱] امام احمد رضا قادری متوفی ۱۳۴۰ھ، فتاویٰ رضویہ ج ۱ص ۲۰۴، مطبوعہ دار العلوم امجدیہ کراچی، ۱۴۰۹ھ

[۲] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ص ۸۰، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

والروایۃ الثانیۃ عن احمد انھا لیست شرطاً فی النکاح وھذا قول اکثر اھل العلم روی نحو ھذا عن عمر وابن مسعود وعمر بن عبد العزیز وعبید بن عمیر وحماد بن ابی سلمان وابن سیرین وابن عون ومالک والشافعی واصحاب الرائی لقولہ تعالی: (ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم) وقالت عائشۃ رضی اللہ عنھا ان اباحذیفۃ ابن عتبۃ بن ربیعۃ تبنی سالماً وانکحہ ابنۃ اخیہ ھند بنت الولید بن عتبۃ ——

وھو مولی لامرأۃ من الانصار اخرجہ البخاری وامر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ بنت قیس ان تنکح اسامۃ بن زید مولاہ فنکحھا بامرہ متفق علیہ وزوج اباہ زید بن حارثۃ ابنۃ عمتہ زینب بنت جحش الاسدیۃ وقال ابن مسعود لاختہ انشدک اللہ ان تتزوجی الا مسلماً وان کان احمر رومیا او اسود حبشیاً ولان الکفاءۃ لا تخرج عن کونہ حقا للمرأۃ او الاولیاء اولھما فلم یشترط وجودھا کالسلامۃ من العیوب[1]

امام احمد کی دوسری روایت یہ ہے کہ کفو ہونا نکاح کی شرط نہیں ہے، اور یہی اکثر اہل علم کا قول ہے، حضرت عمر، حضرت ابن مسعود، عمر بن عبد العزیز، عبید بن عمیر، حماد بن ابی سلمان، ابن سیرین، ابن عون، امام مالک، امام شافعی اور فقہاء احناف کا یہی نظریہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ، حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ نے سالم کو بیٹا بنایا اور ان کے ساتھ اپنی بھتیجی ہند بنت الولید بن عتبہ (قرشیہ) کا نکاح کر دیا، حالانکہ حضرت سالم ایک انصاری عورت کے آزاد شدہ غلام تھے اس حدیث کو امام بخاری نے بیان کیا ہے، اور امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ بنت قیس (قرشیہ) کو حکم دیا کہ وہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے نکاح کریں، اور حضرت زینب بنت جحش اسدیہ کا نکاح آپ نے ان کے باپ حضرت زید بن حارثہ سے کر دیا، حالانکہ وہ آپ کی پھوپھی زاد بہن تھیں اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن سے کہا میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ تم صرف مسلمان سے نکاح کرنا خواہ وہ گورا رومی ہو یا کالا حبشی نیز کفو کی وجہ سے عورت اس کے ولی یا دونوں کے نکاح کرنے کا حق اور اختیار ختم نہیں ہوتا اس لیے جس طرح عیب سے بری ہونا نکاح میں شرط نہیں ہے، اسی طرح کفو بھی نکاح میں شرط نہیں ہے۔

نکاح غیر کفو میں فقہاء مالکیہ کا نظریہ

امام سحنون بن سعید التنوخی مالکی، امام عبد الرحمن بن قاسم مالکی سے دریافت کرتے ہیں:

(قلت) ارایت ان کانت ثیبا فخطب

میں نے کہا یہ بتلائیے کہ اگر بیوہ عورت کو کوئی

[1] علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۷ ص ۲۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

الخاطب اليها نفسها فابى والدها او وليها
ان يزوجها فرفعت ذلك الى السلطان وهو
دونها فى الحسب والشرف الا انه كفؤ
فى الدين فرضيت به وابى الولى (قال)
يزوجها السلطان ولا ينتظر الى قول الاب
والولى اذا رضيت به وكان كفوا فى دينه
قال وهذا قول مالك (قلت) ارايت
ان كان كفوا فى الدين ولم يكن كفوا فى
المال فرضيت به وابى الولى ان يرضى
ايزوجها منه السلطان ام لا (قال) لم
اسمع منه فى ذلك شيئا الا انى سالت
مالكا عن نكاح الموالى فى العرب فقال
لا باس بذلك الا ترى الى ما فى كتاب الله
تبارك وتعالى يا ايها الناس انا خلقناكم
من ذكر وانثى وجعلناكم شعوبا
وقبائل لتعارفوا ان اكرمكم
عند الله اتقاكم (قلت) ارايت
ان رضيت بعبد وهى امراة من
العرب وابى الاب او الولى ان
يزوجها وهى ثيب ايزوجها منه
السلطان ام لا (قال) لم اسمع
من ذلك فيه الا ما اخبرتك قال
ولقد قيل لمالك ان بعض
هؤلاء القوم فرقوا بين عربية
ومولى فاعظم ذلك اعظاما
شديدا وقال اهل الاسلام
كلهم بعضهم لبعض اكفاء
لقول الله فى التنزيل يا ايها الناس
انا خلقناكم من ذكر وانثى و

شخص نکاح کا پیغام دے، اور اس کا والد یا ولی اس
شخص سے نکاح کرنے سے انکار کرے اور وہ یہ مقدمہ
قاضی کے پاس لے جائے اور پیغام دینے والا حسب اور
شرف میں ہر چند کہ لڑکی سے کم ہو لیکن دین میں اس کا کفو
ہو اور لڑکی اس سے نکاح پر راضی ہو اور ولی راضی نہ ہو؟
امام ابن قاسم نے جواب دیا کہ قاضی اس شخص سے نکاح
کر دے اور لڑکی کی رضامندی کے بعد باپ اور ولی
کے قول کی طرف نہ دیکھے، وہ دین میں اس کا کفو ہے، امام
ابن قاسم نے کہا: امام مالک کا یہی قول ہے۔ میں نے
کہا یہ بتلائیے کہ اگر وہ دین میں اس کا کفو ہو اور مال میں
اس کا کفو نہ ہو، لڑکی اس کے ساتھ نکاح پر راضی ہو اور
اس کا ولی راضی نہ ہو ایسی صورت میں قاضی اس عورت کا
اس شخص سے نکاح کرے یا نہیں؟ امام ابن قاسم نے
کہا میں نے امام مالک سے یہ مسئلہ نہیں سنا لیکن ان سے
یہ سنا ہے کہ غلاموں کا عرب خواتین سے نکاح جائز ہے،
امام مالک نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے
پیدا کیا اور تمہاری شناخت کے لیے تمہیں گروہوں اور
قبائل میں بانٹ دیا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے
زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے،
میں نے کہا یہ بتلائیے کہ اگر ایک عرب عورت کسی غلام
سے نکاح پر راضی ہو اور اس کا باپ یا ولی راضی نہ ہو درآں
حالیکہ وہ عورت بیوہ ہو کیا قاضی اس کا نکاح کر سکتا ہے؟
امام ابن قاسم نے کہا اس کا بھی وہی جواب ہے یعنی کر سکتا
ہے۔ امام مالک سے کہا گیا بعض لوگ غلاموں اور عربوں
میں فرق کرتے ہیں تو امام مالک نے اسے بہت بھاری
سمجھا اور فرمایا تمام اہل اسلام ایک دوسرے کے کفو ہیں۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور
ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور شناخت کے لیے

جعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم[1]

قبائل اور گروہوں میں بانٹ دیا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

امام مالک کے مذہب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب لڑکی اور اس کا ولی یا سلطان یا قاضی غیر کفو میں نکاح پر راضی ہوں تو یہ نکاح جائز ہے، اور اصل امام مالک مسلمانوں کے درمیان کفو کے لحاظ سے تفریق کے قائل ہی نہیں ہیں وانتم ما قال!

نکاح غیر کفو میں فقہاء شافعیہ کا نظریہ

امام شافعی مسئلہ کفو پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وان کان الولی اقرب ممن دونہ فزوج غیر کفاء باذنھا فلیس لمن بقی من الاولیاء الذی ھو اولی منھم ردہ لانہ لا ولایۃ لھم معہ قال ولیس نکاح غیر الکفاء محرما فاردہ بکل حال انما ھو نقص علی المزوجۃ والولاۃ فاذا رضیت المزوجۃ ومن لہ الامر معا بالنقص لم اردہ[2]

جب ولی اقرب لڑکی کی اجازت سے غیر کفو میں نکاح کر دیں تو باقی اولیاء کو اس نکاح کے مسترد کرانے کا حق نہیں ہے جن کی بہ نسبت یہ ولی اقرب ہے، کیونکہ اس کے مقابلہ میں ان کی ولایت نہیں ہے، امام شافعی نے کہا کہ غیر کفو میں نکاح حرام نہیں ہوتا، جو مطلقاً رد کر دیا جائے غیر کفو کی وجہ سے لڑکی اور اس کے اولیاء پر نقص ہے اور جب وہ اس نقص کو برداشت کرنے پر تیار ہیں تو میں اس نکاح کو رد نہیں کروں گا۔

علامہ نووی نے بھی یہی لکھا ہے (روضۃ الطالبین ج ۷، ص ۸۴، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت)

امام عبدالوہاب شعرانی شافعی فرماتے ہیں:

ومن ذلک قول الائمۃ الثلاثۃ انہ اذا اتفق الاولیاء والمراۃ علی نکاح غیر کفاء صح مع قول احمد انہ لا یصح۔[3]

ائمہ ثلاثہ کا قول یہ ہے کہ جب لڑکی اور اس کے اولیاء راضی ہوں تو غیر کفو میں نکاح صحیح ہے اور امام احمد کے قول میں صحیح نہیں ہے۔

امام شعرانی نے امام احمد کا مذہب پورا نقل نہیں کیا امام احمد کے اس مسئلہ میں دو قول ہیں اور صحیح قول یہ ہے کہ جب لڑکی اور اس کے تمام اولیاء غیر کفو میں نکاح پر راضی ہوں تو نکاح صحیح ہے جیسا کہ ہم عنقریب ابن قدامہ کے حوالے سے نقل کریں گے۔

واضح رہے کہ امام شافعی، علامہ نووی اور علامہ شعرانی کے مقابلہ میں صاحب رشفۃ الصادی وغیرہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

نکاح غیر کفو میں فقہاء احناف کا نظریہ

علامہ شمس الدین سرخسی لکھتے ہیں:

(قال) واذا تزوجت المراۃ غیر کفاء

امام محمد فرماتے ہیں کہ جب عورت غیر کفو میں

---

1. امام سحنون بن سعید تنوخی متوفی ۲۵۶ھ، المدونۃ الکبری ج ۲ ص ۱۴۵-۱۴۴، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۶ھ
2. امام محمد بن ادریس شافعی متوفی ۲۰۴ھ، کتاب الام ج ۵ ص ۱۵، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت الطبعۃ الثانیۃ ۱۳۹۳ھ
3. علامہ عبدالوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ، المیزان الکبری ج ۲ ص ۱۱۰، مطبوعہ مطبعہ مصطفیٰ البابی مصر، الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۵۹ھ

فرضی به احد الاولیاء جاز ذٰلک ولا یکون لمن هو مثله فی الولایة او ابعد منه ان ینقضه الا ان یکون اقرب منه فحینئذ له المطالبة بالتفریق [۱]

شادی کر لے اور اس کے اولیاء میں سے کوئی ایک راضی ہو تو نکاح جائز ہے اور اس جیسا یا اس سے دور کا ولی اس نکاح کو مسترد کرانے کا مجاز نہیں ہے، البتہ اگر اس سے زیادہ قریب ولی اختلاف کرے تو وہ تفریق کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

قاضی خاں میں بھی بعینہٖ یہی لکھا ہے [۲] ہدایہ [۳]، فتح القدیر [۴] اور کفایہ [۵] میں بھی اسی کی تائید ہے۔

فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ عالم، عربی، قریشی اور علوی کا کفو ہے [۶] اسی طرح خلاصۃ الفتاویٰ میں ذخیرہ کے حوالے سے ہے۔ [۷]

علامہ داؤد آفندی حنفی لکھتے ہیں:

ولو تزوجت المرأة غیر کفو فللولی ان یفرق (الی قوله) وان رضی احد الاولیاء فلیس لغیره الاعتراض [۸]

اگر عورت غیر کفو میں نکاح کرے تو اس کے ولی کو تفریق کرانے کا حق ہے اور اگر اولیاء میں سے ایک بھی راضی ہو جائے تو دوسرے کو اعتراض کا حق نہیں ہے۔

اس کی شرح درالمنتقی میں بھی اسی طرح لکھا ہے: [۹]

علامہ زیلعی حنفی لکھتے ہیں:

من نکحت غیر کفؤ فرق الولی لما ذکرنا والنکاح ینعقد صحیحا فی ظاهر الروایة (الی قوله) ورضاء بعض الاولیاء کرضاء کلهم حتی لا یتعرض احد منهم بعد ذٰلک الا اذا کان اقرب منه [۱۰]

جو عورت غیر کفو میں نکاح کرے تو ولی اس کی تفریق کرا سکتا ہے اور ظاہر الروایت کے مطابق نکاح صحیح ہے اور اگر بعض ولی راضی ہو جائیں تو یہ کل کی رضا کے برابر ہے الا یہ کہ ولی اقرب راضی نہ ہو۔

۱۔ شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ ھ، المبسوط ج ۵ ص ۲۶، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، الطبعۃ الثالثہ، ۱۳۹۸ھ

۲۔ علامہ حسن بن منصور اوز جندی متوفی ۲۹۵ ھ، فتاویٰ قاضی خان علی ہامش الہندیہ، ج ۱ ص ۳۵۱، مطبوعہ بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

۳۔ علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۲ ھ، ہدایہ علی ہامش فتح القدیر ج ۳ ص ۱۸۶، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

۴۔ علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ ھ، فتح القدیر ج ۳ ص ۱۸۶، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

۵۔ علامہ جلال الدین خوارزمی حنفی، کفایہ علی ہامش فتح القدیر ج ۳ ص ۱۸۶، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

۶۔ علامہ محمد شہاب الدین ابن بزاز کردری متوفی ۸۲۷ ھ، فتاویٰ بزازیہ علی ہامش الہندیہ ج ۴ ص ۱۱۶ مطبوعہ بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

۷۔ شیخ طاہر بن عبد الرشید بخاری حنفی، خلاصۃ الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۲، مطبوعہ امجد اکیڈمی لاہور، ۱۳۹۷ھ،

۸۔ علامہ داؤد آفندی حنفی متوفی ۱۰۷۸ ھ، مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر ج ۱ ص ۳۴۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

۹۔ شرح در المنتقی علی ہامش مجمع الانہر ج ۱ ص ۳۴۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

۱۰۔ علامہ عثمان بن علی زیلعی متوفی ۷۴۳ ھ، تبیین الحقائق ج ۲ ص ۱۲۸، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

علامہ علاؤ الدین حصکفی نے جو لکھا ہے اس کا حاصل یہی ہے کہ لڑکی اور اولیاء کی مرضی سے غیر کفو میں نکاح جائز ہے۔ اور اگر اولیاء راضی نہ ہوں تو ان کو فسخ کا اختیار ہے [1] ملا مسکین نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔ [2]

عالم گیری میں ہے:

ثم المراۃ اذا زوجت من غیر کفاء صح النکاح فی ظاھر الروایۃ عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی وھو قول ابی یوسف رحمہ اللہ تعالی اخرا وقول محمد رحمہ اللہ تعالی اخرا ایضا (الی قولہ) ولکن للاولیاء حق الاعتراض [3]

جب عورت از خود غیر کفو میں نکاح کرے تو ظاہر الروایۃ کے مطابق نکاح صحیح ہے، امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد کا آخری قول یہی ہے البتہ اولیاء کو اعتراض کا حق حاصل ہے۔

نوادر کی روایت سے غیر کفو میں نکاح کے بطلان پر استدلال کی تحقیق

بعض متاخرین بزرگوں نے نوادر کی ایک روایت کی بناء پر سیدہ کے ساتھ غیر سید کے نکاح کو باطل قرار دیا ہے اور اس پر عرب وعجم کا اتفاق بتلایا ہے۔ اور وہ روایت یہ ہے۔

علامہ المرغینانی لکھتے ہیں:

ثم فی ظاھر الروایۃ لا فرق بین الکفاء وغیر الکفاء ولکن للولی الاعتراض فی غیر الکفاء وعن ابی حنیفۃ وابی یوسف رحمھما اللہ تعالی انہ لا یجوز فی غیر الکفاء [4]

پھر ظاہر الروایۃ میں یہ ہے کہ کفو اور غیر کفو میں کوئی فرق نہیں ہے، لیکن ولی کو نکاح غیر کفو میں اعتراض کا حق ہے اور امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف سے ایک روایت یہ ہے کہ غیر کفو میں نکاح جائز نہیں ہے۔

اور علامہ شامی نے لکھا ہے:

وتعتبر الکفاءۃ للزوم النکاح ای علی ظاھر الروایۃ ولصحتہ علی روایۃ الحسن المختارۃ للفتوی [5]

ظاہر الروایۃ کے مطابق نکاح کے لزوم میں کفاءت معتبر ہے اور حسن کی روایت یہ ہے کہ کفاءت نکاح کی صحت کی شرط ہے اور یہی مفتی بہ ہے۔

ہر چند کہ ظاہر الروایۃ میں صحت نکاح کے لیے کفو کا اعتبار نہیں ہے، لیکن نوادر کی روایت جو حسن بن زیاد سے مروی ہے اس میں صحت نکاح کے لیے کفو کی شرط ہے۔ علامہ شامی نے اسی روایت کو فتویٰ کے لیے اختیار کیا ہے۔

---

[1] علامہ علاؤ الدین الحصکفی متوفی ۱۰۸۸ ھ، الدر المختار علی ہامش رد المحتار ج ۲ ص ۳۲۰، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

[2] علامہ معین الدین الھروی المعروف محمد ملا مسکین، شرح الکنز ج ۲ ص ۲۸، مطبوعہ مطبعۃ جمعیۃ المعارف مصر، ۱۲۸۷ ھ

[3] ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ ھ، عالم گیری ج ۱ ص ۲۹۲، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبری بولاق مصر، ۱۳۱۰ ھ

[4] علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر المرغینانی متوفی ۵۹۳ ھ، الھدایہ مع فتح القدیر ج ۳ ص ۱۶۰-۱۵۹، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

[5] سید امین الدین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ ھ، رد المحتار ج ۲ ص ۳۲۰، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ ھ

علامہ شامی اور بعض دوسرے مشائخ کا ظاہر الروایۃ کے مقابلہ میں نوادر کی روایت پر فتویٰ دینا اصول کے خلاف ہے اور صحیح نہیں ہے۔
خود علامہ شامی لکھتے ہیں:

صرح فی کتاب الرضاع من البحر حیث قال الفتوی اذا اختلفت کان الترجیح بظاہر الروایۃ[۱]

البحر الرائق کی کتاب الرضاع میں تصریح ہے کہ جب کسی فتویٰ کا ظاہر الروایۃ سے تعارض ہو تو ترجیح ظاہر الروایۃ کو ہوتی ہے۔

نیز علامہ شامی نے لکھا ہے کہ غیر ظاہر الروایۃ کی وہ کتابیں ہیں جن کے بارے میں یہ صحت سے ثابت نہیں ہو سکا کہ یہ امام محمد کی تصانیف ہیں یا وہ امام محمد کی تصانیف نہیں ہیں، بلکہ حسن بن زیاد وغیرہ کی تصانیف ہیں۔[۲]
دوسری بات یہ ہے کہ غیر ظاہر الروایۃ یا نوادر کی روایت پر بعض مشائخ نے فتویٰ دیا ہے ورنہ اکثر مشائخ نے ظاہر الروایۃ ہی پر فتویٰ دیا ہے۔
ملا مسکین اس بحث میں لکھتے ہیں:

وکثیر من مشائخنا افتوا بظاہر الروایۃ[۳]

ہمارے زیادہ مشائخ نے ظاہر الروایۃ پر فتویٰ دیا ہے۔

جب یہ ظاہر ہو گیا کہ اس مسئلہ میں اکثر مشائخ نے ظاہر الروایۃ پر فتویٰ دیا ہے تو بعض مولفین کا یہ لکھنا باطل ہو گیا کہ نوادر کی یہ روایت ظاہر الروایۃ کی ترجیح کے اصول سے مستثنیٰ ہے۔
علامہ طحطاوی نے بھی ظاہر الروایۃ پر فتویٰ دیا ہے۔
پھر غور طلب بات یہ ہے کہ ظاہر الروایت اور نوادر کے اختلاف سے ان بزرگوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا، کیونکہ یہ بزرگ اس بات کے قائل ہیں کہ غیر کفو میں سادات لڑکیوں کا نکاح ناجائز ہے خواہ لڑکی اور ولی راضی ہوں، اور یہ بات نوادر سے ثابت نہیں ہوتی، کیونکہ ظاہر الروایۃ کا مفاد یہ ہے کہ ولی کی رضا کے بغیر نکاح ہو تو جاتا ہے لیکن لازم نہیں ہے ولی چاہے تو فسخ کرا سکتا ہے اور حسن بن زیاد کی روایت کا حاصل یہ ہے کہ ولی کی رضا کے بغیر نکاح صحیح نہیں ہوتا۔ اور قاضی کے پاس فسخ کرانے کی ضرورت نہیں نکاح از خود باطل ہو جائے گا، جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ولی راضی ہو تو یہ نکاح صحیح ہے۔ ہدایہ میں حسن بن زیاد کی روایت مجملاً مذکور ہے۔ البحر الرائق میں اس کی تفصیل ہے جس سے کوئی اشتباہ نہیں رہتا۔
علامہ زین الدین ابن نجیم فرماتے ہیں:

وان المفتی بہ روایۃ الحسن عن الامام من عدم الانعقاد اصلا اذا کان لہا ولی لم یرض بہ قبل العقد فلا یفید الرضاء

حسن بن زیاد نے جو امام ابوحنیفہ سے روایت بیان کی اس پر فتویٰ اس صورت میں ہے جب لڑکی کا ولی ہو اور وہ عقد سے پہلے غیر کفو میں راضی نہ ہو تو اصلاً نکاح

---

[۱] سید امین الدین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ص ۶۱، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ
[۲] " " " " ، رد المحتار ج ۱ص ۶۴،
[۳] علامہ معین الدین الھروی المعروف بملا مسکین، شرح الکنز ج ۲ص ۲۹، مطبوعہ مطبعہ جمعیۃ المعارف مصر، ۱۲۸۷ھ

بعدہ۔[۱] نہیں ہوگا کیونکہ بعد کی رضا کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

حسن بن زیاد کی روایت ذکر کرنے کے بعد قاضی خان نے اخیر میں امام ابو یوسف کا قول ذکر کیا ہے جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ روایت اس پر محمول ہے کہ غیر کفو میں نکاح ہونے یا نہ ہونے میں ولی کی رضا شرط ہے۔

قاضی خان لکھتے ہیں:

قال ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی الاحوط ان یجعل العقد موقوفا علی اجازۃ الولی الا ان الزوج اذا لم یکن کفاء یصح فسخ الولی وان کان کفأ لا یصح فسخہ[۲]

ابو یوسف رحمہ اللہ علیہ یہ کہتے ہیں کہ زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ عقد کو ولی کی اجازت پر موقوف رکھا جائے البتہ اگر زوج کفو نہیں ہے تو ولی اس نکاح کو فسخ کر سکتا ہے اور اگر کفو ہے تو اس کا فسخ کرنا صحیح نہیں ہے۔

علامہ علائی حصکفی لکھتے ہیں:

(ویفتی) فی غیر الکفاء (بعدم جوازہ اصلا) وھو المختار للفتوی لفساد الزمان[۳]

غیر کفو میں نکاح پر مطلقاً عدم جواز کا فتویٰ دیا جاتا ہے اور زمانہ کے خراب حالات کی وجہ سے یہی قول فتویٰ میں مختار ہے۔

بعض بزرگ درمختار کی اس عبارت کو پیش کر کے یہ تاثر دیتے ہیں کہ غیر کفو میں نکاح مطلقاً باطل ہے خواہ ولی راضی ہو یا ناراض، لیکن اس قول کی تشریح میں جو علامہ شامی نے لکھا اس کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔

علامہ شامی لکھتے ہیں:

ھذہ روایۃ الحسن عن ابی حنیفۃ وھذا اذا کان لھا ولی لم یرض بہ قبل العقد فلا یفید الرضا بعدہ بحر، واما اذا لم یکن لھا ولی فھو صحیح نافذ مطلقا اتفاقا لان وجہ عدم الصحۃ علی ھذہ الروایۃ دفع الضرر عن الاولیاء اما ھی فقد رضیت باسقاط حقھا فتح[۴]

یہ قول حسن بن زیاد نے امام ابو حنیفہ سے روایت کیا ہے اور یہ اس صورت پر محمول ہے، جب اس عورت کا ولی ہو اور وہ اس نکاح پر عقد سے پہلے راضی نہ ہو تو بعد میں اس کی رضا غیر معتبر ہوگی، (بحر)۔ لیکن جب عورت کا کوئی ولی نہ ہو تو یہ نکاح بالاتفاق صحیح اور نافذ العمل ہے۔ کیونکہ اس روایت کی بناء پر نکاح کے صحیح نہ ہونے کی وجہ اس کے ولی سے ضرر کو رفع کرنا ہے، لیکن جب وہ عورت خود اپنا حق ساقط کر کے غیر کفو میں نکاح کرنے پر راضی ہے تو نکاح صحیح ہوگا۔ (فتح القدیر)

---

[۱] علامہ زین الدین ابن نجیم متوفی ۹۷۰ھ، البحر الرائق ج ۳ ص ۱۲۸، مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ

[۲] علامہ حسن بن منصور اوزجندی متوفی ۲۹۵ھ، فتاوی قاضی خان علی ہامش الہندیہ ج ۱ ص ۳۳۵، مطبوعہ مطبعہ امیریہ بولاق مصر ۱۳۱۰ھ

[۳] علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، درمختار ج ۲ ص ۴۰۹، ۴۰۸، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۸ھ

[۴] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار علی ہامش الدر المختار ج ۲ ص ۴۰۹، مطبوعہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

صاحب البحر اور علامہ شامی کی وضاحت سے یہ واضح ہو گیا کہ ظاہر الروایۃ ہو یا حسن بن زیاد کی مفتیٰ بہ روایت، دونوں کا اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جب لڑکی اور اس کا ولی غیر کفو میں نکاح پر راضی ہو تو وہ نکاح صحیح ہے اور یہی قرین قیاس ہے۔

ظاہر الروایۃ اور حسن بن زیاد کی روایت سے قطع نظر یہ بات بھی غور طلب ہے کہ محققین احناف نے کفو کو تسلیم نہیں کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا کفو ہے اور ہر مسلمان دوسرے مسلمان سے شادی کر سکتا ہے۔

علامہ شامی لکھتے ہیں:

وفی حاشیۃ الدر للعلامۃ نوح ان الامام ابا الحسن الکرخی والامام ابا بکر جصاص وھما من کبار علماء العراق ومن تبعھما من مشائخ العراق لم یعتبروا الکفاءۃ ولو لم تثبت عندھم ھذہ الروایۃ عن ابی حنیفۃ لما اختاروھا۔[1]

علامہ نوح نے حاشیہ درر میں لکھا ہے کہ امام ابوالحسن الکرخی اور امام ابوبکر جصاص یہ دونوں عراق کے بہت بڑے عالم تھے اور جو مشائخ عراق ان کے تابع ہیں ان سب نے کہا ہے کہ نکاح میں کفو کا اعتبار نہیں ہے اور اگر ان اماموں کے نزدیک امام ابوحنیفہ کا ایسا قول نہ ہوتا تو وہ اس قول کو اختیار نہ کرتے۔

خیال رہے کہ امام ابوالحسن الکرخی مجتہد فی المسائل ہیں اور فقہاء کے تیسرے طبقہ سے ہیں اور ابوبکر جصاص رازی اصحاب تخریج اور فقہاء کے چوتھے طبقہ سے ہیں۔[2]

علامہ شامی کی اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ کفو کے غیر معتبر ہونے میں امام ابوحنیفہ کا بھی قول موجود ہے اور یہی قرین قیاس ہے کیونکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کی حلت اور حرمت کا مدار کفو پر نہیں رکھا، علامہ شامی نے امام کرخی اور امام جصاص کے جس قول کا ذکر کیا ہے کہ نکاح میں کفو معتبر نہیں ہے، اس کو علامہ طحطاوی[3]، ملا مسکین[4] اور علامہ خوارزمی[5] نے بھی بیان کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قاضی خاں کا یہ لکھنا کہ امام کرخی نے امام مالک کی اتباع میں یہ کہا ہے ان کی عدم توجہ پر محمول ہے۔

علامہ کاسانی کا بھی جمہور فقہاء حنفیہ کی طرح یہی مسلک ہے کہ غیر کفو میں لزوم نکاح کے لیے ولی کی اجازت شرط ہے اس کے باوجود انھوں نے علامہ ابوالحسن کرخی کا نظریہ بہت فراخ دلی سے بیان کیا ہے، لکھتے ہیں:

جمہور علماء نے کفو کو نکاح کے لزوم کے لیے شرط قرار دیا ہے اور امام کرخی حنفی نے کہا ہے کہ کفو نکاح کے لیے اصلاً شرط نہیں ہے، امام مالک اور سفیان ثوری اور حسن بصری کا بھی یہی قول ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ

[1] سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۲ ص ۳۲۳، مطبوعہ مطبعۃ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[2] " " " " ، رد المحتار ج ۱ ص ۷۱ ، " " "

[3] علامہ سید احمد طحطاوی حنفی متوفی ۱۲۳۱ھ، حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار ج ۲ ص ۳۸، دار المعرفت بیروت، ۱۳۹۵ھ

[4] علامہ معین الدین الھروی ملا مسکین، شرح الکنز ج ۲ ص ۴۲، مطبوعہ جمعیۃ المعارف مصر، ۱۲۸۷ھ

[5] علامہ جلال الدین خوارزمی، کفایہ مع فتح القدیر ج ۳ ص ۱۸۶، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

حضرت ابو طیبہ نے بنی بیاضہ کو نکاح کا پیغام دیا، انھوں نے نکاح سے انکار کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو طیبہ سے نکاح کراؤ۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو زمین میں بہت فتنہ اور فساد ہوگا، اور روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے انصار کی ایک قوم کو نکاح کا پیغام دیا، انھوں نے حضرت بلال کو رشتہ دینے سے انکار کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا ان سے جا کر کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو حکم دیتے ہیں کہ میرے ساتھ اپنی لڑکی کا نکاح کر دو، حالانکہ حضرت بلال غیر کفو تھے، اگر نکاح میں کفو شرط ہوتا تو آپ حضرت بلال کو غیر کفو میں نکاح کا حکم نہ دیتے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی عربی کو عجمی پر فضیلت حاصل نہیں ہے، سوائے پرہیزگاری کے اور یہ اس پر نص صریح ہے کہ نکاح میں کفارت شرط نہیں ہے اور اگر کفائت شرط ہوتی تو اس کا سب سے زیادہ اعتبار قصاص میں کیا جاتا کیونکہ جتنی احتیاط قصاص کے باب میں ہوتی ہے اور کسی باب میں نہیں ہوتی، اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ اعلیٰ شخص کو ادنیٰ شخص کے بدلہ میں قتل کر دیا جاتا ہے[1]

ہاشمیہ کا غیر ہاشمی سے نکاح کا جزیہ

علامہ حامد آفندی سے سوال کیا گیا:

سئل فی هاشمی زوج صغيرته لغير هاشمی عالما بذلك راضيا به فهل يصح النكاح (الجواب) نعم والحالة هذه۔[2]

ایک ہاشمی شخص نے دانستہ اپنی مرضی سے اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح غیر ہاشمی شخص سے کر دیا آیا یہ نکاح صحیح ہے؟ (جواب) ہاں اس صورت میں نکاح صحیح ہے۔

نکاح غیر کفو اور حلالہ کا جزیہ

علامہ علاؤ الدین حصکفی لکھتے ہیں:

ومن لطيف الحيل ان تزوج لمملوك مراهق بشاهدين فاذا اولج يملكه لها فيبطل النكاح ثم تبعثه لبلد آخر فلا يظهر امرها لكن على رواية الحسن المفتى بها انه لا يحلها لعدم الكفاءة ان لها ولي والا فيحلها اتفاقا كما مر۔[3]

مطلقہ ثلثہ کے لیے ایک لطیف حیلہ یہ ہے کہ وہ عورت دو گواہوں کے سامنے کسی شخص کے قریب بہ بلوغ غلام سے نکاح کر لے پھر جب وہ غلام دخول کر چکے تو غلام کا مالک اس عورت کو غلام کا مالک کر دے اب یہ نکاح باطل ہو جائے گا پھر وہ عورت اس غلام کو کسی اور شہر میں بھیج دے تاکہ اس کے حلالہ کا پتا نہ چل سکے، لیکن اگر اس عورت کا ولی تھا تو یہ حلالہ نہیں ہوگا (کیونکہ غلام آزاد کا کفو نہیں ہے) اور حسن بن زیاد کی روایت پر غیر کفو میں نکاح کے لیے ولی کی اجازت ضروری

---

[1] علامہ ابو بکر بن مسعود کاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ ھ، بدائع الصنائع ج ۲ ص ۳۱۷، مطبوعہ ایچ۔ ایم۔ سعید اینڈ کمپنی، ۱۴۰۰ ھ

[2] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ ھ، تنقیح الفتاوی الحامدیہ ج ۱ ص ۲۱ مطبوعہ دار الاشاعۃ العربیہ کوئٹہ

[3] علامہ علاؤ الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی متوفی ۱۰۸۸ ھ، در مختار علی رد المحتار ج ۲ ص ۴۲۱-۴۲۰، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ ھ

ہے) اور اگر اس عورت کا ولی نہیں تھا یا ولی نے اجازت دے دی تھی تو پھر بالاتفاق یہ حلالہ ہو جائے گا۔

علامہ ابن عابدین شامی اس عبارت کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

وحاصلہ انھا تتم علی ظاھر المذھب من ان الکفاءۃ فی النکاح لیست بشرط للانعقاد اما علی روایۃ الحسن المفتی بھا من انھا شرط فلا یحلھا الرقیق لعدم الکفاءۃ ان کان لھا ولی لم یرض بذلک والا بان لم یکن لھا ولی اصلا او کان ورضی فیحلھا اتفاقا کما مر فی باب الکفاءۃ۔ ؎۱

خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی آزاد عورت نے اپنے غلام سے نکاح کر کے حلالہ کر لیا تو احناف کے ظاہر مذہب پر حلالہ ہو جائے گا کیونکہ نکاح منعقد ہونے کے لیے کفو ہونا شرط نہیں ہے، البتہ حسن بن زیاد کی مفتی بہا روایت پر اگر اس عورت کا ولی غلام سے نکاح پر راضی نہیں تھا تو پھر حلالہ نہیں ہوگا، لیکن اگر اس عورت کا ولی نہیں تھا یا ولی تھا لیکن وہ اس نکاح پر راضی تھا تو پھر بالاتفاق یہ حلالہ ہو جائے گا جیسا کہ کفو کے باب میں اس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے۔

جو لوگ غیر کفو میں نکاح کو مطلقاً ناجائز اور حرام کہتے ہیں اس عبارت میں ان کی کوئی تائید نہیں ہے، یہ عبارت جمہور فقہاء احناف کے مذہب کے مطابق ہے کہ ولی کی رضامندی سے غیر کفو میں نکاح کرنا صحیح ہے، ہر چند کہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے مطابق غیر کفو میں نکاح کرنا مطلقاً صحیح ہے۔

نکاح غیر کفو اور علامہ ابن ہمام

بعض لوگ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے مقابلہ میں علامہ ابن ہمام کی ایک عبارت سے معارضہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ علامہ ابن ہمام نے کفو میں نکاح کرنے کو واجب اور غیر کفو میں نکاح کرنے کو مکروہ تحریمی اور موجب معصیت قرار دیا ہے، اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ یہاں پر علامہ ابن ہمام کی مکمل عبارت پیش کر کے اس کا ماله وما علیہ بیان کر دیں تاکہ حق اور صداقت سے گریز کے لیے کوئی حیلہ باقی نہ رہے۔

علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں:

قلنا مقتضی الادلۃ التی ذکرناھا الوجوب اعنی وجوب نکاح الاکفاء وتعلیلھا بانتظام المصالح یؤیدہ لا ینفیہ ثم لا یستلزم کونہ اول کفء خاطب الا ما روی الترمذی من حدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اذا خطب الیکم من ترضون دینہ وخلقہ فزوجوہ الا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض وفساد کبیر ولولا ان شرط المشروع

ہم کہتے ہیں کہ ہمارے ذکر کردہ دلائل کا تقاضا وجوب ہے، یعنی کفو میں نکاح کرنا واجب ہے، اور مصلحتوں کا لحاظ کرنا اس کی تائید کرتا ہے، اس کی نفی نہیں کرتا، اور یہ ضروری نہیں ہے کہ کفو میں جو پہلا رشتہ آئے وہیں نکاح کر دیا جائے، ہاں امام ترمذی نے یہ روایت کیا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم کو ایسا شخص نکاح کا پیغام دے جس کے دین اور خلق پر تم راضی

؎۱ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۲ ص ۴۱-۷،۴۰۰، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

القطعی لا یثبت بظنی لقلنا باشتراط الکفاءۃ
للصحۃ ثم ھذا الوجوب یتعلق باولیاء
حقالها وبها حقالهم علی ما تبین مما
ذکرناہ لکن انما تتحقق المعصیۃ فی حقهم
اذا کانت صغیرۃ لانها اذا کانت کبیرۃ لا
ینفذ علیها تزویجهم الا برضاها فهی تارکۃ
لحقها کما اذا رضی الولی بترک حقہ حیث
ینفذ ھذا کلہ مقتضی الادلۃ التی ذکرناها
مع قطع النظر عن غیرها وعلی اعتبارها یشکل
قول ابی حنیفۃ فی ان الاب لہ ان یزوج بنتہ
الصغیرۃ من غیر کفء ۱؎

ہو تو اس سے نکاح کر دو، اگر تم نکاح نہیں کرو گے تو زمین
میں بہت فتنہ اور فساد ہو گا، اگر یہ قاعدہ مقرر نہ ہوتا کہ
کوئی قطعی حکم دلیل ظنی سے ثابت نہیں ہوتا تو ہم یہ کہتے
کہ کفو میں نکاح کرنا شرط ہے، پھر اس وجوب کا تعلق لڑکی
کے اولیاء سے ہے کیونکہ کفو میں نکاح کرنا لڑکی کا حق
ہے، اور اس وجوب کا تعلق لڑکی سے بھی ہے کیونکہ کفو
اس کے اولیاء کا حق ہے لیکن لڑکی کے اولیاء کے لیے
غیر کفو میں نکاح کرنا اس وقت معصیت ہو گا جب وہ نابالغہ
لڑکی کا نکاح غیر کفو میں کر دیں، کیونکہ اگر لڑکی بالغہ ہو
تو جب تک لڑکی غیر کفو میں نکاح پر راضی نہ ہو، اس کے
اولیاء کا کیا ہوا نکاح نافذ نہیں ہو گا، کیونکہ جب لڑکی
غیر کفو میں نکاح پر راضی ہو گئی تو وہ لڑکی اور اس کے اولیاء
دونوں غیر کفو میں نکاح کر کے اپنے اپنے حق کو ترک
کرنے پر راضی ہو گئے، لہٰذا اس صورت میں یہ نکاح
نافذ ہو جائے گا، ہم نے یہ جو کچھ لکھا ہے یہ دیگر اقوال
سے قطع نظر کر کے فی نفسہ دلائل کا تقاضا ہے اور اس کا
اعتبار کرنے سے یہ اشکال ہو گا کہ امام ابو حنیفہ نے
یہ فرمایا ہے کہ باپ کے لیے اپنی نابالغ لڑکی کا غیر کفو
میں نکاح کرنا جائز ہے۔

علامہ ابن ہمام کی اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ نابالغ لڑکی کے ولی پر واجب ہے کہ وہ اس کا نکاح کفو میں کرے اور اگر اس نے اس کا نکاح غیر کفو میں کیا تو وہ مکروہ تحریمی اور گناہ ہے، ہاں اگر لڑکی بالغ ہو اور اس کے ولی اس کی مرضی سے اس کا نکاح غیر کفو میں کر دیں تو یہ جائز ہے اور اس میں کوئی گناہ نہیں ہے، کیونکہ وہ دونوں اپنا حق ترک کرنے پر راضی ہو گئے۔

علامہ ابن ہمام نے یہ جو کچھ لکھا ہے یہ جمہور فقہاء کے مطابق ہے انھوں نے اختلاف صرف اس امر میں کیا ہے کہ نابالغ لڑکی کا ولی اس کا نکاح غیر کفو میں کر سکتا ہے، امام ابو حنیفہ نے تصریح کی ہے کہ نابالغ لڑکی کے باپ کے لیے اس کا غیر کفو میں نکاح کرنا جائز ہے، جب کہ علامہ ابن ہمام نے اس نکاح کو مکروہ تحریمی اور موجب معصیت قرار دیا ہے۔

۱؎ علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۳ ص ۱۸۷-۱۸۶، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

علامہ ابن ہمام نے جو دلائل ذکر کیے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ غیر کفو میں نکاح کی ممانعت کے متعلق جو احادیث ہیں وہ ہر چند کہ اسانید ضعیفہ سے مروی ہیں لیکن ان کا طرق کثیرہ سے وارد ہونا اس پر دلالت کرتا ہے کہ ان کی کوئی اصل ہے اور وہ احادیث باوجود ضعف کے کثرت اسانید کی وجہ سے حسن لغیرہ ہوگئیں اور حدیث حسن لغیرہ سے استدلال درست ہے۔

علامہ ابن ہمام کی یہ دلیل صحیح نہیں ہے کیونکہ حدیث حسن لغیرہ سے کسی چیز کے استحباب اور استحسان یا عدم استحسان پر تو استدلال ہو سکتا ہے لیکن کسی چیز کی ممانعت اور تحریم پر حدیث حسن لغیرہ سے استدلال نہیں ہو سکتا، تحریم ثابت کرنے کے لیے اس دلیل کی ضرورت ہوتی ہے جو قطعی الثبوت اور قطعی الدلالہ ہو جیسا کہ ہم اس سے پہلے باحوالہ بیان کر چکے ہیں اور خود علامہ ابن ہمام نے اقرار کیا ہے کہ کوئی قطعی حکم دلیل ظنی سے ثابت نہیں ہوتا اور جو حدیث حسن لغیرہ ہو، وہ اثبات ظن کے لیے بھی کافی نہیں ہے، اس کے لیے بھی صحیح حدیث درکار ہے۔ اس لیے جس دلیل کی بناء پر علامہ ابن ہمام نے امام ابوحنیفہ کے قول کی مخالفت کی تھی وہ دلیل ہی سرے سے باطل ہے۔

اب ہم امام ابوحنیفہ کے قول کی تائید میں مسلم الثبوت فقہاء احناف کی عبارات پیش کر رہے ہیں:

شمس الائمہ سرخسی لکھتے ہیں:

ولو زوج الاب ابنتہ الصغیرۃ ممن لا یکافئھا او زوج ابنہ الصغیر امراۃ لیست بکفء لہ جاز فی قول ابی حنیفۃ استحسانا۔[1]

اگر باپ نے اپنی نابالغ بیٹی کا غیر کفو میں نکاح کر دیا، یا اپنے نابالغ بیٹے کا غیر کفو میں نکاح کر دیا تو یہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک استحساناً جائز ہے۔

علامہ عالم بن علاء انصاری نے بھی یہی لکھا ہے۔[2]

علامہ ابن عابدین شامی امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ان الاب یصح تزویجہ الصغیرۃ من غیر الکفؤ لمزید شفقتہ و انہ انما فوت الکفاءۃ لمصلحۃ تزید علیھا وھذا انما یصح اذا علمہ غیر کفؤ۔[3]

باپ کے لیے اپنی نابالغ بیٹی کا غیر کفو میں نکاح کرنا جائز ہے، کیونکہ باپ کو اپنی بیٹی پر زیادہ شفقت ہوتی ہے اور اس کا کفو کی رعایت نہ کرنا کسی ایسی مصلحت کی بناء پر ہوگا جو کفو پر زائد ہوگی، یہ حکم اس وقت ہے جب باپ دانستہ اور عمداً غیر کفو میں نکاح کرے۔

ہماری اس بحث کا حاصل یہ ہے کہ علامہ ابن ہمام نے مطلقاً غیر کفو میں نکاح کرنے کو مکروہ تحریمی اور موجب

---

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، مبسوط ج ۴ ص ۲۲۴، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

[2] علامہ عالم بن علاء انصاری اندرپتی دہلوی ہندی حنفی متوفی ۷۸۶ھ، فتاویٰ تاتارخانیہ ج ۳ ص ۸۵، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۱۱ھ

[3] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۲ ص ۳۴۷، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ، استنبول، ۱۳۲۷ھ

[*] امام ابویوسف اور امام محمد نے صرف صغیرہ کے نکاح میں امام ابوحنیفہ سے اختلاف کیا ہے، لیکن اگر بالغہ لڑکی کا نکاح اس کے باپ اور اس لڑکی کی مرضی کے ساتھ غیر کفو میں کر دیا جائے تو یہ نکاح بالاتفاق جائز ہے۔

معصیت قرار نہیں دیا، جب بالغہ لڑکی اور اس کے ولی کی رضامندی سے غیر کفو میں نکاح کیا جائے تو یہ ان کے نزدیک جائز ہے انھوں نے صرف اس صورت میں نکاح کو مکروہ تحریمی کہا ہے جب باپ اپنی نابالغ لڑکی کا غیر کفو میں نکاح کر دے لیکن انھوں نے اس پر خود یہ اعتراف کیا ہے کہ ان کا یہ قول امام اعظم کے قول کے خلاف ہے اور جس دلیل کی بناء پر انھوں نے یہ قول کیا ہے وہ دلیل بھی باطل ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، علاوہ ازیں یہ ملحوظ رکھنا چاہیے کہ شمس الائمہ سرخسی نے یہ تصریح کی ہے کہ تواضع اور انکسار کو اختیار کر کے غیر کفو میں نکاح کرنا مستحب اور مستحسن ہے، سفیان ثوری نے بنو بیاضہ کی حدیث سے کفو میں نسب کا اعتبار کرنے کی نفی کی، اس کے جواب میں شمس الائمہ سرخسی لکھتے ہیں:

وتاويل الحديث الآخر الندب الى التواضع وترك طلب الكفاءة لا الالزام وبه نقول ان عند الرضا يجوز العقد [1]

اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ تواضع کرنا اور کفو کے مطالبہ کو ترک کرنا مستحب ہے اور کفو کا مطالبہ لازم نہیں ہے اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ رضامندی کے وقت (غیر کفو میں) عقد نکاح جائز ہے۔

نکاح غیر کفو میں مصنف کا موقف اور حرف آخر

ہم نے قرآن مجید کی گیارہ آیات اور بہ کثرت احادیث اور آثار سے یہ بیان کیا ہے کہ غیر کفو میں نکاح کرنا جائز ہے، اور مسلمانوں کے باہمی نکاح میں کفو ہونے کی شرط نہیں ہے، ائمہ مذاہب میں سے امام مالک کا یہی مذہب ہے، فقہاء احناف میں سے علامہ ابوبکر جصاص، علامہ کرخی اور مشائخ عراق کا یہی نظریہ ہے علامہ شامی نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ کا بھی یہی قول ہے، صحابہ میں سے حضرت عمر اور حضرت ابن مسعود کا یہی مسلک ہے، فقہاء تابعین میں سے عمر بن عبد العزیز، ابن سیرین اور سفیان ثوری کا یہی مختار ہے، اس لیے ہم نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

امام شافعی، امام احمد کا مختار قول اور جمہور فقہاء احناف کا یہ مذہب ہے کہ اگر لڑکی اور اس کا ولی غیر کفو میں نکاح پر راضی ہوں تو نکاح صحیح ہے اور اگر ولی غیر کفو میں نکاح کی اجازت نہ دے تو پھر اس کو اس نکاح کے فسخ کرانے کا اختیار ہے (واضح رہے کہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ولی کی اجازت کے بغیر کفو میں بھی نکاح نہیں ہوتا۔) لیکن یہ شرط فقہاء نے صرف اپنے اجتہاد سے عائد کی ہے، قرآن مجید اور سنت میں اس شرط کی کوئی اصل نہیں ہے، اس سلسلہ میں جو روایات بیان کی جاتی ہیں وہ سب موضوع یا شدید ضعیف ہیں اور کسی چیز کے عدم جواز کی شرط قطعی الثبوت اور قطعی الدلالہ دلیل سے ہونی چاہیے اس لیے ہم نے اس مسئلہ میں جمہور فقہاء کے نظریہ کو اختیار نہیں کیا بلکہ قرآن مجید، احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ کی متابعت کی ہے، اور محققین فقہاء کے نظریہ کو اختیار کیا ہے۔

ہم نے معروضی انداز میں اس مسئلہ کو دیکھا ہے اور محققین فقہاء اور جمہور فقہاء دونوں کی رائے اور دلائل کو بیان کر دیا ہے، جس شخص کو جس جانب دلائل قوی نظر آئیں وہ اس کو اختیار کر لے، تاہم یہ واضح رہے کہ کسی مسلمان سے غیر کفو میں کیا ہوا نکاح ناجائز یا حرام نہیں ہے، میں نے حتی الامکان اس مسئلہ کو بہت غور و خوض سے لکھا ہے تاہم

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، مبسوط ج ۵ ص ۲۳، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۳۹۸ھ

یہ واضح رہے کہ اگر لکھنے میں کوئی لفظی غلطی ہو گئی ہو یا کوئی اور سہو یا تسامح ہو گیا ہو یا کتابت کی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو انسان اور بشر ہونے کے ناطے ہم معذور ہیں، بہر حال اس تحریر میں جو حسن ہے وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہے اور اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی عنایت سے ہے، اور جو قبیح ہے وہ میری کوتاہی، کم علمی اور کم فہمی کی وجہ سے ہے، میں نے اس مسئلہ کو شرح صحیح مسلم جلد ثالث میں بھی لکھا تھا لیکن بعض پہلوؤں سے اس میں زیادہ تفصیل نہیں تھی، اس لیے میں نے اس مسئلہ کو دوبارہ نئی ترتیب اور زیادہ وضاحت سے لکھا ہے، جو لوگ غیر کفو سے نکاح کے مسئلہ میں واقعی کسی شک وشبہ یا الجھن کا شکار ہوں اور اس تحقیق سے ان کے شبہات دور ہو جائیں تو میں یہ سمجھوں گا کہ میری یہ تحریر ٹھکانے لگی۔

اخیر میں، میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں: اے الہ العٰلمین اس تحریر کو نفع آور بنا، اہل حق کے لیے اس تحریر کو وجہ استقامت اور مخالفین کے لیے وجہ ہدایت بنا دے، میری اس کتاب کو تا قیام قیامت باقی رکھ اور میرے لیے اس کو صدقہ جاریہ کر دے، میرے صغیرہ اور کبیرہ گناہ معاف فرما، دنیا اور آخرت کی ہر بلا اور ہر عذاب کو مجھ سے دور کر دے اور دارین کی عزتوں، سعادتوں اور برکتوں کو میرا مقدر کر دے، میری، میرے والدین کی، میرے اساتذہ اور مشائخ کی اس کتاب کے معاونین، قارئین، اس کے ناشر، کاتب اور مصحح کی مغفرت فرما اور ہم سب کو دارین کی کامرانیوں سے نواز اور ہم سب کو جنت الفردوس عطا فرما!، وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین حبیب رب العالمین افضل الانبیاء والمرسلین قائد الغر المحجلین شفیعنا یوم الدین وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ وامتہ اجمعین۔

باب ۵۹۰ مِنْ فَضَائِلِ اُمِّ اَيْمَنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے فضائل

۶۱۹۵ - حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ انْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اُمِّ اَيْمَنَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَنَاوَلَتْهُ اِنَاءً فِيْهِ شَرَابٌ قَالَ فَلَا اَدْرِيْ اَصَادَفَتْهُ صَائِمًا اَوْ لَمْ يُرِدْهُ فَجَعَلَتْ تَصْخَبُ عَلَيْهِ وَتَذَمَّرُ عَلَيْهِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ام ایمن کے پاس تشریف لے گئے، میں بھی آپ کے ساتھ گیا وہ ایک برتن میں ایک مشروب لائیں، حضرت انس کہتے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ آپ روزے سے تھے یا آپ نے اس کو پینا نہیں چاہا، حضرت ام ایمن چلانے اور غصہ کرنے لگیں۔

۶۱۹۶ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكِلَابِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ انْطَلِقْ بِنَا اِلٰى اُمِّ اَيْمَنَ نَزُوْرُهَا كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر سے کہا چلو حضرت ام ایمن کی زیارت کر کے آئیں جس طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے تھے، جب ہم

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُوْرُهَا فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَيْهَا بَكَتْ فَقَالَا لَهَا مَا يُبْكِيْكِ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ مَا اَبْكِيْ اَنْ لَّا اَكُوْنَ اَعْلَمُ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ اَبْكِيْ اَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا۔

حضرت ام ایمن کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں، ان دونوں نے کہا آپ کیوں رو رہی ہیں! اللہ کے پاس جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے اجر ہے وہ زیادہ اچھا ہے، حضرت ام ایمن نے کہا میں اس لیے نہیں رو رہی کہ میں نہیں جانتی کہ اللہ کے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے اچھا اجر ہے، لیکن میں اس لیے رو رہی ہوں کہ آسمان سے وحی کا آنا بند ہو گیا، پھر ان دونوں پر بھی گریہ طاری ہوا اور وہ بھی رونے لگے۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی باندی اور آپ کی پرورش کرنے والی ہیں، ان کا نام برکہ تھا یہ حبشہ کی رہنے والی تھیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبد اللہ نے ان کو آزاد کر دیا تھا، یہ ابتداء اسلام میں مسلمان ہو گئی تھیں، انھوں نے حبشہ اور مدینہ کی طرف ہجرت کی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی، ایک قول یہ ہے کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ کی باندی تھیں، یہی وہ خاتون ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا پیشاب پیا تھا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تمہارے پیٹ میں کبھی درد نہیں ہو گا، ایک قول یہ ہے کہ جس خاتون نے آپ کا پیشاب پیا تھا، وہ حضرت ام حبیبہ کی باندی تھیں، ان کا نام بھی برکہ تھا۔

حضرت ام ایمن کی کنیت ام ایمن اس لیے تھی کہ ان کے بیٹے کا نام ایمن بن عبید تھا، عبید حبشی کے بعد حضرت زید بن حارثہ نے ان سے نکاح کر لیا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میری والدہ کے بعد میری ماں حضرت ام ایمن ہیں، آپ ان کی زیارت کے لیے جاتے تھے، علامہ ابن اثیر نے اس تذکرہ میں صحیح مسلم کی حدیث نمبر ۶۱۹۶ کا بھی ذکر کیا ہے۔

ابن شہاب نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ام ایمن، حضرت اسامہ بن زید کی والدہ ہیں، یہ حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب کی باندی تھیں، جب حضرت عبد اللہ کی وفات کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو حضرت ام ایمن نے آپ کی پرورش کی حتی کہ آپ بڑے ہو گئے، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کر کے حضرت زید بن حارثہ سے ان کا نکاح کر دیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے پانچ ماہ بعد ان کا انتقال ہو گیا، ایک قول چھ ماہ کا ہے۔[1]

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۶۸ - ۵۶۷ مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

بَابٌ ٨٦ مِنْ فَضَائِلِ اُمِّ سُلَيْمٍ اُمِّ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَبِلَالٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

حضرت ام سلیم اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کے فضائل

٦١٩٧ - حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ عَلٰى اَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهٖ اِلَّا اُمَّ سُلَيْمٍ فَاِنَّهٗ كَانَ يَدْخُلُ عَلَيْهَا فَقِيْلَ لَهٗ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنِّيْ اَرْحَمُهَا قُتِلَ اَخُوْهَا مَعِيْ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، ازواج مطہرات اور حضرت ام سلیم کے علاوہ اور کسی عورت کے گھر نہیں جاتے تھے، حضور حضرت ام سلیم کے ہاں تشریف لے جاتے تھے، آپ سے اس کے متعلق استفسار کیا گیا تو آپ نے فرمایا: مجھے اس پر رحم آتا ہے اس کا بھائی میرے ساتھ شہید کیا گیا۔ (حضرت ام سلیم اور حضرت ام حرام دونوں آپ کی رضاعی خالہ تھیں۔)

٦١٩٨ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ (يَعْنِي ابْنَ السَّرِيِّ) حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْفَةً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا هٰذِهِ الْغُمَيْصَآءُ بِنْتُ مِلْحَانَ اُمُّ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے کسی کے چلنے کی آہٹ سنی، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو اہل جنت نے کہا یہ غمیصا بنت ملحان ہے، انس بن مالک کی والدہ۔

٦١٩٩ - حَدَّثَنِيْ اَبُوْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَرَجِ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُرِيْتُ الْجَنَّةَ فَرَاَيْتُ امْرَاَةَ اَبِيْ طَلْحَةَ ثُمَّ سَمِعْتُ خَشْخَشَةً اَمَامِيْ فَاِذَا بِلَالٌ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے جنت دکھائی گئی، میں نے وہاں ابو طلحہ کی بیوی کو دیکھا پھر میں نے اپنے آگے کسی کے چلنے کی آہٹ سنی تو وہ بلال تھے۔

٦٢٠٠ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَاتَ ابْنٌ لِاَبِيْ طَلْحَةَ مِنْ اُمِّ سُلَيْمٍ فَقَالَتْ لِاَهْلِهَا لَا تُحَدِّثُوْا اَبَا طَلْحَةَ بِابْنِهٖ حَتّٰى اَكُوْنَ اَنَا اُحَدِّثُهٗ قَالَ فَجَآءَ فَقَرَّبَتْ اِلَيْهِ عَشَآءً فَاَكَلَ وَشَرِبَ فَقَالَ ثُمَّ تَصَنَّعَتْ لَهٗ اَحْسَنَ مَا كَانَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام سلیم کے بطن سے حضرت ابو طلحہ کا ایک لڑکا فوت ہو گیا، حضرت ام سلیم نے اپنے گھر والوں سے کہا حضرت ابو طلحہ کو ان کے بیٹے کے انتقال کی اس وقت تک خبر نہ دینا جب تک کہ میں خود نہ بتا دوں، حضرت ابو طلحہ آئے تو حضرت ام سلیم نے انہیں شام کا

تَصَنَّعُ قَبْلَ ذٰلِكَ فَوَقَعَ بِهَا فَلَمَّا رَأَتْ أَنَّهُ قَدْ شَبِعَ وَأَصَابَ مِنْهَا قَالَتْ يَا أَبَا طَلْحَةَ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ قَوْمًا أَعَارُوا عَارِيَتَهُمْ أَهْلَ بَيْتٍ فَطَلَبُوا عَارِيَتَهُمْ أَلَهُمْ أَنْ يَمْنَعُوهُمْ قَالَ لَا قَالَتْ فَاحْتَسِبِ ابْنَكَ قَالَ فَغَضِبَ وَقَالَ تَرَكْتِنِي حَتّٰى تَلَطَّخْتُ ثُمَّ أَخْبَرْتِنِي بِابْنِي فَانْطَلَقَ حَتّٰى أَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمَا فِي غَابِرِ لَيْلَتِكُمَا قَالَ فَحَمَلَتْ قَالَ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ وَهِيَ مَعَهُ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى الْمَدِينَةَ مِنْ سَفَرٍ لَا يَطْرُقُهَا طُرُوقًا فَدَنَوْا مِنَ الْمَدِينَةِ فَضَرَبَهَا الْمَخَاضُ فَاحْتَبَسَ عَلَيْهَا أَبُو طَلْحَةَ وَانْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ أَبُو طَلْحَةَ إِنَّكَ لَتَعْلَمُ يَا رَبِّ أَنَّهُ يُعْجِبُنِي أَنْ أَخْرُجَ مَعَ رَسُولِكَ إِذَا خَرَجَ وَأَدْخُلَ مَعَهُ إِذَا دَخَلَ وَقَدِ احْتَبَسْتُ بِمَا تَرٰى قَالَ تَقُولُ أُمُّ سُلَيْمٍ يَا أَبَا طَلْحَةَ مَا أَجِدُ الَّذِي كُنْتُ أَجِدُ انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا قَالَ فَضَرَبَهَا الْمَخَاضُ حِينَ قَدِمَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَتْ لِي أُمِّي يَا أَنَسُ لَا يُرْضِعُهُ أَحَدٌ حَتّٰى تَغْدُوَ بِهِ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَصْبَحَ احْتَمَلْتُهُ فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَصَادَفْتُهُ وَمَعَهُ مِيسَمٌ فَلَمَّا رَآنِي قَالَ لَعَلَّ أُمَّ سُلَيْمٍ وَلَدَتْ قُلْتُ نَعَمْ فَوَضَعَ الْمِيسَمَ قَالَ وَجِئْتُ بِهِ فَوَضَعْتُهُ فِي حِجْرِهِ وَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَجْوَةٍ مِنْ عَجْوَةِ الْمَدِينَةِ فَلَاكَهَا فِي فِيهِ حَتّٰى ذَابَتْ ثُمَّ قَذَفَهَا فِي فِي الصَّبِيِّ فَجَعَلَ الصَّبِيُّ يَتَلَمَّظُهَا قَالَ فَقَالَ

کھانا پیش کیا انھوں نے کھانا کھایا اور پانی پیا، پھر حضرت ام سلیم نے پہلے کی بہ نسبت زیادہ اچھا بناؤ سنگھار کیا، حضرت ابوطلحہ نے ان سے عمل ازدواج کیا، جب حضرت ام سلیم نے دیکھا کہ وہ سیر ہوگئے اور اپنی جنسی خواہش بھی پوری کرلی تو پھر انھوں نے کہا اے ابوطلحہ! یہ بتاؤ کہ اگر کچھ لوگ کسی کو عاریتاً کوئی چیز دیں اور پھر وہ اپنی چیز واپس لے لیں تو کیا وہ ان کو منع کرسکتے ہیں؟ حضرت ابوطلحہ نے کہا نہیں، حضرت ام سلیم نے کہا تو پھر تم اپنے بیٹے کے متعلق یہی گمان کرلو، حضرت ابوطلحہ یہ سن کر غضب ناک ہوئے اور کہا تم نے مجھے میرے بیٹے کے متعلق خبر نہیں دی حتیٰ کہ میں (جنسی عمل سے) آلودہ ہوگیا، پھر انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر اس واقعہ کی خبر دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری اس گذاری ہوئی رات میں برکت عطا کرے، پھر حضرت ام سلیم حاملہ ہوگئیں، حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں حضرت ام سلیم بھی تھیں اور جب آپ کسی سفر سے مدینہ منورہ واپس آتے تو رات کے وقت مدینہ منورہ نہیں جاتے تھے، جب لوگ مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو حضرت ام سلیم کو دردِ زہ شروع ہوا، حضرت ابوطلحہ ان کے پاس ٹھہرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوگئے، حضرت انس کہتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ نے کہا: اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ مجھے یہ بات پسند تھی کہ میں تیرے رسول کے ساتھ (مدینہ منورہ سے) نکلوں اور ان کے ساتھ ہی داخل ہوں اور تجھے معلوم ہے کہ میں کس مجبوری میں پھنس گیا ہوں، حضرت ام سلیم نے کہا اے ابوطلحہ اب مجھے پہلے کی طرح درد نہیں ہے چلو چلتے ہیں، پھر ہم چل پڑے اور جب ہم مدینہ آئے تو ان کو درد شروع ہوا اور ایک لڑکا پیدا ہوا،

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْظُرُوْا اِلٰى حُبِّ الْاَنْصَارِ التَّمْرَ قَالَ فَمَسَحَ وَجْهَهٗ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ ۔

مجھ سے میری والدہ نے کہا اے انس! جب تک تم اس بچہ کو صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر جاؤ، اس وقت تک کوئی اس بچہ کو دودھ نہیں پلائے گا، جب صبح ہوئی تو میں اس بچہ کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا، میں نے دیکھا اس وقت آپ کے ہاتھ میں اونٹوں کو داغ دینے کا ایک آلہ تھا آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا شاید ام سلیم کے ہاں بچہ ہوا ہے، میں نے کہا جی، آپ نے وہ آلہ رکھ دیا، میں بچے کو آپ کے پاس لے کر آیا، میں نے اس بچے کو آپ کی گود میں دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی عجوہ کھجور منگائی اور اس کو اپنے منہ سے چبایا جب وہ کھجور گھل گئی تو آپ نے اس کو بچہ کے منہ میں رکھ دیا، بچہ اس کو چوسنے لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو انصار کو کھجور سے کتنی محبت ہے! پھر آپ نے اس بچہ کے سر پر دست شفقت پھیرا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔

۶۲۰۱- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ خِرَاشٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ حَدَّثَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ مَاتَ ابْنٌ لِاَبِيْ طَلْحَةَ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِهٖ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوطلحہ کا بچہ فوت ہو گیا اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

۶۲۰۲- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ يَعِيْشَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ اَبِيْ حَيَّانَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ (وَاللَّفْظُ لَهٗ) حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَيَّانَ التَّيْمِيُّ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ عِنْدَ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ يَا بِلَالُ حَدِّثْنِيْ بِاَرْجٰى عَمَلٍ عَمِلْتَهٗ عِنْدَكَ فِي الْاِسْلَامِ مَنْفَعَةً فَاِنِّيْ سَمِعْتُ اللَّيْلَةَ خَشْفَ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ قَالَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے صبح کی نماز کے وقت فرمایا: اے بلال! مجھے وہ عمل بتلاؤ جس کی تمہیں اسلام میں سب سے زیادہ منفعت کی امید ہو، کیونکہ میں نے آج رات کو جنت میں اپنے آگے تمہاری جوتیوں کی آہٹ سنی ہے، حضرت بلال نے کہا میں نے اسلام میں کوئی ایسا عمل نہیں کیا جس کی منفعت کی مجھے زیادہ امید ہو، البتہ رات ہو یا دن جب میں مکمل وضو کرتا ہوں تو میں اس وضو کے ساتھ اتنی رکعات نماز پڑھ لیتا ہوں جتنی رکعات

بِلَالُ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا فِي الْإِسْلَامِ اَرْجٰى عِنْدِيْ مَنْفَعَةً مِنْ اَنِّيْ لَا اَتَطَهَّرُ طُهُوْرًا تَامًّا فِيْ سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ وَلَا نَهَارٍ اِلَّا صَلَّيْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ مَا كَتَبَ اللّٰهُ لِيْ اَنْ اُصَلِّيَ ۔ نماز اللہ تعالیٰ نے میری قسمت میں لکھ دی ہے۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا نسب یہ ہے: ام سلیم بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار الانصاریہ الخزرجیہ النجاریہ، یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں، ان کے نام میں کئی قول ہیں سہلہ، رمیلہ، رمیثہ، ملیکہ، غمیصا، رمیصا۔ یہ زمانہ جاہلیت میں مالک بن النضر کے نکاح میں تھیں جو حضرت انس بن مالک کے والد تھے، وہ ان سے ناراض ہو کر ملک شام میں چلے گئے۔ اور وہیں فوت ہو گئے، ابو طلحہ انصاری نے ان کو نکاح کا پیغام دیا، اس وقت وہ مشرک تھے حضرت ام سلیم نے کہا میں تم کو پسند کرتی ہوں اور تم جیسے شخص کا پیغام مسترد نہیں کیا جاتا لیکن تم کافر ہو اور میں مسلمان ہوں، اگر تم اسلام لے آؤ تو یہی میرا مہر ہے، میں تم سے کسی اور چیز کا سوال نہیں کروں گی، حضرت ابو طلحہ انصاری نے مسلمان ہو کر ان سے نکاح کر لیا، ان کا اسلام لانا تشریف تھا، ان سے ایک بچہ ہوا جو بچپن میں فوت ہو گیا، اس کا نام ابو عمیر تھا، اس کے بعد پھر ایک لڑکا ہوا اس کا نام عبد اللہ بن ابی طلحہ تھا، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتی رہی ہیں اور ان سے کئی احادیث مروی ہیں۔ [۱]

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے: بلال بن رباح، ان کی کنیت ابو عبد الکریم ہے، ایک قول ہے ابو عبد اللہ، اور ایک قول ہے ابو عمرو، ان کی والدہ کا نام حمامہ ہے آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام تھے، انھوں نے آپ کو پانچ، سات یا نو اوقیہ چاندی میں خریدا تھا، اور پھر اللہ کی راہ میں آزاد کر دیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن اور خازن تھے، غزوہ بدر اور تمام غزوات میں شریک رہے، سابقین اسلام میں سے تھے آپ ان صحابہ میں سے تھے جن کو اسلام لانے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا تھا اور وہ اس پر صبر کرتے تھے، ابو جہل ان کو دھوپ میں منہ کے بل گرا دیتا پھر ان کے اوپر چکی رکھ دیتا حتیٰ کہ دھوپ کی شدت سے ان کی چربی پگھلنے لگتی، پھر وہ کہتا رب محمد کا انکار کرو آپ اس کے جواب میں اُحد اُحد کہتے تھے، ایک دن جب آپ کو عذاب دیا جا رہا تھا تو وہاں سے ورقہ بن نوفل کا گزر ہوا اس وقت آپ اُحد اُحد کہہ رہے تھے، انھوں نے کہا اے بلال! احد احد کہتے رہو، بہ خدا اگر تم اس حال میں مر گئے تو تمہاری قبر میں بناؤں گا آپ امیۃ بن خلف کے غلام تھے، وہ آپ کو مسلسل عذاب دیتا تھا، پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے معرکہ بدر میں حضرت بلال کو امیہ بن خلف سے انتقام لینے پر قادر کر دیا اور انھوں نے اس کو غزوہ بدر میں قتل کر دیا، جس وقت حضرت

[۱] علامہ مجد بن محمد شیبانی ابن اثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۹۱، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، ایران

ابوبکر نے ان کو خریدا تھا اس وقت ان پر پتھر رکھ کر عذاب دیا جارہا تھا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو حضرت ابو عبیدہ بن جراح کا بھائی بنایا تھا آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات میں سفر اور حضر میں آپ کے مؤذن تھے، اور جس شخص نے اسلام میں سب سے پہلے اذان دی ہے وہ حضرت بلال تھے، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت بلال شام جانے لگے، حضرت ابوبکر نے کہا آپ میرے پاس رہیں، حضرت بلال نے کہا اگر آپ نے مجھے اپنے نفس کے لیے آزاد کیا تھا تو مجھے روک لیجئے اور اگر آپ نے مجھے اللہ کے لیے آزاد کیا تھا تو میں اللہ عزوجل کی طرف جارہا ہوں مجھے جانے دیجئے، پھر حضرت ابوبکر نے انھیں جانے دیا اور وہ شام چلے گئے پھر آپ وفات تک شام میں ہی رہے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آپ نے فرمایا اے بلال یہ کیسی بیوفائی ہے تم اب تک ہماری زیارت کے لیے نہیں آئے، حضرت بلال غم زدہ حالت میں بیدار ہوئے اور مدینہ منورہ روانہ ہوئے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر پر گئے اور زار و قطار رونے لگے اور قبر سے لپٹنے لگے، پھر حضرت حسن اور حسین آئے، حضرت بلال نے ان کو لپٹایا اور ان کو بوسہ دیا، انھوں نے کہا ہماری خواہش ہے کہ آپ اذان دیں، پھر وہ مسجد کی چھت پر چڑھے، جب انھوں نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو مدینہ لرزنے لگا، جب لا الہ الا اللہ کہا تو اس کی لرزش زیادہ ہوگئی، جب اشہد ان محمداً رسول اللہ کہا تو خواتین اپنے گھروں سے نکل آئیں اور اس دن سے زیادہ کبھی لوگوں پر گریہ نہیں دیکھا گیا۔

امام محمد بن سعد نے کہا کہ حضرت بلال سنہ ۲۰ھ میں دمشق میں فوت ہوئے اس وقت ان کی عمر ساٹھ سال سے زیادہ تھی۔ ۵

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جنت میں اپنے آگے حضرت بلال کے جوتوں کی آہٹ سنی، اس کی توجیہ

حدیث نمبر ۶۲۰۲ میں ہے: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا: میں نے آج رات کو جنت میں اپنے آگے تمہاری جوتیوں کی آہٹ سنی ہے، یہ حدیث صحیح بخاری ج اص ۱۵۴ میں بھی ہے،

علامہ بدرالدین عینی حنفی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ کرمانی نے کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس سماع کو خواب پر محمول کرنا ضروری ہے کیونکہ موت سے پہلے جنت میں کوئی شخص نہیں جاسکتا، اور یہ بیداری کا واقعہ بھی ہوسکتا ہے، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم معراج کی شب کو جنت میں داخل ہوئے، علامہ عینی فرماتے ہیں کہ علامہ کرمانی کی عبارت میں تضاد ہے، زیادہ صحیح یہ ہے کہ موت سے پہلے جنت میں نہ جاسکنا قاعدہ کلیہ نہیں ہے، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب سات آسمانوں اور سدرۃ المنتہیٰ

۵۔ علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن اثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج اص ۲۰۹۔۲۰۶، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

سے گذر گئے تو آپ اس عالم سے نکل گئے اس لیے اب آپ کا موت سے پہلے جنت میں جانا ممتنع نہیں ہے اور میں اس جواب میں منفرد ہوں۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت بلال جنت میں کیسے داخل ہو گئے حالانکہ آپ سے پہلے کسی شخص کا جنت میں داخل ہونا حرام ہے، علامہ کرمانی نے اس کے جواب میں یہ کہا ہے کہ اس حدیث سے حضرت بلال کا جنت میں داخل ہونا لازم نہیں آتا۔ باقی رہا آپ کا حضرت بلال کی جوتیوں کی آہٹ سننا تو ہو سکتا ہے کہ حضرت بلال جنت سے باہر ہوں اور حضور نے جنت میں یہ آواز سن لی ہو، بعض علماء نے اس جواب کو مستبعد قرار دیا ہے، کیوں کہ حدیث کا سیاق وسباق یہ بتاتا ہے کہ حضرت بلال کو ہر وضو کے بعد نماز پڑھنے سے یہ فضیلت حاصل ہوئی کہ حضور نے جنت میں اپنے آگے ان کی جوتیوں کی آہٹ سنی، علامہ عینی فرماتے ہیں کہ تحقیق یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں حضرت بلال کو جنت میں دیکھنا برحق ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے خواب برحق ہوتے ہیں اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے خواب وحی ہیں، باقی حضرت بلال کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جنت میں داخل ہونا یہ بطور حقیقت نہیں ہے بلکہ بطور تمثیل ہے، کیونکہ حضرت بلال کی بیداری میں یہ عادت تھی کہ وہ آپ سے آگے چلا کرتے تھے، اس لیے نیند میں بھی آپ کو اسی طرح دکھایا گیا، اس لیے حضرت بلال کا حقیقت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جنت میں داخل ہونا لازم نہیں آتا۔

تیسرا سوال یہ ہے کہ اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بلال اپنے اس عمل (یعنی ہر وضو کے بعد نماز پڑھنے) کی وجہ سے جنت میں گئے، حالانکہ حدیث میں ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں داخل نہیں ہوگا، علامہ عینی فرماتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ جنت میں نفس دخول تو محض اللہ کی رحمت اور اس کے فضل سے ہوگا۔ اور درجات میں زیادتی اور کمی و بیشی کا فرق اعمال کی وجہ سے ہوگا، قرآن مجید میں ہے:

الذین تتوفٰھم الملٰئکۃ طیبین یقولون سلٰم علیکم ادخلوا الجنۃ بما کنتم تعملون۔ (نحل، ۳۲)

وہ (پرہیزگار) جن کی روحوں کو فرشتے قبض کرتے ہیں درآں حالیکہ وہ مسرور اور خوش ہوں، فرشتے ان سے کہتے ہیں، تم پر سلام ہو تم جنت میں اپنے اعمال کی وجہ سے داخل ہو جاؤ۔

اس آیت کی بھی یہی توجیہ ہے کہ جنت میں اصل دخول تو محض اللہ کے فضل سے ہے اور درجات کا حصول اعمال کی وجہ سے ہے۔ [1]

میں کہتا ہوں کہ اس آیت اور اس حدیث کی یہ توجیہ بھی ہو سکتی ہے کہ اعمال صورۃً سبب ہیں حقیقۃً سبب نہیں ہیں اور حضرت بلال والی حدیث اور سورہ نحل کی اس آیت میں سبب صوری بیان کیا گیا ہے، سبب حقیقی نہیں بیان کیا گیا، سبب حقیقی اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہے۔

اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنے اور دیگر معمولات اہل سنت پر ایک دلیل

حافظ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کے

---

[1] حافظ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۷، ص ۲۰۸ ـ ۲۰۷، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ویستفاد منہ جواز الاجتھاد فی توقیت العبادۃ لان بلالا توصل الی ما ذکرنا بالاستنباط فصوبہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم[1]

اس حدیث سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ اپنے اجتہاد سے کسی عبادت کا وقت مقرر کرنا جائز ہے، کیونکہ حضرت بلال نے دخول جنت کا یہ مرتبہ اپنے اجتہاد اور استنباط سے حاصل کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصویب فرمائی (اور یہ نہیں فرمایا کہ تم نے از خود ہر وضو کے بعد نماز پڑھنے کو کیوں مقرر کر لیا؟)

اس قیاس پر ہم یہ کہتے ہیں کہ ہر اذان سے کچھ وقفہ پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنا، جمعہ کی نماز کے بعد کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا، بارہ ربیع الاوّل کو حضور کے میلاد کی خوشی میں جلوس نکالنا اور محافل میلاد منعقد کرنا، موت کے تیسرے دن، چالیسویں دن اور ایک سال کے بعد صدقات وخیرات کا ایصال ثواب کرنا، ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو ایصال ثواب کرنا، ان تمام عبادات کے لیے جو اوقات علماء اور صالحین نے اپنے اجتہاد سے مقرر کیے ہیں وہ اس حدیث کی روشنی میں جائز اور صحیح ہیں البتہ ان عبادات کے لیے ان اوقات کی تعیین کو لازم اور ضروری قرار دینا یا اس تعیین کو تعیین شرعی سمجھ لینا بدعت سیئہ اور بدعت ضلالہ ہے، امام بخاری کی حسب ذیل روایت سے بھی ان معمولات کی تائید حاصل ہوتی ہے:-

عن انس کان رجل من الانصار یؤمھم فی مسجد قباء وکان کلما افتتح سورۃ یقرأ بھا فی الصلوۃ مما یقرأ بہ افتتح بقل ھو اللہ احد حتی یفرغ منھا ثم یقرأ بسورۃ اخری معھا وکان یصنع ذلک فی کل رکعۃ فکلمہ اصحابہ وقالوا انک تفتتح بھذہ السورۃ ثم لا تری انھا تجزئک حتی تقرأ باخری فاما ان تقرأ بھا واما ان تدعھا وتقرأ باخری فقال ما انا بتارکھا ان احببتم ان اؤمکم بذلک فعلت وان کرھتم ترکتم وکانوا یرون انہ من افضلھم وکرھوا ان یؤمھم غیرہ فلما اتاھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخبروہ الخبر فقال یا فلان ما یمنعک ان تفعل ما یامرک

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مسجد قبا میں انصار کا ایک شخص ان کی امامت کرتا تھا، وہ نماز میں پڑھی جانے والی سورتوں میں سے جب بھی کسی سورت کو شروع کرتا تو "قل ھو اللہ احد" سے شروع کرتا اور اس سے فارغ ہونے کے بعد کوئی اور سورت پڑھتا، وہ اس طرح ہر رکعت میں کرتا تھا، اس کے اصحاب نے اس سے کہا تم اس سورت سے قرأت شروع کرتے ہو پھر اس کو کافی نہیں سمجھتے اور دوسری سورت پڑھتے ہو یا تم صرف اسی سورت کو پڑھو اور یا اس سورت کو چھوڑ دو اور کوئی اور سورت پڑھو، اس نے کہا میں اس سورت کو ترک نہیں کروں گا، اگر تم کو میری امامت پسند ہو تو میں نماز پڑھاؤں گا اور اگر تم کو میری امامت پسند نہیں ہے تو مجھ کو چھوڑ دو، وہ لوگ اس شخص کے علاوہ کسی اور کو امام بنانا ناپسند کرتے تھے،

---

[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۳ ص ۳۴ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

به اصحابك وما يحملك على لزوم هذه السورة في كل ركعة فقال انى احبها قال حبك اياها ادخلك الجنة ۔[۱]

کیونکہ ان کے خیال میں وہ ان سب سے افضل تھا، جب ان کے پاس نبی صلے اللہ علیہ وسلم آئے تو انھوں نے اس واقعہ کی خبر دی، آپ نے فرمایا: اے فلاں! تم کو اپنے ساتھیوں کی بات ماننے سے کیا چیز مانع ہے؟ اور اس سورت کو رکعت میں لازماً پڑھنے کا کیا سبب ہے؟ اس نے کہا میں اس سورت سے محبت کرتا ہوں، آپ نے فرمایا اس سورت کی محبت نے تم کو جنت میں داخل کر دیا۔

حضرت کلثوم بن ہدم انصاری رضی اللہ عنہ نے نماز کی ہر رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھنے کو لازم کر لیا اور یہ لزوم صرف قرآن مجید کی اس سورت سے محبت کی بنا پر تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس عمل پر ان کو جنت کی بشارت دی سو اسی نہج پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے اگر اہل سنت اذان سے کچھ وقفہ پہلے یا نماز کے بعد اعتقاد لزوم کے بغیر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کو معمول بنالیں تو وہ کب اس بشارت سے محروم ہوں گے! لیکن یہ تمام امور ادب اور محبت کے مظاہر ہیں، ان امور کو اسی درجہ میں رکھنا چاہیے اور کبھی کبھی ان امور کو قصداً ترک بھی کرنا چاہیے، تاکہ فرض اور واجب سے ان کا عملاً امتیاز قائم رہے، ہاں ان امور کے ساتھ فرض اور واجب کا معاملہ کرنا اور نہ کرنے والوں کو برا جاننا اور ان کو ملامت کرنا بدعت سیئہ اور بدعت ضلالہ ہے، جو مسلمان اتباع سنت کے جذبہ سے اذان سے پہلے یا بعد جہراً صلوٰۃ وسلام نہیں پڑھتے کہ عہد رسالت اور عہد صحابہ میں یہ معمول نہیں تھا ان کی نیت پر شک نہیں کرنا چاہیے ہاں جو لوگ بغض رسالت کی وجہ سے صلوٰۃ وسلام پڑھنے والوں کو برا جانیں، برا کہیں، انھیں اہل بدعت سے تعبیر کریں اور صلوٰۃ و سلام پڑھنے سے منع کریں اور آمادہ پیکار ہوں ان کے کفر میں کیا شک ہو سکتا ہے! بایں ہمہ ہمارا نظریہ یہ ہے کہ اذان سے کچھ وقفہ پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا جواز اور اجر و ثواب مسلم ہے لیکن اذان دینے کا اصل اور افضل طریقہ وہی ہے جس طریقہ سے عہد رسالت میں اذان دی جاتی تھی۔!

حدیث الباب کے بقیہ فوائد اور مسائل

اس حدیث کے باقی فوائد حسب ذیل ہیں:

(۱) اس حدیث میں وضو کے بعد نماز پڑھنے پر برانگیختہ کرتا ہے تاکہ وضو اپنے مقصود سے خالی نہ رہے۔

(۲) مہلب نے کہا جو مسلمان اپنے کسی عمل کو پوشیدہ رکھتا ہے، اللہ تعالی اسے اس عمل پر جزاء عظیم عطا فرماتا ہے۔

(۳) صالحین سے ان کی نیکیوں کے متعلق استفسار کرنا چاہیے تاکہ دوسرے بھی ان کی اقتداء کریں۔

(۴) استاد اور شیخ کو اپنے تلامذہ کے معمولات کے متعلق پوچھنا چاہیے تاکہ ان کے معمولات حسن ہوں تو ان کو برقرار رکھیں ورنہ ان کی اصلاح کریں۔

(۵) فقہاء شافعیہ نے اس حدیث کے عموم سے یہ استدلال کیا ہے کہ اوقات ممنوعہ (مثلاً استواء، غروب اور طلوع شمس

[۱] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

کے وقت) میں بھی اگر وضو کرے تو نماز پڑھے لیکن یہ استدلال صحیح نہیں ہے، کیونکہ تحریم کے دلائل اباحت پر مقدم ہیں، نیز اس حدیث میں یہ نہیں ہے کہ حضرت بلال وضو کے فوراً بعد نماز پڑھ لیتے تھے اگر مکروہ وقت میں وضو کیا ہے تو مکروہ وقت گزرنے کے بعد نماز پڑھے۔

(۶)۔ حضرت بلال کے جنت میں چلنے کی آواز سننے کا واقعہ خواب میں ہوا، صحیح بخاری کی حسب ذیل روایات میں اس کی تصریح ہے۔ امام بخاری اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن جابر بن عبد اللہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم رایتنی دخلت الجنۃ فاذا انا بالرمیصاء امرأۃ ابی طلحۃ و سمعت خشفۃ فقلت من ھذا فقال ھذا بلال ورایت قصرا بفنائہ جاریۃ فقلت لمن ھذا فقال لعمر بن الخطاب فاردت ان ادخلہ فانظر الیہ فذکرت غیرتک فقال عمر بابی وامی یارسول اللہ اعلیک اغار[۱]

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوا، میں نے وہاں ابوطلحہ کی بیوی رمیصاء کو دیکھا اور میں نے وہاں جوتیوں کی آہٹ سنی میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا یہ بلال ہیں اور میں نے وہاں ایک محل دیکھا جس کے صحن میں ایک باندی تھی، میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ کہا عمر بن الخطاب کا، میں نے اس کو دیکھنے کے لیے محل کے اندر جانا چاہا، پھر مجھے تمہاری غیرت یاد آئی، حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں کیا میں آپ پر غیرت کروں گا!

نیز امام بخاری روایت کرتے ہیں:

ان اباھریرۃ قال بینا نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ قال بینا انا نائم رایتنی فی الجنۃ فاذا امرأۃ تتوضأ الی جانب قصر فقلت لمن ھذا القصر قالوا لعمر فذکرت غیرتہ فولیت مدبرا فبکی عمر وقال علیک اغار یا رسول اللہ![۲]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا میں سویا ہوا تھا تو میں نے اپنے آپ کو خواب میں جنت میں دیکھا، وہاں ایک عورت ایک محل کی ایک جانب وضو کر رہی تھی، میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے، کہا عمر کا، پھر مجھے تمہاری غیرت یاد آئی اور میں واپس لوٹ گیا، حضرت عمر رونے لگے اور کہا یا رسول اللہ! میں آپ پر غیرت کروں گا!۔

صحیح بخاری کی ان دونوں روایات سے یہ واضح ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جنت میں اپنے آگے حضرت بلال

---

[۱] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۲۰ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ ھ

[۲] 〃 〃 〃 〃، صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۲۰ 〃 〃

کے جوتوں کی آہٹ سننے کا واقعہ خواب میں رونما ہوا تھا جیسا کہ حضرت رمیصا اور حضرت عمر کے محل کو دیکھنے کا واقعہ بھی خواب میں رونما ہوا تھا، اس لیے اب نہ یہ اعتراض ہوگا کہ حضرت بلال موت سے پہلے جنت میں کیسے چلے گئے اور نہ یہ اعتراض ہوگا کہ وہ حضور کے آگے کیونکر چل رہے تھے اور نہ یہ اعتراض ہوگا کہ کیا حضرت بلال کو بھی جسد عنصری کے ساتھ معراج ہوئی تھی؟

بَابٌ ٨٦ مِنْ فَضَائِلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَاُمِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا

حضرت عبد اللہ بن مسعود اور ان کی والدہ رضی اللہ عنہما کے فضائل

٦٢٠٣ - حَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيْمِيُّ وَسَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ الْحَضْرَمِيُّ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ وَالْوَلِيْدُ بْنُ شُجَاعٍ قَالَ سَهْلٌ وَمِنْجَابٌ اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرُوْنَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيْلَ لِيْ اَنْتَ مِنْهُمْ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ:) جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے ان پر اس چیز میں کوئی گناہ نہیں ہے جو انھوں نے پرہیزگاری کے ساتھ کھایا (پوری آیت تک) تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا مجھے یہ بتایا گیا ہے تم ان لوگوں میں سے ہو۔

٦٢٠٤ - حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ) قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَدِمْتُ اَنَا وَاَخِيْ مِنَ الْيَمَنِ فَكُنَّا حِيْنًا وَمَا نُرَى ابْنَ مَسْعُوْدٍ وَاُمَّهٗ اِلَّا مِنْ اَهْلِ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كَثْرَةِ دُخُوْلِهِمْ وَلُزُوْمِهِمْ لَهٗ۔

حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی یمن سے آئے تو ہم حضرت ابن مسعود اور ان کی والدہ کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر بہ کثرت آنے جانے اور آپ کے ساتھ رہنے کی وجہ سے یہ سمجھتے رہے کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے ہیں۔

٦٢٠٥ - حَدَّثَنِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ

حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی یمن سے آئے، اس کے حسب سابق روایت ہے

عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ أَنَّهُ سَمِعَ الْأَسْوَدَ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا مُوسٰى يَقُولُ لَقَدْ قَدِمْتُ أَنَا وَأَخِي مِنَ الْيَمَنِ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ۔

۶۲۰۶ - **حَدَّثَنَا** زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أُرٰى أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ أَوْ مَا ذَكَرَ مِنْ نَحْوِ هٰذَا۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں یہ گمان کرتا تھا کہ حضرت عبداللہ اہل بیت سے ہیں، یا اس کے قریب بیان کیا۔

۶۲۰۷ - **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْأَحْوَصِ قَالَ شَهِدْتُ أَبَا مُوسٰى وَأَبَا مَسْعُوْدٍ حِيْنَ مَاتَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ أَتُرَاهُ تَرَكَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ فَقَالَ إِنْ قُلْتَ ذَاكَ إِنْ كَانَ لَيُؤْذَنُ لَهُ إِذَا حُجِبْنَا وَيَشْهَدُ إِذَا غِبْنَا۔

ابوالاحوص کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا میں اس وقت حضرت ابوموسیٰ اور حضرت ابومسعود کے پاس گیا، اس وقت ان میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا کیا تمہارے خیال میں حضرت ابن مسعود کے بعد کوئی شخص ان جیسا ہے؟ دوسرے نے کہا اگر تم یہ پوچھتے ہو تو ان کی یہ شان تھی کہ جب ہمیں بارگاہ رسالت میں باریابی نہیں ہوتی تھی تو حضرت ابن مسعود کو اس وقت بھی اجازت ہوتی تھی اور جس وقت ہم غائب ہوتے تھے حضرت ابن مسعود اس وقت بھی حاضر ہوتے تھے۔

۶۲۰۸ - **حَدَّثَنَا** أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا قُطْبَةُ (هُوَ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ) عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ قَالَ كُنَّا فِي دَارِ أَبِي مُوسٰى مَعَ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ فِي مُصْحَفٍ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ أَبُو مَسْعُوْدٍ مَا أَعْلَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ بَعْدَهُ أَعْلَمَ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ هٰذَا الْقَائِمِ فَقَالَ أَبُو مُوسٰى أَمَا لَئِنْ قُلْتَ ذَاكَ لَقَدْ كَانَ يَشْهَدُ إِذَا غِبْنَا وَيُؤْذَنُ لَهُ إِذَا حُجِبْنَا۔

ابوالاحوص بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابن مسعود کے چند اصحاب کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ کے گھر میں ایک مصحف (قرآن مجید کا نسخہ) دیکھ رہے تھے، اس اثناء میں حضرت ابن مسعود کھڑے ہو گئے تو حضرت ابومسعود نے کہا میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد اس کھڑے ہوئے شخص سے زیادہ قرآن مجید کا کوئی عالم چھوڑا ہو، حضرت ابوموسیٰ نے کہا اگر تم یہ کہتے ہو تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ہم غائب ہوتے تھے تو حضرت ابن مسعود حاضر ہوتے تھے اور جب ہم کو اجازت نہیں ہوتی تھی تو حضرت ابن مسعود کو اجازت ہوتی تھی۔

۶۲۰۹ - **وَحَدَّثَنِي** الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا حَدَّثَنَا

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں۔

عُبَيْدُ اللّٰهِ (هُوَ ابْنُ مُوسٰى) عَنْ شَيْبَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ قَالَ اَتَيْتُ اَبَا مُوسٰى فَوَجَدْتُ عَبْدَ اللّٰهِ وَاَبَا مُوسٰى ح وَحَدَّثَنَا اَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي عُبَيْدَةَ حَدَّثَنَا اَبِي عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ حُذَيْفَةَ وَاَبِي مُوسٰى وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَحَدِيثُ قُطْبَةَ اَتَمُّ وَاَكْثَرُ۔

۶۲۱۰ - حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ قَالَ وَمَنْ يَغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ قَالَ عَلٰى قِرَاءَةِ مَنْ تَاْمُرُونِّي اَنْ اَقْرَاَ فَلَقَدْ قَرَاْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضْعًا وَسَبْعِينَ سُورَةً وَلَقَدْ عَلِمَ اَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّي اَعْلَمُهُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَلَوْ اَعْلَمُ اَنَّ اَحَدًا اَعْلَمُ مِنِّي لَرَحَلْتُ اِلَيْهِ قَالَ شَقِيقٌ فَجَلَسْتُ فِي حِلَقِ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا سَمِعْتُ اَحَدًا يَرُدُّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ وَلَا يَعِيبُهُ۔

۶۲۱۱ - حَدَّثَنَا اَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا قُطْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ وَالَّذِي لَا اِلٰهَ غَيْرُهُ مَا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ سُورَةٌ اِلَّا اَنَا اَعْلَمُ حَيْثُ نَزَلَتْ وَمَا مِنْ اٰيَةٍ اِلَّا اَنَا اَعْلَمُ فِيمَا اُنْزِلَتْ وَلَوْ اَعْلَمُ اَحَدًا هُوَ اَعْلَمُ بِكِتَابِ اللّٰهِ مِنِّي تَبْلُغُهُ الْاِبِلُ لَرَكِبْتُ اِلَيْهِ۔

۶۲۱۲ - حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا

شفیق کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا جو شخص خیانت کرے گا وہ قیامت کے دن اس (خیانت شدہ چیز) کو لے کر حاضر ہو گا، پھر فرمایا مجھے کس شخص کی قرات کے مطابق قرآن مجید پڑھنے کے لیے کہتے ہو؟ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کچھ اوپر ستر سورتیں پڑھی ہیں، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جانتے ہیں کہ میں ان سب سے زیادہ کتاب اللہ کا جاننے والا ہوں، اور اگر میں یہ جانتا کہ کوئی شخص مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے تو میں اس کی طرف چلا جاتا، شفیق کہتے ہیں کہ میں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے حلقہ میں بیٹھا ہوں اور میں نے نہیں سنا کہ کسی نے حضرت ابن مسعود کا رد کیا ہو یا ان کی مذمت کی ہو۔

مسروق کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کتاب اللہ کی ہر سورت کے متعلق مجھے علم ہے وہ کب نازل ہوئی اور کتاب اللہ کی ہر آیت کے متعلق مجھے علم ہے کہ وہ کب نازل ہوئی اور وہ کس چیز کے متعلق نازل ہوئی، اور اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ کوئی شخص مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کو جاننے والا ہے اور اونٹوں پر سفر کر کے اس کے پاس جانا ممکن ہوتا تو میں اونٹوں پر سفر کر کے اس کے پاس چلا جاتا۔

مسروق کہتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمرو کے پاس جاتے اور ان سے گفتگو کرتے، ابن نمیر کہتے ہیں ایک

الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ كُنَّا نَأْتِيْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو فَنَتَحَدَّثُ اِلَيْهِ وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ عِنْدَهٗ فَذَكَرْنَا يَوْمًا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ لَقَدْ ذَكَرْتُمْ رَجُلًا لَّا اَزَالُ اُحِبُّهٗ بَعْدَ شَيْءٍ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خُذُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِنِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ فَبَدَاَ بِهٖ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَسَالِمٍ مَوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ۔

دن ہم نے ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود کا ذکر کیا، انھوں نے کہا تم نے مجھ سے اس شخص کا ذکر کیا ہے کہ میں ان سے اس وقت سے محبت کرتا ہوں جب سے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سنی ہے، میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: چار آدمیوں سے قرآن سیکھو، ابن ام عبد (حضرت ابن مسعود) سے، آپ نے ابتداء ان سے کی اور معاذ بن جبل سے اور ابی بن کعب سے، اور ابوحذیفہ کے آزاد شدہ غلام سالم سے۔

۶۲۱۳ - **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالُوْا حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَذَكَرْنَا حَدِيْثًا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ اِنَّ ذَاكَ الرَّجُلَ لَا اَزَالُ اُحِبُّهٗ بَعْدَ شَيْءٍ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُهٗ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَةِ نَفَرٍ مِنِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ فَبَدَاَ بِهٖ وَمِنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَمِنْ سَالِمٍ مَوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ وَمِنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَحَرْفٌ لَمْ يَذْكُرْهُ زُهَيْرٌ قَوْلُهٗ يَقُوْلُهٗ۔

مسروق کہتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پاس تھے ہم نے ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود کی ایک روایت بیان کی، انھوں نے کہا وہ ایسے شخص ہیں کہ میں ایک چیز کے بعد ان سے ہمیشہ محبت کرتا ہوں، میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے، چار شخصوں سے قرآن مجید سیکھو، ابن ام عبد سے، آپ نے حضرت ابن مسعود سے ابتداء کی، اور ابی بن کعب سے، اور ابوحذیفہ کے آزاد شدہ غلام سالم سے، اور معاذ بن جبل سے، زہیر نے اپنی روایت میں یقولہ کا ذکر نہیں کیا۔

۶۲۱۴ - **حَدَّثَنَا** اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِاِسْنَادِ جَرِيْرٍ وَوَكِيْعٍ فِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ قَدَّمَ مُعَاذًا قَبْلَ اُبَيٍّ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ كُرَيْبٍ اُبَيٌّ قَبْلَ مُعَاذٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۶۲۱۵ - **حَدَّثَنَا** ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ ح وَحَدَّثَنِيْ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ (يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ) كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِاِسْنَادِهِمْ وَاخْتَلَفَا عَنْ شُعْبَةَ فِيْ تَنْسِيْقِ الْاَرْبَعَةِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں، شعبہ کی روایت میں چاروں کی ترتیب میں اختلاف ہے۔

۶۲۱۶ - **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ

مسروق کہتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو

قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ ذَكَرُوا ابْنَ مَسْعُودٍ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَقَالَ ذَاكَ رَجُلٌ لَا أَزَالُ أُحِبُّهُ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اسْتَقْرِئُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنَ ابْنِ مَسْعُودٍ وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

کے سامنے حضرت ابن مسعود کا ذکر کیا انھوں نے کہا میں اس شخص سے اس وقت سے محبت کرتا ہوں جب سے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے: چار آدمیوں سے قرآن مجید سیکھو، ابن مسعود سے، سالم سے جو ابو حذیفہ کے آزاد شدہ غلام ہیں، ابی بن کعب سے اور معاذ بن جبل سے۔

۶۲۱۷ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ قَالَ شُعْبَةُ بَدَأَ بِهَذَيْنِ لَا أَدْرِي بِأَيِّهِمَا بَدَأَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی، شعبہ نے کہا آپ نے ان دونوں کے نام سے ابتداء کی، میں یہ نہیں جانتا کہ ان میں سے کس کے نام سے ابتداء کی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے:

عبداللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر ابو عبدالرحمٰن الہذلی۔ ان کے والد کا نام مسعود تھا، ان کی والدہ کا نام ام عبد بنت عبدود تھا۔

آپ ابتداء اسلام میں مسلمان ہوئے تھے، جب حضرت سعید بن زید اور ان کی زوجہ فاطمہ بنت خطاب مسلمان ہوئی تھیں، آپ کے اسلام لانے کا واقعہ یہ ہے: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چراتا تھا، ایک دن نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر تھے، آپ نے فرمایا: اے لڑکے! کیا تمہارے پاس دودھ ہے؟ میں نے کہا ہاں! لیکن میں امین ہوں، آپ نے فرمایا میرے پاس ایسی بکری لاؤ جس سے نر نے جفتی نہ کی ہو، میں ایک شخص یا بکری لے آیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو باندھا، پھر اس کے تھنوں کو ملنا شروع کیا اور دعا کرنے لگے حتیٰ کہ اس میں دودھ اتر آیا، پھر حضرت ابوبکر نے اس سے دودھ دوہا، آپ نے حضرت ابوبکر سے کہا دودھ پیو، حضرت ابوبکر نے دودھ پیا، اس کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا، آپ نے پھر اس بکری کے تھنوں سے کہا سکڑ جاؤ تو وہ سکڑ کر پہلے کی طرح ہو گئے، اس کے بعد میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ! مجھے اس کلام (قرآن مجید) کی تعلیم دیجئے، آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا تم تو پڑھانے والے لڑکے ہو، حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ستر سورتیں سیکھیں، اور کسی شخص نے مجھ سے بحث نہیں کی، حضرت ابن مسعود نے سب سے پہلے مکہ میں جہراً قرآن مجید پڑھا۔

جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کو اپنے ساتھ لے گئے، حضرت ابن مسعود آپ کی خدمت کرتے تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو پوشیدہ گفتگو سننے اور گھر میں آنے کی اجازت دی، حضرت ابن مسعود آپ کے گھر جاتے تھے، آپ کو نعلین پہناتے تھے، آپ کے ساتھ اور آپ کے

آگے چلتے تھے، جب آپ غسل کرتے تو حضرت ابن مسعود پردہ کرتے، جب آپ سو جاتے تو آپ کو بیدار کرتے، صحابہ کرام میں آپ صاحب السواد والسواک کے نام سے مشہور تھے (یعنی آپ کی پوشیدہ گفتگو سننے والے اور آپ کی مسواک لانے والے)

حضرت ابن مسعود نے حبشہ اور مدینہ کی طرف دو ہجرتیں کیں، دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی، بدر، احد، خندق، بیعت رضوان اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جنگ یرموک میں شریک ہوئے، ابوجہل کے سینہ پر سوار ہو کر انہوں نے ہی اس لعین کا سر کاٹا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنت کی بشارت دی تھی۔

حضرت ابن مسعود بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا مجھے سورۃ نساء پڑھ کر سناؤ، میں نے عرض کیا میں آپ کو قرآن مجید سناؤں! حالانکہ خود آپ پر قرآن مجید نازل ہوا ہے! آپ نے فرمایا میں اپنے علاوہ کسی اور سے قرآن سننا پسند کرتا ہوں، میں نے آپ کے سامنے قرأت کی جب میں اس آیت پر پہنچا فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید وجئنا بک علی ھؤلاء شھیدا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

عبدالرحمن بن یزید کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت حذیفہ سے کہا ہمیں اس شخص کے متعلق بتلائیے جو اپنی سیرت اور عادات و اطوار میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہو، تاکہ ہم اس سے دین سیکھیں اور اس سے احادیث سنیں، حضرت حذیفہ نے کہا جو شخص اپنی سیرت اور عادات و اطوار میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہے وہ ابن مسعود ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یاد رکھنے والے صحابہ کو معلوم ہے کہ ان سب سے زیادہ اللہ کا قرب ابن ام عبد کو حاصل ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں بغیر مشورہ کے کسی اور کو امیر بناتا تو ابن ام عبد (حضرت ابن مسعود) کو بناتا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں ۳۲ھ میں فوت ہو گئے، حضرت عثمان نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی، ایک قول یہ ہے کہ آپ کی نماز جنازہ حضرت عمار بن یاسر نے پڑھائی، وفات کے وقت آپ کی عمر ساٹھ اور چند سال تھی۔[۱]

حضرت ابن مسعود کے مصحف کا بیان

حدیث نمبر ۶۲۱۰ میں ہے: حضرت ابن مسعود نے فرمایا جو شخص خیانت کرے گا وہ قیامت کے دن خیانت شدہ چیز کو لے کر حاضر ہو گا۔

علامہ نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

حضرت ابن مسعود کا مصحف (جمع کردہ قرآن) جمہور کے مصحف کے مخالف تھا، حضرت ابن مسعود کے شاگردوں کے پاس بھی ان کا مصحف تھا، لوگوں نے ان کے مصحف پر اعتراض کیا اور ان سے یہ کہا کہ وہ اس مصحف کو ترک کر کے جمہور کے مصحف کی موافقت کریں اور ان سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ اپنے مصاحف کو جلا دیں، جیسا کہ دوسرے مصاحف

۱۔ علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۶۰ - ۲۵۶، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

کو جلا دیا گیا تھا، حضرت ابن مسعود نے اس مطالبہ کو نہیں مانا اور اپنے شاگردوں سے یہ کہا کہ تم لوگ اس مصحف کو چھپا دو، اور جب تم اس کو چھپاؤ گے تو قیامت کے دن اس کو لے کر حاضر ہو گے اور اس میں تمہاری فضیلت ہوگی پھر بطور انکار فرمایا: مجھے اس مصحف کے مطابق قرأت سے کون روکتا ہے؟ جس کو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے سنا ہے! [اله]

علامہ آبی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

قرآن مجید کو سات قراءت یعنی سات لغات پر نازل کیا گیا تھا اور ہر قبیلہ اپنی اپنی قرأت کے مطابق پڑھتا تھا، جب بکثرت فتوحات ہوئیں اور لوگ ناواقفیت کی بناء پر ایک دوسرے کی قرأت کی تکذیب کرنے لگے تو حضرت ابو حذیفہ کے مشورہ سے حضرت عثمان نے قرآن مجید کے اس نسخہ کو منگوایا جو حضرت ابوبکر کے عہد میں لغت قریش پر جمع کیا گیا تھا، اس نسخہ کی نقول تمام شہروں میں بھجوا دیں اور باقی مصاحف کو منگوا کر جلا دیا تاکہ امت میں اختلاف نہ ہو، تمام صحابہ نے حضرت عثمان کے اس اقدام کی تائید کی کیونکہ ان کا یہ خیال تھا کہ تمام مصاحف کا باقی رہنا قرآن مجید میں التباس اور اختلاف کا موجب ہوگا۔

حضرت ابن مسعود کی رائے تمام صحابہ سے منفرد و متفق الفول نے اپنے مصحف کو چھپا لیا اور حضرت عثمان یا کوئی اور شخص اس کو نکلوانے میں کامیاب نہ ہو سکا، حضرت عثمان نے جو مصاحف تمام شہروں میں بھجوائے تھے وہ مشہور ہو گئے، تمام صحابہ نے اس کی موافقت کی اور اس کو پڑھا جانے لگا اور حضرت ابن مسعود کا مصحف ترک کر دیا گیا، اور وہ چھپا رہا حتی کہ جب مصر میں بنو عبید کی حکومت ختم ہو گئی اور معز کی حکومت شروع ہوئی تو ان کے خزانوں میں وہ مصحف پایا گیا۔ اور صدر الدین قاضی الجماعۃ نے اس کو جلانے کا حکم دیا، ہم نے اپنے اساتذہ سے اسی طرح سنا ہے۔[ك]

حضرت ابن مسعود کی اپنی علمی فضیلت بیان کرنے کی توجیہ

حدیث نمبر ۶۲۱۱ میں ہے: حضرت ابن مسعود نے فرمایا: اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ کوئی شخص مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کو جاننے والا ہے اور اونٹوں پر سفر کر کے اس کے پاس جانا ممکن ہوتا تو میں اونٹوں پر سفر کر کے اس کے پاس جاتا! علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں اس کا بیان ہے کہ کسی ضرورت کی بناء پر انسان اپنے علم یا اپنے دوسرے فضائل کو بیان کر سکتا ہے، اور قرآن مجید میں جو ہے: لاتزکوا انفسکم (نجم: ۳۲) ”اپنی تعریف و توصیف نہ کرو“ اس کا محمل یہ ہے کہ کوئی شخص بغیر کسی ضرورت کے اپنی تعریف و توصیف نہ کرے، بلکہ اپنی بڑائی کے اظہار اور فخر جتلانے کے لیے اپنی تعریف کرے، اور بزرگانِ دین سے ضرورت کی بناء پر اپنی تعریف کرنا منقول ہے، مثلاً اس سے شر کو دور کرنا مقصود ہو یا لوگوں کے لیے کسی مصلحت کو حاصل کرنا مقصود ہو، یا کسی کو علم حاصل کرنے پر ترغیب دینا مطلوب ہو، مثلاً حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم (یوسف: ۵۵)

اله۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۹۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

كه۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۲۹۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

"مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کردے بے شک میں حفاظت کرنے والا علم والا ہوں" یہ حصول مصلحت کی شال ہے، اور دفع شر کی مثال یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جب محاصرہ کیا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ میں نے غزوہ تبوک کے لشکر کے لیے سامان فراہم کیا، اور چاہ رومہ خریدا، اور ترغیب کی مثال حضرت ابن مسعود کا یہ ارشاد ہے اور حضرت سہل بن سعد کا یہ کہنا کہ اس مسئلہ کو مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں ہے،

حضرت عبداللہ بن مسعود کتاب اللہ کے سب سے زیادہ عالم تھے، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ سنت رسول کو بھی خلفاء راشدین سے زیادہ جاننے والے ہیں، اور نہ یہ لازم آتا ہے کہ وہ ان سے زیادہ افضل ہوں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تمام خلفاء راشدین حضرت ابن مسعود سے افضل تھے۔ ے

باب ۸۶۲ مِنْ فَضَائِلِ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَّجَمَاعَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور انصار کی ایک جماعت کے فضائل

۶۲۱۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا اَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِّنَ الْاَنْصَارِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَّاُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَّزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَّاَبُوْ زَيْدٍ قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِاَنَسٍ مَّنْ اَبُوْ زَيْدٍ قَالَ اَحَدُ عُمُوْمَتِيْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چار شخصوں نے قرآن مجید جمع کیا اور وہ چاروں انصار میں سے تھے، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابو زید، قتادہ نے حضرت انس سے پوچھا ابو زید کون ہیں، فرمایا وہ میرے ایک چچا ہیں۔

۶۲۱۹ - حَدَّثَنِيْ اَبُوْ دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ مَعْبَدٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَّنْ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِّنَ الْاَنْصَارِ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَّمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَّزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَّرَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يُكْنٰى اَبَا زَيْدٍ ۔

ہمام کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں قرآن مجید کس نے جمع کیا تھا؟ کہا چار شخصوں نے، اور چاروں انصار میں سے تھے، حضرت ابی بن کعب، حضرت معاذ بن جبل، حضرت زید بن ثابت اور انصار کے ایک شخص جن کی کنیت ابو زید تھی۔

۶۲۲۰ - حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاُبَيٍّ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی سے فرمایا: اللہ عزوجل نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے

ے - علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۹۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ قَالَ اللّٰهُ سَمَّانِي لَكَ قَالَ اللّٰهُ سَمَّاكَ لِي قَالَ فَجَعَلَ أُبَيٌّ يَبْكِي۔

سامنے قرآن مجید پڑھوں، حضرت ابی نے کہا کیا اللہ تعالٰی نے آپ سے میرا نام لیا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالٰی نے مجھ سے تمہارا نام لیا ہے، پھر حضرت اُبی رونے لگے۔

۶۲۲۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا قَالَ وَسَمَّانِي قَالَ نَعَمْ قَالَ فَبَكٰى۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب سے فرمایا: اللہ تعالٰی نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے سامنے قرآن مجید کی یہ سورت پڑھوں: لم یکن الذین کفروا۔ حضرت ابی نے پوچھا اللہ تعالٰی نے میرا نام لیا ہے، آپ نے فرمایا ہاں! پھر حضرت ابی رونے لگے۔

۶۲۲۲- حَدَّثَنِيهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ (يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ) حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُبَيٍّ بِمِثْلِهِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی سے فرمایا: اس کے بعد اس کی مثل روایت ہے۔

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت ابی بن کعب کا نام ونسب یہ ہے: ابی بن کعب بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن نجار۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں میری امت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والا ابوبکر ہے، اور اللہ کے دین میں سب سے زیادہ شدید عمر ہے، سب سے زیادہ حیاء دار اور صادق عثمان ہے اور حلال اور حرام کا سب سے زیادہ عالم معاذ بن جبل ہے اور وراثت کے احکام کو سب سے زیادہ جاننے والا زید بن ثابت ہے، اور سب سے اچھی قراءت کرنے والا ابی بن کعب ہے، اور ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابوعبیدہ بن جراح ہے۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے تو جس شخص نے سب سے پہلے آپ کے لیے لکھا وہ ابی بن کعب ہیں اور سب سے آخر میں لکھنے والے بھی یہی تھے، جب حضرت ابی بن کعب نہیں ہوتے تھے تو حضرت زید بن ثابت لکھتے تھے۔

ابونعیم نے کہا کہ حضرت ابی بن کعب کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے ایک قول ہے حضرت عمر کی خلافت میں ۲۲ھ میں فوت ہوئے، ایک قول ہے ۳۰ھ میں حضرت عثمان کی خلافت میں فوت ہوئے ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال سفید تھے یہ خضاب نہیں لگاتے تھے۔[1] (حاشیہ صفحہ ہذا آئندہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)۔

بَابٌ ۶۶۳ مِنْ فَضَائِلِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فضائل

۶۲۲۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِیْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَنَازَةُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ بَيْنَ اَيْدِيهِمْ اهْتَزَّ لَهَا عَرْشُ الرَّحْمٰنِ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دراں حالیکہ حضرت سعد بن معاذ کا جنازہ ان کے سامنے رکھا ہوا تھا کہ ان کی (موت کی) وجہ سے عرش الٰہی جنبش میں آگیا۔

۶۲۲۴ - حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيسَ الْاَوْدِيُّ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِیْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سعد بن معاذ کی موت کی وجہ سے عرش الٰہی جنبش میں آگیا۔

۶۲۲۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرُّزِّيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ الْخَفَّافُ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَجِنَازَتُهٗ مَوْضُوعَةٌ يَعْنِیْ سَعْدًا اهْتَزَّ لَهَا عَرْشُ الرَّحْمٰنِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دراں حالیکہ ان کا جنازہ رکھا ہوا تھا، سعد کی موت کی وجہ سے عرش الٰہی جنبش میں آگیا۔

۶۲۲۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ اُهْدِيَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةُ حَرِيرٍ فَجَعَلَ اَصْحَابُهٗ يَلْمِسُونَهَا وَيَعْجَبُونَ مِنْ لِينِهَا فَقَالَ اَتَعْجَبُونَ مِنْ لِينِ هٰذِهٖ لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِی الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنْهَا وَاَلْيَنُ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ریشم کا ایک حلہ ہدیہ کیا گیا، آپ کے اصحاب اس کو چھوتے تھے اور اس کی نرمی پر تعجب کرتے تھے، آپ نے فرمایا تم اس کی نرمی پر تعجب کرتے ہو جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے بھی زیادہ اچھے اور ملائم تھے۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ) [1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۱ ص ۵۰-۴۹، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، ایران

۶۲۲۷ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَنْبَأَنِي أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُولُ أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَوْبِ حَرِيرٍ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ عَبْدَةَ أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ هَذَا أَوْ بِمِثْلِهِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

۶۲۲۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْحَدِيثِ بِالْإِسْنَادَيْنِ جَمِيعًا كَرِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

۶۲۲۹ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ أُهْدِيَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُبَّةٌ مِنْ سُنْدُسٍ وَكَانَ يَنْهَى عَنِ الْحَرِيرِ فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْهَا فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّ مَنَادِيلَ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْ هَذَا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشم کا ایک جبہ ہدیہ کیا گیا حالانکہ آپ ریشم پہننے سے منع کرتے تھے، صحابہ کو اس کی خوب صورتی سے تعجب ہوا، آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے زیادہ حسین ہیں۔

۶۲۳۰ - حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُكَيْدِرَ دُومَةِ الْجَنْدَلِ أَهْدَى لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةً فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ وَكَانَ يَنْهَى عَنِ الْحَرِيرِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اکیدر دومۃ الجندل کے بادشاہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک حلہ ہدیہ کیا، پھر اسی کی مثل حدیث ہے، اس میں یہ نہیں ہے کہ آپ ریشم سے منع فرماتے تھے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے:

سعد بن معاذ بن النعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبد الاشہل بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن النبیت عمرو بن مالک بن اوس انصاری اوسی۔ ان کی والدہ کا نام کبشہ بنت رافع ہے، ان کی صحابیت بھی ثابت ہے۔

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کو تعلیم دینے کے لیے مدینہ بھیجا اس وقت حضرت سعد بن معاذ نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا، جب حضرت سعد مسلمان ہو گئے تو انھوں نے

بنو عبدالاشہل سے کہا جب تک تم لوگ اسلام قبول نہیں کرو گے تمہارے مردوں اور عورتوں سے میری گفتگو حرام ہے تو وہ سب مسلمان ہو گئے، ان کا اسلام قبول کرنا بہت بڑی برکت تھا، وہ بدر، اُحد اور خندق کے معرکوں میں شریک ہوئے

۵ھ میں غزوۂ خندق ہوا، جب لڑائی کا وقت آیا تو حضرت سعد بن معاذ زرہ پہنے اور ہاتھ میں حربہ لیے کر میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئے، بنو حارثہ کے قلعہ میں ان کی والدہ موجود تھیں، اور حضرت عائشہ بھی ان کے پاس بیٹھی تھیں، جب حضرت سعد رزمیہ شعر پڑھتے ہوئے گذرے تو والدہ نے کہا بیٹا تم پیچھے رہ گئے ہو جلدی جاؤ، جس ہاتھ میں حربہ تھا وہ باہر نکلا ہوا تھا حضرت عائشہ نے کہا سعد کی ماں دیکھو، سعد کی زرہ بہت چھوٹی ہے، میدان میں پہنچے تو حبان بن عبدمناف نے جو عرقہ کا بیٹا تھا ان کے ہاتھ پر ایک تیر مارا جس سے ہفت اندام کٹ گئی، اس نے نہایت جوش سے کہا یہ لو، میں عرقہ کا بیٹا ہوں! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ دوزخ میں عرق آلود کرے"، اس کے بعد مسجد نبوی میں خیمہ لگایا گیا، حضرت سعد اسی خیمہ میں رہتے تھے، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم روزانہ ان کی عیادت کے لیے تشریف لاتے تھے، چونکہ زندگی سے مایوس ہو چکے تھے، اس لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کی: یا اللہ! اگر قریش کی لڑائیاں باقی ہوں تو مجھے زندہ رکھ، کیونکہ مجھے ان سے لڑنے کی بڑی تمنا ہے، انھوں نے تیرے رسول کو اذیت دی، ان کی تکذیب کی اور ان کو بے وطن کیا، اور اگر لڑائی بند ہونے کا وقت آگیا ہے تو اس زخم سے مجھے شہادت دے دے، اور بنو قریظہ کے معاملہ میں میری آنکھیں ٹھنڈی کر، اس دعا کا دوسرا حصہ مقبول ہوا، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کو جلاوطن کرنا چاہا تو انھوں نے کہلا بھیجا کہ ہم سعد کا حکم مانیں گے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کو اطلاع دی، وہ دراز گوش پر سوار ہو کر آئے، جب مسجد کے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار سے کہا "اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو" پھر حضرت سعد سے فرمایا یہ لوگ تمہارے حکم کے منتظر ہیں تو عرض کیا میرا حکم یہ ہے کہ جو لوگ جنگجو ہیں ان کو قتل کیا جائے بچوں کو غلام بنایا جائے اور ان کے اموال تقسیم کر دیے جائیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ سن کر فرمایا تم نے آسمانی حکم کی پیروی کی ہے، پھر اس حکم کے مطابق چار سو جنگجو آدمی قتل کرائے۔

اس واقعہ کے بعد حضرت سعد کچھ عرصہ تک زندہ رہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خود ان کے زخم کو داغا جس سے خون رک گیا تاہم ہاتھ سوج گیا اور ایک دن زخم پھٹ گیا اور اس زور سے خون جاری ہوا کہ مسجد سے گذر کر بنو غفار کے خیمہ تک پہنچا، لوگوں کو بڑی تشویش ہوئی پوچھا کیا معاملہ ہے، جواب ملا حضرت سعد کا زخم پھٹ گیا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی تو گھبرا کر مسجد میں آئے دیکھا تو حضرت سعد کا انتقال ہو چکا تھا، انا للہ وانا الیہ راجعون، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے جنازے میں ستر ہزار فرشتے شریک ہیں، جب آپ ان کو دفن کر کے لوٹے تو بہت مغموم تھے اور ریش مبارک پر مسلسل آنسو گر رہے تھے۔ [۱]

---

[۱] ۔ علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۹۹-۲۹۶، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

بَابٌ ٨٦٤ مِنْ فَضَائِلِ اَبِىْ دُجَانَةَ سِمَاكِ بْنِ خَرَشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

حضرت ابو دجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ کے فضائل

۶۲۳۱ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ سَيْفًا يَوْمَ اُحُدٍ فَقَالَ مَنْ يَاْخُذُ مِنِّىْ هٰذَا فَبَسَطُوْا اَيْدِيَهُمْ كُلُّ اِنْسَانٍ مِنْهُمْ يَقُوْلُ اَنَا اَنَا قَالَ فَمَنْ يَاْخُذُهُ بِحَقِّهٖ قَالَ فَاَحْجَمَ الْقَوْمُ فَقَالَ سِمَاكُ بْنُ خَرَشَةَ اَبُوْ دُجَانَةَ اَنَا اٰخُذُهُ بِحَقِّهٖ قَالَ فَاَخَذَهُ فَفَلَقَ بِهٖ هَامَ الْمُشْرِكِيْنَ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن ایک تلوار لی اور فرمایا مجھ سے یہ تلوار کون لیتا ہے، تو ہر شخص نے اپنے ہاتھ پھیلا دیے اور کہا میں لیتا ہوں، میں لیتا ہوں، آپ نے فرمایا اس کا حق ادا کرنے کے ساتھ کون لیتا ہے، پھر سب پیچھے ہٹ گئے، حضرت سماک بن خرشہ ابو دجانہ نے کہا میں اس کا حق ادا کرنے کے ساتھ لوں گا، پھر حضرت ابو دجانہ نے اس تلوار کو لیا اور اس کے ساتھ مشرکین کی کھوپڑیاں توڑ ڈالیں۔

حضرت ابو دجانہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت سماک کا نام ونسب یہ ہے: سماک بن اوس بن خرشہ بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج الانصاری الساعدی ابو دجانہ۔

یہ اپنی کنیت ابو دجانہ کے ساتھ مشہور ہوئے، بدر، احد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام مغازی میں شریک ہوئے، حضرت ابو دجانہ کی بہادری بہت مشہور تھی، ان کے پاس ایک سرخ پٹی تھی، جس کو وہ جنگ میں جھنڈا بناتے تھے، جنگ احد میں انھوں نے اس کو جھنڈا بنایا اور دو صفوں کے درمیان اکڑ اکڑ کر چلنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میدان جنگ کے سوا اس طرح چلنے کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے۔

حضرت ابو دجانہ اکابر وافاضل صحابہ میں سے تھے جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اس دن وہ ایک عظیم امتحان میں مبتلا ہوئے یمامہ میں بنو حنیفہ کا ایک باغ تھا وہ لوگ اس کے عقب سے لڑ رہے تھے، مسلمان اس باغ میں داخل ہونے پر قادر نہیں ہو رہے تھے حضرت ابو دجانہ نے کہا کہ ان کو اس باغ میں گرا دیں، سو مسلمانوں نے ان کو اس باغ میں گرا دیا، اس سے ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی مگر وہ باغ کے دروازے پر بنو حنیفہ سے لڑتے رہے، مشرکین نے ان سے مقابلہ کیا اور اس دوران مسلمان باغ میں داخل ہو گئے، حضرت ابو دجانہ اسی دن شہید ہو گئے، ایک قول یہ ہے کہ بعد تک زندہ رہے اور جنگ صفین میں حضرت علی کے ساتھ لڑے تھے، لیکن پہلی بات صحیح ہے۔ [1]

---

[1] علامہ علی بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۳۵۳ - ۳۵۲، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

باب ۸۶۵ مِنْ فَضَائِلِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ وَالِدِ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا

۶۲۳۲ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُولُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ جِيءَ بِأَبِي مُسَجًّى وَقَدْ مُثِّلَ بِهِ قَالَ فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْفَعَ الثَّوْبَ فَنَهَانِي قَوْمِي ثُمَّ أَرَدْتُ أَنْ أَرْفَعَ الثَّوْبَ فَنَهَانِي قَوْمِي فَرَفَعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَمَرَ بِهِ فَرُفِعَ فَسَمِعَ صَوْتَ بَاكِيَةٍ أَوْ صَائِحَةٍ فَقَالَ مَنْ هٰذِهِ فَقَالُوا بِنْتُ عَمْرٍو أَوْ أُخْتُ عَمْرٍو فَقَالَ وَلِمَ تَبْكِي فَمَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتّٰى رُفِعَ۔

۶۲۳۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أُصِيبَ أَبِي يَوْمَ أُحُدٍ فَجَعَلْتُ أَكْشِفُ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهِ وَأَبْكِي وَجَعَلُوا يَنْهَوْنَنِي وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْهَانِي قَالَ وَجَعَلَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ عَمْرٍو تَبْكِيهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبْكِيهِ أَوْ لَا تَبْكِيهِ مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتّٰى رَفَعْتُمُوهُ۔

۶۲۳۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ بِهٰذَا الْحَدِيثِ غَيْرَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ لَيْسَ فِي حَدِيثِهِ ذِكْرُ الْمَلَائِكَةِ وَبُكَاءِ الْبَاكِيَةِ۔

حضرت جابر کے والد حضرت عبد اللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہما کے فضائل!!

حضرت جابر بن عبد اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ غزوہ اُحد کے دن میرے والد کو لایا گیا درآں حالیکہ ان پر کپڑا ڈھکا ہوا تھا، اور ان کو مثلہ کیا گیا تھا (یعنی ان کے اعضاء کاٹ دیے گئے تھے)، میں نے ان کی نعش سے کپڑا اٹھانا چاہا تو مجھے میری قوم نے منع کر دیا، میں نے پھر کپڑا اٹھانا چاہا مجھے پھر میری قوم نے منع کیا، پھر خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا آپ کے حکم سے لوگوں نے وہ کپڑا اٹھایا پھر آپ نے ایک رونے والی یا چلانے والی کی آواز سنی، آپ نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ عمرو کی بیٹی یا بہن ہے، آپ نے فرمایا کیوں روتی ہو؟ ان کا جنازہ اٹھائے جانے تک فرشتے ان پر سایہ کرتے رہیں گے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ احد کے دن میرے والد شہید ہو گئے، میں ان کے چہرے سے کپڑا اٹھا کر رونے لگا، لوگ مجھے منع کر رہے تھے (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجھے منع نہیں کر رہے تھے) حضرت فاطمہ بنت عمرو نے بھی رونا شروع کر دیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم رو دیا نہ رؤو، جب تک تم ان کا جنازہ نہیں اٹھاؤ گے فرشتے ان پر سایہ کرتے رہیں گے۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں، ابن جریج کی سند میں فرشتوں کا اور رونے والی کے رونے کا ذکر نہیں ہے۔

۶۲۳۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جِيءَ بِأَبِي يَوْمَ أُحُدٍ مُجَدَّعًا فَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ -

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ احد کے دن میرے والد کو لایا گیا درآں حالیکہ ان کی ناک اور کان کٹے ہوئے تھے۔ باقی حدیث حسب سابق ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام کا نام و نسب یہ ہے: عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن سار دہ بن یزید بن جشم بن الخزرج الانصاری الخزرجی السلمی، ان کی کنیت ابو جابر تھی۔

حضرت عبداللہ عقبی، بدری اور نقیب تھے، غزوہ بدر اور غزوہ اُحد میں شریک ہوئے اور غزوہ احد میں شہید کر دیے گئے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف دیکھ کر فرمایا: کیا بات ہے؟ تم مغموم اور پریشان نظر آ رہے ہو! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے والد شہید کر دیے گئے اور وہ قرضہ اور اولاد چھوڑ کر چلے گئے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تم کو یہ نہ بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص سے پردہ کی اوٹ سے کلام کیا ہے اور تمہارے والد سے بلا حجاب کلام کیا ہے اور یہ فرمایا: اے میرے بندے! مجھ سے سوال کرو، میں تم کو عطا کروں گا، انہوں نے کہا میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے دنیا میں بھیج دے تاکہ میں دوبارہ تیری راہ میں قتل کیا جاؤں! اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں پہلے یہ مقرر کر چکا ہوں کہ اب لوگ دوبارہ دنیا میں نہیں لوٹائے جائیں گے، انہوں نے کہا اچھا تو پھر جو لوگ میرے پیچھے ہیں ان تک میرا حال پہنچا دے، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ولاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً بل احیاء الآیۃ "جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ان کو مردہ گمان مت کرو بلکہ وہ زندہ ہیں"

جب حضرت عبداللہ نے اُحد کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو اپنے بیٹے حضرت جابر کو بلایا اور فرمایا اے بیٹے! مجھے یقین ہے کہ جو لوگ شہید ہوں گے میں ان میں سب سے پہلے شہید ہوں گا۔ بہ خدا میں جن لوگوں کو چھوڑ کر جا رہا ہوں ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مجھے تم سب سے زیادہ عزیز ہو، اور مجھ پر قرض ہے تم وہ قرض ادا کر دینا اور اپنی بہنوں کے ساتھ خیر خواہی کرنا، حضرت جابر کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو میرے والد سب سے پہلے شہید ہوئے، مشرکین نے ان کی ناک اور کانوں کو کاٹ دیا، ان کو اور حضرت عمرو بن الجموح کو ایک قبر میں دفن کیا گیا وہ دنیا میں ایک دوسرے کے دوست اور ساتھی تھے، حضرت جابر کہتے ہیں میں نے چھ ماہ بعد اپنے والد کی قبر کھودی اور ان کو دوسری جگہ منتقل کر دیا، میں نے دیکھا کہ ان کے جسم میں کوئی تغیر نہیں ہوا تھا، صرف ڈاڑھی کے چند بالوں میں مٹی لگی ہوئی تھی۔

امام مالک نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ حضرت عمرو بن جموح انصاری اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام انصاری کی قبروں میں سیلاب کا پانی آ گیا، وہ دونوں ایک ہی قبر میں مدفون تھے، یہ دونوں غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے تھے ان دونوں کو قبر کھود کر نکالا گیا۔ ان دونوں کے جسم بالکل متغیر نہیں ہوئے تھے یوں لگتا تھا جیسے کل فوت ہوئے ہوں

ان میں سے ایک کا ہاتھ دفن کے وقت اپنے زخم پر تھا وہ ہاتھ اسی طرح تھا اس کو زخم سے ہٹایا گیا تو وہ پھر اپنی جگہ لوٹ گیا، غزوۂ احد اور قبر کھودنے کے درمیان چھیالیس سال کا عرصہ تھا، ـــــ رضی اللہ عنہما وارضاہما ـــــ [1]

باب ٨٦٦ مِنْ فَضَائِلِ جُلَيْبِيبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

٦٢٣٦ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ عُمَرَ بْنِ سَلِيطٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ كِنَانَةَ بْنِ نُعَيْمٍ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي مَغْزًى لَهُ فَأَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِ فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ قَالُوا نَعَمْ فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا ثُمَّ قَالَ هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ قَالُوا نَعَمْ فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا ثُمَّ قَالَ هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ قَالُوا لَا قَالَ لٰكِنِّي أَفْقِدُ جُلَيْبِيبًا فَاطْلُبُوهُ فَطُلِبَ فِي الْقَتْلٰى فَوَجَدُوهُ إِلٰى جَنْبِ سَبْعَةٍ قَدْ قَتَلَهُمْ ثُمَّ قَتَلُوهُ فَأَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ قَتَلَ سَبْعَةً ثُمَّ قَتَلُوهُ هٰذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ هٰذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ قَالَ فَوَضَعَهُ عَلٰى سَاعِدَيْهِ لَيْسَ لَهُ إِلَّا سَاعِدَا النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَحُفِرَ لَهُ وَوُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ غُسْلًا۔

حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ کے فضائل

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک جہاد میں تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو مال دیا، آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا تم میں سے کوئی غائب ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں فلاں، فلاں اور فلاں غائب ہے، آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی غائب ہے؟ صحابہ نے کہا ہاں! فلاں، فلاں اور فلاں غائب ہے۔ آپ نے پھر فرمایا تم میں سے کوئی غائب ہے؟ صحابہ نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا لیکن میں جلیبیب کو غائب پا رہا ہوں، اس کو تلاش کرو، انھوں نے ان کو شہداء میں تلاش کیا، تو دیکھا کہ سات آدمیوں کے پہلو میں ان کی نعش پڑی تھی، جن کو حضرت جلیبیب نے قتل کیا تھا، پھر انھوں نے ان کو شہید کر دیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان کی نعش کے پاس آئے اور فرمایا: اس نے سات کو قتل کیا پھر انھوں نے اس کو قتل کر دیا، یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں پھر آپ نے ان کی نعش کو اپنے دونوں ہاتھوں سے اٹھایا اور ان کو صرف آپ نے ہی اٹھایا تھا۔

پھر ان کی قبر کھودی گئی اور ان کو قبر میں رکھ دیا گیا، راوی نے ان کو غسل دینے کا ذکر نہیں کیا۔

حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن الاثیر جزری لکھتے ہیں:

جلیبیب قندیل کے وزن پر ہے یہ انصاری صحابی تھے، حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار کے ایک شخص کی بیٹی سے ان کے نکاح کا پیغام دیا، حضرت جلیبیب کوتاہ قد اور بدشکل تھے، اس لڑکی کے ماں باپ نے اس رشتہ کو ناپسند کیا، جب اس لڑکی کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیغام کا علم ہوا تو اس نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۳۲-۲۳۳، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، ایران

علی انفسھن غیر جائزۃ، قیل لہ لیس کذٰلک لان الاٰیۃ لم تخص الاولیاء بھذا الامر دون غیرھم وعمومہ یقتضی ترغیب سائر الناس فی العقد علی الایامٰی الا تری ان اسم الایامٰی ینتظم الرجال والنساء وھو فی الرجل لم یرد بہ الاولیاء دون غیرھم کذلک فی النساء۔[1]

خود عورت نہیں کر سکتی، اور عورت کا کیا ہوا نکاح نا جائز ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ اس آیت میں عقد نکاح کو عورت کے ولی کے ساتھ خاص نہیں کیا گیا اور اس آیت کا عموم تمام لوگوں کو عقد نکاح کرنے کی ترغیب دیتا ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ لفظ ایامٰی (بے نکاح لوگ) مردوں اور عورتوں دونوں کو شامل ہے، اور مردوں سے صرف عورت کا ولی مراد نہیں ہے، اسی طرح عورتوں میں بھی عموم ہے۔

جس طرح علامہ ابوبکر جصاص نے اس آیت کے عموم سے یہ استدلال کیا ہے کہ مرد اور عورت دونوں بے نکاح مرد اور عورت کا نکاح کر سکتے ہیں اسی طرح ہم اس آیت کے عموم سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ اس آیت میں ہر بے نکاح کا نکاح کرنے کا حکم دیا ہے خواہ وہ نکاح کفو میں ہو یا غیر کفو میں۔

اس آیت کے عموم کی وضاحت میں علامہ ابوبکر جصاص مزید لکھتے ہیں:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اس آیت کے عموم سے تو پھر یہ بھی ثابت ہوگا کہ باپ اپنی بالغہ لڑکی کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر کردے تو یہ بھی جائز ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ احادیث (صحیحہ مشہورہ) سے یہ ثابت ہے کہ بالغہ کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر کرنا جائز نہیں ہے، اور مردوں کے حق میں یہ مان لیا گیا ہے کہ ان کا نکاح ان کی مرضی سے کیا جائے اس لیے بالغہ لڑکیوں کے لیے بھی یہ مقدر مانا جائے گا کہ ان کا نکاح ان کی مرضی سے کیا جائے۔[2]

جس طرح بالغہ لڑکی کے لیے احادیث صحیحہ مشہورہ میں یہ تصریح ہے کہ اس کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر نہ کیا جائے اسی طرح اگر احادیث صحیحہ مشہورہ میں یہ تصریح ہوتی کہ غیر کفو میں نکاح نہ کیا جائے تو واللہ ہم اس نکاح کو ناجائز کہتے کیونکہ ہمارا کام شریعت کی اتباع کرنا اور شریعت کی تبلیغ کرنا ہے، ہم خود شارع نہیں ہیں کہ اپنی طرف سے غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز کا حکم صادر کر دیں، ہم صرف مبلغ ہیں احکام شرعیہ کے واضع نہیں ہیں!۔

قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی تحریم اور ممانعت کے بغیر ہم اللہ کے حلال کردہ کو حرام کہنے والے کون ہوتے ہیں؟ اور ہم کیا ہیں اور ہماری حیثیت کیا ہے جب خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا:

انی لست احرم حلالا[3]

میں کسی حلال کو حرام نہیں کرتا!

---

[1] علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ، احکام القرآن ج ۳ ص ۳۲۰، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ

[2] 〃 〃 〃 〃 ، احکام القرآن ج ۳ ص ۳۲۱-۳۲۰، ملخصاً

[3] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۹۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

فَانْطَلَقَ أُنَيْسٌ حَتَّى أَتَى مَكَّةَ فَرَاثَ عَلَيَّ ثُمَّ جَاءَ فَقُلْتُ مَا صَنَعْتَ قَالَ لَقِيتُ رَجُلًا بِمَكَّةَ عَلَى دِينِكَ يَزْعُمُ أَنَّ اللَّهَ أَرْسَلَهُ قُلْتُ فَمَا يَقُولُ النَّاسُ قَالَ يَقُولُونَ شَاعِرٌ كَاهِنٌ سَاحِرٌ وَكَانَ أُنَيْسٌ أَحَدَ الشُّعَرَاءِ قَالَ أُنَيْسٌ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ فَمَا هُوَ بِقَوْلِهِمْ وَلَقَدْ وَضَعْتُ قَوْلَهُ عَلَى أَقْرَاءِ الشِّعْرِ فَمَا يَلْتَئِمُ عَلَى لِسَانِ أَحَدٍ بَعْدِي أَنَّهُ شِعْرٌ وَاللَّهِ إِنَّهُ لَصَادِقٌ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ قَالَ قُلْتُ فَاكْفِنِي حَتَّى أَذْهَبَ فَأَنْظُرَ قَالَ فَأَتَيْتُ مَكَّةَ فَتَضَعَّفْتُ رَجُلًا مِنْهُمْ فَقُلْتُ أَيْنَ هَذَا الَّذِي تَدْعُونَهُ الصَّابِئَ فَأَشَارَ إِلَيَّ فَقَالَ الصَّابِئَ فَمَالَ عَلَيَّ أَهْلُ الْوَادِي بِكُلِّ مَدَرَةٍ وَعَظْمٍ حَتَّى خَرَرْتُ مَغْشِيًّا عَلَيَّ قَالَ فَارْتَفَعْتُ حِينَ ارْتَفَعْتُ كَأَنِّي نُصُبٌ أَحْمَرُ قَالَ فَأَتَيْتُ زَمْزَمَ فَغَسَلْتُ عَنِّي الدِّمَاءَ وَشَرِبْتُ مِنْ مَائِهَا وَلَقَدْ لَبِثْتُ يَا ابْنَ أَخِي ثَلَاثِينَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ مَا كَانَ لِي طَعَامٌ إِلَّا مَاءُ زَمْزَمَ فَسَمِنْتُ حَتَّى تَكَسَّرَتْ عُكَنُ بَطْنِي وَمَا وَجَدْتُ عَلَى كَبِدِي سُخْفَةَ جُوعٍ قَالَ فَبَيْنَا أَهْلُ مَكَّةَ فِي لَيْلَةٍ قَمْرَاءَ إِضْحِيَانٍ إِذْ ضُرِبَ عَلَى أَسْمِخَتِهِمْ فَمَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ أَحَدٌ وَامْرَأَتَانِ مِنْهُمْ تَدْعُوَانِ إِسَافًا وَنَائِلَةَ قَالَ فَأَتَتَا عَلَيَّ فِي طَوَافِهِمَا فَقُلْتُ أَنْكِحَا أَحَدَهُمَا الْأُخْرَى قَالَ فَمَا تَنَاهَتَا عَنْ قَوْلِهِمَا قَالَ فَأَتَتَا عَلَيَّ فَقُلْتُ هَنٌ مِثْلُ الْخَشَبَةِ غَيْرَ أَنِّي لَا أَكْنِي فَانْطَلَقَتَا تُوَلْوِلَانِ وَتَقُولَانِ لَوْ كَانَ هَاهُنَا أَحَدٌ مِنْ أَنْفَارِنَا قَالَ فَاسْتَقْبَلَهُمَا

میں نے پوچھا: کس کے لیے؟ انھوں نے کہا اللہ کے لیے، میں نے پوچھا: کس طرف منہ کرتے تھے، اس نے کہا اللہ تعالیٰ جس طرف میرا منہ کر دیتا تھا، میں عشا کی نماز پڑھ لیتا تھا حتیٰ کہ جب رات کا آخری حصہ ہوتا تو میں اپنے آپ کو چادر کی طرح ڈال دیتا، حتیٰ کہ مجھ پر دھوپ آجاتی، انیس نے کہا مجھے مکہ میں کام ہے، تم یہاں رہو، میں جاتا ہوں، انیس مکہ چلے گئے پھر انھوں نے آنے میں دیر کی، پھر وہ آیا میں نے پوچھا تم کیا کرتے رہے تھے؟ میں نے کہا میری مکہ میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی جو تمہارے دین پر ہے، وہ کہتا ہے کہ اللہ نے مجھے رسول بنایا ہے، میں نے پوچھا اور لوگ کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا لوگ اس کو شاعر، کاہن اور ساحر کہتے ہیں، انیس خود بھی ایک شاعر تھا، انیس نے کہا میں نے کاہنوں کا کلام سنا ہے، اس کا کلام کاہنوں کی طرح نہیں ہے، میں نے اس کے کلام کا شاعروں کے کلام سے بھی موازنہ کیا لیکن کسی شخص کی زبان پر ایسے شعر نہیں آسکتے، بخدا وہ سچا ہے اور لوگ جھوٹے ہیں، میں نے کہا تم یہیں رہو، میں جاکر دیکھتا ہوں۔

حضرت ابوذر کہتے ہیں میں مکہ گیا، اور اہل مکہ میں سے ایک کمزور شخص کو منتخب کیا، میں نے پوچھا وہ شخص کہاں ہے جس کے متعلق تم یہ کہتے ہو کہ اس نے اپنا دین بدل لیا ہے، اس نے میری طرف اشارہ کرکے کہا یہ صابی (دین بدلنے والا) ہے، پھر تمام اہل وادی ہڈیوں اور ڈھیلوں کے ساتھ مجھ پر پل پڑے، حتیٰ کہ میں بے ہوش ہوکر گر پڑا، پھر جب مجھے ہوش آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں (بہ کثرت خون بہنے کی وجہ سے) سرخ رنگ کا بت ہوں، میں نے زمزم کے پاس آکر خون دھویا اور پانی پیا، اے بھتیجے میں وہاں تیس دن رات تک رہا، اس وقت زمزم کے پانی کے سوا میری کوئی اور خوراک نہیں تھی، میں اس قدر موٹا ہوگیا کہ میرے پیٹ کی سلوٹیں ختم ہوگئیں، اور میں نے اپنے جگر میں بھوک کی شدت محسوس نہیں کی، ایک چاندنی رات کو جب اہل مکہ سو گئے، اس وقت

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ
وَهُمَا هَابِطَانِ قَالَ مَا لَكُمَا قَالَتَا الصَّابِئُ
بَيْنَ الْكَعْبَةِ وَأَسْتَارِهَا قَالَ مَا لَكُمَا قَالَتَا
إِنَّهُ قَالَ لَنَا كَلِمَةً تَمْلَأُ الْفَمَ وَجَاءَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اسْتَلَمَ الْحَجَرَ
وَطَافَ بِالْبَيْتِ هُوَ وَصَاحِبُهُ ثُمَّ صَلّٰى فَلَمَّا
قَضٰى صَلَاتَهُ قَالَ أَبُوْ ذَرٍّ فَكُنْتُ أَنَا أَوَّلُ
مَنْ حَيَّاهُ بِتَحِيَّةِ الْإِسْلَامِ قَالَ فَقُلْتُ السَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ
ثُمَّ قَالَ مَنْ أَنْتَ قَالَ قُلْتُ مِنْ غِفَارٍ قَالَ فَأَهْوٰى
بِيَدِهٖ فَوَضَعَ أَصَابِعَهُ عَلٰى جَبْهَتِهٖ فَقُلْتُ فِيْ
نَفْسِيْ كَرِهَ أَنِ انْتَمَيْتُ إِلٰى غِفَارٍ فَذَهَبْتُ
آخُذُ بِيَدِهٖ فَقَدَعَنِيْ صَاحِبُهُ وَكَانَ أَعْلَمَ بِهٖ
مِنِّيْ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ مَتٰى كُنْتَ هٰهُنَا
قَالَ قُلْتُ قَدْ كُنْتُ هٰهُنَا مُنْذُ ثَلَاثِيْنَ بَيْنَ لَيْلَةٍ
وَيَوْمٍ قَالَ فَمَنْ كَانَ يُطْعِمُكَ قَالَ قُلْتُ مَا كَانَ
لِيْ طَعَامٌ إِلَّا مَاءُ زَمْزَمَ فَسَمِنْتُ حَتّٰى تَكَسَّرَتْ
عُكَنُ بَطْنِيْ وَمَا أَجِدُ عَلٰى كَبِدِيْ سُخْفَةَ جُوْعٍ
قَالَ إِنَّهَا مُبَارَكَةٌ إِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِيْ فِيْ طَعَامِهِ اللَّيْلَةَ فَانْطَلَقَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ
وَانْطَلَقْتُ مَعَهُمَا فَفَتَحَ أَبُوْ بَكْرٍ بَابًا فَجَعَلَ يَقْبِضُ
لَنَا مِنْ زَبِيْبِ الطَّائِفِ وَكَانَ ذٰلِكَ أَوَّلَ طَعَامٍ
أَكَلْتُهُ بِهَا ثُمَّ غَبَرْتُ مَا غَبَرْتُ ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ وُجِّهَتْ
لِيْ أَرْضٌ ذَاتُ نَخْلٍ لَا أُرَاهَا إِلَّا يَثْرِبَ فَهَلْ أَنْتَ
مُبَلِّغٌ عَنِّيْ قَوْمَكَ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَنْفَعَهُمْ بِكَ وَ
يَأْجُرَكَ فِيْهِمْ فَأَتَيْتُ أُنَيْسًا فَقَالَ مَا صَنَعْتَ
قُلْتُ صَنَعْتُ أَنِّيْ قَدْ أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ قَالَ

بیت اللہ کا کوئی طواف نہیں کر رہا تھا، صرف دو عورتیں
"اسعاف اور نائلہ" (بت) کو پکار رہی تھیں، وہ طواف
کرتے کرتے میرے پاس آئیں، میں نے کہا (اسعاف
اور نائلہ میں سے) ایک کا دوسرے کے ساتھ نکاح کر دو،
یہ سن کر بھی وہ اپنے پکارنے سے باز نہیں آئیں، جب
وہ پھر میرے پاس آئیں تو میں نے کہا "فرج میں لکڑی"
کیونکہ میں اشارہ کنایہ سے بات نہیں کرتا (اس لیے اسعاف
اور نائلہ کو سیدھی گالی دی) یہ سن کر وہ دونوں عورتیں چلاتی
ہوئی اور یہ کہتی ہوئی گئیں، کاش ہمارے لوگوں میں سے
اس وقت کوئی ہوتا، راستہ میں ان دونوں کو رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر ملے وہ پہاڑی سے
اتر رہے تھے، آپ نے فرمایا تمہیں کیا ہوا؟ وہ کہنے لگیں
ایک صابی آیا ہے جو کعبہ کے پردوں میں چھپا ہوا ہے،
آپ نے پوچھا اس نے تم سے کیا کہا، انھوں نے کہا وہ
ایسی بات کہتا ہے جس سے منہ بھر جاتا ہے، رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم آئے، آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا،
اور آپ نے اور آپ کے صاحب نے بیت اللہ کا طواف
کیا پھر نماز پڑھی، جب آپ نے نماز پوری کر لی، حضرت
ابوذر کہتے ہیں تو میں پہلا شخص تھا جس نے اسلام کے طریقہ
سے سلام کیا، میں نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ! آپ
نے فرمایا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ، پھر فرمایا: تم کون ہو؟
میں نے کہا غفار سے ہوں، آپ نے اپنا ہاتھ اٹھا کر
انگلیاں اپنی پیشانی پر رکھیں، میں نے دل میں سوچا شاید
آپ کو میرا غفار سے ہونا ناپسند ہوا ہے، میں آپ کا ہاتھ
پکڑنے کے لیے بڑھا، آپ کے صاحب نے مجھے روکا، جو
مجھ سے زیادہ آپ کا حال جانتا تھا، پھر آپ نے اپنا سر
اٹھایا اور فرمایا: تم کب سے یہاں ہو، میں نے کہا مجھے یہاں
پر تیس دن رات ہو گئے، فرمایا: تمہیں کھانا کون کھلاتا
ہے؟ میں نے کہا زمزم کے پانی کے سوا میرا اور کوئی طعام

مَا بِي رَغْبَةٌ عَنْ دِينِكَ فَإِنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ فَأَتَيْنَا أُمَّنَا فَقَالَتْ مَا بِي رَغْبَةٌ عَنْ دِينِكُمَا فَإِنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ فَاحْتَمَلْنَا حَتَّى أَتَيْنَا قَوْمَنَا غِفَارًا فَأَسْلَمَ نِصْفُهُمْ وَكَانَ يَؤُمُّهُمْ إِيمَاءُ بْنُ رَحَضَةَ الْغِفَارِيُّ وَكَانَ سَيِّدَهُمْ وَقَالَ نِصْفُهُمْ إِذَا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ أَسْلَمْنَا فَقَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَأَسْلَمَ نِصْفُهُمُ الْبَاقِي وَجَاءَتْ أَسْلَمُ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ إِخْوَتُنَا نُسْلِمُ عَلَى الَّذِي أَسْلَمُوا عَلَيْهِ فَأَسْلَمُوا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِفَارُ غَفَرَ اللهُ لَهَا وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللهُ ۔

نہیں ہے، میں اس قدر موٹا ہو گیا ہوں کہ میرے پیٹ کی سلوٹیں ختم ہو گئی ہیں اور میرے جگر میں بھوک کی کمزوری نہیں ہے، آپ نے فرمایا زمزم کا پانی برکت والا ہے، یہ پیٹ بھرنے والا کھانا ہے، حضرت ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ اس کو آج رات میں کھانا کھلاؤں! پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر چل پڑے اور میں بھی ان کے ساتھ چل پڑا، حضرت ابو بکر نے دروازہ کھولا اور اس میں سے ہمارے لیے طائف کی کشمش نکالی یہ مکہ میں پہلا طعام تھا جس کو میں نے کھایا پھر میں نے بچا دیا جو بچا دیا پھر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا مجھے کھجوروں والی ایک زمین دکھائی گئی ہے، میرا خیال ہے کہ وہ یثرب (مدینہ) ہی ہے، کیا تم اپنی قوم کو میری طرف سے (دین اسلام کا) پیغام پہنچاؤ گے؟ شاید اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے ان کو نفع دے اور تمہیں اجر و ثواب عطا فرمائے، پھر میں انیس کے پاس پہنچا، اس نے پوچھا تم کیا کرتے رہے ہو؟ میں نے کہا میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور اس (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) کی تصدیق کر دی ہے اس نے کہا مجھے بھی تمہارے دین سے نفرت نہیں ہے، میں بھی مسلمان ہو چکا ہوں اور تصدیق کر چکا ہوں، پھر ہم اپنی والدہ کے پاس آئے، اس نے کہا، مجھے بھی تمہارے دین سے نفرت نہیں ہے، میں بھی اسلام لاتی ہوں اور تصدیق کرتی ہوں، ہم نے اونٹوں پر اپنا سامان لادا اور اپنی قوم بنو غفار کے پاس پہنچے، ان میں سے آدھے لوگ مسلمان ہو گئے، ان لوگوں کا سردار اور امام ایماء بن رحضۃ الغفاری تھا، باقی آدھے لوگوں نے یہ کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائیں گے۔ تو ہم مسلمان ہو جائیں گے، پھر جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو باقی آدھے بھی مسلمان ہو گئے پھر قبیلہ اسلم کے لوگ آئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم بھی اپنے بھائیوں کی طرح اسلام قبول کرتے ہیں، پھر وہ بھی مسلمان ہو گئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

علامہ آلوسی نے بھی اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے لکھتے ہیں:

وعلی ان الولی لیس شرطاً فی النکاح لانہ اضاف العقد الیھا۔[1]

اور یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ صحت نکاح میں ولی شرط نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عقد کی اضافت عورت کی طرف کی ہے۔

سو جس طرح ولی کے عدم ذکر اور عورت کی طرف نکاح کی اضافت کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحت نکاح کے لیے ولی کی اجازت شرط نہیں ہے اسی طرح کفو کے عدم ذکر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحت نکاح کے لیے کفو شرط نہیں ہے اور عورت جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے خواہ خاوند اس کا کفو ہو یا غیر کفو۔ مذاہب فقہاء کے بیان میں ہم انشاء اللہ، فقہاء کی وہ عبارات بھی بیان کریں گے جو انھوں نے حلالہ کے ذکر میں بیان کی ہیں کیونکہ ان عبارات میں مخالفین کی کوئی تائید نہیں ہے۔

ہم نے جو یہ پانچ آیات پیش کی ہیں ان میں قرآن مجید کے الفاظ عموم سے استدلال کیا ہے۔ اب ہم وہ آیتیں پیش کر رہے ہیں جن میں ہم شان نزول کے اعتبار سے استدلال کر رہے ہیں۔

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال

(۶) چھٹی آیت جس سے ہم نے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے وہ یہ ہے:

یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔

(حجرات: ۱۳)

اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور ہم نے تمہیں (مختلف) بڑی قومیں اور قبائل بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ بزرگی والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہو۔

علامہ آلوسی حنفی اس آیت کا شان نزول بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

علامہ آلوسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

امام ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں امام ابن مردویہ اور امام بیہقی نے اپنی سنن میں زہری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بنو بیاضہ کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی عورت کا ابوہند سے نکاح کر دیں، انھوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم اپنی بیٹیوں کا اپنے آزاد شدہ غلاموں سے نکاح کر دیں؟ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا، الآیۃ۔

زہری نے کہا یہ آیت بالخصوص ابوہند کے متعلق نازل ہوئی ہے جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فصد لگاتا تھا (الی قولہ) یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ نسب پر فخر نہیں کرنا چاہیے، احادیث میں بھی اس کی صراحت ہے۔

---

[1] علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۳ ص ۱۴۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا الْمُثَنّٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا بَلَغَ أَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ قَالَ لِأَخِيْهِ ارْكَبْ إِلٰى هٰذَا الْوَادِيْ فَاعْلَمْ لِيْ عِلْمَ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعُمُ أَنَّهُ يَأْتِيْهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ فَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهِ ثُمَّ ائْتِنِيْ فَانْطَلَقَ الْأٰخَرُ حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ وَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى أَبِيْ ذَرٍّ فَقَالَ رَأَيْتُهُ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ وَكَلَامًا مَا هُوَ بِالشِّعْرِ فَقَالَ مَا شَفَيْتَنِيْ فِيْمَا أَرَدْتُ فَتَزَوَّدَ وَحَمَلَ شَنَّةً لَهُ فِيْهَا مَاءٌ حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَالْتَمَسَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَعْرِفُهُ وَكَرِهَ أَنْ يَسْأَلَ عَنْهُ حَتّٰى أَدْرَكَهُ يَعْنِي اللَّيْلَ فَاضْطَجَعَ فَرَاٰهُ عَلِيٌّ فَعَرَفَ أَنَّهُ غَرِيْبٌ فَلَمَّا رَاٰهُ تَبِعَهُ فَلَمْ يَسْأَلْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى أَصْبَحَ ثُمَّ احْتَمَلَ قِرْبَتَهُ وَزَادَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَظَلَّ ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَلَا يَرَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَمْسٰى فَعَادَ إِلٰى مَضْجَعِهِ فَمَرَّ بِهِ عَلِيٌّ فَقَالَ مَا أَنٰى لِلرَّجُلِ أَنْ يَعْلَمَ مَنْزِلَهُ فَأَقَامَهُ فَذَهَبَ بِهِ مَعَهُ وَلَا يَسْأَلُ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى إِذَا كَانَ يَوْمُ الثَّالِثِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ فَأَقَامَهُ عَلِيٌّ مَعَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ أَلَا تُحَدِّثُنِيْ مَا الَّذِيْ أَقْدَمَكَ هٰذَا الْبَلَدَ قَالَ إِنْ أَعْطَيْتَنِيْ عَهْدًا وَمِيْثَاقًا لَتُرْشِدَنِّيْ فَعَلْتُ فَفَعَلَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ فَإِنَّهُ حَقٌّ وَهُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا أَصْبَحْتَ فَاتَّبِعْنِيْ فَإِنِّيْ إِنْ رَأَيْتُ شَيْئًا أَخَافُ عَلَيْكَ قُمْتُ كَأَنِّيْ أُرِيْقُ الْمَاءَ فَإِنْ مَضَيْتُ فَاتَّبِعْنِيْ حَتّٰى تَدْخُلَ مَدْخَلِيْ فَفَعَلَ فَانْطَلَقَ يَقْفُوْهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہا اس وادی میں جاؤ اور وہاں جا کر میری خاطر اس شخص کے متعلق معلومات حاصل کرو جو یہ کہتے ہیں کہ ان کے پاس آسمان سے خبریں آتی ہیں، ان کا قول سنو اور پھر میرے پاس آؤ، وہ چلے گئے حتیٰ کہ مکہ آئے، انھوں نے حضور کا قول سنا پھر ابوذر کے پاس آئے، انھوں نے کہا میں نے حضور کو دیکھا ہے وہ لوگوں کو مکارم اخلاق کا حکم دیتے ہیں اور ان کا کلام ایسا ہے جو شعر نہیں ہے، میں نے کہا تم نے میرے ارادے کے مطابق کام نہیں کیا، پھر حضرت ابوذر نے زادِ راہ لیا اور پانی کا ایک مشکیزہ لیا اور مکہ گئے، وہ مسجد میں گئے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تلاش کیا، وہ حضور کو پہچانتے نہیں تھے اور آپ کے متعلق سوال کرنے کو ناپسند کرتے تھے، حتیٰ کہ رات ہو گئی اور وہ لیٹ گئے حضرت علی نے ان کو دیکھا اور یہ خیال کیا کہ وہ کوئی مسافر ہیں، وہ ان کو دیکھ کر ان کے ساتھ گئے اور کسی نے دوسرے سے کوئی بات نہیں کی، حتیٰ کہ صبح ہو گئی، پھر حضرت ابوذر نے اپنی مشک اٹھائی اور اپنا زادِ راہ لے کر مسجد گئے، وہ سارا دن وہاں رہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھ سکے، حتیٰ کہ شام ہو گئی، اور وہ پھر اپنے سونے کی جگہ آ گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں سے گذرے اور کہنے لگے ابھی تک اس شخص کو اپنے ٹھکانے کا پتا نہیں چلا، پھر ان کو کھڑا کیا اور ان کے ساتھ گئے اور کسی نے ایک دوسرے سے کوئی سوال نہیں کیا حتیٰ کہ تیسرا دن بھی اسی طرح گذر گیا، حضرت علی نے انھیں اٹھایا اور کہا تم مجھے کیوں نہیں بتاتے کہ تم اس شہر میں کس کام سے آئے ہو؟ حضرت ابوذر نے کہا اگر تم مجھ سے پکا وعدہ کرو کہ تم میری رہنمائی کرو گے تو میں تم کو بتا دیتا ہوں، حضرت علی نے وعدہ کیا، حضرت ابوذر نے اپنا مدعا بیان کیا، حضرت علی نے کہا وہ سچے ہیں اور وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں، جب صبح ہو تو تم میرے ساتھ چلنا، اگر

وَدَخَلَ مَعَهُ فَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ وَأَسْلَمَ مَكَانَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعْ إِلَى قَوْمِكَ فَأَخْبِرْهُمْ حَتَّى يَأْتِيَكَ أَمْرِي فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى الْمَسْجِدَ فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ وَثَارَ الْقَوْمُ فَضَرَبُوهُ حَتَّى أَضْجَعُوهُ فَأَتَى الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَالَ وَيْلَكُمْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ مِنْ غِفَارٍ وَأَنَّ طَرِيقَ تُجَّارِكُمْ إِلَى الشَّامِ عَلَيْهِمْ فَأَنْقَذَهُ مِنْهُمْ ثُمَّ عَادَ مِنَ الْغَدِ بِمِثْلِهَا وَثَارُوا إِلَيْهِ فَضَرَبُوهُ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ الْعَبَّاسُ فَأَنْقَذَهُ۔

میں نے تمہارے لیے کوئی خطرہ دیکھا تو میں کھڑا ہو جاؤں گا جیسے کوئی پانی بہاتا ہے، اگر میں چلتا رہوں تو تم بھی میرے ساتھ چلنا حتیٰ کہ جہاں میں داخل ہوں تم بھی وہاں آجانا، حضرت ابوذر حضرت علی کے پیچھے پیچھے چلتے رہے حتیٰ کہ حضرت علی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور حضرت ابوذر بھی ساتھ گئے، حضرت ابوذر نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنیں اور اسی جگہ اسلام لے آئے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اپنی قوم کے پاس واپس جاؤ اور انھیں دین کی تبلیغ کرو، حتیٰ کہ تمہارے پاس میرا حکم آئے، حضرت ابوذر نے کہا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میری جان ہے میں مکہ والوں کے سامنے اپنے اسلام کا اعلان کروں گا، حضرت ابوذر وہاں سے نکلے اور مسجد میں آئے اور با آواز بلند کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ پھر قوم ان پر ٹوٹ پڑی اور ان کو مارتے مارتے لٹا دیا، پھر حضرت عباس آئے اور ان پر جھک گئے اور کہا تم پر افسوس ہے، کیا تم نہیں جانتے کہ یہ شخص قبیلہ غفار سے ہے، اور شام سے تمہاری تجارت کا راستہ ان کے پاس سے گذرتا ہے، پھر حضرت ابوذر کو ان سے چھڑا لیا، دوسرے روز پھر حضرت ابوذر نے اپنے اسلام کا اعلان کیا، لوگ پھر ان کو مارنے کے لیے ٹوٹ پڑے پھر حضرت عباس ان پر جھکے اور ان کو چھڑا لیا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے: جندب بن جنادہ بن سفیان بن عبید بن حرام بن غفار بن ملیل بن ضمرہ بن بکر بن عبد مناف بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر، ان کی کنیت ابوذر اور ان کا تعلق غفار قبیلہ سے ہے۔

جس وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے، یہ اسلام لے آئے تھے، اسلام لانے والوں میں یہ چوتھے تھے، ایک قول یہ ہے کہ پانچویں تھے، یہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اسلام کے طریقہ کے مطابق سلام کیا، اسلام لانے کے بعد آپ اپنی قوم کے شہر میں گئے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کرنے تک وہیں ٹھہرے رہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں ہجرت کر کے آگئے، غزوہ بدر، احد اور خندق گذر

گئے اس کے بعد حضرت ابوذر مدینہ منورہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک آپ کے مصاحب رہے۔

حضرت ابوذر نے اعلان نبوت سے تین سال پہلے اللہ تعالیٰ کی عبادت شروع کر دی تھی، انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی کہ وہ حق بات کہنے پر کسی کی ملامت سے نہیں ڈریں گے، خواہ وہ بات کتنی ہی تلخ کیوں نہ ہو، حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ زمین و آسمان میں ابوذر سے زیادہ سچا کوئی نہیں ہے، اور یہ بھی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوذر زمین پر چلتے ہیں درآں حالیکہ وہ زہد میں عیسیٰ ابن مریم ہیں۔

حضرت ابوذر نے ۳۱ھ میں ربذہ کے ویرانہ میں وفات پائی، ان کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حالت زیادہ خراب ہونے لگی تو میں رونے لگی، پوچھا کیوں روتی ہو؟ میں نے کہا تم ایک صحرا میں سفر آخرت پر جا رہے ہو، یہاں تم کو کفن دینے کے لیے کوئی نیا کپڑا بھی نہیں ہے، فرمایا میں تم کو ایک خوشخبری سناتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند آدمیوں کے سامنے فرمایا جن میں ایک میں بھی تھا، تم میں ایک شخص صحرا میں مرے گا اور اس کی موت کے وقت وہاں مسلمانوں کی ایک جماعت پہنچ جائے گی، ان آدمیوں میں سے میرے علاوہ سب لوگ آبادی میں مر چکے ہیں اور اب صرف میں باقی رہ گیا ہوں اس لیے یقیناً وہ شخص میں ہی ہوں۔ اور میں حلفیہ کہتا ہوں کہ میں نے تم سے جھوٹ نہیں کہا، اس لیے جاؤ راستہ پر دیکھو ضرور غیبی امداد آتی ہوگی، میں نے کہا اب تو حجاج بھی واپس جا چکے ہیں اور راستہ بند ہو چکا ہے فرمایا نہیں جا کر دیکھو، وہ کہتی ہیں میں حضرت ابوذر کی تیمار داری بھی کرتی اور ٹیلہ پر بھی جا کر دیکھتی، آخر کچھ دیر بعد دور سے کچھ سوار آتے دکھائی دیے، میں نے اشارہ کیا وہ لوگ تیزی سے میرے پاس آئے، اور حضرت ابوذر کی طرف اشارہ کر کے پوچھا یہ کون ہیں؟ میں نے کہا ابوذر، انھوں نے کہا صحابی رسول؟ میں نے کہا ہاں وہ لوگ" ان پر ہمارے ماں باپ فدا ہوں"، کہہ کر حضرت ابوذر کے پاس گئے، حضرت ابوذر نے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی سنائی پھر وصیت کی کہ اگر میرے پاس یا میری بیوی کے پاس کفن کے مطابق کپڑا نکلے تو اسی کپڑے میں مجھ کو کفن دینا، اور یہ قسم دی کہ تم میں سے جو شخص حکومت کا ادنیٰ عہدہ دار بھی ہو وہ مجھ کو کفن نہ دے، اتفاق سے ایک انصاری نوجوان کے سوا ہر شخص کسی نہ کسی عہدہ پر رہ چکا تھا، اس جوان نے کہا چچا میرے پاس ایک چادر ہے، اس کے علاوہ دو کپڑے اور ہیں جن کو میری والدہ نے کات کر بنایا ہے، میں آپ کو ان میں کفن دوں گا، سو اسی جوان نے آپ کو کفن دیا، ان سواروں میں مشہور صحابی حضرت ابن مسعود بھی تھے، انھوں نے نماز جنازہ پڑھائی، اور اسی صحرا کے ایک گوشہ میں ان کو پیوند خاک کر دیا۔ [۱]

بَابٌ مِنْ فَضَائِلِ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے فضائل

۶۲۴۱ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا خَالِدٌ

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے

---

[۱] علامہ محمد بن محمد ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۱ ص ۳۰۳-۳۰۱ مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْحَمِيْدِ ابْنُ بَيَانٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ بَيَانٍ قَالَ سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ اَبِيْ حَازِمٍ يَقُوْلُ قَالَ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَا حَجَبَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ اَسْلَمْتُ وَلَا رَاٰنِيْ اِلَّا ضَحِكَ۔

ہیں کہ جب سے میں اسلام لایا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کبھی نہیں روکا، اور آپ جب بھی مجھے دیکھتے تبسم فرماتے۔

۶۲۴۲- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ وَاَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ مَا حَجَبَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ اَسْلَمْتُ وَلَا رَاٰنِيْ اِلَّا تَبَسَّمَ فِيْ وَجْهِيْ زَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِيْ حَدِيْثِهٖ عَنِ ابْنِ اِدْرِيْسَ وَلَقَدْ شَكَوْتُ اِلَيْهِ اَنِّيْ لَا اَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ بِيَدِهٖ فِيْ صَدْرِيْ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں اسلام لایا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کبھی نہیں روکا اور آپ جب بھی مجھے دیکھتے تبسم فرماتے، ابن جریر کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ شکایت کی کہ میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا اور دعا کی: اے اللہ! اس کو گھوڑے پر قائم رکھ اور اس کو ہادی اور مہدی کر دے۔

۶۲۴۳- حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ بَيَانٍ اَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ بَيْتٌ يُقَالُ لَهٗ ذُو الْخَلَصَةِ وَكَانَ يُقَالُ لَهُ الْكَعْبَةُ الْيَمَانِيَةُ وَالْكَعْبَةُ الشَّامِيَّةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ اَنْتَ مُرِيْحِيْ مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ وَالْكَعْبَةِ الْيَمَانِيَةِ وَالشَّامِيَّةِ فَنَفَرْتُ اِلَيْهِ فِيْ مِائَةٍ وَّخَمْسِيْنَ مِنْ اَحْمَسَ فَكَسَرْنَاهُ وَقَتَلْنَا مَنْ وَّجَدْنَا عِنْدَهٗ فَاَتَيْتُهٗ فَاَخْبَرْتُهٗ قَالَ فَدَعَا لَنَا وَلِاَحْمَسَ۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ زمانہ جاہلیت میں ایک مکان تھا جس کو ذوالخلصہ کہتے تھے، اور اس کو کعبہ یمانیہ یا کعبہ شامیہ بھی کہتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے جریر! کیا تم مجھے ذوالخلصہ، کعبہ یمانیہ اور کعبہ شامیہ کی فکر سے راحت دلاؤ گے؟ سو میں قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو لوگوں کے ساتھ اس کی جانب روانہ ہوا اور اس بت خانہ کو توڑ دیا، اور جو لوگ وہاں پائے گئے ان سب کو قتل کر دیا، پھر میں نے آکر آپ کو اس کی خبر دی تو آپ نے ہمارے اور قبیلہ احمس کے لیے دعا کی۔

۶۲۴۴- حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا جَرِيْرُ

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے جریر! کیا تم مجھے خثعم کے بت خانہ سے راحت نہیں دو گے جس کو کعبہ یمانیہ بھی کہتے ہیں، حضرت جریر کہتے ہیں کہ

أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ بَيْتٍ لِخَثْعَمَ كَانَ يُدْعَى كَعْبَةَ الْيَمَانِيَةِ قَالَ فَنَفَرْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةِ فَارِسٍ وَكُنْتُ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَرَبَ يَدَهُ فِي صَدْرِي فَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا قَالَ فَانْطَلَقَ فَحَرَّقَهَا بِالنَّارِ ثُمَّ بَعَثَ جَرِيرٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُبَشِّرُهُ يُكْنَى أَبَا أَرْطَاةَ مِنَّا فَأَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ مَا جِئْتُكَ حَتّٰى تَرَكْنَاهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْرَبُ فَبَرَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ۔

پھر میں ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ روانہ ہوا، میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا تھا، میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا، آپ نے میرے سینے پر اپنا مبارک ہاتھ مارا، اور یہ دعا فرمائی، اے اللہ اس کو گھوڑے پر ثابت رکھ اور اس کو ہادی اور مہدی بنا حضرت جریر کہتے ہیں کہ پھر وہ روانہ ہوئے اور اس بت خانہ کو جلا دیا، پھر حضرت جریر نے ابوارطاۃ کی کنیت والے ایک شخص کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس خوشخبری دینے کے لیے روانہ کیا، وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور عرض کیا کہ ہم ذوالخلصہ کے بت خانہ کو ایک خارش زدہ اونٹ کی طرح چھوڑ کر آپ کے پاس آئے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ احمس کے سواروں اور پیادوں کے لیے پانچ مرتبہ دعا کی۔

٦٢٤٥ ـ **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ (يَعْنِي الْفَزَارِيَّ) ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ كُلُّهُمْ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي حَدِيثِ مَرْوَانَ فَجَاءَ بَشِيرُ جَرِيرٍ أَبُو أَرْطَاةَ حُصَيْنُ بْنُ رَبِيعَةَ يُبَشِّرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں، دوسری سند میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت جریر نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جس شخص کو خوش خبری کے لیے روانہ کیا تھا اس کا نام ابوارطاۃ حصین بن ربیعہ تھا۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت جریر رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے: جریر بن عبداللہ بن جابر بن مالک بن نصر بن ثعلبہ بن جشم بن عوف بن خزیمہ بن حرب بن مالک بن سعد بن نذیر بن قسر بن عبقر بن انمار بن اراش، ابوعبداللہ بجلی۔

حضرت جریر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے چالیس دن پہلے مسلمان ہوئے، وہ بہت حسین وجمیل تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جریر اس امت کے یوسف ہیں، وہ اپنی قوم کے سردار تھے، جب حضرت جریر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے ان کی عزت کی اور فرمایا جب تمہارے پاس کسی قوم کا عزت دار شخص آئے تو اس کی عزت کرو۔ لہ

(حاشیہ صفحہ ہذا آئندہ صفحہ پہ ملاحظہ فرمائیں)

علامہ ابن اثیر نے حضرت جریر کے اسلام لانے کا جو وقت بیان کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ امام احمد بن حنبل نے یہ روایت کیا ہے کہ حجۃ الوداع میں حضرت جریر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ [۱] اس لیے حضور کے وصال سے کم از کم چار پانچ ماہ پہلے ان کا اسلام ماننا پڑے گا۔

فتح مکہ کے بعد تقریباً عرب کے تمام قبائل اسلام کے حلقہ اثر میں آچکے تھے، لیکن بعض علاقوں میں صدیوں کی بد اعتقادی کی وجہ سے توہم پرستی باقی تھی اور لوگ صنم کدوں کو ہاتھ لگانے سے ڈرتے تھے، اس وہم کو دور کرنے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی صنم کدے گروا دیے، یمن کا صنم کدہ ذی الخلصہ جو کعبہ یمانی کے نام سے مشہور تھا، اس کو ڈھانے کی خدمت آپ نے حضرت جریر کے سپرد کی جس کا صحیح مسلم کی زیر بحث احادیث میں تفصیلاً ذکر ہے۔ ابھی حضرت جریر یمن میں ہی تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا، حضرت جریر یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی مدینہ منورہ روانہ ہوتے، راستہ میں حضرت ابو بکر صدیق کے خلیفہ مقرر ہونے کی اطلاع ملی۔

حضرت ابو بکر کے عہد میں انھوں نے غالباً کسی سرگرمی میں حصہ نہیں لیا، حضرت عمر کے زمانہ میں کئی جنگوں میں شریک ہوئے، حضرت عمر نے عراق کی افواج کی مدد کے لیے تمام قبائل عرب کو جمع کیا اور ہر قبیلہ کے سردار کو اس قبیلہ کا افسر بنا کر عراق روانہ کیا، حضرت جریر کو بجیلہ کی سرداری ملی۔ یہ اپنے قبیلہ کے ساتھ عراق پہنچے، مقام حیرہ میں مسلمانوں اور ایرانیوں کا مقابلہ ہوا، اس مقابلہ میں حضرت جریر میمنہ کے افسر تھے، میمنہ، میسرہ اور قلب کو لے کر ایرانیوں پر حملہ کیا، ایرانیوں نے بھی زبردست جواب دیا اور مسلمان منتشر ہو گئے لیکن مثنیٰ کی للکار پر پھر دوبارہ حملہ آور ہوتے، اس حملہ میں عرب کے مشہور بہادر مسعود بن حارثہ شہید ہو گئے۔ مثنیٰ نے پھر جوش دلایا، حضرت جریر نے بھی اپنے قبیلہ کو للکارا، ان دونوں کی للکار پر مسلمانوں نے تیسرا حملہ کیا، اس حملہ میں ایرانی افسر مہران مارا گیا اور ایرانیوں نے میدان خالی کر دیا۔ [۲]

حضرت جریر نے متعدد معرکوں میں حصہ لیا اور ۵۱ھ میں وفات پائی۔ [۳]

باب ۸۶۹ مِنْ فَضَائِلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فضائل

۶۲۴۶ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ قَالَا حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ بْنُ عُمَرَ الْيَشْكُرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تقضاء حاجت کے لیے تشریف لے گئے، میں نے آپ کے لیے وضو

---

[۱] (حاشیہ صفحہ سابقہ) علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۱ ص ۲۷۹ مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

---

[۱] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۴ ص ۳۵۸، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[۲] علامہ ابو حنیفہ احمد بن داؤد الدینوری متوفی ۲۸۲ھ، اخبار الطوال ص ۱۱۵، ۱۱۴ مطبوعہ دار المسیرہ بیروت

[۳] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۱ ص ۲۸۰ مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

يَزِيْدَ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَى الْخَلَاءَ فَوَضَعْتُ لَهٗ وَضُوْءًا فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ مَنْ وَضَعَ هٰذَا فِيْ رِوَايَةِ زُهَيْرٍ قَالُوْا وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ بَكْرٍ قُلْتُ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ۔

کا پانی رکھا۔ جب آپ آئے تو آپ نے پوچھا "یہ پانی کس نے رکھا ہے؟"، صحابہ نے کہا، ایک روایت میں ہے، میں نے کہا، ابن عباس نے! آپ نے دعا دی اے اللہ! اس کو دین میں سمجھ عطا فرما!

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس کا نام و نسب یہ ہے: عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف ابوالعباس القرشی الہاشمی۔

یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عم زاد ہیں، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے تھے ان کو ان کے وفور علم کی وجہ سے البحر اور حبر الامۃ کا لقب دیا گیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت مکہ کی گھاٹیوں میں تھے اس دوران حضرت ابن عباس پیدا ہوئے، یہ ہجرت سے تین سال پہلے کا واقعہ ہے، ان کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، آپ نے اپنے لعاب مبارک سے ان کو گھٹی دی، انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبرائیل کو دیکھا تھا، حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ انھوں نے دو مرتبہ حضرت جبرائیل کو دیکھا اور دو مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا کی، حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ چمٹا کر ان کے لیے دعا کی: اللھم علمہ الحکمۃ "اے اللہ! اس کو حکمت کی تعلیم دے"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم شجرہ نبوت کے اہل بیت ہیں، ہمارے ہاں فرشتے آتے تھے، ہم اہل بیت رسالت اور اہل بیت رحمت، اور معدن علم ہیں۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جب کوئی پیچیدہ مقدمہ آتا تو وہ حضرت ابن عباس سے کہتے کہ ہمارے پاس ایک مشکل مسئلہ آیا ہے، اور اس جیسے مسائل کو تم ہی حل کر سکتے ہو، پھر اس مسئلہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی رائے پر عمل کرتے، اور حضرت ابن عباس کے علاوہ اور کسی کو نہیں بلاتے تھے، عبیداللہ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس کئی اوصاف میں دوسروں پر فائق تھے، علم، حلم، نسب اور تاویل میں، میں نے ان کے سوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا جاننے والا کسی اور کو نہیں دیکھا، نہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے فیصلوں کو ان سے زیادہ کوئی جاننے والا تھا، نہ کوئی ان سے زیادہ فقیہ تھا، شعر، عربیت، تفسیر قرآن، حساب اور وراثت کے مسائل کو بھی ان سے زیادہ جاننے والا کوئی اور نہیں تھا، ایک دن وہ مجلس میں صرف فقہی مسائل کا بیان کرتے، ایک دن صرف خواب کی تعبیر بیان کرتے، ایک دن صرف غزوات کا بیان کرتے، ایک دن صرف اشعار سناتے، اور ایک دن صرف ایام عرب بیان کرتے، جو عالم بھی ان کی مجلس میں آیا وہ ان کے علم کا اعتراف کر کے اٹھا، اور جس شخص نے بھی ان سے کوئی مسئلہ دریافت کیا وہ ان سے جواب معلوم کر کے گیا۔

لیث بن ابی سلیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے طاؤس سے پوچھا کہ آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے صحابہ کو چھوڑ کر اس نوجوان صحابی کی مجلس کو کیوں اختیار کیا ہے، انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ

علیہ وسلم کے ستر صحابہ کو دیکھا کہ جب ان کا کسی مسئلہ میں اختلاف ہوتا تو وہ حضرت ابن عباس کے قول پر عمل کرتے۔

امام ترمذی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا آپ نے فرمایا: "اے لڑکے میں تم کو چند کلمات سکھاتا ہوں، اللہ کو یاد کرو، اللہ تمہیں یاد کرے گا، اللہ کو یاد کرو، تم اللہ کو اپنے سامنے پاؤ گے، جب تم سوال کرو تو اللہ سے سوال کرو، اور جب تم مدد حاصل کرو تو اللہ سے مدد حاصل کرو اور یاد رکھو اگر ساری امت مل کر تم کو کوئی نفع پہنچانا چاہے تو جب تک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے وہ نفع مقدر نہ کر دیا ہو تم اس نفع کو حاصل نہیں کر سکتے، اور اگر ساری امت مل کر تم کو نقصان پہنچانا چاہے تو جب تک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے وہ نقصان مقدر نہ کیا ہو وہ تم کو نقصان نہیں پہنچا سکتے قلم اٹھا لیے گئے ہیں اور صحیفے خشک ہو چکے ہیں [1]

امام محمد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن زبیر اور عبدالملک بن مروان کا فتنہ کھڑا ہوا تو حضرت عبداللہ بن عباس اور محمد بن حنفیہ اپنے بال بچوں کو لے کر مکہ مکرمہ میں مقیم ہو گئے، حضرت عبداللہ بن زبیر نے ان دونوں کے پاس بیعت لینے کے لیے کسی کو بھیجا، ان دونوں نے حضرت ابن الزبیر کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا اور کہا آپ اپنا کام کیجیے، ہم آپ سے یا کسی اور سے کوئی سروکار نہیں رکھیں گے، حضرت ابن الزبیر نہیں مانے اور بہت سختی کے ساتھ ان سے بیعت کا مطالبہ کیا، بالآخر حضرت ابن الزبیر نے کہا تم بیعت کرو، ورنہ میں تم کو زندہ جلا دوں گا، پھر ان دونوں نے ابو الطفیل کو اپنے حامیوں کے پاس کوفہ روانہ کیا اور یہ پیغام بھیجا کہ ہمیں اس شخص سے امان نہیں ہے، ابو الطفیل چار ہزار سواروں کے ساتھ مکہ میں آئے اور اللہ اکبر کے نعروں سے مکہ کے در و دیوار گونجنے لگے، حضرت ابن الزبیر نے نعروں کی آوازیں سنیں تو دار الندوہ میں چلے گئے، ایک روایت ہے کعبہ کے پردوں کے پیچھے چھپ گئے، اور کہا میں بیت اللہ کی پناہ میں ہوں، ابو الطفیل نے خانہ کعبہ کے چاروں طرف لکڑیاں چن دیں اور کہا ہم اس شخص کو زندہ جلا کر مسلمانوں کو اس کے فتنہ سے مامون کر دیتے ہیں، حضرت ابن عباس نے فرمایا: نہیں! اس شہر کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صرف ایک ساعت میں قتال حلال کیا تھا، تم صرف میری حفاظت کرو۔

اس واقعہ کی وجہ سے جو حضرت ابن الزبیر کے ساتھ حضرت ابن عباس کی چپقلش ہو گئی تھی، اس وجہ سے حضرت ابن عباس طائف چلے گئے، وہاں حضرت ابن عباس بیمار ہو گئے اور چند روز کے بعد وفات پا گئے، محمد بن الحنفیہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی، ایک سفید پرندہ حضرت ابن عباس کے کفن میں داخل ہو گیا اور دفن سے پہلے کفن سے نہیں نکلا، جب آپ کی قبر پر مٹی ڈالی گئی تو ابن الحنفیہ نے کہا، بہ خدا آج اس امت کا عالم اٹھ گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت حضرت ابن عباس کی عمر تیرہ سال تھی، ۶۸ھ میں حضرت ابن عباس ستر سال کی عمر میں خلد آشیاں ہو گئے۔ [2]

---

[1] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۶۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۱۹۵-۱۹۲ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

بَابُ ٨٧ مِنْ فَضَائِلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

٦٢٤٧ - حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ وَخَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ كُلُّهُمْ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ أَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ فِي يَدِي قِطْعَةَ إِسْتَبْرَقٍ وَلَيْسَ مَكَانٌ أُرِيدُ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ إِلَيْهِ قَالَ فَقَصَصْتُهُ عَلَى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهُ حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَى عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلًا صَالِحًا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں استبرق (ریشم) کا ایک ٹکڑا ہے، اور میں جنت میں جس جگہ بھی جانا چاہتا ہوں وہ ٹکڑا اڑ کر اس جگہ آجاتا ہے، میں نے یہ خواب حضرت حفصہ سے بیان کیا، حضرت حفصہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا گمان ہے کہ عبد اللہ (ابن عمر) نیک آدمی ہے۔

٦٢٤٨ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ (وَاللَّفْظُ لِعَبْدٍ) قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَكُنْتُ غُلَامًا شَابًّا عَزَبًا وَكُنْتُ أَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُ فِي النَّوْمِ كَأَنَّ مَلَكَيْنِ أَخَذَانِي فَذَهَبَا بِي إِلَى النَّارِ فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ وَإِذَا لَهَا قَرْنَانِ كَقَرْنَيِ الْبِئْرِ وَإِذَا فِيهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ فَجَعَلْتُ أَقُولُ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ قَالَ فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ فَقَالَ لِي لَمْ تُرَعْ فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ قَالَ سَالِمٌ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں جو شخص بھی کوئی خواب دیکھتا، وہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کرتا، میری بھی یہ تمنا تھی کہ میں کوئی خواب دیکھوں اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کروں میں ایک مجرد (کنوارا) نوجوان تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد میں سویا کرتا تھا، میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے مجھ کو پکڑ کر جہنم کی طرف لے گئے میں نے دیکھا کہ دوزخ کنویں کی طرح گہری ہے اور کنویں کی طرح اس پر دو لکڑیاں رکھی ہیں اور دوزخ میں کچھ لوگ تھے جن کو میں نے پہچان لیا، میں کہنے لگا: میں دوزخ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، میں دوزخ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں میں دوزخ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں پھر ان سے ایک اور فرشتہ ملا اور مجھ سے کہا تم کو اس سے کوئی اندیشہ نہیں ہے، میں نے حضرت حفصہ سے یہ خواب بیان کیا حضرت حفصہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عبد اللہ خوب آدمی ہے! کاش یہ رات کو اٹھ کر نماز پڑھتا، سالم کہتے ہیں اس کے بعد حضرت عبد اللہ بن عمر

۶۲۴۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ اَخْبَرَنَا مُوْسَى بْنُ خَالِدٍ خَتَنُ الْفِرْيَابِيِّ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ الْفَزَارِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ اَبِيْتُ فِي الْمَسْجِدِ وَلَمْ يَكُنْ لِيْ اَهْلٌ فَرَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَاَنَّمَا انْطُلِقَ بِيْ اِلٰى بِئْرٍ فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ -

رات کو بہت کم سوتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں رات کو مسجد میں سوتا تھا اس وقت میری شادی نہیں ہوئی تھی، میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا مجھے ایک کنویں کی طرف لے جایا گیا ہے۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد ہے جو اس سے پہلی روایت میں بیان کیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر قرشی عدوی (ان کا پورا نسب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سوانح کے بیان میں گزر چکا ہے) ان کی والدہ کا نام زینب بنت مظعون بن حبیب جمحیہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر اپنے والد کے ساتھ اسلام لائے اس وقت وہ کم سن اور نابالغ تھے، انھوں نے اپنے والد سے پہلے ہجرت کی تھی، اس پر اتفاق ہے کہ وہ غزوہ بدر میں نہیں تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کم عمر قرار دے کر واپس کر دیا تھا۔ غزوہ احد میں ان کی شرکت کے متعلق اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہ اس غزوہ میں شریک تھے اور ایک قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دوسرے نابالغ لڑکوں کے ساتھ واپس کر دیا تھا، صحیح یہ ہے کہ حضرت ابن عمر سب سے پہلے غزوہ خندق میں شریک ہوئے، اور اس کے بعد دیگر غزوات میں شریک ہوئے، مثلاً یرموک، فتح مصر اور فتح افریقہ میں بھی شریک ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کی بہت زیادہ اتباع کرتے تھے، سفر میں اس جگہ ٹھہرتے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرتے تھے، اور ہر اس جگہ نماز پڑھتے تھے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہو، حتیٰ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس درخت کے نیچے اترتے تھے، حضرت ابن عمر اس درخت کو پانی دیتے رہتے تھے کہ کہیں وہ درخت خشک نہ ہو جائے۔

حضرت ابن عمر کو احادیث بہت یاد تھیں اور فقہ میں اتنے ماہر نہ تھے، دینی معاملات میں بہت احتیاط کرتے تھے اور فتویٰ دینے میں بھی بہت محتاط تھے، وہ خلافت کے معاملہ میں نہیں پڑے، حالانکہ اہل شام کو ان سے بہت محبت تھی اور ان کی طرف بہت میلان تھا، انھوں نے فتنوں میں سے کسی لڑائی میں حصہ نہیں لیا، البتہ حضرت علی کا ساتھ نہ دینے پر نادم رہتے تھے، حبیب بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر نے آخری وقت میں کہا مجھے دنیا سے جاتے ہوئے اس کے سوا اور کسی چیز پر قلق نہیں کہ میں نے باغی جماعت کے خلاف قتال میں حصہ نہیں لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد انھوں نے بکثرت حج کیے اور صدقہ و خیرات بہت زیادہ کرتے تھے، بسا اوقات ایک مجلس میں تیس ہزار درہم خیرات کر دیتے تھے۔

حضرت ابن الزبیر کی شہادت کے تین ماہ بعد ۷۳ھ میں حضرت ابن عمر فوت ہو گئے، حضرت ابن عمر کی وفات

کا سبب یہ تھا کہ حجاج نے ایک شخص کو یہ حکم دیا کہ وہ بھیڑ میں حضرت ابن عمر کے پاؤں میں نیزے کی نوک چبھو دے، حجاج نے یہ اس لیے کیا تھا کہ ایک دن اس نے لمبا خطبہ دیا اور نماز کو مؤخر کر دیا، حضرت ابن عمر نے فرمایا سورج تیرا انتظار نہیں کرے گا، حجاج نے کہا میرا ارادہ ہے کہ میں تیرے اس جگہ ضرب لگاؤں جہاں تیری آنکھیں ہیں، حضرت ابن عمر نے فرمایا: ہاں تو یہ کر سکتا ہے کیونکہ تو ایک جاہل شخص ہے جو ہم پر مسلط کر دیا گیا ہے، حجاج اس جواب سے غضب ناک ہوا پھر اس نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ زہر میں بجھا ہوا نیزہ حضرت ابن عمر کے پاؤں میں چبھو دے اسی زخم کی تکلیف سے حضرت ابن عمر فوت ہو گئے، ان کی نماز جنازہ حجاج نے پڑھائی، اس وقت ان کی عمر چھیاسی سال تھی۔ [۱]

بَابُ مِنْ فَضَائِلِ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے فضائل

۶۲۵۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَنَسٍ عَنْ اُمِّ سُلَيْمٍ اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خَادِمُكَ اَنَسٌ ادْعُ اللّٰهَ لَهٗ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَبَارِكْ لَهٗ فِيْمَا اَعْطَيْتَهٗ.

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے کہا: یارسول اللہ! انس آپ کا خادم ہے، آپ اس کے لیے دعا کیجیے، آپ نے کہا: اے اللہ! اس کے مال اور اولاد کو زیادہ کر اور اس کو جو کچھ دیا ہے اس میں برکت دے۔

۶۲۵۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ قَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خَادِمُكَ اَنَسٌ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام سلیم نے عرض کیا: یارسول اللہ! انس آپ کا خادم ہے پھر حسب سابق حدیث ہے۔

۶۲۵۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ مِثْلَ ذٰلِكَ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۲۵۳- وَحَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَمَا هُوَ اِلَّا اَنَا وَاُمِّيْ وَاُمُّ حَرَامٍ خَالَتِيْ فَقَالَتْ اُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خُوَيْدِمُكَ ادْعُ اللّٰهَ لَهٗ قَالَ فَدَعَا لِيْ بِكُلِّ خَيْرٍ وَكَانَ فِيْ اٰخِرِ مَا دَعَا لِيْ بِهٖ اَنْ قَالَ اَللّٰهُمَّ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے، اس وقت گھر میں صرف میں، میری والدہ اور میری خالہ ام حرام تھیں، میری والدہ نے کہا: یارسول اللہ! انس آپ کا چھوٹا خادم ہے، اس کے حق میں اللہ سے دعا کیجیے، آپ نے میرے لیے ہر خیر کی دعا کی، آپ نے میرے لیے جو دعا کی اس کے

---

[۱] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۳۰-۲۲۷ مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيهِ ۔

۶۲۵۴ - حَدَّثَنِي أَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ قَالَ جَاءَتْ بِي أُمِّي أُمُّ أَنَسٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَزَّرَتْنِي بِنِصْفِ خِمَارِهَا وَرَدَّتْنِي بِنِصْفِهِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذَا أُنَيْسٌ ابْنِي أَتَيْتُكَ بِهِ يَخْدُمُكَ فَادْعُ اللّٰهَ لَهُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ قَالَ أَنَسٌ فَوَاللّٰهِ إِنَّ مَالِي لَكَثِيرٌ وَإِنَّ وَلَدِي وَوَلَدَ وَلَدِي لَيَتَعَادُّونَ عَلَى نَحْوِ الْمِائَةِ الْيَوْمَ ۔

۶۲۵۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ (يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ) عَنِ الْجَعْدِ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَتْ أُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ صَوْتَهُ فَقَالَتْ بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ أُنَيْسٌ فَدَعَا لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ دَعَوَاتٍ قَدْ رَأَيْتُ مِنْهَا اثْنَتَيْنِ فِي الدُّنْيَا وَأَنَا أَرْجُو الثَّالِثَةَ فِي الْآخِرَةِ ۔

۶۲۵۶ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَتَى عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ قَالَ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا فَبَعَثَنِي إِلَى حَاجَةٍ فَأَبْطَأْتُ عَلَى أُمِّي فَلَمَّا جِئْتُ قَالَتْ مَا حَبَسَكَ قُلْتُ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَةٍ قَالَتْ مَا حَاجَتُهُ قُلْتُ إِنَّهَا سِرٌّ قَالَتْ لَا تُحَدِّثَنَّ بِسِرِّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا قَالَ أَنَسٌ وَاللّٰهِ لَوْ حَدَّثْتُ بِهِ أَحَدًا لَحَدَّثْتُكَ يَا ثَابِتُ ۔

اخیر میں کہا: اے اللہ اس کے مال اور اولاد کو زیادہ کر اور اس میں اس کو برکت دے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ مجھ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر گئیں، انھوں نے اپنا دوپٹہ پھاڑ کر آدھے دوپٹے کی میری چادر بنا دی، میری والدہ نے کہا یا رسول اللہ یہ انس میرا بیٹا ہے، میں آپ کی خدمت کے لیے اس کو آپ کے پاس لائی ہوں، آپ اس کے حق میں اللہ سے دعا کیجئے! آپ نے کہا: اے اللہ اس کے مال اور اولاد کو زیادہ کر، حضرت انس نے کہا بہ خدا میرا مال بہت زیادہ ہے اور آج میری اولاد اور اولاد کی اولاد سو کے لگ بھگ ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گذرے، میری والدہ ام سلیم نے آپ کی آواز سنی، انھوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں! یہ چھوٹا انس ہے، اس کے لیے دعا فرمائیے، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے تین دعائیں کیں جن میں سے دو کی قبولیت کو میں نے دنیا میں دیکھ لیا اور تیسری کی قبولیت کے متعلق میں آخرت میں امید رکھتا ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے درآں حالیکہ میں لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، آپ نے ہمیں سلام کیا اور مجھے کسی کام کے لیے بھیج دیا، سو مجھے اپنی والدہ کے پاس جانے میں دیر ہوگئی، جب میں پہنچا تو والدہ نے پوچھا تم کو کس وجہ سے دیر ہوئی؟ میں نے کہا مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کے لیے بھیجا تھا، میری والدہ نے پوچھا وہ کیا کام تھا؟ میں نے کہا وہ ایک راز ہے، میری والدہ نے کہا تم رسول اللہ

۶۲۵۷ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عَارِمُ ابْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَسَرَّ إِلَيَّ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرًّا فَمَا أَخْبَرْتُ بِهِ أَحَدًا بَعْدُ وَلَقَدْ سَأَلَتْنِي عَنْهُ أُمُّ سُلَيْمٍ فَمَا أَخْبَرْتُهَا بِهِ۔

صلے اللہ علیہ وسلم کا راز کسی پر افشاء نہ کرنا، حضرت انس نے کہا: اے ثابت اگر میں وہ راز کسی کو بتاتا تو تم کو بتاتا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک راز کی بات کی، میں نے اب تک وہ راز کسی کو نہیں بتایا، میری والدہ حضرت ام سلیم نے اس کے متعلق پوچھا تھا میں نے ان کو بھی نہیں بتایا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے:

انس بن مالک بن نضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج بن حارثہ انصاری خزرجی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے، اپنے آپ کو خادم رسول کہلواتے تھے اور اس پر فخر کرتے تھے، ان کی کنیت ابوحمزہ تھی، یہ کنیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی، ان کی والدہ کا نام ام سلیم بنت ملحان تھا، آپ زرد رنگ کا خضاب لگاتے تھے، ایک قول ہے مہندی سے بالوں کو رنگتے تھے اور ایک قول ہے ورس سے بالوں کو رنگتے تھے۔

حضرت انس، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ بدر میں گئے، اس وقت یہ کم سن تھے اور میدان جنگ میں آپ کی خدمت کرتے تھے، جس وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ میں آئے اس وقت حضرت انس کی عمر دس سال تھی، ایک قول نو سال کا ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعا دی ان کے باغ میں سال میں دو مرتبہ پھل لگتے تھے اور ان کے باغ کے پھولوں سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ مکثرین صحابہ میں سے تھے، ان کے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا عصا تھا انھوں نے کہا تھا کہ موت کے بعد اس عصا کو ان کے ساتھ دفن کر دیا جائے، سو اس کو ان کے ساتھ ہی دفن کر دیا گیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں کثرت مال اور کثرت اولاد کی دعا کی تھی، ان کی صلب سے اسی لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں، اور ان کے بیٹوں اور پوتوں کی تعداد ایک سو بیس کے قریب تھی۔

حضرت انس کی وفات کی تاریخ میں اختلاف ہے، ایک قول ہے یہ ۹۱ھ میں فوت ہوئے، ایک قول ۹۲ھ کا ہے اور ایک قول ۹۳ھ کا اور ایک قول ۹۰ھ کا ہے، ان کی عمر اس وقت ایک سو تین سال تھی، ایک قول ایک سو دس کا ہے اور ایک قول ایک سو سات سال کا ہے۔ [۱]

[۱] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۱ ص ۱۲۸، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

باب ۱۷۷ من فضائل عبد الله بن سلام رضي الله عنه

۶۲۵۸ - حدثني زهير بن حرب حدثنا إسحق بن عيسى حدثني مالك عن أبي النضر عن عامر بن سعد قال سمعت أبي يقول ما سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لحي يمشي إنه في الجنة إلا لعبد الله بن سلام.

۶۲۵۹ - حدثنا محمد بن المثنى العنزي حدثنا معاذ بن معاذ حدثنا عبد الله بن عون عن محمد بن سيرين عن قيس بن عباد قال كنت بالمدينة في ناس فيهم بعض أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم فجاء رجل في وجهه أثر من خشوع فقال بعض القوم هذا رجل من أهل الجنة هذا رجل من أهل الجنة فصلى ركعتين يتجوز فيهما ثم خرج فاتبعته فدخل منزله ودخلت فتحدثنا فلما استأنس قلت له إنك لما دخلت قبل قال رجل كذا وكذا قال سبحان الله ما ينبغي لأحد أن يقول ما لا يعلم وسأحدثك لم ذاك رأيت رؤيا على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فقصصتها عليه رأيتني في روضة ذكر سعتها وعشبها وخضرتها ووسط الروضة عمود من حديد أسفله في الأرض وأعلاه في السماء في أعلاه عروة فقيل لي ارقه فقلت له لا أستطيع فجاءني منصف قال ابن عون والمنصف الخادم فقال بثيابي من خلفي وصف أنه رفعه من خلفه بيده فرقيت حتى كنت في أعلى العمود فأخذت بالعروة فقيل لي استمسك فلقد استيقظت وإنها لفي يدي فقصصتها على النبي صلى الله عليه وسلم فقال

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے فضائل

عامر بن سعد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا وہ کہتے تھے کہ حضرت عبد اللہ بن سلام کے علاوہ میں نے زمین پر چلنے والے کسی زندہ شخص کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ نہیں سنا کہ وہ جنتی ہے۔

قیس بن عباد کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کے کچھ لوگوں کی مجلس میں تھا، جن میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ بھی تھے، اس وقت ایک شخص آیا جس کے چہرے پر خدا خوفی کا اثر تھا، مجلس میں سے ایک شخص نے کہا یہ شخص اہل جنت میں سے ہے یہ شخص اہل جنت میں سے ہے، اس آدمی نے اختصار سے دو رکعت نماز پڑھی، پھر اٹھ کر چلا گیا، میں بھی اس کے پیچھے پیچھے گیا حتیٰ کہ وہ شخص اپنے گھر میں داخل ہو گیا، میں بھی داخل ہوا، پھر ہم باتیں کرنے لگے، جب وہ کچھ مانوس ہو گیا تو میں نے کہا: جب آپ اس سے پہلے مسجد میں آئے تھے تو آپ کے متعلق ایک شخص نے اس اس طرح کہا تھا، اس نے کہا سبحان اللہ! کسی شخص کو یہ سزاوار نہیں ہے کہ وہ بغیر علم کے کوئی بات کہے اور میں تمہیں اس کا سبب ابھی بتاتا ہوں، میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک خواب دیکھا، میں نے آپ کے سامنے وہ خواب بیان کیا، میں نے اپنے آپ کو باغ میں دیکھا جو بہت وسیع پھل دار اور بہت سرسبز تھا، باغ کے وسط میں لوہے کا ستون تھا، جو نیچے سے زمین کے اندر تھا، اور اس کا اوپر کا حصہ آسمان میں تھا اس کے اوپر کی جانب ایک حلقہ تھا مجھ سے کہا گیا اس پر چڑھو، میں نے کہا میں اس پر نہیں چڑھ سکتا، پھر ایک منصف آیا، ابن عون نے کہا

تِلْكَ الرَّوْضَةُ الْإِسْلَامُ وَذٰلِكَ الْعَمُوْدُ عَمُوْدُ الْإِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقٰى وَاَنْتَ عَلَى الْإِسْلَامِ حَتّٰى تَمُوْتَ قَالَ وَالرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ۔

۶۲۶۰ - **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَبَلَةَ بْنِ اَبِيْ رَوَّادٍ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ قَالَ قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ كُنْتُ فِيْ حَلْقَةٍ فِيْهَا سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ وَابْنُ عُمَرَ فَمَرَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالُوْا هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُمْتُ فَقُلْتُ لَهٗ اِنَّهُمْ قَالُوْا كَذَا وَكَذَا قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا كَانَ يَنْبَغِيْ لَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا مَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّمَا رَاَيْتُ كَاَنَّ عَمُوْدًا وُّضِعَ فِيْ رَوْضَةٍ خَضْرَآءَ فَنُصِبَ فِيْهَا وَفِيْ رَاْسِهَا عُرْوَةٌ وَّفِيْ اَسْفَلِهَا مِنْصَفٌ وَّالْمِنْصَفُ الْوَصِيْفُ فَقِيْلَ لِيَ ارْقَهْ فَرَقِيْتُ حَتّٰى اَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُوْتُ عَبْدُ اللّٰهِ وَهُوَ اٰخِذٌ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى۔

۶۲۶۱ - **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَّاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ (وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ) حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا فِيْ حَلْقَةٍ فِيْ مَسْجِدِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ وَفِيْهَا

منصف خادم کو کہتے ہیں، اس نے میرے پیچھے سے کپڑے اٹھائے اور اس نے اپنے ہاتھ سے مجھے پیچھے سے اٹھایا، پھر میں اس پر چڑھا حتیٰ کہ میں ستون کے اوپر کی جانب پہنچ گیا، پھر میں نے اس حلقہ کو پکڑ لیا، مجھ سے کہا گیا اس کو پکڑے رہو، پھر میں بیدار ہوا درآں حالیکہ وہ حلقہ اس وقت بھی میرے ہاتھ میں تھا، میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہ خواب بیان کیا، آپ نے فرمایا وہ باغ اسلام ہے، اور وہ ستون اسلام کا ستون ہے اور وہ حلقہ عروہ وثقیٰ ہے اور تم تاحیات اسلام پر قائم رہوگے، وہ شخص حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تھے۔

قیس بن عباد بیان کرتے ہیں کہ میں ایک جماعت میں بیٹھا تھا جس میں حضرت سعد بن مالک اور حضرت ابن عمر بھی تھے، اتنے میں حضرت عبداللہ بن سلام وہاں سے گذرے، لوگوں نے کہا یہ شخص اہل جنت سے ہے، میں کھڑا ہوا اور میں نے ان سے کہا آپ کے متعلق لوگ اس اس طرح کہہ رہے تھے، انھوں نے کہا سبحان اللہ! انھیں بغیر علم کے ایسی بات نہیں کہنی چاہیے، میں نے خواب میں دیکھا کہ سرسبز باغ میں ایک ستون رکھا گیا ہے اس ستون کی چوٹی پر ایک حلقہ ہے اور اس کے نیچے ایک خدمت گار کھڑا ہے، مجھ سے کہا گیا اس پر چڑھو، میں اس پر چڑھا حتیٰ کہ میں نے اس حلقہ کو پکڑ لیا، پھر میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہ خواب بیان کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عبداللہ اس حال میں فوت ہوگا کہ اس نے عروہ وثقیٰ پکڑا ہوا ہوگا۔

خرشہ بن حر بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا، اس میں ایک حسین وجمیل بوڑھا شخص بیٹھا ہوا تھا، وہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تھے، وہ لوگوں سے بہت اچھی باتیں کر رہے تھے

شَيْخٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ وَهُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ قَالَ
فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُمْ حَدِيثًا حَسَنًا قَالَ فَلَمَّا قَامَ
قَالَ الْقَوْمُ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ
الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا قَالَ فَقُلْتُ وَاللهِ لَأَتْبَعَنَّهُ
فَلَأَعْلَمَنَّ مَكَانَ بَيْتِهِ قَالَ فَتَبِعْتُهُ فَانْطَلَقَ حَتَّى
كَادَ أَنْ يَخْرُجَ مِنَ الْمَدِينَةِ ثُمَّ دَخَلَ مَنْزِلَهُ قَالَ
فَاسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ فَأَذِنَ لِي فَقَالَ مَا حَاجَتُكَ يَا ابْنَ
أَخِي قَالَ فَقُلْتُ لَهُ سَمِعْتُ الْقَوْمَ يَقُولُونَ لَكَ لَمَّا
قُمْتَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ
فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا فَأَعْجَبَنِي أَنْ أَكُونَ مَعَكَ قَالَ
اللهُ أَعْلَمُ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ وَسَأُحَدِّثُكَ مِمَّ قَالُوا
ذَاكَ إِنِّي بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أَتَانِي رَجُلٌ فَقَالَ لِي
قُمْ فَأَخَذَ بِيَدِي فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ قَالَ فَإِذَا أَنَا
بِجَوَادَّ عَنْ شِمَالِي قَالَ فَأَخَذْتُ لِآخُذَ فِيهَا
فَقَالَ لِي لَا تَأْخُذْ فِيهَا فَإِنَّهَا طُرُقُ أَصْحَابِ الشِّمَالِ
قَالَ فَإِذَا جَوَادُّ مَنْهَجٌ عَلَى يَمِينِي فَقَالَ لِي خُذْ
هَهُنَا فَأَتَى بِي جَبَلًا فَقَالَ لِي اصْعَدْ قَالَ فَجَعَلْتُ
إِذَا أَرَدْتُ أَنْ أَصْعَدَ خَرَرْتُ عَلَى اسْتِي قَالَ
حَتَّى فَعَلْتُ ذَلِكَ مِرَارًا قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ بِي حَتَّى
أَتَى بِي عَمُودًا رَأْسُهُ فِي السَّمَاءِ وَأَسْفَلُهُ فِي الْأَرْضِ
فِي أَعْلَاهُ حَلْقَةٌ فَقَالَ لِي اصْعَدْ فَوْقَ هَذَا قَالَ
قُلْتُ كَيْفَ أَصْعَدُ هَذَا وَرَأْسُهُ فِي السَّمَاءِ قَالَ
فَأَخَذَ بِيَدِي فَزَجَلَ بِي قَالَ فَإِذَا أَنَا مُتَعَلِّقٌ
بِالْحَلْقَةِ قَالَ ثُمَّ ضَرَبَ الْعَمُودَ فَخَرَّ قَالَ وَبَقِيتُ مُتَعَلِّقًا
بِالْحَلْقَةِ حَتَّى أَصْبَحْتُ قَالَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ فَقَالَ أَمَّا
الطُّرُقُ الَّتِي رَأَيْتَ عَنْ يَسَارِكَ فَهِيَ طُرُقُ
أَصْحَابِ الشِّمَالِ قَالَ وَأَمَّا الطُّرُقُ الَّتِي رَأَيْتَ
عَنْ يَمِينِكَ فَهِيَ طُرُقُ أَصْحَابِ الْيَمِينِ وَأَمَّا

جب وہ چلے گئے تو لوگوں نے کہا جو شخص کسی جنتی آدمی
کو دیکھ کر خوش ہونا چاہتا ہو وہ اس آدمی کو دیکھ لے،
میں نے دل ہی دل میں کہا میں ضرور اس شخص کا پیچھا کروں گا،
اور اس کا ٹھکانا معلوم کروں گا، پھر میں ان کے پیچھے
چل پڑا، وہ چلتے رہے حتیٰ کہ شہر سے باہر نکلنے کے
قریب ہو گئے، پھر وہ اپنے گھر میں داخل ہوئے، میں
نے ان سے آنے کی اجازت طلب کی، انھوں نے اجازت
دے دی، انھوں نے کہا اے بھتیجے! کیا کام ہے؟
میں نے کہا، میں نے لوگوں سے یہ سنا ہے کہ جس شخص
کو کوئی جنتی آدمی دیکھنا اچھا لگتا ہو، اسے اس شخص
کو دیکھنا چاہیے، تو مجھے آپ کے ساتھ رہنا اچھا معلوم
ہوا، انھوں نے فرمایا: اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ
اہل جنت کون ہیں؟ اور میں تم کو بتاتا ہوں کہ وہ کس
وجہ سے ایسا کہتے ہیں، جس وقت میں سویا ہوا تھا تو
میرے پاس ایک شخص آیا اور مجھ سے کہا اٹھو! پھر
اس نے میرا ہاتھ پکڑا، اور میں اس کے ساتھ چل پڑا،
میں نے بائیں جانب ایک راستہ دیکھا میں اس میں
جانے لگا، اس نے کہا اس طرف نہ جاؤ یہ کفار کے راستے
ہیں پھر دائیں جانب ایک راستہ ملا، اس نے کہا اس
طرف چلے جاؤ، پھر ایک پہاڑ آیا، اس نے کہا اس پر
چڑھو، میں اس پر چڑھنے لگا تو میں سرین کے بل
گر پڑا، میں نے بار بار چڑھنا چاہا اور ہر بار گرا، پھر وہ
شخص مجھے لے کر چلا، حتیٰ کہ ایک ستون آیا جس کی چوٹی
آسمان میں تھی اور اس کا نچلا حصہ زمین میں تھا، اور اس
کی چوٹی پر ایک حلقہ تھا، اس نے مجھ سے کہا اس کے
اوپر چڑھو، میں نے کہا میں اس پر کیسے چڑھوں اس
کی چوٹی تو آسمان میں ہے، پھر اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور
مجھے اوپر چڑھا دیا، پھر میں نے دیکھا کہ میں اس حلقہ
کو پکڑے ہوئے تھا، پھر اس نے اس ستون پر ضرب

اَلْجَبَلُ فَهُوَ مَنْزِلُ الشُّهَدَآءِ وَلَنْ تَنَالَهٗ وَاَمَّا الْعَمُوْدُ فَهُوَ عَمُوْدُ الْاِسْلَامِ وَاَمَّا الْعُرْوَةُ فَهِيَ عُرْوَةُ الْاِسْلَامِ وَلَنْ تَزَالَ مُتَمَسِّكًا بِهَا حَتّٰى تَمُوْتَ۔

لگائی جس سے وہ گر پڑا اور میں حلقے سے متعلق رہا یہاں تک کہ صبح ہوگئی پھر میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر یہ خواب بیان کیا، آپ نے فرمایا تم نے بائیں طرف جو راستے دیکھے وہ اصحاب شمال کے راستے ہیں اور دائیں طرف جو راستے دیکھے وہ اصحاب یمین کے راستے ہیں اور جو پہاڑ دیکھا وہ شہداء کا مقام ہے جس کو تم نہیں پا سکو گے (یعنی شہادت کی موت نہیں مرو گے)۔ اور جو ستون دیکھا وہ اسلام ہے اور جو حلقہ دیکھا وہ عروہ اسلام ہے، اور تم مرتے دم تک اس کو تھامے رہو گے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

عبداللہ بن سلام بن حارث اسرائیلی (پھر) انصاری، یہ بنو قینقاع کے حلیف تھے اور حضرت یوسف بن یعقوب علیہما السلام کی اولاد میں سے تھے، زمانہ جاہلیت میں ان کا نام حصین تھا، جب یہ اسلام لائے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھ دیا، جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے یہ اسی وقت مسلمان ہو گئے تھے، زرارہ بن اوفی نے حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت کیا ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو میں آپ کے چہرہ کو بار بار دیکھ رہا تھا، جب میں نے آپ کے چہرہ کو دیکھا تو میں نے جان لیا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے، میں نے آپ سے جو پہلا کلام سنا وہ یہ تھا:

افشوا السلام و اطعموا الطعام وصلوا الارحام وصلوا باللیل والناس نیام تدخلوا الجنۃ بسلام۔

سلام پھیلاؤ اور کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو، جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو رات کو اٹھ کر نماز پڑھو اور سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔

حضرت عبداللہ بن سلام کے بھتیجے بیان کرتے ہیں جب باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا ارادہ کیا تو حضرت عبداللہ بن سلام حضرت عثمان کے پاس گئے، حضرت عثمان نے پوچھا کس کام سے آئے ہو؟ کہا میں آپ کی مدد کے لیے آیا ہوں، فرمایا پھر ان باغیوں کے پاس جاؤ اور ان کو بھگا دو، حضرت عبداللہ بن سلام باغیوں کے پاس گئے اور فرمایا زمانہ جاہلیت میں میرا نام "فلاں" تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرا نام عبداللہ رکھا۔ میرے متعلق قرآن مجید میں یہ آیات نازل ہوئیں:

وشھد شاھد من بنی اسرائیل علی مثلہ فاٰمن واستکبرتم۔ (احقاف: ۱۰)

بنو اسرائیل میں سے ایک گواہ اس (قرآن مجید) پر گواہی دے چکا ہے، وہ ایمان لے آیا اور تم نے تکبر کیا!

اور یہ آیت نازل ہوئی:

قل کفی باللہ شھیدا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتٰب۔ (رعد: ۴۳)

فرما دیجئے میرے اور تمہارے درمیان اللہ کافی گواہ ہے اور وہ شخص جس کے پاس (آسمانی) کتاب کا علم ہے۔

تمہارے اس شہر میں فرشتے آتے رہتے ہیں، اس شہر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے آئے، تم لوگ

اس شخص کو قتل کرنے کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو، بہ خدا اگر تم نے اس شخص کو قتل کر دیا تو تمہارے پڑوسی فرشتے تم کو نکال باہر کریں گے اور اللہ اپنی تلوار کو میان سے نکال لیگا۔ پھر قیامت تک وہ تلوار میان میں نہیں جاسکے گی، باغیوں نے کہا اس یہودی اور عثمان دونوں کو قتل کر دو۔

یزید بن عمیرہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت معاذ بن جبل پر موت کا وقت آیا تو ان سے کہا گیا کہ ابو عبد الرحمٰن ہم کو وصیت کیجئے انھوں نے کہا مجھے بٹھاؤ، انھوں نے کہا علم اور ایمان ایک جگہ پر ہیں جو ان کو طلب کرے گا وہ ان کو حاصل کر لے گا، تم علم کو چار آدمیوں کے پاس تلاش کرو، حضرت عویمر ابو درداء، حضرت سلمان فارسی، حضرت عبد اللہ بن مسعود، اور حضرت عبد اللہ بن سلام کے پاس جو پہلے یہودی تھے پھر مسلمان ہو گئے اور میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ وہ جنت میں جانے والے دس شخصوں میں سے دسویں ہیں، حضرت عبد اللہ بن سلام ۴۳ھ میں فوت ہوئے۔[1]

بابٌ ۴۸: فَضَائِلِ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے فضائل

۶۲۶۲ - حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ كُلُّهُمْ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ عُمَرَ مَرَّ بِحَسَّانَ وَهُوَ يُنْشِدُ الشِّعْرَ فِي الْمَسْجِدِ فَلَحَظَ إِلَيْهِ فَقَالَ قَدْ كُنْتُ أُنْشِدُ وَفِيهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ أَنْشُدُكَ اللّٰهَ أَسَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَجِبْ عَنِّي اللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ قَالَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس سے گذرے، درآں حالیکہ وہ مسجد میں شعر پڑھ رہے تھے، حضرت عمر نے گھور کر ان کی طرف دیکھا، حضرت حسان نے کہا میں مسجد میں اس وقت بھی شعر پڑھتا تھا جب مسجد میں تم سے افضل شخص موجود تھے، پھر انھوں نے حضرت ابوہریرہ کی طرف مڑ کر کہا میں تم کو اللہ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں، کیا تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: میری طرف سے جواب دو، اے اللہ! اس کی روح القدس سے تائید فرما، انھوں نے کہا ہاں۔

۶۲۶۳ - حَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ حَسَّانَ قَالَ فِي حَلْقَةٍ فِيهِمْ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنْشُدُكَ اللّٰهَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَسَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ۔

ابن مسیب کہتے ہیں کہ ایک حلقہ میں حضرت ابوہریرہ بیٹھے ہوئے تھے، حضرت حسان نے ان سے کہا: اے ابوہریرہ! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے اس کے بعد حسب سابق ہے۔

۶۲۶۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن کہتے ہیں کہ حضرت حسان بن ثابت

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۱۷۶، ۱۷۷، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، ایران

أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ يَسْتَشْهِدُ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنْشُدُكَ اللّٰهَ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَا حَسَّانُ أَجِبْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَعَمْ۔

انصاری رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ گواہی طلب کی: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اے حسان! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواب دو، اے اللہ! اس کی روح القدس کی طرف سے تائید فرما! حضرت ابوہریرہ نے کہا ہاں!

۶۲۶۵ - **حَدَّثَنَا** عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ (وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ) قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ أُهْجُهُمْ أَوْ هَاجِهِمْ وَجِبْرِيلُ مَعَكَ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ان (کافروں) کی ہجو کرو اور جبرائیل بھی تمہارے ساتھ ہیں۔

۶۲۶۶ - **حَدَّثَنِيهِ** زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں۔

۶۲۶۷ - **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ كَانَ مِمَّنْ كَثَّرَ عَلَى عَائِشَةَ فَسَبَبْتُهُ فَقَالَتْ يَا ابْنَ أُخْتِي دَعْهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

عروہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بہت کچھ کہا تھا (یعنی تہمت لگانے والوں کے ساتھ شامل تھے) میں نے ان کو برا کہا، حضرت عائشہ نے فرمایا: اے بھتیجے اس کو چھوڑ دو، کیونکہ وہ رسول اللہ کی طرف سے کافروں کو جواب دیتے تھے۔

۶۲۶۸ - **حَدَّثَنَاهُ** عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۲۶۹ - **حَدَّثَنِي** بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ (يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ) عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ وَعِنْدَهَا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ يُنْشِدُهَا شِعْرًا يُشَبِّبُ بِأَبْيَاتٍ لَهُ فَقَالَ

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ

مسروق کہتے ہیں میں حضرت عائشہ کے پاس گیا، درآں حالیکہ ان کے پاس حضرت حسان بیٹھے ہوئے ان کو اپنے اشعار سنا رہے تھے، انھوں نے کہا:

وہ پاکیزہ اور عقل مند ہیں ان پر کسی عیب کی تہمت نہیں ہے۔

وَتُصْبِحُ غَرْثٰى مِنْ لُحُوْمِ الْغَوَافِلِ

فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ لٰكِنَّكَ لَسْتَ كَذٰلِكَ قَالَ مَسْرُوْقٌ فَقُلْتُ لَهَا لِمَ تَأْذَنِيْنَ لَهُ يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيْمٌ فَقَالَتْ فَاَيُّ عَذَابٍ اَشَدُّ مِنَ الْعَمٰى اِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ اَوْ يُهَاجِيْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

وہ صبح غافلوں کے گوشت سے بھوکی اٹھتی ہیں (یعنی کسی کی غیبت نہیں کرتیں)

حضرت عائشہ نے ان سے (تفننا) فرمایا لیکن تم اس طرح نہیں تھے، مسروق نے کہا آپ ان کو اپنے پاس آنے کی کیوں اجازت دیتی ہیں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اور جس نے ان میں سے اس (بہتان) میں سب سے بڑا حصہ لیا اس کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔ (نور: ۱۱) حضرت عائشہ نے فرمایا اندھے ہونے سے زیادہ اور کون سا بڑا عذاب ہوگا؟ حسان تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کفار کو جواب دیتے تھے، یا ان کی ہجو کرتے تھے۔

۶۲۷۰ - **حَدَّثَنَاهُ** ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ قَالَتْ كَانَ يَذُبُّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ حَصَانٌ رَزَانٌ۔

اسی سند کے ساتھ روایت ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضرت حسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواب دیتے تھے، اس روایت میں حصان رزان کے الفاظ نہیں ہیں۔

۶۲۷۱ - **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ حَسَّانُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِيْ فِيْ اَبِيْ سُفْيَانَ قَالَ كَيْفَ بِقَرَابَتِيْ مِنْهُ قَالَ وَالَّذِيْ اَكْرَمَكَ لَاَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ الْخَمِيْرِ فَقَالَ حَسَّانُ ؎

وَاِنَّ سَنَامَ الْمَجْدِ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ
بَنُوْ بِنْتِ مَخْزُوْمٍ وَوَالِدُكَ الْعَبْدُ

قَصِيْدَتَهُ هٰذِهِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت حسان نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے ابو سفیان کی ہجو کرنے کی اجازت دیجیے، آپ نے فرمایا اس کے ساتھ میری جو قرابت ہے اس کا کیا کرو گے؟ حضرت حسان نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو کرامت دی ہے میں آپ کو ان سے اس طرح نکال لوں گا جس طرح گندھے ہوئے آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے، پھر حضرت حسان نے یہ قصیدہ کہا۔

آل ہاشم کی بزرگی کا کوہان
بنت مخزوم کی اولاد ہے اور تیرا باپ تو غلام تھا۔

۶۲۷۲ - **حَدَّثَنَا** عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَتِ اسْتَاْذَنَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هِجَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ وَلَمْ يَذْكُرْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت حسان بن ثابت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کی ہجو کرنے کی اجازت طلب کی، اور ابو سفیان کا ذکر نہیں کیا اور خمیر کی بجائے عجین کا ذکر کیا۔

أَبَا سُفْيَانَ وَقَالَ بَدَلَ الْخَمِيرِ الْعَجِينَ۔

۶۲۷۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي هِلَالٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اهْجُوا قُرَيْشًا فَإِنَّهُ أَشَدُّ عَلَيْهَا مِنْ رَشْقٍ بِالنَّبْلِ فَأَرْسَلَ إِلَى ابْنِ رَوَاحَةَ فَقَالَ اهْجُهُمْ فَهَجَاهُمْ فَلَمْ يُرْضِ فَأَرْسَلَ إِلَى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ حَسَّانُ قَدْ آنَ لَكُمْ أَنْ تُرْسِلُوا إِلَى هَذَا الْأَسَدِ الضَّارِبِ بِذَنَبِهِ ثُمَّ أَدْلَعَ لِسَانَهُ فَجَعَلَ يُحَرِّكُهُ فَقَالَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَفْرِيَنَّهُمْ بِلِسَانِي فَرْيَ الْأَدِيمِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَعْجَلْ فَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ أَعْلَمُ قُرَيْشٍ بِأَنْسَابِهَا وَإِنَّ لِي فِيهِمْ نَسَبًا حَتَّى يُلَخِّصَ لَكَ نَسَبِي فَأَتَاهُ حَسَّانُ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ لَخَّصَ لِي نَسَبَكَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِينِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِحَسَّانَ إِنَّ رُوحَ الْقُدُسِ لَا يَزَالُ يُؤَيِّدُكَ مَا نَافَحْتَ عَنِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هَجَاهُمْ حَسَّانُ فَشَفَى وَاشْتَفَى

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریش کی ہجو کرو، کیونکہ ان پر اپنی ہجو تیروں کی بوچھاڑ سے زیادہ شاق گذرتی ہے، پھر آپ نے حضرت ابن رواحہ کی طرف پیغام بھیجا کہ کفار قریش کی ہجو کرو، انھوں نے کفار قریش کی ہجو کی، وہ آپ کو پسند نہیں آئی، پھر آپ نے حضرت کعب بن مالک کی طرف پیغام بھیجا، پھر حسان بن ثابت کی طرف پیغام بھیجا، جب حضرت حسان آپ کے پاس آئے تو انھوں نے کہا اب وقت آگیا ہے آپ نے اس شیر کی طرف پیغام بھیجا ہے جو اپنی دم سے مارتا ہے، پھر اپنی زبان نکال کر اس کو ہلانے لگے، پھر کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے، میں ان کو اپنی زبان سے اس طرح چیر پھاڑ کر رکھ دوں گا جس طرح چمڑے کو پھاڑتے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جلدی نہ کرو، کیونکہ ابوبکر قریش کے نسب کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں اور ان میں میرا نسب بھی ہے، تاکہ ابوبکر میرا نسب ان سے الگ کردیں، حضرت حسان حضرت ابوبکر کے پاس گئے، پھر لوٹ آئے اور کہا یا رسول اللہ! آپ کا نسب الگ کر دیا گیا ہے، اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے، میں آپ کو ان سے اس طرح نکال لوں گا جس طرح گندھے ہوئے آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تک تم اللہ اور رسول کی طرف سے جواب دیتے رہتے ہو روح القدس تمہاری تائید کرتا رہتا ہے، نیز حضرت عائشہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے، حسان نے کفار قریش کی ہجو کر کے مسلمانوں کی شفا دی

(یعنی ان کا دل ٹھنڈا کر دیا) اور کفار کے دلوں کو بیمار کر دیا، حضرت حسان کے وہ اشعار یہ ہیں:

قَالَ حَسَّانُ ؎

(۱) هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَأَجَبْتُ عَنْهُ
وَعِنْدَ اللّٰهِ فِي ذَاكَ الْجَزَاءُ

تو نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی تو میں نے حضور کی طرف سے جواب دیا اور اس کی اصل جزا اللہ ہی کے پاس ہے۔

(۲) هَجَوْتَ مُحَمَّدًا بَرًّا حَنِيفًا
رَسُولَ اللّٰهِ شِيمَتُهُ الْوَفَاءُ

تو نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی جو نیک اور ادیان باطلہ سے اعراض کرنے والے ہیں، وہ اللہ کے رسول ہیں اور ان کی خصلت وفا کرنا ہے۔

(۳) فَإِنَّ أَبِي وَوَالِدَهُ وَعِرْضِي
لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ

بلاشبہ میرے ماں باپ اور میری عزت، تم سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت بچانے کے لیے قربان ہے۔

(۴) ثَكِلْتُ بُنَيَّتِي إِنْ لَمْ تَرَوْهَا
تُثِيرُ النَّقْعَ مِنْ كَنَفَيْ كَدَاءِ

میں خود پر گریہ کروں (یعنی مر جاؤں) اگر تم گھوڑوں کو مقام کداء کی طرف گرد اڑاتے نہ دیکھو۔

(۵) يُبَارِينَ الْأَعِنَّةَ مُصْعِدَاتٍ
عَلَى أَكْتَافِهَا الْأَسَلُ الظِّمَاءُ

وہ گھوڑے جو تمہاری طرف دوڑتے ہیں ان کے کندھوں پر پیاسے نیزے ہیں۔

(۶) تَظَلُّ جِيَادُنَا مُتَمَطِّرَاتٍ
تُلَطِّمُهُنَّ بِالْخُمُرِ النِّسَاءُ

ہمارے گھوڑے دوڑتے ہوئے آئیں گے اور ان کی منہ تھنیوں کو عورتیں دوپٹوں سے صاف کریں گی۔

(۷) فَإِنْ أَعْرَضْتُمُو عَنَّا اعْتَمَرْنَا
وَكَانَ الْفَتْحُ وَانْكَشَفَ الْغِطَاءُ

اگر تم ہم سے روگردانی کرو تو ہم عمرہ کر لیں گے پردہ اٹھ جائے گا اور فتح حاصل ہو جائے گی۔

(۸) وَإِلَّا فَاصْبِرُوا لِضِرَابِ يَوْمٍ
يُعِزُّ اللّٰهُ فِيهِ مَنْ يَشَاءُ

ورنہ اس دن کا انتظار کرو گے جس دن اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا عزت دے گا۔

(۹) وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ أَرْسَلْتُ عَبْدًا
يَقُولُ الْحَقَّ لَيْسَ بِهِ خَفَاءُ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں نے ایک بندہ کو رسول بنایا ہے، جو حق کہتا ہے اور اس میں کوئی پوشیدگی نہیں ہے۔

(۱۰) وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ يَسَّرْتُ جُنْدًا
هُمُ الْأَنْصَارُ عُرْضَتُهَا اللِّقَاءُ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے ایک لشکر بنایا ہے جو انصار ہیں اور ان کا مقصد صرف دشمن کا مقابلہ کرنا ہے۔

(۱۱) يُلَاقِي كُلَّ يَوْمٍ مِنْ مَعَدٍّ
سِبَابٌ أَوْ قِتَالٌ أَوْ هِجَاءُ

وہ لشکر ہر روز مذمت، جنگ یا ہجو کرنے کے لیے تیار ہے۔

(۱۲) فَمَنْ يَهْجُو رَسُولَ اللّٰهِ مِنْكُمْ
وَيَمْدَحُهُ وَيَنْصُرُهُ سَوَاءُ

پس تم میں سے جو شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرے، تعریف کرے، یا آپ کی مدد کرے، سب برابر ہے۔

(۱۳) وَجِبْرِيلُ رَسُولُ اللَّهِ فِينَا وَرُوحُ الْقُدُسِ لَيْسَ لَهُ كِفَاءُ

ہم میں اللہ کے رسول جبرائیل موجود ہیں وہ روح القدس ہیں جن کا کوئی کفو نہیں ہے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے:

حسان بن ثابت بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناہ بن عدی بن عمر بن مالک ابن النجار تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج الانصاری الخزرجی۔ ان کی کنیت ابو الولید ہے۔ ایک قول ہے ابو عبد الرحمن کنیت ہے، اور ایک قول ہے کہ ابو الحسام کنیت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے مسجد میں منبر نصب کراتے تھے، یہ منبر پر کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کرتے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب تک حسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مدافعت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی تائید کرتا ہے، اس کے بعد علامہ ابن اثیر نے صحیح مسلم کی حدیث نمبر ۶۲۷۳ کا خلاصہ بیان کیا ہے۔

عروہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو حد قذف لگائی جنھوں نے حضرت عائشہ کے متعلق تہمت لگانے میں حصہ لیا تھا، ان سب کو اسی اسی کوڑے حد لگائی گئی، جن لوگوں پر حد لگائی گئی ان میں حضرت حسان بن ثابت، حضرت مسطح بن اثاثہ اور حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہم کا شمار بھی کیا گیا ہے۔

حضرت حسان بھی تہمت لگانے والوں میں شامل تھے اور بعض کے قول کے مطابق ان کو بھی حد لگائی گئی اور بعض علماء نے اس کا انکار کیا ہے، انھوں نے کہا حضرت عائشہ طواف کر رہی تھیں، اور ان کے ساتھ ام حکیم بنت خالد بن عاص اور ام حکیم بنت عبد اللہ بن ابی ربیعہ بھی تھیں، انھوں نے حضرت حسان بن ثابت کا ذکر کر کے ان کی مذمت کی، حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں داخل کر دے گا کیونکہ وہ اپنی زبان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدافعت کرتے تھے، کیا ان کا یہ شعر نہیں ہے:

فان ابی ووالدتی وعرضی لعرض محمد منکم وقاء

میرے ماں باپ اور میری عزت تم سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت بچانے کے لیے قربان ہے۔

حضرت عائشہ نے کہا حضرت حسان مجھ پر تہمت لگانے سے بری ہیں، ان دونوں نے کہا کیا انھوں نے آپ کے متعلق وہ سب کچھ نہیں کہا، حضرت عائشہ نے فرمایا انھوں نے کچھ نہیں کہا البتہ ان کے اشعار یہ ہیں:

حصان رزان ما تزن بریبۃ وتصبح غرثی من لحوم الغوافل

وہ پاکیزہ اور عقلمند ہیں ان پر کسی عیب کی تہمت نہیں ہے۔ وہ صبح کو غافلوں کے گوشت سے بھوکی اٹھتی ہیں، (یعنی وہ کسی کی غیبت نہیں کرتیں)

فان کان ما قد قیل عنی قلتہ فلا رفعت سوطی الی اناملی

جو قول میری طرف منسوب کیا گیا ہے اگر واقعی وہ میں نے کہا ہے تو میں اپنے کوڑے کو اپنے ہاتھ سے نہ اٹھا سکوں (یعنی میرے ہاتھ بیکار ہو جائیں)

مصنف کہتا ہے کہ صحیح مسلم کی حدیث نمبر ۶۲۶۷ اور حدیث نمبر ۶۲۶۹ میں یہ ذکر ہے کہ حضرت حسان تہمت

لگانے والوں میں شامل تھے اور صحیح مسلم کی روایات علامہ ابن اثیر کی بغیر سند کے ذکر کردہ روایت سے کہیں قوی ہیں، بہر حال جب ان پر حد لگ گئی تو وہ پاک ہو گئے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیشہ ان کا خیر کے ساتھ ذکر کیا وہ مداح رسول تھے اور حضور کی مدافعت میں کفار سے زبانی جہاد کرتے تھے، ہم نے صرف تاریخی واقعہ کی نوعیت بیان کرنے کے لیے اس کا ذکر کیا ہے، ورنہ ہمیں اور سب مسلمانوں کو ان کے ساتھ حسن اعتقاد رکھنا چاہیے اور خیر کے ساتھ ان کا ذکر کرنا چاہیے، رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

علامہ ابن اثیر جذری لکھتے ہیں:

حضرت حسان دل کے فطرۃً کمزور تھے اسی لیے کسی غزوہ میں شریک نہیں ہو سکے، غزوۂ خندق میں عورتوں کے ساتھ قلعہ میں تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبد المطلب بھی اسی قلعہ میں تھیں، ایک یہودی نے قلعہ کے گرد چکر لگایا، حضرت صفیہ کو اندیشہ ہوا کہ اگر یہودیوں کو اطلاع ہو گئی تو بڑی مشکل ہو گی کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جہاد میں مشغول تھے، انھوں نے حضرت حسان سے کہا اس کو مارو ورنہ یہ جا کر یہودیوں کو خبر کر دے گا، حضرت حسان نے کہا آپ کو معلوم ہے میرے پاس اس کا کوئی علاج نہیں ہے، حضرت صفیہ نے یہ سن کر خود خیمہ کی چوب اٹھائی اور مردانہ وار نکل کر مقابلہ کیا اور اس یہودی کو قتل کر کے کہا جاؤ اب جا کر اس کا سامان اتار لاؤ، حضرت حسان نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ حضرت علی کی خلافت میں سنہ ۴۰ھ سے پہلے فوت ہو گئے، ایک قول سنہ ۵۰ھ اور ایک قول سنہ ۴۵ھ کا بھی ہے، اس پر اتفاق ہے کہ اس وقت ان کی عمر ایک سو بیس سال کی تھی۔ انھوں نے ساٹھ سال زمانہ جاہلیت میں گزارے اور ساٹھ سال اسلام میں ان کے باپ ثابت اور ان کے دادا منذر اور ان کے پردادا احرام کی عمر بھی ایک سو بیس سال تھیں، ایک نسل کے چار افراد کی عمروں کا ایک سو بیس سال کا ہونا عرب میں واحد مثال ہے۔ [۱]

بَابٌ ۸۷ مِنْ فَضَائِلِ أَبِي هُرَيْرَةَ الدَّوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
حضرت ابو ہریرہ دوسی رضی اللہ عنہ کے فضائل

۶۲۷۴ - حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ الْيَمَامِيُّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ أَدْعُو أُمِّي إِلَى الْإِسْلَامِ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فَدَعَوْتُهَا يَوْمًا فَأَسْمَعَتْنِي فِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَكْرَهُ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ مشرکہ تھیں، میں ان کو اسلام کی دعوت دیتا تھا ایک دن میں نے ان کو دعوت دی تو انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسی بات کہی جو مجھ کو ناگوار گذری، میں روتا ہوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، میں نے کہا یا رسول اللہ! میں اپنی

[۱] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جذری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۷، ۶ مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، ایران

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِيْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ اَدْعُوْا اُمِّيْ اِلَى الْاِسْلَامِ فَتَاْبٰى عَلَيَّ فَدَعَوْتُهَا الْيَوْمَ فَاَسْمَعَتْنِيْ فِيْكَ مَا اَكْرَهُ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَهْدِيَ اُمَّ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ اُمَّ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فَخَرَجْتُ مُسْتَبْشِرًا بِدَعْوَةِ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جِئْتُ فَصِرْتُ اِلَى الْبَابِ فَاِذَا هُوَ مُجَافٌ فَسَمِعَتْ اُمِّيْ خَشْفَ قَدَمَيَّ فَقَالَتْ مَكَانَكَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ وَسَمِعْتُ خَضْخَضَةَ الْمَاءِ قَالَ فَاغْتَسَلَتْ وَلَبِسَتْ دِرْعَهَا وَعَجِلَتْ عَنْ خِمَارِهَا فَفَتَحَتِ الْبَابَ ثُمَّ قَالَتْ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ قَالَ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْتُهٗ وَاَنَا اَبْكِيْ مِنَ الْفَرَحِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَبْشِرْ قَدِ اسْتَجَابَ اللّٰهُ دَعْوَتَكَ وَهَدٰى اُمَّ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ خَيْرًا قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يُّحَبِّبَنِيْ اَنَا وَاُمِّيْ اِلٰى عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَيُحَبِّبَهُمْ اِلَيْنَا قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ عُبَيْدَكَ هٰذَا يَعْنِيْ اَبَا هُرَيْرَةَ وَاُمَّهٗ اِلٰى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَحَبِّبْ اِلَيْهِمُ الْمُؤْمِنِيْنَ فَمَا خُلِقَ مُؤْمِنٌ يَسْمَعُ بِيْ وَلَا يَرَانِيْ اِلَّا اَحَبَّنِيْ ۔

ماں کو اسلام کی دعوت دیتا تھا وہ انکار کرتی تھی، آج میں نے اس کو دعوت دی تو اس نے آپ کے متعلق ایسا کلمہ کہا جو مجھے ناگوار گذرا، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے اللہ! ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے" میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا لے کر خوشی سے روانہ ہوا، جب میں گھر کے دروازہ پر پہنچا تو دروازہ بند تھا، ماں نے میرے قدموں کی آہٹ سن لی، اس نے کہا اے ابوہریرہ! اپنی جگہ ٹھیرو، پھر میں نے پانی گرنے کی آواز سنی، میری ماں نے غسل کیا اور قمیص پہنی اور جلدی میں بغیر دوپٹہ کے باہر آئیں، پھر دروازہ کھولا اور کہا: اے ابوہریرہ! میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، پھر میں خوشی سے روتا ہوا حضور کے پاس گیا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کو بشارت ہو، اللہ نے آپ کی دعا قبول کرلی اور ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے دی، آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور کلمہ خیر فرمایا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ میری اور میری ماں کی محبت اپنے مومن بندوں کے دلوں میں ڈال دے، اور ہمارے دلوں میں ان کی محبت ڈال دے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! اپنے اس بندے (حضور کی مراد ابوہریرہ تھی) اور اس کی ماں کی محبت اپنے مومن بندوں کے دلوں میں پیدا کر دے، اور مومنوں کی محبت ان کے دل میں ڈال دے، پھر ایسا کوئی مسلمان پیدا نہیں ہوا جو میرا ذکر سن کر یا مجھے دیکھ کر مجھ سے محبت نہ کرے۔

ف: اے اللہ! قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے دلوں میں مصنف کی محبت پیدا کر دے اور تمام مسلمانوں کی محبت میرے دل میں پیدا کر دے۔

۶۲۷۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ

اعرج بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ نے

أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ إِنَّكُمْ تَزْعُمُونَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيثَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهُ الْمَوْعِدُ كُنْتُ رَجُلًا مِسْكِينًا أَخْدُمُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مِلْءِ بَطْنِي وَكَانَ الْمُهَاجِرُونَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ يَشْغَلُهُمُ الْقِيَامُ عَلَى أَمْوَالِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَبْسُطْ ثَوْبَهُ فَلَنْ يَنْسَى شَيْئًا سَمِعَهُ مِنِّي فَبَسَطْتُ ثَوْبِي حَتَّى قَضَى حَدِيثَهُ ثُمَّ ضَمَمْتُهُ إِلَيَّ فَمَا نَسِيتُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْهُ۔

کہا تم یہ گمان کرتے ہو کہ ابوہریرہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث بہت زیادہ بیان کرتا ہے، اللہ ہی حساب لینے والا ہے، میں ایک مسکین آدمی تھا، پیٹ بھرنے کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا، مہاجرین کو بازار کی خرید و فروخت سے فرصت نہ تھی، اور انصار اپنے اموال کی حفاظت میں مشغول رہتے تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنا کپڑا بچھا دے گا وہ مجھ سے سنی ہوئی حدیث کو کبھی نہیں بھولے گا۔ میں نے اپنا کپڑا بچھا دیا حتیٰ کہ آپ نے اپنی حدیث پوری کر لی، پھر میں نے اس کپڑے کو اپنے ساتھ چمٹا لیا، اس کے بعد آپ سے سنی ہوئی بات کو کبھی نہیں بھولا۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نہیں ہے کہ کون اپنا کپڑا پھیلاتا ہے آخیر حدیث تک۔

۶۲۷۶ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مَعْنٌ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ غَيْرَ أَنَّ مَالِكًا انْتَهَى حَدِيثُهُ عِنْدَ انْقِضَاءِ قَوْلِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيثِهِ الرِّوَايَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَبْسُطْ ثَوْبَهُ إِلَى آخِرِهِ۔

۶۲۷۷ - وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ أَلَا يُعْجِبُكَ أَبُو هُرَيْرَةَ جَاءَ فَجَلَسَ إِلَى جَنْبِ حُجْرَتِي يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْمِعُنِي ذٰلِكَ وَكُنْتُ أُسَبِّحُ فَقَامَ قَبْلَ أَنْ أَقْضِيَ سُبْحَتِي وَلَوْ أَدْرَكْتُهُ لَرَدَدْتُ عَلَيْهِ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيثَ كَسَرْدِكُمْ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا تم کو ابوہریرہ پر تعجب نہیں ہوتا! وہ آئے اور میرے حجرے کے پہلو میں بیٹھ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کرنے لگے، میں اس وقت تسبیح پڑھ رہی تھی وہ مجھ کو احادیث سنانے لگے، اور میری تسبیح ختم ہونے سے پہلے اٹھ گئے اگر مجھے بات کرنے کا موقع ملتا تو میں ان کو ٹوکتی، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمہاری طرح جلدی جلدی نہیں بولتے تھے، ——— ابن مسیب نے کہا حضرت ابوہریرہ نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ ابوہریرہ بہت

قَالَ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَدْ اَكْثَرَ وَاللّٰهُ الْمَوْعِدُ وَيَقُوْلُوْنَ مَا بَالُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ لَا يَتَحَدَّثُوْنَ مِثْلَ اَحَادِيْثِهٖ وَسَاُخْبِرُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ اِنَّ اِخْوَانِيْ مِنَ الْاَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمْ عَمَلُ اَرَضِيْهِمْ وَاِنَّ اِخْوَانِيْ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ وَكُنْتُ اَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مِلْءِ بَطْنِيْ فَاَشْهَدُ اِذَا غَابُوْا وَاَحْفَظُ اِذَا نَسُوْا وَلَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا اَيُّكُمْ يَبْسُطُ ثَوْبَهٗ فَيَاْخُذُ مِنْ حَدِيْثِيْ هٰذَا ثُمَّ يَجْمَعُهٗ اِلٰى صَدْرِهٖ فَاِنَّهٗ لَمْ يَنْسَ شَيْئًا سَمِعَهٗ فَبَسَطْتُ بُرْدَةً عَلَيَّ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ حَدِيْثِهٖ ثُمَّ جَمَعْتُهَا اِلٰى صَدْرِيْ فَمَا نَسِيْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ شَيْئًا حَدَّثَنِيْ بِهٖ وَلَوْلَا اٰيَتَانِ اَنْزَلَهُمَا اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ مَا حَدَّثْتُ شَيْئًا اَبَدًا اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَتَيْنِ۔

احادیث بیان کرتے ہیں، اور اللہ ہی حساب لینے والا ہے، لوگ کہتے ہیں کہ کیا وجہ ہے کہ مہاجرین اور انصار ابوہریرہ کی طرح احادیث بیان نہیں کرتے؟ میں تم کو اس کی وجہ بیان کرتا ہوں، میرے انصار بھائیوں کو ان کی کھیتی باڑی کا کام مشغول رکھتا تھا اور مہاجرین بھائیوں کو بازار کی خرید و فروخت مصروف رکھتی تھی اور میں پیٹ بھرنے کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتا تھا، جب وہ غائب ہوتے تو میں حاضر ہوتا تھا اور جن باتوں کو وہ بھول جاتے تھے میں ان کو یاد رکھتا تھا، ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کون شخص اپنا کپڑا بچھائے گا تاکہ میری اس حدیث کو یاد رکھے، پھر اس کپڑے کو اپنے سینے سے لگالے تو پھر وہ شخص کبھی کوئی سنی ہوئی بات نہیں بھولے گا، پھر میں نے اپنی چادر بچھا دی، پھر اس کے بعد میں آج تک حضور کی بیان کی ہوئی کوئی حدیث نہیں بھولا، اور اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ دو آیتیں نازل نہ کی ہوتیں تو میں کبھی کوئی حدیث بیان نہ کرتا: "لوگوں کے لیے کتاب میں ہمارے بیان فرما دینے کے بعد جو لوگ ہماری نازل کی ہوئی روشن دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں بے شک اللہ ان پر لعنت کرتا ہے اور (سب) لعنت کرنے والے ان پر لعنت کرتے ہیں۔"

۶۲۷۸۔ **وَحَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ اَخْبَرَنَا اَبُو الْيَمَانِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَاَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيْثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگ یہ کہتے ہو کہ ابوہریرہ رسول اللہ علیہ وسلم کی احادیث بہت بیان کرتا ہے۔ پھر حسب سابق ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ دوسی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، اور انھوں نے سب سے زیادہ احادیث روایت کی ہیں، ان کا نسب دوس بن عدنان بن عبداللہ بن زہران بن کعب بن حارث بن کعب بن مالک بن نصر بن الازد سے متعلق ہے۔

ان کے نام میں بہت اختلاف ہے، کسی اور صحابی کے نام میں اتنا اختلاف نہیں ہے، ان کے نام کے متعلق حسب ذیل اقوال ہیں:

عبداللہ بن عامر، بریر بن عشرقہ، سکین بن دومۃ، عبداللہ بن عبد شمس، عبد شمس، عبد نہم، عبد غنم، عبد عمر بن عبد غنم، عمرو بن علی القلاس، بہر حال اسلام لانے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام تبدیل کر دیا تھا، اس میں بھی دو قول ہیں، عبداللہ اور عبدالرحمن۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جاہلیت میں میرا نام عبد شمس تھا اور اسلام لانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام عبدالرحمن رکھا، اور میری کنیت کی وجہ یہ ہے کہ ایک دن مجھے ایک ھِرّہ (بلی) ملی۔ میں نے اس کو اپنی آستین میں رکھ لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آستین میں بلی دیکھ کر فرمایا: اے ابوہریرہ!

حضرت ابوہریرہ نے فتح خیبر کے سال اسلام قبول کیا اور غزوہ خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے اور پھر علم کی طلب میں ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا کی۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ سے احادیث سنتا ہوں اور مجھے یاد نہیں رہتیں، آپ نے فرمایا اپنی چادر بچھاؤ، میں نے چادر بچھائی، پھر آپ نے بہت سی احادیث بیان کیں جن کو میں پھر کبھی نہیں بھولا، نیز حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتا تھا اور سب سے زیادہ احادیث یاد رکھتا تھا۔ امام بخاری نے کہا حضرت ابوہریرہ سے احادیث روایت کرنے والوں کی تعداد آٹھ سو سے زیادہ ہے، جن میں صحابی اور تابعی شامل ہیں، صحابہ میں حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت جابر، حضرت انس اور حضرت واثلہ بن اسقع نے ان سے احادیث روایت کی ہیں، حضرت عمر نے ان کو بحرین کا عامل بنایا پھر معزول کر دیا، پھر دوبارہ عامل بنانا چاہا لیکن حضرت ابوہریرہ نے انکار کر دیا، مدینہ میں رہے اور وہیں وفات ہوئی، حضرت ابو ہریرہ ۵۷ھ میں فوت ہوئے، ہیثم بن عدی نے کہا حضرت ابوہریرہ ۵۸ھ میں ستر سال کی عمر میں فوت ہوئے، ایک قول یہ ہے کہ ان کا انتقال عقیق میں ہوا اور امیر مدینہ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ [1]

بَابٌ ۸۷۵ مِنْ فَضَائِلِ اَهْلِ بَدْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَحَاطِبِ بْنِ اَبِيْ بَلْتَعَةَ

اہل بدر رضی اللہ عنہم کے فضائل اور حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کا عذر

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۳۱۷-۳۱۵، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران۔

۶۲۷۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي رَافِعٍ وَهُوَ كَاتِبُ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ يَقُولُ بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ فَقَالَ ائْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا ظَعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوهُ مِنْهَا فَانْطَلَقْنَا تَعَادَى بِنَا خَيْلُنَا فَإِذَا نَحْنُ بِالْمَرْأَةِ فَقُلْنَا أَخْرِجِي الْكِتَابَ فَقَالَتْ مَا مَعِي كِتَابٌ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَتُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَأَتَيْنَا بِهِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا فِيهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى نَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا هٰذَا قَالَ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ قَالَ سُفْيَانُ كَانَ حَلِيفًا لَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا وَكَانَ مِمَّنْ كَانَ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُونَ بِهَا أَهْلِيهِمْ فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ فِيهِمْ يَدًا يَحْمُونَ بِهَا قَرَابَتِي وَلَمْ أَفْعَلْهُ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا عَنْ دِينِي وَلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ فَقَالَ عُمَرُ دَعْنِي يَا رَسُولَ اللهِ أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللهَ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوا

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے، حضرت زبیر اور حضرت مقداد کو روانہ کیا اور فرمایا خاخ کے باغ میں جاؤ، وہاں ایک مسافرہ ملے گی جس کے پاس ایک خط ہوگا تم اس سے وہ خط لے لینا، ہم لوگ روانہ ہو گئے، ہم نے اپنے گھوڑوں کو دوڑایا، پھر ہم کو ایک عورت ملی، ہم نے اس سے کہا خط نکالو، اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہے، ہم نے اس سے کہا خط نکالو، ورنہ ہم تمہارے کپڑے اُتار دیں گے، اس نے اپنے بالوں کے گچھے سے خط نکال کر دیا، ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ خط لے کر آئے، اس خط میں حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے اہل مکہ کے بعض مشرکین کو خبر دی تھی، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعض منصوبوں سے مطلع کیا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حاطب! کیا معاملہ ہے؟ انھوں نے کہا: یارسول اللہ! میرے متعلق جلدی نہ کریں، میں قریش کے ساتھ چسپاں تھا، سفیان نے کہا وہ ان کے حلیف تھے، اور قریش سے نہ تھے، آپ کے ساتھ جو مہاجر ہیں ان کی وہاں رشتہ داریاں ہیں، ان رشتہ داریوں کی بناء پر قریش ان کے اہل وعیال کی حفاظت کریں گے، میں نے یہ چاہا کہ ہر چند کہ میرا ان کے ساتھ کوئی نسبی تعلق نہیں ہے تاہم میں ان پر ایک احسان کرتا ہوں، جس کی وجہ سے وہ (مکہ میں) میرے قرابت داروں کی حفاظت کریں گے، میں نے یہ اقدام (یعنی کفار کو خط لکھنا) کسی کفر کی وجہ سے نہیں کیا، نہ اپنے دین سے مرتد ہونے کی بناء پر کیا ہے، اور نہ اسلام لانے کے بعد کفر پر راضی ہونے کے سبب سے کیا ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے سچ کہا، حضرت عمر نے کہا: یارسول اللہ! مجھے اجازت دیں میں اس منافق

مَا شِئْتُمْ قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ فَنَزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ بَكْرٍ وَزُهَيْرٍ ذِكْرُ الْاٰيَةِ وَجَعَلَهَا اِسْحٰقُ فِيْ رِوَايَتِهٖ مِنْ تِلَاوَةِ سُفْيَانَ۔

کی گردن اڑا دوں، آپ نے فرمایا یہ غزوہ بدر میں حاضر ہوا ہے، اور تم کیا جانو کہ اللہ تعالیٰ یقیناً اہل بدر کے تمام حالات سے واقف ہے، اور اس نے فرمایا: تم جو چاہو کرو، میں نے تم کو بخش دیا ہے، پھر اللہ عزو جل نے یہ آیت نازل فرمائی: اے ایمان والو میرے دشمن اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ، ابوبکر اور زہیر کی روایت میں اس آیت کا ذکر نہیں ہے، اور اسحاق نے اپنی روایت میں سفیان کی تلاوت کے حوالے سے اس کا ذکر کیا ہے۔

۶۲۸۰ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ ح وَحَدَّثَنَا رِفَاعَةُ بْنُ الْهَيْثَمِ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ (يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ) كُلُّهُمْ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا مَرْثَدٍ الْغَنَوِيَّ وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ وَكُلُّنَا فَارِسٌ فَقَالَ انْطَلِقُوْا حَتّٰى تَاْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَاِنَّ بِهَا امْرَاَةً مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ مَعَهَا كِتَابٌ مِّنْ حَاطِبٍ اِلَى الْمُشْرِكِيْنَ فَذَكَرَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ عَلِيٍّ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے، حضرت ابو مرثد غنوی اور حضرت زبیر بن عوام کو روانہ کیا، ہم سب گھوڑوں پر سوار تھے، آپ نے فرمایا: تم خاخ کے باغ کی طرف روانہ ہو، وہاں ایک مشرکہ عورت ہوگی، اس کے پاس مشرکین کے نام حاطب کا ایک خط ہوگا۔ اس کے بعد حسب سابق ہے۔

۶۲۸۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ عَبْدًا لِحَاطِبٍ جَآءَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْكُوْ حَاطِبًا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيَدْخُلَنَّ حَاطِبٌ النَّارَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبْتَ لَا يَدْخُلُهَا فَاِنَّهٗ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حاطب کا ایک غلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضرت حاطب کی شکایت کرتے ہوئے کہا: یا رسول اللہ! حاطب دوزخ میں داخل ہو جائے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جھوٹ کہتے ہو، وہ دوزخ میں داخل نہیں ہوگا کیونکہ وہ بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوا ہے۔

کفار کے لیے جاسوسی کرنے والے کا حکم

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ظاہر ہے،

نیز اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ غیر ملکی جاسوسوں کی کوئی حرمت نہیں ہے، اور ان سے جاسوسی کا مواد برآمد کرنے کے لیے ان کے ساتھ کسی قسم کی رعایت نہیں کی جائے گی، خواہ جاسوس عورت ہو یا مرد، نیز اگر ملکی یا ملی مصلحت ہو تو مقصد کا ستر کھول لینا جائز ہے، یا اگر اس کے ستر سے فساد ہوتا ہو تب بھی ستر کھولنا جائز ہے، ستر اس وقت مستحب ہے جب اس میں کوئی فساد نہ ہو، نیز اس میں یہ ثبوت بھی ہے کہ غیر ملک کے لیے جاسوسی کرنا گناہ کبیرہ ہے کفر نہیں ہے، اور اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ گنہ گار پر امام کی اجازت کے بغیر کوئی حد یا تعزیر نہیں ہے، امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ غیر ملکی جاسوس کو تعزیر لگائی جائے گی، اس کو قتل کرنا جائز نہیں ہے، بعض مالکیہ کا مذہب یہ ہے اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کو قتل کر دیا جائے، اور بعض دوسرے مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ خواہ وہ توبہ کرے پھر بھی اس کو قتل کر دیا جائے اور امام مالک یہ فرماتے ہیں کہ یہ امام کے اجتہاد پر موقوف ہے۔[1]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب کا عذر قبول کر لیا تھا، اس کے باوجود حضرت عمر کا یہ فرمانا "آپ اجازت دیں تو میں اس منافق کا سر اڑا دوں" فرط حمیت دین پر محمول ہے۔

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

امام ابو حنیفہ اور امام اوزاعی سے مروی ہے کہ غیر ملکی جاسوس کو سزا دی جائے گی اور اس کو لمبے عرصہ کے لیے قید میں رکھا جائے گا، اس کو قتل کرنا جائز نہیں ہے اور اگر وہ ذمی بحیثیت مسلمان ہو تو اس کو قتل کرنا بھی جائز نہیں ہے جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔ امام اوزاعی کہتے ہیں کہ اگر غیر ملکی جاسوس کافر ہو تو اس نے عہد شکنی کی ہے، اصبغ نے کہا ہے کہ اگر جاسوس حربی ہے تو اس کو قتل کر دیا جائے اور اگر مسلمان یا ذمی ہے تو ان کو سزا دی جائے گی، ہاں اگر وہ اسلام کے خلاف کام کر رہے ہوں تو ان کو قتل کر دیا جائے۔

اس حدیث میں علامات نبوت کا بیان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اس پر مطلع کیا کہ فلاں جگہ پر فلاں عورت خط کو لے کر جا رہی ہے، اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ گناہوں کے وقوع سے پہلے بھی ان کی مغفرت جائز ہے، ابن عربی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں یہ بھی بیان ہے کہ ضرورت کے وقت عورت کے کپڑے اتارنا جائز ہے، علامہ ابن جوزی نے کہا جو شخص کسی ممنوع کام کو کسی تاویل سے کرے اس کا حکم اس سے مختلف ہے جو کسی ممنوع کام کو بغیر کسی تاویل کے عمداً کرے، کیونکہ حضرت حاطب نے ایک تاویل سے جاسوسی کی تھی تو ان کی تقصیر معاف کر دی گئی، اس حدیث میں یہ بھی بیان ہے کہ جو شخص کسی ممنوع کام کے ارتکاب کی تاویل بیان کرے، اس کی تاویل کو قبول کر لیا جائے خواہ اس کی تاویل خلاف ظاہر ہو۔[2]

(اے اہل بدر!) "تم جو چاہو عمل کرو، میں نے تمہارے لیے مغفرت کر دی ہے۔"

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے متعلق فرمایا تم جو دل چاہے کرو اللہ تعالیٰ

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۰۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] علامہ ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱۴ ص ۲۵۶-۲۵۷، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

نے تمہیں بخش دیا ہے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آخرت میں ان سے ان کے گناہوں پر مواخذہ نہیں ہوگا، ورنہ اگر ان میں سے کسی نے ایسا کام کیا جس پر حد یا تعزیر واجب ہوتی ہے تو دنیا میں اس پر حد یا تعزیر لگائی جائے گی، قاضی عیاض نے کہا کہ حد قائم کرنے پر اجماع ہے، حضرت عمر نے بعض پر حد جاری کی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسطح پر حد قذف لگائی، حالانکہ وہ بدری صحابی تھے۔ [1]

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں اصحاب بدر کے لیے بہت بشارت ہے جو ان کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں ہوئی، بعض احادیث میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے تمہاری مغفرت کر دی اور بعض احادیث میں ہے میں نے تمہارے لیے جنت کو واجب کر دیا، امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: تم جو چاہو عمل کرو میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے، اور امام احمد نے حضرت جابر سے مرفوعاً روایت کیا ہے "جو شخص بدر میں حاضر ہوا، اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں ہرگز داخل نہیں کرے گا" یہ حدیث امام مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔

اس حدیث پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ "تم جو چاہو عمل کرو" بظاہر یہ امر اباحت کے لیے ہے، یعنی بدریوں کے لیے ہر کام مباح ہے خواہ وہ نیک ہو یا بد، اور یہ چیز خلاف شرع ہے، اس اشکال کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ یہ افعال ماضیہ کی خبر ہے، یعنی اصحاب بدر کے ماضی میں کیے ہوئے گناہ بخش دیے جائیں گے اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ماضی کے صیغہ سے قد غفرت لکم "میں نے تمہارے لیے بخش دیا" فرمایا، یہ نہیں فرمایا سأغفر لکم "میں عنقریب تمہارے لیے بخش دوں گا"، لیکن یہ جواب اس لیے صحیح نہیں ہے کہ اگر اس بشارت سے اہل بدر کے پچھلے گناہوں کی معافی مراد ہوتی تو پھر اس حدیث سے حضرت حاطب کی مغفرت پر استدلال درست نہ ہوتا، کیونکہ حضرت حاطب کا یہ واقعہ غزوہ بدر کے چھ سال بعد (فتح مکہ سے ذرا پہلے) واقع ہوا تھا، اس سے معلوم ہوا کہ یہ بشارت اہل بدر کے تمام گناہوں کی مغفرت کو شامل ہے خواہ وہ گناہ ماضی کے ہوں یا مستقبل کے، اور اس بشارت کو صیغہ ماضی کے ساتھ تعبیر کرنا اس کے تحقق وقوع کو بیان کرنے کے لیے ہے، دوسرا جواب یہ دیا گیا کہ "اعملوا" "جو چاہے عمل کرو" محض تشریف اور تکریم کے لیے ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ اگر ان سے بعد میں کوئی گناہ صادر ہو گیا تو اس پر مواخذہ نہیں ہوگا، اور ان کو اس بشارت کے ساتھ اس لیے خاص کیا گیا کہ　　بدر میں کفر و اسلام کا پہلا معرکہ برپا ہوا اور اصحاب بدر نے بے سر و سامان ہوتے ہوئے اپنے سے تین گنا زیادہ مسلح لشکر کے ساتھ مردانہ وار جنگ کی اور ان کو شکست دی، اس وجہ سے وہ اس انعام کے مستحق ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے بعد میں صادر ہونے والے گناہوں کو بھی بخش دیا، یعنی غزوہ بدر کے بعد تم جو عمل بھی کرو گے وہ بخش دیا جائے گا، تیسرا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں یہ بشارت ہے کہ اصحاب بدر سے گناہ سرزد نہیں ہوں گے، لیکن اس جواب پر یہ اعتراض ہے کہ حضرت قدامہ بن مظعون

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۰۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۷۵ھ

بدری صحابی تھے انھوں نے حضرت عمر کے دور خلافت میں شراب پی اور حضرت عمر نے ان پر حد لگائی، اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اس بشارت کا تعلق آخرت کے ساتھ ہے، اگر دنیا میں کوئی ایسا جرم کیا جس پر حد واجب ہوتی ہو تو اس پر حد جاری کی جائے گی۔ [1]

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

مجھ پر اس اشکال کا یہ جواب منکشف ہوا کہ اس حدیث میں اکرام اور تشریف کے اعتبار سے خطاب ہے جو اس معنی کو متضمن ہے کہ اصحاب بدر نے ایسی نیکیاں کیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے پچھلے گناہوں کو بخش دیا اور ان نیکیوں کی وجہ سے وہ اس انعام کے اہل ہو گئے کہ اگر بعد میں بھی ان سے کوئی گناہ ہو جائے تو اس کو بھی بخش دیا جائے، اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فی الفور ان کے تمام مستقبل کے گناہ بخش دیے، بلکہ ان کی خصوصی نیکیوں کی بناء پر ان کو یہ صلاحیت حاصل ہو گئی کہ اگر ان سے بعد میں کوئی گناہ ہو گیا تو یہ امید رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس گناہ کو بھی بخش دے گا اور کسی چیز کے وجود کی صلاحیت سے اس چیز کا بالفعل ہونا لازم نہیں آتا، مثلاً اگر کسی شخص میں قضا یا خلافت کی صلاحیت ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ بالفعل قاضی یا خلیفہ ہو، اس لیے جس شخص میں مؤاخذہ سے مغفرت کی اہلیت ہوگی تو اس کا بالفعل مغفور ہونا لازم نہیں آئے گا، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی خبر کے صدق کو ظاہر کر دیا اور تمام بدری صحابہ تا دم مرگ اہل جنت کے اعمال پر قائم رہے اور اگر کسی سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا ہو تو اس پر حد جاری ہو گئی (جس سے وہ پاک ہو گیا) یا اس نے توبہ کر لی اور وہ پاک صاف ہو کر اللہ سے جا ملا اور جس شخص نے اہل بدر کی سیرت کا مطالعہ کیا ہو گا اس پر یہ امر واضح ہو گا۔ [2]

علامہ بدر الدین عینی کے اس جواب پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اگر اہل بدر کے لیے مغفرت کی اس بشارت کا یہ مطلب ہو کہ وہ بالفعل مغفور نہیں ہیں لیکن انھیں مستقبل کے گناہوں کی مغفرت کی اہلیت حاصل ہو گئی ہے تو اس میں ان کی کوئی تخصیص نہیں ہے، کیونکہ جو شخص بھی کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو گیا اس کو بعد کے گناہوں کی مغفرت کی اہلیت حاصل ہو گئی اور اس کو یہ امید رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد کے گناہوں کو بخش دے گا۔

مصنف کے نزدیک اس حدیث کی توجیہ یہ ہے کہ اس حدیث میں اہل بدر کے لیے یہ بشارت ہے کہ ان کا خاتمہ ایمان پر ہو گا اور ان کو (العیاذ باللہ) ارتداد سے محفوظ رکھنے کا اللہ تعالیٰ ضامن ہو گیا ہے، اور اللہ تعالیٰ اس بات کا ضامن ہو گیا ہے کہ اول تو ان سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہو گا اور اگر کسی سے کوئی گناہ ہو گیا تو اللہ تعالیٰ ان کو موت سے پہلے توبہ کی توفیق دے گا، اس لیے ان سے فرمایا کہ تم کفر اور نفاق پر موت کے خطرہ سے مت ڈرو "اعملوا ما شئتم" "جو عمل چاہو کرو"، اللہ تم کو کفر اور نفاق سے محفوظ رکھے گا، تمہارے اعمال میں بالعموم کوئی گناہ آنے نہیں دے گا اور اگر شامت نفس سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا تو توبہ یا حد کے ذریعہ موت سے پہلے تم کو پاک کر دے گا۔ اس توجیہ پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا، متقدمین میں سے کسی کا ذہن اس توجیہ کی طرف نہیں گیا، رب کریم نے اپنے حبیب لبیب کے تصدق سے اس توجیہ کو صرف اس ناکارہ کے ذہن میں القاء کیا ہے والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام

[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی ٨٥٢ھ، فتح الباری ج ٧، ص ٣٠٦، ٣٠٥ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ ١٤٠١ھ

[2] علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ٨٥٥ھ، عمدۃ القاری ج ١٧ ص ٢٥٦، ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ١٣٤٨ھ

علی سیدنا محمد خاتم النبیین افضل الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین۔

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان کے ایمان پر خاتمہ اور اسلام پر استقامت،

علماء شیعہ کی روایات سے استدلال اور دعوی ارتداد کا بطلان

شیعہ علماء کی معتبر تصانیف میں بھی اصحاب بدر کی اس بشارت کا ذکر ہے۔

شیخ الطائفہ ابوجعفر محمد بن حسن طوسی اس پوری روایت کو نقل کرتے ہیں اس کے آخر میں ہے:

فقام عمر بن الخطاب وقال: یا رسول اللہ مرنی بان اضرب عنقہ فانہ نافق فقال رسول اللہ: انہ من اھل بدر، ولعل اللہ تعالی اطلع اطلاعۃ فغفر لھم۔[1]

حضرت عمر بن الخطاب نے کھڑے ہو کر کہا: یارسول اللہ مجھے حکم دیں میں اس کی گردن اڑا دوں، کیونکہ اس نے منافقت کی ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اہل بدر سے ہے، اور تحقیق یہ ہے کہ اللہ تعالی (ان کے احوال پر) مطلع ہے اور اس نے ان کی مغفرت کر دی ہے۔

شیخ ابوعلی طبرسی بھی اس حدیث کو روایت کرتے ہیں اس کے آخر میں ہے:

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما یدریک یا عمر لعل اللہ اطلع علی اھل بدر فغفر لھم فقال لھم اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم۔[2]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! تمہیں کیا معلوم! تحقیق یہ ہے کہ اللہ تعالی اہل بدر (کے احوال) پر مطلع ہے اور اس نے ان کی مغفرت کر دی اور ان سے فرمایا: تم جو چاہو عمل کرو میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔

شیخ فتح اللہ کاشانی نے بھی اس روایت کو نقل کیا جس کے آخر میں ہے:

رسول فرمود کہ وے از اہل بدر است، وخدائے تعالی بدریاں را وعدہ مغفرت دادہ وایشاں را بخطاب مستطاب، "اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم" نوازش فرمود، امید ہست کہ باب مغفرت نامہ سیاہ او را بشوید۔[3]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ یہ (حضرت حاطب) اصحاب بدر میں سے ہے، اور اللہ تعالی نے اصحاب بدر سے مغفرت کا وعدہ کیا ہے "اور جو چاہو عمل کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے" کے پیارے خطاب سے ان کو نوازا ہے، امید ہے کہ اس مغفرت سے اس کا سیاہ نامۂ اعمال دھل جائے گا۔

---

[1] شیخ الطائفہ ابوجعفر محمد بن الحسن طوسی متوفی ۴۶۰ھ، التبیان ج ۹ ص ۵۷۶، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[2] شیخ ابوعلی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۹ ص ۴۰۵، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران

[3] شیخ فتح اللہ کاشانی متوفی ۹۷۷ھ، منہج الصادقین ج ۹ ص ۲۴۷، کتابفروشی علمیہ اسلامیہ خیابان ناصر خسرو ایران

مستند علماء شیعہ نے اس روایت پر اعتماد کیا ہے اور اس کو اپنی تصانیف میں نقل کیا ہے، کہ تمام اہل بدر بخشے ہوئے ہیں اور ایمان پر خاتمہ اور اسلام پر استقامت کے بغیر مغفرت ممکن نہیں ہے، اس سے واضح ہوگیا کہ تمام اہل بدر اسلام پر قائم رہے اور ان کا اسلام پر خاتمہ ہوا، اور تمام اہل بدر میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر حقیقۃً موجود تھے اور حضرت عثمان حکماً موجود تھے اور باقی تمام صحابہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے متبع تھے سو اس میں ان کی استقامت کی بھی دلیل ہے اور شیعہ کا یہ دعویٰ باطل ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تین صحابہ کے سوا باقی سب صحابہ مرتد ہوگئے تھے (العیاذ باللہ!) کیونکہ غزوۂ بدر میں تین سو تیرہ صحابہ شریک تھے اور ان تین سو تیرہ صحابہ کا ایمان پر فوت ہونا، اسلام پر قائم رہنا اور ان کا مغفور ہونا اس حدیث کی نص صریح سے ثابت ہوگیا' وللہ الحمد!

بَابُ ۸۷۶ مِنْ فَضَائِلِ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ أَهْلِ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ

اصحاب شجرہ یعنی اہل بیعت رضوان رضی اللہ عنہم کے فضائل

۶۲۸۲ - حَدَّثَنِي هٰرُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُوْلُ أَخْبَرَتْنِي أُمُّ مُبَشِّرٍ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عِنْدَ حَفْصَةَ لَا يَدْخُلُ النَّارَ إِنْ شَاءَ اللهُ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ أَحَدٌ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا تَحْتَهَا قَالَتْ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللهِ فَانْتَهَرَهَا فَقَالَتْ حَفْصَةُ وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا

حضرت ام مبشر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت حفصہ کے پاس نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا "ان شاء اللہ اصحاب شجرہ میں سے کوئی شخص دوزخ میں داخل نہیں ہوگا، جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی، حضرت حفصہ نے کہا، یا رسول اللہ کیوں نہیں، آپ نے ان کو جھڑکا، حضرت حفصہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: تم میں سے ہر شخص جہنم سے گذرنے والا ہے! نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر ہم پرہیزگاروں کو (جہنم سے) نجات دے دیں گے اور ظالموں کو جہنم میں گھٹنوں کے بل چھوڑ دیں گے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اصحاب بیعت رضوان قطعی طور پر جہنم میں داخل نہیں ہوں گے اور ان شاء اللہ کا کلمہ آپ نے تبرک کے لیے فرمایا ہے، شک کے لیے نہیں فرمایا، حضرت حفصہ نے جو قرآن مجید کی آیت سے معارضہ کیا اس کی وجہ اس آیت کا مطلب سمجھنا تھا مقابلہ کرنا نہیں تھا جیسا کہ حضور کے جواب سے ظاہر ہو گیا، اس حدیث میں کسی بات کو سمجھنے کے لیے اعتراض اور جواب اور مناظرہ کا ثبوت ہے، صحیح یہ ہے کہ قرآن مجید میں جو جہنم سے گذرنے کا ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد پل صراط ہے جس کو جہنم پر نصب کیا گیا ہے۔ کفار اس پل سے جہنم میں گر جائیں گے اور مسلمان نجات پا جائیں گے۔ [1]

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۰۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

بیعت رضوان سے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر سمیت چودہ سو سے زائد صحابہ کے ایمان اور اسلام کی استقامت پر استدلال

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم واثابھم فتحا قریبا ۵ ومغانم کثیرۃ یاخذونھا ط وکان اللہ عزیزا حکیما (فتح: ۱۹-۱۸)

بے شک اللہ ایمان والوں سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے، جو کچھ ان کے دلوں میں تھا وہ اللہ کو (پہلے سے) معلوم تھا، سو اللہ نے ان پر (دل کا) سکون نازل فرمایا، اور انہیں عنقریب آنے والی فتح کا انعام دیا اور بہت سی غنیمتیں (عطا فرمائیں) جن کو وہ حاصل کریں گے اور اللہ بڑی عزت والا ہے، بڑی حکمت والا ہے۔

بیعت رضوان کے موقع پر، خلفاء راشدین یعنی حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی سمیت چودہ سو صحابہ تھے اور ان سب کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمام مومنین سے راضی ہو گیا، اور جس شخص کا خاتمہ کفر پر ہو اور جو بعد میں مرتد ہو جائے، اس سے اللہ تعالیٰ پہلے راضی نہیں ہو سکتا کیونکہ مرتد کا کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا اور جس کا عمل بیعت مقبول نہ ہوا ہو اور جس کا خاتمہ کفر پر ہوا ہو اس سے اللہ تعالیٰ کیسے راضی ہو سکتا ہے؟ بلکہ یہ خود قرآن مجید کی تصریح کے خلاف ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولا یرضی لعبادہ الکفر (زمر: ۷) وہ اپنے بندوں کے لیے کفر پر راضی نہیں ہے۔

فان اللہ لا یرضی عن القوم الفاسقین۔ (توبہ: ۹۶) بیشک اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں سے راضی نہیں ہوگا۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ جب انھوں نے حدیبیہ میں بیعت کی اس وقت راضی ہوا اور بعد میں جب وہ مرتد ہو گئے تو ناراض ہو گیا تو سوال یہ ہے کہ جس وقت انھوں نے بیعت کی اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اس وقت اس کو ان کے مرتد ہونے کا علم تھا یا نہیں اگر علم نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ کا (العیاذ باللہ) جہل لازم آیا، اور اگر ان کے مرتد ہونے کا علم تھا اس کے باوجود ان سے راضی ہو گیا تو یہ خود قرآن مجید کی ان مذکور الصدر آیات کے خلاف ہے!

بہر حال قرآن مجید کی ان آیات سے تمام اصحاب بیعت رضوان کا اسلام پر قائم رہنا اور ایمان پر خاتمہ ثابت ہو گیا اور یہ بالاتفاق چودہ سو یا اس سے کچھ زائد صحابہ تھے۔

اہل سنت اور اہل تشیع کی متفق علیہ روایات سے اصحاب بیعت رضوان کی تعداد کا بیان

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن جابر قال کنا یوم الحدیبیۃ الفا واربع

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ

مائۃ فبایعناہ وعمر اخذ بیدہ تحت الشجرۃ وھی سمرۃ۔[1]

کے دن ہم چودہ سو نفر تھے، ہم نے آپ سے بیعت کی، حضرت عمر درخت کے نیچے آپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور یہ ببول کا درخت تھا۔

شیعہ علماء نے بھی یہ تصریح کی ہے کہ اصحاب بیعت رضوان چودہ سو یا اس سے زائد نفر تھے۔

شیخ الطائفہ ابوجعفر محمد بن حسن طوسی لکھتے ہیں:

وقال ابن عباس کان سبب بیعۃ رضوان بالحدیبیۃ تاخر عثمان حین بعثہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی قریش انھم قتلوہ، فبایعھم علی قتال قریش، وقال ابن عباس: کانوا الفا وخمسمائۃ نفس وقال جابر: کانوا الفا واربعمائۃ نفس وقال ابن ابی اوفی الفا وثلثمائۃ والشجرۃ التی بایعوا تحتھا ھی السمرۃ۔[2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ میں بیعت رضوان کا سبب یہ تھا، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو قریش کے پاس بھیجا تھا، ان کو دیر ہو گئی اور یہ مشہور ہو گیا کہ قریش نے ان کو قتل کر دیا ہے تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے جنگ کرنے کے لیے صحابہ سے بیعت لی، حضرت ابن عباس نے کہا اصحاب بیعت رضوان پندرہ سو صحابہ تھے، حضرت جابر نے کہا چودہ سو صحابہ تھے۔ حضرت ابن ابی اوفی نے کہا تیرہ سو صحابہ تھے، جس درخت کے نیچے انھوں نے بیعت کی تھی وہ ببول کا درخت تھا۔

شیخ ابو علی طبرسی نے بھی بیعت رضوان کا یہی سبب بیان کیا ہے اور تعداد کے متعلق لکھتے ہیں:

خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الحدیبیۃ فی بضع عشرۃ مائۃ من اصحابہ۔[3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار اور چند سو صحابہ کے ساتھ حدیبیہ سے نکلے۔

شیخ فتح اللہ کاشانی لکھتے ہیں:

وایشان ہزار و پانصد یا چہار صد مرد بودند و بقول اشہر و اصح ہزار و پانصد و بیست و پنج۔[4]

اصحاب بیعت رضوان ایک ہزار پانچ سو یا ایک ہزار چار سو مرد تھے اور زیادہ مشہور اور زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ ایک ہزار پانچ سو پچیس افراد تھے۔

بہرحال ان روایات سے واضح ہو گیا کہ حدیبیہ میں چودہ سو یا اس سے زیادہ صحابہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی اور اس بیعت پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے راضی ہونے کے متعلق آیات نازل فرمائیں اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان سمیت چودہ سو صحابہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے راضی ہونے کا اعلان فرمایا اور جن سے اللہ تعالیٰ راضی

---

[1] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۲۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

[2] شیخ الطائفہ ابوجعفر محمد بن حسن طوسی متوفی ۴۶۰ ھ، تبیان ج ۹ ص ۳۲۸، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت

[3] شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ ھ، انتشارات ناصر خسرو ایران

[4] شیخ فتح اللہ کاشانی متوفی ۹۷۷ ھ، منہج الصادقین ج ۸ ص ۳۷۳، مطبوعہ کتاب فروشی علمیہ اسلامیہ ایران

ہو ان کا ایمان پر خاتمہ اور ان کا اسلام پر قائم رہنا ضروری ہے، اس لیے شیعہ کا یہ کہنا باطل ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تین کے علاوہ سب صحابہ مرتد ہو گئے تھے۔

بیعت رضوان سے حضرت ابوبکر کی فضیلت پر شیخ طوسی کے اعتراضات

بیعت رضوان کی ان آیات سے علماء اہل سنت حضرت ابوبکر کی فضیلت پر جو استدلال کرتے ہیں، شیعہ محقق شیخ طوسی نے اس استدلال پر ایک اعتراض کیا ہے، ہم پہلے ان کا اعتراض نقل کریں گے پھر اس کا جواب بیان کریں گے، فنقول وباللہ التوفیق و بہ الاستعانۃ یلیق۔

شیخ طوسی لکھتے ہیں:

اس آیت سے (حضرت) ابوبکر کی فضیلت پر استدلال کیا گیا ہے، کیونکہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ (حضرت) ابوبکر بھی درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں تھے اور اللہ تعالیٰ نے یہ ذکر فرمایا ہے کہ وہ بیعت کرنے والوں سے راضی ہو گیا اور ان پر سکون نازل کیا، اور ان کے دلوں میں جو ایمان ہے اس کو جان لیا اور ان کو عنقریب فتح عطا فرمائے گا۔

یہ استدلال اس قول پر مبنی ہے کہ (لقد رضی اللہ عن المومنین ہیں) عموم ہے اور ہمارے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ عموم کے لیے کوئی منفرد صیغہ نہیں ہے اور اکثر مخالفین کا بھی یہی قول ہے اور جن کے نزدیک اس میں عموم نہیں ہے، ان کے نزدیک یہ آیت مجمل ہے اس کا معنی معلوم نہیں ہے، اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے منافقین کی ایک جماعت سے بھی بیعت لی تھی، اس لیے اس آیت میں تخصیص کرنا بہر حال ضروری ہے، اس کے علاوہ جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی اللہ تعالیٰ نے ان کے جو اوصاف بیان کیے ہیں وہ اوصاف تمام بیعت کرنے والوں میں نہیں تھے، اس لیے اللہ کی رضا مندی کی تخصیص ان لوگوں کے ساتھ کرنا ضروری ہے، جن میں یہ اوصاف تھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا واثابھم فتحا قریبا "اور ان کو عنقریب فتح کا انعام دے گا" اور تمام اہل نقل کا اس پر اتفاق ہے کہ بیعت رضوان کے بعد جو متصل فتح حاصل ہوئی وہ خیبر کی فتح ہے، اور اس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا: کل میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہو گا اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتا ہو گا، پھر آپ نے حضرت علی کو بلایا اور ان کو جھنڈا دے دیا اور ان کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوا، اس لیے واجب ہے کہ اس آیت کے حکم کے ساتھ حضرت علی مخصوص ہوں اور وہ لوگ جو حضرت علی کے ساتھ اس فتح میں شریک تھے، تاکہ ان بیعت کرنے والوں میں یہ صفات مکمل ہوں، علاوہ ازیں جن لوگوں نے بیعت کی ان میں (حضرت) طلحہ اور (حضرت) زبیر بھی تھے اور ان دونوں نے حضرت علی سے جنگ کی اس لیے یہ دونوں ایمان سے خارج ہو گئے اور معتزلہ کے نزدیک فاسق ہو گئے، اور بعد میں معصیت کا واقع ہونا اس وقت راضی ہونے کے منافی نہیں ہے۔ [1]

---

[1] شیخ الطائفہ ابوجعفر محمد بن حسن طوسی متوفی ۴۶۰ھ، تبیان ج ۹ ص ۳۲۹ - ۳۲۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

شیخ طوسی کے اعتراضات کے جوابات

شیخ طوسی کا یہ کہنا باطل ہے کہ "عموم کے لیے کوئی منفرد صیغہ نہیں ہے"، جمع کا صیغہ عموم کے لیے ہوتا ہے، اگر عموم کا صیغہ نہ مانا جائے تو احکام تکلیفیہ ساقط ہو جائیں گے، لوگوں کو اللہ اور رسول پر جو ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے وہ جمع کے صیغہ عموم سے ہے، نماز، روزہ اور دیگر احکام شرعیہ کا جو مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے وہ بھی جمع کے صیغہ عموم سے ہے، اگر جمع کا صیغہ عموم کے لیے تسلیم نہ کیا جائے تو کوئی شخص اللہ اور رسول پر ایمان لانے کا مکلف ہو گا نہ کوئی مسلمان احکام شرعیہ کا مکلف ہو سکتا۔

شیخ طوسی کا یہ کہنا بھی باطل ہے کہ یہ آیت مجمل ہے، مجمل اس لفظ کو کہتے ہیں جس کے کئی معنی ہوں اور متکلم کے بیان کے بغیر اس کے معنی کا تعین نہ کیا جا سکے اس کے برخلاف عام اس لفظ کو کہتے ہیں جس کے متعدد افراد ہوں اور عام ان تمام افراد کو شامل ہوتا ہے اور یہاں ایسا ہی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ "اللہ تعالیٰ ان تمام مومنین سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے"، لہٰذا بیعت کرنے والے مومنین سے بلا استثناء اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا، اور اس عموم کی تائید صحیح مسلم کی اس حدیث سے ہوتی ہے:

عن ام مبشر انها سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم يقول عند حفصة لا يدخل النار ان شاء اللہ من اصحاب الشجرة احد من الذين بايعوا تحتها۔ [1]

حضرت ام مبشر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے حضرت حفصہ کے پاس نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا کہ "جن اصحاب شجرہ نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی، ان شاء اللہ ان میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔

اس حدیث کو شیعہ علماء نے بھی بیان کیا ہے: شیخ فتح اللہ کاشانی لکھتے ہیں:

وہمہ اصحاب بیعت کردند بر آنکہ مطلقاً راہ گریز نجویند تا آنکہ کشتہ شوند یا فتح نمایند حضرت فرمود کہ انتم الیوم خیر اہل الارض، شما امروز بہترین اہل زمینید و از جابر مرویست کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمود کہ یک کسی بدوزخ نرود از آں مومناں کہ زیر درخت سمرہ بیعت کردند۔ [2]

تمام اصحاب نے آپ سے اس پر بیعت کی کہ جب تک وہ قتل نہ کر دیے جائیں یا فتح حاصل نہ کر لیں بھاگیں گے نہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آج کے دن روئے زمین پر تم سب سے بہتر لوگ ہو" اور حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان مسلمانوں میں سے کوئی شخص بھی دوزخ میں نہیں جائے گا جنھوں نے ببول کے درخت کے نیچے بیعت کی ہے۔

علماء شیعہ کی بیان کردہ اس روایت سے واضح ہو گیا کہ قرآن مجید کی اس آیت میں عموم مراد ہے، اور اس درخت کے نیچے بیعت کرنے والے تمام صحابہ سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا، اس نے ان کے دلوں کے ایمان کو جان لیا اور ان پر طمانیت اور سکون کو نازل کیا، اور ان پر فتح کا انعام کیا۔

---

[1] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۰۳ - ۳۰۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

[2] شیخ فتح اللہ کاشانی متوفی ۹۷۷ ھ، منہج الصادقین ج ۸ ص ۳۷۳، مطبوعہ کتاب فروشے علمیہ اسلامیہ ایران

شیخ طوسی نے جو یہ کہا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منافقین کی ایک جماعت سے بھی بیعت لی تھی، اس میں انہوں نے سخت تلبیس کی ہے آپ نے غزوۂ حدیبیہ کے موقع پر تو منافقین کی ایک جماعت سے بیعت نہیں لی تھی، مدینہ منورہ میں ظاہر حال کے اعتبار سے آپ نے اگر کسی منافق سے بیعت لی ہو تو اس سے یہاں معارضہ کرنا کہاں کا انصاف ہے، ثانیاً قرآن مجید میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ درخت کے نیچے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مومنین نے بیعت کی تھی، اور یہ کہنا کہ اس موقع پر منافقین نے بھی بیعت کی تھی صریح قرآن کے خلاف ہے۔

شیخ طوسی نے جو یہ کہا ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے بیعت کرنے والے مومنین کی جو صفات بیان کی ہیں وہ کاملاً حضرت علی اور ان کے متبعین میں پائی جاتی ہیں کیونکہ واثابھم فتحا قریبا اور ان کو عنقریب فتح کا انعام دیا"، اور اس فتح سے مراد فتح خیبر ہے اور خیبر حضرت علی کے ہاتھوں فتح ہوا، یہ بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ ہر چند کہ خیبر کی فتح میں حضرت علی کی کارکردگی نمایاں تھی، لیکن فتح خیبر کا یہ مژدہ صرف حضرت علی کو نہیں ملا، یہ تمام مسلمانوں کے لیے مژدہ ہے، اس لیے غزوہ حدیبیہ میں شریک تمام بیعت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے فتح و کامرانی کا مژدہ سنایا اور یہ سب کی صفت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا، ان کے دلوں کے ایمان کو اس نے ظاہر کیا اور ان کو عنقریب فتح کی خوش خبری دی۔

شیخ طوسی نے یہ لکھا ہے کہ ان بیعت کرنے والوں میں حضرت طلحہ اور حضرت زبیر بھی تھے اور انہوں نے ایام فتنہ میں حضرت علی سے جنگ کی، اس وجہ سے وہ ایمان سے خارج ہو گئے، سو یہ بھی غلط ہے، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کی ایمان اور اسلام پر استقامت تو بیعت رضوان اور قرآن مجید کی اس آیت سے واضح ہو گئی اور حضرت علی سے جنگ کرنا ایک اجتہادی معاملہ تھا، یہ کوئی کفر اور اسلام کا معرکہ نہیں تھا، مسلمانوں کے دو فریقوں کی آپس میں جنگ تھی، اور ہر دو فریق قابل صد احترام اور مجتہد صحابہ تھے نیز ہم حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کی سوانح میں بیان کر چکے ہیں کہ بالآخر ان دونوں محترم صحابہ نے حضرت علی کی رائے سے اتفاق کر لیا تھا اور جنگ سے کنارہ کش ہو گئے تھے۔

بیعت رضوان کے واقعہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خصوصی فضائل

بیعت رضوان کے واقعہ میں حضرت عثمان کی خصوصی فضیلت یہ ہے: کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کو حضرت عثمان کا ہاتھ قرار دیا اور حضرت عثمان کی وجہ سے آپ نے کفار قریش سے جنگ کا قصد کیا اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حضرت عثمان سے انتہائی محبت کا بیان ہے اور مکہ مکرمہ میں جب کفار قریش نے حضرت عثمان سے کہا کہ صرف تم خانہ کعبہ کا طواف کر سکتے ہو تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بغیر میں کعبہ کا طواف نہیں کروں گا، اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حضرت عثمان کی انتہائی محبت کا اظہار ہے۔ ان تمام امور کا شیعہ علماء نے بھی اعتراف کیا ہے۔

شیخ فتح اللہ کاشانی لکھتے ہیں:

گفتند ما محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم را نگذاریم کہ در مکہ آید اگر تو مے خواہی طواف کن و باز گرد و او گفت من پیش از رسول طواف نکنم۔ [۱]

کفار قریش نے کہا ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں آنے نہیں دیں گے اگر تم چاہو تو طواف کر کے واپس چلے جاؤ، انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے طواف نہیں کروں گا۔

---

[۱] شیخ فتح اللہ کاشانی متوفی ۹۷۷ھ، منہج الصادقین ج ۸ ص ۳۷۳، مطبوعہ کتاب فروشے علمیہ اسلامیہ ایران

ملا باقر مجلسی ایسے کٹر تبرائی رافضی نے بھی لکھا ہے کہ:

در بر روایت کلینی حضرت یک دست خود را بر دست دیگر از و برائے عثمان بیعت گرفت کہ چوں بیعت را بشکنید گناہش عظیم تر و عقابش شدید تر باشد۔ پس مسلمانان گفتند خوشا حال عثمان کہ طواف کعبہ و سعی میان صفا و مروہ کرد و محل شد، حضرت فرمود: نخواہد کرد و چوں عثمان آمد حضرت پرسید طواف کردی؟ گفت چوں طواف نکردہ بودی من نکردم۔ [1]

کلینی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا اور حضرت عثمان کی طرف سے بیعت کی تاکہ جب بیعت توڑے گا تو اس کا گناہ اور عذاب زیادہ ہوگا (یہ نکتہ مجلسی کے خبیث ذہن کی پیداوار ہے کلینی کی روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔ سعیدی غفرلہ) پھر مسلمانوں نے کہا حضرت عثمان کیسے خوش نصیب ہیں کہ کعبہ کا طواف کرلیں گے اور صفا اور مروہ میں سعی کرلیں گے اور احرام کھول دیں گے حضور نے فرمایا وہ ایسا نہیں کریں گے! جب حضرت عثمان آئے تو حضور نے پوچھا: تم نے طواف کیا تھا؟ حضرت عثمان نے کہا جب آپ نے طواف نہیں کیا تو میں کیسے کر سکتا تھا۔

بَابُ ۸۷ مِنْ فَضَائِلِ اَبِیْ مُوْسٰی وَ اَبِیْ عَامِرِ الْاَشْعَرِیَّیْنِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا

حضرت ابو موسی اشعری اور حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہما کے فضائل

٦٢٨٣ - حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْاَشْعَرِیُّ وَ اَبُوْ كُرَیْبٍ جَمِیْعًا عَنْ اَبِیْ اُسَامَةَ قَالَ اَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَیْدٌ عَنْ جَدِّهٖ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَازِلٌ بِالْجِعْرَانَةِ بَیْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِیْنَةِ وَمَعَهٗ بِلَالٌ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ اَلَا تُنْجِزُ لِیْ یَا مُحَمَّدُ مَا وَعَدْتَنِیْ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبْشِرْ فَقَالَ لَهُ الْاَعْرَابِیُّ اَكْثَرْتَ عَلَیَّ مِنْ اَبْشِرْ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَبِیْ مُوْسٰی وَبِلَالٍ كَهَیْئَةِ الْغَضْبَانِ فَقَالَ اِنَّ هٰذَا قَدْ رَدَّ الْبُشْرٰى فَاَقْبِلَا اَنْتُمَا

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ اس وقت آپ مقام جعرانہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان اترے تھے، اور حضرت بلال بھی آپ کے ساتھ تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی شخص آیا، اس نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے مجھ سے کیا ہوا وعدہ پورا نہیں کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خوش ہو جاؤ" اس اعرابی نے آپ سے کہا آپ نے مجھ سے بہت دفعہ کہا ہے "خوش ہو جاؤ" رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غصہ کی حالت میں حضرت ابو موسی اور حضرت بلال کی طرف متوجہ ہوئے، آپ نے فرمایا: اس شخص نے میری بشارت

[1] ملا محمد باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ، حیات القلوب ج ۲ ص ۴۲۵ - ۴۲۴ - مطبوعہ کتاب فروشے اسلامیہ تہران ایران

فَقَالَا قَبِلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ثُمَّ دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فِيهِ مَاءٌ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيهِ وَمَجَّ فِيهِ ثُمَّ قَالَ اشْرَبَا مِنْهُ وَأَفْرِغَا عَلَى وُجُوهِكُمَا وَنُحُورِكُمَا وَأَبْشِرَا فَأَخَذَا الْقَدَحَ فَفَعَلَا مَا أَمَرَهُمَا بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَتْهُمَا أُمُّ سَلَمَةَ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ أَفْضِلَا لِأُمِّكُمَا مِمَّا فِي إِنَائِكُمَا فَأَفْضَلَا لَهَا مِنْهُ طَائِفَةً۔

۶۲۸۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ أَبُو عَامِرٍ الْأَشْعَرِيُّ وَأَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي عَامِرٍ) قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُنَيْنٍ بَعَثَ أَبَا عَامِرٍ عَلَى جَيْشٍ إِلَى أَوْطَاسٍ فَلَقِيَ دُرَيْدَ بْنَ الصِّمَّةِ فَقُتِلَ دُرَيْدٌ وَهَزَمَ اللّٰهُ أَصْحَابَهُ فَقَالَ أَبُو مُوسَى وَبَعَثَنِي مَعَ أَبِي عَامِرٍ قَالَ فَرُمِيَ أَبُو عَامِرٍ فِي رُكْبَتِهِ رَمَاهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي جُشَمٍ بِسَهْمٍ فَأَثْبَتَهُ فِي رُكْبَتِهِ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا عَمِّ مَنْ رَمَاكَ فَأَشَارَ أَبُو عَامِرٍ إِلَى أَبِي مُوسَى فَقَالَ إِنَّ ذَاكَ قَاتِلِي تَرَاهُ ذَلِكَ الَّذِي رَمَانِي قَالَ أَبُو مُوسَى فَقَصَدْتُ لَهُ فَاعْتَمَدْتُهُ فَلَحِقْتُهُ فَلَمَّا رَآنِي وَلَّى عَنِّي ذَاهِبًا فَاتَّبَعْتُهُ وَجَعَلْتُ أَقُولُ لَهُ أَلَا تَسْتَحْيِي أَلَسْتَ عَرَبِيًّا أَلَا تَثْبُتُ فَكَفَّ فَالْتَقَيْتُ أَنَا وَهُوَ فَاخْتَلَفْنَا أَنَا وَهُوَ ضَرْبَتَيْنِ فَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ فَقَتَلْتُهُ ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى أَبِي عَامِرٍ فَقُلْتُ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ قَتَلَ صَاحِبَكَ قَالَ فَانْزِعْ هَذَا السَّهْمَ فَنَزَعْتُهُ

کو مسترد کر دیا ہے، اب تم دونوں میری بشارت کو قبول کر لو، ان دونوں نے کہا: یارسول اللہ ہم نے قبول کیا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا آپ نے اس پیالہ میں اپنے ہاتھ اور اپنا چہرہ دھویا، اور اس میں کلی کی، پھر فرمایا تم دونوں اس کو پی لو، اور اس کو اپنے اپنے چہرے اور سینہ پر مل لو، اور خوش ہو جاؤ، ان دونوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق کیا، پھر ان دونوں کو حضرت ام سلمہ ام المومنین نے پردہ کی اوٹ سے آواز دی "اس برتن میں جو بچا ہوا پانی ہے وہ اپنی ماں کے لیے بھی لاؤ، پھر وہ اس میں سے کچھ پانی حضرت ام سلمہ کے لیے بھی لے گئے۔

حضرت ابوبردہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم غزوہ حنین سے فارغ ہوئے تو آپ نے حضرت ابو عامر کو ایک لشکر کے ساتھ اوطاس کی طرف روانہ کیا، درید بن صمہ نے ان کا مقابلہ کیا، وہ قتل کر دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لشکر کو شکست دی، ____ حضرت ابوموسیٰ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بھی آپ نے حضرت ابو عامر کے ساتھ روانہ کیا تھا، حضرت ابو عامر کے گھٹنے میں تیر لگا تھا، بنو جشم کے ایک آدمی نے وہ تیر مارا تھا، وہ تیر ان کے گھٹنے میں گھس گیا تھا، میں ان کے پاس گیا اور پوچھا اے چچا آپ کو یہ تیر کس نے مارا تھا، حضرت ابو عامر نے حضرت ابوموسیٰ کو اشارہ کر کے بتایا: تم اس شخص کو دیکھ رہے ہو وہ میرا قاتل ہے اسی نے مجھ کو تیر مارا ہے، حضرت ابوموسیٰ نے کہا میں نے اس شخص کا ارادہ کیا اور اس کو جا لیا، وہ مجھے دیکھ کر پشت پھیر کر بھاگا میں نے اس کا پیچھا کیا دراں حالیکہ میں اس سے کہہ رہا تھا، تجھے شرم نہیں آتی! کیا تو عرب نہیں ہے؟ کیا تو ٹھیرے گا نہیں! وہ ٹھیرا، پھر اس کا اور میرا مقابلہ ہوا، ہم دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیے، پھر میں نے

فَنَزَا مِنْهُ الْمَاءُ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِي انْطَلِقْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ وَقُلْ لَهُ يَقُولُ لَكَ أَبُو عَامِرٍ اسْتَغْفِرْ لِي قَالَ وَاسْتَعْمَلَنِي أَبُو عَامِرٍ عَلَى النَّاسِ وَمَكَثَ يَسِيرًا ثُمَّ إِنَّهُ مَاتَ فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي بَيْتٍ عَلَى سَرِيرٍ مُرْمَلٍ وَعَلَيْهِ فِرَاشٌ وَقَدْ أَثَّرَ رِمَالُ السَّرِيرِ بِظَهْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَنْبَيْهِ فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِنَا وَخَبَرِ أَبِي عَامِرٍ وَقُلْتُ لَهُ قَالَ قُلْ لَهُ يَسْتَغْفِرْ لِي فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ أَوْ مِنَ النَّاسِ فَقُلْتُ وَلِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَاسْتَغْفِرْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ وَأَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُدْخَلًا كَرِيمًا قَالَ أَبُو بُرْدَةَ إِحْدَاهُمَا لِأَبِي عَامِرٍ وَالْأُخْرَى لِأَبِي مُوسَى ۔

تلوار سے ضرب لگا کر اس کو قتل کر دیا، پھر میں حضرت ابو عامر کی طرف لوٹا، میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے تمہارے قاتل کو قتل کر دیا ہے، حضرت ابو عامر نے کہا اب اس تیر کو نکالو! میں نے تیر کو نکالا تو تیر کی جگہ سے پانی نکلا، انھوں نے کہا اے بھتیجے! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، جا کر میرا اسلام عرض کرو، اور ان سے عرض کرنا کہ ابو عامر یہ کہتا تھا کہ میرے لیے اللہ سے مغفرت طلب کریں اور حضرت ابو عامر نے مجھے لوگوں کا امیر بنا دیا۔ وہ تھوڑی دیر اور زندہ رہے پھر فوت ہو گئے، جب میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ بان کی ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے، جس پر بستر تھا، اس کے باوجود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پشت اور دونوں پہلوؤں پر چارپائی کے بانوں کے نشانات تھے، میں نے آپ کے سامنے اپنا اور حضرت ابو عامر کا ماجرا بیان کیا اور میں نے بتایا کہ انھوں نے کہا تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنا کہ میرے لیے استغفار کریں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پانی منگا کر اس سے وضو کیا، پھر آپ نے دونوں ہاتھ بلند کیے حتیٰ کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی، پھر آپ نے فرمایا: اے اللہ! عبید ابی عامر کی مغفرت فرما، اے اللہ! اس کو قیامت کے دن اپنی بہت سی مخلوق پر فائق کر، یا فرمایا لوگوں پر فائق کر، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے لیے دعا فرمائیں، تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! عبد اللہ بن قیس کے گناہ کو معاف فرما، اور اس کو قیامت کے دن عزت کے مقام میں داخل فرما، حضرت ابو بردہ کہتے ہیں کہ ایک دعا حضرت ابو عامر کے لیے ہے اور ایک حضرت ابو موسیٰ کے لیے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت ابو موسیٰ اشعری کا نام و نسب یہ ہے: عبد اللہ بن قیس

بن سلیم بن حضار بن حرب بن عامر بن عنز بن بکر بن عامر بن عذر بن وائل بن ناجیہ بن الجماہر بن الاشعر بن ادد بن زید بن یشجب۔ ان کی کنیت ابوموسیٰ ہے۔

واقدی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ مکہ میں آئے اور سعید بن العاص کے حلیف بنے، وہ اپنے اشعری بھائیوں کی ایک جماعت کے ساتھ آئے تھے، پھر مسلمان ہو گئے اور سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت کی، ابوعامر نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ حضرت ابوموسیٰ مکہ مکرمہ آنے کے بعد پھر اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے، اور وہاں ٹھہرے رہے، پھر پچاس اشعریین کے ساتھ کشتی میں بیٹھ کر حبشہ چلے گئے، حضرت جعفر اور ان کے ساتھی بھی اسی وقت مکہ سے حبشہ گئے تھے، پھر یہ دونوں الگ الگ کشتیوں میں بیٹھ کر ایک ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت مدینہ منورہ پہنچے جب خیبر فتح ہو چکا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ کو زبید اور عدن کا عامل مقرر کیا تھا، حضرت عمر نے ان کو بصرہ کا عامل مقرر کیا تھا، جس وقت حضرت عمر شہید ہوئے تو حضرت ابوموسیٰ بصرہ کے عامل تھے، حضرت عثمان نے ان کو بصرہ پر مقرر رکھا، پھر حضرت عثمان نے ان کو معزول کر کے ابن عامر کو بصرہ کا عامل مقرر کر دیا، حضرت ابوموسیٰ بصرہ سے کوفہ چلے گئے اور وہیں رہے، پھر وہاں کے لوگوں نے حضرت عثمان سے مطالبہ کیا کہ حضرت ابوموسیٰ کو کوفہ کا عامل مقرر کر دیا جائے، سو حضرت عثمان نے ان کو کوفہ کا عامل مقرر کر دیا، پھر حضرت عثمان کی شہادت تک یہ کوفہ کے عامل رہے پھر حضرت علی نے ان کو کوفہ سے معزول کر دیا، پھر حضرت علی نے ان کو اپنا حکم مقرر کیا۔ یہ واقعہ تاریخ میں مذکور ہے جسے کامل میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، ۴۲ھ میں حضرت ابوموسیٰ کا کوفہ میں انتقال ہو گیا، ایک قول یہ ہے کہ مکہ میں انتقال ہوا، تاریخ وفات میں بھی کئی اقوال ہیں۔ [1]

حضرت ابوعامر رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت ابوعامر اشعری رضی اللہ عنہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے چچا ہیں، ان کا نام عبید بن سلیم بن حضار ہے، یہ کبار صحابہ میں سے تھے اور غزوہ حنین میں شہید ہو گئے، ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک لشکر کی کمان دے کر اوطاس کی طرف روانہ کیا تھا، اس کے بعد علامہ ابن اثیر نے صحیح مسلم کی وہ روایت ذکر کی ہے جو متن میں بیان ہو چکی ہے۔ [2]

باب مِنْ فَضَائِلِ الْاَشْعَرِيِّيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ — اشعریین رضی اللہ عنہم کے فضائل

۶۲۸۵ - حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدٌ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اشعری رفقاء کے قرآن مجید پڑھنے کی آواز کو پہچان لیتا ہوں، جب وہ

---

[1] علامہ محمد بن محمد ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۴۶-۲۴۵ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران

[2] 〃 〃 〃 〃، اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۳۸

لَاَعْرِفُ اَصْوَاتَ رُفْقَةِ الْاَشْعَرِيِّيْنَ بِالْقُرْاٰنِ حِيْنَ يَدْخُلُوْنَ بِاللَّيْلِ وَاَعْرِفُ مَنَازِلَهُمْ مِنْ اَصْوَاتِهِمْ بِالْقُرْاٰنِ بِاللَّيْلِ وَاِنْ كُنْتُ لَمْ اَرَ مَنَازِلَهُمْ حِيْنَ نَزَلُوْا بِالنَّهَارِ وَمِنْهُمْ حَكِيْمٌ اِذَا لَقِيَ الْخَيْلَ اَوْ قَالَ الْعَدُوَّ قَالَ لَهُمْ اِنَّ اَصْحَابِيْ يَاْمُرُوْنَكُمْ اَنْ تَنْظُرُوْهُمْ۔

رات کو آتے ہیں، اور رات کو ان کی آواز سے ان کے گھروں کو بھی پہچان لیتا ہوں، خواہ دن میں ان کے گھروں کو میں نے نہ دیکھا ہو، ان میں سے ایک شخص حکیم ہے، جب وہ شخص گھوڑے سواروں یا دشمن سے مقابلہ کرتا ہے تو ان سے کہتا ہے کہ میرے ساتھی تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم ان کا انتظار کرو۔

۶۲۸۶۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْاَشْعَرِيُّ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ جَمِيْعًا عَنْ اَبِيْ اُسَامَةَ قَالَ اَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنِيْ بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهٖ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَشْعَرِيِّيْنَ اِذَا اَرْمَلُوْا فِي الْغَزْوِ اَوْ قَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِيْنَةِ جَمَعُوْا مَا كَانَ عِنْدَهُمْ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ اقْتَسَمُوْهُ بَيْنَهُمْ فِيْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ فَهُمْ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُمْ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اشعری جب جہاد میں نادار ہوں، یا مدینہ میں ان کے اہل وعیال کا کھانا کم ہو تو ان کے پاس جو کچھ بچا ہوا اس کو ایک کپڑے میں اکٹھا کر لیتے ہیں، پھر ایک ہی برتن سے آپس میں برابر تقسیم کر لیتے ہیں، میں ان سے ہوں اور وہ مجھ سے ہیں۔

بَابُ ۸۷۹ مِنْ فَضَائِلِ اَبِيْ سُفْيَانَ ابْنِ حَرْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کے فضائل

۶۲۸۷۔ حَدَّثَنِيْ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ الْعَنْبَرِيُّ وَاَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَعْقِرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا النَّضْرُ (وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْيَمَامِيُّ) حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ زُمَيْلٍ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ لَا يَنْظُرُوْنَ اِلٰى اَبِيْ سُفْيَانَ وَلَا يُقَاعِدُوْنَهٗ فَقَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ثَلَاثٌ اَعْطِنِيْهِنَّ قَالَ نَعَمْ قَالَ عِنْدِيْ اَحْسَنُ الْعَرَبِ وَاَجْمَلُهٗ اُمُّ حَبِيْبَةَ بِنْتُ اَبِيْ سُفْيَانَ اُزَوِّجُكَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَمُعَاوِيَةُ تَجْعَلُهٗ كَاتِبًا بَيْنَ يَدَيْكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَتُؤَمِّرُنِيْ حَتّٰى اُقَاتِلَ الْكُفَّارَ كَمَا كُنْتُ اُقَاتِلُ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَبُوْ زُمَيْلٍ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مسلمان حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے بات کرتے تھے نہ ان کے ساتھ نشست برخاست کرتے تھے، انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ! میری تین باتیں قبول فرمائیے، آپ نے فرمایا: اچھا! انھوں نے کہا حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان عرب کی سب سے حسین وجمیل لڑکی ہیں میں آپ کا اس سے نکاح کرتا ہوں، آپ نے فرمایا اچھا، پھر انھوں نے کہا حضرت معاویہ کو آپ اپنا کاتب بنا لیجئے، آپ نے فرمایا: اچھا! پھر کہا آپ مجھے لشکر کا امیر بنا دیجئے تاکہ میں کفار سے جنگ کروں جس طرح میں مسلمانوں سے جنگ کرتا تھا،

وَلَوْلَا أَنَّهُ طَلَبَ ذٰلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَعْطَاهُ ذٰلِكَ لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُسْأَلُ شَيْئًا إِلَّا قَالَ نَعَمْ۔

آپ نے فرمایا: اچھا! ابوزمیل نے کہا اگر وہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست نہ کرتے تو آپ یہ کام نہ کرتے لیکن آپ کی عادت کریمہ یہ تھی کہ آپ کسی سائل کا سوال رد نہیں کرتے تھے۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت ابوسفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف القرشی الاموی حضرت یزید[۳] اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما وغیرہما کے والد ہیں، سال فیل سے دس سال پہلے پیدا ہوئے یہ تاجر تھے اور اپنے اور دیگر قریش کے اموال وغیرہ شام لے جاتے تھے، رئیسوں کا جھنڈا انہی کے پاس ہوتا تھا زمانہ جاہلیت میں تین آدمیوں کی رائے قابل اعتماد تھی، عتبہ، ابوجہل اور ابوسفیان، ابوسفیان نے ہی اسلام کے خلاف غزوۂ احد میں کفار کی قیادت کی تھی، ابوسفیان حضرت عباس کے دوست تھے، فتح مکہ کی رات کو مشرف بہ اسلام ہوئے تھے، جنگ حنین میں شریک ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سو بکریاں اور چالیس اوقیہ عنایت فرمائے تھے، اور ان کے دو بیٹوں حضرت یزید اور حضرت معاویہ کو بھی اتنا ہی عطا فرمایا تھا، یہ طائف کی جنگ میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے تھے۔ اس جہاد میں ان کی ایک آنکھ راہ خدا میں کام آگئی، جنگ یرموک میں بھی شریک ہوئے تھے اور دوسری آنکھ اس جہاد میں کام آگئی، اس دن یہ اپنے بیٹے یزید کے جھنڈے تلے لڑ رہے تھے، اور یہ نعرہ لگا رہے تھے، اے اللہ کی مدد قریب آجا، یہ مؤلفۃ القلوب میں سے تھے اور ایک اچھے مسلمان کی طرح انھوں نے وقت گذارا، ۳۲ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے، سن وفات میں اختلاف ہے، اکتیس، تینتیس اور چونتیس ہجری کے بھی اقوال ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، ایک قول یہ ہے کہ حضرت معاویہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، اس وقت ان کی عمر اٹھاسی سال تھی۔[۱]

حدیث نمبر ۶۲۸۷ میں ہے کہ حضرت ابوسفیان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں اپنی بیٹی ام حبیبہ بنت ابی سفیان کا آپ سے نکاح کرتا ہوں۔ علامہ نووی لکھتے ہیں اس حدیث پر یہ اشکال ہے کہ حضرت ابوسفیان ۸ھ میں فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے تھے، اور حضرت ام حبیبہ کا آپ سے چھ یا سات ہجری میں نکاح ہوا تھا، اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ہے، عکرمہ بن عمار وہ ضعیف ہے؛ دوسرا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے حضرت ابوسفیان نے تجدید نکاح کی درخواست کی ہو۔[۲]

⁂

۱۔ علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۲۱۶، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران

۲۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۰۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

۳۔ یہ یزید بن ابی سفیان ہیں امام حسین کا جس سے اختلاف تھا، وہ یزید بن معاویہ تھا۔

بَابُ ۸۸ مِنْ فَضَائِلِ جَعْفَرِ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَّ اَسْمَآءَ بِنْتِ عُمَیْسٍ وَاَھْلِ سَفِیْنَتِہِمْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ

۶۲۸۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ بَرَّادٍ الْاَشْعَرِیُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْھَمْدَانِیُّ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَۃَ حَدَّثَنِیْ بُرَیْدٌ عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ بَلَغَنَا مَخْرَجُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِالْیَمَنِ فَخَرَجْنَا مُھَاجِرِیْنَ اِلَیْہِ اَنَا وَاَخَوَانِ لِیْ اَنَا اَصْغَرُھُمَا اَحَدُھُمَا اَبُوْ بُرْدَۃَ وَالْاٰخَرُ اَبُوْ رُھْمٍ اِمَّا قَالَ بِضْعًا وَاِمَّا قَالَ ثَلَاثَۃً وَخَمْسِیْنَ اَوِ اثْنَیْنِ وَخَمْسِیْنَ رَجُلًا مِّنْ قَوْمِیْ قَالَ فَرَکِبْنَا سَفِیْنَۃً فَاَلْقَتْنَا سَفِیْنَتُنَا اِلَی النَّجَاشِیِّ بِالْحَبَشَۃِ فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ وَاَصْحَابَہٗ عِنْدَہٗ فَقَالَ جَعْفَرٌ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَنَا ھٰھُنَا وَاَمَرَنَا بِالْاِقَامَۃِ فَاَقِیْمُوْا مَعَنَا فَاَقَمْنَا مَعَہٗ حَتّٰی قَدِمْنَا جَمِیْعًا قَالَ فَوَافَقْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ افْتَتَحَ خَیْبَرَ فَاَسْھَمَ لَنَا اَوْ قَالَ اَعْطَانَا مِنْھَا وَمَا قَسَمَ لِاَحَدٍ غَابَ عَنْ فَتْحِ خَیْبَرَ مِنْھَا شَیْئًا اِلَّا لِمَنْ شَھِدَ مَعَہٗ اِلَّا لِاَصْحَابِ سَفِیْنَتِنَا مَعَ جَعْفَرٍ وَاَصْحَابِہٖ قَسَمَ لَھُمْ مَعَھُمْ قَالَ فَکَانَ نَاسٌ مِّنَ النَّاسِ یَقُوْلُوْنَ لَنَا یَعْنِیْ لِاَھْلِ السَّفِیْنَۃِ نَحْنُ سَبَقْنَاکُمْ بِالْھِجْرَۃِ قَالَ فَدَخَلَتْ اَسْمَآءُ بِنْتُ عُمَیْسٍ وَھِیَ مِمَّنْ قَدِمَ مَعَنَا عَلٰی حَفْصَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَائِرَۃً وَقَدْ کَانَتْ ھَاجَرَتْ اِلَی النَّجَاشِیِّ فِیْمَنْ ھَاجَرَ اِلَیْہِ فَدَخَلَ عُمَرُ عَلٰی حَفْصَۃَ وَاَسْمَآءُ عِنْدَھَا فَقَالَ عُمَرُ حِیْنَ رَاٰی اَسْمَآءَ مَنْ ھٰذِہٖ قَالَتْ اَسْمَآءُ بِنْتُ عُمَیْسٍ قَالَ عُمَرُ الْحَبَشِیَّۃُ ھٰذِہٖ الْبَحْرِیَّۃُ ھٰذِہٖ فَقَالَتْ اَسْمَآءُ نَعَمْ فَقَالَ عُمَرُ سَبَقْنَاکُمْ بِالْھِجْرَۃِ فَنَحْنُ اَحَقُّ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضرت جعفر بن ابی طالب، حضرت اسماؓ بنت عمیس اور ان کی کشتی والوں کے فضائل

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم یمن میں تھے تو ہم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی روانگی کی خبر ملی، میں اور میرے دو بھائی، ابو بردہ اور ابورہم ہم سب ہجرت کر کے آپ کی طرف روانہ ہوئے، میں ان دونوں سے چھوٹا تھا، ہمارے ساتھ ہماری قوم کے باون یا ترپن آدمی بھی تھے، ہم کشتی میں سوار ہوئے کشتی نے ہمیں حبشہ کی طرف جا پھینکا، وہاں پر ہماری حضرت جعفر بن ابی طالب اور ان کے ساتھیوں سے ملاقات ہوئی، حضرت جعفر نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہاں بھیجا ہے اور ہمیں یہاں ٹھہرنے کا حکم دیا ہے، تم بھی ہمارے ساتھ یہاں ٹھہرو، ہم ان کے ساتھ ٹھہرے، حتیٰ کہ ہم سب اکٹھے آئے اس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح کیا تھا، آپ نے مال غنیمت میں سے ہمیں بھی حصہ دیا، ہمارے علاوہ جو لوگ غزوہ خیبر میں شریک نہیں ہوئے تھے ان میں سے کسی کو حصہ نہیں دیا، البتہ جو لوگ غزوہ خیبر میں شریک تھے اور ہماری کشتی والے اور جعفر اور ان کے اصحاب کو مال غنیمت سے حصہ عطا فرمایا، راوی کہتے ہیں پھر کچھ صحابہ ہم سے کہتے تھے کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے، حضرت اسماؓ بنت عمیس بھی ہمارے ساتھ آنے والوں میں سے تھیں وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت حفصہ کی ملاقات کے لیے گئیں، حضرت اسماء نے بھی ہجرت کرنے والوں کے ساتھ نجاشی کی طرف ہجرت کی تھی، حضرت عمر، حضرت حفصہ کے پاس آئے، اس وقت ان کے پاس حضرت اسماء بھی تھیں، حضرت عمر نے حضرت

مِنْكُمْ فَغَضِبَتْ وَقَالَتْ كَلِمَةً كَذَبْتَ يَا عُمَرُ كَلَّا وَاللّٰهِ كُنْتُمْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطْعِمُ جَائِعَكُمْ وَيَعِظُ جَاهِلَكُمْ وَكُنَّا فِي دَارِ أَوْ فِي أَرْضِ الْبُعَدَاءِ الْبُغَضَاءِ فِي الْحَبَشَةِ وَذٰلِكَ فِي اللّٰهِ وَفِي رَسُولِهِ وَايْمُ اللّٰهِ لَا أَطْعَمُ طَعَامًا وَلَا أَشْرَبُ شَرَابًا حَتّٰى أَذْكُرَ مَا قُلْتَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ كُنَّا نُؤْذٰى وَنُخَافُ وَسَأَذْكُرُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسْأَلُهُ وَوَاللّٰهِ لَا أَكْذِبُ وَلَا أَزِيغُ وَلَا أَزِيدُ عَلٰى ذٰلِكَ قَالَ فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّ عُمَرَ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِأَحَقَّ بِي مِنْكُمْ وَلَهُ وَلِأَصْحَابِهِ هِجْرَةٌ وَاحِدَةٌ وَلَكُمْ أَنْتُمْ أَهْلَ السَّفِينَةِ هِجْرَتَانِ قَالَتْ فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوسٰى وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ يَأْتُونِي أَرْسَالًا يَسْأَلُونِي عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ مَا مِنَ الدُّنْيَا شَيْءٌ هُمْ بِهِ أَفْرَحُ وَلَا أَعْظَمُ فِي أَنْفُسِهِمْ مِمَّا قَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو بُرْدَةَ فَقَالَتْ أَسْمَاءُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوسٰى وَإِنَّهُ لَيَسْتَعِيدُ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنِّي

اسماء کی طرف دیکھ کر پوچھا یہ کون ہیں؟ حضرت حفصہ نے کہا یہ اسماء بنت عمیس ہیں! حضرت عمر نے کہا یہ حبشیہ اور بحریہ ہیں، حضرت اسماء نے کہا ہاں! حضرت عمر نے کہا ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے، ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تم سے زیادہ حقدار ہیں، حضرت اسماء کو غصہ آگیا، اور انھوں نے ایک بات کہی: اے عمر! تم نے غلط کہا بخدا تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، وہ تمہارے بھوکوں کو کھلاتے تھے اور تمہارے جاہلوں کو نصیحت کرتے تھے، اور ہم دور دراز دشمنوں کے ملک حبش میں تھے اور ہمارا وہاں جانا محض اللہ اور اس کے رسول کی وجہ سے تھا، اور بخدا میں اس وقت تک کوئی چیز کھاؤں گی نہ پیوں گی جب تک کہ میں تمہاری کہی ہوئی بات کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر نہ کردوں، حبشہ میں ہم کو ایذا دی جاتی تھی اور ہم کو خوف زدہ کیا جاتا تھا، میں عنقریب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کروں گی اور آپ سے اس کے متعلق سوال کروں گی، بہ خدا! میں جھوٹ بولوں گی نہ کج بحثی کروں گی نہ اصل واقعہ پر زیادتی کروں گی، راوی کہتے ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، تو انھوں نے کہا: یا نبی اللہ! بے شک عمر نے اس اس طرح کہا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کا مجھ پر تم سے زیادہ حق نہیں ہے، اُن کی اور اُن کے اصحاب کی ایک ہجرت ہے، اور اے اہل سفینہ تمہاری دو ہجرتیں ہیں، حضرت اسماء کہتی ہیں میں نے دیکھا کہ حضرت ابو موسیٰ اور اصحاب سفینہ گروہ در گروہ آتے اور مجھ سے اس حدیث کے متعلق سوال کرتے، ان کے نزدیک دنیا کی کوئی چیز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے زیادہ عظیم اور خوش کن نہیں تھی،

ابو بردہ کہتے ہیں کہ حضرت اسماء نے کہا حضرت ابوموسیٰ اس حدیث کو مجھ سے دہرایا کرتے تھے۔

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:
حضرت جعفر بن ابی طالب عبدمناف بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی القرشی الہاشمی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد ہیں، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں، اور یہی جعفر طیار ہیں، یہ صورت اور سیرت میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے، یہ حضرت علی کے اسلام قبول کرنے کے تھوڑے عرصے بعد مسلمان ہو گئے تھے، ایک روایت یہ ہے کہ اکتیس دن بعد مسلمان ہو گئے تھے، ابن اسحاق نے بیان کیا انھوں نے دو ہجرتیں کیں ایک ہجرت حبشہ کی طرف کی اور ایک ہجرت مدینہ منورہ کی طرف کی، یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دس سال بڑے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ابوالمسکین کہتے تھے۔

حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد یہ نجاشی کے پاس رہے حتیٰ کہ جب خیبر فتح ہو گیا تو پھر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو گلے لگا کر ملے اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، اور فرمایا مجھے پتہ نہیں کہ مجھے خیبر کے فتح ہونے سے زیادہ خوشی ہوئی ہے یا جعفر کے آنے سے زیادہ خوشی ہوئی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مسجد کے پہلو میں ٹھہرایا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جعفر کو جنت کے فرشتوں کے ساتھ اڑتے ہوئے دیکھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے پہلے ہر نبی کو سات رفقاء نجباء اور وزراء دیے گئے اور مجھ کو چودہ (وزراء) دیے گئے، حمزہ، جعفر، علی، حسن، حسین، ابوبکر، عمر، مقداد، حذیفہ، سلمان، عمار اور بلال۔ (باقی دو کا نام راوی کو یاد نہیں رہا)۔

عروہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمادی آٹھ ہجری میں مؤتہ کی طرف لشکر بھیجا اس میں سخت لڑائی ہوئی حتیٰ کہ حضرت زید بن حارثہ شہید ہو گئے، پھر حضرت جعفر بن ابی طالب نے جھنڈا لیا پھر وہ شہید ہو گئے۔ ابن اسحاق نے بیان کیا کہ حضرت جعفر کے دونوں ہاتھ کاٹ دیے گئے لیکن انھوں نے جھنڈا گرنے نہیں دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دو ہاتھوں کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ نے جعفر کو دو پر عطا فرمائے جن کے ساتھ وہ جنت میں اڑتے ہیں، جب وہ شہید ہوئے تو ان کے جسم پر ستر سے زیادہ زخم تھے، وہ سب تلواروں اور تیروں کے زخم تھے، ابن اسحاق نے بیان کیا کہ جب جنگ ہو رہی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زید بن حارثہ نے جھنڈا لیا اور جنگ کی پھر وہ شہید ہو گئے، پھر جعفر نے جھنڈا لیا اور جنگ کی پھر وہ شہید ہو گئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے، حتیٰ کہ انصار کے چہرے متغیر ہو گئے کہ اب حضرت عبداللہ بن رواحہ کے متعلق وہ خبر ہو گی جس سے وہ رنجیدہ ہوں گے، پھر آپ نے فرمایا: اب جھنڈا عبداللہ بن رواحہ نے لیا اور جنگ کی حتیٰ کہ وہ شہید ہو گئے پھر ان سب کو جنت کے سونے کے تخت پر اٹھا لیا گیا۔

روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جعفر کی شہادت کی خبر آئی تو آپ ان کی زوجہ

حضرت اسماء بنت عمیس کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے تعزیت کی، حضرت فاطمہ روتی ہوئی آئیں اور کہا ہائے میرے چچا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جعفر جیسے شخص پر رونے والیوں کو رونا چاہیے، جس وقت حضرت جعفر شہید ہوئے ان کی عمر اکتالیس سال تھی۔ [۱]

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کا نام ونسب یہ ہے:

اسماء بنت عمیس بن معبد بن الحارث بن تیم بن کعب بن مالک بن بشر بن وہب اللہ بن شہران بن عفرس بن حلف بن اقبل، ان کی والدہ کا نام تھا ہند بنت عوف بن زہیر بن الحارث۔

حضرت اسماء قدیم الاسلام تھیں، انھوں نے اپنے خاوند حضرت جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حبشہ ہجرت کی، وہاں ان کے تین بیٹے ہوئے، عبداللہ، عون اور محمد، پھر انھوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی، جب حضرت جعفر بن ابی طالب شہید ہو گئے تو ان سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا، پھر ان کے ہاں محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے، پھر حضرت ابوبکر فوت ہو گئے تو ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا، پھر ان سے یحییٰ پیدا ہوئے، حضرت اسماء، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت میمونہ بنت الحارث اور حضرت عباس کی زوجہ حضرت ام الفضل کی بہن تھیں، یہ دس اخیافی بہنیں تھیں۔ [۲]

باب ۸۸۱ مِنْ فَضَائِلِ سَلْمَانَ وَصُهَيْبٍ وَّبِلَالٍ رَّضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ

حضرت سلمان، حضرت صہیب اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم کے فضائل

۶۲۸۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ اَبَا سُفْيَانَ اَتٰى عَلٰى سَلْمَانَ وَصُهَيْبٍ وَّبِلَالٍ فِيْ نَفَرٍ فَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا اَخَذَتْ سُيُوْفُ اللّٰهِ مِنْ عُنُقِ عَدُوِّ اللّٰهِ مَاْخَذَهَا فَقَالَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَتَقُوْلُوْنَ هٰذَا لِشَيْخِ قُرَيْشٍ وَّسَيِّدِهِمْ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ لَعَلَّكَ اَغْضَبْتَهُمْ لَئِنْ كُنْتَ اَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ اَغْضَبْتَ رَبَّكَ فَاَتَاهُمْ اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ يَا اِخْوَتَاهُ اَغْضَبْتُكُمْ

عائذ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلمان، حضرت صہیب اور حضرت بلال کے پاس چند لوگوں کی موجودگی میں حضرت ابوسفیان آئے تو انھوں نے کہا: اللہ کی تلواریں اللہ کے دشمن کی گردن میں اپنی جگہ پر نہیں پہنچیں، حضرت ابوبکر نے فرمایا تم قریش کے شیخ اور سردار کے متعلق اس طرح کہتے ہو، پھر حضرت ابوبکر نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر آپ کو اس کی خبر دی، آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! شاید تم نے ان کو ناراض کر دیا، اگر تم نے ان کو ناراض کر دیا تو اپنے رب کو ناراض کر دیا، پھر حضرت ابوبکر ان کے پاس گئے اور کہا: اے

[۱] - علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۱ ص ۲۸۹ مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

[۲] - " " " " ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۳۹۵ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران

قَالُوْا لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يَا اُخَيَّ۔ میرے بھائیو! میں نے تم کو ناراض کر دیا! انھوں نے کہا نہیں! اے بھائی اللہ آپ کی مغفرت فرمائے۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت سلمان فارسی کا نام و نسب علامہ ابن اثیر نے اس طرح بیان کیا ہے: مابہ ابن بوذخشان بن مورسلان بن بہبوذان بن فیروز بن سہرک۔

حضرت سلمان مجوسیوں کے آتش پرست گھرانے میں فارس میں پیدا ہوئے تھے، ان کے والد کا ذریعہ معاش کھیتی باڑی تھا، ایک دن والد نے حضرت سلمان کو کھیت میں بھیجا وہاں راستہ میں ایک گرجا ملا، یہ گرجے میں گئے وہاں عبادت ہو رہی تھی، ان کو عیسائیوں کا طریقہ عبادت اس قدر پسند آیا کہ بے ساختہ کہا "یہ مذہب ہمارے مذہب سے بہتر ہے" آپ نے پوچھا اس مذہب کا سرچشمہ کہاں ہے؟ انھوں نے کہا شام میں، حضرت سلمان بھاگ کر شام چلے گئے اور وہاں کے پادری کے ساتھ رہنے لگے وہ شخص لالچی تھا لوگوں سے سونا چاندی غریبوں میں تقسیم کرنے کے لیے لیتا اور خود رکھ لیتا اور اس طرح سونے چاندی کے سات مٹکے اس نے جمع کر لیے، بالآخر وہ مر گیا اور اس کی جگہ دوسرا پادری مقرر ہوا یہ شخص عابد و زاہد اور تارک الدنیا تھا، حضرت سلمان فارسی کو اس سے انسیت ہو گئی اور اس کی خدمت میں رہے جب وہ مرنے لگا تو آپ نے اس سے پوچھا اب میں کس سے فیض حاصل کروں؟ اس نے کہا موصل میں فلاں شخص دین حق کا سچا پیرو ہے اس سے فیض حاصل کرو، حضرت سلمان اس کے پاس گئے پھر آئندہ کے لیے اس نے نصیبین میں ایک شخص کا بتایا یہ اس کے پاس گئے، یہ شخص بھی بڑا عابد و زاہد تھا جب اس کا وقت قریب آ گیا تو اس نے عموریہ میں ایک شخص کا پتا بتایا حضرت سلمان عموریہ گئے جب اس کا بھی آخری وقت آ گیا تو اس نے کہا اب اس نبی کے ظہور کا زمانہ قریب ہے جو ریگستان عرب سے اٹھ کر دین ابراہیم کو زندہ کرے گا اس کی علامات یہ ہیں کہ وہ ہدیہ قبول کرے گا اور صدقہ کو اپنے اوپر حرام کرے گا اور اس کے دو شانوں کے درمیان مہر نبوت ہو گی، اگر تم اس سے مل سکو تو ضرور ملنا۔

حضرت سلمان فارسی عرب جانا چاہتے تھے کچھ عرصہ کے بعد ان کو عموریہ میں بنو کلب کے تاجر مل گئے، حضرت سلمان نے ان سے کہا اگر تم مجھ کو عرب پہنچا دو تو میں اپنی گائیں اور بکریاں تمہیں دے دوں گا، وہ لوگ تیار ہو گئے، لیکن ان عربوں نے وادی القریٰ میں پہنچ کر دھوکا دیا اور ان کو ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر ڈالا۔ چند دنوں کے بعد اس یہودی کا چچازاد بھائی مدینہ سے ملنے آیا، اس نے حضرت سلمان کو اس کے ہاتھ فروخت کر دیا، ایک دن حضرت سلمان کھجور کے درخت پر چڑھ کر کچھ درست کر رہے تھے، ان کا مالک نیچے بیٹھا ہوا تھا، کہ اس کے عم زاد نے آ کر کہا سب لوگ قبا میں ایک شخص کے پاس جمع ہیں جو مکہ سے آیا ہے اور لوگ اس کو نبی سمجھتے ہیں، حضرت سلمان نے یہ سنا تو خوش ہو گئے، ایک دن کھانے پینے کی کچھ چیزیں لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور کہا میں یہ کچھ صدقہ کی چیزیں لایا ہوں، آپ ان کو قبول کر لیں، آپ نے حاضرین کو وہ چیزیں کھانے کا حکم دیا اور خود نہیں کھائیں، اس طرح حضرت سلمان کو آپ کی ایک علامت کی تصدیق ہو گئی، دوسرے دن پھر کچھ چیزیں لے کر پہنچے اور کہا کل آپ نے صدقہ قبول نہیں کیا تھا آج یہ ہدیہ قبول کیجیے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے کچھ خود کھایا اور کچھ حاضرین کو کھلایا، اور یوں حضرت سلمان کو دوسری علامت کی بھی تصدیق ہو گئی اور اسی اثناء میں مہر نبوت کو بھی دیکھ لیا اس کو بوسہ دیا، آپ نے فرمایا سامنے آؤ، حضرت سلمان نے اپنی سرگذشت سنائی، پھر حضرت سلمان مسلمان ہو گئے، غلامی کے باعث آپ کو ارکان اسلام ادا کرنے میں دشواری ہوتی تھی، رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مالک کو معاوضہ دے کر آزادی حاصل کرلو، تین سو کھجور کے درختوں اور چالیس اوقیہ سونے پر معاملہ طے ہوا، عام مسلمانوں نے مل کر تین سو درخت دیے، کسی غزوہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مرغی کے انڈے کے برابر سونا ملا تھا وہ چالیس اوقیہ تھا، وہ سونا بھی اس یہودی کو دیا گیا اور حضرت سلمان فارسی آزاد ہو گئے۔ لہ

حضرت سلمان فارسی کے آزاد ہونے کے بعد پہلا غزوہ خندق پیش آیا، غزوۂ خندق میں تمام عرب کا ٹڈی دل لشکر اس ارادے سے امڈ آیا تھا کہ مسلمانوں کا مکمل استیصال کر دے، حملہ خود مدینہ پر تھا جس کی طرف کوئی قلعہ تھا نہ کوئی فصیل، حضرت سلمان فارسی ایرانیوں کی صف آرائیاں دیکھ چکے تھے، انھوں نے مشورہ دیا کہ اتنے بڑے لشکر کا کھلے میدان میں مقابلہ کرنا مناسب نہیں، مدینہ کے چاروں طرف خندقیں کھود کر شہر کو محفوظ کر دینا چاہیے، یہ تدبیر مسلمانوں کو بہت پسند آئی اور اسی پر عمل کیا گیا، خندق کی کھدائی میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس شریک تھے اکیس بائیس دن محاصرہ رہا مگر مشرکوں کو شہر تک پہنچنا نصیب نہ ہوا اور بالآخر ناکام لوٹ گئے، خندق کے علاوہ بھی حضرت سلمان تمام غزوات میں شریک رہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت سلمان مدینہ میں رہے اور عہد صدیقی کے آخر یا عہد فاروقی کی ابتداء میں انھوں نے عراق میں سکونت اختیار کر لی، عہد فاروقی میں حضرت سلمان ایران کے خلاف جہاد میں شریک ہوئے اور چونکہ خود ایرانی تھے اس لیے بہت قیمتی معلومات بہم پہنچائیں۔

حضرت سلمان فارسی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اخیر دور خلافت میں ۳۵ھ میں فوت ہو گئے، اہل علم نے کہا ہے کہ حضرت سلمان فارسی کی عمر تین سو پچاس سال تھی، ان کی اصفہان میں تین بیٹیاں تھیں۔ لہ

حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے، صہیب بن سنان بن مالک بن عبد عمرو بن عقیل بن عامر بن جندلہ بن جذیمہ بن کعب بن سعد بن اسلم۔

حضرت صہیب کا اصلی وطن موصل کے قریب ایک قریہ تھا جو دجلہ کے کنارے واقع تھا، ان کے والد اور چچا کسریٰ کی طرف سے ابلہ کے عامل تھے، ابھی ان کی عمر صرف چند سال تھی کہ رومی فوجوں نے ابلہ پر چڑھائی کی اور مال غنیمت میں ان کو بھی اٹھا کر لے گئے، حضرت صہیب رومیوں میں ہی پرورش پا کر جوان ہوئے، بنو کلب نے ان کو خرید کر مکہ پہنچایا اور ان سے عبداللہ بن جدعان نے خرید کر ان کو آزاد کر دیا۔

جب اسلام کا ظہور ہوا تو یہ تحقیق کے ارادے سے آستانہ نبوت میں حاضر ہوئے، اتفاق سے حضرت عمار بھی اسی وقت اسی ارادے سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جا رہے تھے، دونوں ایک ساتھ جا کر مشرف بہ اسلام ہوئے، حضرت صہیب اسلام قبول کرنے والے پہلے رومی تھے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ صہیب روم کا پہلا پھل ہے، حضرت صہیب نے اپنے اسلام کو ظاہر کر دیا تھا، اور اس کی وجہ سے بہت مظالم برداشت کیے، وہ سب سے آخری

لہ۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۵ ص ۴۴۳، ۴۴۱ ملخصاً و موضحاً، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ
لہ۔ علامہ محمد بن محمد ابن اثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۳۳۲-۳۲۸، ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران۔

مہاجر تھے، جب ہجرت کرنے لگے تو قریش نے سخت مزاحمت کی اور کہا تم یہاں مفلس بن کر آئے تھے اب یہاں سے اتنا مال و متاع لے کر جانا چاہتے ہو ہم تم کو نہیں جانے دیں گے، حضرت صہیب اپنے مال و متاع کے عوض ایمان کا سودا خرید کر مدینہ منورہ پہنچ گئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو یحییٰ تمہاری تجارت نفع بخش رہی اور ان کی شان میں قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی:

ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ۔ (بقرہ: ۲۰۸) بعض لوگ اللہ کی رضا کے بدلہ میں اپنی جانیں فروخت کر دیتے ہیں۔

حضرت صہیب تیر اندازی میں کمال رکھتے تھے، غزوہ بدر، احد، خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب رہے، حضرت عمر ان سے نہایت حسن ظن رکھتے تھے، انھوں نے حضرت عمر کی وصیت کے مطابق حضرت عمر کی نماز جنازہ پڑھائی، حضرت عمر کی وصیت تھی کہ جب تک شوریٰ کسی نتیجہ پر نہ پہنچے حضرت صہیب نماز پڑھائیں، سو حضرت صہیب تین دن خلیفہ رہے۔

۳۸ھ میں بہتر سال کی عمر میں وفات پائی اور بقیع کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔ [1]

باب ۸۸۳ من فضائل الانصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم — انصار کے فضائل

۶۲۹۰ - حدثنا اسحٰق بن ابراهیم الحنظلی و احمد بن عبدة (واللفظ لاسحٰق) قالا اخبرنا سفیان عن عمرو عن جابر بن عبد اللہ قال فینا نزلت اذ همت طائفتان منکم ان تفشلا واللہ ولیهما بنو سلمة وبنو حارثة وما نحب انها لم تنزل لقول اللہ عز وجل واللہ ولیهما۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت ہم میں نازل ہوئی ہے: جب تم میں سے دو جماعتوں نے بزدلی کا ارادہ کیا، اور اللہ ان دونوں کا مددگار ہے، یہ آیت بنو سلمہ اور بنو حارثہ کے متعلق نازل ہوئی، ہماری یہ خواہش نہ تھی کہ یہ آیت نازل نہ ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اللہ ان دونوں کا مددگار ہے۔

ف: علامہ ابی مالکی نے لکھا ہے کہ غزوہ احد میں عبد اللہ بن ابی اپنے کثیر ساتھیوں کو لے کر عین لڑائی کے وقت لشکر سے نکل گیا، بنو سلمہ اور بنو حارثہ نے بھی ان کے ساتھ جانے کا ارادہ کیا تھا، مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ثابت قدم رکھا۔ (اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۷۴۳)

۶۲۹۱ - حدثنا محمد بن المثنی حدثنا محمد بن جعفر وعبد الرحمٰن بن مهدی قالا حدثنا شعبة عن قتادة عن النضر بن انس عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللهم

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما، انصار کے بیٹوں کی مغفرت فرما، انصار کے پوتوں کی مغفرت فرما۔

[1] امام محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۳-۳۲ مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ وَأَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ۔

۶۲۹۲۔ وَحَدَّثَنِیهِ یَحْیَى بْنُ حَبِیبٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ یَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۲۹۳۔ حَدَّثَنِي أَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ یُونُسَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ (وَهُوَ ابْنُ عَمَّارٍ) حَدَّثَنَا إِسْحَقُ (وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ) أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اسْتَغْفَرَ لِلْأَنْصَارِ قَالَ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَلِذَرَارِيِّ الْأَنْصَارِ وَلِمَوَالِي الْأَنْصَارِ لَا أَشُكُّ فِیهِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار کے لیے استغفار کیا، راوی نے کہا میرا گمان ہے آپ نے فرمایا: انصار کی اولاد اور انصار کے غلاموں کی مغفرت فرما۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

۶۲۹۴۔ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَیْبَةَ وَزُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِیعًا عَنِ ابْنِ عُلَیَّةَ (وَاللَّفْظُ لِزُهَیْرٍ) حَدَّثَنَا إِسْمٰعِیلُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِیزِ (وَهُوَ ابْنُ صُهَیْبٍ) عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَأَى صِبْیَانًا وَنِسَاءً مُقْبِلِینَ مِنْ عُرْسٍ فَقَامَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُمْتَثِلًا فَقَالَ اللَّهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ اللَّهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ یَعْنِي الْأَنْصَارَ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار کے کچھ بچوں اور عورتوں کو شادی سے آتے ہوئے دیکھا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم سیدھے کھڑے ہو گئے، آپ نے فرمایا مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ تم محبوب ہو، مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ تم محبوب ہو، آپ کی مراد انصار تھے۔

۶۲۹۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِیعًا عَنْ غُنْدَرٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَیْدٍ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ یَقُولُ جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَخَلَا بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِیَدِهِ إِنَّكُمْ لَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار کی ایک عورت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے علیحدگی میں بات کی، اور تین بار فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ تم محبوب ہو۔

ف: یہ عورت یا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محرم تھی، یا یہ آپ سے کوئی ایسا مخفی امر پوچھنا چاہتی تھی جس کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا اس کو پسند نہ تھا۔

۶۲۹۶۔ حَدَّثَنِیهِ یَحْیَى بْنُ حَبِیبٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَیْبَةَ وَأَبُو كُرَیْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِیسَ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں۔

۶۲۹۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰی) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْاَنْصَارَ كَرِشِيْ وَعَيْبَتِيْ وَاِنَّ النَّاسَ سَيَكْثُرُوْنَ وَيَقِلُّوْنَ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَاعْفُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصار میرا معدہ اور زنبیل ہیں، (یعنی میرے خاص معتمد ہیں) اور لوگ بڑھتے رہیں گے اور انصار کم ہوتے رہیں گے، تم ان کی نیکیوں کو قبول کرنا اور ان کی لغزشوں کو درگزر کرنا۔

۶۲۹۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰی) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْ اُسَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُوْرِ الْاَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُوْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنُوْ سَاعِدَةَ وَفِيْ كُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَيْرٌ فَقَالَ سَعْدٌ مَا اَرٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا فَقِيْلَ قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلٰی كَثِيْرٍ۔

حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصار کے گھرانوں میں سب سے بہتر بنو النجار ہیں، پھر بنو عبد الاشہل ہیں، پھر بنو الحارث بن خزرج ہیں، پھر بنو ساعدہ ہیں اور انصار کے تمام گھرانوں میں خیر ہے، حضرت سعد نے کہا میرا گمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر (اور لوگوں کو) فضیلت دی ہے، ان سے کہا گیا کہ آپ کو بھی بہتوں پر فضیلت دی ہے۔

۶۲۹۹ - حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ اَنَسًا يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ اُسَيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ۔

حضرت ابو اسید انصاری رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کی ہے۔

۶۳۰۰ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ (يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ) ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰی وَابْنُ اَبِيْ عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ اَنَّهُ لَا يَذْكُرُ فِي الْحَدِيْثِ قَوْلَ سَعْدٍ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کی ہے، البتہ اس حدیث میں حضرت سعد کا قول نہیں ہے۔

۶۳۰۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ عَبَّادٍ) حَدَّثَنَا حَاتِمٌ (وَهُوَ ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اُسَيْدٍ خَطِيْبًا عِنْدَ

حضرت ابو اسید نے ابن عتبہ کے پاس خطبہ دیتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصار کا بہترین گھرانہ بنو نجار کا ہے اور بنو عبد الاشہل کا گھرانہ ہے اور بنو حارث بن الخزرج کا گھرانہ ہے، اور بنو ساعدہ کا گھرانہ ہے۔ بخدا اگر میں انصار پر

ابْنُ عُتْبَةَ فَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ دَارُ بَنِي النَّجَّارِ وَدَارُ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ وَدَارُ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ وَدَارُ بَنِي سَاعِدَةَ وَاللَّهِ لَوْ كُنْتُ مُؤْثِرًا بِهَا أَحَدًا لَآثَرْتُ بِهَا عَشِيرَتِي

کسی خاندان کو ترجیح دیتا تو اپنے خاندان کو ترجیح دیتا۔

۶۳۰۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ قَالَ شَهِدَ أَبُو سَلَمَةَ لَسَمِعَ أَبَا أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ يَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ وَفِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ قَالَ أَبُو أُسَيْدٍ أُتَّهَمُ أَنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ كَاذِبًا لَبَدَأْتُ بِقَوْمِي بَنِي سَاعِدَةَ وَبَلَغَ ذَلِكَ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فَوَجَدَ فِي نَفْسِهِ وَقَالَ خُلِّفْنَا فَكُنَّا آخِرَ الْأَرْبَعِ أَسْرِجُوا لِي حِمَارِي آتِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَلَّمَهُ ابْنُ أَخِيهِ سَهْلٌ فَقَالَ أَتَذْهَبُ لِتَرُدَّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمُ أَوَلَيْسَ حَسْبُكَ أَنْ تَكُونَ رَابِعَ أَرْبَعٍ فَرَجَعَ وَقَالَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ وَأَمَرَ بِحِمَارِهِ فَحُلَّ عَنْهُ ۔

حضرت ابو اسید انصاری رضی اللہ عنہ یہ شہادت دیتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصار کے گھرانوں میں سب سے بہتر بنو نجار کا گھرانہ ہے پھر بنو عبدالاشہل کا پھر بنو حارث بن خزرج کا، پھر بنو ساعدہ کا اور انصار کے تمام گھرانوں میں خیر ہے، ابو سلمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو اسید نے کہا کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط بات منسوب کر رہا ہوں؟ اگر میں جھوٹ بولتا تو اپنی قوم بنو ساعدہ سے ابتداء کرتا، یہ بات حضرت سعد بن عبادہ تک پہنچی تو ان کو رنج ہوا، انھوں نے کہا ہم کو پیچھے کر دیا گیا، ہم کو چاروں خاندانوں کے آخر میں رکھا گیا، میرے گدھے پر زین کسو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جانا چاہتا ہوں، ان کے بھتیجے سہل نے کہا کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو مسترد کرنے جا رہے ہو؟ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ جاننے والے ہیں، کیا تمہارے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ تم چوتھے درجہ میں ہو؟ پھر وہ لوٹ گئے، اور کہا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جاننے والے ہیں یہ کہہ کر گدھے سے زین اتارنے کا حکم دیا۔

۶۳۰۳ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيِّ بْنِ بَحْرٍ حَدَّثَنِي أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَيْرُ الْأَنْصَارِ أَوْ خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ فِي ذِكْرِ الدُّورِ وَلَمْ يَذْكُرْ قِصَّةَ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۔

حضرت ابو اسید انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ انصار میں سے بہترین گھرانہ، اس کے بعد حسب سابق ہے اور اس میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا قصہ نہیں ہے۔

٦٣٠٤ - وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ (وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ) حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ سَمِعَا أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي مَجْلِسٍ عَظِيمٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ أُحَدِّثُكُمْ بِخَيْرِ دُورِ الْأَنْصَارِ قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ قَالُوا ثُمَّ مَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ثُمَّ بَنُو النَّجَّارِ قَالُوا ثُمَّ مَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ قَالُوا ثُمَّ مَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ قَالُوا ثُمَّ مَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ثُمَّ فِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ مُغْضَبًا فَقَالَ أَنَحْنُ آخِرُ الْأَرْبَعِ حِينَ سَمَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَارَهُمْ فَأَرَادَ كَلَامَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ رِجَالٌ مِنْ قَوْمِهِ اجْلِسْ أَلَا تَرْضَى أَنْ سَمَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَارَكُمْ فِي الْأَرْبَعِ الدُّورِ الَّتِي سَمَّى فَمَنْ تَرَكَ فَلَمْ يُسَمِّ أَكْثَرُ مِمَّنْ سَمَّى فَانْتَهَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ كَلَامِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی ایک عظیم مجلس میں فرمایا: میں تم کو انصار کا بہترین گھرانہ بتاؤں؟ صحابہ نے کہا جی! یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا بنو عبدالاشہل، صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! پھر کون ہیں؟ فرمایا پھر بنو نجار ہیں، صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! پھر کون ہیں؟ فرمایا پھر بنو حارث بن خزرج ہیں، صحابہ نے کہا پھر کون ہیں یا رسول اللہ! فرمایا پھر بنو ساعدہ ہیں، صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! پھر کون ہیں؟ فرمایا پھر انصار کے تمام گھرانوں میں خیر ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھروں کے نام لیے تو حضرت سعد بن عبادہ غصہ میں کھڑے ہوئے اور یہ کہنے کا ارادہ کیا: یا رسول اللہ! ہم چاروں کے اخیر میں ہیں؟ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام پر اعتراض کرنا چاہا، ان کی قوم کے لوگوں نے کہا بیٹھ جاؤ! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارا گھرانہ ان چار گھرانوں میں رکھا ہے، حالانکہ جن گھروں کا آپ نے نام نہیں لیا ان کی تعداد تو بہت زیادہ ہے، پھر حضرت سعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرنے سے رک گئے۔

٦٣٠٥ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عَرْعَرَةَ (وَاللَّفْظُ لِلْجَهْضَمِيِّ) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيِّ فِي سَفَرٍ فَكَانَ يَخْدُمُنِي فَقُلْتُ لَهُ لَا تَفْعَلْ فَقَالَ إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ الْأَنْصَارَ تَصْنَعُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا آلَيْتُ أَنْ لَا أَصْحَبَ أَحَدًا مِنْهُمْ إِلَّا خَدَمْتُهُ زَادَ ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ فِي حَدِيثِهِمَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت جریر بن عبداللہ بجلی کے ساتھ ایک سفر میں گیا، وہ اس سفر میں میری خدمت کرتے تھے، میں نے ان سے کہا ایسا نہ کرو، انہوں نے کہا کہ میں نے انصار کو جب سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے ہوئے دیکھا تو میں نے قسم کھائی کہ میں جب بھی کسی انصاری کے ساتھ جاؤں گا تو اس کی خدمت کروں گا، حضرت جریر انس سے بڑے تھے، ابن بشار نے کہا حضرت انس سے زیادہ عمر کے تھے

وَكَانَ جَرِيْرٌ أَكْبَرَ مِنْ أَنَسٍ وَقَالَ ابْنُ بَشَّارٍ أَسَنَّ مِنْ أَنَسٍ۔

بَابٌ ۸۸۳ مِنْ فَضَائِلِ غِفَارٍ وَأَسْلَمَ وَجُهَيْنَةَ وَأَشْجَعَ وَمُزَيْنَةَ وَتَمِيْمٍ وَدَوْسٍ وَطَيِّءٍ

غفار، اسلم، جہینہ، اشجع، مزینہ، تمیم، دوس اور طی کے فضائل

۶۳۰۶۔ حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ أَبُو ذَرٍّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غفار کی اللہ مغفرت کرے، اور اسلم کو اللہ سلامت رکھے۔

۶۳۰۷۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ مَهْدِيٍّ قَالَ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ائْتِ قَوْمَكَ فَقُلْ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَغِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اپنی قوم کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور غفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔

۶۳۰۸۔ حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۳۰۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالُوْا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنِي وَرْقَاءُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ نُمَيْرٍ وَعَبْدُ بْنُ

امام مسلم نے سات سندوں کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلم کو اللہ سلامت رکھے اور اللہ غفار کی مغفرت فرمائے۔

حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي عَاصِمٍ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ ح وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ كُلُّهُمْ قَالَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللَّهُ وَغِفَارُ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا.

۶۳۱۰ - وَحَدَّثَنِي حُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ خُثَيْمِ بْنِ عِرَاكٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللَّهُ وَغِفَارُ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا أَمَا إِنِّي لَمْ أَقُلْهَا وَلَكِنْ قَالَهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غفار کی اللہ مغفرت کرے اور اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے، یہ کوئی میرا قول نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

۶۳۱۱ - حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ خُفَافِ بْنِ إِيمَاءٍ الْغِفَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةٍ اللَّهُمَّ الْعَنْ بَنِي لِحْيَانَ وَرِعْلًا وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَوُا اللَّهَ وَرَسُولَهُ غِفَارُ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللَّهُ.

خفاف بن ایماء الغفاری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز میں دعا کی: اے اللہ بنو لحیان، رعل، ذکوان اور عصیہ پر لعنت فرما جنھوں نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی ہے اور غفار کی اللہ مغفرت فرمائے اور اسلم کو اللہ سلامت رکھے۔

۶۳۱۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِفَارُ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللَّهُ وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غفار کی اللہ مغفرت فرمائے اور اسلم کو اللہ سلامت رکھے، اور عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔

۶۳۱۳ - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَالْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

حضرت ابن عمر نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کی، صالح اور اسامہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منبر پر یہ ارشاد فرمایا۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَفِي حَدِيثِ صَالِحٍ وَأُسَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَلِكَ عَلَى الْمِنْبَرِ۔

۶۳۱۴ - **وَحَدَّثَنِيهِ** حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ يَحْيَى حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مِثْلَ حَدِيثِ هَؤُلَاءِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا پھر حسب سابق روایت ہے۔

۶۳۱۵ - **حَدَّثَنِي** زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ (وَهُوَ ابْنُ هَارُونَ) أَخْبَرَنَا أَبُو مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارُ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ وَغِفَارٌ وَأَشْجَعُ وَمَنْ كَانَ مِنْ بَنِي عَبْدِ اللَّهِ مَوَالِيَّ دُونَ النَّاسِ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ مَوْلَاهُمْ۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصار، مزینہ، جہینہ، غفار اور اشجع اور جو عبداللہ کی اولاد سے ہے وہ لوگوں کے علاوہ میرے مددگار ہیں اور اللہ اور اس کا رسول ان کا مددگار ہے۔

۶۳۱۶ - **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزَ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ وَغِفَارٌ وَأَشْجَعُ مَوَالِيَّ لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُونَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریش، انصار، مزینہ، جہینہ، اسلم، غفار اور اشجع میرے مددگار ہیں اور ان کا اللہ اور رسول کے سوا کوئی مددگار نہیں ہے۔

۶۳۱۷ - **حَدَّثَنَا** عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي الْحَدِيثِ قَالَ سَعْدٌ فِي بَعْضِ هَذَا فِيمَا أَعْلَمُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۶۳۱۸ - **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ أَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَمُزَيْنَةُ وَمَنْ كَانَ مِنْ جُهَيْنَةَ أَوْ جُهَيْنَةُ خَيْرٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَبَنِي

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلم، غفار اور مزینہ اور جو لوگ جہینہ سے ہیں، یا جہینہ بنو تمیم سے بہتر ہیں اور بنو عامر اور دو حلیف اسد اور غطفان سے بہتر ہیں۔

عَامِرٍ وَالْحَلِيفَيْنِ أَسَدٍ وَغَطَفَانَ .

٦٣١٩ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ (يَعْنِي الْحِزَامِيَّ) عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنِي وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَغِفَارٌ وَأَسْلَمُ وَمُزَيْنَةُ وَمَنْ كَانَ مِنْ جُهَيْنَةَ أَوْ قَالَ جُهَيْنَةُ وَمَنْ كَانَ مِنْ مُزَيْنَةَ خَيْرٌ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَسَدٍ وَطَيِّئٍ وَغَطَفَانَ .

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، غفار، اسلم، مزینہ اور جو جہینہ سے ہیں یا آپ نے جہینہ فرمایا اور جو مزینہ سے ہیں قیامت کے دن اللہ کے نزدیک اسد، طئی اور غطفان سے بہتر ہوں گے۔

٦٣٢٠ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَيَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ (يَعْنِيَانِ ابْنَ عُلَيَّةَ) حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَسْلَمُ وَغِفَارُ وَشَيْءٌ مِنْ مُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ أَوْ شَيْءٌ مِنْ جُهَيْنَةَ وَمُزَيْنَةَ خَيْرٌ عِنْدَ اللهِ قَالَ أَحْسِبُهُ قَالَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَسَدٍ وَغَطَفَانَ وَهَوَازِنَ وَتَمِيمٍ .

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلم اور غفار اور کچھ مزینہ سے اور جہینہ یا کچھ جہینہ سے اور مزینہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک اسد، غطفان، ہوازن اور تمیم سے بہتر ہوں گے۔

٦٣٢١ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّمَا بَايَعَكَ سُرَّاقُ الْحَجِيجِ مِنْ أَسْلَمَ وَغِفَارَ وَمُزَيْنَةَ وَأَحْسِبُ جُهَيْنَةَ مُحَمَّدٌ الَّذِي شَكَّ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَيْنَةُ وَأَحْسِبُ جُهَيْنَةَ خَيْرًا مِنْ

حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اسلم، غفار اور مزینہ اور میرا گمان ہے کہ جہینہ بھی کہا (راوی کو شک ہے) یہ حاجیوں کا مال چرانے والے ہیں جنھوں نے آپ کی بیعت کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اسلم، غفار اور مزینہ اور میرا گمان ہے کہ جہینہ بھی بنو تمیم، بنو عامر، اسد اور غطفان سے بہتر ہوں تو کیا یہ ناکامی اور نقصان میں رہیں گے، اس نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے، بیشک یہ لوگ ان سے بہتر ہیں۔

بَنِي تَمِيمٍ وَبَنِي عَامِرٍ وَاَسَدٍ وَغَطَفَانَ اَخَابُوْا وَخَسِرُوْا فَقَالَ نَعَمْ قَالَ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّهُمْ لَاَخْيَرُ مِنْهُمْ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ ابْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ مُحَمَّدٌ الَّذِيْ شَكَّ۔

۶۳۲۲۔ حَدَّثَنِيْ هٰرُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِيْ سَيِّدُ بَنِيْ تَمِيْمٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ يَعْقُوْبَ الضَّبِّيُّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ وَقَالَ وَجُهَيْنَةُ وَلَمْ يَقُلْ اَحْسِبُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے، اس میں جہینہ کا بغیر شک کا ذکر ہے۔

۶۳۲۳۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ خَيْرٌ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ وَمِنْ بَنِيْ عَامِرٍ وَالْحَلِيْفَيْنِ بَنِيْ اَسَدٍ وَغَطَفَانَ۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلم، غفار، مزینہ اور جہینہ بنو تمیم اور بنو عامر اور دو حلیف بنو اسد اور غطفان سے بہتر ہیں۔

۶۳۲۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَهٰرُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ ح وَحَدَّثَنِيْهِ عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں۔

۶۳۲۵۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِاَبِيْ بَكْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتُمْ اِنْ كَانَ جُهَيْنَةُ وَاَسْلَمُ وَغِفَارُ خَيْرًا مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ وَبَنِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ غَطَفَانَ وَعَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهُ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَدْ خَابُوْا وَخَسِرُوْا قَالَ فَاِنَّهُمْ خَيْرٌ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ كُرَيْبٍ اَرَاَيْتُمْ اِنْ كَانَ جُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَاَسْلَمُ وَغِفَارُ۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بتاؤ کہ اگر جہینہ، اسلم اور غفار بنو تمیم اور بنو عبد اللہ بن غطفان اور عامر بن صعصعہ سے بہتر ہوں؟ آپ نے آواز بلند کی، صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! پھر وہ نامرادی اور نقصان میں ہوں گے، آپ نے فرمایا بے شک وہ ان سے بہتر ہوں گے۔ ابوکریب کی روایت میں ہے یہ بتاؤ کہ اگر جہینہ اور مزینہ اور اسلم اور غفار۔

۶۳۲۶۔ حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِسْحٰقَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ اَتَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ

عدی بن حاتم بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن الخطاب کے پاس گیا تو انھوں نے مجھ سے کہا سب سے پہلا وہ صدقہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فَقَالَ لِي إِنَّ أَوَّلَ صَدَقَةٍ بَيَّضَتْ وَجْهَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوُجُوهَ أَصْحَابِهِ صَدَقَةُ طَيِّئٍ جِئْتَ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اور آپ کے صحابہ کے چہروں کو روشن کر دیا تھا، وہ بنو طی کے صدقہ کا مال تھا، جس کو میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آیا تھا۔

۶۳۲۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَدِمَ الطُّفَيْلُ وَأَصْحَابُهُ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ دَوْسًا قَدْ كَفَرَتْ وَأَبَتْ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهَا فَقِيلَ هَلَكَتْ دَوْسٌ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَائْتِ بِهِمْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت طفیل اور ان کے اصحاب آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! دوس نے کفر کیا اور اسلام لانے سے انکار کیا، آپ ان کے لیے دعا ضرر کیجئے، کہا گیا کہ اب دوس ہلاک ہو گئے، آپ نے فرمایا: اے اللہ دوس کو ہدایت دے اور ان کو یہاں لے آ۔

۶۳۲۸ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُغِيرَةَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَا أَزَالُ أُحِبُّ بَنِي تَمِيمٍ مِنْ ثَلَاثٍ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هُمْ أَشَدُّ أُمَّتِي عَلَى الدَّجَّالِ قَالَ وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا قَالَ وَكَانَتْ سَبِيَّةٌ مِنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتِقِيهَا فَإِنَّهَا مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے بنو تمیم کے متعلق تین باتیں سنی ہیں جس کی وجہ سے میں ان سے ہمیشہ محبت کرتا ہوں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ میری امت میں سب سے زیادہ دجال پر سخت ہیں ایک مرتبہ ان کے صدقات آئے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ہماری قوم کے صدقات ہیں اور حضرت عائشہ کے پاس ان کی ایک باندی تھی، آپ نے فرمایا اس کو آزاد کر دو، یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے۔

۶۳۲۹ - وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَا أَزَالُ أُحِبُّ بَنِي تَمِيمٍ بَعْدَ ثَلَاثٍ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهَا فِيهِمْ فَذَكَرَ مِثْلَهُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جو تین باتیں سنی ہیں ان کی وجہ سے میں بنو تمیم سے ہمیشہ محبت کرتا ہوں۔ اس کے بعد حسب سابق ہے۔

۶۳۳۰ - وَحَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ الْمَازِنِيُّ إِمَامُ مَسْجِدِ دَاوُدَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ ثَلَاثُ خِصَالٍ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَنِي تَمِيمٍ لَا أَزَالُ أُحِبُّهُمْ بَعْدُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِهٰذَا الْمَعْنَى غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ هُمْ أَشَدُّ النَّاسِ قِتَالًا فِي الْمَلَاحِمِ وَلَمْ يَذْكُرِ الدَّجَّالَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنو تمیم کے متعلق میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تین باتیں سنی ہیں جس کی وجہ سے میں ان سے ہمیشہ محبت کرتا ہوں، اس کے بعد حسب سابق ہے، البتہ اس میں دجال کا ذکر نہیں ہے، اور یہ ہے کہ یہ لڑائی میں سب سے زیادہ سخت ہیں۔

باب ۸۸۴ خیار الناس

بہترین لوگ

۶۴۳۱ ـ حدثني حرملة بن يحيى أخبرنا ابن وهب أخبرني يونس عن ابن شهاب حدثني سعيد بن المسيب عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال تجدون الناس معادن فخيارهم في الجاهلية خيارهم في الإسلام إذا فقهوا وتجدون من خير الناس في هذا الأمر أكرههم له قبل أن يقع فيه وتجدون من شرار الناس ذا الوجهين الذي يأتي هؤلاء بوجه وهؤلاء بوجه۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں کو معدنیات کی طرح پاؤ گے جو لوگ زمانہ جاہلیت میں بہتر تھے وہ زمانہ اسلام میں بھی بہتر ہوں گے، بہ شرطیکہ وہ دین میں فقیہ ہوں، اور اس امر میں تم اسی شخص کو سب سے بہتر پاؤ گے جو اس امر میں واقع ہونے سے پہلے سب سے زیادہ اس سے متنفر تھا، اور تم لوگوں میں سب سے برا اس کو پاؤ گے جس کے دو چہرے ہوں گے، ایک کے پاس ایک چہرے سے ملاقات کرے گا اور دوسرے کے پاس دوسرے چہرے سے۔

۶۴۳۲ ـ حدثني زهير بن حرب حدثنا جرير عن عمارة عن أبي زرعة عن أبي هريرة ح وحدثنا قتيبة بن سعيد حدثنا المغيرة بن عبد الرحمن الحزامي عن أبي الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تجدون الناس معادن بمثل حديث الزهري غير أن في حديث أبي زرعة والأعرج تجدون من خير الناس في هذا الشأن أشدهم له كراهية حتى يقع فيه۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں کو معدنیات پاؤ گے، یہ حدیث زہری کی طرح ہے البتہ ابو زرعہ اور اعرج کی روایت میں ہے تم اس امر میں سب سے بہتر اس کو پاؤ گے جو جاہلیت میں سب سے شدید اس سے متنفر تھا۔

سامنے تعریف اور پس پشت برائی کرنے کا حکم

حدیث نمبر ۶۴۳۱ میں ہے: تم لوگوں کو معدنیات کی طرح پاؤ گے، علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

معادن سے مراد اصول ہیں اور جب اصول شریف ہوں گے تو فروع بھی شریف ہوں گے، اور اسلام میں فضیلت تقویٰ سے ہوتی ہے، اور جب تقویٰ کے ساتھ نسبی فضیلت بھی ہو گی تو اس کی زیادہ فضیلت ہو گی۔

نیز اس حدیث میں ہے جو زمانہ جاہلیت میں اس سے شدید متنفر تھے وہ بعد میں سب سے بہتر ہوں گے جیسے حضرت عمر بن الخطاب، حضرت خالد بن ولید، حضرت عمرو بن العاص، حضرت عکرمہ بن ابی جہل اور حضرت سہیل بن عمرو وغیرہ، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "اس امر" سے مراد اسلام نہ ہو بلکہ عہدہ اور منصب مراد ہو یعنی جو شخص کسی عہدہ اور منصب کے حصول سے پہلے اس سے متنفر ہو گا، وہ عہدہ ملنے کے بعد اس منصب پر سب سے زیادہ بہتر ہو گا۔

اور اس حدیث میں ہے: لوگوں میں بدترین وہ شخص ہے جس کے دو چہرے ہوں، اس کا سبب ظاہر ہے کیونکہ

یہ محض نفاق ہے اور جھوٹ اور دھوکا، یہ شخص ہر ایک کے راز کی بات دوسرے کو بتا دیتا ہے اور ہر ایک کے سامنے اس کا خیر خواہ اور دوسرے کا بدخواہ ہوتا ہے، یہ مداہنت اور حرام ہے۔ ل

آج کل عوام اور خواص سب اس مرض میں مبتلا ہیں، ایک محفل میں بیٹھ کر کسی شخص کی مذمت کرتے ہیں اور جب اس شخص سے ملتے ہیں تو اس سے انتہائی خیر خواہی کی باتیں کرتے ہیں اور دوسروں کی مذمت کرتے ہیں، منہ کے سامنے تعریف اور پس پشت برائی کرنا آج کل لوگوں کا معمول بن گیا ہے اعاذنا اللہ من ذلک۔

باب ۸۸۵ من فضائل نساء قریش!

قریش کی خواتین کے فضائل

۶۳۳۳۔ حدثنا ابن ابی عمر حدثنا سفيان بن عيينة عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هريرة وعن ابن طاوس عن ابيه عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير نساء ركبن الابل قال احدهما صالح نساء قريش وقال الآخر نساء قريش احناه على يتيم فی صغره وارعاه على زوج فی ذات يده۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اونٹوں پر سوار ہونے والی عورتوں میں بہترین وہ ہیں، ایک راوی نے کہا جو قریش کی نیک عورتیں ہیں، دوسرے راوی نے کہا وہ قریش کی عورتیں ہیں جو اپنے بچوں پر کم سنی میں مہربان ہوتی ہیں اور اپنے شوہر کے مال کی زیادہ حفاظت کرتی ہیں۔

۶۳۳۴۔ حدثنا عمرو الناقد حدثنا سفيان عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هريرة يبلغ به النبی صلى الله عليه وسلم وابن طاوس عن ابيه يبلغ به النبی صلى الله عليه وسلم بمثله غير انه قال ارعاه على ولد فی صغره ولم يقل يتيم۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی، البتہ اس میں یہ ہے جو اپنی اولاد کی کم سنی میں زیادہ حفاظت کرتی ہیں اس میں یتیم کا لفظ نہیں ہے۔

۶۳۳۵۔ حدثنی حرملة بن يحيى اخبرنا ابن وهب اخبرنی يونس عن ابن شهاب حدثنی سعيد بن المسيب ان ابا هريرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول نساء قريش خير نساء ركبن الابل احناه على طفل وارعاه على زوج فی ذات يده قال يقول ابو هريرة على اثر ذلك ولم تركب مريم بنت عمران بعيرا قط۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریش کی بہترین عورتیں وہ ہیں جو اونٹوں پر سفر کرتی ہیں، بچوں پر زیادہ شفیق ہوتی ہیں اور اپنے خاوند کے مال کی زیادہ حفاظت کرتی ہیں، حضرت ابوہریرہ اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد کہتے تھے کہ حضرت مریم بنت عمران کبھی اونٹ پر سوار نہیں ہوئیں۔

۶۳۳۶۔ حدثنی محمد بن رافع وعبد بن حميد قال عبد اخبرنا وقال ابن رافع حدثنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام ہانی بنت ابی طالب

ل۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۰۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ۔

عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ اُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ اَبِي طَالِبٍ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّي قَدْ كَبِرْتُ وَلِي عِيَالٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يُوْنُسَ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ اَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ۔

کو نکاح کا پیغام دیا، انھوں نے کہا یا رسول اللہ! اب میں بوڑھی ہو گئی ہوں اور میرے بچے ہیں، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین عورتیں وہ ہیں جو اونٹوں پر سوار ہوتی ہیں، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے، البتہ اس میں یہ ہے جو اپنے بچوں پر کم سنی میں زیادہ شفیق ہوتی ہیں۔

۶۳۳۷ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا وَقَالَ عَبْدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ح وَحَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْاِبِلَ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ اَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ وَاَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورتیں اونٹوں پر سفر کرتی ہیں ان میں بہترین قریش کی نیک عورتیں ہیں جو اپنی اولاد پر کم سنی میں زیادہ شفیق ہوتی ہیں اور خاوند کے مال کی زیادہ حفاظت کرتی ہیں۔

۶۳۳۸ - حَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيْمٍ الْاَوْدِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ (يَعْنِي ابْنَ مَخْلَدٍ) حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ (وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ) حَدَّثَنِيْ سُهَيْلٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مَعْمَرٍ هٰذَا سَوَاءً۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کی۔

علامہ نووی لکھتے ہیں:

ان احادیث میں قریش کی عورتوں کی فضیلت کا بیان ہے کہ وہ اولاد پر شفقت کرتی ہیں، ان کی اچھی تربیت کرتی ہیں اور خاوند کے مال اور اس کی امانت کی حفاظت کرتی ہیں اور اس کے مال کو حسن تدبیر سے خرچ کرتی ہیں اور اونٹوں پر سوار ہونے والیوں سے عرب کی عورتیں مراد ہیں، اس لیے حضرت ابوہریرہ نے کہا حضرت مریم بنت عمران اونٹ پر سوار نہیں ہوئیں، مقصود یہ ہے کہ عرب کی عورتوں میں قریش کی عورتیں سب سے افضل ہیں اور یہ بات معلوم ہے کہ عموماً عرب غیر عرب سے افضل ہوتے ہیں، البتہ بعض افراد کی خصوصیت ہونا الگ بات ہے۔ (لیکن یاد رہے یہ فضیلت تقویٰ کے ساتھ مشروط ہے۔)

بَابُ ۱۸۶ مُؤَاخَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام کو آپس میں بھائی بنانا

۶۳۳۹- حَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ (يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ) عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخَى بَيْنَ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَبَيْنَ أَبِي طَلْحَةَ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح اور حضرت ابوطلحہ کو آپس میں بھائی بنایا۔

۶۳۴۰- حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ قَالَ قِيلَ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بَلَغَكَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ فَقَالَ أَنَسٌ قَدْ حَالَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ فِي دَارِهِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کیا آپ تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اسلام میں حلف نہیں ہے" حضرت انس نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے مکان میں قریش اور انصار کو ایک دوسرے کا حلیف بنایا۔

۶۳۴۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ حَالَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ فِي دَارِهِ الَّتِي بِالْمَدِينَةِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں اپنے گھر میں قریش اور انصار کو ایک دوسرے کا حلیف بنایا۔

۶۳۴۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ زَكَرِيَّاءَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ وَأَيُّمَا حِلْفٍ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَمْ يَزِدْهُ الْإِسْلَامُ إِلَّا شِدَّةً۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام میں حلف نہیں ہے، جس شخص نے جاہلیت میں کوئی حلف کیا تھا، اسلام میں وہ حلف اور مضبوط ہوگا۔

حلف بالتوارث کا منسوخ ہونا

علامہ نووی لکھتے ہیں: ایک دوسرے کو بھائی بنانا اور ایک دوسرے کو حلیف بنانا جس سے وہ ایک دوسرے کے وارث ہو جائیں، یہ پہلے معمول تھا، اور جب قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی: و اولی الارحام بعضهم اولی ببعض "اور قرابت دار ایک دوسرے کی بہ نسبت زیادہ حقدار ہیں،" حسن بصری نے کہا توارث بالحلف اس آیت سے منسوخ ہوگیا، البتہ اسلام میں ایک دوسرے کا بھائی بنانا، اور اللہ تعالےٰ کی اطاعت، دین میں نصرت، نیکی پر تعاون اور حق کو قائم کرنے پر حلف اٹھانا اب بھی مشروع ہے اور منسوخ نہیں ہوا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے" اسلام میں حلف نہیں ہے"، اس سے مراد حلف بالتوارث

ہے۔ [1]

بَابُ ۸۸ بَیَانِ اَنَّ بَقَآءَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَانٌ لِاَصْحَابِہٖ وَبَقَآءَ اَصْحَابِہٖ اَمَانٌ لِلْاُمَّۃِ

۶۳۴۳ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاہِیْمَ وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ بْنِ اَبَانَ کُلُّھُمْ عَنْ حُسَیْنٍ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ حَدَّثَنَا حُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ الْجُعْفِیُّ عَنْ مُجَمِّعِ بْنِ یَحْیٰی عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ صَلَّیْنَا الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قُلْنَا لَوْ جَلَسْنَا حَتّٰی نُصَلِّیَ مَعَہُ الْعِشَآءَ قَالَ فَجَلَسْنَا فَخَرَجَ عَلَیْنَا فَقَالَ مَا زِلْتُمْ ھٰہُنَا قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّیْنَا مَعَکَ الْمَغْرِبَ ثُمَّ قُلْنَا نَجْلِسُ حَتّٰی نُصَلِّیَ مَعَکَ الْعِشَآءَ قَالَ اَحْسَنْتُمْ اَوْ اَصَبْتُمْ قَالَ فَرَفَعَ رَاْسَہٗ اِلَی السَّمَآءِ وَکَانَ کَثِیْرًا مِّمَّا یَرْفَعُ رَاْسَہٗ اِلَی السَّمَآءِ فَقَالَ النُّجُوْمُ اَمَنَۃٌ لِلسَّمَآءِ فَاِذَا ذَھَبَتِ النُّجُوْمُ اَتَی السَّمَآءَ مَا تُوْعَدُ وَاَنَا اَمَنَۃٌ لِاَصْحَابِیْ فَاِذَا ذَھَبْتُ اَتٰی اَصْحَابِیْ مَا یُوْعَدُوْنَ وَاَصْحَابِیْ اَمَنَۃٌ لِاُمَّتِیْ فَاِذَا ذَھَبَ اَصْحَابِیْ اَتٰی اُمَّتِیْ مَا یُوْعَدُوْنَ۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بقاء کا صحابہ کے لیے اور صحابہ کی بقاء کا امت کے لیے امان ہونا

حضرت ابوبردہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، کہ ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی، پھر ہم نے (دل میں) کہا کہ اگر ہم بیٹھے رہیں اور آپ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھیں (تو بہتر ہوگا) ہم بیٹھے رہے، آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم جب سے یہیں بیٹھے ہو؟ ہم نے کہا یا رسول اللہ! ہم نے آپ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی، پھر ہم نے سوچا کہ ہم یہیں بیٹھے رہیں حتیٰ کہ آپ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھیں، آپ نے فرمایا تم نے اچھا کیا، یا فرمایا تم نے صحیح کیا، پھر آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور آپ بکثرت آسمان کی طرف سر اٹھاتے تھے، آپ نے فرمایا ستارے آسمانوں کے لیے امان ہیں اور جب ستارے ختم ہو جائیں گے تو آسمان پر وہ چیز آجائے گی جس سے تم کو ڈرایا گیا ہے، (یعنی قیامت) اور میں اپنے اصحاب کے لیے امان ہوں اور جب میں چلا جاؤں گا تو میرے اصحاب پر وہ (فتنے) آجائیں گے جن سے ان کو ڈرایا گیا اور میرے اصحاب میری امت کے لیے امان ہیں اور جب وہ چلے جائیں گے تو میری امت پر وہ (فتنے) آجائیں گے جن سے اس کو ڈرایا گیا ہے۔

علامہ نووی لکھتے ہیں:

صحابہ کو جن فتنوں سے ڈرایا گیا تھا وہ آپس کی جنگیں، بعض اعراب کا مرتد ہونا اور دلوں میں اختلاف پڑ جانا ہے، اور امت کو جن فتنوں کی خبر کی گئی ہے وہ دین میں بدعات کا پیدا ہونا، قرن شیطان کا طلوع، رومیوں کا غالب ہونا، مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کی حرمتوں کا پامال ہونا وغیرہ ہیں، اور ان تمام دی گئی غیب کی خبروں میں نبی صلے اللہ علیہ

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۰۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

وسلم کے معجزات کا ظہور ہے۔

باب ۸۸۸ فضل الصحابۃ ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم

۶۳۴۴ - حدثنا ابو خیثمۃ زھیر بن حرب و احمد بن عبدۃ الضبی (واللفظ لزھیر) قالا حدثنا سفیان بن عیینۃ قال سمع عمرو جابرا یخبر عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یاتی علی الناس زمان یغزو فئام من الناس فیقال لھم فیکم من رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیقولون نعم فیفتح لھم ثم یغزو فئام من الناس فیقال لھم فیکم من رای من صحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیقولون نعم فیفتح لھم ثم یغزو فئام من الناس فیقال لھم ھل فیکم من رای من صحب من صحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیقولون نعم فیفتح لھم۔

۶۳۴۵ - حدثنی سعید بن یحیی بن سعید الاموی حدثنا ابی حدثنا ابن جریج عن ابی الزبیر عن جابر قال زعم ابو سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاتی علی الناس زمان یبعث منھم البعث فیقولون انظروا ھل تجدون فیکم احدا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیوجد الرجل فیفتح لھم بہ ثم یبعث البعث الثانی فیقولون ھل فیھم من رای اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیفتح لھم بہ ثم یبعث البعث الثالث فیقال انظروا ھل ترون فیھم من رای من رای اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یکون البعث الرابع

صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے فضائل

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں لوگوں کی چند جماعتیں جہاد کے لیے جائیں گی، ان سے پوچھا جائے گا کیا تم میں وہ شخص ہے جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے؟ وہ کہیں گے ہاں پھر ان کو فتح حاصل ہوگی، پھر ایک جماعت جہاد کے لیے نکلے گی، ان سے پوچھا جائیگا: تم میں وہ شخص ہے جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی کی زیارت کی ہے؟ وہ کہیں گے ہاں، پھر ان کو بھی فتح حاصل ہوگی، پھر ایک جماعت جہاد کے لیے روانہ ہوگی، ان سے کہا جائے گا کیا تم میں وہ شخص ہے جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی کی زیارت کرنیوالے کی زیارت کی ہے؟ وہ کہیں گے ہاں پھر ان کو بھی فتح حاصل ہوگی۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں وہ ایک لشکر کو جنگ کے لیے روانہ کریں گے، لوگ کہیں گے دیکھو ان میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی صحابی ہے؟ پھر ایک شخص مل جائے گا اور ان کو اس کی برکت سے فتح حاصل ہو جائے گی، پھر ایک دوسرا لشکر روانہ کیا جائے گا لوگ کہیں گے: کیا ان میں کوئی شخص ایسا ہے جس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو دیکھا ہو؟ پھر اس کی برکت سے ان کو فتح حاصل ہو جائے گی، پھر ایک تیسرا لشکر روانہ کیا جائے گا اور کہا جائے گا دیکھو کیا ان میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے دیکھنے والوں کی

فَيُقَالُ انْظُرُوا هَلْ تَرَوْنَ فِيهِمْ أَحَدًا رَأَى مَنْ رَأَى أَحَدًا رَأَى أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُوجَدُ الرَّجُلُ فَيُفْتَحُ لَهُمْ بِهِ۔

زیارت کی ہو؟ پھر ایک چوتھا لشکر روانہ کیا جائے گا پھر کہا جائے گا دیکھو تم ان میں کوئی ایسا شخص دیکھتے ہو جس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے دیکھنے والوں میں سے کسی ایک شخص کو دیکھا ہو، پھر ایک شخص مل جائیگا اور اس کی برکت سے ان کو فتح حاصل ہو جائے گی۔

۶۳۴۶ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبِيدَةَ السَّلْمَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ أُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِينَ يَلُونِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ لَمْ يَذْكُرْ هَنَّادٌ الْقَرْنَ فِي حَدِيثِهِ وَقَالَ قُتَيْبَةُ ثُمَّ يَجِيءُ أَقْوَامٌ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے بہترین لوگ وہ ہیں جو اس قرن میں ہیں جو میرے قریب ہیں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں، ان کے بعد ایسے لوگ آئیں گے، جن میں سے کسی ایک کی شہادت اس کی قسم پر سابق ہوگی، اور اس کی قسم اس کی شہادت پر سابق ہوگی، ھناد کی حدیث میں اس جگہ قرن کا ذکر نہیں کیا گیا، اور قتیبہ نے قوم کی بجائے اقوام کہا ہے۔

۶۳۴۷ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ تَبْدُرُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ وَتَبْدُرُ يَمِينُهُ شَهَادَتَهُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ كَانُوا يَنْهَوْنَنَا وَنَحْنُ غِلْمَانٌ عَنِ الْعَهْدِ وَالشَّهَادَاتِ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ لوگوں میں سب سے بہتر کون ہیں؟ آپ نے فرمایا میرا قرن ہے (یعنی میرے زمانہ کے مسلمان لوگ) پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہوں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہوں، پھر ایک ایسی قوم آئے گی کہ ان کی شہادت ان کی قسم پر سبقت کرے گی اور ان کی قسم ان کی شہادت پر سبقت کرے گی، ابراہیم نے کہا کہ جس وقت ہم کم عمر تھے لوگ ہم کو قسم کھانے اور شہادت دینے سے منع کرتے تھے۔

۶۳۴۸ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُورٍ بِإِسْنَادِ أَبِي الْأَحْوَصِ وَجَرِيرٍ بِمَعْنَى حَدِيثِهِمَا وَلَيْسَ

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں ان حدیثوں میں یہ نہیں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا۔

فِي حَدِيثِهِمَا سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۶۳۴۹ - وَحَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ السَّمَّانُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ فَلَا أَدْرِي فِي الثَّالِثَةِ أَوْ فِي الرَّابِعَةِ قَالَ ثُمَّ يَتَخَلَّفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین لوگ میرا قرن ہیں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہوں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہوں، مجھے یاد نہیں آپ نے تیسری یا چوتھی بار فرمایا، پھر ان کے بعد ایسے لوگ ہوں گے کہ ان میں سے کسی ایک کی شہادت قسم سے پہلے ہوگی اور کسی ایک کی قسم شہادت سے پہلے ہوگی۔

۶۳۵۰ - حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ ح وَحَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ سَالِمٍ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ أُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِينَ بُعِثْتُ فِيهِمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَذَكَرَ الثَّالِثَ أَمْ لَا قَالَ ثُمَّ يَخْلُفُ قَوْمٌ يُحِبُّونَ السَّمَانَةَ يَشْهَدُونَ قَبْلَ أَنْ يُسْتَشْهَدُوا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے بہترین لوگ اس زمانہ کے ہیں جس میں، میں مبعوث ہوا ہوں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں، اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ آپ نے تیسرے نمبر کا ذکر کیا تھا یا نہیں، پھر ایک ایسی قوم آئے گی جو فربہی کو پسند کریں گے، وہ شہادت طلب کیے جانے سے پہلے شہادت دیں گے۔

۶۳۵۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي بِشْرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَلَا أَدْرِي مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں۔

۶۳۵۲ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ غُنْدَرٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ أَبَا جَمْرَةَ حَدَّثَنِي زَهْدَمُ بْنُ مُضَرِّبٍ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ خَيْرَكُمْ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں بہترین لوگ میرا قرن ہیں، پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہیں، پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہیں، پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہیں، حضرت عمران یہ کہتے ہیں کہ حضور نے دو یا تین بار کے بعد فرمایا کہ ان کے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو بغیر شہادت طلب کیے جانے کے شہادت دیں گے،

فَلَا أَدْرِي أَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ قَرْنِهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً ثُمَّ يَكُونُ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ وَيَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ وَيَنْذُرُونَ وَلَا يُوفُونَ وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ۔

اور خیانت کریں گے، امانت دار نہیں ہوں گے، وہ نذر مانیں گے اور اس کو پورا نہیں کریں گے۔

۶۳۵۳ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا بَهْزٌ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِمْ قَالَ لَا أَدْرِي أَذَكَرَ بَعْدَ قَرْنِهِ قَرْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً وَفِي حَدِيثِ شَبَابَةَ قَالَ سَمِعْتُ زَهْدَمَ بْنَ مُضَرِّبٍ وَجَاءَنِي فِي حَاجَةٍ عَلَى فَرَسٍ فَحَدَّثَنِي أَنَّهُ سَمِعَ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ وَفِي حَدِيثِ يَحْيَى وَشَبَابَةَ يَنْذُرُونَ وَلَا يَفُونَ وَفِي حَدِيثِ بَهْزٍ يُوفُونَ كَمَا قَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں، ایک روایت میں ہے مجھے یاد نہیں کہ ایک قرن یا دو قرنوں یا تین قرنوں کے بعد فرمایا۔ اور ایک روایت میں ہے وہ نذر مانیں گے اور اس کو پورا نہیں کریں گے۔

۶۳۵۴ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْأُمَوِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا أَبِي كِلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفٰى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ الْقَرْنُ الَّذِينَ بُعِثْتُ فِيهِمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ زَادَ فِي حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَذَكَرَ الثَّالِثَ أَمْ لَا بِمِثْلِ حَدِيثِ زَهْدَمٍ عَنْ عِمْرَانَ وَزَادَ فِي حَدِيثِ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ وَيَحْلِفُونَ وَلَا يُسْتَحْلَفُونَ۔

امام مسلم نے دو مزید سندیں بیان کیں، حضرت عمران بن حصین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا: اس امت کے بہترین لوگ اس زمانہ کے لوگ ہیں جس میں میں مبعوث ہوا ہوں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں، ابوعوانہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے: اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ آپ نے تیسری بار کا ذکر کیا تھا یا نہیں، اور قتادہ کی روایت میں ہے وہ حلف طلب کیے جانے کے بغیر حلف اٹھائیں گے۔

۶۳۵۵ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَشُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ) قَالَا حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ (وَهُوَ ابْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ) عَنْ زَائِدَةَ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا کہ کون سے لوگ سب سے بہتر ہیں، آپ نے فرمایا جس زمانہ

الْبَهِيِّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ الْقَرْنُ الَّذِي أَنَا فِيهِ ثُمَّ الثَّانِي ثُمَّ الثَّالِثُ۔

میں میں ہوں پھر دوسرے زمانہ کے پھر تیسرے زمانہ کے۔

قرن کی تعریف

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

جمہور علماء کے نزدیک ہر وہ مسلمان جس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو (بیداری میں) ایک نظر دیکھا ہو وہ صحابی ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے کہ میری امت کے بہترین لوگ میرا قرن ہیں، سو اس حدیث میں قرن کی تفسیر میں اختلاف ہے، حضرت مغیرہ نے کہا قرن سے مراد آپ کے صحابہ ہیں اور جو ان کے قریب ہیں اس سے مراد صحابہ کی اولاد ہیں، اور جو ان کے قریب ہیں اس سے مراد صحابہ کی اولاد کی اولاد ہیں، علامہ شہر نے کہا قرن سے مراد اس وقت تک کا زمانہ ہے جب تک آپ کو دیکھنے والی ایک آنکھ بھی باقی ہو، اور دوسرا قرن اس وقت تک کا زمانہ ہے جب تک صحابہ کو دیکھنے والی ایک آنکھ بھی باقی ہو، اسی طرح تیسرا قرن ہے، اور بہت سے علماء نے یہ کہا ہے کہ قرن لوگوں کے اس طبقہ کو کہتے ہیں جس میں لوگ ایک وقت میں مقترن ہوں، ایک قول یہ ہے کہ جس زمانہ میں نبی مبعوث ہو وہ ایک قرن ہے، علامہ حربی نے ذکر کیا ہے کہ قرن کا اندازہ ایک سو بیس سال تک لگایا گیا ہے، صحیح قول یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا قرن صحابہ ہیں، دوسرا قرن تابعین ہیں اور تیسرا قرن تبع تابعین ہیں۔ [1]

بغیر طلب کے شہادت دینے سے متعلق احادیث کے تعارض کا جواب

حدیث نمبر ۶۲۵۰ میں ہے، پھر ایک ایسی قوم آئے گی جو شہادت طلب کرنے سے پہلے شہادت دے گی، علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

یہ حدیث بظاہر اس حدیث کے مخالف ہے جس میں یہ ہے کہ بہترین گواہ وہ ہیں جو شہادت طلب کیے جانے سے پہلے شہادت دیں، ان حدیثوں میں تطبیق اس طرح ہے کہ جو شخص کسی آدمی کے حق میں اس کے طلب کرنے سے پہلے شہادت دے، درآں حالیکہ اس آدمی کو اس کی شہادت کا علم ہو یہ مذموم ہے، اور جو شخص کسی آدمی کے حق میں اس کی طلب سے پہلے شہادت دے درآں حالیکہ اس آدمی کو اس کی شہادت کا علم نہ ہو پھر وہ اس کو اپنے شاہد ہونے کی خبر دے تاکہ اس کے حق میں قاضی کے سامنے شہادت دے تو یہ مستحسن ہے جبکہ وہ للہ فی اللہ محض ثواب کی نیت سے شہادت دے، یہ وہ شہادت ہے جو حقوق اللہ میں ہو وہ قاضی کے پاس آئے اور شہادت دے تو یہ ممدوح ہے، ہاں اگر شہادت حقوق العباد سے متعلق ہو اور وہ پردہ پوشی میں مصلحت سمجھے تو پھر شہادت نہ دے، ہم نے جو ان حدیثوں میں تطبیق بیان کی ہے، امام مالک اور جمہور علماء کا یہی مسلک ہے۔ [2]

ان احادیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلائل اور معجزات ہیں، کیونکہ آپ نے جس چیز کے متعلق

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۰۸-۳۰۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

[2] ،، ،، ،، ،، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۰۹، ،، ،، ،،

پیش گوئی کی وہ واقع ہو گئی۔

باب ۸۸۹ بیانِ معنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم علی رأس سنۃ لا یبقی نفس منفوسۃ ممن ہو موجود الآن

"جو لوگ اس وقت زندہ ہیں، سو سال بعد ان میں سے کوئی زندہ نہیں ہوگا" کا مطلب

۶۳۵۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا وَقَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ سُلَيْمَانَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ فَقَالَ أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهِ فَإِنَّ عَلَى رَأْسِ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَوَهَلَ النَّاسُ فِي مَقَالَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ فِيمَا يَتَحَدَّثُونَ مِنْ هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ عَنْ مِائَةِ سَنَةٍ وَإِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ يُرِيدُ بِذٰلِكَ أَنْ يَنْخَرِمَ ذٰلِكَ الْقَرْنُ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخر میں ہمیں ایک رات عشاء کی نماز پڑھائی آپ سلام پھیر کر کھڑے ہو گئے اور آپ نے فرمایا کیا تم نے اس رات پر غور کیا؟ جو لوگ اب روئے زمین پر ہیں ایک سو سال بعد ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں رہے گا، حضرت ابن عمر نے کہا: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو لوگ ٹھیک نہیں سمجھے وہ ان احادیث میں ایک سو سال کی باتیں کرتے تھے حالانکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ جو لوگ اب روئے زمین پر ہیں ان میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا، آپ کی مراد یہ تھی کہ یہ زمانہ ختم ہو جائے گا۔

۶۳۵۷ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ وَرَوَاهُ اللَّيْثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِ مَعْمَرٍ كَمِثْلِ حَدِيثِهِ

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۳۵۸ - حَدَّثَنِي هٰرُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَا حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ بِشَهْرٍ تَسْأَلُونِي عَنِ السَّاعَةِ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال سے ایک ماہ پہلے میں نے آپ سے یہ سنا: تم مجھ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہو، اس کا علم صرف اللہ کو ہے، میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ روئے زمین پر اب کوئی ایسا ذی روح نہیں ہے

وَإِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَأُقْسِمُ بِاللّٰهِ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ تَأْتِي عَلَيْهَا مِائَةُ سَنَةٍ۔

بس پر سو سال گذر جائیں۔

۶۳۵۹ - حَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ قَبْلَ مَوْتِهِ بِشَهْرٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی، اس میں وصال سے ایک ماہ پہلے کا ذکر نہیں ہے۔

۶۳۶۰ - حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى كِلَاهُمَا عَنِ الْمُعْتَمِرِ قَالَ ابْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو نَضْرَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ ذٰلِكَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِشَهْرٍ أَوْ نَحْوِ ذٰلِكَ مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ الْيَوْمَ تَأْتِي عَلَيْهَا مِائَةُ سَنَةٍ وَهِيَ حَيَّةٌ يَوْمَئِذٍ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ صَاحِبِ السِّقَايَةِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ وَفَسَّرَهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ نَقْصُ الْعُمُرِ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے تقریباً ایک ماہ پہلے فرمایا: آج کوئی ایسا ذی روح نہیں ہے جو سو سال گذرنے کے بعد بھی اس وقت تک زندہ رہے عبد الرحمان نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے اس کی مثل روایت کی اور عبد الرحمٰن نے اس کی یہ تفسیر کی کہ لوگوں کی عمریں کم ہو جائیں گی۔

۶۳۶۱ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ بِالْإِسْنَادَيْنِ جَمِيعًا مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۶۳۶۲ - حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ عَنْ دَاوُدَ (وَاللَّفْظُ لَهُ) ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ عَنْ دَاوُدَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَبُوكَ سَأَلُوهُ عَنِ السَّاعَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَأْتِي مِائَةُ سَنَةٍ وَعَلَى الْأَرْضِ نَفْسٌ مَنْفُوسَةٌ الْيَوْمَ۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس ہوئے تو لوگوں نے آپ سے قیامت کے متعلق سوال کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو ذی روح آج زمین پر زندہ ہے اس پر سو سال نہیں گزریں گے۔

۶۳۶۳ - حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ تَبْلُغُ مِائَةَ سَنَةٍ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی ذی روح سو سال تک نہیں پہنچے گا، سالم کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت جابر کے سامنے اس حدیث کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا اس

فَقَالَ سَالِمٌ تَذَاكَرْنَا ذٰلِكَ عِنْدَهٗ اِنَّمَا هِيَ كُلُّ نَفْسٍ مَخْلُوْقَةٍ يَوْمَئِذٍ۔

سے مراد وہ انسان ہیں جو اس دن پیدا ہو چکے تھے۔

علامہ نووی فرماتے ہیں:

یہ احادیث ایک دوسرے کی تفسیر کرتی ہیں اور ان احادیث میں علوم نبوت کا بیان ہے، اور ان سے مراد یہ ہے کہ اس رات کے بعد کوئی شخص بھی روئے زمین پر سو سال سے زیادہ زندہ نہیں رہے گا، اس رات کے بعد اگر کوئی پیدا ہونے والا سو سال سے زیادہ زندہ رہے تو ان احادیث میں اس کی نفی نہیں ہے۔

اس حدیث کے مضامین اور مباحث ہم نے حضرت خضر کے باب میں بیان کر دیے ہیں۔

باب ۹۰ تَحْرِيْمِ سَبِّ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

سب صحابہ کی تحریم

۶۳۶۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيْمِيُّ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِيْ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِيْ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا اَدْرَكَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهٗ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ کو برا مت کہو، میرے صحابہ کو برا مت کہو، اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ جتنا سونا بھی خیرات دے تو وہ صحابہ کے دیے ہوئے ایک مُد (ایک کلوگرام) بلکہ نصف مُد کے برابر بھی نہیں ہے۔

۶۳۶۵۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ كَانَ بَيْنَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ وَبَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ شَيْءٌ فَسَبَّهٗ خَالِدٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِيْ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَوْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا اَدْرَكَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهٗ۔

حضرت ابوسعید بیان کرتے ہیں کہ خالد بن ولید اور حضرت عبد الرحمان بن عوف کے درمیان کوئی مناقشہ تھا، حضرت خالد نے ان کو برا کہا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے اصحاب میں سے کسی کو برا نہ کہو، کیونکہ تم میں سے اگر کسی شخص نے احد پہاڑ کے برابر سونا بھی خیرات کیا تو وہ ان میں سے کسی ایک کے دیے ہوئے مُد (ایک کلوگرام) یا نصف مُد کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔

۶۳۶۶۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ جَمِيْعًا عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِاِسْنَادِ جَرِيْرٍ وَاَبِيْ مُعَاوِيَةَ بِمِثْلِ

امام مسلم نے اس حدیث کی تین سندیں ذکر کیں، شعبہ اور وکیع کی روایت میں حضرت خالد بن ولید اور حضرت عبد الرحمن بن عوف کا تذکرہ نہیں ہے۔

حَدِيثِهِمَا وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ وَوَكِيعٍ ذِكْرُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ۔

سبّ صحابہ کرنے والے کے حکم میں فقہاء احناف کا نظریہ

علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں:

وفی الروافض ان من فضل علیا علی الثلاثۃ فمبتدع وان انکر خلافۃ الصدیق او عمر رضی اللہ عنہما فھو کافر[1]

روافض کا حکم یہ ہے کہ جو حضرت علی کو خلفاء ثلاثہ پر فضیلت دے وہ بدعتی ہے اور جو حضرت ابوبکر یا حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

علامہ شبلی لکھتے ہیں:

وفی الروافض ان فضل علیا علی الثلاثۃ فمبتدع وان انکر خلافۃ الصدیق او عمر فھو کافر[2]

روافض کا حکم یہ ہے کہ اگر انھوں نے حضرت علی کو خلفاء ثلاثہ پر فضیلت دی تو وہ بدعتی ہیں اور اگر وہ حضرت ابوبکر یا حضرت عمر کی خلافت کا انکار کریں تو وہ کافر ہیں۔

علامہ ابراہیم حلبی لکھتے ہیں

واما لو کان مؤدیا الی الکفر فلا یجوز اصلا کالغلاۃ من الروافض الذین یدعون الالوھیۃ لعلی رضی اللہ عنہ او ان النبوۃ کانت لہ فغلط جبرائیل ونحو ذالک مما ھو کفر وکذا من یقذف الصدیقۃ او ینکر صحبۃ الصدیق او خلافتہ او یسب الشیخین الخ[3]

اگر ان لوگوں کی بدعت ان کو کفر تک پہنچا دے، تو پھر ان کے پیچھے نماز بالکل جائز نہیں ہے، جیسا کہ وہ غالی روافض جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے الوہیت کے مدعی ہیں یا جو کہتے ہیں کہ نبوت حضرت علی کے لیے تھی اور جبرائیل سے غلطی ہو گئی یا اس قسم کے اور عقائد رکھتے ہیں جو کفر ہیں یا اسی طرح جو حضرت عائشہ صدیقہ پر تہمت لگائے یا جو حضرت ابوبکر صدیق کی صحابیت یا خلافت کا انکار کرے یا جو حضرت ابوبکر اور عمر کو سبّ کرے (برا کہے)

علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی لکھتے ہیں:

وقد صرح فی الخلاصۃ والبزازیۃ بان

خلاصہ اور بزازیہ میں یہ تصریح کی گئی ہے کہ رافضی

---

[1] علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۱ ص ۳۰۴، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر
[2] علامہ شہاب الدین احمد شلبی، حاشیۃ الشلبی علی تبیین الحقائق ج ۱ ص ۱۳۵، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان
[3] علامہ ابراہیم بن محمد حلبی حنفی متوفی ۹۵۶ھ، غنیۃ المستملی ص ۴۸۰، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی

الرافضی اذا سب الشیخین وطعن فیہما کفر[1]

جب حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو سب کرے اور ان میں عیب نکالے تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔

علامہ ابن بزاز کردری حنفی لکھتے ہیں:

ومن انکر خلافۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ فھو کافر فی الصحیح ومنکر خلافۃ عمر رضی اللہ عنہ فھو کافر فی الاصح۔[2]

جو شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار کرے وہ صحیح قول کے مطابق کافر ہے، اور جو شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار کرے وہ زیادہ صحیح قول کے مطابق کافر ہے۔

عالمگیری میں ہے:

الرافضی اذا کان یسب الشیخین ویلعنہما والعیاذ باللہ فھو کافر۔[3]

رافضی اگر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو سب کرے اور ان پر لعنت کرے، العیاذ باللہ تو وہ کافر ہے۔

علامہ طحطاوی حنفی لکھتے ہیں:

وان انکر خلافۃ الصدیق کفر۔[4]

اگر خلافت صدیق کا انکار کیا تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔

علامہ داماد آفندی لکھتے ہیں:

والرافضی ان فضل علیا فھو مبتدع وان انکر خلافۃ الصدیق فھو کافر۔[5]

رافضی اگر حضرت علی کو (خلفاء ثلاثہ پر) فضیلت دے تو وہ بدعتی ہے اور اگر حضرت ابوبکر کی خلافت کا انکار کرے تو وہ کافر ہے۔

سب صحابہ کرنے والے کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ

محرر مذہب شافعیہ علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

واعلم ان سب الصحابۃ حرام من فواحش المحرمات قال القاضی وسب احدھم من المعاصی الکبائر ومذھبنا ومذھب الجمھور انہ یعزر ولا یقتل وقال بعض المالکیۃ

صحابہ کرام کو سب کرنا حرام ہے اور بہت سخت محرمات سے ہے، قاضی عیاض مالکی نے کہا کسی ایک صحابی کو سب کرنا بھی گناہ کبیرہ ہے اور ہمارا اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اس کو تعزیر دی جائے گی

۱۔ علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ، البحر الرائق ج ۵ ص ۱۲۶، مطبوعہ مطبعہ علمیہ مصر، ۱۳۱۱ھ

۲۔ علامہ محمد شہاب الدین ابن بزاز کردری متوفی ۸۲۷ھ، فتاویٰ بزازیہ علی ہامش الہندیہ ج ۶ ص ۳۱۸، مطبوعہ مطبعہ کبریٰ بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

۳۔ ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۲۶۴، مطبوعہ مطبعہ کبریٰ بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

۴۔ علامہ احمد بن محمد طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ، حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۸۱، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی واولادہ مصر ۱۳۵۶ھ

۵۔ علامہ محمد سلیمان داماد آفندی حنفی متوفی ۱۰۷۸ھ، مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر ج ۱ ص ۱۰۸، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت

یقتل [1]

اور قتل نہیں کیا جائے گا اور بعض مالکیہ نے کہا اس کو قتل کیا جائے گا۔

سبّ صحابہ کرنے والے کے حکم کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

(ع) واختلف فی حکم من تنقصھم او سبھم فمشھور قول مالك ان فیہ الاجتھاد بحسب القول والمقول فیہ ولیس لہ فی الفیٔ حق و امامن قال انھم کانوا علی الضلالۃ وکفر فانہ یقتل وعن سحنون فیمن قال ذلك فی الخلفاء الاربعۃ وینکل فی غیرھم وعنہ ایضا انہ یقتل فی الجمیع کقول مالك۔

قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے کہ صحابہ کی تنقیص اور ان کو سبّ کرنے (برا کہنے) کے حکم میں اختلاف ہے، امام مالک کا مشہور قول یہ ہے کہ سبّ کے کلمات اور جس کو سبّ کیا ہے اس میں غور کیا جائے، اور اس میں رجوع کا حق نہیں ہے، جس شخص نے کہا کہ صحابہ کفر اور ضلالت پر تھے، ـــ ان کے نزدیک اس کو قتل کیا جائے گا، امام سحنون مالکی نے بھی یہی کہا ہے، اگر اس نے خلفاء اربعہ کو سبّ کیا ہو، اور اگر دیگر صحابہ کو سبّ کیا ہو تو اس کو عبرتناک سزا دی جائے گی، امام سحنون سے یہ بھی منقول ہے کہ کسی بھی صحابی کو سبّ کرنے کے جرم میں قتل کیا جائے گا، جیسا کہ امام مالک کا قول ہے۔

(ط) لم یختلف فی کفر من قال انھم کانوا علی ضلالۃ لانہ انکر ما علم من الدین ضرورۃ وکذب اللہ تعالٰی ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما اخبر بہ عنھم واختلف ھل یستتاب کالمرتد اولا یستتاب کالزندیق۔ وان سبھم بغیر ذلك فان سبھم بما یوجب الحد کالقذف حد للقذف ثم ینکل التنکیل الشدید بالاھانۃ وطول السجن ما خلا عائشۃ رضی اللہ عنھا فانہ من قذفھا قتل لانہ مکذب لما جاء من برأتھا فی الکتاب والسنۃ واختلف من قذف غیرھا من نسائہ صلی اللہ علیہ

علامہ خطابی مالکی نے یہ کہا ہے کہ جس نے صحابہ کو گمراہ کہا اس کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے، کیونکہ اس نے ضروریات دینیہ کا انکار کیا اور اللہ اور اس کے رسول کی دی ہوئی خبروں کی تکذیب کی، اس میں اختلاف ہے کہ مرتد کی طرح آیا اس سے توبہ طلب کی جائے گی یا زندیق کی طرح اس سے توبہ طلب نہیں کی جائے گی، اور اگر کسی شخص نے صحابہ کو گمراہ کہنے کی بجائے کوئی اور برا کلمہ کہا تو اگر اس نے کوئی کلمہ موجب قذف کہا تو اس پر حد قذف لگائی جائے گی۔ پھر اس کو سخت عبرت ناک اور اہانت آمیز سزا دی جائے گی اور طویل قید کی سزا دی جائے گی، ماسوا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے، کیونکہ انھیں قذف کرنے والے کو قتل کیا جائے گا، کیونکہ وہ شخص کتاب اور سنت میں حضرت عائشہ کی براءت کے

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۱۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

وسلم فقیل یقتل لانہ اذی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و قیل یحد ثم ینکل علی ما تقدم و ان سبھم بغیر ذلک جلد الجلد الشدید قال ابن المسیب و یخلد فی السجن الی ان یموت وعن مالک رضی اللہ عنہ ان من سب عائشۃ رضی اللہ عنہا یقتل و قد یحمل علی سبہا بالقذف [1]

بیان کا انکار کر رہا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی ازواج مطہرات پر قذف کرنے کی سزا میں اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے گا کیونکہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دی ہے، ایک قول یہ ہے کہ پہلے اس کو حد لگائی جائے گی، پھر اس کو سخت عبرت ناک اور اہانت آمیز سزا دی جائے گی اور اگر اس نے ان کو سب کیا تو اس کو سخت کوڑے لگائے جائیں گے ابن مسیب نے کہا اس کو تا دم مرگ قید میں رکھا جائے گا، امام مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے کہ جس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سب کیا اس کو قتل کر دیا جائے گا، ایک قول یہ ہے کہ اس جگہ سب کرنے سے حضرت عائشہ پر قذف کرنا مراد ہے۔

سب کرنے والے کے حکم کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

وقد عرف من مذھب الخوارج تکفیر کثیر من الصحابۃ ومن بعدھم واستحلال دمائھم واموالھم واعتقادھم التقرب بقتلھم الی ربھم ومع ھذا لم یحکم الفقھاء بکفرھم لتاویلھم وکذلک یخرج فی کل محرم استحل بتاویل مثل ھذا وقد روی ان قدامۃ بن مظعون شرب الخمر مستحلا لھا فاقام عمر علیہ الحد ولم یکفرہ [2]

خوارج کا یہ مذہب معروف ہے کہ وہ بکثرت صحابہ اور بعد کے لوگوں کی تکفیر کرتے ہیں اور ان کے قتل اور مال لوٹنے کو حلال گردانتے ہیں اور ان کا یہ اعتقاد ہے کہ صحابہ وغیرہ کو قتل کرنے سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا اس کے باوجود فقہاء نے ان کی تکفیر نہیں کی کیونکہ وہ یہ کام تاویل سے کرتے ہیں اسی سے یہ مسئلہ متفرع ہوتا ہے کہ اگر کسی حرام کو تاویل سے حلال کیا جائے تو یہ کفر نہیں ہے، کیونکہ روایت ہے کہ قدامہ بن مظعون نے تاویل سے شراب کو حلال قرار دے کر پیا تو حضرت عمر نے ان کو حد لگائی اور ان کی تکفیر نہیں کی۔

خلاصہ یہ ہے کہ جمہور فقہاء احناف اور فقہاء مالکیہ سب صحابہ کرنے والے کی تکفیر کرتے ہیں اور فقہاء شافعیہ اور فقہاء حنبلیہ ان کی تکفیر نہیں کرتے۔

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۳۶۲ - ۳۶۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] علامہ موفق الدین عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۹ ص ۲۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

روافض کی تکفیر کے متعلق میر سید شریف جرجانی کا نظریہ

میر سید شریف لکھتے ہیں:

الرابع من تلك الابحاث قد كفر الخوارج والروافض بوجوه الاول ان القدح في اكابر الصحابة الذين شهد لهم القرآن و الاحاديث الصحيحة بالتزكية والايمان تكذيب للقرآن وللرسول حيث اثنى عليهم وعظمهم فيكون كفرا قلنا لا ثناء عليهم خاصة اى لا ثناء في القرآن على واحد من الصحابة بخصوصه وهؤلاء قد اعتقدوا ان من قدحوا فيه ليس داخلا في الثناء العام الوارد فيه واليه اشار بقوله ولا هم داخلون فيه عندهم فلا يكون قدحهم تكذيبا للقرآن واما الاحاديث الواردة في تزكية بعض معين من الصحابة والشهادة لهم بالجنة فمن قبيل الاحاد لا يكفر المسلم بانكارها او نقول ذلك الثناء عليهم وتلك الشهادة لهم بالجنة مقيدان بشرط سلامة العاقبة ولم توجد عندهم فلا يلزم تكذيبهم للرسول.

ان ابحاث میں سے چوتھی بحث یہ ہے کہ کئی وجوہ سے خوارج اور روافض کی تکفیر کی گئی ہے، پہلی وجہ یہ ہے کہ وہ اکابر صحابہ جن کے ایمان اور صالحیت کی قرآن مجید اور احادیث صحیحہ نے شہادت دی ہے، یہ ان کی برائی بیان کرتے ہیں اور یہ امر قرآن مجید اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کو مستلزم ہے، کیونکہ قرآن مجید اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعظیم بیان کی ہے، اور ان کی ثناء کی ہے، ہم کہتے ہیں کہ قرآن مجید نے کسی ایک صحابی کی بالخصوصیت ثناء نہیں کی، اور ان لوگوں کا اعتقاد یہ ہے کہ جن صحابہ کی انھوں نے برائی بیان کی ہے وہ اس عام ثناء میں داخل نہیں ہیں، مصنف نے اس جواب کی طرف اپنے اس قول سے اشارہ کیا ہے کہ ان کے نزدیک صحابہ اس ثناء میں داخل نہیں ہیں لہٰذا ان صحابہ کی مذمت کرنا قرآن مجید کی تکذیب نہیں ہے، باقی رہیں وہ احادیث جو بعض مخصوص صحابہ کی ثناء میں وارد ہیں اور جن میں ان کے لیے جنت کی بشارت ہے، تو وہ احادیث اخبار آحاد ہیں، ان کے انکار سے مسلمان کافر نہیں ہوتا، یا ہم یہ کہتے ہیں کہ ان کی یہ ثناء اور ان کے لیے جنت کی شہادت ایمان پر خاتمہ کی شرط کے ساتھ مشروط ہے اور ان کے نزدیک یہ شرط نہیں پائی گئی، لہٰذا یہ لازم نہیں آیا کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں۔

الثاني الاجماع منعقد من الامة على تكفير من كفر عظماء الصحابة وكل واحد من الفريقين يكفر بعض هؤلاء العظماء فيكون كافرا قلنا هو اى من كفر جماعة مخصوصة من الصحابة ولا يسلم كونهم من اكابر الصحابة وعظماءهم فلا يلزم كفره الثالث قوله عليه السلام

دوسری وجہ یہ ہے کہ اکابر صحابہ کو کافر کہنے والے کی تکفیر پر تمام امت کا اجماع ہے اور روافض اور خوارج بعض اکابر صحابہ کی تکفیر کرتے ہیں، لہٰذا وہ کافر قرار پائے، ہم کہتے ہیں کہ وہ مخصوص صحابہ کی تکفیر کرتے ہیں اور وہ ان کا اکابر صحابہ میں سے ہونا تسلیم نہیں کرتے۔ (مصنف کہتا ہے کہ روافض حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان کی تکفیر کرتے

من قال لاخیہ المسلم یا کافر فقد باء بہ احدھما بالکفر احدھما قلنا احاد وقد اجتمعت الامۃ علی ان انکار الاحاد لیس کفرا ومع ذلک نقول المراد مع اعتقاد انہ مسلم فان من ظن بمسلم انہ یھودی او نصرانی فقال لہ یا کافر لم یکن ذلک کفرا بالاجماع واعلم ان عدم التکفیر لاھل القبلۃ موافق لکلام الشیخ الاشعری والفقہاء کما مر [1]

ہیں اور خوارج حضرت علی کی تکفیر کرتے ہیں اور ان کو اکابر صحابہ نہ ماننا خود اجماع کے خلاف ہے ______
سیدی غفرلہٗ) سو ان کا کفر لازم نہ آیا۔ **تیسری وجہ** یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی سے کہا اے کافر تو ان میں سے کوئی ایک کافر ہو جائے گا، ہم کہتے ہیں کہ یہ اخبار احاد ہیں، اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ اخبار احاد کا انکار کفر نہیں ہے، اس کے علاوہ ہم یہ کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ یہ حدیث اس پر محمول ہے کہ وہ اس کو مسلمان اعتقاد کرے کیونکہ جو شخص کسی مسلمان کو یہ گمان کرے کہ وہ یہودی یا نصرانی ہے اور پھر یہ کہے کہ اے کافر تو یہ بالاجماع کفر نہیں ہے جاننا چاہیے کہ اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنا شیخ اشعری اور فقہاء کے کلام کے موافق ہے۔

مبتدعین اہل قبلہ کی تکفیر کے متعلق متکلمین کا نظریہ

علامہ تفتازانی لکھتے ہیں:

والجمع بین قولھم لا یکفر احد من اھل القبلۃ وقولھم یکفر من قال بخلق القرآن او استحالۃ الرویۃ او سب الشیخین او لعنھما وامثال ذلک مشکل [2]

متکلمین کا ایک قول ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کی جائے گی، اور ان کا دوسرا قول ہے کہ قرآن مجید کو مخلوق کہنا، رویت باری تعالیٰ کو محال کہنا، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو سب کرنا یا لعنت کرنا کفر ہے، ان دونوں قولوں میں تطبیق مشکل ہے۔

علامہ عبدالعزیز پرہاروی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:
اس اشکال کے تین جواب دیے گئے ہیں:

(۱)۔ تکفیر نہ کرنا شیخ اشعری اور ان کے موافق متکلمین کا مذہب ہے، ملتقی (منتقی؟) میں امام اعظم سے بھی یہی مذہب مروی ہے، اور تکفیر کرنا فقہاء کا مذہب ہے لہذا دونوں قولوں کے قائل الگ الگ ہیں۔

(۲)۔ کتاب وسنت کے دلائل قطعیہ اور اجماع سلف کی اس پر دلالت ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے، اور رویت باری واقع ہے، اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو شرف عظیم حاصل ہے، سو جو شخص ان امور کا انکار کرے

---

[1] میر سید شریف علی بن محمد جرجانی متوفی ۸۱۶ھ، شرح مواقف ص ۲۹-۷۲۸، مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ
[2] علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی متوفی ۷۹۱ھ، شرح عقائد نسفی ص ۱۲۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

اس کو اہل قبلہ میں سے شمار نہیں کیا جائے گا۔

(۳)۔ جن علماء نے تکفیر کی ہے وہ تہدید اور تغلیظ پر محمول ہے، اس کا ظاہری معنی مراد نہیں ہے۔ لے

فاضل سیالکوٹی اس بحث میں لکھتے ہیں:

اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ یہ قاعدہ (کہ اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کی جائے گی) شیخ اشعری نے بیان کیا ہے اور اکثر فقہاء نے اس کی موافقت کی ہے، ملتقی (منتقی ؟) میں امام ابو حنیفہ سے بھی یہی مروی ہے، اور دوسرے فقہاء نے اس قاعدہ کی موافقت نہیں کی اور انھوں نے کہا کہ ہم شیعہ اور معتزلہ کی تکفیر کرتے ہیں اس لیے دونوں قولوں کا قائل ایک نہیں ہے، اس لیے ان میں تطبیق کی ضرورت نہیں ہے۔ ؎۲

علامہ ابن ہمام اس بحث میں لکھتے ہیں:

واعلم ان الحکم بکفر من ذکرنا من اھل الاھواء مع ما ثبت عن ابی حنیفۃ والشافعی رحمھما اللہ من عدم تکفیر اھل القبلۃ من المبتدعۃ کلھم محملہ ان ذلک المعتقد نفسہ کفر فالقائل بہ قائل بما ھو کفر وان لم یکفر بناء علی کون قولہ ذلک عن استفراغ وسعہ مجتھدا فی طلب الحق لکن جزمھم ببطلان الصلاۃ خلفہ لا یصح ھذا الجمع اللھم الا ان یراد بعدم الجواز خلفھم عدم الحل ای عدم حل ان یفعل وھو لا ینافی الصحۃ والا فھو مشکل واللہ سبحانہ اعلم۔ ؎۳

جان لو کہ ہم نے جو اہل اہواء (مثلاً حضرت ابوبکر کی امامت کے منکر اور ان کو سب کرنے والے) پر کفر کا حکم لگایا ہے، حالانکہ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمہم اللہ سے یہ ثابت ہے کہ مبتدعین اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کی جائے گی، سو اس تکفیر کا محمل یہ ہے کہ فی نفسہٖ یہ معتقدات کفر ہیں اور جو ان کا قول کرے گا وہ کفر کا قول کرے گا، ہر چند کہ اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی، کیونکہ اس قول کے قائل نے حق کو طلب کرنے کے لیے حتی الوسع اجتہاد کر کے یہ قول کیا ہے، لیکن ان کی اقتداء میں نماز کے بطلان کا قول کرنا اس تطبیق کی تصحیح نہیں کرتا، اے اللہ! البتہ ان کی اقتداء میں نماز کے بطلان کے قول کو اس پر محمول کیا جائے، کہ ان کی اقتداء نہیں کرنی چاہیے اور یہ چیز صحت نماز کے منافی نہیں ہے، اور اگر یہ توجیہ نہ کی جائے تو پھر اہل قبلہ کی عدم تکفیر کے قاعدہ سے یقیناً اشکال واقع ہوگا، واللہ اعلم بالصواب۔

ملا علی قاری اس بحث میں لکھتے ہیں:

امام ابو حنیفہ نے اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے پر تفصیل سے کلام کیا ہے خواہ وہ اہل معصیت ہوں یا اہل بدعت اور

۱ے۔ مولانا عبد العزیز پرہاروی، نبراس ص ۲-۵، مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور ۱۳۹۷ھ

۲ے۔ مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی متوفی ۱۰۶۷ھ، حاشیہ عبد الحکیم علی الخیالی ص ۳۴۳، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ، ۱۳۹۷ھ

۳ے۔ علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۱ ص ۳۰۴، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

امام اعظم کا یہ قول اس پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو سب کرنا کفر نہیں ہے، چنانچہ ابوشکور سالمی نے تمہید میں اسی قول کو صحیح قرار دیا ہے، کیونکہ اس تکفیر کا ملی ثابت نہیں ہے، مسلمان کو سب کرنا فسق ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے، اور اس لحاظ سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور دوسرے مسلمان مساوی ہیں بلکہ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ کسی شخص نے حضرت ابوبکر اور عمر کو قتل کر دیا بلکہ حضرت عثمان اور حضرت علی کو بھی قتل کر دیا تب بھی وہ اہل سنت وجماعت کے نزدیک اسلام سے خارج نہیں ہو گا، اور یہ مسلّم ہے کہ سب کرنا قتل کرنے سے کم درجہ کا گناہ ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص حلال سمجھ کر قتل یا سب کرے تو وہ لامحالہ کافر ہو گا، (الی قولہ) شرح عقائد میں ہے "صحابہ کو سب کرنا اور ان پر طعن کرنا اگر ادلہ قطعیہ کے مخالف ہو تو کفر ہے جیسے حضرت عائشہ کو قذف کرنا، ورنہ بدعت اور فسق ہے" اس عبارت میں یہ تصریح ہے کہ عام متکلمین کے نزدیک حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو سب کرنا کفر نہیں ہے۔ [1]

نیز ملا علی قاری لکھتے ہیں:

ولا یخفی انہ یمکن ان یقال فی دفع الاشکال: ان جزمھم ببطلان الصلوۃ خلفھم احتیاطًا لا یستلزم جزمھم بکفرھم۔

یہ بات مخفی نہ رہے کہ اس اشکال کو دور کرنے کے لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ روافض وغیرہ کی اقتداء میں نماز کے باطل ہونے کا حکم احتیاطًا ہے، اور یہ ان کے کفر کو مستلزم نہیں ہے۔

(الی قولہ) وان المراد بعدم تکفیر احد من اھل القبلۃ عند اھل السنۃ انہ لا یکفر ما لم یوجد شیء من امارات الکفر وعلاماتہ ولم یصدر عنہ شیء من موجباتہ

متکلمین نے جو یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ اہل سنت کے نزدیک اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کی جائے گی یہ اس وقت ہے کہ جب ان میں کفر کی کوئی علامت نہ پائی گئی ہو اور نہ ان سے کوئی چیز موجب کفر صادر ہوئی ہو۔

(الی قولہ) واختلفوا ایضا ھل یکفر المخالف للحق بذلک الاعتقاد والقول بہ علی وجہ الاعتماد ام لا؟ ذھب الاشعری واکثر اصحابہ الی انہ لیس بکافر، وبہ یشعر ما قالہ الشافعی رحمہ اللہ: لا ارد شھادۃ اھل الاھواء الا الخطابیۃ لاستحلالھم الکذب وفی المنتقی عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ لم نکفر احدًا من اھل القبلۃ وعلیہ اکثر الفقھاء ومن اصحابنا من قال بکفر

اس میں اختلاف ہے کہ جو شخص اعتقاد حق کا مخالف ہو اور اس کا اعتماد سے قائل ہو آیا اس کی تکفیر کی جائیگی یا نہیں؟ امام اشعری اور ان کے اکثر اصحاب کا مذہب یہ ہے کہ وہ کافر نہیں ہے، امام شافعی کا یہ قول بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ: میں خطابیہ کے علاوہ باقی اہل اھواء کی شہادت کو مسترد نہیں کرتا اور خطابیہ کی شہادت اس لیے مسترد کرتا ہوں کہ وہ جھوٹ کو حلال قرار دیتے ہیں، منتقی میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے یہ منقول ہے

[1] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح فقہ اکبر ص ۸۶-۸۷، مطبوعہ مطبع مصطفی البابی واولادہ مصر، ۱۳۷۵ھ

المخالفين وقال قدماء المعتزلة يكفر القائل بالصفات القديمة وبخلق الاعمال وقال الاستاذ ابو اسحاق نكفر من يكفرنا ومن لا فلا واختار الرازي ان لا يكفر احد من اهل القبلة وقد اجيب عن الاشكال بان عدم التكفير مذهب المتكلمين والتكفير مذهب الفقهاء فلا يتحد القائل بالنقيضين فلا محذور ولو سلم فيجوز ان يكون الثاني للتغليظ في رد ما ذهب اليه المخالفون والاول لاحترام شأن اهل القبلة فانهم في الجملة معنا موافقون ۔

کہ ہم اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے، اکثر فقہاء کا بھی مختار ہے اور ہمارے بعض اصحاب نے مخالفین کی تکفیر کی ہے اور قدیم معتزلہ ان کی تکفیر کرتے تھے جو اللہ تعالیٰ کی صفات کو قدیم مانتے تھے یا اعمال کو مخلوق مانتے تھے، اور استاذ ابو اسحاق نے کہا جو ہماری تکفیر کرے گا ہم اس کی تکفیر کریں گے، اور جو ہماری تکفیر نہیں کرے گا ہم اس کی تکفیر نہیں کریں گے، امام رازی کا مختار یہ ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہ کی جائے اور اس اشکال کا یہ جواب بھی ہے کہ (روافض وغیرہ کی) تکفیر نہ کرنا متکلمین کا مذہب ہے اور تکفیر کرنا فقہاء کا مذہب ہے، سو ان دو متنافی قولوں کا قائل ایک نہیں ہے، اور اگر قائل ایک ہو تو تکفیر مخالفین کے رد کی وجہ سے تغلیظ پر محمول ہے اور تکفیر نہ کرنا، ان کے اہل قبلہ ہونے کے احترام کی وجہ سے ہے، کیونکہ یہ لوگ بعض امور میں بہر حال ہمارے موافق ہیں۔

روافض کی تکفیر کے متعلق علامہ شامی کا نظریہ

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

بزازیہ میں خلاصہ سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ "رافضی جب حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو سب کرے یا ان کو لعنت کرے تو وہ کافر ہے، اور اگر حضرت علی کو ان پر فضیلت دے تو وہ بدعتی ہے" یہ اس کو مستلزم نہیں ہے کہ ان کی توبہ قبول نہ ہو، علاوہ ازیں ان پر کفر کا حکم لگانا مشکل ہے، کیونکہ "اختیار" میں ہے کہ تمام اہل بدعت کو گمراہ قرار دینے پر ائمہ کا اتفاق ہے، اور کسی ایک صحابی کو سب کرنا اور اس سے بغض رکھنا کفر نہیں ہے البتہ گمراہی ہے، اور فتح القدیر میں ہے کہ وہ خوارج جو مسلمانوں کی جانوں اور مالوں کو مباح سمجھتے ہیں اور صحابہ کو کافر کہتے ہیں، جمہور فقہاء اور محدثین کے نزدیک وہ باغیوں کے حکم میں ہیں اور بعض محدثین کا یہ نظریہ ہے کہ وہ مرتد ہیں، ابن منذر نے کہا میرے علم میں کسی نے ان محدثین کی تکفیر میں موافقت نہیں کی اور یہ فقہاء کے اجماع کی نقل کا تقاضا کرتا ہے اور محیط میں یہ مذکور ہے کہ بعض فقہاء اہل بدعت میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے، اور یہ وہ اہل بدعت ہیں جن کی بدعت کسی دلیل قطعی کے خلاف ہو، انہوں نے اس کو اکثر اہل سنت کی طرف منسوب کیا ہے اور پہلی نقل زیادہ ثابت ہے اور ابن منذر مجتہدین کے کلام کی نقل کے زیادہ جاننے والے ہیں، ہاں اہل مذہب کے کلام میں بکثرت تکفیر ہے لیکن یہ ان فقہاء کا کلام نہیں ہے جو مجتہد ہیں بلکہ غیر مجتہد فقہاء میں

۱۔ ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح فقہ اکبر ص ۱۵۵-۱۵۴، مطبوعہ مطبع مصطفی البابی واولادہ مصر، ۱۳۷۵ھ

اور غیر مجتہد کے قول کا کوئی اعتبار نہیں ہے، اور مجتہدین سے وہی منقول ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔
اس چیز کی زیادہ وضاحت اس بات سے ہوتی ہے کہ تمام متون اور شروح میں لکھا ہوا ہے کہ جو لوگ سلف صالحین کو علی الاعلان سب کریں ان کی شہادت مقبول نہیں ہے اور خطابیہ کے علاوہ اہل اھواء کی شہادت مقبول ہے، اور ابن الملک نے شرح المجمع میں لکھا ہے جو لوگ سلف کو علی الاعلان سب کریں ان کی شہادت مردود ہے، کیونکہ یہ فسق معلن ہے اور اہل اھواء میں سے جبریہ، قدریہ، رافضیہ، خوارج، مشبہہ اور معطلہ کی شہادت مقبول ہے اھ۔ علامہ زیلعی نے کہا ہے کہ جو شخص سلف صالحین یعنی صحابہ اور تابعین کو علی الاعلان سب کرے اس کی شہادت غیر مقبول ہے، کیونکہ اس قسم کا انسان عادۃً جھوٹ سے باز نہیں رہتا، برخلاف اس شخص کے جو خفیہ طور پر سب کرتا ہو، ان میں سے کسی نے ان کی شہادت قبول نہ کرنے کی یہ وجہ نہیں بیان کی کہ یہ کافر ہیں جس طرح انھوں نے خطابیہ کا استثناء کیا ہے کیونکہ وہ جھوٹی قسم کھانے کو حلال سمجھتے ہیں، اسی طرح محمد نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ اہل اھواء کی شہادت مقبول ہے، یہ حکم ان لوگوں کے متعلق ہے جو اپنی تاویل فاسد کی بناء پر تمام صحابہ کو سب کرتے ہیں اور ان کی تکفیر کرتے ہیں[۱] اس سے معلوم ہوا کہ خلاصہ میں جو لکھا ہوا ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو سب کرنے والا کافر ہے، یہ قول ضعیف ہے، متون اور شروح کے مخالف ہے بلکہ تمام فقہاء کے اجماع کے مخالف ہے، ملا علی قاری نے خلاصہ کے رد میں ایک رسالہ لکھا ہے۔
اس وضاحت سے یہ معلوم ہو گیا کہ جوہرہ نیرہ کی طرف جو یہ منسوب ہے کہ ان کی توبہ قبول نہیں ہے یہ عبارت اگر بالفرض جوہرہ نیرہ میں ہو بھی تو باطل ہے، اور اس پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔
یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں اختلاف ہو خواہ وہ کسی روایت ضعیفہ کی بناء پر ہو، تو مفتی پر لازم ہے کہ وہ تکفیر نہ کرنے میں اس روایت کی طرف میلان کرے، پس یہاں اس تکفیر کی طرف کیسے میلان کیا جائے گا جو اجماع کے مخالف ہے؟ چہ جائیکہ اس طرف میلان کیا جائے کہ اس کو قتل کر دیا جائے خواہ اس نے توبہ کر لی ہو، اور یہ پہلے گزر چکا ہے کہ مذہب یہ ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سب کرے (العیاذ باللہ!) اس کی توبہ مقبول ہے تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو سب کرنے والے کی توبہ کیونکر مقبول نہیں ہوگی، صاحب البحر پر تعجب ہے کہ انھوں نے انتہائی تساہل سے کام لے کر اس شخص کے قتل کا فتویٰ دیا، حالانکہ انھوں نے یہ کہا تھا کہ میں نے اپنے اوپر یہ لازم کیا ہے کہ کتب فتاویٰ میں جو الفاظ تکفیر مذکور ہیں میں ان پر فتویٰ نہیں دوں گا۔
ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ جو شخص حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر قذف کرے وہ کافر ہے یا جو حضرت ابوبکر صدیق کی صحابیت کا انکار کرے وہ کافر ہے، جو حضرت علی کو خدا مانے وہ کافر ہے یا جو وحی لانے میں حضرت جبرائیل کی غلطی مانے وہ کافر ہے (اسی طرح جو کہے کہ تین چار صحابہ کے سوا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سب صحابہ مرتد ہو گئے تھے وہ بھی کافر ہے۔ از مصنف غفرلہٗ) یا جو شخص قرآن مجید کی صریح مخالفت کرے وہ بھی کافر ہے۔ (جو شخص قرآن مجید میں تحریف یا ترمیم کا عقیدہ رکھے وہ بھی کافر ہے۔ از مصنف غفرلہٗ) لیکن اگر یہ لوگ توبہ کر لیں تو ان کی توبہ

---

[۱] تمام صحابہ کی تکفیر کرنے والوں کا کفر قطعی اور یقینی ہے کیونکہ تمام صحابہ کو کافر کہنا درحقیقت قرآن مجید، احادیث اور تمام احکام شرعیہ کا انکار کرنا ہے، کیونکہ کافر اور مرتد کے کسی قول اور عمل کا اعتبار نہیں ہے اور جب (باقی آئندہ صفحہ پر)۔

مقبول ہو گی۔

وہ رافضی جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو سب کرتا ہو اور حضرت عائشہ کو سب نہ کرتا ہو اور نہ حضرت ابوبکر کی صحابیت کا انکار کرتا ہو وہ کافر نہیں ہے۔ لہ

نیز علامہ شامی لکھتے ہیں:

شرح منیۃ المصلی میں یہ کہا ہے کہ جو شخص کسی شبہ کی بناء پر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو سب کرے اور ان کی خلافت کا انکار کرے اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی (ہم نے غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی سے جو عبارت نقل کی ہے وہ اس کے خلاف ہے۔ از سعیدی غفرلہٗ) اس کے برخلاف جو یہ دعویٰ کرے کہ حضرت علی خدا ہیں اور حضرت جبرائیل نے غلطی کی کیونکہ یہ کسی مسئلہ میں غور و فکر اور اجتہاد کی غلطی نہیں ہے بلکہ محض ہوا ہے، میں کہتا ہوں کہ اسی طرح حضرت عائشہ پر قذف کرنے والا اور حضرت ابوبکر کی صحابیت کا انکار کرنے والا کافر ہے کیونکہ یہ قرآن مجید کی صریح تکذیب ہے۔ ٢ہ

روافض کی تکفیر کے متعلق اعلیٰ حضرت کا نظریہ

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

نیز فتاویٰ ہندیہ جلد ۲ ص ۲۶۴ اور طریقہ محمدیہ اور اس کی شرح حدیقہ ندیہ مطبع مصر جلد اول ص ۳۰۲،۳۰۸ اور برجندی شرح نقایہ جلد ۴ ص ۲۰ میں ہے: یجب اکفارہم الروافض فی قولہم برجعۃ الاموات الی الدنیا (الی قولہ) ھؤلاء القوم خارجون عن ملۃ الاسلام واحکامہم احکام المرتدین کذا فی الظھیریہ۔ یعنی رافضیوں کو ان کے عقائد کفریہ کے باعث کافر کہنا واجب ہے یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہیں ان کے احکام بعینہ مرتدین کے احکام ہیں ایسا ہی فتاویٰ ظہیریہ میں ہے اور مرتد اصلا صالح وراثت نہیں، مسلمان تو مسلمان کسی کافر حتیٰ کہ خود اپنے ہم مذہب مرتد کا ترکہ بھی ہرگز اسے نہیں پہنچ سکتا۔ عالمگیری جلد ۶ ص ۴۵۵ میں ہے: المرتد لا یرث من مسلم ولا من مرتد مثلہ کذا فی المحیط۔ خزانۃ المفتین میں ہے: المرتد لا یرث من احد لا من المسلم ولا من الذمی ولا من مرتد مثلہ۔ یہ حکم فقہی متعلق تبرائی رافضیوں کا ہے اگرچہ تبرا و انکار خلافت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سوا ضروریات دین کا انکار نہ کرتے ہوں والاحوط فیہ قول المتکلمین انہم ضلال من کلاب النار لا کفار وبہ ناخذ۔ اور روافض زمانہ تو ہرگز صرف تبرائی نہیں علی العموم منکر ان ضروریات دین اور باجماع مسلمین یقیناً قطعاً کفار مرتدین ہیں یہاں تک کہ علمائے کرام نے تصریح فرمائی کہ جو انہیں کافر نہ جانے خود کافر ہے بہت عقائد کفریہ کے علاوہ دو کفر صریح میں ان کے عالم جاہل مرد عورت چھوٹے بڑے سب بالاتفاق گرفتار ہیں۔

کفر اول: قرآن عظیم کو ناقص بتاتے ہیں کوئی کہتا ہے اس میں سے کچھ سورتیں امیر المؤمنین عثمان غنی ذوالنورین یا دیگر صحابہ یا اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے گھٹا دیں، کوئی کہتا ہے کچھ لفظ بدل دیے کوئی کہتا ہے یہ نقص و تبدیل اگرچہ یقیناً ثابت

(حاشیہ صفحہ سابقہ) تمام صحابہ کافر ہو گئے تو ان کا جمع کیا ہوا قرآن اور تمام احکام شرعیہ ساقط الاعتبار ہو گئے۔ از مصنف غفرلہٗ

لہ۔ علامہ سید امین الدین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۳ ص ۴۰۶-۴۰۵، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

٢ہ۔

نہیں محتمل ضرور ہے اور جو شخص قرآن مجید میں زیادت یا نقص یا تبدیل کسی طرح کے تصرف بشری کا دخل مانے یا اسے محتمل جانے بالاجماع کافر مرتد ہے کہ صراحۃً قرآن عظیم کی تکذیب کررہا ہے، اللہ عزوجل سورہ حجر میں فرماتا ہے: انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون بے شک ہم نے اتارا یہ قرآن بے شک بالیقین ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ بیضاوی شریف مطبع لکھنؤ صفحہ ۴۲۹ میں ہے: لحفظون ای من التحریف والزیادۃ والنقص جلالین شریف میں ہے: لحفظون من التبدیل والتحریف والزیادۃ والنقص یعنی حق تعالیٰ فرماتا ہے ہم خود اس کے نگہبان ہیں اس لیے کہ کوئی اسے بدل دے یا الٹ پلٹ کردے یا کچھ بڑھادے یا کچھ گھٹادے۔ جمل مطبع مصر جلد ۲ ص ۵۶۱ میں ہے: بخلاف سائر الکتب المنزلۃ فقد دخل فیھا التحریف والتبدیل بخلاف القراٰن فانہ محفوظ عن ذٰلک لا یقدر احد من جمیع الخلق الانس والجن ان یزید فیہ او ینقص منہ حرفا واحدا او کلمۃ واحدۃ یعنی بخلاف اور کتب آسمانی کے ان میں تحریف و تبدیل نے دخل پایا، اور قرآن اس سے محفوظ ہے، تمام مخلوق جن وانس کسی کی جان نہیں کہ اس میں ایک لفظ یا ایک حرف بڑھادیں یا کم کردیں۔ اللہ تعالیٰ سورہ حٰم السجدۃ میں فرماتا ہے: وانہ لکتب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید بے شک یہ قرآن شریف معزز کتاب ہے باطل کو اس کی طرف اصلاً راہ نہیں نہ سامنے سے نہ پیچھے سے، یہ اتارا ہوا ہے حکمت والے سراہے ہوئے کا۔ تفسیر معالم التنزیل شریف طبع بمبئی جلد ۴ ص ۳۰۵ میں ہے: قال قتادۃ والسدی الباطل ھو الشیطان لا یستطیع ان یغیرہ او یزید فیہ او ینقص منہ قال الزجاج معناہ انہ محفوظ من ان ینقص فیاتیہ الباطل من بین یدیہ او یزاد فیہ فیاتیہ الباطل من خلفہ وعلی ھذا المعنی الباطل الزیادۃ والنقصان ۔ یعنی قتادہ وسدی مفسرین نے کہا باطل کہ شیطان ہے کچھ گھٹا بڑھا یا بدل نہیں سکتا، زجاج نے کہا باطل کہ زیادت و نقصان ہیں قرآن ان سے محفوظ ہے کچھ کم ہوجائے تو باطل سامنے سے آئے بڑھ جائے تو پس پشت سے اور یہ کتاب ہر طرح باطل سے محفوظ ہے۔ کشف الاسرار امام اجل شیخ عبدالعزیز بخاری شرح اصول امام ہمام فخر الاسلام بزدوی مطبوعہ قسطنطنیہ جلد ۳ ص ۱۸۸، ۱۸۹ میں ہے: وکان نسخ التلاوۃ والحکم جمیعا جائزا فی حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاما بعد وفاتہ فلا یجوز قال بعض الرافضۃ والملحدۃ ممن تبس باظھار الاسلام وھو قاصد الی فسادہ ھذا جائز بعد وفاتہ ایضا وزعموا ان فی القراٰن کانت اٰیات فی امامۃ علی ولی فضائل اھل بیت فکتمھا الصحابۃ فلم تبق بانداراس زمانھم والدلیل علی بطلان ھذا القول قول اللہ تعالٰی انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون کذا فی اصول الفقہ لشمس الائمۃ ملتقطا قرآن مجید سے کسی چیز کی تلاوت وحکم دونوں کا منسوخ ہونا زمانۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں جائز تھا، بعد وفات اقدس ممکن نہیں بعض وہ لوگ کہ رافضی اور نرے زندیق بظاہر مسلمانی کا نام کر اپنا پردہ ڈھانکتے ہیں اور حقیقتاً انھیں اسلام کو تباہ کرنا مقصود ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ بعد وفات والا بھی ممکن ہے وہ بکتے ہیں کہ قرآن میں کچھ آیتیں امامت مولیٰ علی اور فضائل اہلبیت میں تھیں کہ صحابہ نے چھپا ڈالیں جب وہ زمانہ مٹ گیا باقی نہ رہیں اور اس قول کے بطلان پر دلیل خود قرآن عظیم کا ارشاد ہے کہ بے شک ہم نے اتارا یہ قرآن اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں ایسا ہی امام شمس الائمہ کی کتاب اصول الفقہ میں ہے، امام قاضی عیاض شفا شریف مطبع صدیقی ص ۳۶۴ میں بہت سے یقینی اجماع کے کفر بیان کرکے فرماتے ہیں: وکذلک من انکر القراٰن او حرفا منہ او غیر شیئا منہ او زاد فیہ یعنی اسی طرح وہ بھی قطعاً اجماعاً کافر ہے جو قرآن عظیم یا اس کے کسی حرف کا انکار کرے یا اس میں سے کچھ بدل لے یا قرآن میں اس موجودہ میں کچھ زیادہ بتائے۔ فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت مطبع لکھنؤ ص ۶۱۰ میں ہے:

اعلم انی رایت فی مجمع البیان تفسیر الشیعۃ انہ ذھب بعض اصحابھم الی ان القرآن العیاذ باللہ کان زائداً علی ھذا المکتوب قد ذھب بتقصیر من الصحابۃ الجامعین العیاذ باللہ لو یختر صاحب ذلک التفسیر ھذا القول فمن قال بھذا القول فھو کافر کانکارہ الضروری۔ یعنی میں نے طبرسی رافضی کی تفسیر مجمع البیان میں دیکھا کہ بعض رافضیوں کے مذہب میں قرآن عظیم معاذ اللہ اس قدر موجود سے زائد تھا جن صحابہ نے قرآن جمع کیا عیاذاً باللہ ان کے قصور سے جاتا رہا اس مفسر نے یہ قول اختیار نہ کیا جو اس کا قائل ہو کافر ہے کہ ضروریات دین سے منکر ہے۔

کفر دوم:۔ ان کا ہر متنفس سیدنا امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم و دیگر ائمہ طاہرین رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کو حضرات عالیات انبیائے سابقین علیہم الصلوات والتحیات سے افضل بتاتا ہے اور جو کسی غیر نبی کو نبی سے افضل کہے باجماع مسلمین کافر بے دین ہے، شفاء شریف ص ۳۶۵ میں انھیں اجماعی کفروں کے بیان میں ہے: وکذلک نقطع بتکفیر غلاۃ الرافضۃ فی قولھم ان الائمۃ افضل من الانبیاء اور اسی طرح ہم یقینی کافر جانتے ہیں ان غالی رافضیوں کو جو ائمہ کو انبیاء سے افضل بتاتے ہیں، امام اجل نووی کتاب الروضہ میں پھر امام ابن حجر مکی اعلام بقواطع الاسلام مطبع مصر ص ۴۲ میں کلام شفا نقل فرماتے ہیں اور مقرر رکھتے ہیں، مولانا علی قاری شرح شفا مطبوعہ قسطنطنیہ جلد ۲ ص ۵۲۶ میں فرماتے ہیں ھذا کفر صریح یہ کھلا کفر ہے۔ منح الروض الازہر شرح فقہ اکبر مطبع حنفی ص ۱۲۶ میں ہے: ما نقل عن بعض الکرامیۃ من جواز کون الولی افضل من النبی کفر وضلالۃ والحاد وجھالۃ وہ جو بعض کرامیہ سے منقول ہوا کہ جائز ہے کہ ولی نبی سے مرتبہ میں بڑھ جائے یہ کفر و ضلالت و بے دینی و جہالت ہے، شرح مقاصد مطبوعہ قسطنطنیہ جلد ۲ ص ۳۰۵ اور طریقۂ محمدیہ علامہ برکوی تلمی آخر فصل اول باب ثانی میں ہے: واللفظ لھا ان الاجماع منعقد علی ان الانبیاء افضل من الاولیاء بے شک مسلمانوں کا اجماع قائم ہے اس پر کہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام اولیائے عظام سے افضل ہیں، حدیقۂ ندیہ شرح طریقۂ محمدیہ طبع مصر جلد اول ص ۲۱۵ میں ہے: التفضیل علی نبی تفضیل علی کل نبی کسی کو ایک نبی سے افضل کہنا تمام انبیاء سے افضل بتانا ہے، شرح عقائد نسفی مطبع قدیم ص ۱۱۵ پھر طریقۂ محمدیہ و حدیقۂ ندیہ ص ۲۱۵ میں ہے: واللفظ لھما تفضیل ولی علی النبی) مرسلا کان اولا (کفر وضلال کیف وھو تحقیر للنبی) بالنسبۃ الی الولی (وخرق الاجماع) حیث اجمع المسلمون علی فضیلۃ النبی علی الولی اھ باختصار ولی کو کسی نبی سے خواہ وہ نبی مرسل ہو یا غیر مرسل افضل بتانا کفر و ضلال ہے اور کیوں نہ ہو کہ اس میں ولی کے مقابل نبی کی تحقیر اور اجماع کا رد ہے کہ ولی سے نبی کے افضل ہونے پر تمام اہل اسلام کا اجماع ہے ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جلد ص ۵، ۱۷ میں ہے: النبی افضل من الولی وھو امر مقطوع بہ والقائل بخلافہ کافر لانہ معلوم من الشرع بالضرورۃ نبی ولی سے افضل ہے اور یہ امر یقینی ہے اور اس کے خلاف کہنے والا کافر ہے کہ یہ ضروریات دین سے ہے روافض کے مجتہدان حال نے اپنے فتووں میں ان صریح کفروں کا صاف اقرار کیا ہے، یہ فتویٰ رسالہ تکملہ رد روافض و رسالہ اظہار الحق مطبوعات مطبع صبح صادق سیتاپور ۱۲۹۳ھ و ۱۸۷۶ء میں مفصل مذکور ہیں جن میں اس مقام کے متعلق یہ الفاظ ہیں: فتویٰ ۱: چہ میفرمایند مجتہدین دریں مسئلہ کہ مرتبہ ولی مصطفےٰ علی مرتضےٰ علیہ السلام از سائر انبیائے سابقین علیہم السلام سوائے سرور کائنات محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل است یا نہ بینوا و توجروا۔ الجواب: افضل است واللہ یعلم " ہو العالم ۱۲۸۳ " الراقم میر آغا عفی عنہ، فتویٰ ۲: چہ میفرمایند دریں مسئلہ کہ در کلام مجید جمع کردہ عثمان تحریف از تخریج آیات مدائح جناب امیر علیہ السلام وغیرہ واقع شدہ یا نہ۔ جواب:۔ ایں امر بر سبیل جزم و قطع ثابت نیست لیکن محتمل ست۔ واللہ یعلم " ہو العالم ۱۲۸۳ "

الراقم میرآغا عفی عنہ، فتویٰ ۳: مسئلہ دوم مرتبہ اہلبیت نبوی صلوات اللہ علیہم اجمعین بیما حضرت علی مرتضےٰ از سائر انبیاء افضل ست یا نہ۔ جواب: البتہ مراتب ائمہ ہدیٰ از سائر انبیاء بلکہ رسولان اولی العزم سوائے حضرت خاتم المرسلین صلوٰۃ اللہ علیہ زیادہ بود ورتبہ جناب امیر تبیر سید علی محمد ۱۲۶۳" فتویٰ ۴: مسئلہ ہفتم در قرآن مجید جمع کردہ عثمان تحریف ونقصان واقع شدہ یا نہ۔ جواب: تحریف جامع القرآن بلکہ محرف ومحرف قرآن در نظم قرآن یعنی ترتیب آیات از کلام مفسرین فریقین وعنوان نظم قرآن مستغنی عن البیان وہمچنین نقصان بعضی آیات واردہ در فضیلت اہلبیت علیہم السلام بدلول قرائن بسیار و آثار بے شمار" سید علی محمد ۱۲۶۳" روافض علی العموم اپنے مجتہدوں کے پیرو ہوتے ہیں، اگر بفرض غلط کوئی جاہل رافضی ان کھلے کفروں سے خالی الذہن بھی ہو تو فتوے مجتہدان کے قبول سے اسے چارہ نہیں اور بفرض باطل یہ بھی مان لیجیے کہ کوئی رافضی ایسا نکلے جو اپنے مجتہدین کے فتوے بھی نہ مانے تو لا اقل اتنا یقیناً ہوگا کہ ان کفروں کی وجہ سے اپنے مجتہدوں کو کافر نہ کہے گا بلکہ انھیں اپنے دین کا عالم وپیشوا ومجتہد ہی جانے گا اور جو کسی کافر منکر ضروریات دین کو کافر نہ مانے خود کافر مرتد ہے۔ شفا شریف ص ۳۶۲ میں انھیں اجماعی کفر کے بیان میں ہے ولھذا نکفر من لم یکفر من دان بغیر ملۃ المسلمین من الملل او وقف فیہم او شک او صحح مذہبہم وان اظہر مع ذلک الاسلام واعتقدہ واعتقد ابطال کل مذھب سواہ فھو کافر باظہارہ ما اظہر من خلاف ذالک۔ ہم اسی واسطے کافر کہتے ہیں ہر اس شخص کو جو کافروں کو کافر نہ کہے یا ان کی تکفیر میں توقف کرے یا شک رکھے یا ان کے مذہب کی تصحیح کرے اگرچہ اس کے ساتھ اپنے آپ کو مسلمان جتاتا اور اسلام کی حقانیت اور اس کے سوا ہر مذہب کے باطل ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو کہ وہ اس کے خلاف اس اظہار سے کہ کافر کو کافر نہ کہا خود کافر ہے اسی کے ص ۱۳۲۱ اور فتاویٰ بزازیہ جلد ۳ ص ۳۲۲ اور درر وغرر مطبع مصر جلد اول ص ۳۰۰ اور فتاویٰ خیریہ جلد اول ص ۹۴-۹۵، اور در مختار ص ۱۳۹۱، اور مجمع الانہر جلد اول ص ۶۱۸ میں ہے: من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔ جو اس کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بالیقین خود کافر ہے، علمائے کرام نے خود روافض کے بارے میں بالخصوص اس حکم کی تصریح فرمائی ہے۔ علامہ نوح آفندی و شیخ الاسلام عبداللہ آفندی و علامہ حامد عمادی آفندی مفتی دمشق الشام علامہ سید ابن عابدین شامی عقود جلد اول ص ۹۲ میں اس سوال کے جواب میں کہ رافضیوں کے باب میں کیا حکم ہے، فرماتے ہیں ھؤلاء الکفرۃ جمعوا بین اصناف الکفر ومن توقف فی کفرھم فھو کافر مثلھم[1] اھ۔ یہ کافر طرح طرح کے کفروں کے مجمع ہیں جو ان کے کفر میں توقف کرے خود انہی کی طرح کافر ہے، علامۃ الوجود مفتی ابو السعود اپنے فتاویٰ پھر علامہ کواکبی شرح فرائد سنیہ پھر علامہ محمد امین الدین شامی تنقیح الحامدیہ ص ۹۳ میں فرماتے ہیں: اجمع علماء الاعصار علی ان من شک فی کفرھم کان کافرا۔ تمام زمانوں کے علماء کا اجماع ہے کہ جو ان رافضیوں کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ تنبیہ جلیل مسلمانو اصل مدار ایمان ضروریات دین ہیں اور ضروریات اپنے ذاتی روشن بدیہی ثبوت کے سبب مطلقاً ہر ثبوت سے غنی ہوتے ہیں یہاں تک کہ اگر بالخصوص ان پر کوئی نص قطعی اصلاً نہ ہو جب بھی ان کا یہی حکم رہے گا کہ منکر یقیناً کافر مثلاً عالم بجمیع اجزاء حادث ہونے کی تصریح کسی نص قطعی میں نہ ملے گی غایت کہ

---

[1] یہ عبارت علامہ شامی کی نہیں ہے، بلکہ اس عبارت کو علامہ حامد آفندی نے فتاویٰ حامدیہ میں عبداللہ آفندی کے فتاویٰ سے نقل کیا ہے۔ دیکھئے تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ ج ۱ ص ۱۰۳، مطبوعہ دار الاشاعۃ العربیہ کوئٹہ۔ (از مصنف غفر لہٗ)

آسمان و زمین کا حدوث ارشاد ہوا ہے مگر باجماع مسلمین کسی غیر خدا کو قدیم ماننے والا قطعاً کافر ہے جس کی اسانید کثیرہ فقیر کے رسالہ مقامع الحدید علیٰ خد المنطق الجدید میں مذکور تو وجہ وہی ہے کہ حدوث جمیع ماسوی اللہ ضروریات دین سے ہے کہ اسے کسی ثبوت خاص کی حاجت نہیں، اعلام امام ابن حجر مکی زاد النووی فی الروضۃ ان الصواب تقییدہ بما اذا جحد مجمعا علیہ یعلم من دین الاسلام ضرورۃ سواء کان فیہ نص ام لا ضروریات دین میں تاویل مسموع نہیں ہوتی اور شک نہیں کہ قرآن عظیم جو الحمد للہ تعالیٰ شرقاً غرباً قرناً فقرناً تیرہ سو برس سے آج تک مسلمانوں کے ہاتھوں میں موجود و محفوظ ہے باجماع مسلمین بلاکم و کاست وہی تنزیل رب العالمین ہے جو محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو پہنچائی اور ان کے ہاتھوں میں ان کے ایمان ان کے اعتقاد ان کے اعمال کے لیے چھوڑی، اسی کا ہر نقص و زیادت و تغیر و تحریف سے مصئون و محفوظ اور اسی کا وعدہ حقہ وصادقہ انا لہ لحافظون میں مراد و ملحوظ ہونا ہی یقیناً ضروریات دین سے ہے نہ یہ کہ قرآن جو تمام جہان کے مسلمانوں کے ہاتھ میں تیرہ سو برس سے آج تک ہے یہ تو نقص و تحریف سے محفوظ نہیں، ہاں ایک وہم تراشیدہ صورت ناکشیدہ دندان غول کی خواہر پوشیدہ غار سامرہ میں اصلی قرآن بغل کنمان میں دبائے بیٹھی ہے انا لہ لحافظون ۔ کا مطلب یہی ہے یعنی مسلمانوں سے عمل تو اسی محرف مبدل ناقص نامکمل پر کرائیں گے اور اس اصلی جعلی کو ضائع برائے نہادن چہ سنگ وچہ زر کی کھوہ میں چھپائیں گے، بعض ناپاکوں نے اس سے بڑھ کر تاویل نکالی ہے کہ قرآن اگرچہ کتنا ہی بدل جائے مگر علم الہٰی و لوح محفوظ میں تو بدستور باقی ہے حالانکہ علم الہٰی میں کوئی شے نہیں بدل سکتی پھر قرآن کی کیا خوبی نکلی، توریت، انجیل درکنار مہمل سی مہمل ردی سی ردی کوئی تحریر جس میں مصنف کا ایک لفظ ٹھکانے سے نہ رہا بلکہ دنیا سے سراسر معدوم ہو گئی ہو علم الہٰی و لوح محفوظ میں یقیناً بدستور باقی ہے، ایسی ناپاک تاویلات ضروریات دین کے مقابل نہ مسموع ہوں نہ ان سے کفر وارتداداً اصلاً مدفوع ہوں، ان کی حالت وہی ہے جو نیچر یہ نے آسمان کو بلندی جبرائیل ملائکہ کو قوت خیر ابلیس شیاطین کو قوت بدی حشر ونشر وجنت ونار کو محض روحانی نہ جسدی بنا لیا، قادیانی مرتد نے خاتم النبیین کو افضل المرسلین ایک دوسرے شقی نے نبی بالذات سے بدل دیا، ایسی تاویلیں سن لی جائیں تو اسلام وایمان قطعاً درہم برہم ہو جائیں، بت پرست لا الٰہ الا اللہ کی تاویل کر لیں گے کہ یہ افضل واعلیٰ میں حصر ہے یعنی خدا کے برابر دوسرا خدا ہے، وہ سب دوسروں سے بڑھ کر خدا ہے نہ یہ کہ دوسرا خدا ہی نہیں جیسے لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار وغیرہ محاورات عرب سے روشن ہے، یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ لیے مرتدان لیام مدعیان اسلام کے مکروہ اوہام سے نجات و شفا دہے۔ وباللہ التوفیق والحمد للہ رب العالمین ۔

بالجملہ ان رافضیوں تبرائیوں کے باب میں حکم یقینی قطعی اجماعی یہ ہے

کہ وہ علی العموم کفار مرتدین ہیں ان کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار ہے ان کے ساتھ مناکحت نہ صرف حرام بلکہ خالص زنا ہے، معاذ اللہ مرد رافضی اور عورت مسلمان ہو تو یہ سخت قہر الہٰی ہے اگر مرد سنی اور عورت ان خبیثوں میں کی ہو جب بھی ہرگز نکاح نہیں ہو گا محض زنا ہو گا اولاد ولد الزنا ہو گی باپ کا ترکہ نہ پائے گی اگرچہ اولاد بھی سنی ہی ہو کہ شرعاً ولد الزنا کا باپ کوئی نہیں عورت نہ ترکہ کی مستحق ہو گی نہ مہر کی، کہ زانیہ کے لیے مہر نہیں رافضی اپنے کسی قریب حتیٰ کہ باپ بیٹے ماں بیٹی کا بھی ترکہ نہیں پا سکتا، سنی تو سنی کسی مسلمان بلکہ کسی کافر کے بھی یہاں تک کہ خود اپنے ہم مذہب رافضی کے ترکہ

میں اس کا اصلاً کچھ حق نہیں ان کے مرد عورت عالم جاہل کسی سے میل جول سلام کلام سب سخت کبیرہ اشد حرام۔ جو ان کے ملعون عقیدوں پر آگاہ ہوکر پھر بھی انہیں مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے باجماع تمام ائمہ دین خود کافر بے دین ہے اور اس کے لیے بھی یہی احکام ہیں جو ان کے لیے مذکور ہوئے مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس فتویٰ کو بگوش ہوش سنیں اور اس پر عمل کر کے سچے پکے مسلمان سُنّی بنیں۔[1]

سب صحابہ پر مشتمل شیعہ علماء کی چند عبارات

ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں:

و از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام منقول است کہ جہنم را ہفت در است از یک در فرعون و ہامان و قارون کہ کنایہ از ابوبکر و عمر و عثمان است داخل مے شوند و از یک در دیگر بنو امیہ داخل شوند کہ مخصوص ایشانست۔[2]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جہنم کے سات دروازے ہیں ایک دروازے سے داخل ہونے والے فرعون، ہامان اور قارون ہیں یہ ابوبکر، عمر اور عثمان سے کنایہ ہے، اور دوسرے دروازے سے بنو امیہ داخل ہوں گے جو ان کے ساتھ مخصوص ہے۔

و اعتقاد ما در برائت آنست کہ بیزاری جویند از بت ہائے چہارگانہ یعنی ابوبکر و عمر و عثمان و معاویہ و زنان چہارگانہ یعنی عائشہ و حفصہ و ہند و ام الحکم و از جمیع اشیاع و اتباع ایشان و آنکہ ایشان بدترین خلق خدا یند و آنکہ تمام نمیشود اقرار بخدا و رسول و ائمہ مگر بہ بیزاری از دشمنان ایشان۔[3]

برأت میں ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ ان چار بتوں سے بیزاری طلب کرتے ہیں یعنی ابوبکر، عمر، عثمان اور معاویہ سے اور چار عورتوں سے یعنی عائشہ، حفصہ، ہند اور ام الحکم سے، اور ان کے معتقدوں اور پیروکاروں سے اور یہ لوگ اللہ کی مخلوق میں سب سے بدتر ہیں اور اللہ، رسول اور ائمہ سے کیا ہوا عہد اس وقت تک پورا نہیں ہوگا جب تک کہ ان کے دشمنوں سے بیزاری کا اظہار نہ کیا جائے۔

در تقریب المعارف روایت کردہ کہ آزاد کردۂ حضرت علی بن الحسین علیہ السلام از آنحضرت پرسید کہ مرا بر تو حق خدمتی ہست مرا خبر دہ از حال ابوبکر و عمر حضرت فرمود ہر دو کافر بودند و ہر کہ ایشاں را دوست دارد کافر است۔[4]

تقریب المعارف میں روایت ہے کہ حضرت علی بن الحسین علیہ السلام کے آزاد کردہ شخص نے حضرت سے پوچھا، آپ کی خدمت کرنے کی وجہ سے میرا آپ پر حق ہے، مجھے ابوبکر اور عمر کے حال کے متعلق بتلائیے؟ آپ نے فرمایا وہ دونوں کافر ہیں اور جو ان کو دوست رکھتا ہے وہ بھی کافر ہے۔

در علل الشرائع روایت کردہ است از حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کہ چوں قائم ما ظاہر شود عائشہ را زندہ کند تا بر او حد بزند و انتقام فاطمہ را از او بکشد۔[5]

علل الشرائع میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب امام مہدی کا ظہور ہوگا تو وہ حضرت عائشہ کو زندہ کر کے ان پر حد جاری کریں گے اور ان سے فاطمہ کا انتقام لیں گے۔

---

[1] اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ، ردّ الرفضۃ ص ۱۲-۹، مطبوعہ مشہور پریس کراچی

[2] ملا محمد باقر بن محمد تقی مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ، حق الیقین ص ۵۰۰، مطبوعہ کتاب فروشی اسلامیہ تہران ایران، ۱۳۵۷ھ

[3] ″ ″ ″ ″، حق الیقین ص ۵۱۹، ″ ″ ″ ″ ″

[4] ″ ″ ″ ″، حق الیقین ص ۵۲۲، ″ ″ ″ ″ ″

[5] ″ ″ ″ ″، حق الیقین ص ۳۴۷، ″ ″ ″ ″ ″

یہ عبارت حیات القلوب میں بھی ہے۔ [1]

دھر دو را از قبر بیرون آورد ند پس ہر
دو را با بدن تازہ بدر آورد بہمان صورت کہ داشتہ
اند پس بفرماید کہ کفن ہا را از ایشان بدر آوردوند
وبکشا میند و ایشانرا بحلق کشتند (الی قولہ)
و ایشان را بقدرت الٰہی زندہ گرداند و امر
فرماید خلائق را کہ　جمع شوند پس ہر ظلمے
و کفرے کہ از اول عالم تا آخر شدہ گناہش
را بر ایشان لازم آورد (الی قولہ) و ایشان
اعتراف کنند زیرا کہ اگر در روز اول غصب
حق خلیفہ برحق نمیکردند انیہا نمے شد
"پس ایشان را بفرماید کہ از درخت بر کشند
و آتشے را فرماید کہ از زمین بیرون آید و ایشان
را بسوزاند با درخت و بادے را امر فرماید
کہ خاکستر آنہارا بدریاہا پاشد۔ [2]

عیاشے بسند معتبر از حضرت امام محمد باقر
(ع) روایت کردہ است کہ چون حضرت رسول
(ص) از دنیا رحلت نمود مردم ہمہ مرتد شدند بغیر
چہار نفر علی بن ابی طالب، مقداد، سلمان ابوذر [3]

عامہ و خاصہ روایت کردہ اند کہ عمر بن الخطاب
(علیہ اللعنۃ والعذاب) گفت من شک نہ کردم مگر
در آں روز (دروغ گفت بلکہ او ہمیشہ در شک
وکفر بود)۔ [4]

امام مہدی ہر دو (ابوبکر اور عمر) کو قبر سے باہر
نکالیں گے، وہ اپنی اسی صورت پر تر و تازہ بدن
کے ساتھ باہر نکالے جائیں گے پھر فرمائیں گے کہ ان کا کفن اتارو،
ان کا کفن حلق سے اتارا جائے گا، ان کو اللہ کی قدرت
سے زندہ کریں گے، اور تمام مخلوق کو جمع ہونے
کا حکم دیں گے، پھر ابتدائے عالم سے لے کر اخیر
عالم تک جتنے ظلم اور کفر ہوئے ہیں ان سب کا
گناہ ابوبکر اور عمر پر لازم کریں گے، اور وہ اس
کا اعتراف کریں گے کہ اگر وہ پہلے دن خلیفہ برحق
کا حق غصب نہ کرتے تو یہ گناہ نہ ہوتے پھر ان
کو درخت پر چڑھانے کا حکم دیں گے اور آگ کو حکم
دینگے کہ زمین سے باہر آئے اور ان کو درخت
کے ساتھ جلا دے، اور ہوا کو حکم دیں گے کہ
ان کی راکھ کو اڑا کر دریاؤں میں گرا دے۔

عیاشی نے سند معتبر کے ساتھ حضرت امام
محمد باقر سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت
رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) دنیا سے تشریف
لے گئے تو چار کے سوا تمام لوگ مرتد ہو
گئے، علی بن ابی طالب، مقداد، سلمان اور ابوذر۔

عام اور خاص نے روایت کیا ہے کہ عمر بن الخطاب
(اس پر لعنت اور عذاب ہو) نے کہا مجھے صرف
اس روز شک ہوا، (اس نے جھوٹ کہا بلکہ وہ
ہمیشہ شک اور کفر میں تھا۔)

---

[1] ملا محمد باقر بن محمد تقی مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ، حیات القلوب ج ۲ ص ۶۱۱-۶۱۰، مطبوعہ کتاب فروشے اسلامیہ تہران۔
[2] 〃 〃 〃 〃، حق الیقین ص ۳۶۲-۳۶۱، مطبوعہ کتاب فروشے اسلامیہ تہران ایران ۱۳۵۷ھ
[3] 〃 〃 〃 〃، حیات القلوب ج ۲ ص ۶۲۷، مطبوعہ کتاب فروشے اسلامیہ تہران
[4] 〃 〃 〃 〃، حیات القلوب ج ۲ ص ۴۲۲، 〃

ای عزیز آیا بعد از این حدیث کہ ہمہ عامہ روایت کردہ اند عاقل را مجال آں ہست کہ شک نماید در کفر عمر ملعون و کفر کسی کہ عمر لعین را مسلمان داند؟ [1]

ای عزیز! اس حدیث کے بعد جس کو تمام عام لوگوں نے روایت کیا ہے کیا کوئی شخص عمر ملعون کے کفر میں شک کر سکتا ہے؟، اور اس شخص کے کفر میں شک کر سکتا ہے جو عمر ملعون کو مسلمان سمجھتا ہے؟۔

قرآن مجید میں تحریف پر شیعہ ائمہ کی روایات اور تصریحات

روافض کے کفریہ عقائد کے سلسلہ میں علماء اہل سنت نے یہ ذکر کیا ہے کہ روافض قرآن مجید میں تحریف کے معتقد ہیں ہم نے اس سلسلہ میں معروضی مطالعہ اور تجزیہ کیا سو اس سلسلہ میں ہم پر یہ منکشف ہوا کہ بعض رافضی علماء واقعی قرآن مجید میں تحریف کے قائل ہیں، اس کے برخلاف بعض دوسرے رافضی علماء اس عقیدہ سے براءت کا اظہار کرتے ہیں اور اس قسم کی روایات اور عبارات کو مسترد کرتے ہیں یا ان کو قابل تاویل گردانتے ہیں ہم اس موضوع پر طرفین کی باحوالہ عبارات پیش کر رہے ہیں:

شیخ ابو جعفر کلینی روایت کرتے ہیں:

عن هشام بن سالم عن ابی عبد الله علیه السلام قال: ان القرآن الذی جاء به جبرائیل علیه السلام الی محمد صلی الله علیه وسلم سبعة عشر الف آیة۔ [2]

ہشام بن سالم بیان کرتے ہیں کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا: بے شک جس قرآن کو جبرائیل علیہ السلام محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف لے کر آئے وہ سترہ ہزار آیتوں پر (مشتمل) ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ قرآن مجید میں چھ ہزار چھ سو سولہ آیات ہیں۔ [3]

شیخ طبرسی لکھتے ہیں:

قال النبی صلی الله علیه وسلم جمیع سور القرآن مائة واربع عشر سورة وجمیع آیات القرآن ستة آلاف آیة ومائتا آیة وست وثلاثون آیة۔ [4]

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن مجید کی تمام سورتوں کی تعداد ایک سو چودہ ہے اور تمام آیتوں کی تعداد چھ ہزار دو سو چھتیس ہے۔

علامہ سیوطی اور شیخ طبرسی نے تصریح کی ہے کہ قرآن مجید کی آیات کی تعداد چھ ہزار اور چند سو ہے، اور شیعہ امام شیخ ابو جعفر کلینی نے یہ روایت بیان کی ہے کہ اصل قرآن کی سترہ ہزار آیتیں تھیں، اس سے معلوم ہوا کہ شیخ کلینی کے نزدیک موجودہ قرآن اصل قرآن سے دو ثلث کم ہے۔ مشہور شیعہ عالم شیخ طبرسی نے اس کی تصریح کی ہے، لکھتے ہیں:

---

[1] ملا محمد باقر بن محمد تقی مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ، حیات القلوب ج ۲ ص ۶۸۰، مطبوعہ کتاب فروشے اسلامیہ تہران

[2] شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۸ھ، اصول کافی ج ۲ ص ۶۳۴، مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران ایران۔

[3] علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، الاتقان ج ۱ ص ۶۷، ۷۰، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ

[4] شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۱۰ ص ۶۱۴، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک زندیق سے فرمایا:

واما ظهورك على تناكر قوله: فان خفتم ان لا تقسطوا فى اليتامى فانكحوا ما طاب لكم من النساء وليس يشبه القسط فى اليتامى نكاح النساء، ولا كل النساء ايتام، فهو: مما قدمت ذكره من اسقاط المنافقين من القرآن وبين القول فى اليتامى وبين نكاح النساء من الخطاب والقصص اكثر من ثلث القرآن وهذا ما اشبه مما ظهرت حوادث المنافقين فيه لاهل النظر والتامل. ووجد المعطلون واهل الملل المخالفة للاسلام مساغا الى القدح فى القرآن، ولو شرحت لك كلما اسقط وحرف وبدل مما يجرى هذا المجرى لطال، وظهر ما تحظر التقية اظهاره من مناقب الاولياء، ومثالب الاعداء[1]

قرآن مجید کی آیت کریمہ فان خفتم ان لا تقسطوا فى اليتامى فانكحوا ما طاب لكم من النساء۔ جو تم کو غیر مربوط معلوم ہوتی ہے، کیوں کہ تمام عورتیں یتیم نہیں ہیں، اس کا سبب یہ ہے کہ یتامیٰ اور عورتوں سے نکاح کے درمیان قرآن مجید کے ایک تہائی حصّہ کو منافقین نے نکال دیا جیسا کہ میں تم کو پہلے بیان کر چکا ہوں، عورتوں کو نکاح کا پیغام دینے والوں کے قصّے قرآن مجید کے ایک ثلث سے زیادہ تھے جو یتامیٰ اور عورتوں سے نکاح کے درمیان تھے، غور وفکر کرنے والوں کے لیے قرآن مجید میں اس جیسے اور بھی مقامات ہیں جن سے منافقین کی کارگزاری معلوم ہوتی ہے، جن کی وجہ سے فرقہ معطلہ اور دیگر مخالفین اسلام قرآن مجید پر نکتہ چینی کرتے ہیں، اور اگر میں تم کو وہ تمام مقامات بتاؤں جہاں سے قرآن مجید کو ساقط کیا گیا ہے اور تحریف کی گئی ہے تو بات بڑھ جائے گی دوستوں کی اچھائیاں اور دشمنوں کی برائیاں ظاہر ہو جائینگی لیکن ان کے اظہار سے تقیہ منع کرتا ہے۔

شیخ طبرسی نے ایک اور روایت نقل کی ہے جو موجودہ قرآن مجید کی تحریف پر دلالت کرتی ہے:

(ع) وجاء به الى المهاجرين والانصار وعرضه عليهم لما قد اوصاه بذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم (ص) فلما فتحه ابو بكر خرج فى اول صفحة فتحها فضائح القوم فوثب عمر وقال: يا على اردده فلا حاجة لنا فيه، فاخذه (ع) وانصرف ثم احضر زيد بن ثابت وكان قاريا للقرآن فقال له عمر: ان عليا جاء بالقرآن وفيه فضائح المهاجرين والانصار وقد راينا ان

حضرت ابوذر غفاری روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو حضرت علی نے قرآن مجید کو جمع کیا اور اس کو مہاجرین اور انصار کے سامنے پیش کیا، جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں وصیت کی تھی، جب (حضرت) ابوبکر نے اس کو کھولا تو اس کے پہلے صفحہ پر قوم (صحابہ) کی برائیاں لکھی ہوئی تھیں (حضرت) عمر نے اچھل کر کہا اے علی! اس کو واپس لے جاؤ! ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے، پھر حضرت علی علیہ السلام اس کو

[1] شیخ ابو منصور احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی من علماء القرن السادس، الاحتجاج ج ۱ ص ۲۵۴، مطبوعہ موسسۃ الاعلمی بیروت ۱۴۰۳ھ

نؤلف القرآن ونسقط منه ما کان فضیحة وھتکا للمھاجرین والانصار، فاجابہ زید الی ذلک ثم قال: فان انا فرغت من القرآن علی ما سألتم واظھر علی القرآن الذی الفہ الیس قد بطل کل ما عملتم؟ قال عمر: فما الحیلة؟ قال زید: انتم اعلم بالحیلة، فقال عمر: ما حیلتہ دون ان نقتلہ ونستریح منہ، فدبر فی قتلہ علی ید خالد بن الولید فلم یقدر علی ذلک ¹

لے کر واپس چلے گئے، پھر قرآن مجید کے قاری حضرت زید بن ثابت کو بلایا گیا، ان سے (حضرت) عمر نے کہا: ابھی علی قرآن لے کر آئے تھے، اس میں مہاجرین اور انصار کی برائیاں تھیں اور ہم نے یہ سوچا کہ ہم خود قرآن مجید کو جمع کریں اور اس میں مہاجرین اور انصار کی بے عزتی اور رسوائی کی جو باتیں ہوں اس کو نکال دیں، (حضرت) زید نے اس کی حامی بھر لی، پھر کہا اگر میں تمہارے منشار کے مطابق قرآن مجید جمع کر کے فارغ ہو گیا اور علی نے اپنا جمع کیا ہوا قرآن لوگوں کے سامنے ظاہر کر دیا تو کیا تمہاری کی ہوئی کوشش رائیگاں نہیں ہو جائے گی؟ حضرت عمر نے پوچھا پھر اس سے خلاصی کس طرح ہوگی؟ (حضرت) زید نے کہا تم اس کو مجھ سے بہتر جانتے ہو! (حضرت) عمر نے کہا حضرت علی کو قتل کرنے کے سوا اس کا اور کوئی حل نہیں ہے، پھر (حضرت) خالد بن ولید کے ہاتھ سے حضرت علی کو قتل کرانے کا پروگرام بنایا لیکن وہ اس پر قادر نہ ہو سکے۔

شیخ طبرسی نے ایک اور روایت درج کی ہے، حضرت علی ایک زندیق کو قرآن مجید کی آیات متشابہات کی وجہ بتلاتے ہیں:

دفعھم الاضطرار بورود المسائل علیھم عما لا یعلمون تاویلہ الی جمعہ وتالیفہ وتضمینہ من تلقاءھم ما یقیمون بہ دعائم کفرھم، فصرخ منادیھم من کان عندہ شیء من القرآن فلیاتنا بہ ووکلوا تالیفہ ونظمہ الی بعض من وافقھم علی معاداة اولیاء اللہ فالفہ علی اختیارھم وما یدل للمتأمل لہ علی اختلال تمییزھم وافترائھم وترکوا منہ ما قدروا انہ لھم وھو علیھم وزادوا

پھر جب منافقین کے سامنے ایسے مسائل آئے جن کی تاویل وہ نہیں جانتے تھے اب وہ قرآن مجید کو جمع کرنے اور اس کو مؤلف کرنے پر مجبور ہو گئے، اور اس میں وہ باتیں بڑھانے پر مجبور ہو گئے جن سے وہ اپنے کفر کے ستونوں کو قائم رکھ سکیں، پھر ان کے ایک منادی نے آواز دی، جس کے پاس قرآن کا کوئی حصہ ہو وہ اس کو ہمارے پاس لے آئے، اور انھوں نے قرآن مجید کے جمع کرنے کے کام کو اس شخص کے سپرد کر دیا جو دوستان خدا کی دشمنی میں ان کا ہم خیال تھا سو اس نے قرآن مجید کو ان کی منشأ

---

¹ شیخ ابو منصور احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی من علماء القرن السادس، الاحتجاج ج ۱ ص ۱۵۶-۱۵۵ مطبوعہ مؤسسة الاعلمی بیروت ۱۴۰۳ھ۔

فیہ ما ظھر تناکرہ و تنافرہ[1]

کے مطابق جمع کیا، جس چیز سے ان منافقوں کی عقل کی خرابی کا پتا چلتا ہے وہ یہ ہے کہ انھوں نے قرآن مجید میں وہ آیات رہنے دیں جو ان کے خیال میں حق تھیں حالانکہ وہ ان کے خلاف ہیں اور انھوں نے قرآن مجید میں ایسی چیزیں بڑھا دیں جس سے قرآن مجید کا قابل نفرت ہونا ظاہر ہو۔

شیخ ابو منصور احمد بن علی طبرسی کے علاوہ اور بھی بہت سے شیعہ علماء نے قرآن مجید میں تحریف کی تصریح کی ہے لیکن ہمارا مقصد یہاں پر ان تمام شیعہ علماء کا استیعاب کرنا نہیں ہے، اب ہم یہاں پر ان شیعہ علماء کی عبارات پیش کر رہے ہیں، جنھوں نے قرآن مجید میں تحریف کے عقیدہ سے برأت کا اظہار کیا ہے۔

قرآن مجید میں عدم تحریف پر شیعہ علماء کی تصریحات

شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی لکھتے ہیں:

ومن ذلک الکلام فی زیادۃ القرآن ونقصانہ فانہ لا یلیق بالتفسیر فاما الزیادۃ فیہ فمجمع علی بطلانہ واما النقصان منہ فقد روی جماعۃ من اصحابنا وقوم من حشویۃ العامۃ ان لقرآن تغییرا او نقصانا والصحیح من مذھب اصحابنا خلافہ وذکران من خالف فی ذلک من الامامیۃ والحشویۃ لا یعتد بخلافھم فان الخلاف فی ذلک مضاف الی قوم من اصحاب الحدیث نقلوا اخبارا ضعیفۃ ظنوا صحتھا لا یرجع بمثلھا عن المعلوم المقطوع علی صحتہ۔[2]

قرآن مجید کے مباحث میں سے ایک بحث قرآن مجید میں زیادتی اور کمی کی بحث ہے، یہ بحث تفسیر کے لائق نہیں ہے، قرآن مجید میں زیادتی کے نہ ہونے پر اجماع ہے، البتہ قرآن مجید میں کمی کے متعلق ہمارے اصحاب کی ایک جماعت اور حشویہ کی ایک جماعت کا قول ہے، کہ قرآن مجید میں کمی یا تغییر ہوئی ہے، اور صحیح یہ ہے کہ ہمارے اصحاب کا مذہب اس کے خلاف ہے، (الی قولہ) امامیہ اور حشویہ میں سے جن لوگوں نے اس کے خلاف قول کیا ہے، وہ لائق شمار نہیں ہے، کیونکہ یہ خلاف اصحاب حدیث کی ایک قوم کی طرف منسوب ہے، جنھوں نے احادیث ضعیفہ نقل کیں اور ان کی صحت کا گمان کیا حالانکہ ایسی احادیث ضعیفہ سے ان کے خلاف معارضہ نہیں کیا جا سکتا جن کی صحت قطعیت سے معلوم ہو۔

شیخ کاشانی لکھتے ہیں:

، ہمچنانکہ نازل شدہ است باقی ماندہ واز افزون شدن و کم شدن (تحریف) مصئون ومحفوظ گشتہ اصلا زیاد شدن پس علماء اسلام از خاصہ وعامہ متفقند بر آنکہ چیزی بر قرآن افزودہ وزیاد نشدہ

قرآن مجید جس طرح نازل ہوا تھا، اسی طرح باقی ہے اور زیادتی (کمی د تحریف) سے محفوظ ہے، تمام علماء اسلام عام ہوں یا خاص اس پر متفق ہیں کہ قرآن مجید میں کوئی چیز

---

[1] شیخ ابو منصور احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی من علماء القرن السادس، الاحتجاج ج ۱ ص ۲۵، مطبوعہ موسستہ الاعلمی بیروت ۱۴۰۳ھ

[2] شیخ ابو علی فضل بن الحسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۱ ص ۸۴-۸۳، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۴۰۶ھ

و اما راجع بہ کم شدن پس جمعی بر آنند کہ در قرآن نقص و کاهشی راه داده و مقداری از آیات را منافقین از قرآن حذف نمودند و اکثر علماء اسلام از شیعہ و سنی را عقیده برخلاف آنست و گویند ابداً تغییری و تبدیلی و زیادہ و نقصی در قرآن راه نیافتہ۔

و روایاتیکہ درین باره منقول شده و موهم دلالت بر تحریف و ابدال و حذف و تغییر قرآن است در برابر این آیات هرگاه قابل توجیہ و حمل بر معنی موافق آیات است پس باید توجیہ کرد و هرگاه قابل نباشد باید آنها را طرح کرد۔ [1]

زیادہ نہیں ہوئی، البتہ کمی کے متعلق ایک جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں کمی ہوئی ہے اور منافقین نے چند آیات کو حذف کر دیا، اور شیعہ فرقے کے اکثر علماء اور سُنی علماء اس پر متفق ہیں کہ قرآن مجید میں کوئی تغیر اور تبدل اور زیادتی نہیں ہوئی۔ (الیٰ قولہ)

جن روایات سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں تحریف، تبدیل، حذف یا تغیر ہوا ہے ان روایات کی تاویل اور توجیہ کرنی چاہیے اور اگر ان روایات کا توجیہ نہ ہو سکے تو ان کو مسترد کر دینا چاہیے۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ کی تفسیر میں شیخ طوسی لکھتے ہیں:

قال قتادة لحافظون من الزیادة و النقصان ومثلہ قولہ لا یأتیہ الباطل من بین یدیہ ومن خلفہ۔ [2]

قتادہ نے کہا ہے کہ اس آیت کا معنی ہے: زیادتی اور کمی سے ہم قرآن مجید کی حفاظت کرنے والے ہیں، اسی کی مثل یہ آیت ہے: اس میں باطل نہیں آ سکتا سامنے سے نہ پیچھے سے۔

روافض کی تکفیر میں مصنف کا موقف

روافض اور شیعہ کی تکفیر کے سلسلہ میں ہمارا موقف یہ ہے کہ جو لوگ قرآن مجید میں تحریف کا قول کریں، یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کریں، یا حضرت ابوبکر کی صحابیت کا انکار کریں یا حضرت علی کی الوہیت کے قائل ہوں یا ان کو انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دیں، یا یہ کہیں کہ وحی لانے میں حضرت جبرائیل سے غلطی ہوئی، وحی حضرت علی پر لانی تھی وہ غلطی سے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی لے آئے یا جو کسی امتی کو معصوم کہیں اور اسی کو نبی پر فضیلت دیں یا جو کہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تین یا چار کے سوا باقی صحابہ (العیاذ باللہ) مرتد ہو گئے تھے، ان میں سے ہر ایک قول کرنے والے کا کفر قطعی اور یقینی ہے، اور جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو سب کرے (یعنی لعنت کرے اور برا کہے) یا ان کی خلافت کا انکار کرے اس کا کفر فقہی ہے۔ کیونکہ شوافع اور حنابلہ ان کی تکفیر نہیں کرتے، اور فقہاء احناف میں سے بھی ملا علی قاری اور علامہ شامی ان کی تکفیر نہیں کرتے اور علامہ ابن ہمام کو بھی اس میں تامل ہے، اور جو لوگ صرف حضرت علی کو خلفاء ثلاثہ پر فضیلت دیتے ہیں وہ اہل بدعت ہیں لیکن ان کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔

باب ۹۱ مِنْ فَضَائِلِ أُوَيْسٍ الْقَرَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے فضائل

۶۳۶۷۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا هَاشِمُ

اسیر بن جابر بیان کرتے ہیں کہ اہل کوفہ ایک وفد سے

[1] شیخ فتح اللہ کاشانی متوفی ۹۷۷ھ، منہج الصادقین ج ۱ ص ۴۸-۴۷ مطبوعہ خیابان ناصر خسرو ایران

[2] شیخ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی متوفی ۴۶۰ھ، تبیان ج ۶ ص ۳۲۰، مطبوعہ [illegible]

بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنِي سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ أَنَّ أَهْلَ الْكُوفَةِ وَفَدُوا إِلَى عُمَرَ وَفِيهِمْ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ يَسْخَرُ بِأُوَيْسٍ فَقَالَ عُمَرُ هَلْ هٰهُنَا أَحَدٌ مِنَ الْقَرَنِيِّينَ فَجَاءَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ إِنَّ رَجُلًا يَأْتِيكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ لَا يَدَعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ أُمٍّ لَهُ قَدْ كَانَ بِهِ بَيَاضٌ فَدَعَا اللّٰهَ فَأَذْهَبَهُ عَنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ الدِّينَارِ أَوِ الدِّرْهَمِ فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ۔

۶۳۶۸ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ (وَهُوَ ابْنُ سَلَمَةَ) عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ خَيْرَ التَّابِعِينَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ وَلَهُ وَالِدَةٌ وَكَانَ بِهِ بَيَاضٌ فَمُرُوهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ۔

۶۳۶۹ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفٰى عَنْ أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِذَا أَتٰى عَلَيْهِ أَمْدَادُ أَهْلِ الْيَمَنِ سَأَلَهُمْ أَفِيكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ حَتّٰى أَتٰى عَلٰى أُوَيْسٍ فَقَالَ أَنْتَ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكَانَ بِكَ بَرَصٌ فَبَرَأْتَ مِنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ لَكَ وَالِدَةٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

کہ حضرت عمر فاروق کے پاس گئے، وفد میں ایک ایسا آدمی بھی تھا، جو حضرت اویس سے مذاق کرتا تھا، حضرت عمر نے پوچھا یہاں کوئی قرن کا رہنے والا ہے، تو وہ شخص پیش ہوا، حضرت عمر نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، تمہارے پاس یمن سے ایک شخص آئے گا، اس کا نام اویس ہوگا، یمن میں اس کی والدہ کے سوا کوئی نہیں ہوگا، اس کو برص کی بیماری تھی، اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ایک دینار یا درہم کے برابر سفید داغ کے سوا باقی داغ اس سے دور کر دیئے، تم میں سے جس شخص کی اس سے ملاقات ہو وہ اس سے اپنے لیے مغفرت کی دعا کرائے۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تابعین میں سب سے افضل شخص ایک آدمی ہے جس کا نام اویس ہوگا، اس کی ایک والدہ ہے، اس کو برص کی بیماری ہے، اس سے کہو وہ تمہارے لیے مغفرت کی دعا کرے۔

اسیر بن جابر بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب کے پاس جب اہل یمن میں سے کوئی کمک آتی تو وہ ان سے سوال کرتے کیا تم میں اویس بن عامر ہے؟ حتیٰ کہ ایک دن حضرت اویس ان کے پاس گئے، حضرت عمر نے کہا کیا آپ اویس بن عامر ہیں؟ انھوں نے کہا ہاں! کہا آپ قبیلہ مراد سے ہیں؟ انھوں نے کہا ہاں! آپ نے کہا کیا آپ قرن سے ہیں؟ انھوں نے کہا ہاں! کیا آپ کو برص کی بیماری تھی اور ایک درہم کے برابر داغ رہ گیا ہے اور باقی داغ ختم ہو گئے؟ انھوں نے کہا ہاں! حضرت عمر نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ سنا ہے کہ اہل یمن کی امداد کے ساتھ تمہارے پاس قبیلہ مراد سے قرن کے ایک شخص آئیں گے جن کا نام اویس بن عامر

وَسَلَّمَ يَقُولُ يَأْتِي عَلَيْكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ أَمْدَادِ أَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ كَانَ بِهِ بَرَصٌ فَبَرَأَ مِنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ لَهُ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ فَاسْتَغْفِرْ لِي فَاسْتَغْفَرَ لَهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَيْنَ تُرِيدُ قَالَ الْكُوفَةَ قَالَ أَلَا أَكْتُبُ لَكَ إِلَى عَامِلِهَا قَالَ أَكُونُ فِي غَبْرَاءِ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيَّ قَالَ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ حَجَّ رَجُلٌ مِنْ أَشْرَافِهِمْ فَوَافَقَ عُمَرَ فَسَأَلَهُ عَنْ أُوَيْسٍ قَالَ تَرَكْتُهُ رَثَّ الْبَيْتِ قَلِيلَ الْمَتَاعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَأْتِي عَلَيْكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ أَمْدَادِ أَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ كَانَ بِهِ بَرَصٌ فَبَرَأَ مِنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ لَهُ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ فَأَتَى أُوَيْسًا فَقَالَ اسْتَغْفِرْ لِي قَالَ أَنْتَ أَحْدَثُ عَهْدًا بِسَفَرٍ صَالِحٍ فَاسْتَغْفِرْ لِي قَالَ اسْتَغْفِرْ لِي قَالَ أَنْتَ أَحْدَثُ عَهْدًا بِسَفَرٍ صَالِحٍ فَاسْتَغْفِرْ لِي قَالَ لَقِيتَ عُمَرَ قَالَ نَعَمْ فَاسْتَغْفَرَ لَهُ فَفَطِنَ لَهُ النَّاسُ فَانْطَلَقَ عَلَى وَجْهِهِ قَالَ أُسَيْرٌ وَكَسَوْتُهُ بُرْدَةً فَكَانَ كُلَّمَا رَآهُ إِنْسَانٌ قَالَ مِنْ أَيْنَ لِأُوَيْسٍ هَذِهِ الْبُرْدَةُ۔

ہوگا، ان کو برص کی بیماری تھی اور ایک درہم کی مقدار کے علاوہ باقی ٹھیک ہو چکی ہوگی، قرن میں ان کی ایک والدہ ہے جس کے ساتھ وہ بہت نیکی کرتے ہیں، اگر وہ کسی چیز پر اللہ کی قسم کھائیں تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور پورا کرے گا، اگر تم سے ہو سکے تو تم ان سے مغفرت کی دعا کرانا، سو اب آپ میرے لیے مغفرت کی دعا کیجیے، حضرت اویس قرنی نے حضرت عمر کے لیے استغفار کیا، حضرت عمر نے کہا: اب آپ کہاں جا رہے ہیں؟ انھوں نے کہا کوفہ میں، حضرت عمر نے کہا کیا میں کوفہ کے عامل کی طرف آپ کے لیے خط نہ لکھ دوں؟ حضرت اویس نے کہا خاک نشین لوگوں میں رہنا مجھے زیادہ پسند ہے، جب دوسرا سال آیا تو کوفہ کے اشراف میں سے ایک شخص آیا، اس کی حضرت عمر سے ملاقات ہوئی، حضرت عمر نے اس سے حضرت اویس کے متعلق پوچھا اس نے کہا میں ان کو کم سامان کے ساتھ شکستہ گھر میں چھوڑ کے آیا ہوں، حضرت عمر نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ تمہارے پاس کمک کے ساتھ قبیلہ مراد سے اویس بن عامر قرن سے آئیں گے، ان کو برص کی بیماری تھی، ایک درہم کی مقدار کے علاوہ وہ سب بیماری ٹھیک ہو گئی، ان کی ایک والدہ ہیں، وہ ان کے ساتھ بہت نیکی کرتے ہیں، اگر وہ اللہ تعالیٰ پر کسی کام کی قسم کھائیں تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور کرتا ہے، اگر تم سے ہو سکے تو تم ان سے اپنے لیے مغفرت کی دعا کرانا، پھر وہ شخص حضرت اویس کے پاس گیا اور ان سے کہا میرے لیے استغفار کیجیے، انھوں نے کہا تم ابھی اچھا سفر کر کے آ رہے ہو، تم میرے لیے استغفار کرو، اس نے پھر کہا آپ میرے لیے استغفار کیجیے، انھوں نے کہا تم ابھی نیک سفر کر کے آ رہے ہو، تم میرے لیے استغفار کرو، پھر کہا کیا تمہاری حضرت عمر سے ملاقات ہوئی تھی،

اس نے کہا ہاں! پھر حضرت اویس نے اس کے لیے استغفار کیا، تب لوگوں کو حضرت اویس کے مقام کا علم ہوا اور وہ وہاں سے چلے گئے، اسیر نے کہا میں نے حضرت اویس کو ایک چادر اوڑھائی، جب بھی ان کو کوئی شخص دیکھتا تو کہتا کہ اویس کے پاس یہ چادر کہاں سے آئی؟۔

ف:۔ اس باب کی احادیث میں حضرت اویس قرنی کے افضل التابعین ہونے کا بیان ہے اور اللہ کے نیک بندوں سے مغفرت کی دعا کرانے کا ثبوت ہے۔

بَابُ ۸۹۳ وَصِيَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَهْلِ مِصْرَ

اہلِ مصر کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وصیّت

۶۳۷۰ - حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي حَرْمَلَةُ ح وَحَدَّثَنِي هٰرُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ (وَهُوَ ابْنُ عِمْرَانَ التُّجِيبِيُّ) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شُمَاسَةَ الْمَهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَفْتَحُونَ أَرْضًا يُذْكَرُ فِيهَا الْقِيرَاطُ فَاسْتَوْصُوا بِأَهْلِهَا خَيْرًا فَإِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَرَحِمًا فَإِذَا رَأَيْتُمْ رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ فِي مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَاخْرُجْ مِنْهَا قَالَ فَمَرَّ بِرَبِيعَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنَيْ شُرَحْبِيلَ بْنِ حَسَنَةَ يَتَنَازَعَانِ فِي مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَخَرَجَ مِنْهَا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم عنقریب ایک زمین کو فتح کرو گے جس میں قیراط (پیمانے) کا ذکر کیا جائے گا، تم اس زمین کے رہنے والوں سے اچھا سلوک کرنا کیونکہ تم پر ان کا حق اور رشتہ ہے، جب تم وہاں دو آدمیوں کو ایک اینٹ کی جگہ کے لیے لڑتا دیکھو تو وہاں سے چلے جانا، پھر شرجبیل بن حسنہ کے دو بیٹے ربیعہ اور عبدالرحمان ایک اینٹ کی جگہ میں لڑ رہے تھے تو حضرت ابوذر وہاں سے نکل آئے۔

۶۳۷۱ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي سَمِعْتُ حَرْمَلَةَ الْمِصْرِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شُمَاسَةَ عَنْ أَبِي بَصْرَةَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ سَتَفْتَحُونَ مِصْرَ وَهِيَ أَرْضٌ يُسَمّٰى فِيهَا الْقِيرَاطُ فَإِذَا فَتَحْتُمُوهَا فَأَحْسِنُوا إِلٰى أَهْلِهَا فَإِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَّرَحِمًا أَوْ قَالَ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم عنقریب مصر کو فتح کرو گے یہ وہ سرزمین ہے جہاں قیراط بولا جاتا ہے جب تم اس سرزمین کو فتح کر لو تو وہاں کے لوگوں سے اچھا سلوک کرنا، کیونکہ ان کا حق اور رشتہ ہے، یا فرمایا ان کا حق اور سسرالی رشتہ ہے اور جب تم وہاں پر دو آدمیوں کو ایک اینٹ کی جگہ پر لڑتے دیکھو تو تم

ذِمَّةً وَصِهْرًا فَإِذَا رَأَيْتَ رَجُلَيْنِ يَخْتَصِمَانِ فِيهَا فِي مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَاخْرُجْ مِنْهَا قَالَ فَرَأَيْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ شُرَحْبِيلَ بْنِ حَسَنَةَ وَأَخَاهُ رَبِيعَةَ يَخْتَصِمَانِ فِي مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَخَرَجْتُ مِنْهَا۔

وہاں سے نکل آنا حضرت ابوذر نے کہا پھر میں نے عبدالرحمان بن شرحبیل بن حسنہ اور ان کے بھائی ربیعہ کو ایک اینٹ کی جگہ کے متعلق لڑتے دیکھا، تو میں وہاں سے نکل آیا۔

علامہ نووی لکھتے ہیں:

علماء نے کہا ہے کہ قیراط دینار یا درہم کا ایک جزء ہے، اہل مصر اس لفظ کو بہت بولتے ہیں اور اس پیمانے کا بہ کثرت استعمال کرتے ہیں، ذمہ سے مراد حق ہے، اور رشتہ سے مراد یہ ہے کہ حضرت اسماعیل کی والدہ حضرت ہاجرہ مصر سے تھیں، اور سسرالی رشتہ سے مراد یہ ہے کہ حضور کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی والدہ حضرت ماریہ قطبیہ بھی مصر کی تھیں، ان احادیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا ظہور ہے، کیونکہ آپ نے یہ پیش گوئی کی کہ آپ کے بعد آپ کی امت کو شوکت اور قوت حاصل ہوگی، اور وہ بڑے بڑے ملکوں کو فتح کریں گے اور مصر کو فتح کریں گے، اور جن دو آدمیوں نے ایک اینٹ کے برابر جگہ پر جھگڑا کیا اس کی خبر دی، وللہ الحمد۔

بَابُ ۸۹۳ فَضْلِ أَهْلِ عُمَّانَ — اہل عمّان کی فضیلت

۶۳۷۲ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ عَنْ أَبِي الْوَازِعِ جَابِرِ بْنِ عَمْرٍو الرَّاسِبِيِّ سَمِعْتُ أَبَا بَرْزَةَ يَقُولُ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا إِلَى حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَسَبُّوهُ وَضَرَبُوهُ فَجَاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ أَهْلَ عُمَانَ أَتَيْتَ مَا سَبُّوكَ وَلَا ضَرَبُوكَ

حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو قبائل عرب میں سے کسی قبیلہ کے پاس بھیجا، ان لوگوں نے اس کو گالیاں دیں اور مارا اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اس کی خبر دی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اہل عمان کے پاس جاتے تو وہ تم کو گالیاں دیتے نہ مارتے۔

ف: علامہ نووی نے لکھا ہے کہ عمان بحرین کا ایک شہر ہے۔

بَابُ ۸۹۴ ذِكْرِ كَذَّابِ ثَقِيفٍ وَمُبِيرِهَا — قبیلہ ثقیف کا کذّاب اور اس کا ظالم

۶۳۷۳ - حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ (يَعْنِي ابْنَ إِسْحٰقَ الْحَضْرَمِيَّ) أَخْبَرَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ عَنْ أَبِي نَوْفَلٍ رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ عَلَى عَقَبَةِ الْمَدِينَةِ قَالَ فَجَعَلَتْ قُرَيْشٌ تَمُرُّ عَلَيْهِ وَالنَّاسُ حَتّٰى مَرَّ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَبَا خُبَيْبٍ

ابو نوفل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کو مدینہ کی گھاٹی میں (سولی پر) لٹکا ہوا دیکھا، اس جگہ سے قریش اور دوسرے لوگ گذر رہے تھے، حتیٰ کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا وہاں سے گذر ہوا، وہ وہاں پر ٹھہر گئے اور کہا: السلام علیک ابا خبیب، السلام علیک ابا خبیب،

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَبَا خُبَيْبٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَبَا خُبَيْبٍ أَمَا وَاللهِ لَقَدْ كُنْتُ أَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا أَمَا وَاللهِ لَقَدْ كُنْتُ أَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا أَمَا وَاللهِ لَقَدْ كُنْتُ أَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا أَمَا وَاللهِ إِنْ كُنْتَ مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا وَصُولًا لِلرَّحِمِ أَمَا وَاللهِ لَأُمَّةٌ أَنْتَ أَشَرُّهَا لَأُمَّةٌ خَيْرٌ ثُمَّ نَفَذَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ فَبَلَغَ الْحَجَّاجَ مَوْقِفُ عَبْدِ اللهِ وَقَوْلُهُ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَأُنْزِلَ عَنْ جِذْعِهِ فَأُلْقِيَ فِي قُبُورِ الْيَهُودِ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى أُمِّهِ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ فَأَبَتْ أَنْ تَأْتِيَهُ فَأَعَادَ عَلَيْهَا الرَّسُولَ لَتَأْتِيَنِّي أَوْ لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْكِ مَنْ يَسْحَبُكِ بِقُرُونِكِ قَالَ فَأَبَتْ وَقَالَتْ وَاللهِ لَا آتِيكَ حَتّٰى تَبْعَثَ إِلَيَّ مَنْ يَسْحَبُنِي بِقُرُونِي قَالَ فَقَالَ أَرُونِي سِبْتَيَّ فَأَخَذَ نَعْلَيْهِ ثُمَّ انْطَلَقَ يَتَوَذَّفُ حَتّٰى دَخَلَ عَلَيْهَا فَقَالَ كَيْفَ رَأَيْتِنِي صَنَعْتُ بِعَدُوِّ اللهِ قَالَتْ رَأَيْتُكَ أَفْسَدْتَ عَلَيْهِ دُنْيَاهُ وَأَفْسَدَ عَلَيْكَ آخِرَتَكَ بَلَغَنِي أَنَّكَ تَقُولُ لَهُ يَا ابْنَ ذَاتِ النِّطَاقَيْنِ أَنَا وَاللهِ ذَاتُ النِّطَاقَيْنِ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكُنْتُ أَرْفَعُ بِهِ طَعَامَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَعَامَ أَبِي بَكْرٍ مِنَ الدَّوَابِّ وَأَمَّا الْآخَرُ فَنِطَاقُ الْمَرْأَةِ الَّتِي لَا تَسْتَغْنِي عَنْهُ أَمَا إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا أَنَّ فِي ثَقِيفٍ كَذَّابًا وَمُبِيرًا فَأَمَّا الْكَذَّابُ فَرَأَيْنَاهُ وَأَمَّا الْمُبِيرُ فَلَا إِخَالُكَ إِلَّا إِيَّاهُ قَالَ فَقَامَ عَنْهَا وَلَمْ يُرَاجِعْهَا۔

السلام علیک ابا خبیب، میں آپ کو اس (خلافت کے) اقدام سے منع کرتا تھا، سنیے بہ خدا میں آپ کو اس سے منع کرتا تھا، بہ خدا میں آپ کو اس سے منع کرتا تھا، سنیے بہ خدا آپ بکثرت روزے رکھنے والے، بہت قیام کرنے والے، بہت صلہ رحمی کرنے والے تھے، بخدا (دشمنوں کے زعم میں) آپ کی جو جماعت بری تھی وہ (درحقیقت) بہت اچھی تھی، اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وہاں سے چلے گئے، جب حجاج کو حضرت ابن عمر کے وہاں کھڑے ہونے اور آپ کے اس کلام کی خبر ہوئی تو اس نے حضرت عبداللہ بن زبیر کی نعش کے پاس کسی کو بھیجا اور ان کی نعش کو سولی سے اتروایا اور یہود کے قبرستان میں پھنکوا دیا، پھر ان کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کو بلوایا، انھوں نے اس کے پاس جانے سے انکار کر دیا، اس نے دوبارہ پیغام بھیجا، کہ میرے پاس آؤ ورنہ میں کسی شخص کو بھیجوں گا جو تم کو بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا میرے پاس لے آئے گا۔ حضرت اسماء نے انکار کیا اور فرمایا بہ خدا میں اس وقت تک تیرے پاس نہیں آؤں گی جب تک تو مجھے بالوں سے پکڑوا کر گھسٹوا کر نہیں بلائے گا، حجاج نے کہا، میری جوتیاں لاؤ، پھر اس نے جوتیاں پہنیں اور اکڑتا ہوا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور کہنے لگا تو نے دیکھا میں نے اللہ کے دشمن کو کیسے قتل کیا، انھوں نے فرمایا: تم نے اس کی دنیا خراب کی اور اس نے تیری عاقبت برباد کر دی! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو اس کو دو کمر بندوں والی کا بیٹا کہتا ہے، تو سن! بہ خدا! میں دو کمر بندوں والی ہوں کمر بند کے ایک ٹکڑے کے ساتھ تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے طعام کو سواری کے ساتھ باندھا تھا، اور دوسرا ٹکڑا وہ ہے جس سے کوئی عورت مستغنی نہیں

ہوتی، اور سن! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ حدیث بیان فرمائی کہ ثقیف میں ایک کذاب اور ظالم ہوگا کذاب کو تو ہم پہلے دیکھ چکے ہیں اور رہا ظالم تو میرے گمان میں وہ صرف تو ہی ہو سکتا ہے! راوی کہتا ہے پھر حجاج وہاں سے چلا گیا اور اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی سوانح

علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں:
حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا نام ونسب یہ ہے:
عبداللہ بن زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی قرشی اسدی، ابوبکر اور ابو خبیب ان کی کنیت ہے۔

سنہ میں حضرت ابن الزبیر کی ولادت ہوئی، آپ کی والدہ آپ کو لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تبرکاً کھجور چبا کر اس نومولود کے منہ میں ڈالی۔

جنگ جمل میں حضرت ام المؤمنین کی حفاظت میں بڑی جانثاری سے لڑے لیکن صفین کی خانہ جنگی میں کوئی حصہ نہیں لیا، حضرت معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی، البتہ یزید کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی۔

سنہ ۶۰ھ میں جب یزید ولی عہد ہوا تو اس نے حضرت حسین اور حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہم سے بیعت کا مطالبہ کیا، حضرت ابن الزبیر مکہ روانہ ہو گئے، اور حضرت حسین کی شہادت تک مکہ مکرمہ میں رہے اور یزید کے بار بار اصرار اور مطالبہ کے باوجود اس کی بیعت نہیں کی، یزید کے وفد کے واپس جانے کے بعد حضرت ابن الزبیر نے تہامہ اور اہل حجاز کو اپنی بیعت کی دعوت دی، حضرت ابن عباس اور محمد بن حنفیہ کے علاوہ باقی تمام لوگوں نے حضرت ابن الزبیر کی بیعت کر لی، بیعت لینے کے بعد حضرت ابن الزبیر نے یزید کے عمال کو نکال دیا، اور یہاں سے بنو امیہ کی حکومت اٹھ گئی، یزید نے مسلم بن عقبہ مری کو ایک فوج کے ساتھ روانہ کیا کہ پہلے اہل مدینہ کی تادیب کی جائے اور پھر مکہ میں حضرت ابن الزبیر کا مقابلہ کیا جائے، واقعہ حرہ اور اہل مدینہ کو قتل وغارت کرنے کے بعد مسلم بن عقبہ مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوا لیکن مکہ مکرمہ پہنچنے سے پہلے اس کو قضاء الٰہی نے آ لیا، حصین بن نمیر اس کا جانشین ہوا اور وہ مکہ مکرمہ پر حملہ آور ہوا، ابھی یہ لڑائی جاری تھی کہ ربیع الاول سنہ ۶۴ھ میں یزید مر گیا اور حصین شام واپس چلا گیا۔

ذوالقعدہ سنہ ۷۲ھ میں عبدالملک بن مروان نے حجاج کو حضرت ابن الزبیر پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا، اس وقت حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما حرم میں پناہ گزیں تھے، کئی مہینوں تک یہ جنگ جاری رہی، بالآخر جمادی الثانی سنہ ۷۳ھ میں حضرت ابن الزبیر شہید ہو گئے، حجاج نے حضرت ابن الزبیر کی شہادت کے بعد آپ کی نعش سولی پر لٹکا دی۔ (خلاصہ طبری۔)

علامہ نووی لکھتے ہیں، اس حدیث میں میت کو سلام کرنے کا ثبوت ہے اور میت کے محاسن ذکر کرنے کا بیان ہے، اس میں حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی جرأت کا بیان ہے کہ انھوں نے یزید کے ظلم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے

کلمہ حق کہا، اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ حضرت ابن الزبیر مظلوماً شہید ہوئے اور حجاج اور اس کے رفقاء باغی تھے۔[1]

بَابٌ ۸۹۵ فَضْلِ فَارِسَ

اہل فارس کی فضیلت

۶۳۷۴ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ اَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ جَعْفَرٍ الْجَزَرِيِّ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْاَصَمِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ الدِّيْنُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَذَهَبَ بِهٖ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسَ اَوْ قَالَ مِنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ حَتّٰى يَتَنَاوَلَهٗ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دین ثریا پر ہوتا تب بھی فارس کا ایک شخص اس کو حاصل کر لیتا۔ یا فارس کی اولاد میں سے ایک شخص اس کو حاصل کر لیتا۔

۶۳۷۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ اَبِي الْغَيْثِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ فَلَمَّا قَرَاَ وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ قَالَ رَجُلٌ مَّنْ هٰؤُلَاءِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى سَاَلَهٗ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا قَالَ وَفِيْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَلٰى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ مِّنْ هٰؤُلَاءِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر سورہ جمعہ نازل ہوئی اور آپ نے یہ پڑھا واخرین منہم لما یلحقوا بہم۔ (یعنی آپ ان پر بھی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور ان کو بھی کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور ان کا بھی تزکیہ کرتے ہیں جو ابھی آپ سے واصل نہیں ہوئے) ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا، حتیٰ کہ اس نے آپ سے ایک یا دو، یا تین بار سوال کیا، اس وقت ہم میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی تھے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان پر ہاتھ رکھا پھر فرمایا اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہوتا تو اس کے علاقے کے لوگ اس کو حاصل کر لیتے۔

حدیث رسول اللہ میں امام اعظم کی بشارت

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں: اس میں اختلاف ہے کہ واٰخرین منہم سے کون مراد ہے، اور اس میں یہ اقوال ہیں (۱) تابعین (۲) عجم (۳) ابناء عجم (۴) صحابہ کے بعد کے لوگ (۵) قیامت تک کے مسلمان (۶) علامہ قرطبی نے کہا احسن یہ ہے کہ اس کو ابناء فارس پر محمول کیا جائے۔ یہ بات مشاہدہ سے ثابت ہو چکی ہے کہ فارس میں دینی علوم کا غلبہ ہوا اور وہاں بہت علماء کا ظہور ہوا اور یہ

---

[1] علامہ یحیٰی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۱۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے صدق پر دلیل ہے۔ [1]

حضرت امام ابوحنیفہ کے آباؤ اجداد بھی چونکہ فارس سے آئے تھے، اس لیے اس حدیث کی بشارت کو امام ابوحنیفہ پر بھی محمول کیا گیا ہے، علامہ شامی اس حدیث کی متعدد اسانید بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

اکثر علماء کی تصریح کے مطابق امام ابوحنیفہ کے دادا فارس کے رہنے والے تھے، حافظ سیوطی شافعی نے کہا ہے کہ اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے، اس حدیث کی صحت پر اتفاق ہے اور اس میں امام ابوحنیفہ کی طرف اشارہ ہے، امام ابوحنیفہ کے فضائل اور مناقب میں یہ حدیث کافی ہے، حافظ سیوطی کے شاگرد علامہ شامی نے لکھا ہے کہ ہمارے استاذ نے جو یہ جزم کیا ہے وہ بالکل صحیح ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس حدیث سے مراد امام ابوحنیفہ ہیں، کیونکہ ابناء فارس میں امام ابوحنیفہ کے مرتبہ علم وفضل تک کوئی نہیں پہنچا۔ [2]

بَابُ ۸۹۶ قَوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسُ كَاِبِلٍ مِائَةٍ لَا تَجِدُ فِيْهَا رَاحِلَةً

انسان اونٹوں کی طرح ہیں جن میں سو میں سے ایک بھی سواری کے لائق نہیں ہے

۶۳۷۶۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ (وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ) قَالَ عَبْدٌ اَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجِدُوْنَ النَّاسَ كَاِبِلٍ مِائَةٍ لَا يَجِدُ الرَّجُلُ فِيْهَا رَاحِلَةً۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم انسانوں کو سو اونٹوں کی مثل پاؤ گے ان میں سے ایک بھی سواری کے لائق نہیں ہوگا۔

کامل انسان کی کامل اونٹ کے ساتھ تشبیہ کی وجہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

علامہ ابن قتیبہ نے کہا کہ راحلہ اس عمدہ اونٹ کو کہتے ہیں جو کامل الاوصاف ہو اور سواری کے لائق ہو، اور اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ لوگ برابر ہیں، کسی کو دوسرے پر نسبی فضیلت نہیں ہے بلکہ وہ سو اونٹوں کی طرح ایک دوسرے کے مشابہ ہیں، ازہری نے کہا اہل عرب راحلہ اچھی نسل کے اونٹ کو کہتے ہیں، اور ابن قتیبہ کا ذکر کردہ معنی غلط ہے، بلکہ حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو شخص دنیا میں مکمل زاہد ہو اور آخرت میں پوری طرح راغب ہو وہ بہت کم ہوتا ہے جیسے اچھی نسل کا اونٹ بہت کم ہوتا ہے، علامہ نووی نے کہا ہے کہ ان دونوں معنوں سے بہتر معنی یہ ہے کہ انسانوں میں عمدہ خصائل اور کامل اوصاف کا حامل بہت کم ہوتا ہے، جیسے اونٹوں میں اچھا اونٹ کم ہوتا ہے۔ [3]

---

[1] علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ ھ، عمدۃ القاری ج ۱۹ ص ۲۳۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۴۹، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[3] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۱۲، مطبوعہ نور محمد [illegible]

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:

عمدہ اور کم یاب اونٹ کے ساتھ انسان کی مثال کی توجیہ یہ ہے کہ جو انسان جواد ہو اور جو لوگوں کے حقوق اور فرائض کا بوجھ اٹھاتا ہو، ان کے تاوان اور جرمانے ادا کرتا ہو اور ان کا غم بانٹ لیتا ہو ایسا انسان بہت کم ہے، جس طرح خوشی سے بوجھ اٹھانے والے اچھی نسل کے اونٹ کم ہوتے ہیں۔ [۱]

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق سو میں سے کوئی ایک انسان بہ مشکل کامل ہوتا ہے، اور درحقیقت کامل وہی ہوتا ہے جو اپنے اندر کمال کا دعویٰ نہیں رکھتا، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم کو انسان کامل بنائے۔

اختتامی کلمات

شرح صحیح مسلم کی جلد سادس کتاب الفضائل پر ختم ہو گئی، اس کے بعد کتاب البر والصلۃ سے جلد سابع شروع ہو گی اور ان شاء اللہ جلد سابع میں شرح صحیح مسلم مکمل ہو جائے گی۔

الہ العالمین! آپ کا بے حد و بے حساب شکر ہے کہ آپ نے اس عاجز اور ناکارہ سے دین اسلام کا اتنا عظیم کام لے لیا، مجھے دین اسلام کے تمام افکار و نظریات اور تمام ارکان اور احکام کو قرآن مجید، احادیث صحیحہ، آثار تابعین، اقوال ائمہ اور خصوصاً سراج الائمہ امام ابو حنیفہ کے اقوال کی روشنی میں پیش کرنے کی سعادت فرمائی، میرے وہم و گمان میں بھی کبھی نہیں تھا کہ میں دین کا اتنا عظیم کام کر سکوں گا، یہ محض آپ کا لطف و کرم ہے، اور آپ کی عنایت ہے، الہ العالمین! جس طرح آپ نے شرح صحیح مسلم کی یہ چھ جلدیں مکمل کرنے کی توفیق دی ہے، ساتویں جلد مکمل کرنے کی بھی توفیق عطا فرما۔

اس کتاب کی تصنیف و تالیف اور ترتیب و تدوین میں دار العلوم نعیمیہ کراچی کے اراکین اور کراچی کے دوسرے احباب کا بہت بڑا تعاون ہے، جنہوں نے مجھے فراہمی کتب کے علاوہ ایسی سہولتیں مہیا کیں جن کی وجہ سے میں سکون کے ساتھ یہ کام کر رہا ہوں، میں ڈاکٹر مفتی سید شجاعت علی قادری زید لطفہم، پروفیسر مفتی منیب الرحمان زید حبہم اور علامہ غلام محمد سیالوی زید عنایتہم کو ہمیشہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھتا ہوں۔

الہ العالمین! مجھے اور میرے ان تمام احباب کو اس کتاب کے ناشر اس کے کاتب اور اس کے مصحح مولانا محمد ابراہیم فیضی اسعدہ اللہ اور اس کتاب کے قارئین کو میرے والدین، میرے مشائخ اور اساتذہ اور میرے تلامذہ کو دین و دنیا کی خوشیاں عطا فرما، ہر غم اور ہر بلا سے محفوظ رکھ، الہ العالمین دنیا اور آخرت میں عزت اور آبرو کو قائم رکھ اور دارین کی سعادتیں، کامیابیاں اور کامرانیاں عطا فرما۔ دنیا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور زیارت عطا فرما

[۱] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۳۷۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

آخرت میں آپ کی عنایت اور شفاعت عطا فرما اور آپ کے توسط سے بے حساب وکتاب جنت الفردوس عطا فرما، قیامت تک اس کتاب کے فیض کو باقی اور جاری رکھ اور اس کو میرے لیے صدقہ جاریہ کر دے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد افضل الانبیاء و المرسلین خاتم النبیین اکرم الاولین والآخرین قائد الغر المحجلین شفیعنا یوم الدین وعلی ازواجہ امہات المؤمنین وآلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ الکاملین الواصلین واولیاء امتہ وعلماء ملتہ وامتہ اجمعین۔

ماخذ و مراجع

کتب الٰہیہ

۱۔ قرآن مجید
۲۔ تورات
۳۔ انجیل

کتب احادیث

۴۔ صحیح بخاری، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ، امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ
۵۔ صحیح مسلم، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی، ۱۳۷۵ھ، امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ
۶۔ جامع ترمذی، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ
۷۔ سنن ابی داؤد، مطبوعہ مطبع مجتبائی، پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ، امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ
۸۔ سنن نسائی، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی، امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ
۹۔ سنن ابن ماجہ، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ
۱۰۔ صحیح ابن خزیمہ، مطبوعہ مکتب اسلامی، بیروت، ۱۳۹۵ھ، امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ متوفی ۳۱۱ھ
۱۱۔ مؤطا امام مالک، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، امام مالک بن انس اصبحی، متوفی ۱۷۹ھ
۱۲۔ مسند امام اعظم، مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی، امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت متوفی ۱۵۰ھ
۱۳۔ مؤطا امام محمد، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ
۱۴۔ کتاب الآثار، مطبوعہ ادارۃ القرآن، کراچی، ۱۴۰۷ھ، امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ
۱۵۔ کتاب الآثار، مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل، امام ابویوسف یعقوب بن ابراہیم متوفی ۱۸۲ھ
۱۶۔ مصنف عبدالرزاق، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۰ھ، امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ
۱۷۔ مصنف ابن ابی شیبہ، مطبوعہ ادارۃ القرآن، کراچی، ۱۴۰۶ھ، امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ

۱۸۔ مسند احمد بن حنبل، مکتب اسلامی، بیروت، ۱۳۹۸ھ، امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ
۱۹۔ مسند دارمی، مطبوعہ مطبع نظامی، کانپور، ۱۲۹۳ھ، امام عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی متوفی ۲۵۵ھ
۲۰۔ سنن دار قطنی، مطبوعہ نشر السنۃ، ملتان، امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ
۲۱۔ شمائل ترمذی، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی، امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ
۲۲۔ شرح معانی الآثار، مطبوعہ مجتبائی، پاکستان لاہور، ۱۴۰۴ھ، امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ
۲۳۔ سنن کبریٰ، مطبوعہ نشر السنۃ، ملتان، امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ
۲۴۔ کشف الاستار عن زوائد البزار، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۴ھ، حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ
۲۵۔ مجمع الزوائد، مطبوعہ دار الکتاب العربی، ۱۴۰۲ھ، حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ
۲۶۔ شرح السنۃ، مطبوعہ مکتب اسلامی، بیروت، ۱۴۰۰ھ، امام حسین بن مسعود بغوی متوفی ۵۱۶ھ
۲۷۔ الادب المفرد، مطبوعہ مکتبۂ اثریہ سانگلہ ہل، امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ
۲۸۔ المستدرک، مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع، مکہ مکرمہ، امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ
۲۹۔ جامع الصغیر، مطبوعہ دار المعرفۃ، بیروت، ۱۳۹۱ھ، علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ
۳۰۔ مراسیل ابو داؤد، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ
۳۱۔ فردوس الاخبار، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، حافظ شیرویہ بن شہردار الدیلمی متوفی ۵۰۹ھ
۳۲۔ تلخیص المستدرک، مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع، مکہ مکرمہ، علامہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی متوفی ۷۴۸ھ
۳۳۔ خصائص کبریٰ، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد، علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ
۳۴۔ الجواہر النقی، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان، علامہ علاؤ الدین بن علی بن عثمان ماردینی ترکمانی متوفی ۷۴۵ھ
۳۵۔ نصب الرایہ، مطبوعہ مجلس علمی، سورت ہند، ۱۳۵۷ھ، حافظ جمال الدین ابو محمد عبداللہ بن یوسف زیلعی ۷۶۲ھ
۳۶۔ مشکوٰۃ، مطبوعہ اصح المطابع دہلی، شیخ ولی الدین تبریزی متوفی ۷۴۲ھ
۳۷۔ اعلاء السنن، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، شیخ ظفر احمد عثمانی ۱۳۹۴ھ
۳۸۔ کنز العمال، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۰۵ھ، علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری متوفی ۹۷۵ھ
۳۹۔ الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۰۷ھ، امیر علاؤ الدین علی بن بلبان فارسی متوفی ۷۳۹ھ
۴۰۔ مسند طیالسی، مطبوعہ ہند، امام سلیمان بن داؤد بن جارود طیالسی متوفی ۲۰۳ھ
۴۱۔ جامع الاصول فی احادیث الرسول، مطبوعہ مطبعۃ اصلاح بیروت، ۱۳۹۰ھ، امام مجد الدین ابو السعادات مبارک بن محمد ابن اثیر جزری متوفی ۶۰۶ھ
۴۲۔ المسند، مطبوعہ عالم الکتب بیروت، حافظ عبداللہ بن زبیر حمیدی متوفی ۲۱۹ھ
۴۳۔ مسند ابو یعلیٰ الموصلی، مطبوعہ دار المامون تراث بیروت ۱۴۰۴ھ، حافظ احمد بن علی المثنیٰ التمیمی متوفی ۳۰۷ھ
۴۴۔ دلائل النبوۃ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، حافظ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ
۴۵۔ شعب الایمان، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۰ھ، حافظ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ

※

کتبِ تفسیر

۴۶۔ احکام القرآن، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ، علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی، متوفی ۳۷۰ھ

۴۷۔ تفسیر کبیر، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ، امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین بن عمر رازی، متوفی ۶۰۶ھ

۴۸۔ الجامع لاحکام القرآن، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۳۸۷ھ، علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ

۴۹۔ تفسیر خازن، مطبوعہ دار الکتب العربیہ پشاور، علامہ علی بن محمد خازن شافعی، متوفی ۷۲۵ھ

۵۰۔ عنایۃ القاضی، مطبوعہ دار صادر بیروت، ۱۲۸۳ھ، علامہ احمد شہاب الدین خفاجی مصری حنفی، متوفی ۱۰۶۹ھ

۵۱۔ تفسیر ابو سعود، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ، علامہ ابو السعود محمد بن محمد عمادی حنکیبی، متوفی ۹۸۲ھ

۵۲۔ روح البیان، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ، علامہ اسماعیل حقی حنفی، متوفی ۱۱۳۷ھ

۵۳۔ تفسیر مظہری، مطبوعہ بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ، قاضی ثناء اللہ پانی پتی، متوفی ۱۲۲۵ھ

۵۴۔ تفسیر عزیزی، مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، متوفی ۱۲۳۹ھ

۵۵۔ روح المعانی، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، علامہ ابو الفضل شہاب الدین سید محمد آلوسی بغدادی حنفی، متوفی ۱۲۷۰ھ

۵۶۔ فتح القدیر، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، شیخ محمد بن علی شوکانی، متوفی ۱۲۵۰ھ

۵۷۔ جامع البیان، مطبوعہ شرکۃ مکتبہ و مطبعۃ مصطفیٰ البابی مصر، الطبعۃ الثالثۃ ۱۳۷۳ھ، ابو جعفر محمد بن جریر طبری، متوفی ۳۱۰ھ

۵۸۔ التبیان فی تفسیر القرآن، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، شیخ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی، ۳۸۵ھ

۵۹۔ اضواء البیان، مطبوعہ عالم الکتب بیروت، علامہ محمد امین بن محمد مختار جکنی شنقیطی۔

۶۰۔ الجواہر فی تفسیر القرآن، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ، علامہ حکیم شیخ طنطاوی جوہری

۶۱۔ تفسیر المنار، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، علامہ محمد رشید رضا، متوفی ۱۳۵۴ھ

۶۲۔ تفسیر المراغی، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۳۹۲ھ، علامہ احمد مصطفیٰ مراغی

۶۳۔ تفسیر نیشاپوری، مطبوعہ مصطفیٰ البابی و اولادہ مصر، علامہ نظام الدین حسن بن محمد قمی نیشاپوری، متوفی ۷۲۸ھ

۶۴۔ تفسیر الجلالین، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، لاہور، علامہ جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ

۶۵۔ انوار التنزیل، مطبوعہ دار صادر بیروت، قاضی ابو الخیر عبد اللہ بن عمر بیضاوی شیرازی، متوفی ۶۸۵ھ

۶۶۔ الفتوحات الالٰہیہ، مطبوعہ مطبعۃ البہیۃ مصر، ۱۳۰۳ھ، شیخ سلیمان بن عمر المعروف بالجمل، متوفی ۱۲۰۴ھ

۶۷۔ الدر المنثور، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر، ۱۳۱۴ھ، علامہ جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ

۶۸۔ تفسیر ابن کثیر مطبوعہ ادارہ اندلس بیروت، ۱۳۸۵ھ، حافظ ابو الفداء عماد الدین ابن کثیر، متوفی ۷۷۴ھ

۶۹۔ فتح البیان مطبوعہ مطبع کبریٰ امیریہ بولاق مصر، ۱۳۰۱ھ، نواب صدیق حسن خان بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ

۷۰۔ خزائن العرفان، تاج کمپنی لاہور، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، متوفی ۱۳۶۷ھ

۷۱۔ بیان القرآن، مطبوعہ تاج کمپنی لاہور، شیخ اشرف علی تھانوی، متوفی ۱۳۶۲ھ

۷۲۔ حاشیۃ القرآن، مطبوعہ تاج کمپنی لاہور، شیخ محمود الحسن دیوبندی متوفی ۱۳۳۹ھ و شیخ شبیر احمد عثمانی متوفی، ۱۳۶۹ھ
۷۳۔ معارف القرآن، مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی، ۱۳۹۷ھ، مفتی محمد شفیع دیوبندی، متوفی ۱۳۹۶ھ
۷۴۔ مدارک التنزیل، مطبوعہ دار الکتب العربیہ پشاور، علامہ ابو البرکات احمد بن محمد نسفی، متوفی ۷۱۰ھ
۷۵۔ البحر المحیط، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۳ھ، علامہ ابو الحیان محمد بن یوسف اندلسی غرناطی، متوفی ۷۵۴ھ
۷۶۔ فی ظلال القرآن، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۸۶ھ، سید محمد قطب شہید مصری
۷۷۔ احکام القرآن، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، علامہ ابوبکر محمد بن عبد اللہ المعروف بابن العربی، متوفی ۵۴۳ھ
۷۸۔ زاد المسیر، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، علامہ ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی محمد جوزی حنبلی، متوفی ۵۹۷ھ
۷۹۔ تفہیم القرآن، مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، سید ابو الاعلیٰ مودودی، متوفی ۱۳۹۹ھ
۸۰۔ نور العرفان، مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ گجرات، مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ
۸۱۔ ضیاء القرآن، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری
۸۲۔ مفہوم القرآن، مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور، غلام احمد پرویز

علومِ قرآن

۸۳۔ البرہان فی علوم القرآن، مطبوعہ دار الفکر بیروت، علامہ بدر الدین محمد بن عبد اللہ زرکشی، متوفی ۷۹۴ھ
۸۴۔ الاتقان فی علوم القرآن، سہیل اکیڈمی لاہور، علامہ جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ

کتبِ شروحِ حدیث

۸۵۔ تحقیق الکواکب الدراری شرح البخاری، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۱ھ، علامہ محمد بن یوسف کرمانی متوفی ۷۸۶ھ
۸۶۔ عمدۃ القاری، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ، علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ
۸۷۔ فتح الباری، مطبوعہ دار النشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ، علامہ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ
۸۸۔ ارشاد الساری، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر، ۱۳۰۶ھ، علامہ احمد قسطلانی متوفی ۹۱۱ھ
۸۹۔ فیض الباری، مطبوعہ مطبع حجازی مصر، ۱۳۵۷ھ، شیخ انور شاہ کشمیری، متوفی ۱۳۵۲ھ
۹۰۔ فیوض الباری مطبوعہ مکتبہ رضوان لاہور، ۱۹۸۶ء علامہ محمود احمد رضوی، لاہور
۹۱۔ تفہیم البخاری، مطبوعہ مکتبہ نبویہ رضویہ، فیصل آباد، مولانا غلام رسول رضوی، فیصل آباد
۹۲۔ شرح مسلم، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ، علامہ یحییٰ بن شرف النووی، متوفی ۶۷۶ھ
۹۳۔ اکمال اکمال المعلم، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی، متوفی ۸۲۸ھ
۹۴۔ مکمل اکمال المعلم، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، علامہ محمد بن محمد سنوسی مالکی، متوفی ۸۹۵ھ
۹۵۔ السراج الوہاج، مطبوعہ مطبع صدیقی بھوپال، ۱۳۰۲ھ، نواب صدیق حسن خان بھوپالی، متوفی ۱۳۰۷ھ
۹۶۔ فتح الملہم، مطبوعہ مکتبہ الحجاز، کراچی، شیخ شبیر احمد عثمانی، متوفی ۱۳۶۹ھ

۹۷۔ تکملہ فتح الملہم، مطبوعہ مکتبہ دارالعلوم کراچی، ۱۴۰۷ھ، شیخ محمد تقی عثمانی کراچی

۹۸۔ تحفۃ الاحوذی، مطبوعہ نشرالسنۃ ملتان، شیخ عبدالرحمٰن مبارک پوری، متوفی ۱۳۲۵ھ

۹۹۔ بذل المجہود، مطبوعہ مکتبہ قاسمیہ ملتان، شیخ خلیل احمد سہارنپوری، متوفی ۱۳۴۶ھ

۱۰۰۔ عون المعبود، مطبوعہ نشرالسنۃ ملتان، شیخ شمس الحق عظیم آبادی، متوفی ۱۳۲۹ھ

۱۰۱۔ تمہید، مطبوعہ مکتبۃ القدوسیہ، لاہور، ۱۴۰۴ھ، حافظ ابوعمرو ابن عبدالبر مالکی، متوفی ۴۶۳ھ

۱۰۲۔ مرقات، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ، ملا علی بن سلطان محمد القاری، متوفی ۱۰۱۴ھ

۱۰۳۔ اشعۃ اللمعات، مطبوعہ مطبع تیج کمار، لکھنؤ، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ

۱۰۴۔ منتقیٰ، مطبوعہ مطبع السعادۃ، مصر، ۱۳۳۲ھ، علامہ ابوالولید سلیمان بن خلف باجی مالکی اندلسی، متوفی ۴۶۴ھ

۱۰۵۔ شرح المؤطا، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر، علامہ محمد باقی زرقانی، متوفی ۱۱۲۲ھ

۱۰۶۔ فیض القدیر، مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت، ۱۳۹۱ھ، علامہ عبدالرؤف مناوی، متوفی ۱۰۰۳ھ

۱۰۷۔ شرح مسند امام اعظم، مطبوعہ مطبع محمدی لاہور، ۱۳۰۷ھ، ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ

۱۰۸۔ التعلیق المغنی، مطبوعہ نشرالسنۃ ملتان، شیخ محمد شمس الحق عظیم آبادی متوفی ۱۳۲۹ھ

۱۰۹۔ التعلیق الممجد، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی، مولانا عبدالحی لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ھ

۱۱۰۔ تقریرات ترمذی، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، شیخ محمود الحسن دیوبندی، ۱۳۳۹ھ

۱۱۱۔ سراج منیر، شرح الجامع الصغیر، مطبع خیریہ مصر، ۱۳۰۵ھ، علامہ شیخ علی بن شیخ احمد عزیزی

۱۱۲۔ فیض القدیر، شرح الجامع الصغیر دارالمعرفہ بیروت، ۱۳۹۱ھ، علامہ عبدالرؤف مناوی متوفی ۱۰۰۳ھ

۱۱۳۔ اوجز المسالک، مطبوعہ المکتبۃ الیحیویہ، سہارن پور ہند، شیخ محمد زکریا

۱۱۴۔ جمع الوسائل، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ

۱۱۵۔ شرح الشمائل، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، علامہ عبدالرؤف مناوی مصری متوفی ۱۰۰۳ھ

اسماء رجال

۱۱۶۔ تاریخ بغداد، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ مدینہ منورہ، حافظ ابوبکر علی بن احمد خطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ

۱۱۷۔ تہذیب التہذیب، مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن، ۱۳۲۶ھ، حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ

۱۱۸۔ لسان المیزان، مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن، ۱۳۲۶ھ، حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ

۱۱۹۔ خلاصۃ تذہیب تہذیب الکمال، مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل، شیخ صفی الدین احمد بن عبداللہ خزرجی

۱۲۰۔ الاکمال فی اسماء الرجال، مطبوعہ اصح المطابع، دہلی، شیخ ولی الدین تبریزی، متوفی ۷۴۲ھ

۱۲۱۔ کتاب الثقات، مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۱۴۰۱ھ، حافظ محمد ابن حبان تمیمی، متوفی ۳۵۴ھ

۱۲۲۔ کتاب الجرح والتعدیل، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱۳۷۱ھ، حافظ عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رازی متوفی ۳۲۷ھ

۱۲۳۔ میزان الاعتدال، مطبوعہ مطبع محمدی، لکھنؤ، حافظ شمس الدین ذہبی، متوفی ۷۴۸ھ

۱۲۴۔ المقاصد الحسنہ، مطبوعہ مکتبۃ الخانجی، مصر، ۱۳۷۵ھ، ابوالخیر شمس الدین محمد بن عبدالرحمان سخاوی، متوفی ۹۰۲ھ

۱۲۵۔ موضوعات کبیر، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ملا علی بن سلطان محمد القاری، متوفی ۱۰۱۴ھ

۱۲۶۔ العلل المتناہیہ، مطبوعہ مکتبۂ اثریہ فیصل آباد، ۱۴۰۱ھ، علامہ ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی الجوزی، متوفی ۵۹۷ھ

۱۲۷۔ کشف الاحوال فی نقد الرجال، مطبوعہ مطبع علوی ۱۳۰۲ھ، شیخ عبدالوہاب بن مولوی محمد غوث مدراسی

۱۲۸۔ تذکرۃ الحفاظ، مطبوعہ ادارہ احیاء التراث العربی بیروت، علامہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ

۱۲۹۔ المعارف مطبوعہ نور محمد اصح الکتب کراچی، ابو محمد عبداللہ بن مسلم المعروف بابن قتیبہ، متوفی ۲۷۶ھ

۱۳۰۔ اللآلی المصنوعہ، مطبع علوی لکھنؤ ۱۳۰۳ھ، علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ

لغت

۱۳۱۔ المفردات مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ ایران، ۱۳۴۲ھ، علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی، ۵۰۲ھ

۱۳۲۔ نہایہ مطبوعہ مؤسسہ مطبوعاتی ایران، ۱۳۶۴ھ، علامہ محمد بن اثیر الجزری، متوفی ۶۰۶ھ

۱۳۳۔ تہذیب الاسماء واللغات، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، علامہ یحییٰ بن شرف نووی، متوفی ۶۷۶ھ

۱۳۴۔ قاموس، مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ، علامہ مجدالدین فیروز آبادی

۱۳۵۔ لسان العرب، مطبوعہ، نشر ادب الحوزۃ، قم ایران ۱۴۰۵ھ، علامہ جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور افریقی، متوفی ۷۱۱ھ

۱۳۶۔ تاج العروس شرح القاموس، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر، ۱۳۰۶ھ، سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی، متوفی ۱۲۰۵ھ

۱۳۷۔ المنجد، مطبوعہ المطبعۃ الکاثولیکیہ، بیروت، ۱۹۲۷ء، لوئیس معلوف الیسوعی

۱۳۸۔ المنجد مترجم، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی، لوئیس معلوف الیسوعی

۱۳۹۔ مجمع بحار الانوار، مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ، علامہ محمد طاہر پٹنی، متوفی ۹۸۶ھ

۱۴۰۔ لغات الحدیث، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، شیخ وحید الزمان، متوفی ۱۳۳۸ھ

۱۴۱۔ انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا، ۱۹۵۰ء

۱۴۲۔ دائرۃ المعارف، القرن العشرین، مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت، ۱۹۷۱ء، علامہ محمد فرید وجدی

۱۴۳۔ الصحاح، مطبوعہ دارالعلم بیروت، ۱۴۰۴ھ، علامہ اسماعیل بن حماد الجوہری، متوفی ۳۹۸ھ

۱۴۴۔ فقہ السنۃ، مطبوعہ شرکۃ دارالقبلۃ للثقافۃ الاسلامیۃ جدہ، علامہ سید سابق

۱۴۵۔ معجم البلدان، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۳۹۹ھ، شیخ شہاب الدین ابوعبداللہ یاقوت بن عبداللہ حموی رومی بغدادی متوفی ۶۲۶ھ

۱۴۶۔ منتہی الادب، مطبوعہ مطبعہ اسلامیہ لاہور، ۱۳۴۴ھ، عبدالرحیم بن عبدالکریم صفی پوری

۱۴۷۔ معجم متن اللغۃ، مطبوعہ دار مکتبۃ الحیاۃ، بیروت، ۱۹۵۸ء، شیخ احمد رضا، متوفی ۱۹۵۳ء

۱۴۸۔ لاروس، مطبوعہ مکتبۃ لاروس بالبیس (پیرس)، ڈاکٹر خلیل الجبر
۱۴۹۔ کتاب العین، مطبوعہ دار الہجرت، قم ایران، ۱۴۰۵ھ، امام ابو عبد الرحمٰن الخلیل بن احمد فراہیدی، متوفی ۱۷۵ھ
۱۵۰۔ اقرب الموارد، مطبوعہ منشورات مکتبہ آیت اللہ العظمیٰ، ایران، ۱۴۰۳ھ، علامہ سعید خوری شرتونی لبنانی
۱۵۱۔ قائد اللغات، مطبوعہ حامد اینڈ کمپنی لاہور، طبع دوم، ابو نعیم عبد الحکیم خان نشتر جالندھری
۱۵۲۔ فیروز اللغات، مطبوعہ فیروز سنز لمٹیڈ، لاہور، ۱۹۶۸ء، الحاج فیروز الدین
۱۵۳۔ فرہنگ آصفیہ، مطبوعہ معارف پریس لاہور، طبع چہارم، مولوی سید احمد دہلوی

فضائل و سیرت

۱۵۴۔ شفاء، مطبوعہ عبد التواب اکیڈمی ملتان، قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ
۱۵۵۔ نسیم الریاض، مطبوعہ دار الفکر بیروت، علامہ احمد شہاب الدین خفاجی حنفی، متوفی ۱۰۶۹ھ
۱۵۶۔ شرح الشفاء، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ملا علی بن سلطان محمد القاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ
۱۵۷۔ سعادت الدارین، مطبوعہ مطبعۃ بیروت، بیروت ۱۳۱۶ھ، علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی متوفی، ۱۳۵۰ھ
۱۵۸۔ مدارج النبوت، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، شیخ عبد الحق محدث دہلوی، متوفی، ۱۰۵۲ھ
۱۵۹۔ الوفاء باحوال المصطفیٰ، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، علامہ عبد الرحمٰن ابن جوزی، متوفی ۵۹۷ھ
۱۶۰۔ زاد المعاد، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی و اولادہ مصر، ۱۳۶۹ھ، علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر المعروف بابن قیم جوزیہ، متوفی ۷۵۱ھ
۱۶۱۔ المواہب اللدنیہ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، علامہ احمد قسطلانی، متوفی ۹۱۱ھ
۱۶۲۔ شرح المواہب اللدنیہ، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۳ھ، علامہ محمد عبد الباقی زرقانی، متوفی ۱۱۲۲ھ
۱۶۳۔ البدایہ والنہایہ، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۳ھ، حافظ عماد الدین ابو الفداء ابن کثیر، متوفی ۷۷۴ھ
۱۶۴۔ انسان العیون، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی و اولادہ مصر، ۱۳۴۸ھ، علامہ علی بن برہان الدین حلبی، متوفی ۱۰۴۴ھ
۱۶۵۔ ازالۃ الخفاء، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۳۹۶ھ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، متوفی ۱۱۷۶ھ
۱۶۶۔ حجۃ اللہ علی العالمین، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ لائل پور، علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی، متوفی ۱۳۵۰ھ
۱۶۷۔ نشر الطیب، مطبوعہ تاج کمپنی لمٹیڈ، کراچی، شیخ اشرف علی تھانوی، متوفی ۱۳۶۲ھ
۱۶۸۔ دلائل النبوت، مطبوعہ دار النفائس، امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ
۱۶۹۔ مطالع المسرات، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ لائل پور، علامہ محمد مہدی بن احمد بن علی بن یوسف فاسی
۱۷۰۔ السیرۃ النبویہ، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، حافظ ابو الفداء اسماعیل بن کثیر، متوفی ۷۷۴ھ
۱۷۱۔ الطبقات الکبریٰ، مطبوعہ دار صادر بیروت، ۱۳۸۸ھ، امام محمد بن سعد، متوفی ۲۳۰ھ
۱۷۲۔ استیعاب، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ، حافظ ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر، متوفی ۴۶۳ھ

۱۷۳۔ اصابہ، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ، حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ

۱۷۴۔ اسد الغابہ، مطبوعہ دار الفکر بیروت، علامہ ابو الحسن علی بن ابی الکرم الشیبانی المعروف بابن الاثیر متوفی ۶۳۰ھ

۱۷۵۔ تاریخ یعقوبی، مطبوعہ مرکز انتشارات علمی ایران، شیخ احمد بن ابی یعقوب، متوفی ۲۸۰ھ

۱۷۶۔ التاریخ الخمیس، مطبوعہ مؤسسۃ شعبان بیروت، ۱۲۸۳ھ، علامہ حسین بن محمد دیار بکری

۱۷۷۔ الروض الانف، مطبوعہ مکتبہ فاروقیہ ملتان، علامہ ابو القاسم عبد الرحمان بن عبد اللہ سہیلی متوفی ۵۸۱ھ

۱۷۸۔ مختصر سیرت الرسول، مطبوعہ المطبعۃ العربیہ، ۱۳۹۹ھ، شیخ عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب نجدی متوفی ۱۲۴۲ھ

۱۷۹۔ سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد مطبوعہ مجلس اعلیٰ قاہرہ، ۱۳۵۲ھ، علامہ محمد بن یوسف شامی صالحی، متوفی ۹۴۲ھ

۱۸۰۔ المدخل، مطبوعہ مصر، علامہ ابو عبد اللہ محمد بن محمد المشہور ابن الحاج، متوفی ۷۳۷ھ

۱۸۱۔ الکامل فی التاریخ، مطبوعہ دار الکتب العربیہ بیروت، ۱۴۰۰ھ، علامہ ابو الحسن علی بن ابی الکرم الشیبانی المعروف بابن الاثیر متوفی ۶۳۰ھ

۱۸۲۔ تاریخ الامم والملوک، مطبوعہ دار القلم بیروت، علامہ ابو جعفر محمد بن جریر طبری، متوفی ۳۱۰ھ

۱۸۳۔ تاریخ ابن خلدون، مطبوعہ مؤسسۃ الاعلیٰ للمطبوعات، بیروت، ۱۳۹۰ھ، علامہ عبد الرحمٰن ابن خلدون، متوفی ۸۰۸ھ

۱۸۴۔ تاریخ الخلفاء، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، علامہ جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ

۱۸۵۔ مرآۃ الجنان، مطبوعہ مؤسسۃ الاعلیٰ، بیروت، علامہ عبد اللہ بن اسعد بن علی یافعی، متوفی ۷۶۸ھ

۱۸۶۔ وفاء الوفاء، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۰۱ھ، علامہ نور الدین علی بن احمد سمہودی، متوفی ۹۱۱ھ

۱۸۷۔ الجواہر المنظم، مطبوعہ مکتبہ قادریہ، لاہور، ۱۴۰۵ھ، علامہ احمد بن حجر مکی شافعی، ۹۷۴ھ

۱۸۸۔ الجواہر البحار، مطبوعہ مطبع مصطفےٰ البابی واولادہ مصر، ۱۳۰۹ھ، علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی، متوفی ۱۳۵۰ھ

۱۸۹۔ کتاب الاذکار، مطبوعہ مطبع مصطفےٰ البابی واولادہ مصر، علامہ یحییٰ بن شرف نووی، متوفی ۶۷۶ھ

۱۹۰۔ الصارم المسلول، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان، شیخ ابو العباس تقی الدین ابن تیمیہ حرانی، متوفی ۷۲۸ھ

۱۹۱۔ لواقح الانوار القدسیہ، مطبوعہ مطبع مصطفےٰ البابی واولادہ مصر، علامہ عبد الوہاب شعرانی، متوفی ۹۷۳ھ

۱۹۲۔ الصواعق المحرقہ، مطبوعہ مکتبۃ القاہرہ، ۱۳۸۵ھ، علامہ احمد بن حجر مکی، شافعی، متوفی ۹۷۴ھ

۱۹۳۔ الحدیقۃ الندیہ، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، ۱۹۷۷ء، علامہ عبد الغنی نابلسی، متوفی ۱۱۴۳ھ

۱۹۴۔ تاریخ دمشق الکبیر، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۰۷ھ، حافظ ابو القاسم علی بن حسین شافعی المعروف بابن عساکر متوفی، ۵۷۱ھ

۱۹۵۔ سیر اعلام النبلاء، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۰۲ھ، علامہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی، متوفی ۷۴۸ھ

۱۹۶۔ حجۃ اللہ علی العالمین، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ پاکستان، علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ

کتبِ فقہ حنفی

۱۹۷۔ کتاب الخراج، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم، متوفی ۱۸۲ھ

۱۹۸۔ مبسوط (کتاب الاصل)، مطبوعہ ادارۃ القرآن، کراچی، امام محمد بن حسن شیبانی، متوفی ۱۸۹ھ

۱۹۹۔ الجامع الصغیر، مطبوعہ مطبع مصطفائی ہند، ۱۲۹۱ھ، امام محمد بن حسن شیبانی، متوفی ۱۸۹ھ
۲۰۰۔ کتاب الحجۃ، مطبوعہ دار المعارف النعمانیہ لاہور، 〃 〃 〃 〃
۲۰۱۔ شرح سیر کبیر، مطبوعہ المکتبۃ للثورۃ الاسلامیہ افغانستان، ۱۴۰۵ھ، علامہ شمس الدین محمد بن احمد سرخسی، متوفی ۴۸۳ھ
۲۰۲۔ مبسوط (شرح الکافی) مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ، 〃 〃 〃 〃
۲۰۳۔ فتاویٰ قاضی خان، مطبوعہ مطبع کبریٰ امیریہ، بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ، علامہ حسن بن منصور اوزجندی، متوفی ۵۹۲ھ
۲۰۴۔ فتاویٰ النوازل، مطبوعہ بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ، علامہ ابو اللیث سمرقندی، متوفی، ۳۷۳ھ
۲۰۵۔ بدائع الصنائع، مطبوعہ ایچ۔ ایم سعید اینڈ کمپنی، ۱۴۰۰ھ، علامہ ابوبکر بن مسعود کاسانی، متوفی، ۵۸۷ھ
۲۰۶۔ ہدایہ اولین، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی، متوفی ۵۹۳ھ
۲۰۷۔ ہدایہ اخرین، مطبوعہ مکتبہ شرکتہ علمیہ ملتان، 〃 〃 〃 〃
۲۰۸۔ عنایہ، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، علامہ محمد بن محمود بابرتی متوفی، ۷۸۶ھ
۲۰۹۔ کفایہ، مطبوعہ 〃 〃 〃، علامہ جلال الدین خوارزمی
۲۱۰۔ فتح القدیر، مطبوعہ 〃 〃 〃، علامہ کمال الدین ابن ہمام، متوفی ۸۶۱ھ
۲۱۱۔ بنایہ، مطبوعہ ملک سنز فیصل آباد، علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی، ۸۵۵ھ
۲۱۲۔ البحر الرائق، مطبوعہ مطبعہ علمیہ، مصر، ۱۳۱۱ھ، علامہ زین الدین ابن نجیم، متوفی ۹۷۰ھ
۲۱۳۔ منحۃ الخالق، مطبوعہ مطبعہ علمیہ، مصر، ۱۳۱۱ھ، علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ
۲۱۴۔ تبیین الحقائق، مطبوعہ مکتبۂ امدادیہ ملتان، علامہ عثمان بن علی زیلعی، متوفی ۷۴۳ھ
۲۱۵۔ در مختار، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ، علامہ علاؤ الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی، متوفی ۱۰۸۸ھ
۲۱۶۔ رد المحتار، مطبوعہ 〃 〃، ۱۳۲۷ھ، علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ
۲۱۷۔ حاشیۃ الطحطاوی، علی الدر المختار، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۵ھ علامہ احمد بن محمد طحطاوی، متوفی ۱۲۳۱ھ
۲۱۸۔ مراقی الفلاح، مطبوعہ مطبع مصطفےٰ البابی و اولادہ مصر، ۱۳۵۶ھ، علامہ حسن بن عمار شرنبلالی، متوفی ۱۰۶۹ھ
۲۱۹۔ حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، مطبوعہ مطبع مصطفےٰ البابی و اولادہ مصر، ۱۳۵۶ھ، علامہ احمد بن محمد طحطاوی متوفی ۱۲۳۱
۲۲۰۔ غنیۃ المستملی، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی، علامہ ابراہیم بن محمد حلبی، متوفی ۹۵۶ھ
۲۲۱۔ صغیری، مطبوعہ، مطبع مجتبائی، دہلی، 〃 〃
۲۲۲۔ درر الحکام فی شرح غرر الاحکام، مطبوعہ مطبعہ عامرہ مصر، ۱۳۰۴ھ، ملا احمد بن فرامرز خسرو، متوفی ۸۸۵ھ
۲۲۳۔ حاشیۃ الدرر والغرر، مولانا عبد الحلیم
۲۲۴۔ جامع الرموز، مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ، ۱۲۹۱ھ، علامہ محمد خراسانی، متوفی ۹۶۲ھ
۲۲۵۔ الجوہرۃ النیرۃ، مطبوعہ مکتبۂ امدادیہ ملتان، علامہ ابوبکر بن علی حدّاد، متوفی ۸۰۰ھ
۲۲۶۔ فتاویٰ عالمگیری، مطبوعہ مطبع کبریٰ امیریہ بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ، ملا نظام الدین متوفی، ۱۱۶۱ھ
۲۲۷۔ فتاویٰ بزازیہ، مطبوعہ 〃 〃 〃، علامہ محمد شہاب الدین بن بزاز کردری، متوفی، ۸۲۷ھ

۲۲۸۔ رسائل ابن عابدین، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۳۹۶ھ، علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ

۲۲۹۔ تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ، مطبوعہ دارالاشاعۃ العربیہ کوئٹہ، " " "

۲۳۰۔ تقریرات رافعی، مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ، ۱۴۰۴ھ، شیخ عبدالقادر رافعی مفتی الدیار المصریہ

۲۳۱۔ شرح النقایہ، مطبوعہ ایچ۔ایم سعید اینڈ کمپنی، ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ

۲۳۲۔ فتاویٰ غیاثیہ، مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ، ۱۴۰۳ھ، علامہ داؤد بن یوسف الخطیب

۲۳۳۔ حاشیۃ الدرر والغرر، مطبوعہ مطبع عامرہ شرفیہ مصر، ۱۳۰۴ھ، علامہ حسن بن عمار شرنبلالی، متوفی ۱۰۶۹ھ

۲۳۴۔ اخبار القضاۃ، مطبوعہ الاستقامۃ قاہرہ، ۱۹۴۷ء، امام وکیع محمد بن خلف حبان، متوفی ۳۰۶ھ

۲۳۵۔ معین الاحکام، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر، ۱۳۱۰ھ، علامہ علاؤ الدین ابوالحسن علی بن خلیل طرابلسی حنفی

۲۳۶۔ مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت، علامہ محمد سلیمان داماد آفندی، متوفی ۱۰۷۸ھ

۲۳۷۔ المسلک المتقسط، مطبوعہ دارالفکر بیروت، ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ

۲۳۸۔ حاشیۃ الشلبی علی تبیین الحقائق، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، علامہ شہاب الدین احمد الشلبی

۲۳۹۔ تکملہ البحر الرائق، مطبوعہ مطبعہ علمیہ مصر، ۱۳۱۱ھ، علامہ محمد بن حسین بن علی طوری

۲۴۰۔ خلاصۃ الفتاویٰ، مطبوعہ امجد اکیڈمی لاہور، ۱۳۹۷ھ، شیخ طاہر بن عبدالرشید بخاری حنفی

۲۴۱۔ المنتقی علی ملتقی الابحر، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت، علامہ محمد علاؤالدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ

۲۴۲۔ شرح الکنز، مطبوعہ جمعیۃ المعارف المصریہ، مصر، ۱۲۸۷ھ، علامہ معین الدین الہروی المعروف بمحمد ملامسکین، متوفی ۹۵۴ھ

۲۴۳۔ فتاویٰ عبدالحی، مطبوعہ مطبع یوسفی ہند، ۱۳۲۵ھ، مولانا عبدالحی لکھنوی، متوفی ۱۳۰۴ھ

۲۴۴۔ فتاویٰ رضویہ، مطبوعہ مطبع سنی دارالاشاعت فیصل آباد، ۱۳۹۴ھ، امام احمد رضا قادری، متوفی ۱۳۴۰ھ

۲۴۵۔ الزبدۃ الزکیہ، مطبوعہ محبوب المطابع دہلی، " " " "

۲۴۶۔ کفل الفقیہ، مطبوعہ مطبع اہل سنت وجماعت بریلی، ۱۳۲۴ھ، امام احمد رضا قادری، متوفی ۱۳۴۰ھ

۲۴۷۔ فتاویٰ افریقیہ، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی، " " " "

۲۴۸۔ اسلام میں عورت کی دیت، مطبوعہ بزم سعید لاہور، علامہ سید احمد سعید کاظمی، متوفی ۱۴۰۶ھ

۲۴۹۔ بہارِ شریعت، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز کراچی، مولانا امجد علی متوفی ۱۳۶۷ھ

۲۵۰۔ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی، شیخ عزیز الرحمان و مفتی محمد شفیع دیوبندی، متوفی ۱۳۹۶ھ

۲۵۱۔ فتاویٰ خیریہ مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر ۱۳۱۰ھ علامہ خیرالدین اعلیٰ متوفی ۱۳۸۱ھ

۲۵۲۔ حاشیۃ ابی السعود علی ملامسکین، مطبوعہ جمعیۃ المعارف المصریہ، مصر، ۱۲۸۷ھ، علامہ ابوالسعود محمد بن محمد عمادی، متوفی ۹۸۲ھ

۲۵۳۔ فتاویٰ مسعودی، مطبوعہ سرحد پبلیکیشنز کراچی، ۱۴۰۷ھ، شاہ محمد مسعود دہلوی، متوفی ۱۳۹۶ھ

۲۵۴۔ جامع الفتاویٰ، مطبوعہ مطبع اسلامی پریس شاہ جہان پور، ۱۳۲۲ھ، مولانا ریاست علی خاں

۲۵۵۔ نصب الرایہ مطبوعہ مجلس علمی ہند، علامہ جمال الدین عبداللہ بن یوسف حنفی زیلعی متوفی ۷۶۲ھ

۲۵۶۔ امداد الفتاویٰ، مطبوعہ مکتبہ دارالعلوم کراچی، شیخ اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ

۲۵۷۔ کتاب الاشباہ والنظائر، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت

۲۵۸۔ غمز عیون البصائر، مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت، سید احمد بن محمد حنفی حموی

۲۵۹۔ انسانی اعضاء کی پیوندکاری، مطبوعہ مجلس مسائل تحقیق حاضرہ، کراچی، مفتی محمد شفیع دیوبندی، متوفی ۱۳۹۶ھ

۲۶۰۔ پراویڈنٹ فنڈ پر سود اور زکوٰۃ کا مسئلہ، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی، " " " "

۲۶۱۔ اوزان شرعیہ، مطبوعہ ادارۃ المعارف، کراچی، مفتی محمد شفیع دیوبندی، متوفی ۱۳۹۶ھ

۲۶۲۔ رسائل و مسائل، مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز، لاہور، سید ابو الاعلیٰ مودودی، متوفی ۱۳۹۹ھ

۲۶۳۔ ۵-اے ذیلدار پارک (اردو مجالس سید مودودی) مطبوعہ البدر پبلیکیشنز، ۱۹۷۵ء، سید ابو الاعلیٰ مودودی متوفی ۱۳۹۹ھ

۲۶۴۔ برجندی علی شرح وقایہ، مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنو، ۱۳۲۴ھ، علامہ عبد العلی برجندی

۲۶۵۔ حقوق الزوجین، مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن لاہور، سید ابو الاعلیٰ مودودی، متوفی ۱۳۹۹ھ

۲۶۶۔ مقالات کوثری، مطبوعہ ایچ۔ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی، علامہ زاہد الکوثری متوفی ۱۳۷۱ھ

۲۶۷۔ کنز الدقائق، مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز، کراچی، علامہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی، متوفی ۷۱۰ھ

۲۶۸۔ شرح وقایہ، مطبوعہ مطبع مجتبائی، ۱۳۲۷ھ، صدر الشریعہ عبید اللہ بن محمد متوفی ۷۴۷ھ

۲۶۹۔ حاشیہ مولوی الیاس، مطبوعہ ایچ۔ایم۔سعید اینڈ کمپنی ۱۹۰۸ء، مولوی الیاس

۲۷۰۔ فتاویٰ نوریہ مطبوعہ کمبائن پرنٹرز لاہور، ۱۹۸۳ء، مولانا نور اللہ نعیمی بصیرپوری متوفی ۱۴۰۳ھ

۲۷۱۔ فتاویٰ مظہری، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی، ۱۳۹۰ھ، مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی متوفی ۱۳۸۶ھ

۲۷۲۔ عرفان شریعت، مطبوعہ رضوی کتب خانہ بریلی، طبع دوم، اعلیٰ حضرت احمد رضا خان فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ

۲۷۳۔ فتاویٰ عزیزی، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۱ھ، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۲۹ھ

۲۷۴۔ الطیب الوجیز فی امتعۃ الورق والابریز، مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور، اعلیٰ حضرت احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ

۲۷۵۔ فتاویٰ تاتارخانیہ، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۱۱ھ، علامہ عالم بن العلاء الانصاری دہلوی متوفی ۷۸۶ھ

کتب فقہ شافعی

۲۷۶۔ کتاب الام، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۳ھ، امام محمد بن ادریس شافعی، متوفی ۲۰۴ھ

۲۷۷۔ المہذب، مطبوعہ دار الفکر بیروت، شیخ ابو اسحاق شیرازی شافعی، متوفی ۴۵۵ھ

۲۷۸۔ شرح المہذب، مطبوعہ دار الفکر بیروت، علامہ یحییٰ بن شرف نووی، متوفی ۶۷۶ھ

۲۷۹۔ تکملہ شرح المہذب، " " " ، علامہ تقی الدین سبکی، متوفی ۷۵۶ھ

۲۸۰۔ فتح العزیز شرح الوجیز، " " " ، علامہ ابو القاسم محمد رافعی، متوفی ۶۲۳ھ

۲۸۱۔ مغنی المحتاج، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، علامہ محمد الخطیب من قرن العاشر

۲۸۲۔ احیاء علوم الدین، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، امام محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ

۲۸۳۔ الحاوی للفتاوی، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، علامہ جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ ھ
۲۸۴۔ مختصر المزنی، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، امام محمد بن ادریس شافعی، متوفی ۲۰۴ ھ
۲۸۵۔ روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتین، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۴۰۵ ھ، علامہ یحییٰ بن شرف نووی، متوفی ۶۷۶ ھ
۲۸۶۔ فقہ السنۃ، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۰۱ ھ، ڈاکٹر یوسف قرضاوی

کتب فقہ مالکی

۲۸۷۔ المدونۃ الکبریٰ، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۲ ھ، امام سحنون بن سعید تنوخی مالکی متوفی، ۲۵۶ ھ
۲۸۸۔ بدایۃ المجتہد، مطبوعہ دار الفکر بیروت، قاضی ابو الولید محمد بن احمد ابن رشد مالکی اندلسی، متوفی ۵۹۵ ھ
۲۸۹۔ الشرح الصغیر علیٰ اقرب المسالک، مطبوعہ دار المعارف مصر، ۱۳۴۸ ھ، علامہ ابو البرکات احمد بن محمد الدردیر مالکی، متوفی ۱۱۹۷ ھ
۲۹۰۔ التاج والاکلیل شرح مختصر خلیل، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ ھ، علامہ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف ابن ابی القاسم العبدری مالکی متوفی ۸۹۷ ھ
۲۹۱۔ الشرح الکبیر، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، علامہ ابو البرکات سیدی احمد دردیر مالکی متوفی ۱۱۹۷ ھ
۲۹۲۔ حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، شیخ شمس الدین محمد بن عرفہ دسوقی مالکی، متوفی ۱۲۱۹ ھ
۲۹۳۔ حاشیۃ الصاوی علی الشرح الصغیر للدردیر، مطبوعہ دار المعارف مصر، ۱۹۷۴ء، علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی، متوفی ۱۲۲۳ ھ
۲۹۴۔ مواہب الجلیل، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ ھ، علامہ ابو عبد اللہ محمد بن محمد الحطاب المغربی، متوفی ۹۵۴ ھ

کتب فقہ حنبلی

۲۹۵۔ المقنع، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ ھ، علامہ ابو القاسم عمر بن الحسین بن عبد اللہ بن احمد الخرقی، متوفی ۳۳۴ ھ
۲۹۶۔ المغنی، 〃 〃 〃 ، علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی، متوفی ۶۲۰ ھ
۲۹۷۔ المغنی مع الشرح الکبیر، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۴ ھ، 〃 〃 〃
۲۹۸۔ الشرح الکبیر، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۴ ھ، علامہ شمس الدین عبد الرحمٰن بن ابی عمر محمد بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی، ۶۸۲ ھ
۲۹۹۔ انصاف، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۳۷۲ ھ، علامہ ابو الحسین علی بن سلیمان مرداوی، متوفی ۸۸۵ ھ
۳۰۰۔ مجموع الفتاویٰ، مطبوعہ بامر فہد بن عبد العزیز آل سعود، شیخ ابو العباس تقی الدین احمد ابن تیمیہ حنبلی، متوفی ۷۲۸ ھ
۳۰۱۔ کتاب الفروع، مطبوعہ عالم الکتب بیروت، ۱۳۸۸ ھ، علامہ شمس الدین مقدسی ابو عبد اللہ محمد بن مفلح حنبلی، متوفی ۷۶۳ ھ
۳۰۲۔ تصحیح الفروع، 〃 〃 〃 ، علامہ ابو الحسن علی بن سلیمان مرداوی، متوفی ۸۸۵ ھ
۳۰۳۔ کشاف القناع، 〃 〃 〃 ، علامہ منصور بن یونس بن ادریس بہوتی حنبلی، متوفی ۱۰۵۱ ھ

کتب فقہ ظاہریہ (غیر مقلدین)

۳۰۴۔ المحلی، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۹ھ، شیخ علی بن احمد بن حزم اندلسی، متوفی ۴۵۶ھ
۳۰۵۔ نیل الاوطار، مطبوعہ الکلیات الازہریہ، ۱۳۹۸ھ، شیخ محمد بن علی شوکانی، متوفی ۱۲۵۰ھ
۳۰۶۔ مسلک الختام، نواب صدیق حسن خاں بھوپالی، متوفی ۱۳۰۷ھ
۳۰۷۔ ایک مجلس کی تین طلاقیں، مطبوعہ نعمانیہ کتب خانہ لاہور
۳۰۸۔ کتاب الاموال، مطبوعہ ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، امام ابو عبید قاسم بن سلام، متوفی ۲۲۴ھ

مذاہب اربعہ

۳۰۹۔ میزان الشریعۃ الکبریٰ، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی واولادہ مصر، ۱۳۵۹ھ، علامہ عبدالوہاب شعرانی، متوفی ۹۷۳ھ
۳۱۰۔ الفقہ علی مذاہب الاربعہ، مطبوعہ دار الفکر بیروت، علامہ عبدالرحمن الجزیری
۳۱۱۔ الفتاویٰ الاسلامیہ من دار الافتاء المصریہ القاہرہ، ۱۴۰۰ھ
۳۱۲۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ، ڈاکٹر وہبہ زحیلی
۳۱۳۔ التشریع الجنائی، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، علامہ عبدالقادر عودہ
۳۱۴۔ یسئلونک فی الدین والحیوٰۃ، مطبوعہ دار الجیل بیروت، ڈاکٹر احمد شرباصی، استاذ جامعہ ازہر۔

کتب شیعہ (حدیث و فقہ)

۳۱۵۔ الاصول من الکافی دار الکتب الاسلامیہ، تہران، شیخ ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی، متوفی ۳۲۹ھ
۳۱۶۔ الفروع من الکافی، مطبوعہ " " ۱۳۹۱ھ، " " "
۳۱۷۔ من لا یحضرہ الفقیہ، مطبوعہ " شیخ ابوجعفر محمد بن علی قمی، متوفی ۳۸۱ھ
۳۱۸۔ تہذیب الاحکام مطبوعہ " شیخ ابوجعفر محمد بن حسن طوسی، متوفی ۴۶۰ھ
۳۱۹۔ الاستبصار، مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ، تہران، " "
۳۲۰۔ نہج البلاغۃ مع فارسی ترجمہ، مطبوعہ انتشارات زرین ایران
۳۲۱۔ نہج البلاغۃ مع اردو ترجمہ، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز
۳۲۲۔ شرح نہج البلاغۃ، مطبوعہ مؤسسۃ مطبوعاتی اسماعیلیان ایران، شیخ عزالدین عبدالحمید بن ابی الحدید متوفی ۶۵۶ھ
۳۲۳۔ تفسیر تبیان، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، شیخ ابوجعفر محمد بن حسن طوسی متوفی ۴۶۰ھ

۳۲۴۔ تفسیر مجمع البیان، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۴۰۶ھ، شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ
۳۲۵۔ تفسیر منہج الصادقین، خیابان ناصر خسرو، شیخ فتح اللہ کاشانی متوفی ۹۷۷ھ
۳۲۶۔ تفسیر قمی، مطبوعہ مطبعۃ النجف، ۱۳۸۷ھ، شیخ ابو الحسن علی بن ابراہیم قمی، متوفی ۳۲۹ھ
۳۲۷۔ تفسیر نمونہ، مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ ایران، ۱۳۴۳ھ، جمعے از نویسندگان
۳۲۸۔ توضیح المسائل، مطبوعہ سازمان تبلیغ اسلامی ایران، ۱۴۰۲ھ، شیخ روح اللہ خمینی، متوفی ۱۴۰۹ھ
۳۲۹۔ توضیح المسائل، مطبوعہ جامعہ تعلیمات اسلامی، کراچی، شیخ ابو القاسم الخوئی،
۳۳۰۔ احتجاج، مطبوعہ دار النعمان ایران، شیخ ابو منصور احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی، متوفی ۶۲۰ھ
۳۳۱۔ حق الیقین، مطبوعہ خیابان ناصر خسرو ایران، ۱۳۴۴ھ، ملا باقر بن محمد تقی مجلسی، متوفی ۱۱۱۰ھ
۳۳۲۔ جلاء العیون (مترجم)، مطبوعہ انصاف پریس لاہور، ملا باقر بن محمد تقی مجلسی، متوفی ۱۱۱۰ھ
۳۳۳۔ حیات القلوب (مترجم)، مطبوعہ حمایت اہل بیت وقف لاہور، ملا باقر بن محمد تقی مجلسی، متوفی ۱۱۱۰ھ
۳۳۴۔ تاریخ یعقوبی، مطبوعہ مرکز انتشارات علمی فرہنگی ایران، ۱۳۶۲ھ، شیخ احمد بن ابی یعقوب، متوفی ۲۶۰ھ
۳۳۵۔ کشف الاسرار، مطبوعہ انتشارات آزادی قم ایران، شیخ روح اللہ خمینی موسوی، متوفی ۱۴۰۹ھ
۳۳۶۔ المیزان، مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ ایران، ۱۳۰۲ھ، شیخ محمد حسین طباطبائی، متوفی ۱۲۹۳ھ
۳۳۷۔ فقہ الامام جعفر الصادق، مطبوعہ دار العلم بیروت، شیخ محمد جواد مغنیہ
۳۳۸۔ ناسخ التواریخ، مطبوعہ کتاب فروشی اسلامیہ ایران، ۱۳۶۳ھ، میرزا محمد تقی مؤرخ شہیر، متوفی ۱۲۹۰ھ
۳۳۹۔ بحار الانوار، مطبوعہ المطبعۃ الاسلامیہ طہران، ۱۳۹۲ھ، ملا محمد باقر بن محمد تقی مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ
۳۴۰۔ القرآن المبین تفسیر المتقین، مطبوعہ شیعہ جنرل بک ایجنسی لاہور، شیخ امداد حسین کاظمی مشہدی
۳۴۱۔ فدک، مطبوعہ کتاب خانہ چہل ستون، جامع تہران، ۱۳۹۸ھ، فقیر سید محمد حسن قزوینی
۳۴۲۔ شرح نہج البلاغہ، مطبوعہ مؤسسۃ النصر ایران، ۱۳۸۷ھ، شیخ کمال الدین میثم بن علی بن میثم البحرانی، متوفی ۶۷۹ھ
۳۴۳۔ رجال کشی، مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات ایران، شیخ ابو عمرو محمد بن عمر بن عبد العزیز کشی من علماء القرن الرابع

کتب عقائد و کلام

۳۴۴۔ شرح عقائد نسفی، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی، علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی، متوفی ۷۹۱ھ
۳۴۵۔ شرح مواقف، مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ، میر سید شریف علی بن محمد جرجانی، متوفی ۸۱۶ھ
۳۴۶۔ شرح فقہ اکبر، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی واولادہ مصر، ۱۳۷۵ھ، ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ
۳۴۷۔ حاشیۃ الخیالی، مطبوعہ عبد الحکیم اینڈ سنز پشاور، علامہ شمس الدین احمد بن موسیٰ خیالی، متوفی ۸۷۰ھ
۳۴۸۔ المنقذ من الضلال، مطبوعہ ہیئۃ الاوقاف لاہور، ۱۴۰۵ھ، علامہ محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ
۳۴۹۔ الیواقیت والجواہر، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی واولادہ مصر، ۱۳۷۸ھ، علامہ عبد الوہاب شعرانی، متوفی ۹۷۳ھ

۳۵۰۔ نبراس، مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور، ۱۳۹۷ھ، مولانا عبد العزیز پرہاروی
۳۵۱۔ حاشیہ عبد الحکیم سیالکوٹی مع مجموعہ حواشی البھیہ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ، ۱۳۹۱ھ، مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی، متوفی ۱۰۶۷ھ
۳۵۲۔ شرح المقاصد، مطبوعہ دار المعارف النعمانیہ، لاہور، ۱۴۰۱ھ، علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی، متوفی ۷۹۱ھ
۳۵۳۔ الاحکام السلطانیہ، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی و اولادہ مصر، ۱۳۹۳ھ، علامہ ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی متوفی ۴۵۰ھ
۳۵۴۔ سائرہ، مطبوعہ مطبعۃ السعادۃ مصر، علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ
۳۵۵۔ مسامرہ، مطبوعہ مطبعۃ السعادۃ مصر، علامہ کمال الدین محمد بن محمد المعروف بابن ابی شریف القدسی الشافعی متوفی ۹۰۶ھ
۳۵۶۔ کتاب العقائد، مطبوعہ تاجدار پبلیشنگ کمپنی، کراچی، صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، متوفی ۱۳۶۷ھ

کتب اصول حدیث

۳۵۷۔ الکفایہ فی علم الروایہ، مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ، حافظ ابوبکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی، متوفی ۴۶۳ھ
۳۵۸۔ لقط الدرر، مطبوعہ مطبعہ شرکتہ مصطفیٰ البابی حلبی و اولاد مصر، ۱۳۵۶ھ، علامہ عبد اللہ بن حسین خاطر
۳۵۹۔ شرح شرح نخبۃ الفکر، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ، ملا علی بن سلطان محمد القاری، متوفی ۱۰۱۴ھ
۳۶۰۔ امعان النظر، مطبوعہ اکادمی شاہ ولی اللہ، حیدر آباد سندھ، قاضی محمد اکرم سندھی
۳۶۱۔ تدریب الراوی، مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ، ۱۳۹۲ھ، علامہ جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ
۳۶۲۔ تقریب النواوی، مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ، ۱۳۹۲ھ، علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ
۳۶۳۔ علوم الحدیث، مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ، امام ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمٰن شہرزوری المعروف بابن الصلاح متوفی ۶۴۳ھ
۳۶۴۔ تیسیر مصطلح الحدیث، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان، ڈاکٹر محمود طحان

کتب اصول فقہ

۳۶۵۔ مستصفیٰ، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبریٰ بولاق مصر، ۱۲۹۴ھ، امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ
۳۶۶۔ فواتح الرحموت، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبریٰ بولاق ۱۲۹۴ھ، بحر العلوم عبد العلی بن نظام الدین متوفی، ۱۲۲۵ھ
۳۶۷۔ الرسالۃ، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبریٰ بولاق مصر، ۱۳۱۲ھ، امام محمد بن ادریس شافعی متوفی ۲۰۴ھ
۳۶۸۔ الاحکام فی اصول الاحکام، مطبوعہ مطبع محمد علی و اولادہ مصر، ۱۳۴۷ھ، علامہ سیف الدین علی بن علی آمدی متوفی، ۶۳۱ھ
۳۶۹۔ اصول بزدوی، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، فخر الاسلام علی بن محمد بزدوی متوفی، ۴۸۲ھ
۳۷۰۔ ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من علم الاصول، مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل، الشیخ محمد بن علی شوکانی، متوفی ۱۲۵۰ھ

متفرقات

٣٧١- کتاب التعریفات، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر، ١٣٠٦ھ، میر سید شریف علی بن محمد جرجانی، متوفی ٨١٦ھ
٣٧٢- الجامع اللطیف، محمد جار اللہ، متوفی ٩٨٥ھ
٣٧٣- فتاویٰ حدیثیہ، مطبوعہ مطبع مصطفےٰ البابی واولادہ مصر، ١٣٥٦ھ، علامہ ابن حجر مکی، متوفی ٩٧٤ھ
٣٧٤- سباحۃ الفکر، مولانا عبد الحیٔ لکھنوی، متوفی ١٣٠٤ھ
٣٧٥- الکبریت الاحمر، مطبوعہ مطبع مصطفےٰ البابی واولادہ مصر، ١٣٧٨ھ، علامہ عبد الوہاب شعرانی، متوفی ٩٧٣ھ
٣٧٦- الاعتصام، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، علامہ ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ شاطبی، متوفی ٧٩٠ھ
٣٧٧- بوادر النوادر، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ١٩٦٤ء، شیخ اشرف علی تھانوی، متوفی ١٣٦٢ھ
٣٧٨- براہین قاطعہ، مطبوعہ مطبع بلالی، ڈھونڈ، شیخ خلیل احمد انبیٹھوی، متوفی ١٣٤٦ھ
٣٧٩- اسلام اور موسیقی، مطبوعہ ادارۂ ثقافت اسلامیہ لاہور، ١٩٦٨ء، شاہ محمد جعفر پھلواری
٣٨٠- المہند علی المفند، مطبوعہ کتب خانہ دیوبند، شیخ خلیل احمد انبیٹھوی، متوفی ١٣٤٦ھ
٣٨١- دو اسلام، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، ڈاکٹر غلام جیلانی برق
٣٨٢- مکتوبات امام ربانی، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی، ١٩٧٠ء، حضرت مجدد الف ثانی، متوفی ١٠٣٤ھ
٣٨٣- حیٰوۃ الحیوان الکبریٰ، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر ١٣٠٥ھ، علامہ محمد بن موسیٰ الدمیری متوفی ٨٠٨ھ
٣٨٤- عجائب المخلوقات، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر ١٣٠٥ھ، علامہ زکریا بن محمد بن محمود
٣٨٥- الملفوظ، مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور، امام احمد رضا قادری متوفی ١٣٤٠ھ
٣٨٦- تکمیل الایمان، مطبوعہ فخر المطابع لکھنؤ، ١٩١٢ء شیخ عبد الحق محدث دہلوی، متوفی ١٠٥٢ھ
٣٨٧- منہاج السنۃ، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبریٰ بولاق مصر، شیخ تقی الدین ابو العباس احمد بن تیمیہ حرانی، متوفی ٧٢٨ھ
٣٨٨- تقویۃ الایمان، مطبوعہ مطبع علیمی لاہور، شیخ اسماعیل دہلوی، متوفی ١٢٤٦ھ
٣٨٩- تحقیق الفتویٰ، مطبوعہ مکتبۂ قادریہ لاہور، ١٣٩٩ھ، علامہ فضل حق خیر آبادی، متوفی ١٨٦١ء
٣٩٠- ماثبت بالسنۃ، مطبوعہ ادارہ نعیمیہ رضویہ لاہور، شیخ عبد الحق محدث دہلوی، متوفی ١٠٥٢ھ
٣٩١- شمائم امدادیہ، مطبوعہ مدنی کتب خانہ ملتان، ١٤٠٥ھ، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، متوفی ١٣١٧ھ
٣٩٢- امداد المشتاق، مکتبۂ اسلامیہ لاہور، شیخ اشرف علی تھانوی، متوفی ١٣٦٢ھ
٣٩٣- فیصلہ ہفت مسئلہ، مطبوعہ مدنی کتب خانہ لاہور، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، متوفی ١٣١٧ھ
٣٩٤- المورد الروی فی المولد النبوی، مطبوعہ المدینۃ المنورۃ، ١٤٠٠ھ، ملا علی بن سلطان محمد القاری، ١٠١٤ھ
٣٩٥- ابجد العلوم، مطبوعہ مکتبۂ قدوسیہ لاہور، ١٤٠٣ھ، نواب صدیق حسن خان بھوپالی، متوفی ١٣٠٧ھ
٣٩٦- الدرر الکامنۃ، مطبوعہ دار الجلیل بیروت، حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی

۳۹۷۔ فتاویٰ مہریہ، مطبوعہ گولڑہ شریف ۱۹۸۸ء، علامہ پیر سید مہر علی شاہ متوفی ۱۳۵۶ھ
۳۹۸۔ روزنامہ جنگ کراچی، میر خلیل الرحمٰن (مدیر اعلیٰ)
۳۹۹۔ جمہرۃ انساب العرب مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۰۳ھ، ابو محمد علی بن حزم اندلسی، متوفی ۴۵۶ھ
۴۰۰۔ التلخیص الجبیر، حافظ ابن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ
۴۰۱۔ ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور، جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری
۴۰۲۔ الحیلۃ الناجزۃ، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی، ۱۹۸۷ء، شیخ اشرف علی تھانوی، متوفی ۱۳۶۴ھ
۴۰۳۔ احسن الفتاوی، مطبوعہ ایچ-ایم سعید اینڈ کمپنی، ۱۴۰۷ھ، مفتی رشید احمد
۴۰۴۔ ابریز من کلام سیدی عبد العزیز، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی واولادہ مصر، ۱۳۸۰ھ سیدی احمد بن عبد المبارک
۴۰۵۔ تحذیر الناس، مطبوعہ کتب خانہ امدادیہ دیوبند، ۱۳۹۵ھ، شیخ محمد قاسم نانوتوی، متوفی ۱۲۹۷ھ
۴۰۶۔ ازاحۃ العیب بسیف الغیب، مطبوعہ رضوی کتب خانہ لاہور، ۱۳۳۰ھ، امام احمد رضا قادری، متوفی ۱۳۴۰ھ
۴۰۷۔ صراط مستقیم، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ، لاہور، شیخ اسماعیل دہلوی، متوفی ۱۲۴۶ھ
۴۰۸۔ میری داستان حیات، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، کراچی، ڈاکٹر غلام جیلانی برق
۴۰۹۔ رموز ایمان، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، کراچی، ڈاکٹر غلام جیلانی برق
۴۱۰۔ فتاویٰ رشیدیہ کامل، مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی، شیخ رشید احمد گنگوہی، متوفی ۱۳۲۳ھ
۴۱۱۔ التراتیب الاداریہ (نظام الحکومت النبویہ)، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، علامہ عبد الحیٔ الکتانی
۴۱۲۔ انشورنس اسلامی معیشت میں، مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور، ۱۹۸۲ء، ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی
۴۱۳۔ شرح جامی، مطبوعہ ایچ-ایم-سعید اینڈ کمپنی، کراچی، مولانا عبد الرحمٰن جامی
۴۱۴۔ اعانۃ الطالبین، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، علامہ سید ابی بکر المعروف بالسید البکری
۴۱۵۔ مختصر المعانی، مطبوعہ میر محمد کتب خانہ، کراچی، علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی، متوفی ۷۹۲ھ
۴۱۶۔ اردو دائرۂ معارف اسلامیہ، مطبوعہ زیر اہتمام، دانش گاہ پنجاب لاہور، ۱۳۹۷
۴۱۷۔ مقالات کاظمی، مطبوعہ مکتبہ فریدیہ ساہیوال، ۱۳۹۷ھ، علامہ سید احمد سعید کاظمی، متوفی ۱۴۰۶ھ
۴۱۸۔ ہدایۃ النحو، مطبوعہ ایچ-ایم-سعید اینڈ کمپنی کراچی، علامہ ابو حیان اندلسی، متوفی ۷۵۴ھ
۴۱۹۔ المرأۃ فی فکر الاسلامی مطبوعہ مطابع جامعۃ الموصل بغداد، ۱۹۸۶ء، علامہ جمال محمد فقی رسول الباجوری
۴۲۰۔ اعلام الموقعین، مطبوعہ حارۃ حریک لبنان، علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر المعروف بابن القیم الجوزیہ متوفی ۷۵۱ھ
۴۲۱۔ اتحاف سادۃ المتقین، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر، ۱۳۱۱ھ، علامہ سید محمد بن محمد مرتضیٰ الحسینی زبیدی حنفی، متوفی ۱۲۰۵ھ
۴۲۲۔ رد الرفضۃ، مطبوعہ مشہور پریس کراچی، امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ
۴۲۳۔ تصفیہ مابین سنی وشیعہ، مطبوعہ گولڑہ شریف ۱۹۷۹ء، علامہ پیر سید مہر علی شاہ متوفی ۱۳۵۶ھ،
۴۲۴۔ تحقیق الحق فی کلمۃ الحق، " " ۱۴۱۲ھ، علامہ پیر سید مہر علی شاہ، متوفی ۱۳۵۶ھ،